مشکلاتِ اُمت کے حل پر امام شعرانیؒ کی اہم تصنیف

كشف الغمة

عن جميع الأمة

تألیف

أبي المواهب عبد الوهاب
بن أحمد بن عليّ الشعراني
المتوفى سنة ۹۷۳ھ

مترجم

شاہ محمد چشتی

كشف الغمة

عن جميع الأمة

تأليف

أبي المواهب عبد الوهاب بن أحمد بن علي الشعراني

المتوفى سنة ۹۷۳ھ

مترجم:
شاہ محمد چشتی

نظر ثانی:
محمد محسن

حصہ دوم

ادارۂ پیغام القرآن

۴۰۔ اُردو بازار ○ لاہور ☎ 042-7323241

نام کتاب	....	کشف الغمہ دوم
مصنف	....	امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	....	شاہ محمد چشتی
نظر ثانی	....	محمد محسن
طابع	....	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز
سال اشاعت	....	نومبر 2008ء
تعداد	....	300
قیمت	....	-/1000 روپے

............ملنے کے پتے............

○ حسیب پبلشنگ ہاؤس ایوانِ علم پلازہ ۸۔ اُردو بازار لاہور

احمد بُک کارپوریشن کمیٹی چوک راول پنڈی

اسلامک بُک کارپوریشن کمیٹی چوک راول پنڈی

فہرست

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: (صاحبزادہ) محمد محبّ اللہ نوری

مجمع البحرین حضرت امام شعرانی قدس سرہ العزیز شریعت وطریقت کے امام، راسخ فی العلم اور ارباب مشاہدہ میں سے تھے--- آپ کی کنیت ابوالمواہب ہے، جب کہ صاحبزادے کی نسبت سے ابوعبدالرحمٰن کہلاتے تھے--- آپ کے والد گرامی کا نام احمد بن علی ہے---

سلسلۂ نسب

آپ کا سلسلہ نسب حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے صاحبزادے حضرت محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے---[ا]

آپ نے اپنا سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا ہے:

عبد الوھاب بن احمدبن علی بن احمد بن علی بن محمد بن زوفا بن ابوالعمران شیخ موسٰی بن سلطان احمد بن سلطان قاشین بن سلطان محیا بن سلطان زوفا بن ریان بن سلطان محمد بن موسٰی بن محمد بن الحنفیه بن امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم---[۲]

والد گرامی

امام شعرانی کے والد گرامی شیخ شہاب احمد بن نور الدین علی شعراوی اپنے عہد کے جید عالم دین اور شیخ طریقت تھے--- نحو، فقہ، فرائض اور فلکیات میں مہارت کے ساتھ ساتھ بہترین شاعر اور بہت بڑے خطیب و انشا پرداز تھے--- منبر پر کھڑے ہو کر فی البدیہہ خطبہ ارشاد فرماتے--- بہت خوش الحان تھے، قرآن کریم کی تلاوت نہایت خشوع وخضوع سے کرتے تھے--- ایک بار قاضی کمال الدین الطّویل آپ کی قراءت سے اس قدر متاثر

ہوئے کہ جسمانی توازن برقرار نہ رہ سکا---

گوناگوں علمی مصروفیات کے باوجود رزق حلال کے حصول کے لیے کھیتی باڑی کا کام بھی کرتے--- ذاتی کاموں کے علاوہ ضرورت مند افراد کی مدد کرتے اور خدمت خلق کو ثواب کا ذریعہ گردانتے تھے---

آپ شب بیدار تھے، ہر رات نماز میں ایک تہائی قرآن کریم کی تلاوت کرتے--- آپ کے صاحب زادے شیخ عبدالوہاب شعرانی کا بیان ہے کہ بعض اوقات قرآن کریم کی تلاوت سنتے تو بے خود ہو کر گر جاتے اور مرغ بسمل کی طرح لوٹنے لگتے--- آپ نے حدیث، نحو، اصول اور معانی و بیان میں متعدد کتب تصنیف کیں، جو چوری ہو گئیں--- آپ نے اس پر اظہار افسوس کی بجائے یہ فرمایا:

''ہم نے یہ کتابیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تحریر کی تھیں، لہٰذا اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ لوگ ان کتب کو ہماری جانب منسوب کریں یا نہ کریں''---

۹۰۷ھ میں آپ کا وصال ہوا اور اپنے والد ماجد علی بن احمد کے پہلو میں آبائی قصبہ ابوشعرہ کی خانقاہ میں آسودۂ خاک ہوئے---[۳]

ولادت

امام عبدالوہاب شعرانی کی ولادت ۸۹۸ھ/۱۴۹۳ء کو ابوشعرہ نامی بستی میں ہوئی[۴] اسی نسبت سے آپ کو شعرانی یا شعراوی کہا جاتا ہے[۵] بعض نے کہا ہے کہ آپ کی ولادت مصر کی بستی قلقشندہ میں ہوئی---[۶]

بچپن ہی میں والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا، چناں چہ ایک یتیم بچے کی حیثیت سے پرورش پائی--- بے کسی اور یتیمی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی نصرت و حمایت ان کے شامل حال رہی اور آپ آفات و بلیات سے محفوظ رہے---[۷]

تعلیم

آٹھ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا، صغرسنی ہی سے پابند صوم وصلوٰۃ تھے، تحدیث نعمت کے طور پر خود بیان فرماتے ہیں:

''کئی دفعہ ایک ہی رکعت میں پورا قرآن کریم ختم کر لیتا تھا، حالاں کہ ابھی بالغ نہیں ہوا تھا''---[۸]

حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ آپ نے ابوشجاع اور اجرومیہ نامی کتابوں کو بھی حفظ کر لیا--- اس وقت

آپ کی عمر سات یا آٹھ سال سے زیادہ نہ تھی---[۹]

۹۱۱ھ کے اوائل میں آپ ریف کے صحرائی علاقے سے نقل مکانی کر کے مصر آ گئے، تب آپ کی عمر تقریباً بارہ سال تھی--- مصر کی سرزمین علم میں پہنچ کر آپ سیدی ابو العباس الغمری کے جامع میں قیام پذیر ہوئے--- فرماتے ہیں کہ شیخ الجامع اور آپ کی اولاد مجھ پر حد درجہ مہربان تھے، جو خود کھاتے، وہی مجھے کھلاتے اور جو پہنتے، وہی مجھے پہناتے--- ان کے ہاں کتب شرعیہ کے متون اور ان کی اصطلاحات یاد کیں---[۱۰]

دورانِ طالب علمی لوگ انھیں سونا، چاندی اور کپڑے دیتے، مگر تقویٰ و طہارت کی بنا پر آپ قبول نہ کرتے--- اسی اثنا میں کبھی فاقہ کی نوبت بھی آ جاتی مگر لوگوں کے آگے دست سوال کبھی دراز نہ کیا[۱۱] جامع غمری میں آپ نے مختلف علوم وفنون کی بنیادی کتابیں مثلاً المنهاج للنووی، الفیه ابن مالك، توضیح ابن هشام، جمع الجوامع، الفیه العراقی، تلخیص المفتاح، شاطبیه، قواعد ابن هشام وغیرہ زبانی یاد کر لیں[۱۲] علامہ عبدالرؤف مناوی (م۱۰۲۱ھ) اسے آپ کی کرامت گردانتے ہوئے لکھتے ہیں:

''میں نے تاریخ اور طبقات کی کتب میں آج تک کسی کے حالات میں یہ نہیں دیکھا کہ اسے اتنی کتابیں حفظ ہوں''---[۱۳]

اساتذہ

امام شعرانی نے علوم وفنون کی بیسیوں بڑی بلند پایہ اور عظیم وضخیم کتب کے نام تحریر فرمائے ہیں، جنھیں آپ نے وقت کے جید اساتذہ اور ائمہ فن سے پڑھا--- آپ نے کم وبیش پچاس اساتذہ کرام کے آگے زانوئے تلمذ تہ کیے، جن میں شیخ امام امین الدین، شیخ امام شمس الدین الدواخلی، شیخ علامہ شہاب الدین مسیری، شیخ امام محقق نور الدین محلی، شیخ امام نور الدین سنہوری، شیخ علامہ ملا علی العجمی، شارح بخاری شیخ امام شہاب الدین قسطلانی، شیخ برہان الدین قلقشندی، شیخ الاسلام زکریا انصاری اور شیخ امام شہاب الدین رملی ایسے ائمہ و محدثین شامل ہیں---[۱۴]

یوسف الیان سرکیس نے آپ کے اساتذہ میں امام جلال الدین سیوطی کا نام بھی ذکر کیا ہے[۱۵] شعرانی ان کا تذکرہ بایں القاب کرتے ہیں:

سیدنا و شیخنا خاتمة الحفاظ الشیخ جلال الدین السیوطی رحمه الله و نفعنا بعلمه و المسلمین---[۱۶]

بچپن میں کرامات کا ظہور

مصر میں اقامت کے بعد تعلیمی دور کے آغاز ہی میں جب کہ ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے، کرامات و عنایات ربانی کا ظہور ہوا--- تحدیث نعمت کے طور پر خود بیان فرماتے ہیں:

- ایک بار دریائے نیل کناروں تک بہ رہا تھا، میں اس میں تیرتے ہوئے بہت تھک گیا، قریب تھا کہ ڈوب جاتا مگر اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور میرے لیے ایک مگر مچھ بھیج دیا، جو میرے پاؤں کے نیچے آ کر ٹھہر گیا، حتیٰ کہ مجھے راحت ملی، میں نے سمجھا کوئی چٹان ہے--- اسی اثنا میں وہ تیرنے لگا اور مجھے بخیریت ساحل تک پہنچا کر دریا میں غوطہ زن ہو گیا---

یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان تھا کہ ایک وحشی جانور کو میرا مطیع کر دیا اور مجھے نجات عطا فرمائی، حالاں کہ اس وقت میں چھوٹا تھا اور مجھے اللہ کے حضور حسن معاملہ کی معرفت حاصل نہیں تھی---

- اسی طرح ایک بار ایک فاسق و فاجر شخص نے میرے ساتھ فحش کلامی کی--- ابھی ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کوڑھ کے موذی مرض میں مبتلا کر دیا، یہاں تک کہ لوگ اس سے نفرت کرنے لگے اور وہ اسی ذلت میں مر گیا---[۱۷]

ذوقِ مطالعہ

آپ کو مطالعۂ کتب کا اعلیٰ ذوق تھا--- اللہ تعالیٰ نے بلا کا حافظہ عطا فرمایا تھا، جو چیز ایک بار سن لیتے، حفظ ہو جاتی--- سرعت مطالعہ کا یہ عالم کہ ایک ہی رات میں ضخیم کتاب کا مطالعہ مکمل کر لیتے---[۱۸]

اگر چہ آپ کا زیادہ تر میلان تصوف کی طرف تھا، مگر قرآن و سنت، عقائد اور فقہ وغیرہ علوم شرعیہ سے بھی بہت لگاؤ تھا--- آپ نے تفسیر، حدیث، شروح حدیث، سیرت، اصول، کلام، قواعد، فتاویٰ اور تصوف کی کئی کئی جلدوں پر محیط ضخیم کتب کا متعدد بار مطالعہ کیا--- ذیل میں ہم بعض کتب کا تذکرہ کرتے ہیں، جس سے قارئین کو ان کی وسعت علمی اور کثرت مطالعہ کا اندازہ ہو جائے گا--- امام شعرانی فرماتے ہیں:

میں نے اپنے استاذ شیخ زکریا انصاری کی تصنیف ''الروض'' کا مطالعہ تیس (۳۰) دفعہ کیا--- امام شافعی کی کتاب ''الام'' کا مطالعہ تین بار کیا، اس کتاب کی اکثر نصوص حفظ تھیں---

شیخ محی الدین ابن العربی کی تیس ضخیم جلدوں پر مشتمل کتاب ''مختصر'' ایک بار، ماوردی کی کتاب ''الحاوی'' اور ''الاحکام السلطانیہ'' ایک ایک بار--- ''الحاوی'' تیس ضخیم مجلدات پر محیط ہے---

کتاب الشامل لابن الصباغ	ایک بار
شیخ ابومحمد الجوینی کی کتاب ''المحیط''	ایک بار
امام غزالی کی ''الوسیط، الوجیز''	ایک بار
شرح المهذب	تقریباً پچاس بار
شرح مسلم للنووی	پندرہ بار
شرح المنهاج	تیس بار
قواعد زرکشی	۳/ بار اور

متعدد دیگر مطولات کا مطالعہ کیا---

شروح حدیث

جن شروح حدیث کا مطالعہ کیا، ان میں سے بعض حسب ذیل ہیں:

فتح الباری شرح صحیح بخاری	ایک بار
شرح الکرمانی علی البخاری	دو بار
شرح البرماوی	پانچ بار
علامہ عینی کی شرح بخاری، ۲۵/ جلدیں	دو بار
شرح القسطلانی	ایک بار
شرح مسلم للقاضی عیاض	ایک بار
شرح ترمذی لابن ملقن	ایک بار

کتب تفسیر

تفسیر بغوی، ایک بار — تفسیر خازن، ۳/ بار

تفسیر ابن عادل، ۷/ بار — تفسیر کواشی، ۱۰/ بار

تفسیر قرطبی، دو بار — تفسیر ابن کثیر، ایک بار

تفسیر بیضاوی، پانچ بار — تفسیر ابن نقیب المقدسی، ایک بار

یہ تفسیر سو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، اس سے زیادہ مبسوط تفسیر کا میں نے مطالعہ نہیں کیا---

تفسیر جلالین، ۳۰/ بار — تفسیر درمنثور، ۳/ بار

تفسیر امام سعید بن عبد اللہ ازدی--- یہ نہایت نفیس تفسیر ہے، امام جلال الدین سیوطی کو اس کے مطالعہ کا اشتیاق تھا، بیس سال تک تلاش کرتے رہے، مگر دستیاب نہ ہو سکی، میں نے اس کتاب کا نہ صرف مطالعہ کیا بلکہ اس کی تخریج بھی کی--- اس کے علاوہ متعدد تفاسیر

کتب حدیث

صحاح ستہ، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، مسند امام احمد، موطا امام مالک، طبرانی کی المعجم الکبیر، المعجم الاوسط، المعجم الصغیر، جامع الاصول لابن اثیر، امام جلال الدین سیوطی کی الجامع الکبیر، الجامع الصغیر اور زیادات (یہ دس ہزار احادیث کا مجموعہ ہے) سنن بیہقی کے بعد یہ حدیث کی جامع کتاب ہے، شریعت کا شاید ہی کوئی مسئلہ ہو، جو اس میں نہ آ گیا ہو---

سنن کبریٰ للبیھقی، دلائل النبوۃ للبیھقی، کتاب المعجزات و الخصائص للسیوطی وغیرہ متعدد اجزاء و مسانید کا مطالعہ کیا---

کتب لغت

جوہری کی صحاح، قاموس، النھایہ لابن اثیر، کتاب تھذیب الاسماء و اللغات و غیرہ--- موخر الذکر کا پندرہ بار مطالعہ کیا---

اصول و کلام

شرح العضد، شرح منھاج البیضاوی، کتاب المستصفی للغزالی، کتاب الامالی لامام الحرمین، شرح المقاصد، شرح الطوالع و المطالع، سراج العقول للقزوینی، شرح العقائد للتفتازانی اور حاشیہ ابن ابی شریف وغیرہ---

کتب فتاویٰ

فتاویٰ ابن زید مروزی، فتاویٰ قفال، فتاویٰ قاضی حسین، فتاویٰ ماوردی، فتاویٰ غزالی، فتاویٰ ابن صباغ، فتاویٰ ابن صلاح، فتاویٰ ابن عبد السلام، فتاویٰ نووی، فتاویٰ سبکی، فتاویٰ بلقینی، فتاویٰ شیخ الاسلام زکریا، فتاویٰ شیخ شہاب الدین رملی وغیرہ---

کتب قواعد

قواعد شیخ عز الدین الکبریٰ والصغریٰ، قواعد العلائی، قواعد ابن سبکی، قواعد الزرکشی وغیرہ

کتب سیرت

سیرۃ ابن ہشام، سیرۃ ابن اسحاق، سیرۃ الکلبی، سیرۃ ابوالحسن البکری، سیرۃ طبری، سیرۃ کلاعی، سیرۃ ابن سید الناس اور سیرۃ شیخ محمد شامی، یہ بہت جامع کتاب ہے، دس جلدوں پر مشتمل ہے، اسے ایک ہزار کتب کی مدد سے تحریر کیا گیا ہے---

کتب تصوف

قوت القلوب از ابوطالب مکی، محاسبی کی کتاب الرعایۃ، ابونعیم کی حلیۃ الاولیاء، رسالہ قشیریہ، عوارف المعارف، غزالی کی احیاء العلوم، امام یافعی کی جملہ کتب، شیخ محی الدین ابن العربی کی فتوحات مکیہ، رسالۃ النور للشیخ احمد الزاھد، کتاب منح المنۃ (چھ جلدیں)، کتاب منازل السائرین للھروی، شرح الفصوص للقاشانی، شعب الایمان للقصری وغیرہ---

مختلف علوم وفنون کی ان کتب کی فہرست پر نظر ڈالیں تو حیرت ہوتی ہے کہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ذاتی، نجی، علمی مصروفیات کے باوجود اس قدر کتب کا مطالعہ فرما لیا--- امام شعرانی نے صراحت کی ہے کہ انھوں نے اپنی زیر مطالعہ کتب میں سے صرف بعض کا ذکر کیا ہے[۱۹] اور ان بعض کتب میں سے بھی دسیوں کتب کے نام اختصار کے پیش نظر احقر نے حذف کر دیے ہیں---

سرعت مطالعہ

آپ سریع الفہم تھے، پڑھنے لکھنے کی رفتار غیر معمولی حد تک تیز تھی، ورنہ کئی جلدوں پر مشتمل کتابوں کا کئی کئی بار مطالعہ ممکن دکھائی نہیں دیتا--- بلکہ اس میں خرق عادت اور کرامت کا پہلو نمایاں ہے، جیسا کہ آپ نے اپنی دو جلدوں پر مشتمل ضخیم کتاب الیواقیت و الجواھر کے آخر میں خود تصریح کی ہے کہ یہ کتاب انھوں نے ایک ماہ سے بھی کم عرصہ میں تصنیف کی، یہ شیخ محی الدین ابن العربی کی تعلیمات پر مبنی ہے--- یہ ۷۱ مباحث پر محیط ہے اور ہر بحث لکھتے ہوئے آپ نے شیخ محی الدین ابن العربی کی دس ضخیم جلدوں پر مشتمل کتاب الفتوحات المکیۃ کا مکمل مطالعہ کیا--- اس طرح آپ فرماتے ہیں کہ میں نے جب حساب لگایا تو ایام تصنیف میں روزانہ دس جلدوں کی یہ کتاب اڑھائی مرتبہ پڑھی، یعنی روزانہ پچیس ضخیم جلدوں کا مطالعہ کیا--- اسے لوگ میری کرامت سمجھتے ہیں---[۲۰]

معمولات

حصول علم کے بعد آپ نے مطالعہ کتب اور درس و تدریس کو اپنا معمول بنا لیا، چناں چہ اپنے استاذ شیخ الاسلام زکریا انصاری کے ایماء پر آپ نے فقہ، تفسیر، حدیث اور تصوف کی تدریس کا شغل جاری رکھا[۲۱] آپ نے اپنے اوقات تقسیم کر رکھے تھے، ایک حصہ عبادت کے لیے، ایک حصہ مریدین کی روحانی تربیت کے لیے اور ایک حصہ تصنیف و تالیف کے لیے مختص تھا---[۲۲]

خدمت خلق

آپ کی خانقاہ کے دروازے امیر فقیر سب کے لیے کھلے تھے، یہ خانقاہ طالبانِ رشد و ہدایت سے آباد رہتی--- مہمان کثرت سے آتے اور آپ کھلے دل سے ان کی مہمان نوازی کرتے--- آپ نے اندھوں اور محتاجوں کو خانقاہ میں پناہ دے رکھی تھی اور ان کے لیے روٹی، کپڑے اور دیگر ضروریات کی مکمل کفالت کرتے[۲۳]، زیر کفالت اندھوں کی تعداد کبھی ایک سو تک پہنچ جاتی---[۲۴]

اتباع شریعت

آپ نے عمر بھر اتباع شریعت کا درس دیا اور اپنی تصانیف میں اس پر بڑا زور دیا ہے--- آپ کا فرمان ہے:

دوروا مع الشرع کیف کان لامع الکشف فانه قد یخطی---[۲۵]

''ہر حال میں شریعت کی پاسداری رکھو، کشف پر بھروسا نہ کرو، اس لیے کہ کشف میں کبھی غلطی ہو جاتی ہے''---

فقہ سے رغبت

ہر چند کہ آپ کا رجحان تصوف کی طرف تھا مگر روحانی امور میں مصروفیت کے باوجود فقہ سے آپ کی دل چسپی قائم رہی، بلکہ دوسروں کو بھی کتب فقہ کے مطالعہ کی ترغیب دیتے--- آپ فرماتے ہیں:

''کتب فقہ کا بکثرت مطالعہ کرنا چاہیے، نام نہاد صوفیہ راہ تصوف میں قدم رکھتے ہی یہ کہہ کر فقہ کے مطالعہ سے منع کرنے لگ جاتے ہیں کہ یہ علم تو حجاب ہے، حالاں کہ ان کی یہ بات سراسر مبنی بر جہالت ہے''---[۲۶]

حزم و احتیاط

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ پیکر تقویٰ و طہارت تھے، ہر چند کہ آپ مذہباً شافعی تھے مگر ان کی کوشش یہ ہوتی کہ مذاہب اربعہ یا کم از کم تین ائمہ کے مذہب پر عمل ہو جائے تاکہ ممنوعات ومشتبہات سے بچا جا سکے[۲۷] اس مقصد کے لیے آپ نے چاروں مذاہب کی کتب کا مطالعہ کیا، چناں چہ احناف کی کتب میں سے شرح کنز الدقائق، شرح مجمع البحرین، فتاویٰ قاضی خاں، شرح قدوری، بزازیہ، خلاصۃ الفتاویٰ، شرح الہدایہ، زیلعی وغیرہ کا مطالعہ کیا اور حل طلب مقامات کے لیے جید علماء سے رہنمائی لی---[۲۸]

جرأت و بہادری

خداداد ہمت و جرأت کا یہ عالم تھا کہ آپ خطرناک ترین درندوں، جنوں اور دیگر مخلوقات میں سے کسی سے ذرہ برابر خوف نہ کھاتے---

ایک بار آپ دریا میں سفر کر رہے تھے کہ سات مگرمچھوں نے کشتی کو گھیر لیا، ہر مگرمچھ بیل کی طرح تھا، مسافر سخت گھبرا گئے، ہر کوئی ان سے ڈر رہا تھا، آپ نے دریا میں چھلانگ لگا دی، انھیں دیکھتے ہی تمام مگرمچھ بھاگ گئے---

ایک بار ان کے گھر میں ایک جن داخل ہو گیا، وہ رات کو دیا بجھا دیتا اور شر انگیزی کرتا، جس سے بچے ڈر جاتے، چناں چہ آپ نے جن کو ٹانگ سے پکڑ لیا، بالآخر وہ چیختا چلاتا بھاگ گیا اور دوبارہ ادھر کا رخ نہ کیا---[۲۹]

ازدواجی زندگی

آپ کی ازدواجی زندگی نہایت خوش گوار تھی، چار بیویاں تھیں:

زینب، حلیمہ، ام عبد الرحمٰن فاطمہ اور ام الحسن---

چاروں نہایت عابدہ زاہدہ اور تہجد گزار تھیں، خصوصاً فاطمہ اور ام الحسن تو بہت زیادہ عبادت گزار تھیں--- قیام اللیل کے لیے اپنے شوہر امام شعرانی کی اقتدا میں کھڑی ہو جاتیں، جس میں بسا اوقات آپ ایک رکعت میں سات آٹھ پاروں کی تلاوت کرتے--- آپ کی ازواج پردہ نشین، عفت مآب اور حیادار تھیں[۳۰] اہلیہ ام عبد الرحمٰن فاطمہ تو اس قدر باحیا تھیں کہ ایک بار آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہو گئیں اور باوجود اصرار کے اپنی آنکھیں ماہر طبیب چشم کو دکھانے پر آمادہ نہ ہوئیں---[۳۱]

تصوف وطریقت

ظاہری علوم سے فراغت کے بعد تصوف کی راہ پر گامزن ہوئے، چناں چہ شیخ محمد شناوی اور شیخ علی الخواص سے علوم طریقت حاصل کیے---[۳۲]

موخر الذکر سے بہت زیادہ استفادہ کیا، خصوصاً مسائل تصوف کی وضاحت میں اکثر انھی کے ملفوظات کا حوالہ دیتے ہیں--- علاوہ ازیں شیخ علی الخواص کے شیخ و مرشد شیخ ابراہیم المتبولی اور اپنے پیر بھائی الشیخ الصالح افضل الدین سے مستفیض ہوئے---[۳۳]

دنیوی مشاغل سے الگ تھلگ رہ کر عبادت و ریاضت اور مجاہدات میں زندگی بسر کی--- سال ہا سال تک یہ معمول رہا کہ ہمیشہ زمین پر لیٹتے، رات کو اپنی خلوت گاہ میں عبادت کے لیے کھڑے ہوتے تو چھت سے لٹکی ہوئی رسی گردن میں باندھ لیتے تاکہ غلبہ نیند سے گر نہ جائیں--- اکثر روزہ رکھتے، پھٹے پرانے کپڑے زیبِ تن فرماتے---غرض آپ سادگی و بےنفسی کا مرقع تھے---[۳۴]

آپ کی خانقاہ پر ہمہ وقت ذکر وفکر کا سلسلہ جاری رہتا، ایک قاری تلاوت قرآن سے فارغ ہوتا تو دوسرا شروع ہو جاتا--- ایک جانب کتب حدیث کی قراءت جاری ہے اور نوبت بہ نوبت مسلسل احادیث پڑھی جا رہی ہیں، تیسری جانب کتب تصوف پڑھی جاتیں، ایک حلقہ فقہی کتب پڑھنے میں مصروف رہتا اور یوں شب و روز تسلسل کے ساتھ آپ کی خانقاہ ذکر وفکر کی برکتوں سے معمور رہتی---[۳۵]

ذکر الٰہی سے کیف و سرور کی کیفیت میں کبھی یوں بے خود ہو جاتے کہ صحن مسجد سے اڑ کر چھت پر جا پہنچتے---[۳۶]

قرب مصطفیٰ ﷺ

آپ کو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ کا خصوصی قرب حاصل تھا، چناں چہ خود فرماتے ہیں:

''مجھے آقا حضور ﷺ کو صحیح بخاری شریف سنانے کا شرف حاصل ہے، اس خصوصی درسِ حدیث میں میرے سمیت آٹھ ساتھی شامل تھے، جن میں ایک حنفی بھی تھا---[۳۷]

آپ درود پاک بکثرت پڑھتے اور اس کو کامیابی کا زینہ گردانتے--- فرماتے ہیں:

مَنْ جَعَلَ الصَّلٰوۃَ عَلٰی رسولِ اللّٰہ ﷺ شغلَہ فازَ فی الدارین بفضلِ اللّٰہ و رَحْمَتِہ---

''جو شخص رسول اللہ ﷺ پر درود پاک پڑھنا مستقل معمول بنا لے، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور

فضل سے دنیا و آخرت میں فوز و فلاح سے ہم کنار ہو گا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے مقبول واسطہ حضور ﷺ کی ذات بابرکات ہے، آپ کے وسیلہ جلیلہ سے کی گئی دعا کو اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتا''---[۳۸]

یوں ہی حضور ﷺ کی بارگاہ تک رسائی کا اعلیٰ ذریعہ سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں--- سو، ادب کا تقاضا ہے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے واسطہ اور وسیلہ سے دعا کی جائے---[۳۹]

امام شعرانی کے ہاں جمعہ کی شب نماز عشاء سے فجر تک حضور ﷺ پر درود و سلام کی محفل ہوتی، آپ علالت کے باوجود ساری رات اس محفل میں درویشوں کے ساتھ موجود رہتے---[۴۰]

بارگاہ نبوی میں قرب کے حوالے سے خود بیان کرتے ہیں:

اکثر اوقات میرے اور حضور ﷺ کے مزارِ پُر انوار کے درمیان فاصلے سمٹ جاتے ہیں، یہاں تک کہ میں مصر میں بیٹھ کر اپنا ہاتھ حجرہ شریفہ پر رکھ دیتا ہوں اور آپ ﷺ کی خدمت میں یوں معروضات پیش کرتا ہوں جیسے کوئی اپنے پاس بیٹھے شخص کے ساتھ گفتگو کرتا ہے--- اس امر کا ادراک ارباب ذوق ہی کر سکتے ہیں---[۴۱]

ذوق ایں مے نشناسی بخدا تا نہ چشی

رسول اللہ ﷺ واسطۂ کبریٰ ہیں

امام شعرانی کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ بندے اور رب تعالیٰ کے مابین واسطۂ کبریٰ اور وسیلۂ عظمیٰ ہیں--- چناں چہ فرماتے ہیں:

> ''مجھ پر اللہ تعالیٰ کا انعام و احسان ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے طلب حاجات میں حضور ﷺ کو واسطہ بناتا ہوں کیوں کہ آپ دربار الٰہیہ کے منتظم اعلیٰ ہیں--- سو اللہ تعالیٰ سے بلا واسطۂ مصطفیٰ کچھ مانگنا بے ادبی ہے--- ہمیں بارگاہ خداوندی کے آداب سے واقفیت حاصل نہیں، جب کہ حضور ﷺ کو ان آداب کی کامل معرفت حاصل ہے--- سیدنا غوث اعظم سیدی عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس بات سے پرہیز کر کہ تو رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ حذف کر کے اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ کلام کرے، اگر ایسا کرے گا تو بدعتی ہو گا، حضور ﷺ کا متبع نہیں ہو گا--- جب کہ بندۂ کامل کا ہر ہر قدم اتباع نبوی کے مطابق ہوتا ہے---[۴۲]

ادب

امام شعرانی تلاوت قرآن، قراءت حدیث یا درس و تدریس میں مشغول ہوتے اور کسی شخص سے ضروری بات کرنا ہوتی تو ادب کے پیش نظر اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بایں کلمات اجازت طلب کرتے:

دستور یا رب، دستور یا رسول اللّٰہ---

''یا اللہ! اجازت ہوتو فلاں بندے سے بات کرلوں، یارسول اللہ! اجازت ہوتو فلاں شخص سے کلام کرلوں''---[۴۳]

اسی طرح جب بیٹھے بیٹھے تھک جاتے اور مجبوراً پاؤں پھیلانے کی حاجت ہوتی تو دستور یا اللّٰہ کہہ کر اجازت طلب کرتے ہوئے پاؤں پھیلاتے--- مدینہ منورہ یا کسی اور ولی کے شہر کی طرف پاؤں پھیلانے کی ضرورت پیش آتی تو یوں اجازت طلب کرتے:

دستور یا سید المرسلین --- یا--- دستور یا سیدی عبد القادر جیلانی، یا سیدی احمد الرفاعی، یا سیدی احمد بدوی، یاسیدی ابراھیم دسوقی وغیرھم --- (رحمہم اللہ)

شعرانی کہتے ہیں کہ یہ اجازت اس مشاہدے کی بنا پر کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ دین سے حضور، حاضر ہوں---[۴۴]

گویا ان کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کو ''یا'' سے پکارنا اور ندا کرنا مستحسن ہے--- بلاشبہ عاشقان مصطفیٰ کا یہی پیغام ہے:

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ کی کثرت کیجیے

مقام و مرتبہ

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے، باطنی کیفیات اور مخفی حقائق پہچاننے کا خاص ملکہ تھا، کسی مزار پر حاضر ہوتے تو صاحبِ مزار بزرگ کے بارے میں معلوم کر لیتے کہ قبر میں موجود ہیں یا کہیں تشریف لے گئے ہوئے ہیں، کیوں کہ اہل اللہ کو اپنی قبور میں آنے جانے کی مکمل آزادی ہوتی ہے---[۴۵]

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی قوت عطا فرمائی تھی کہ مغرب تا فجر جمادات و حیوانات کی تسبیح سماعت فرماتے--- یہ درجہ اس طرح نصیب ہوا کہ ایک مرتبہ جب شیخ امین الدین کی اقتداء میں مغرب کی نماز ادا کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے

حجابات دور فرما دیے--- مسجد کے ستونوں، دیواروں اور دور دراز کے علاقوں تک کی چیزوں سے تسبیح کی آوازیں سنائی دینے لگیں--- [۴۶]

ایک کرامت یہ بھی تھی کہ آپ کی توجہ سے رزق میں برکت ہو جاتی، ایک بار آپ کے ہاں ۱۴ مہمان آ گئے، گھر میں صرف ایک روٹی دستیاب ہوئی، اسی سے تمام مہمان سیر ہو گئے--- [۴۷]

انسانوں کے علاوہ جنات بھی رہنمائی لینے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے، ایک مرتبہ انھوں نے آپ کی خدمت میں مسئلہ توحید پر ۷۵ استفتاءات بھجوائے، جس کے جواب میں آپ نے یہ کتاب تحریر فرمائی:

''کشف الحجاب و الران عن وجه اسئلة الجان''--- [۴۸]

تصانیف

امام شعرانی صاحبِ تصانیف بزرگ تھے، آپ اپنی خودنوشت میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ احسان و انعام فرمایا ہے کہ میں نے شریعت (وطریقت) میں کثیر کتابیں تصنیف کی ہیں، جن میں اکثر اپنے موضوع کے اعتبار سے ممتاز و منفرد ہیں اور مجھ سے پہلے ایسی کاوش نہیں ملتی--- چند کتابوں کے نام یہ ہیں:

۱...... البحر المورود في المواثيق و العهود---

۲...... كشف الغمه عن جميع الامة--- (اس کتاب کا ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے)

۳...... المنهج المبين في بيان ادلة المجتهدين--- (یہ کشف الغمہ کی احادیث کی تخریج ہے)

۴...... البدر المنير في غريب احاديث البشير النذير---

۵...... مشارق الانوار القدسية في بيان العهود المحمدية---

۶...... لواقح الانوار القدسية في مختصر الفتوحات المكية---

۷...... قواعد الصوفية---

۸...... مختصر قواعد الزركشي---

۹...... منهاج الوصول الى علوم الاصول---

۱۰...... اليواقيت والجواهر في بيان عقائد الاكابر---

۱۱...... الجوهر المصون في علوم كتاب الله المكنون---

۱۲......طبقات الصوفیة---

۱۳......مفحم الاکباد فی بیان مواد الاجتھاد---

۱۴......لوائح الخذلان علی کل من لم یعمل بالقرآن---

۱۵......حد الحسام علی من اوجب العمل بالالھام---

۱۶......التتبع و الفحص علی حکم الالھام اذا خالف النص---

۱۷......البروق الخواطف لبصر من عمل بالھواتف---

۱۸......رسالة الانوار القدسیه فی آداب العبودیة---

۱۹......کشف الحجاب و الران عن وجه اسئلة الجان---

۲۰......الجواھر و الدرر---

۲۱......الکبریت الاحمرفی بیان علوم الکشف الاکبر---

۲۲......الاقتباس فی علم القیاس---

۲۳......تنبیه المغترین فی القرن العاشر علی ما خالفوا فیه سلفھم الطاھر وغیرہ---[۴۹]

اسماعیل پاشا بغدادی نے ان مزید کتب کا ذکر کیا ہے:

۲۴......الاجوبة المرضیة عن ائمة الفقھاء الصوفیه---

۲۵......الاخلاق الزکیة و العلوم اللدنیة---

۲۶......الاخلاق المتبولیة المفاضة من الحضرة المحمدیة---

۲۷......ارشاد المغفلین من الفقھاء و الفقراء الیٰ شروط صحبة الامراء---

۲۸......تنبیه الاغبیاء علی قطرة من بحر علوم الاولیاء---

۲۹......حقوق اخوة الاسلام---

۳۰......درر الغواص فی فتاویٰ سید علی الخواص---

۳۱......الدرر المنثورة فی بیان زبد العلوم المشھورة---

۳۲......ردع الفقراء عن دعویٰ الولایة الکبریٰ---

۳۳......الدرر و اللمع فی الصدق و الورع---

۳۴..... سر المسیر و التزود لیوم المصیر ---

۳۵..... السر المرقوم فیما اختص به اهل اللّٰه من العلوم ---

۳۶..... شرح جمع الجوامع للسبکی فی الفروع ---

۳۷..... الطراز الابهج علی خطبة المنهج ---

۳۸..... طهارة الجسم و الفواد من سوء الظن باللّٰه تعالٰی و العباد ---

۳۹..... الفتح المبین فی ذکر جملة من اسرار الدین ---

۴۰..... فتح الوهاب فی فضائل الآل و الاصحاب ---

۴۱..... فرائد القلائد فی علم العقائد ---

۴۲..... القواعد الکشفیة الموضحات لمعانی صفات الالٰهیة ---

۴۳..... القول المبین فی بیان آداب الطالبین ---

۴۴..... القول المبین فی الرد علی الشیخ محیی الدین ---

۴۵..... لطائف المنن و الاخلاق فی بیان وجوب التحدث بنعمة اللّٰه علی الاطلاق --- (یہ المنن الکبریٰ کے نام سے معروف ہے)

۴۶..... لواقح الانوار فی طبقات السادة الاخیار ---

۴۷..... المآثر و المفاخر فی علماء القرن العاشر ---

۴۸..... مختصر الالفیه لابن مالك فی النحو ---

۴۹..... مختصر المدونة فی فروع المالکیة ---

۵۰..... المقدمة النحویة فی علوم العربیة ---

۵۱..... منع الموانع ---

۵۲..... المیزان الکبریٰ الشعرانیة المدخلة لجمیع اقوال الائمة المجتهدین و مقلدیهم فی الشریعة المحمدیة (یہ میزان شعرانی کے نام سے معروف ہے)

۵۳..... النور الفارق بین المرید الصادق و غیر الصادق ---

۵۴..... هادی الحائرین الی رسوم اخلاق العارفین --- [۵۰]

وصال

امام شعرانی نے اپنی تمام زندگی تصوف وشریعت کی خدمت میں بسر کرنے کے بعد ۹۷۳ھ کو قاھرہ میں وصال فرمایا--- نماز جنازہ کے عظیم اجتماع میں علماء وفقہاء اور امراء وفقراء کا جم غفیر تھا--- آپ اپنی خانقاہ میں شہر کی دو فصیلوں (بین السورین) کے درمیان مدفون ہوئے[۵۱] آپ کے صاحب زادے شیخ عبدالرحمٰن شعرانی آپ کے مسند نشین ہوئے--- ان کا وصال ۱۰۱۱ھ میں ہوا---[۵۲]

کشف الغمہ

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل میدان تصوف تھا مگر آپ کی تصانیف کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کو جملہ علوم وفنون بالخصوص فقہ وحدیث میں بھی مہارت تامہ حاصل تھی---فن حدیث میں آپ کی دسترس اور بطور شیخ الحدیث آپ کے جاہ وطمطراق کی جھلک دیکھنی ہوتو زیرنظر کتاب ''کشف الغمة عن جميع الامة'' کا مطالعہ کیا جائے--- اس میں آپ نے ان احادیث کو جمع کر دیا ہے جن سے ائمہ مجتہدین نے فقہی مسائل وجزئیات میں استدلال کیا ہے، اس ذخیرۂ احادیث سے یہ بات الم نشرح ہو جاتی ہے کہ ائمہ مجتہدین شریعت مطہرہ کے تابع ہیں، ان کے فقہی مذاہب کا دارومدار احادیث مبارکہ پر ہے اوران کے استنباط واستدلال میں فیضان نبوی کا نور جھلکتا ہے--- ائمہ مذاہب کے ہاں حدیث کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

ضعيف الحديث احب اليَّ من رأى الرجال---

''حدیث اگر چہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو میرے نزدیک لوگوں کی رائے سے زیادہ محبوب اور زیادہ وقیع ہے''---

امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا بھی یہی نظریہ تھا---[۵۳]

امام شعرانی فرماتے ہیں:

''احادیث کے انوار سے کما حقہ وہی مستفیض ہوسکتا ہے جسے بارگاہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب حاصل ہو اور جب تک دنیا کی محبت سے دل خالی نہ ہو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا--- اس بارگاہ عالی کا قرب اسے میسر ہوتا ہے جس کی نظر میں سونا اور مٹی برابر ہو جائیں--- کہ نہ مال دنیا آنے پر خوشی، نہ اس کے جانے کا غم---[۵۴]

گویا وہ حکیم الامت علامہ اقبال کے اس شعر کا مصداق بن جاتے ہیں:

دوعالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

اس کتاب میں آپ نے فقہی ترتیب کے مطابق ابواب بندی کی ہے اور انتہائی نادر اور وقیع ذخیرۂ احادیث جمع کر دیا ہے چناں چہ ایک ہی موضوع پر اس قدر جامع اور ٹھوس مواد کسی اور کتاب میں مشکل ہی سے ملے گا---

کشف الغمۃ کی تصنیف کے لیے معتبر کتب حدیث کا بیش بہا ذخیرہ آپ کے پیش نظر رہا--- چناں چہ موطا امام مالك، مسند امام سنيد بن داؤد، صحيح بخاري، صحيح مسلم، مسند امام اعظم، مسند امام احمد، مسند امام شافعي، صحيح ابوداؤد، صحيح الحاكم، صحيح ابن خزيمه، صحيح ابن حبان، ترمذي، نسائي، ابن ماجه، ضياء المقدسي کی المختاره--- زیادہ تر انہی کتب سے استفادہ کیا ہے--- علاوہ ازیں جامع الاصول لابن اثير، السنن الكبرىٰ للبيهقي، الجامع الكبير، الجامع الصغير، زيادة الصغير سے بھی استفادہ کیا--- موخر الذکر تینوں کتابیں خاتمۃ الحفاظ شیخ جلال الدین سیوطی کی ہیں--- [۵۵]

امام شعرانی نے اختصار کے پیش نظر اسناد کو حذف کر کے متون احادیث پر اقتصار کیا ہے--- بقول ان کے چوں کہ ان احادیث سے ائمہ مجتہدین نے اپنے اپنے مذاہب کا استدلال کیا ہے اور ائمہ کا استدلال کرنا صحت حدیث کی قوی دلیل ہے، اگر چہ محدثین اس پر جرح وتنقید ہی کیوں نہ کریں--- [۵۶]

امام شعرانی نے اس کتاب میں درج احادیث کی تخریج پر ''المنهج المبين في بيان ادلة المجتهدين'' کے نام سے ایک مستقل کتاب تحریر فرمائی--- [۵۷]

امام شعرانی نے اہل اللہ کے اشارے پر اس کتاب کا نام ''كشف الغمة عن جميع الامة'' رکھا--- موصوف فرماتے ہیں:

''مجھے ہاتف غیبی نے بشارت دی ہے کہ یہ کتاب امام مہدی کے ظہور تک باقی رہے گی اور لوگ اس سے مستفیض ہوتے رہیں گے''--- [۵۸]

یہ جلیل القدر کتاب آپ نے مصر کے مدرسہ ام خوند میں رجب المرجب ۹۳۶ھ کو مکمل کی [۵۹] اس کتاب پر اپنے وقت کے ان سات نامور اور جید علماء نے تقاریظ تحریر کیں:

☆ شیخ شہاب الدین رملی شافعی
☆ شیخ الاسلام نور الدین طرابلسی حنفی

☆ شیخ صالح شہاب الدین حنفی

☆ شیخ محمد ناصر الدین طبلاوی شافعی

☆ امام ناصر الدین لقانی مالکی

☆ شیخ الاسلام شہاب الدین الفتوحی حنبلی

☆ شیخ شہاب الدین عمیرہ---(رحمہم اللہ)

مذاہب اربعہ سے تعلق رکھنے والے ان جلیل القدر مشائخ نے اس کتاب کی تحسین فرمائی--- یہ تمام تقاریظ کشف الغمہ کے آخر میں شامل ہیں---

موضوعات

کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے، پہلی جلد میں مفصل مقدمہ کے بعد بارہ فصلیں ہیں، جن میں اخلاص، صدق نیت، رضائے الٰہی کے لیے حصول علم اور عمل کی اہمیت، علم، علماء و متعلمین کی فضیلت، علماء کی صحبت اور تعظیم، سماع و تبلیغ حدیث کے فضائل اور ریا کاری سے پرہیز وغیرہ امور پر احادیث بیان کی گئی ہیں، اس کے بعد ایمان و اسلام، طہارت، صلوٰۃ، جنائز، زکوٰۃ، صیام، اعتکاف، حج و عمرہ، شکار و ذبیحہ، کھانے پینے کے مسائل اور طب سے متعلق بارہ کتب ہیں۔ جو متعدد ابواب وفصول پر محیط ہیں--- آخر میں فضیلت ذکر، درود پاک کی فضیلت و اہمیت، ترک درود پر وعید، تسبیح و تہلیل اور استغفار سے متعلق ابواب ہیں---

دوسری جلد ۲۳ ر کتب پر مشتمل ہے، ہر کتاب میں متعدد ابواب وفصول ہیں، جن میں بیع، وصیت، فرائض، نکاح، خلع، طلاق، رجوع، ایلاء، لعان، رضاع، نفقات، دیت، حدود، سرقہ، احکام مرتد، تیراندازی، صلح، قسم، نذر، اقضیہ و شہادات وغیرہ مسائل سے متعلق احادیث درج ہیں--- آخر میں دینی امور سے متعلق ابواب کے عنوان سے حسن اخلاق، والدین کی خدمت و فرماں برداری، صلہ رحمی، مخلوقات پر شفقت، اصلاح بین الناس، استیذان، آداب سلام، آداب مجلس، عیادت مریض، تواضع، جود و سخا، زہد، عذاب قبر، حساب و کتاب، حشر، حوض، میزان، دوزخ، جنت اور رحمت الٰہیہ کی وسعت کے حوالے سے احادیث درج ہیں---

عظمت رسول

ہر چند کہ یہ کتاب فقہی امور سے متعلق احادیث پر مبنی ہے مگر امام شعرانی نے ضمناً ایسے مباحث پر بھی دلائل دیے ہیں، جن کا تعلق عظمت رسول ﷺ اور عقائد اہل سنت سے ہے، مثلاً استنجاء کے مسائل بیان کرتے ہوئے رسول

- ☆ شیخ صالح شہاب الدین حنفی
- ☆ شیخ محمد ناصر الدین طبلاوی شافعی
- ☆ امام ناصر الدین لقانی مالکی
- ☆ شیخ الاسلام شہاب الدین الفتوحی حنبلی
- ☆ شیخ شہاب الدین عمیرہ---(رحمہم اللہ)

مذاہب اربعہ سے تعلق رکھنے والے ان جلیل القدر مشائخ نے اس کتاب کی تحسین فرمائی--- یہ تمام تقاریظ کشف الغمہ کے آخر میں شامل ہیں---

موضوعات

کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے، پہلی جلد میں مفصل مقدمہ کے بعد بارہ فصلیں ہیں، جن میں اخلاص، صدق نیت، رضائے الٰہی کے لیے حصول علم اور عمل کی اہمیت، علم، علماء و متعلمین کی فضیلت، علماء کی صحبت اور تعظیم، سماع و تبلیغ حدیث کے فضائل اور ریا کاری سے پرہیز وغیرہ امور پر احادیث بیان کی گئی ہیں، اس کے بعد ایمان و اسلام، طہارت، صلوٰۃ، جنائز، زکوٰۃ، صیام، اعتکاف، حج و عمرہ، شکار و ذبیحہ، کھانے پینے کے مسائل اور طب سے متعلق بارہ کتب ہیں۔ جو متعدد ابواب و فصول پر محیط ہیں--- آخر میں فضیلت ذکر، درود پاک کی فضیلت و اہمیت، ترک درود پر وعید، تسبیح و تہلیل اور استغفار سے متعلق ابواب ہیں---

دوسری جلد ۲۳ ر کتب پر مشتمل ہے، ہر کتاب میں متعدد ابواب و فصول ہیں، جن میں بیع، وصیت، فرائض، نکاح، خلع، طلاق، رجوع، ایلاء، لعان، رضاع، نفقات، دیت، حدود، سرقہ، احکام مرتد، تیراندازی، صلح، قسم، نذر، اقضیہ و شہادات وغیرہ مسائل سے متعلق احادیث درج ہیں--- آخر میں دینی امور سے متعلق ابواب کے عنوان سے حسن اخلاق، والدین کی خدمت و فرماں برداری، صلہ رحمی، مخلوقات پر شفقت، اصلاح بین الناس، استیذان، آداب سلام، آداب مجلس، عیادت مریض، تواضع، جود و سخا، زہد، عذاب قبر، حساب و کتاب، حشر، حوض، میزان، دوزخ، جنت اور رحمت الٰہیہ کی وسعت کے حوالے سے احادیث درج ہیں---

عظمت رسول

ہر چند کہ یہ کتاب فقہی امور سے متعلق احادیث پر مبنی ہے مگر امام شعرانی نے ضمناً ایسے مباحث پر بھی دلائل دیے ہیں، جن کا تعلق عظمت رسول ﷺ اور عقائد اہل سنت سے ہے، مثلاً استنجاء کے مسائل بیان کرتے ہوئے رسول

اللہ ﷺ کے فضلات مبارکہ کی طہارت کی تائید میں حدیث تقریری بیان کی، اس طرح یہ حدیث بھی نقل کی کہ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف فرما ہوتے تو وہاں سے کستوری کی خوشبو آتی ---[٦٠]

باب الاذان میں بیان کیا کہ ملک عادل سلطان صلاح الدین ایوبی رضی اللہ عنہ نے اذان کے ساتھ حضور ﷺ پر صلوٰۃ و سلام کا حکم رائج کیا--- فجزاہ اللہ خیرا---[٦١]

کتاب النکاح کا آغاز خصائص مصطفیٰ سے کیا اور یہ قاعدہ بیان فرمایا:

اعلم ان کل ما مال الی تعظیم رسول اللّٰہ ﷺ لا ینبغی لاحد البحث فیہ و لا المطالبۃ بدلیل خاص فیہ فان ذٰلك سوء ادب فقل ما شئت فی رسول اللّٰہ ﷺ فی سبیل المدح و لا حرج---[٦٢]

''جان لے کہ ہر وہ امر جو رسول اللہ ﷺ کی تعظیم بتا رہا ہو، اس میں کسی کے لیے کسی قسم کے بحث و مباحثہ کی قطعاً گنجائش نہیں اور نہ ہی اسے کسی خاص دلیل کا مطالبہ کرنے کا حق ہے، کیوں کہ اس میں بحث اور دلیل کا مطالبہ سوء ادبی ہے--- سو، رسول اللہ ﷺ کی مدح میں جو چاہے بیان کر، اس میں کوئی حرج نہیں ہے''---

آپ نے خصائص مصطفیٰ کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے، جس کی سطر سطر عشق مصطفیٰ اور محبت رسول سے مملو ہے--- اسی باب میں یہ حدیثیں بھی بیان کیں:

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل---

''میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں''---

ان العالم فی قومہ کالنبی فی امتہ---

''عالم اپنی قوم میں یوں ہے جیسے نبی اپنی امت میں''---[٦٣]

اس باب میں حضور ﷺ کے تشریعی اختیارات بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

کان لہ ان یخص من شاء بما شاء من الاحکام---

''آپ ﷺ کی خصوصی شان یہ ہے کہ آپ جس کے لیے جو (شرعی حکم) چاہیں خاص فرما دیں''---[٦٤]

حیات النبی ﷺ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

و هو حیّ فی قبرہ یصلی فیه باذان و اقامة و کذٰلك الانبیاء---[۶۵]

''آپ ﷺ اپنی قبر اطہر میں زندہ ہیں، اذان و اقامت کے ساتھ باجماعت نماز ادا فرماتے ہیں، جملہ انبیاء کا یہی حال ہے''---

الغرض کشف الغمہ اپنے موضوع پر نہایت جامع اور مفید کتاب ہے، اس میں احادیث نبویہ کا بیش بہا ذخیرہ ہے---

اس اہم کتاب کا ترجمہ فاضل جلیل عالم نبیل علامہ شاہ محمد چشتی قصوری نے بڑی عرق ریزی سے کیا ہے--- موصوف رسالہ قشیریہ، الادب المفرد، کتاب اللمع، وفاء الوفاء وغیرہ کتب کا ترجمہ کر چکے ہیں، امید کہ پیش نظر ترجمہ بھی اہل ذوق کی نگاہ میں مقبول ہوگا--- اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے اور مزید علمی کاموں کی توفیق مرحمت فرمائے---

ان کے دیگر تراجم کی طرح یہ کتاب بھی محمد محسن اینڈ برادرز (ادارہ پیغام القرآن، لاہور) شائع کر کے اپنے علمی ذوق کا لوہا منوا رہے ہیں---

فجزاہ اللّٰہ تعالٰی احسن الجزاء

حوالہ جات وحواشی

۱......امام عبد الوہاب شعرانی، ۹۷۳ھ، المنن الکبریٰ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، صفحہ ۱۰

۲......المنن الکبریٰ، صفحہ ۵۵

۳......شذرات الذہب، جلد ۸، صفحہ ۳۴-۳۵

۴......مقدمہ لواقح الانوار القدسیہ للشعرانی، دار صادر بیروت، صفحہ ۵

۵......طبقات کبریٰ للمناوی، حاشیہ از محمد ادیب الجادر، دار صادر بیروت، جلد ۳، صفحہ ۳۹۲

۶......مقدمہ لواقح الانوار القدسیہ للشعرانی، دار صادر بیروت، صفحہ ۵

۷......المنن الکبریٰ، صفحہ ۵۶/ طبقات کبریٰ للمناوی، جلد ۳، صفحہ ۳۹۲

۸......المنن الکبریٰ، صفحہ ۵۵-۶

۹......طبقات کبریٰ للمناوی، جلد ۳، صفحہ ۳۹۶

۱۰......المنن الکبریٰ، صفحہ ۵۶

۱۱......مرجع سابق

۱۲......مرجع سابق، صفحہ ۵۶-۵۷

۱۳......طبقات کبریٰ للمناوی، جلد ۳، صفحہ ۳۹۲

۱۴......المنن الکبریٰ، صفحہ ۵۷ تا ۶۰

۱۵......معجم المطبوعات العربیۃ، صفحہ ۱۱۳۰

۱۶......کشف الغمۃ، جلد ۲، صفحہ ۵۲

۱۷......المنن الکبریٰ، صفحہ ۵۶

۱۸......مرجع سابق، صفحہ ۱-۶۰

۱۹......مرجع سابق، صفحہ ۶۷ تا ۷۱

۲۰......الیواقیت و الجواہر، مطبوعہ مصر، جلد ۲، صفحہ ۲۰۱

۲۱......مرجع سابق، صفحہ ۱۰

۲۲......طبقات کبریٰ للمناوی، جلد ۳، صفحہ ۳۹۶

۲۳......المنن الکبریٰ، صفحہ ۶۲۱

۲۴......طبقات للمناوی، جلد ۳، صفحہ ۳۹۴

۲۵......المنن الکبریٰ، صفحہ ۳۱

۲۶......طبقات کبریٰ للمناوی، جلد ۳، صفحہ ۳۹۶

۲۷......شذرات الذہب، جلد ۸، صفحہ ۳۷۴

۲۸......مرجع سابق

۲۹......المنن الکبریٰ، صفحہ ۷۱

۳۰......مرجع سابق

۳۱......مرجع سابق، صفحہ ۱۶۳

۳۲......مرجع سابق، صفحہ ۲۳-۶۲۲

۳۳......مرجع سابق، صفحہ ۶۲۲

۳۴..... معجم المطبوعات العربیه و المعربه، صفحہ ۱۱۳۰

۳۵..... المنن الکبریٰ، صفحہ ۸

۳۶..... طبقات کبریٰ للمناوی، جلد ۳، صفحہ ۳۹۳، ۳۹۴

۳۷..... فیض الباری شرح صحیح بخاری، انور شاہ کشمیری، جلد ۱، صفحہ ۲۰۴

۳۸..... المنن الکبریٰ، صفحہ ۵۶۶

۳۹..... مصدر سابق، صفحہ ۵۶۷

۴۰..... طبقات کبریٰ، جلد ۳، صفحہ ۳۹۶

۴۱..... المنن الکبریٰ، صفحہ ۲۳۲

۴۲..... مرجع سابق، صفحہ ۱۷۲

۴۳..... مرجع سابق، صفحہ ۱۷۱

۴۴..... مرجع سابق، صفحہ ۱۷۲

۴۵..... مرجع سابق، صفحہ ۲۴۳

۴۶..... مصدر سابق، صفحہ ۲۷۷

۴۷..... مصدر سابق، صفحہ ۲۸۱

۴۸..... مصدر سابق، صفحہ ۲۷۷-۲۷۸

۴۹..... المنن الکبریٰ، صفحہ ۷۲-۷۳

۵۰..... هدية العارفين، جلد ۱، صفحہ ۶۴۱.....۲

۵۱..... طبقات کبریٰ للمناوی، جلد ۳، صفحہ ۳۹۶

۵۲..... مرجع سابق

۵۳..... کشف الغمة، جلد ۱، صفحہ ۸

۵۴..... مرجع سابق، صفحہ ۶

۵۵..... مرجع سابق، جلد ۱، صفحہ ۵

۵۶..... مرجع سابق، جلد ۱، صفحہ ۹

۵۷ ..... المنن الکبریٰ، صفحہ ۷۲

۵۸ ..... کشف الغمۃ، جلد ۱، صفحہ ۸

۵۹ ..... مرجع سابق، جلد ۲، صفحہ ۲۶۱

۶۰ ..... کشف الغمۃ، جلد ۱، صفحہ ۳۶

۶۱ ..... مرجع سابق، صفحہ ۷۸

۶۲ ..... مرجع سابق، جلد ۲، صفحہ ۴۳

۶۳ ..... مرجع سابق، جلد ۲، صفحہ ۴۴

۶۴ ..... مرجع سابق، جلد ۲، صفحہ ۵۰

۶۵ ..... مرجع سابق، جلد ۲، صفحہ ۵۱

✿✿✿✿✿

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْبُيُوْعِ

اس میں طاقت رکھنے والے کے لئے کاروبار وغیرہ کرنے کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ایک ہزار پیشے سکھائے تھے اور پھر انہیں فرمایا: اپنے لڑکے اور اولاد سے کہہ دو کہ گذارہ نہ ہو سکے تو ان پیشوں کے ذریعے دنیا کا مال کماؤ لیکن دین بیچ کر نہیں کیونکہ دین صرف میرے ہی لئے ہے اور اس پر ہمیشہ افسوس رہے جو دین کے بدلے میں دنیا حاصل کرے گا۔

اس بارے میں باب التعفّف عن السّوال کے اندر اور احادیث گذر چکی ہیں۔

- حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنی محنت سے کما کر کھاتا ہے' اس کے لئے اس سے بہتر روزی اور کیا ہوگی' حضرت داؤد علیہ السلام بھی تو اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا پیشہ لوہاروں والا تھا اور حضرت زکریا علیہ السلام قدوم میں کلہاڑے سے بڑھئی کا کام کرتے تھے۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا: اے گروہِ قرّاء' سر اُٹھا کر ذرا میری طرف تو دیکھو' راہ تو بالکل سیدھی اور واضح ہے' نیکیاں اکٹھی کرتے جاؤ اور مسلمانوں پر بوجھ نہ بنو۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کسی بیکار آدمی کو دیکھتا ہوں تو تعجب کرتا ہوں' پوچھتا ہوں کہ یہ کوئی کام جانتا ہے؟ اور جب وہ بتاتے ہیں کہ نہیں جانتا تو وہ میری نظروں سے وہ گر جاتا ہے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انبیاء علیہم السلام کے پیشے پوچھے گئے تو آپ نے بتایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کاشتکار تھے' حضرت ادریس علیہ السلام سلائی کا کام کرتے تھے' حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے اور یونہی حضرت زکریا علیہ السلام بھی یہی کچھ کرتے تھے' حضرت ہود علیہ السلام تاجر تھے اور یونہی حضرت صالح علیہ السلام بھی یہی کام کرتے تھے' حضرت ابراہیم علیہ السلام ہل چلاتے تھے' حضرت اسماعیل علیہ

السلام شکار کرتے تھے' حضرت اسحاق علیہ السلام چرواہوں کا کام کرتے تھے' حضرت یعقوب علیہ السلام' حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت موسےٰ علیہ السلام بھی یہی کام کرتے تھے' حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام بادشاہ تھے' حضرت ایوب علیہ السلام غنی تھے اور ماشکی کا کام کرتے تھے' حضرت ہارون علیہ السلام وزیر تھے' حضرت الیاس علیہ السلام کپڑا بننے کا کام کرتے تھے' حضرت داؤد علیہ السلام زرہیں بناتے تھے' حضرت یونس علیہ السلام زاہد و عبادت گذار تھے اور یونہی حضرت یحیٰی علیہ السلام تھے' حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیّاح (سیر و سیاحت) کرنے والے تھے اور حضرت محمد ﷺ راہِ خدا میں مکمل طور پر جہاد کرنے والے تھے۔ واللہ اعلم۔

- آپ کا ارشاد تھا کہ سب سے ستھرا کام یہ ہے کہ انسان ہاتھوں سے کمائی کرے کیونکہ ہر کام کا ثواب ہوتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ بیع نیکی کا کام ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس مومن کو اچھا جانتا ہے جو کوئی کاروبار کرتا ہو۔
- آپ نے فرمایا: جسے ہاتھوں سے کام کرتے ہوئے شام ہو جائے' اسے بخش دیا جائے گا۔
- آپ نے فرمایا: جو شخص اپنے بوڑھے والدین یا چھوٹی اولاد کی طرف دوڑ کر جائے تو وہ راہِ خدا میں ہوگا۔
- آپ روزی کے معاملے میں اس بات پر زور دیتے کہ تازہ لے کر کھاؤ اور دنیا کی ضرورتوں کے لئے نکلنے پر زور دیتے اور فرمایا کرتے کہ: اے اللہ! میری اُمت کے تازہ پھلوں میں برکت فرما۔
- آپ فرماتے تھے کہ تازہ روزی تلاش کیا کرو کیونکہ کل کا دن برکت اور کامیابی والا ہوتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: جب تم صبح کی نماز پڑھ لو تو سو نہ جایا کرو بلکہ روزی کی تلاش میں نکل پڑو کیونکہ صبح ہونے سے روزی رُک جاتی ہے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ صبح کی نماز پڑھ کر حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے' دیکھا تو وہ لیٹی ہوئی تھیں چنانچہ پاؤں سے ہلا کر فرمایا: اے بیٹی! اُٹھو اور اپنے رب کی روزی کا دھیان کرو' غافل نہ بنو کیونکہ اللہ تعالیٰ طلوعِ فجر سے لے کر طلوعِ سورج تک روزی تقسیم فرماتا ہے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورج چڑھنے سے پہلے جسے سویا دیکھتے تو اسے اس وقت سونے سے منع فرماتے۔
- آپ بازاروں میں کثرت سے ذکرِ الٰہی کرنے کو روکتے اور فرماتے کہ: جو بازار میں جانے لگے اور یوں پڑھے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھتا ہے' اس کے دس لاکھ لکھے ہوئے گناہ مٹا

دیتا ہے' دس لاکھ ہی درجے بلند فرماتا ہے اور جنت میں اس کے لئے محل بنوا دیتا ہے (پھر فرمایا) غافلوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا یوں ہوتا ہے جیسے جنگ سے بھاگنے والوں میں جم کر لڑنے والا۔

- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے سامنے سب سے پسندیدہ کام **سُبْحَةُ الْحَدِيث** ہے اور برا کام **تحريف** ہوتا ہے۔ اس پر ایک آدمی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! یہ **سبحة الحديث** کیا ہوتا ہے؟ تو فرمایا: جب لوگ تو باتیں کر رہے ہیں لیکن ایک آدمی تسبیح پڑھ رہا ہو (تو یہ شخص **سبحة الحديث** والا ہوگا) اس نے پھر پوچھا کہ **تحريف** کیا ہوتی ہے؟ فرمایا: لوگ بھلائی کے کام میں ہوں اور پڑوسی (یا فرمایا صاحب) ان سے حیثیت پوچھے تو وہ صرف اتنا کہیں کہ ہم بشر ہیں۔
- آپ نے فرمایا: بیٹھنے کی سب سے بری جگہ بازار اور راستے ہوتے ہیں اور سب سے بہتر جگہ مسجدیں ہوتی ہیں اور اگر تم مسجد میں نہیں بیٹھ سکتے تو گھر ہی میں بیٹھا کرو۔

فصل:

روزی کی تلاش میں میانہ روی

رسولِ اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ روزی تلاش کرنے میں ڈھیل سے کام نہ لو کیونکہ ہوسکتا ہے موت سے پہلے یہ بندے کی آخری روزی ہو لہٰذا بہتر طریقے پر تلاش کرو' حلال ہو تو لے لو لیکن حرام ہو تو چھوڑ دو کیونکہ ہر شخص کو وہی روزی ملے گی جو اس کے لئے پیدا کی گئی ہے۔

ایک اور روایت میں فرمایا: روح القدس (جبریل) علیہ السلام نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ کوئی انسان اس وقت تک دنیا سے نہیں جا سکتا جب تک وہ اپنی پوری روزی کھا نہیں لیتا لہٰذا عمدہ روزی کی تلاش کرو کیونکہ روزی بندے کو موت سے بھی زیادہ تلاش کرتی ہے۔

ایک روایت میں فرمایا: اگر کوئی شخص اپنی روزی سے بھاگتا ہے تو روزی اس کے پاس موت سے بھی زیادہ جلدی سے پہنچتی ہے' اگر جن و انسان مل کر بھی کسی کی روزی روکنا چاہیں تو روکنے کی ہمت نہ ہوگی لہٰذا بندے کو اس وقت تک روزی سے بے اُمید نہیں ہونا چاہئے جب تک اس کا سر ملتا ہے (کام کر سکتا ہے) کیونکہ انسان کو اس کی ماں سرخ رنگ کا جنتی ہے جلد اس پر نہیں ہوتی اور پھر اللہ تعالیٰ اسے جلد بھی دیتا اور روزی بھی دیتا ہے۔

- آپ نے اکثر فرمایا تھا: جو صبح اُٹھتے ہی دنیا تلاش کرنا شروع کر دے تو اللہ کی نظر میں اس کی حیثیت نہیں ہوتی۔
- آپ فرماتے تھے کہ جو شخص دنیا کی تلاش میں ہو تو وہ تین میں سے ایک میں مبتلا ہو جاتا ہے: غم میں جو کبھی ختم نہ ہو' فقر میں جس کے بعد وہ کبھی غنی نہ ہوگا' اُمید میں جو کبھی پوری ہونے کی نہیں۔

- آپ خطبہ کے دوران اکثر فرماتے: جو چیز قلیل ہو مگر کافی ہو جائے' وہ اس سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور غافل کر دے۔
- آپ دُعا کرتے وقت اکثر فرمایا کرتے: الٰہی! میں ایسے نفس سے پناہ مانگتا ہوں جو سیر نہ ہو سکے' ایسے دل سے پناہ مانگتا ہوں جس میں عاجزی نہ ہو اور ایسی دُعا سے پناہ مانگتا ہو جو قبول نہ ہو سکے۔
- آپ کاروبار کرنے والے کو شوق دلایا کرتے کہ راہِ خدا میں خرچ کرے اور فرماتے تھے کہ جب بھی سورج نکلتا ہے تو اس کی دونوں جانب دو فرشتے ہوتے ہیں جو زمین پر رہنے والے انسانوں اور جنوں کو آواز دے کر سناتے ہیں کہ اے اللہ! اپنی راہ میں خرچ کرنے والے کو پھر مال دے اور جو نہیں دیتا' اس کا مال تباہ کر دے۔

فصل:

حلال روزی تلاش کرنا

رسولِ اطہر ﷺ فرماتے تھے کہ حلال روزی تلاش کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

- آپ نے فرمایا تھا: جو شخص حرام روزی کھایا کرتا ہے' اس کی کوئی دُعا قبول نہیں ہوتی۔
- آپ اکثر ذکر کرتے ہوئے فرماتے: ایک آدمی دور دراز کا سفر کرتا ہے' بال بکھرے اور گرد آلود ہوتے ہیں' آسمان کی طرف منہ کر کے ''اے پروردگار! اے پروردگار'' کی رٹ بھی لگاتا ہے لیکن اس پر کھانا حرام' پہننا حرام اور غذا حرام ہوتی ہے تو پھر اس کی دُعا قبول کیسے ہو؟
- آپ نے فرمایا: ایک شخص دس درہم میں کوئی کپڑا خریدتا ہے جن میں سے ایک درہم حرام کا ہوتا ہے تو جب تک وہ اسے پہنے رکھے گا' اس کی کوئی نماز قبول نہ ہوگی۔
- آپ نے فرمایا: جو جانتے ہوئے چوری کا مال خریدتا ہے تو اسے شرم بھی محسوس ہوگی اور گناہ بھی ہوگا۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص حرام مال کما کر اسے صدقہ کرے تو وہ قبول ہو جائے' نہ ہی یہ ممکن ہے کہ اس سے خرچ کرے تو اس میں برکت ہو اور اگر اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا تو وہ اس کے لئے دوزخ کا سامان ہوگا۔
- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک ایسا دور آ رہا ہے جب آدمی اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے حلال کا مال لیا ہے یا حرام کا' ایسے موقع پر اس کی کوئی دُعا قبول نہ ہوگی۔
- آپ نے فرمایا تھا: ایسا جسم جنت میں نہ جا سکے گا جس کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہو۔

فصل:

گناہوں سے دور رہنا

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ حلال کا پتہ تو ہوتا ہے اور حرام بھی واضح ہوتا ہے لیکن ان کے درمیانی کام شبہ والے ہوتے ہیں تو جو شخص ایسے کام کو چھوڑ دیتا ہے جس میں گناہ کا شبہ ہو تو یوں ہو گا جیسے اسے چھوڑنا اس پر واضح ہو گیا اور اگر گناہ کے شبہ والے کام کو کر گزرتا ہے تو سمجھو کہ ایک واضح کام میں جا گھسا' گناہ بھی اللہ کی طرف سے ایک چراگاہ ہوتے ہیں اور جو ایسی چراگاہ کے گرد چرا کرے گا تو جلد اس میں داخل ہو جائے گا۔

- آپ فرماتے ہیں کہ بندہ متقین کے درجے کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ڈر والے کام سے بچتے ہوئے اس کام کو نہیں چھوڑ دیتا جس میں حرج نہیں۔
- آپ فرماتے تھے: جب کوئی اپنے مسلمان بھائی کے پاس جائے اور وہ اسے اپنا کھانا کھلانا چاہے تو کھا لے مگر مانگنا اچھا نہیں اور اگر اسے کوئی پینے کی چیز دے تو پی لے مگر مانگنے کی ضرورت نہیں۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم کسی الزام سے بچے ہوئے کسی مسلمان کے پاس جاؤ تو اس کے پاس کھا پی سکتے ہو۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب سودی شخص کے کھانے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ جب وہ تمہیں کھانے پر بلائے تو اس وقت تک کھانے کی اجازت ہے جب تک یہ پتہ نہ چل سکے کہ وہ حرام کا مال ہے۔
- حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مہمان کے سامنے روٹی کا ٹکڑا اور لقمہ رکھ دیتے اور فرماتے کہ ہمارے اس دور میں حلال کو فضول خرچ نہیں کیا جا سکتا۔
- حضرت میمون بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کو گیا' دروازہ کھٹکھٹایا تو چھ سالہ ایک بچی نے پوچھا: آپ کون ہوتے ہیں؟ میں نے کہا کہ میمون بن مہران نام ہے' اس نے کہا: عمر بن عبد العزیز کے منشی ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: اے بدبخت! اس وقت کہاں سے آ گئے' پھر مجھے اجازت دی تو میں اندر چلا گیا' جب میں نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کہا تو انہوں نے مجھے آدھا کھیرا اور آدھی ہی روٹی دی اور کہا کہ کھا لو کیونکہ آج کل حلال کو ضائع کرنے کی گنجائش نہیں' اگر مجھے کہیں سے حلال کے دو درہم مل جائیں تو میں ان سے کچھ دانے گندم خریدوں اور اس میں پانی ملا کر گوندھ دوں اور پھر بیماروں کے پاس لے جاؤں چنانچہ جو بھی مریض ایک گھونٹ پی لے گا' اسی وقت تندرست ہو جائے گا۔

فصل:

خرید وفروخت میں نرم رویہ اپنانا

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: کیا میں تمہیں ایسے شخص کے بارے میں نہ بتاؤں جو آگ پر حرام ہو اور آگ اس پر حرام ہو، یہ ہر قریب نرمی والا ہوتا ہے، بیچتا ہے تو نرمی سے اور خریدتا ہے تو بھی نرمی سے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے فرمائے گا کہ آج اس نرمی کا میں تجھ سے بھی زیادہ حق رکھتا ہوں (چنانچہ فرشتوں سے فرمائے گا) میرے بندے سے ایسے چشم پوشی کرو جیسے یہ دنیا میں کرتا رہا ہے۔

- حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، یہ کوئی مردانگی نہیں کہ بھائیوں اور ساتھیوں سے نفع لیا جائے۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلی قیمت پر خرید لو کیونکہ نفع نرمی کی بناء پر ہوتا ہے۔

فصل:

دھوکا دینا حرام ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو ہمیں دھوکا دے، وہ ہم میں سے نہیں، مکر اور دھوکا دینے والے جہنم میں ہوں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو ہمیں دھوکا دے، وہ ہماری طرح نہیں۔

- آپ نے فرمایا: جو شخص نقص والی شے فروخت کرے اور وہ نقص نہ بتائے، وہ ہمیشہ اللہ کی ناراضگی میں رہے گا، فرشتے بھی اسے لعنت کرتے رہیں گے۔

فصل:

قرض اور اس کا بوجھ

رسول اللہ ﷺ اس بات کا شوق پیدا فرماتے تھے کہ قرض دار پر ظلم کرنے سے گریز کیا جائے اور فرماتے تھے کہ حق دار کو بات کرنے کی گنجائش ہوتی ہے۔

- آپ قرض کے بارے میں اللہ سے پناہ مانگتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! میں کفر اور قرض کے بارے میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اس پر ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ کفر اور قرض کو برابر قرار دے رہے ہیں؟ فرمایا: ہاں، یہ زمین میں اللہ کا گویا جھنڈا ہوتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی کو ذلیل کرنا چاہتا ہے تو یہ اس کی

گردن میں ڈال دیتا ہے (اسے مقروض کر دیتا ہے)۔

- آپ نے فرمایا: سمندر میں شہید ہونے والے کو بخش دیا جاتا ہے خواہ اس پر قرض اور امانت کا بوجھ ہو۔ اس پر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ امانت کیا ہوتی ہے؟ آپ نے بتایا کہ نماز، روزہ، وضو، غسل اور امانت داری۔

ایک روایت میں ہے کہ غرق ہو کر شہید ہونے والا اور خشکی میں شہید ہونے والا بخش دیا جاتا ہے لیکن اس کا قرض معاف نہ ہوگا۔

- آپ نے فرمایا: جو قرض کے قابو میں ہو لیکن ادا کرنے کی نیت رکھتا ہو لیکن اسی حالت میں مر جائے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے گا اور قرض دینے والے کو اپنی طرف سے کسی طرح راضی کر لے گا اور اگر کوئی قرضہ میں گرفتار ہو کر اسے ادا کرنے کی نیت نہیں رکھتا اور اسی حالت میں فوت ہو جاتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ قرضہ دینے والے کو قرضہ لینے والے سے بدلہ لے کر دے گا، اس کی نیکیاں قرض خواہ کو دے گا اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہونگی تو قرض خواہ کے گناہ بھی اس کے ترازو میں ڈال دے گا۔
- آپ نے فرمایا تھا: کیا تم ان لوگوں کو جانتے ہو جو اللہ کے سائے اور مہربانی کے لئے تیزی سے آگے بڑھتے ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ان کا حق مل جائے تو اسے قبول کرتے ہیں، مانگنے والے کو دیتے ہیں اور لوگوں کو وہی کام کرنے کو کہتے ہیں جو خود کرتے ہیں۔
- آپ فرماتے تھے: جو شخص لوگوں کا مال ضائع کرنے کے لئے لیتا ہے تو اللہ اسے ضائع کرتا اور تباہ کر دیتا ہے اور جس شخص پر قرض ہو اور وہ اسے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر ہمیشہ سے نگران مقرر ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس حدیث کے پیش نظر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب بھی اگلا قرض اتار دیتیں تو پھر نئے سرے سے کچھ اور قرض لے لیتیں (کہ اللہ کی طرف سے حفاظت والا مقرر رہے)

باب الضمان میں انشاء اللہ اسی طرح کی اور احادیث بھی آئیں گی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

تاجر کے لئے سچائی ضروری، صدقہ دینا اور قسمیں نہ کھانا لازم، ادب یہی ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسولِ انور ﷺ نے فرمایا: امانت دار اور سچ بولنے والا تاجر نبیوں،

صدیقین اور شہداء کے ہمراہ ہوگا۔

- رسول انور ﷺ نے فرمایا: تاجر لوگ قیامت کے دن گناہگاروں کی صف میں اُٹھائے جائیں گے، صرف وہ بچیں گے جو پرہیزگار، نیک اور سچ بولتے رہے ہوں گے چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی کوئی چیز خریدنا چاہتے تو پہلے پوچھ لیتے کہ یہ کتنے کی ہے؟
- حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: تاجر کے فاجر و فاسق ہونے کی نشانی یہ ہے کہ نقص کے باوجود اپنے مال کو بے عیب دکھا کر بیچے۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ حکمران اپنے دور میں خود تجارت کرے تو یہ گھاٹے کا کام ہے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جو شخص کسی مال کو تین مرتبہ بیچ کر بھی نفع حاصل نہیں کر سکا تو کوئی اور کاروبار کرے۔
- رسولِ اللہ ﷺ فرماتے تھے: اے قریشیو! تجارت میں تمہارے غلام تم سے آگے نہ نکل جائیں کیونکہ رزق حاصل کرنے کی بیس راہیں ہیں جن میں انیس تو تاجر کے لئے ہوتی ہیں لیکن مال بنانے والے کے لئے صرف ایک ہوتی ہے۔
- آپ نے فرمایا: مجھے اللہ کا پیغام یہ نہیں ملا کہ میں تجارت کیا کروں، حکم یہ ملا ہے کہ اپنے ربّ کی حمد و ثناء کروں اور عبادت کرتا رہوں۔
- آپ فرماتے تھے: جسے تجارت تھکا دے تو اپنے شہر میں رہ کر اسے عبادت کرنی چاہئے۔
- آپ تاجروں سے فرمایا کرتے تھے کہ اے تاجرو! تجارت میں بے مقصد باتیں، قسمیں اور نرا جھوٹ ہوتا ہے لہٰذا صدقہ دے کر ان سے بچاؤ کرو۔
- آپ فرماتے تھے فروخت کے وقت قسمیں کھانے سے سودا تو بک جاتا ہے لیکن برکت نہیں ہوتی۔
- آپ نے فرمایا: اگر خرید و فروخت کرنے والے سچ بولیں اور اپنے مال کا نقص بتا دیں تو ان کی بیع میں برکت ہوگی لیکن اگر مال کا نقص چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو اگر وہ تھوڑا سا نفع تو ہوسکتا ہے لیکن ان کی خرید و فروخت میں برکت ختم ہو جاتی ہے۔
- آپ نے فرمایا: جو (گھاٹے پر) پشیمان سے طے کی ہوئی بیع توڑ دے، اللہ تعالیٰ اسکی پریشانیاں دور کر دیتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: اللہ کے ہاں ٹھہرنے کی سب سے بہتر جگہ مسجدیں اور بری جگہ بازار ہیں۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: بازار میں خرید و فروخت کرنے کے لئے دین کی سمجھ ضروری ہے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بازاروں کی دیکھ بھال کے لئے نگران مقرر کر رکھے تھے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کے بازار پر نگران تھے۔

علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ یہی چیز نگران مقرر کرنے کی دلیل ہے اور پھر **باب احکام العیوب** میں آنے والی یہ حدیث اس بات کی تائید کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک کھانا بیچنے والے کے قریب تشریف لے گئے اور سالن میں ہاتھ ڈال کر دیکھا تو اس میں نرا پانی تھا' اس پر فرمایا کہ جو ہمیں دھوکا دے' ہم میں سے نہیں۔

اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ نگرانی کرنے والا کسی کے مال کی تلاشی لے سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دُعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ! ہمارے معاملے میں تاجر اور مسافر کی بات کا لحاظ نہ رکھنا کیونکہ تاجر تو دھوکا کرنے والا اور مسافر بارش نہیں چاہتا۔
- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ بازار میں سب سے پہلے جانے اور آخر میں نکلنے سے گریز کیا کرو کیونکہ یہ شیطان کا اڈا ہوتا ہے اور اس میں اس کا جھنڈا گڑا ہوتا ہے۔ عنقریب حضور ﷺ کا یہ فرمان آ رہا ہے کہ جب تم میں سے کوئی لونڈی خریدے اور اسے قبضہ میں لے لے تو برکت کی دُعا کرے اور جب اونٹ خرید کر اس کی مہار تھام لے تو اللہ سے شیطان کے بارے میں پناہ مانگے۔

فروع:

ناپ تول پورا کرنا چاہئے

رسول اللہ ﷺ اس بات پر زور دیا کرتے کہ ناپ تول پورا کرو اور فرماتے تھے کہ اس ناپ تول ہی نے پہلی قوموں کو تباہ کر دیا تھا لہٰذا اس کے بارے میں اللہ سے ڈرا کرو۔

- آپ نے ہدایت فرمائی تھی کہ پورے ملک میں مکہ کے تول کا اعتبار کرو اور ناپ میں مدینہ کا اعتبار کرو۔ ایک اور روایت میں ملتا ہے کہ اس کا اُلٹ فرمایا تھا۔
- آپ نے فرمایا: کھانے والی چیزوں کا ناپ کرو' اس سے ان میں برکت ہوگی۔
- یہ بھی فرمایا کہ خرید و فروخت کے وقت ناپ تول پورا رکھو۔

حضور ﷺ ''مُد'' شام کے مُد کے مقابلے میں ڈیوڑھا تھا' پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں اسے اور بڑھا دیا گیا۔

فصل:

بھاؤ چڑھانا اور مہنگا کرنے کیلئے مال ذخیرہ کر لینا

رسولِ اکرم ﷺ غذائی چیزیں مہنگی کر کے بیچنے کو پسند نہ فرماتے تھے اور جب لوگ یہ بتاتے کہ مہنگائی زیادہ ہو گئی ہے تو آپ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ ہی روزی روکتا کھولتا ہے، وہی روزی دیتا اور قیمتوں کا خیال رکھتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ جب میں اللہ سے ملوں گا تو کوئی مجھ سے کسی کے خون اور مال میں مچائی اندھیر نگری کا سوال نہ کرے گا۔

- آپ نے فرمایا تھا کہ جب تم رمضان میں مشرق کی طرف سے سیدھی سرخی اٹھتی دیکھو تو سال بھر کے کھانے کے سامان کا ذخیرہ کر لینا کیونکہ وہ سال قحط کا ہو گا۔
- رسولِ اکرم ﷺ غذائی چیزوں کو مہنگائی کی خاطر ذخیرہ کرنے سے روکتے ہوئے فرماتے تھے کہ جو شخص لوگوں میں مسلمانوں کو مہنگے داموں چیزیں دینے میں نمایاں ہے تو قیامت میں اللہ چاہے گا کہ اسے جہنم کی تیز آگ میں ڈالے۔
- آپ فرماتے تھے کہ ذخیرہ وہی کیا کرتا ہے جو گناہگار ہو۔
- آپ فرماتے تھے: جو مہنگائی کے لئے مسلمانوں سے چھپا کر مال ذخیرہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے کوڑھا اور کنگال کر دے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص مسلمانوں کو مہنگا بیچنے کے لئے خوراک ذخیرہ کرتا ہے، وہ گناہگار بن جاتا ہے۔

- حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیتون کا تیل ذخیرہ کیا کرتے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ہمارے بازار والے ذخیرہ نہیں کیا کرتے اور یہاں سونے کا کاروبار کرنے والے بازار میں آنے والی خوراک کو لے کر ذخیرہ نہیں کرتے لیکن سخت گرمی و سردی میں جو ذخیرہ کر لیتے ہیں، وہ عمر کے مہمان ہوتے ہیں (یعنی ان سے لے کر مال لوگوں میں بیچا جاتا ہے) وہ جیسے چاہیں بیچیں اور جیسے چاہیں روک رکھیں۔
- حضور ﷺ اس بات سے منع فرماتے کہ مسلمانوں میں چلنے والے سکّے کو توڑ کر چاندی اور سونا بنایا جائے، ہاں کسی خوف کی بناء پر ایسا کرنے کی اجازت تھی۔

فرع:

رسولِ اکرم ﷺ پانی زیادہ ہونے کی صورت میں زائد کو بیچنے سے منع فرماتے کہ کنوئیں کا زائد پانی روک نہ لیا جائے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ سب مسلمان تین چیزوں میں ساجھے ہیں: پانی' گھاس اور آگ میں۔

- آپ نمک بیچنے سے منع فرماتے اور اس کی کان کے منہ پر پتھر لگا کر اسے بند رکھنے سے روکتے اور فرمایا کرتے کہ اسے روک لینا جائز نہیں ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے حمیرا! جو کسی کو آگ دے دیتا ہے تو یوں ہوتا ہے کہ جیسے اس نے پکا پکایا کھانا دیدیا اور جس نے کسی کو نمک دیدیا تو یوں ہوگا کہ اس نے نمک والی پوری چیز صدقہ کر دی۔ واللہ اعلم۔

باب

کس چیز کا بیچنا ناجائز ہے' سخت ضرورت کے بغیر حیلہ بہانہ نہ کیا جائے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شراب' مردار اور خنزیر کی خرید وفروخت کو حرام قرار دیا ہے اور جب کوئی کتے کی قیمت وصول کرنے آئے تو اس کی ہتھیلیاں مٹی سے بھر دو۔

- آپ شکاری کتے کے علاوہ دوسرے کتے کی قیمت لگانے سے منع فرماتے اور یونہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے بلّی اور بت بیچنے سے منع فرمایا چنانچہ ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! ذرا دیکھئے تو سہی کہ مردار کی چربی تو کشتیوں پر لیپ کی جاتی ہے چمڑوں کو اس کا تیل لگایا جاتا ہے اور لوگ اس سے چراغ روشن کرتے ہیں۔ فرمایا: یہ حرام ہے' اللہ یہودیوں کو برباد کرے' اللہ نے جب ان پر چربی حرام کر دی تو انہوں نے اسے خوبصورت شکل دے کر بیچنا شروع کر دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کا کھانا حرام فرماتا ہے تو اسے بیچنا بھی حرام کر دیتا ہے۔
- حضور ﷺ سے ان یتیموں کے بارے میں پوچھا گیا جنہیں وراثت میں شراب ملی تھی تو آپ نے فرمایا تھا کہ اسے بہا دو اور دکان گرا دو۔ اس شخص نے عرض کی: کیا میں اس کا سرکہ نہ بنا لوں؟ فرمایا: نہ بناؤ۔
- آپ مجبور کو سامان بیچنے سے منع فرماتے۔
- حضور ﷺ نے اولاد والی ماؤں کو بیچنے کی اجازت دی تھی لیکن پھر بیچنے سے منع فرما دیا اور فرمایا کہ جو لونڈی اپنے آقا سے اولاد جنے' وہ نہ تو اسے بیچے نہ اس کو ہدیہ کے طور پر دے اور نہ ہی اسے وارث بنائے تاہم جب تک جیتا ہے اس سے فائدہ اٹھاتا رہے اور جب وہ فوت ہو جائے گا تو وہ آزاد ہو گی جیسے کتاب کے آخر میں انشاء اللہ وضاحت آئے گی۔

- رسول اکرم ﷺ گالی والی لڑکیوں کو بیچنے سے منع فرماتے اور فرمایا کرتے کہ نہ انہیں خریدو اور نہ ہی تعلیم دو کیونکہ ان کی تجارت کرنے میں بہتری کی اُمید نہیں' ان کی قیمت حرام ہوتی ہے چنانچہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسے ہی موقع پر یہ آیت اُتری تھی:
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ○ (لقمان:٦)
(اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں)
- آپ نے فرمایا تھا: غلام خرید کر انہیں اپنے ساتھ کھلایا پلایا کرو اور حبشی خریدنے سے باز رہو کیونکہ ان کی عمریں کم ہوتی ہیں اور روزی تھوڑی ہوتی ہے۔
- آپ نے مارنے والے مینڈھے (چھترے) کو بیچنے سے منع فرمایا تو ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم اس کی اون لیتے ہیں اور اسی وجہ سے اس کی قدر ہے' آپ نے اس قدر کی وجہ سے اجازت دیدی۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ قرآن نہ تو بیچا کرو اور نہ ہی خریدا کرو۔
- رسول اللہ ﷺ شراب بیچنے اور اس انگور بیچنے سے بھی منع فرماتے جس سے شراب بنائی جاتی ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ شراب سے متعلق دس چیزوں کے بارے میں اللہ نے لعنت فرمائی ہے: اسے نچوڑنے والے پر' اس شے پر جس سے نچوڑی جاتی ہے' پینے والے پر' اٹھانے والے پر' اس پر جس کی طرف لے جائی جائے' آگے لے جانے والے' بیچنے' اس کی قیمت کھانے والے' اسے خریدنے والے اور جس کے لئے خریدی گئی' سب پر۔ واللہ اعلم۔

فرع:

دستی لکھے قرآن کو بیچ کر روزی کھانا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ رسول اکرم ﷺ کے عہد میں قرآن کریم صرف فرمانبرداری سکھانے کے لئے ہوتے چنانچہ کوئی شخص کاغذ لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں آتا تو اسے ثواب کی نیت سے قرآن لکھ دیا جاتا' پھر اور آتا تو اسے بھی لکھ دیتے اور یوں قرآن سے فارغ ہو جاتے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قرآن والوں کے پاس سے گذرتے اور فرماتے کہ یہ بری تجارت ہے' میں چاہتا ہوں کہ قرآن بیچنے والوں کے ہاتھ کاٹ دوں۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اکثر فرمایا کرتے: میں کوئی شخص ایسا دیکھنا نہیں چاہتا جو قرآن کو تجارت کا مال بنائے' ہاں ہاتھ سے بنائے تو حرج نہیں لیکن حضرت حسن اور شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس میں حرج نہیں سمجھتے تھے۔ واللہ اعلم۔

باب

بیع میں ممنوع کام اور اس میں جائز شرطیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مطابق رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ بیع میں دونوں طرف کے لوگوں کا راضی رہنا ضروری ہے۔

- آپ فرماتے تھے: جب تم آپس میں "عینہ" کے طور پر بیع کرو گے، کھیتی باڑی کے موقع پر گائے کی دم پکڑو گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلّط فرما دے گا اور یہ اس وقت کرے گا جب تک تم اسے چھوڑ کر واپس اپنے دین میں نہیں آ جاتے۔

علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ "عینہ" والی بیع یہ ہوتی ہے کہ آدمی کسی شخص سے قیمت مقرر کر کے مقرر وقت کے لئے کوئی ہتھیار خریدے اور پھر جس قیمت میں اس نے بیچی تھی، اس سے کم قیمت میں خریدے اور جتنے دن اس کے پاس رہی، اس کی قیمت کاٹے اور طے شدہ سے بچ جانے والی رقم نہ دے۔ یہ سود ہوتا ہے۔

- آپ کنکر اور تھیلے میں بند چیز کی بیع سے منع فرماتے۔
- آپ اکثر فرمایا کرتے کہ پانی میں موجود مچھلی نہ خریدو کیونکہ یہ "غرر" (تھیلے میں بند) میں داخل ہے۔
- آپ جانور کے ہمراہ اس کی اسی کا سودا کرنے سے منع فرماتے کیونکہ دورِ جاہلیت میں لوگ جب اونٹ کا سودا کرتے تو اسی تک کی قیمت لگاتے۔
- رسولِ انور ﷺ جانور کے پیٹ میں بچہ کا سودا اس وقت تک کرنے سے منع فرماتے جب تک وہ جانور بچہ نہ دے دیتا، تھنوں میں سے نکالے بغیر دودھ کا سودا کرنے سے روکتے، بھاگے غلام کا اس کے آنے تک سودا نہ کرنے دیتے، مالِ غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے بیچنے نہ دیتے، صدقات قبضے میں لینے سے پہلے بیچنے نہ دیتے اور غوطہ خور کے غوطے میں ملنے والی چیز کو خریدنے سے منع فرماتے۔
- آپ فرماتے تھے کہ پکنے سے پہلے پھل کا سودا نہ کرو، اُون کاٹنے سے پہلے نہ بیچو، دودھ دوہنے سے پہلے نہ بیچو اور مکھن دودھ سے نکالے بغیر نہ خریدو۔
- آپ، منابذہ، ثنیا اور ملامسہ کے طریقہ پر بیع سے منع فرماتے۔ "منابذہ" یہ تھا کہ وہ ایک دوسرے کی طرف کپڑا پھینک دیتے کہ بیع پکی ہو جائے، اس میں شے کو نہ دیکھا جاتا اور نہ ہی رضا مندی ہوتی۔ "ثنیا" وہ بیع تھی کہ بیع والا کہتا تھا کہ میں کچھ حصہ چھوڑ کر یہ کپڑا بیچتا ہوں یا اس صورت میں بیچتا ہوں کہ جب چاہوں بیع توڑ دوں۔ "ملامسہ" یہ ہوتی تھی کہ رات یا دن میں آدمی دوسرے کے کپڑے کو ہاتھ لگاتا تھا اور اسے تبدیل نہ کرتا تھا۔

- آپ ''مزابنہ'' اور ''محاقلہ'' کے طریقے پر بیع سے بھی منع فرماتے۔ مزابنہ بیع یہ ہوتی تھی کہ درخت پر موجود کھجور کے بدلے میں کھجوریں لے لی جاتیں۔ محاقلہ یہ کہ گندم کے لئے زمین کا کرایہ لے لیا جائے۔ آپ ایسی بیع سے فرماتے اور ارشاد ہوتا کہ یقینی علم ہونے پر ایسا کر سکتے ہو۔
- آپ فرماتے تھے کہ مالک قیمت بتانے کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔
- آپ ایک بیع میں دوسری بیع کرنے سے منع فرماتے اور فرماتے کہ جو ایسا کرے گا تو اس کے لئے گھاٹے والی قیمت ہو گی یا سود ہو گا۔

فرع:

رسولِ انور ﷺ کسی شے کے مالک ہوئے بغیر اسے بیچنے سے منع فرماتے کیونکہ ایسی صورت میں بیچنے والا مرضی کی چیز لا کر خریدنے والے کو دے دیا کرتا تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ جو چیز تمہارے قبضے ہی میں نہیں، اسے کیونکر بیچ رہے ہو؟ چنانچہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کوئی آتا اور وہ چیز خریدتا، جو پاس موجود نہ ہوتی آپ بازار سے خریدتے اور اس آدمی کو دے دیتے چنانچہ رسولِ اکرم ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔

- حضور ﷺ ایسی بیع سے منع فرماتے کہ آدمی کوئی چیز ایک جگہ بیچ کر اسے دوسری جگہ بیچے اور فرماتے کہ جو دو شخصوں سے بیع کرے تو خریدار پہلا ہی اسے لے گا۔
- آپ قرضہ سے قرضہ والی شے خریدنے سے منع فرماتے تاہم موجود کو قرضے والی شے کے مقابلے میں بیچنے کی اجازت دیتے اور فرما دیا کرتے کہ ادھار والی شے کو ادھاری کے مقابلے میں نہ بیچو چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں دیناروں کے بدلے میں اونٹ بیچ کر درہم لے لیتا ہوں اور درہموں کے بدلے بیچ کر دینار لے لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اس دن کی قیمت طے کر کے بیچنے میں حرج نہیں جب تک تم الگ الگ نہ ہو جاؤ اور کچھ طے نہ کر لو۔
- آپ قیمت قبضہ میں لینے سے پہلے اس میں سے خرچ کرنے کی اجازت دیتے خواہ وہ اختیار والی مدت میں دینے والے کے پاس ہوتی جبکہ حدیث میں یہ دلیل موجود ہے کہ شرط کے اختیار (خیارِ شرط) کو خرچ کرنا نہیں کہا جاتا۔

فرع:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیع کے لئے تیار ہو جانے کو بھی بیع ہی شمار کرتے اور جب آپ لونڈی خریدنا چاہتے تو لونڈی والوں سے قیمت طے کر کے اس کی پیچھے، پیٹ اور آگے ہاتھ لگا کر دیکھتے پھر پنڈلی کھول دیتے۔

فرع:

رسولِ اکرم ﷺ خریدار کو اس بات سے منع فرماتے کہ اسے قبضہ میں لینے سے پہلے بیچے، حکم ہوتا کہ جب تم کوئی چیز خریدو تو اسے قبضہ میں لینے سے پہلے مت بیچو، پھر اسے وزن کر کے اپنے اونٹ پر لا دو۔

ایک روایت میں فرمایا: جو کھانے کی کوئی چیز خریدے تو اسے قبضہ میں لینے سے پہلے نہ بیچے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ میں یونہی ہر چیز کا حساب لگایا کرتا ہوں۔
- حضور ﷺ کھانے کی ایسی چیز بیچنے سے منع فرماتے جو دو صاع بھر ہوتی، ایک صاع بیچنے والے کے لئے اور دوسرا خریدنے والے کے لئے اور پھر دینے والا زیادہ لے اور لینے والا کم۔

فصل:

رسولِ اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی خادم خریدا کرے تو اسے سب سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھلائے کیونکہ اس سے اس کا دل پرسکون ہو جائے گا۔

- آپ، بیع کرتے وقت کسی رشتہ داری کو سامنے رکھ بیع نہ فرماتے اور فرمایا کرتے کہ جو والدہ اور اس کے بچے یا بھائی اور اس کے بھائی کے درمیان فرق رکھے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اور اس کے پیاروں کے درمیان فرق ڈال دے گا اور پھر یاد رکھو کہ جو خود رحم نہیں کرتا، اس پر بھی رحم نہیں ہوتا۔
- جسے آپ کوئی چیز بیچتے، اسے فرما دیتے کہ جو کچھ میں نے بیچا ہے، اس کا تبادلہ کر لو لیکن دونوں کو اکٹھی بیچنا۔

ایک روایت میں ہے کہ فرق والی بیع کو آپ رد فرما دیتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر لعنت کی ہے جو والد اور اس کی اولاد نیز بھائی اور اس کے بھائی میں فرق کرے، ہاں بچہ بالغ ہو جاتا تو اکیلا بیچنے کی اجازت دیتے۔

- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب جنگ کر کے دشمن کی بیوی بچیاں قیدی بناتے تو انہیں تقسیم کر لیتے اور اکثر یوں بھی ہوتا کہ امیر زیادہ بچیاں لے لیتا، انہیں ہبہ کرنے کو کہتا اور اپنے قیدیوں کے بدلے میں انہیں دے دیتا۔
- آپ اس بات سے منع فرماتے کہ موجود شخص جنگل میں رہنے والے کو کوئی شے بیچے خواہ وہ ان کا بھائی ہوتا یا باپ اور فرماتے کہ ان لوگوں کو چھوڑ دو، اللہ انہیں اور طریقے سے روزی دیدے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ سواروں کا استقبال نہ کرو اور نہ ہی کوئی موجود شہری شخص جنگلوں میں رہنے والوں کو کچھ بیچے۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا: شہری کا جنگل میں رہنے والے کو نہ بیچنے کا مقصد کیا ہے؟ فرمایا کہ دلال نہ بنے۔

- آپ بھاؤ چڑھانے کو منع فرماتے اور وہ ایسے کہ سامان خریدنے کی نیت کی بجائے دوسرے کو دھوکا دینے کے لئے بھاؤ چڑھائے۔

- آپ نے فرمایا: اگر کوئی شخص باہر سے سامان لانے والوں کو شہر میں پہنچنے سے پہلے آگے سے جا ملے اور کچھ خرید لے اس صورت میں جب وہ بازار میں آئے گا تو سامان والے کو اختیار ہوگا (دینا چاہے تو دے ورنہ نہ دے)۔
- آپ اس بات سے بھی منع فرماتے کہ ایک آدمی سودے کی قیمت طے ہونے پر اسے خریدے یا زیادہ قیمت لگائے آپ اس صورت میں یہ اجازت دیتے جب لوگوں کی طرف سے قیمت بڑھانے کا سلسلہ بن جاتا اور فرماتے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی خرید کے بعد خرید نہ کرے، نہ ہی ایک کے شادی کا پیغام دینے پر دوسرا وہاں پیغام دے ہاں اس صورت میں ایسا کر سکتا ہے جب پہلا اجازت دیدے یا پیچھے ہٹ جائے اور پھر **باب التعفف عن المسألة** میں گذر چکا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ اور حنس بیچتے وقت بار بار قیمت بڑھانے کو فرمایا تھا اور جب بڑھنے والا آخری بولی دے چکا تو آپ نے اسے دونوں فروخت کر دئے تھے۔ واللہ اعلم۔

فروع:

بیع وغیرہ میں گواہ مقرر کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہ مقرر کئے بغیر بیع کرنے سے روک دیا تھا اور یہ آیت پڑھی: **وَاَشۡهِدُوۡۤا اِذَا تَبَايَعۡتُمۡ**۝ (جب تم بیع کرو تو گواہ بنا لو) چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک دیہاتی سے بغیر گواہوں کے اونٹ خریدا تو اس نے آپ سے جھگڑا شروع کر دیا تھا وہ کہے جا رہا تھا کہ گواہ لاؤ۔ اس پر حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اسے بیچا ہے آپ نے حضرت خزیمہ سے پوچھا کہ تم نے کیونکر گواہی دیدی؟ انہوں نے عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ! آپ کی تصدیق پر چنانچہ آپ نے حضرت خزیمہ کی گواہی کو دو کی گواہی بنا لیا اور پھر اس دیہاتی نے بھی بیع کا اقرار کر لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خزیمہ کے فوت ہو جانے تک ان کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کا درجہ دیتے رہے۔

فصل:

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص پھل والی کھجور کا سودا کرے تو شرط نہ کرنے کی صورت میں پھل بیچنے والا کا ہوگا اور یونہی غلام خریدنے کی صورت اس کا سب کچھ بیچنے والے کا ہوگا جیسے اس کی وضاحت **باب بیع الاصول و الثمار** میں انشاء اللہ آ رہا ہے۔

- آپ فروخت شدہ چیزوں جیسی چیزوں میں نفع شرط کرنے کی اجازت دیتے اور فرماتے کہ جو شخص اونٹ بیچتے وقت یہ طے کرے کہ اسے مالک یا شہر تک لے جانے کی مزدوری الگ ہوگی تو یہ اس کے لئے جائز ہے تاہم ایسی دوہری شرطیں جمع کرنے سے منع فرماتے اور اس سلسلے میں فرماتے کہ قرض اور بیع حلال نہیں، نہ ہی بیع میں دو

شرطیں جائز ہیں اور نہ ہی اس چیز کی بیع جائز ہے جو تمہارے پاس نہیں۔

- آپ اس بیع کو صحیح قرار دیتے جس میں کوئی شخص اس شرط پر غلام خریدتا کہ اسے آزاد کر دے گا چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب آزاد کرنے کے لئے حضرت بریرہ کو خریدا تو فرمایا تھا: اسے خرید کر آزاد کر دو کیونکہ والی وہی ہوتا ہے جو آزاد کرتا ہے حالانکہ اُن کے اہلِ خانہ نے یہ شرط رکھی تھی کہ والی انہیں بنایا جائے' آپ نے ان کی شرط بیکار قرار دیدی چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ والی تم ہی رہو گی' وہ جتنی چاہیں شرطیں لگا لیں' تمہارے لئے حرج نہیں چنانچہ آپ نے ایسی صورت میں بیع صحیح ہو جانے کا فیصلہ دیا اور باطل شرط کو ناکارہ قرار دیدیا۔
- رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اونٹ خریدا تو انہوں نے اس شرط پر بیچا کہ لدا ہوا سامان مدینے پہنچا دیں کیونکہ ان کے پاس کوئی اونٹ نہ تھا' آپ نے اس شرط ہی پر خریدا اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ کی طرف سوار کر دیا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت میسرہ کے لئے کچھ خریدتے وقت مدت مقرر نہ کی چنانچہ ایک اور موقع پر ان کیلئے وہ خرید کی تو کسی سے کوئی چیز اس سے زیادہ قیمت لایا' اس آدمی نے کہا کہ یہ قیمت میری قیمت سے زیادہ ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ میری طرف سے عطیہ ہے' اسے قبول کر لو گے؟ اس نے کہا ہاں۔ واللہ اعلم۔

باب

بیع میں کسی کو اختیار دینا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دورِ جاہلیت میں کسی آدمی کو کوئی چیز فروخت کرتے تو بیچنے کے بعد اسے اختیار کرتے چنانچہ ایک دیہاتی نے ایک بار ایسی اچھی بیع کو دیکھ کر عرض کی: اللہ آپ کی عمر دراز کرے' آپ کون ہیں؟ تو فرمایا کہ میں قریش میں سے ایک ہوں۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جسے کوئی شے بیچتے اور اس کی عقل میں نقص اور کمزوری ہوتی جس کی وجہ سے وہ بھول جایا کرتا تو آپ فرما دیتے کہ جب کوئی شخص تمہیں کوئی شے بیچے تو کہہ دو کہ اس میں کھوٹ نہیں اور پھر تین راتوں تک تمہیں اس سامان کے بارے میں اختیار ہے' راضی ہو گے تو رکھ لینا اور ناراض ہونے کی صورت میں چیز والے کو واپس کر دینا۔

آپ اکثر ایسی بیع سے روک دیتے اور فرماتے: اگر تمہیں بیچنا ہی ہے تو بیچ ڈالو اور کہہ دو کہ اس میں دھوکا نہیں۔

- رسولِ اکرم ﷺ ایک مجلس میں پسند کو جائز قرار دیتے اور فرماتے کہ خرید و فروخت کرنے والے دونوں کو اختیار

ہے لیکن اس وقت تک جب تک وہاں سے الگ الگ نہیں ہوتے یا ان میں سے ایک دوسرے سے نہیں کہہ دیتا کہ اپنی پسند بتادو' تاہم بیع ٹوٹنے کے اندیشہ سے کسی کو الگ ہونے کا موقع نہ ملے۔

ایک اور روایت مین ہے کہ جب دو شخص آپس میں خرید وفروخت کریں تو جب تک وہ علیحدہ علیحدہ نہیں ہو جاتے دونوں کو اختیار ہوتا ہے' یا ایک ان میں سے دوسرے کو اختیار دیدے' اگر ایک نے دوسرے کو اختیار دیدیا اور انہوں نے بیع طے کر لی تو بیع لازم ہو جائیگی۔

ایک روایت میں ہے دونوں قسم کی بیع میں دونوں کے جدا ہونے تک بیع نہیں رہے گی صرف اختیار والی بیع صحیح ہوگی۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب کسی سے بیع کرتے اور اسے توڑنا ہوتا تو اُٹھ کر کچھ دور جا کر واپس آجایا کرتے۔
- حضور ﷺ اس صورت میں اختیار دیتے جب بکنے والی چیز کو دیکھا نہ ہوتا یا جب اس شے کی پوری نشانیاں بتادی جاتیں یا وہ پہلے دیکھی ہوتی۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ میں نے وادی میں موجود مال حضرت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس مال کے بدلے میں بیچا جو خیبر میں ان کا موجود تھا۔ جب ہم نے بیع کر لی تو میں اس اندیشے سے کہ وہ بیع توڑ نہ دیں' پچھلے پاؤں واپس ہوا حالانکہ سنت طریقہ یہ تھا کہ جدا ہونے تک خرید وفروخت کرنے والے دونوں کو اختیار ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب

سُود

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سود کے بارے میں سختی فرماتے تھے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت فرماتا ہے جو سود کھائے' کھلائے' گواہ بنے اور اسے لکھے اور فرماتے کہ ایک ایسا درہم جسے کوئی کھاتا ہے حالانکہ اسے علم ہوتا ہے تو اسلامی دور میں وہ چھتیس عورتوں کے ساتھ زنا کرنے سے بدتر ہوتا ہے۔

- آپ فرماتے تھے کہ خواہ سود سے کتنا ہی مال کیوں نہ جمع ہو جائے' آخر کار کم پڑ جائے گا۔
- آپ فرماتے تھے کہ سونا' سونے کے بدلے میں بیچنا ہو تو ایک طرح کا ہونا چاہئے اور اس کے کچھ حصے کو دوسرے پر ظاہر نہ کرو اور نہ ہی برابری کے بغیر چاندی' چاندی سے بیچو۔

ایک روایت میں ہے پورے پورے وزن کے بغیر نہ بیچو اور اس کا کچھ حصہ ظاہر نہ کرو اور نہ ہی غائب چاندی کو موجود کے مقابلے میں بیچو' چاندی' چاندی کے بدلے میں' گندم' گندم کے بدلے' جَو' جو کے بدلے' کھجور' کھجور کے بدلے'

نمک، نمک کے بدلے میں دست بدست بیچنا چاہئے لیکن جو اس سے زیادہ دے یا لے تو سود ہوگا' جس میں لینے اور دینے والا دونوں برابر شمار ہوں گے تاہم جنس الگ الگ ہو تو جیسے چاہو بیچو بشرطیکہ ہاتھوں ہاتھ بیچو۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ (رسول اللہ ﷺ کے غلام) کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم محتاج ہو گئے تو میں نے اپنی بیوی کی پازیب (جھانجریں) لیں' یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا سال تھا' جاتے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور پوچھا: یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ گھر والوں کے لئے خرچ کی ضرورت ہے' انہوں نے کہا: میرے پاس ورق ہے اور میں اس کے بدلے چاندی لینا چاہتا ہوں' آپ نے تولنے والے کو بلایا' اس نے ہتھیلی پر رکھا تو دانق بھر پازیب چاندی کے ورق سے زیادہ تھیں۔ آپ نے انہیں کاٹ دیا تو میں نے کہا: اے رسولِ کریم ﷺ کے خلیفہ! یہ آپ کے لئے حلال ہے۔ آپ نے کہا: اے ابو رافع! تم نے تو اسے حلال کہہ دیا لیکن اللہ اسے حلال نہیں کرتا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن رکھا ہے کہ فرمایا: سونا' سونا کے بدلے ہم وزن بیچو اور پھر جو زائد ہوگا اور جس سے زائد ہوگا' دونوں جہنم کا سبب ہیں۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ سود کا بوجھ اس شخص پر ہوتا ہے جو اسے سود بنانا چاہئے اور ڈھیل دے۔
- رسولِ اکرم ﷺ نے لوگوں کو چاندی کے بدلے سونا اور سونے کے بدلے چاندی بیچنے کی اجازت دی تھی کہ جیسے چاہیں فروخت کریں' یونہی جو کے بدلے گندم اور گندم کے بدلے جو میں بھی اجازت دی کہ جیسے چاہیں' کریں بشرطیکہ ہاتھوں ہاتھ لئے اور دئے جائیں۔
- آپ نے فرمایا: جو ایک قسم کی چیزیں ہوں تو ان میں برابر وزن کا خیال کیا جائے' یونہی ناپ والی چیزیں بھی ہیں اور جب دو الگ الگ چیزیں ہوں تو حرج نہیں چنانچہ حضرت براء بن عازب اور حضرت زید بن ارق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے مال خرچ کرنے کے بارے میں پوچھا کیونکہ ہم تاجر تھے تو فرمایا: اگر ہاتھوں ہاتھ ہو تو حرج نہیں۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو خیبر میں عامل بنا کر بھیجا تو وہ پکی کھجوریں لائے' آپ نے پوچھا: کیا خیبر کی ساری کھجوریں ایسی تھیں؟ اس نے عرض کی کہ ہم اس سے دو صاع کے بدلے میں ایک صاع لیتے ہیں اور تین کے بدلے میں دو' اس پر آپ نے فرمایا کہ یوں نہ کرو' سب کو درہموں کے بدلے بیچو اور پھر درہموں کے بدلے میں وہ کھجوریں لو' یوں ہی آپ نے وزنی چیزوں کے بارے میں فرمایا۔
- رسولِ انور ﷺ بیچی جانے والی چیز میں جہالت کو دونوں فریقوں میں برابر کا درجہ دیتے اور فرماتے تھے کہ تم میں سے کوئی کھجور کا وہ ڈھیر' جس کی پیمائش نہیں جانتا' کھجوروں کے لئے مقرر کئے گئے پیمانے سے نہ بیچے۔

فرع:

اس میں کئی امور کا ذکر ہے

رسول اکرم ﷺ تازہ کھجور کی بیع گندم وغیرہ یا خشک کھجور کے بدلے میں کرنے سے منع فرماتے اور فرما دیتے کہ تم میں سے کوئی کھجور کا باغ اپنا ہونے کی صورت میں کھجور کو کھجور سے ناپ کر نہ بیچے اور اگر انگور کا ہو تو کشمش (خشک میوہ) کے بدلے میں اسے ناپ کر بیچ سکتے ہو اور اگر زرعی جنس ہو تو اس انگور کو کھانے کے پیمانے سے ناپ کر بیچ سکتے ہو اور پھر آپ اردگرد رہنے والے لوگوں سے یہ پوچھ لیا کرتے کہ مثال کے طور پر کیا تازہ کھجور خشک ہو کر گھٹ جاتی ہے؟ اگر لوگ کہتے: ہاں گھٹ جاتی ہے تو آپ اس بیع کو روک دیتے اور آپ نے اس کھجور کی بیع میں اجازت دے رکھی تھی (جسے کھجور والے نے کھجوریں کھانے کے لئے دے دیا ہو) کہ اندازہ لگا کر تازہ ہی خرید دیں اور اس کے اہل و عیال کھائیں لیکن جب وہ دو، تین یا چار وسق بھر ہوتیں اور آپ فرماتے کہ کھجور پر لگی تازہ کھجوریں، زمین پر گری خشک کھجوروں کے بدلے میں بیچ لیا کرو اور درخت پر لگے انگور، پانچ وسق سے کم تک، کشمش کے مقابلے میں بیچ لو۔

- آپ حیوان میں موجود گوشت کو بیچنے سے منع فرماتے اور حیوان کو حیوان کے بدلے میں ادھار بیچنے سے بھی منع فرماتے تاہم وزنی اور ناپی جانے والی چیزوں کے علاوہ دوسری چیزوں میں قیمت بڑھا کر لینے کی اجازت دیتے تھے۔

- نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ دو غلاموں کے بدلے میں ایک خریدا تھا اور حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سات سر (اونٹ وغیرہ) کے بدلے میں خریدا تھا اور پھر اکثر اجازت دیا کرتے کہ دو یا تین اونٹوں کے بدلے میں ایک اونٹ خرید سکتے ہو چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ بیس ادھار اونٹوں کے بدلے میں ایک اونٹ خریدا تھا۔ ایک عورت نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چھ سو درہم نقد دے کر ایک غلام خریدا اور آٹھ سو درہم میں ادھار بیچ دیا، اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ تمہارا خریدنا اور بیچنا دونوں ہی برے کام ہیں اور پھر زید بن ارقم کو بتا دو کہ انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ مل کر کیا جانے والا جہاد برباد کر دیا ہے، ہاں وہ توبہ کر لیں تو الگ بات ہے۔ انہوں نے کہا: دیکھو تو سہی، اگر میں نے اپنا اصل مال نہ پکڑا ہو تو؟ اس پر حضرتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: جس کے پاس اللہ کی طرف سے نصیحت آ چکی ہو اور وہ رُک جائے تو اسے وہ کچھ ملے گا جو گذرا۔

- آپ نے اس ہار کو بھی بیچنے سے منع کر دیا تھا جس میں سے پتھر کے دانے اور سونا الگ نہ کر لیا گیا ہو چنانچہ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے خیبر کے دن بارہ دینار میں ایک ہار خریدا تھا جس میں

سونا اور پتھر کے دانے تھے' میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو فرمایا: جب تک انہیں الگ الگ نہ کرلو' نہ بیچو' کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے دیا تو میں نے اسے الگ الگ کر دیا اور کھلنے پر معلوم ہوا کہ اس میں بارہ سے زیادہ دینار تھے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

باب

مال میں عیب کا حکم

پہلے حضور ﷺ کا یہ قول گذر چکا ہے کہ: جو کسی پریشان کی طرف غلط بات منسوب کرے تو اللہ اسے اس بہکنے کی وجہ سے پریشان کرے گا۔

حضور ﷺ مال میں عیب کو بیان کرنے پر زور دیتے اور فرماتے کہ مسلمان' مسلمان کا بھائی ہوتا ہے لہٰذا کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اپنے مسلمان کو مال دیتے وقت اس کا عیب بیان نہ کرے اور جسے اس عیب کا پتہ ہو وہ اسے ضرور بیان کرے چنانچہ حضور ﷺ سالن بیچنے والے ایک شخص کے پاس سے گذرے تو اس میں ہاتھ ڈال کر دیکھا' پانی زیادہ ڈالا ہوا تھا لہٰذا فرمایا: جو دھوکا کرے' ہم میں سے نہیں۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عداء بن خالد بن ھودہ کو لکھا: یہ عداء بن خالد بن ھودہ نے محمد رسول اللہ ﷺ سے خریدا ہے' اس نے ان سے غلام (یا کہا لونڈی) خریدا جس میں بیماری نہیں' نہ ہی آفت والا ہے اور نہ ہی خبیث ہے' یہ بیع مسلمان کی مسلمان سے ہے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بےعیب بتا کر ایک غلام بیچا تو خریدنے والے نے یہ اعلان کر دیا کہ اس میں وہ بیماری ہے جسے انہوں نے بیان نہیں کیا چنانچہ دونوں یہ فیصلہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گئے' انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے بےعیب ہونے کی قسم مانگی تو انہوں نے انکار کر دیا چنانچہ غلام واپس کر دیا گیا۔
- آپ نے عیب والی چیز واپس کرنے کی اجازت دے رکھی تھی اگر بیع کرتے وقت کوئی عیب پیدا کیا جاتا تو فرماتے کہ تاوان کی صورت میں خراج لیا جاتا ہے۔
- حضور ﷺ کے پاس دو شخص فیصلہ لے کر آئے' ان میں سے ایک نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس شخص نے غلام خریدا ہے اور غلہ ڈالنے کے بعد اس میں عیب دیکھا ہے چنانچہ عیب ہی کے ساتھ واپس کر رہا ہے اور غلے کا مطالبہ نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تاوان کے ساتھ غلہ بھی دے۔
- آپ فرماتے تھے کہ سب سے شریر گدھا سیاہ اور چھوٹے جسم کا ہوتا ہے۔

فرع:

رسولِ اکرم ﷺ نے مویشیوں کے تھنوں میں دودھ روک رکھنے کو منع فرمایا اور حکم دیا تھا کہ جو ایسے جانور کو خریدے اس کے لئے دونوں راہیں ہیں، اسے دوہ کر چاہے تو روک لے اور ناراضگی کی صورت میں ایک صاع بھر کھجور کے ساتھ واپس بھی کر سکتا ہے، یہ صاع دودھ دوہنے کے بدلے میں ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو دودھ روکے جانور کو خریدے تو تین دن تک اسے اختیار ہے، چاہے تو رکھ لے اور چاہے تو واپس کر دے اور اس کے ساتھ ایک صاع کھجور دے، گندم نہ دے۔ واللہ اعلم۔

باب

خرید و فروخت کرنے والوں میں اختلاف کا حکم

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب خرید و فروخت کرنے والوں میں اختلاف ہو جائے اور کوئی گواہ بھی نہ ہو تو سامان والے کا قول معتبر ہوگا یا دونوں ہی اس صورت میں بیع توڑ سکتے ہیں جب کہ سامان اسی طرح ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ جب خرید و فروخت کرنے والے اختلاف کریں اور فروخت شدہ چیز تباہ ہو جائے تو بیچنے والے کا قول معتبر ہوگا چنانچہ آتا ہے کہ ایک سامان میں خرید و فروخت کرنے والوں کا اختلاف ہو گیا تو وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے، ایک نے عرض کی کہ میں نے اتنے میں لیا ہے اور دوسرے نے عرض کی میں نے اتنے میں بیچا ہے، آپ نے بیچنے والے سے فرمایا کہ قسم کا مطالبہ کرے اور پھر خریدنے والے کو اختیار دے، چاہے تو لے لے اور چاہے تو چھوڑ دے۔

- آپ نے فرمایا کہ غلام کے لئے تین دن کی مہلت ہے، اگر گواہ کے بغیر وہ تین راتوں میں کوئی بیماری دیکھ لے تو واپس کر دے اور اگر تین راتوں کے بعد کوئی بیماری دیکھے تو اسے گواہ لانے کو کہا جائے جو بتائے کہ اس نے خریدا تھا تو اسے یہی بیماری تھی۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لونڈی خریدی تو پتہ چلا کہ اس کا خاوند ہے لہٰذا اسے واپس کر دیا۔ واللہ اعلم۔

باب

جڑوں اور پھلوں کی بیع کرنا

درختوں کو بونے اور زراعت کی فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی تم میں سے یہ نہ کہا کرے کہ میں نے زراعت کی ہے بلکہ کہا کرے کہ میں نے کھیتی باڑی کی ہے کیونکہ زراعت (نشوونما) تو اللہ ہی کرتا ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اپنی روزی زمین کی تہ میں تلاش کرو یعنی زراعت کرو (اور ہل وغیرہ چلاؤ)۔

- آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے زراعت کو بہت عزت دی ہے۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ انگور کا نام ''کرم'' نہ رکھو کیونکہ ''کرم'' تو مسلمان کا دل ہوتا ہے' تم انگوروں کا باغ کہا کرو۔
- آپ فرماتے ہیں: جو مسلمان شخص کوئی پودا لگائے تو جو اس سے کھا لیا جائے' وہ اس کے لئے صدقہ ہوگا' جو پھل چرا لیا جائے' وہ صدقہ ہوگا' اور جو اس کا نقصان کر دے گا' اس کے بدلے میں قیامت تک اس کے لئے صدقہ لکھا جائے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ مسلمان کوئی پودا لگاتا یا زراعت کرتا ہے اور اس سے کوئی انسان یا چوپایہ یا جانور کچھ کھا لیتا ہے تو یہ اس کے لئے صدقہ شمار ہوگا اور جو اسے نقصان پہنچاتا ہے کچھ لے لیتا ہے اور کچھ ناقص کر دیتا ہے تو بھی صدقہ لکھا جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ کوئی مسلمان ظلم وزیادتی کئے بغیر کوئی گھر بناتا ہے یا ظلم وزیادتی کے بغیر کوئی پودا لگاتا ہے تو جب تک ان سے اللہ کی مخلوق فائدہ اُٹھاتی رہے گی' اس کے لئے اجر جاری رہے گا۔

- آپ نے فرمایا: جس نے پودا لگایا اور اس کی حفاظت پر قائم رہا' آخر وہ پھل دار ہو گیا تو اس پھل میں سے جو بھی کوئی اُتار لے گا اس کے بدلے میں اللہ کے ہاں اس کے لئے اجر لکھا جائے گا۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ جب ثریا ستارے طلوع ہو جاتے ہیں تو کھیتی آفتوں سے بچ جاتی ہے۔
- آپ اس بات سے روکتے تھے کہ اپنے باغوں کو دیواریں کر کے اور باڑ لگا کر بند کر دو کہ محتاج اور بھوکے وہاں سے کھا نہ سکیں چنانچہ ایک دن اپنے صحابہ سے فرمایا تھا کہ تم دورِ جاہلیت میں ذلیل تھے' اللہ کے علاوہ کی عبادت کرتے تھے' اولاد کا بوجھ اُٹھاتے اور اپنے مال میں بھلائی کے کام کرتے تھے اور مسافروں کو کھلاتے پلاتے تھے' اب جبکہ تم کو اللہ اور اس کے رسول کے کرم سے اسلام کی دولت مل گئی تو اپنے مال کو قلعہ میں بند کرتے ہو حالانکہ اس میں سے کوئی آدمی کھائے گا تو تمہیں اس کا اجر ملے گا' درندے اور پرندے کھائیں گے تو اجر ملے گا چنانچہ لوگ اس قسم سے باز آ گئے اور آپ نے ان کے باغوں میں سے تیس دروازے توڑ دیے۔

فصل:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو کھجور کے پھل دار درخت بیچے تو اس صورت میں پھل اس کا ہوگا جس نے فروخت کیا جب کہ خریدار کوئی شرط نہ کرے اور جو غلام خریدا تو اس کا مال بیچنے والے کا ہوگا بشرطیکہ خریدار شرط نہ لگائے۔

- آپ پھل کے تیار ہونے سے پہلے خرید و فروخت کرنے والوں کو پھلوں کی بیع سے منع فرماتے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے کھجور کو پھل دار ہونے سے پہلے بیچنے سے روک دیا تھا اور خوشے اس وقت تک بیچنے سے منع فرمایا جب تک وہ مضبوط، ستھرے، سفید اور آفت سے نہ بچ چکے ہوں اور پھر انگوروں کو سیاہ ہونے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ پھل روک لے تو تم اپنے کسی بھائی کا مال کیسے حلال سمجھتے ہو؟
- آپ خریدے ہوئے پھل کو آفت کی وجہ سے گرانے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ جب تم نے اپنے بھائی کو پھل بیچا اور اسے آفت نے لے لیا تو تمہارے لئے اس میں سے کچھ لینا جائز نہیں، اپنے بھائی کا ناحق مال کیسے لوگے؟
- آپ تین قسم کی بیع، محاقلہ، مزابنہ اور مخابرہ سے منع فرماتے اور اس سے بھی منع فرماتے کہ پانی دینے کے لئے باغ خریدے ورنہ وہ مالک پانی دے تاکہ وہ سرخ و زرد ہو جائے اور اس باغ میں سے لے کر کچھ کھانا منع فرماتے۔ ''محاقلہ'' یہ ہے کہ مقرر کھانے کے بدلے میں کچی فصل کا سودا کرے۔ مزابنہ یہ ہے کہ کھجور کے کچھ وسق کے بدلے میں باغ بیچے اور مخابرہ، تیسرا چوتھا حصہ وغیرہ بیچنے کو کہتے ہیں۔
- آپ فرماتے تھے: جب بھی کسی قوم پر مصیبت آئے تو ثریا کے چڑھنے پر وہ ان سے اُٹھا لی جاتی یا ہلکی کر دی جاتی ہے۔

خاتمہ

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جا رہا تھا کہ لوگوں کو کھجور کے درخت پر چڑھا دیکھا، آپ نے پوچھا یہ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کی کہ پیوند لگا رہے ہیں، نر کو مادہ میں لگا کر پیوند کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا کہ میرا نہیں گمان کہ فائدہ مند رہے۔ یہ سن کر انہوں نے اس سال پیوند لگانا روک دیا چنانچہ ردّی کھجوریں نکلیں اور وزن میں بھی کم رہیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی تو فرمایا: اگر یہ کام ان کے فائدے میں ہے تو کر لیں، میرا تو صرف ایک گمان تھا جس پر میری پکڑ نہ کرو کیونکہ میں بھی ایک بشر ہوں لیکن جب میں اللہ کی طرف سے آئے تمہارے دین کے بارے میں تمہیں حکم دوں تو اسے ضرور لے لو کیونکہ کبھی بھی جھوٹ نہ بولوں گا اور جب میں اپنی رائے سے کوئی بات کروں تو دنیا کے معاملات تم بہتر جانتے ہو۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

باب

غلاموں سے کام لینے کا حکم

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے غلام تجارت اور قرض وصول کرنے کے لئے بھیجا کرتے تھے اور ایسے کاموں میں اسے حرج نہیں جانتے تھے جبکہ باب البیوع میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان گذر چکا ہے: ''اے قریشیو! غلام لوگ تجارت میں تم پر غالب نہ آ جائیں۔'' واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

باب

السَّلَم (بیع سلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین ایسی چیزیں ہیں کہ جن میں برکت ہوتی ہے: ایک مدت تک کے لئے بیع کرنا' مضاربہ (نفع میں شامل ہو کر کسی کے مال سے تجارت کرنا) اور بیع کے علاوہ صرف کھانے کے لئے گندم کو جو میں ملا دینا چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو لوگ پھلوں کی بیع کرتے وقت سال' دو سال اور تین سال کا وقت مقرر کر لیا کرتے' اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کھجوروں میں قرضہ کی صورت میں بیع کرے تو اس کے اندر مقرر ناپ اور وزن مقرر کرنا چاہئے اور یہ مقرر وقت تک ہونی چاہئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے ہمراہ مالِ غنیمت حاصل کرتے اور ان کے پاس شام کے لوگ آتے تو یہ ان سے گندم' جو اور زیتون میں مقرر وقت تک کے لئے بیع کر لیا کرتے۔ اس پر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ ان کی کھیتی باڑی ہوتی تھی یا نہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ اس معاملے میں وہ نہیں پوچھا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور میں گندم' جو' کشمش' کھجور اور جو کچھ ان کے پاس ہوتا' اس پر یہ بیع کر لیا کرتے تھے چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی کو کچھ دینا چاہے تو قبضہ کرنے سے پہلے نہ دے۔

☯ آپ نے فرمایا: جو یہ بیع کرے وہ لینے والے سے اس کے سوا کوئی شرط نہ کرے کہ وہ اسے پورا کر دے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو یہ بیع کرے تو وہ اس میں سے صرف وہی لے جس کی یہ بیع ہوئی یا اصل مال لے' ایک اور شخص نے کھجوروں میں یہ بیع کی تو ابھی وہ سال نہیں گذرا تھا کہ دونوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا' وہ یہ جھگڑا لے کر رسول اللہ

ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے اسے فرمایا کہ تم اس کا مال کیوں حلال جانتے ہو؟ اسے واپس کر دو۔ پھر فرمایا کہ کھجور میں یہ بیع اس وقت تک نہ کرو جب تک پھل تیار نہ ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے کھانے کی چیز کا سودا اس شرط پر کیا تھا کہ کسی اور شہر میں یہ چیز اسے دے گا' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ناپسند کیا اور فرمایا کہ بوجھ اُٹھانے کا کرایہ کسے دینا ہوگا؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیوانات میں مقررمدت تک بیع سلم کرنا ناپسند کرتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس بیع میں اَسْلَمْتُ (میں نے بیع سلم کی) کا لفظ استعمال کرنا ناپسند کرتے تھے' وہ کہتے تھے کہ اسلام کا لفظ تو صرف اللہ ربّ العالمین کے لئے ہوتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جو ایسا سودا کرے' وہ طے شدہ سے بہتر صورت میں لینے کی شرط نہ کرے خواہ وہ چیز گھاس پھوس ہی کیوں نہ ہو کیونکہ یہ سود بن جائے گا۔

حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دیکھ بھال کر دو اونٹوں کے مقابلے میں ایک اونٹ لینے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا اور ناپسند کیا چنانچہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ایک اونٹ' دو اونٹوں کے مقابلے میں بہتر ہوگا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

باب

قرض اور اس کی اچھائی

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان بھی کسی دوسرے مسلمان بھائی کو دو مرتبہ قرض دے تو وہ ایسے ہوگا جیسے اس نے ایک مرتبہ صدقہ کیا۔

آپ نے فرمایا: جو کسی دودھ پینے کے لئے دودھ والا جانور دے' درہم کا قرض دے یا راستہ بتا دے تو اسے غلام آزاد کرنے کا اجر ملے گا۔

آپ فرماتے تھے کہ ہر قرض صدقہ شمار ہوتا ہے۔

آپ نے فرمایا تھا کہ میں نے معراج کی رات دیکھا کہ جنت کے دروازے پر یوں لکھا تھا: صدقہ کا ثواب دس گنا ملے گا لیکن قرض کا اٹھارہ گنا۔ یہ دیکھ کر میں نے جبریل سے پوچھا کہ صدقہ کا دس گنا اور قرض کا ثواب اٹھارہ گنا کس بناء پر ہے؟ انہوں نے کہا: اس لئے کہ صدقہ تو غنی اور فقیر کے ہاتھ آ جاتا ہے جبکہ قرض صرف وہ لیتا ہے جو

محتاج ہوتا ہے۔

- آپ ہی نے فرمایا کہ جو شخص کسی تنگدست کے لئے آسانی پیدا کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دنیا و آخرت میں آسانی پیدا فرما دیتا ہے۔
- آپ حیوان قرض لیتے تو اسے بہتر صورت میں واپس فرماتے اور فرماتے کہ تم میں بہتر وہ ہوتا ہے جو ادائیگی اچھی صورت میں کرے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس اس قرض کا مطالبہ کرنے آیا جو آپ نے لے رکھا تھا' آپ نے حضرت حولہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف پیغام بھیجا کہ اگر تمہارے پاس کھجوریں ہیں تو ہمیں قرض کے طور پر دیدو' جب ہمارے پاس آ جائیں گی تو ہم ادا کر دیں گے۔
- رسول اللہ ﷺ پہلے کی بجائے واپسی کے موقع پر قرض کے ساتھ کچھ زیادہ دے کر واپسی کی اجازت دیتے ہوئے فرماتے کہ جب تم میں سے کوئی کسی بھائی کو قرض دے اور وہ اسے کوئی ہدیہ دے یا اسے سواری کے لئے کہے تو واپسی کے وقت اس سواری پر نہ بیٹھے اور نہ وہ قبول کرے' ہاں پہلے سے شرط کر لی ہو تو الگ بات ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جو قرض دے' وہ ہدیہ نہ لے چنانچہ آتا ہے کہ حضرت امام حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کی دیوار کے سائے میں بھی نہ بیٹھتے تھے جسے قرض دیا ہوتا اور فرماتے تھے کہ جو قرض کوئی نفع ساتھ لائے تو وہ نفع سود ہوگا۔

- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوموسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ ایسے علاقے میں ہیں جہاں کھلم کھلم سود چلتا ہے' اگر وہاں تمہارا کسی پر قرض ہو اور وہ تمہیں تنکا' جو یا قت (ایک دانہ) بھر چیز بھی تحفہ میں دے تو اس سے نہ لو کیونکہ وہ سود ہوگا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے کسی شخص کو قرض دیا تو اس نے ہدیہ پیش کیا تھا' آپ نے فرمایا: اس سے ہدیہ سمجھ کر لے لے' اس کو ثواب پہنچانے کی نیت کرے یا اسے واپس دیدے۔

ایک اور شخص آپ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے ایک شخص کو قرض دیا ہے اور اس سے شرط کر لی ہے کہ اس سے بہتر واپس کرے تو آپ نے فرمایا کہ یہ سود ہوگا' اس پر اس نے کہا کہ مجھے آپ یہ کیسا حکم سنا رہے ہیں حالانکہ پہلے صالحین نے تو اس میں تین صورتیں بتائی ہیں؟ ایک گروہ تو وہ ہے کہ جو اس سے رضاءِ الٰہی کا ارادہ کرتا ہے' اس سے تمہیں رضاءِ الٰہی ملے گی' ایک وہ ہے جو بندے کو خوش کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے بندہ خوش ہو جائے گا اور ایک وہ ہے جو خبیث مال دیتا ہے کہ دل کی خوشی سے لے لو چنانچہ اس کا دل خوش ہے تو لے لو کیونکہ یہ اس کی مہربانی کا شکریہ ہوگا لیکن اگر اس کو اس میں خوشی نہیں تو نہ لو۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

بَابُ الرَّھْن (گروی رکھنا)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اطہر ﷺ ذمیوں اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کے پاس اکثر گروی رکھا کرتے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ کا وصال مبارک ہوا تو آپ کی زرہ تیس صاع بھر جَو کے بدلے میں ایک یہودی کے پاس گروی رکھی ہوئی تھی جو آپ نے اپنے گھر والوں کے لئے لے رکھے تھے۔

آپ فرماتے تھے کہ جب کوئی چیز گروی رکھی گئی ہو تو اس پر اپنے خرچہ سے سواری کی جا سکتی ہے' اپنے خرچے سے اونٹنی وغیرہ کا دودھ پیا جا سکتا ہے اور جو سوار ہوتا ہے اور دودھ پیتا ہے تو اسے خرچہ دینا ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب چوپایہ گروی رکھا ہو تو گروی رکھنے والے پر گھاس وغیرہ ڈالنا لازم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب

اس باب میں کوئی چیز کسی کے حوالے کرنے اور کسی کی ضمانت دینے کا بیان ہے' پھر یہ بتایا گیا ہے کہ کسی سے کسی چیز کا مطالبہ کیسے کرے' کیسے ادائیگی کرے اور یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا و آخرت میں دین کی سختی کیسے ہوتی ہے؟

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ: غنی قرضہ دینے میں ٹال مٹول کرے تو ظلم ہے اور جب تم میں سے کسی کا قرض کسی امیر کے ذمہ لگا دیا جائے تو وہ اس کو ادا کرے اور اس کا پیچھا کرے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر قرض ذمے لینے والا ڈھیل کرے تو قرض دینے والا قرض لینے والے کی طرف رجوع نہ کرے ہاں اگر قرضہ ذمے لینے والا مفلس ہو جائے یا فوت ہو جائے تو پھر قرض لینے والے کی طرف جا کر مطالبہ کر سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ قرض اُتارنے پر زور دیتے تھے اور اس معاملے میں سختی سے کام لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو کسی کا مال ضائع کرنے کی نیت سے لے تو اللہ تعالیٰ خود اسے ہی تباہ کر دیتا ہے۔

آپ فرماتے تھے کہ جو میرا امتی قرض لے اور پھر اسے ادا کرنے کی پوری کوشش کرتا رہے لیکن ادائیگی سے پہلے ہی فوت ہو جائے تو اس کا میں والی ہوں گا اور جو ادا کرنے کی نیت ہی میں فوت ہو جائے تو یہ قیامت کے دن اس کی نیکیوں میں سے کاٹ لیا جائے گا جس دن درہم و دینار تو مل ہی نہ سکیں گے۔

آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر کوئی شخص راہِ خدا میں قتل کر دیا جائے پھر دوبارہ زندگی ملے اور پھر قتل ہو جائے' پھر زندگی ملے اور پھر قتل ہو اور قرض اس کے ذمہ ہی ہو تو قرض ادا کئے بغیر جنت میں نہیں جا سکے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو اسرائیل کے اس آدمی کے بارے میں ہمیں بتایا جو محتاج ہو گیا تھا' اس نے کسی سے قرض مانگا تو اس نے کہا: کوئی گواہ لاؤ کہ اس کی گواہی میں دوں' قرض مانگنے والے نے کہا: ایک اللہ ہی گواہ بنانا کافی ہے۔ اس نے کہا کوئی ذمہ دار لے آؤ تو اس نے کہا کہ اللہ کو ضامن لے لو۔ قرض دینے والے نے کہا: اچھا ٹھیک ہے چنانچہ اس نے مدت مقرر کئے بغیر اسے قرضہ دے دیا۔

اس کے بعد وہ قرض دے کر سمندر میں چلا گیا اور اپنا کام مکمل کیا اور پھر وقت آیا کہ قرض لینے والا کسی سواری کی تلاش کرنے لگا کہ اس پر بیٹھ کر قرض دینے والے کے پاس اس موقع پر پہنچے جو اس سے طے ہو چکا تھا لیکن سواری نہ مل سکی چنانچہ اس نے ایک لکڑی لے کر اس میں سوراخ کر کے ایک ہزار درہم ڈال دئے اور اس شخص کے نام رقعہ لکھ کر بھی ڈال دیا اور اوپر سے پوری طرح بند کر کے برابر کر دیا اور سمندر پر لے آیا اور کہنے لگا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار دینار قرض لیا تھا' اس نے مجھ سے ضامن مانگا تو میں نے اس سے کہا تھا کہ اللہ کو ضامن دیتا ہوں' وہ تیرے نام پر راضی ہو گیا تھا اور پھر گواہ مانگا تو میں نے کہا تھا کہ اللہ کو گواہ دیتا ہوں' تیرا نام سن کر وہ راضیٰ ہو گیا تھا' میں نے پوری کوشش کی ہے کہ سواری مل جائے تو میں اس کا قرض ادا کر دوں لیکن ایسا نہیں ہو سکا تو یہ لو میں اسے تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ لکڑی سمندر میں ڈال دی اور وہ اس میں بہہ گئی' پھر واپس ہو گیا۔

وہ سواری تلاش کرتے کرتے ایک شہر میں پہنچ چکا تھا۔ اسی دوران اس نے دیکھا کہ وہی قرضہ دینے والا وہاں موجود تھا اور وہ اس کی انتظار میں تھا کہ شائد وہ مال لے کر کشتی پر آ جائے گا' یکا یک اس نے دیکھا تو وہی لکڑی نظر پڑی جس میں وہ دینار تھے' اس نے ایندھن کے طور پر وہ لکڑی پکڑی اور گھر لے لیا' جب اسے توڑا تو اس میں وہ دینار اور رقعہ ملا۔ اتنے میں قرض لینے والا بھی آ گیا' دینار اسے مل چکے تھے۔ کہنے لگا: بخدا میں نے بہت کوشش کی کہ سواری مل جائے تا کہ تمہارا مال پہنچا دوں لیکن کوئی سواری نہ مل سکی کہ میں یہ مال پہنچا دیتا۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی لکڑی میں بھیجا ہوا تمہارا مال مجھے پہنچا دیا ہے چنانچہ وہ ایک ہزار دینار لے کر خوشی خوشی واپس ہو گیا۔

فروع:

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس نیت سے قرض لے کہ اسے ادا نہیں کرے گا تو وہ چور ہو گا۔

آپ نے فرمایا: اللہ کے ہاں سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ جب انسان بڑے بڑے ان گناہوں کے بعد اللہ سے ملے جن سے اللہ نے روک رکھا تھا تو مرنے کے بعد اس پر قرض ہو جسے وہ ادا نہ کر سکا۔

آپ نے فرمایا کہ انسان کا نفس (روح) قرض ادا کرنے تک قرض سے لٹکا رہتا ہے اور پھر بیع کے مسئلوں کی ابتداء میں حضور ﷺ کا یہ قول بھی گذر چکا ہے کہ قرض کے علاوہ شہید کا ہر گناہ بخش دیا جاتا ہے۔ ایک روایت میں

قرض تک کے الفاظ ہیں کہ وہ بھی بخش دیا جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ سمندر میں شہید ہونے والے کا قرض تک بخش دیا جاتا ہے اور خشکی میں شہید ہونے والے کا ہر گناہ بخش دیا جاتا ہے مگر قرض معاف نہیں ہوتا۔

فروع:

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی شفاعت کے درمیان اللہ کی کوئی حد (سزا) حائل ہو جائے تو اس نے اس معاملے میں اللہ کی مخالفت کی' جو جانتے ہوئے غلط کام کے لئے جھگڑا کرے تو جان نکلنے تک وہ اللہ کی ناراضگی میں رہے گا اور جو غلط کرنے والے ایسے ظالم کی مدد کرے جو غلط کام کو درست کر دکھائے تو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذمہ داری میں نہ رہے گا اور جو شخص کسی مومن کی وہ برائی نکالے جو اس میں موجود نہ ہو تو وہ اس وقت تک تباہی کے کیچڑ میں پھنسا رہے گا جب تک وہ کہے سے توبہ نہ کر لے۔

- آپ نے فرمایا کہ جس سے قرض لینے والا خوش خوش جائے تو اس کے لئے زمین کے چوپائے اور سمندر کی مچھلیاں دُعائیں کرتی رہیں گی اور جس کے ہاں سے ناراض ہو کر جائے تو اس کے اعمالنامے میں ہر روز' ہر رات' ہر جمعے اور ہر ماہ کو ظلم لکھا جاتا رہے گا۔
- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں وہ شخص قرض واپس لینے کے لئے حاضر ہوا جو آپ نے اس سے لے رکھا تھا اور کہنے لگا کہ اگر آپ نے قرضہ واپس نہ کیا تو میں آپ کو تنگ کروں گا' اس پر صحابہ نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا: تم پر افسوس ہے' جانتے ہو' کس سے بات کر رہے ہو؟ اس نے کہا: میں اپنا حق ہی تو مانگ رہا ہوں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ اس سے بدتمیزی نہ کرو اور پھر حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف کہلا بھیجا کہ آپ کے پاس کھجوریں ہیں تو قرض دیدیں' ہمارے پاس آئیں گی تو دیدیں گے۔ انہوں نے کہلا بھیجا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان' میرے پاس کھجوریں موجود ہیں چنانچہ انہوں نے کھجوریں بطور قرض دیں تو آپ نے اس دیہاتی کا قرض اُتار کر اسے کھانا بھی کھلایا' اس نے کہا: آپ نے یقیناً اُتار دیا ہے' اللہ آپ کو اس کی جزاء دے۔ آپ نے فرمایا: یہ اچھے لوگ ہیں' ایسی اُمت کو ستھرا نہیں کہا جا سکتا جس میں کسی کا حق ادا نہ کیا جا سکے اور وہ بھی کسی کو تھکانے اور بار بار چکر لگوانے کے بغیر۔

فروع:

جب کوئی جنازہ لا کر آپ سے جنازہ پڑھانے کی درخواست کی جاتی تو آپ یوں پوچھتے کہ اس پر قرض تو نہیں؟ اگر لوگ کہتے کہ اس پر قرض تھا لیکن ادا نہیں کر سکا تو آپ فرماتے کہ اپنے ساتھی کا جنازہ خود ہی پڑھا لو چنانچہ ایک مرتبہ ایک جنازہ لایا گیا تو آپ نے پوچھا: کیا اس پر قرض تو نہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں دو دینار قرض ہے' فرمایا: اپنے ساتھی کا جنازہ

خود ہی پڑھا لو۔ اس پر حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ جنازہ پڑھائیں' قرضہ میرے ذمہ رہا چنانچہ آپ نے جنازہ پڑھا دیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا تھا: اس قرض کا ذمہ دار میں ہوں۔

آپ کا یہ فرمان اس سلسلے میں واضح ہے کہ وہ اس کی ضمانت دے رہے تھے اور ذمہ داری لے رہے تھے' کیونکہ ان الفاظ میں گذشتہ زمانے کی بات نہیں کی جا رہی۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں قرض والے پر جنازہ نہ پڑھانے کا سلسلہ اس وقت تک رہا جب تک مسلمان خوشحال نہیں ہو گئے تھے اور جب اللہ تعالیٰ نے انہیں خوشحال کر دیا تو آپ یہ فرماتے نظر آئے کہ میں ہر مومن کی جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہوں چنانچہ جو قرض چھوڑ جائے گا وہ میرے ذمے ہوگا اور مال چھوڑے گا تو اس کے وارثوں کا ہوگا۔

اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ زندہ یا مردہ محتاج کی ضمانت دینا صحیح ہوتا ہے۔

- رسول اللہ ﷺ مقروض کو اس وقت بریٔ الذمہ قرار نہیں دیا کرتے تھے جب تک اس کا قرض ادا نہ کر دیا جائے صرف ضمانت دینے کو کافی نہ سمجھتے تھے کیونکہ جب حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ! آپ جنازہ پڑھائیں' قرضہ میرے ذمہ رہا تو آپ نے فرمایا تھا کہ قرض خواہ کا حق اللہ نے پورا کر دیا ہے اور میت اس سے بَری ہے؟ حضرت ابو قتادہ نے عرض کی تھی کہ ہاں یا رسول اللہ! آپ جنازہ پڑھا دیجئے۔ پھر اس کے ایک دن بعد آپ نے ان سے پوچھا کہ دیناروں کا کیا کیا؟ انہوں نے عرض کی کہ ابھی کل ہی تو فوت ہوا ہے چنانچہ اگلے دن تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کی: میں نے ادا کر دئے ہیں۔ فرمایا: آج تم نے اس کی جلد ٹھنڈی کر دی ہے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ہاں ایک جنازہ لایا گیا' آپ جب تکبیر کہنے لگے تو پوچھا کہ کیا تمہارے اس ساتھی پر کوئی قرض تو نہیں؟ انہوں نے عرض کی: ہاں دو دینار ہیں جس پر ایک طرف ہو گئے اور فرمایا کہ اپنے ساتھی کا جنازہ خود ہی پڑھا لو۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! اس کا قرض میرے ذمے رہا چنانچہ آگے بڑھ کر آپ نے جنازہ پڑھایا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اللہ تمہیں بہتر جزاء دے' اللہ تعالیٰ تمہیں ویسے ہی آزاد کرے جیسے تم نے اپنے بھائی کو بری کرا دیا ہے کیونکہ کوئی بھی فوت ہوتا ہے تو اس کا قرض اس کے ذمہ رہتا ہے جس میں وہ بندھا رہتا ہے اور جو میت کی خلاصی کرا دے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی خلاصی کر دے گا۔

اس پر ایک صحابی نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا یہ بات صرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فرمائی ہے یا عام مسلمانوں کے لئے؟ آپ نے فرمایا کہ عام مسلمانوں کے لئے ہے۔

حضور ﷺ میت پر قرض کے علاوہ اس کا کوئی اور ایسا عمل نہ پوچھا کرتے، جس کو اس نے ادا نہ کیا ہوتا اور اس سلسلے میں فرماتے: میرے جنازہ پڑھانے کا تمہیں کیا فائدہ؟ اس کی روح تو قبر میں دبی پڑی ہے، وہ ابھی تک آسمان تک نہیں پہنچ سکی۔

فصل:

رسول اللہ ﷺ کا خیال تھا کہ اگر فوت ہونے والا قرض میں ہے تو یہ ذمہ داری فروخت کرنے والے کی ہے جو رکھی ہوئی چیز پا لینے کی ضمانت دیدے اور فرماتے تھے: جس کا مال چوری ہو جائے یا ضائع ہو جائے اور بعینہٖ وہی کسی آدمی کے پاس دیکھ لیا جائے تو وہی اس کا حق دار ہوگا، خریدار کو چاہئے کہ بیچنے والے سے مال کا مطالبہ کرے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے کہ ایک آدمی دس دیناروں کے بدلے میں اپنے قرض خواہ کے پیچھے پڑ گیا اور کہنے لگا میں اس وقت تک تمہیں نہیں چھوڑوں گا جب تک تم یہ ادا نہ کر دو یا پھر ضامن لے آؤ اور انہیں اُٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ لے جاؤ، وہ مایوسی کی حالت میں دینار لے کر آپ کی خدمت میں پہنچا، آپ نے اس کے بارے میں یہ فیصلہ فرمایا کہ ضامن کو قرض دینا ہوگا۔

اس کی مایوسی کی وجہ دراصل یہ تھی کہ وہ یہ دینار کان سے لایا تھا، جیسا کہ دوسری روایت میں ہے چنانچہ آپ نے جب اس سے پوچھا کہ یہ کہاں سے لئے ہیں تو اس نے عرض کی کہ کان سے۔ آپ نے فرمایا: ہمیں اس کی ضرورت نہیں کیونکہ اس میں کوئی بھلائی نہیں اور پھر آپ نے وہ فیصلہ فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب

کسی کو دیوالیہ قرار دینا، کاروبار سے روک دینا اور مال میں تنگی کی فضیلت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مال پا لینے والا ظالم ہے، اس کی توہین کرنا اور اسے قید کرنا جائز ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک شخص کو ان پھلوں میں نقصان ہوا جو اس نے بیچے تھے، یوں اس پر قرض کا بڑا بوجھ پڑ گیا چنانچہ آپ نے فرمایا کہ اسے صدقہ دو، لوگوں نے اسے مال دیا تو آپ نے قرض وصول کرنے والوں سے فرمایا: جو کچھ مل رہا ہے، وہ لے لو، تمہیں یہی کچھ ملے گا اور جو ایسا سامان پا لے جو اس نے کسی کو بیچا تھا اس آدمی کے پاس اور وہ محتاج ہو جائے تو کسی اور کے علاوہ وہی اس کا حق

دار ہوگا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب کوئی شخص محتاج ہو جائے اور ایک آدمی اس کے پاس اپنا مال پائے جس میں سے اس نے کچھ بھی اسے ادا نہ کیا تھا تو یہ اسی کا ہوگا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جس شخص نے سامان بیچا اور خریدنے والا محتاج ہو گیا اور ذمی نے اس میں سے کچھ نہ لیا جس نے بیچا تھا اور دیکھا تو بعینہٖ وہی مال اس کے پاس تھا چنانچہ وہی اس کا زیادہ حق دار ہوگا لیکن اگر خریدار مر جائے تو سامان والا لے گا۔

- حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ قرض لینے سے بچو کیونکہ ابتداء میں یہ نزاع ہی ہوتا لیکن بعد میں لڑائی بن جاتا ہے۔

فصل:

رسول اللہ ﷺ قرض لینے والے کا گھیراؤ کر کے اس کا مال بیچ کر اس کا قرض ادا کر دیتے چنانچہ آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مال روک لیا اور اس قرضے کے بدلے میں اسے بیچ دیا جو ان پر قرض تھا۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوان اور سخی تھے، وہ اپنے پاس کچھ بھی رہنے نہ دیا کرتے تھے، یہی وجہ تھی کہ وہ ہمیشہ قرض میں دبے رہتے حتیٰ کہ آپ کا سارا مال ہی قرض ادا کرتے ہوئے ختم ہو گیا، یہ سن کر حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور اس لئے پوچھ گچھ کی کہ ان سے قرض لینے والوں سے بات کر سکیں، آپ نے ان لوگوں سے بات کی تو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا، اس پر آپ نے آپ کا سارا مال انہیں بیچ دیا اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خالی ہاتھ ہو کر اُٹھ گئے۔

- حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس شخص سے قسم مانگتے جو محتاج ہو جانے کا کہتا کہ اس کے پاس قرض ادا کرنے کے لئے کچھ نہیں، نہ ہی کوئی سامان ہے اور نہ درہم و دینار۔ اگر اس کے ہاں سے مل جاتا تو قرض ادا کرتے اور اس سے ہاتھ اُٹھا لیتے۔
- حضرت عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما مال میں فضول خرچ کرنے والے کو روکتے اور اس کے حالات درست ہونے تک اسے خرچ کرنے سے منع فرمایا کرتے۔
- آپ فرماتے تھے کہ بچہ احتلام آنے (بالغ ہونے) کے بعد یتیم نہیں رہ جاتا۔ آپ بالغ ہونے کے لئے بچے کو احتلام آنے کا اعتبار فرماتے یا پندرہ سال کی عمر کا لحاظ فرماتے۔

  حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ مجھے بارہ سال کی عمر میں احتلام ہوا تھا۔
- حضرت حسن بن صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے ایک اکیس سالہ عورت کو دیکھا جو دادی بن چکی تھی۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ یومِ قریظہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا تھا کہ جس کی ناف کے نیچے بال اُگ آئے ہیں' اسے قتل کر دو اور جس کے ابھی نہیں اُگے' اسے رہنے دو۔

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: جس کو احتلام آ چکا ہے یا موئے زیر ناف اُگ آئے ہیں' اسے قتل کر دو اور جس میں یہ دونوں صورتیں نہیں' اسے چھوڑ دو۔

- یومِ قریظہ پر آپ بار بار فرما رہے تھے کہ مشرکوں کے بڑوں کو قتل کر دو اور ان کو زندہ رہنے دو جن کے موئے زیر ناف نہیں اُگ سکے۔

فصل:

رسولِ اکرم ﷺ تنگدست کی بحالی پر زور دیتے' اسے مہلت لے دیتے اور اس کا بوجھ ہلکا کرتے' فرماتے تھے: جسے یہ اچھا لگتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے پریشانی سے بچالے تو اسے تنگدست پر نرمی کرنی چاہئے یا اس کا بوجھ ہلکا کرے یعنی اس کا قرض اُتار دے۔

- آپ نے بتایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص کے پاس فرشتہ روح قبض کرنے آیا اور پہلے پوچھا: کیا تم نے کوئی نیک عمل بھی کیا ہے؟ اس نے کہا: مجھے کیا پتہ؟ اس سے کہا گیا: سوچ لو! اس نے کہا: میں اور تو کچھ نہیں جانتا' اتنی بات یاد ہے کہ دنیا میں لوگوں کے ہاتھ مال بیچتا تھا' میں خوشحال کو ڈھیل دے دیتا جبکہ تنگدست کو معاف کر دیا کرتا تھا۔ اس پر فرشتوں نے بارگاہِ الٰہی میں یہ بات کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: معاف کرنے کا حق مجھے زیادہ ہے' میرے بندے سے درگزر کرو اور اسے جنت میں لے جاؤ' میں اسے جنت میں لے جانے کا حکم دے رہا ہوں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک آدمی لوگوں کو قرض دیتا تھا اور اپنے غلام سے کہہ رکھا تھا کہ جو خوشحال ہو' اس سے وصول کرو اور جو تنگدست ہو' اسے چھوڑ دو اور معاف کر دو' شاید اللہ تعالیٰ ہم سے بھی درگذر فرمالے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے معاف کیا۔

- آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی تنگدست کو قرضہ میں ڈھیل دے تو اسے اسی اندازے کے مطابق صدقہ کا ثواب ہو گا' یہ بات تو اس وقت تھی جب وہ دین میں نہ آسکا ہو اور جب آ جائے اور پھر وہ اسے ڈھیل دے تو روزانہ اسے اس سے دوگنا صدقہ کا ثواب ہو گا۔

- آپ نے فرمایا: جو کسی مسلمان کو مشکل سے نکالے تو اللہ تعالیٰ پلصراط پر اس کے لئے اس کے دونوں کناروں میں اس قدر نور عطا فرمائے گا جس سے ایک جہان روشن ہو جائے' اُن کی روشنی اللہ ہی جانتا ہے۔

- آپ فرماتے تھے: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی دُعائیں قبول ہوں اور مشکلات دور ہوں تو تنگدست کو سہولت دے۔
- آپ فرماتے تھے: جو تنگدست کو کچھ عرصہ کی سہولت دے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے گناہوں پر توبہ کی توفیق دے گا' اسے جہنم کی تپش سے بچائے گا اور قیامت کے دن اسے اپنا وہ سایہ رحمت عطا فرمائے گا کہ جس کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔
- آپ ہی نے فرمایا: جو شخص دنیا میں تنگدست پر آسانی پیدا کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کے لئے آسانی پیدا فرمائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی مدد کرتا ہے جب تک بندہ اس کے بندے کی مدد کر رہا ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب

اس باب میں یہ بتایا گیا ہے کہ یتیم کا والی بننے والے شخص پر کیا حق ہیں اور یہ بیان ہے کہ کسی مصلحت کے بغیر ان کا ولی نہ بنے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے ہدایت کرتے ہوئے فرمایا: اے ابوذر! میں تمہیں کمزور دیکھ رہا ہوں' میں تمہارے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے لہٰذا دو شخصوں پر بھی حکومت نہ کرو اور نہ ہی یتیم کے مال پر والی بنو۔

- رسول اللہ ﷺ نے ولی کو یہ اجازت دی تھی کہ یتیم کے مال میں سے مناسب طریقے سے کھا لے بشرطیکہ اس کا کام کرے اور وہ ضرورت مند بھی ہو چنانچہ اس مال میں سے اس وقت تک کھا سکتا ہے جب تک وہ اس کے پاس ہے اور اس کی حفاظت کر رہا ہے لیکن فضول' بے جا اور حد سے زیادہ نہ لے اور نہ ہی یتیم کے مال کی بنا پر اپنا مال بچا رکھے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یتیم کے مال سے زکوٰۃ دیتے' اسے ودیعت رکھتے' بطور قرض لیتے اور یتیموں کا حصہ مقرر کر کے مضاربت کے طور پر کاروبار میں لگاتے اور جب یہ آیت نازل ہوئی: وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ تو صحابہ کرام نے اپنے مال' یتیموں کے مال سے الگ کر لئے اور بات یہاں تک پہنچی کہ پکا ہوا کھانا خراب ہو گیا اور گوشت بدبودار بن گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری: وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اپنے مال میں ملا سکتے ہو چنانچہ انہوں نے اسے اپنے کھانے پینے کی چیزوں میں ملا لیا۔
- حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا اور کہنے

لگا' میرے پاس ایک یتیم رہتا ہے اور اس کے پاس اونٹنی ہے' کیا میں اس سے دودھ پی سکتا ہوں؟ آپ نے اس سے کہا' اگر تم گم ہونے کی صورت میں وہ اونٹنی تلاش کر لایا کرتے ہو' اس کے خارش والے جسم پر مالش کرتے ہو' حوض کی صفائی کرتے ہو اور حوض پر لے جا کر اسے پانی پلاتے ہو تو یوں پی لیا کرو کہ اس کے بچوں کا حرج نہ ہو اور نہ ہی دودھ میں کمی آنے پائے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ جسے فوت ہونے والا وصیت کر گیا ہو تو وہ اپنی کی محنت کے مطابق کھا سکتا ہے۔
- آپ فرماتے تھے: کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جسے **دار الفرح** کہا جاتا ہے' اس میں سے وہی داخل ہو سکے گا جو مسلمان یتیم بچوں کو خوش کر دے۔

ایک روایت میں ہے کہ اس میں سے وہی داخل ہو گا جو بچوں کو خوش کرے۔

- آپ نے فرمایا تھا کہ وہ بچہ جس کا باپ موجود ہو تو وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر پیچھے کی طرف پھیرتا جائے لیکن یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتے وقت اگلی طرف کو پھیر لائے۔
- ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ اس کا والد اس کی اجازت کے بغیر اس کا مال لے لیتا ہے' آپ نے فرمایا کہ تم اور تمہارا مال' تمہارے باپ کا ہے یعنی نیکی یہ ہے کہ باپ کو ضرورت کے وقت مال لینے سے نہ روکا جائے۔

خاتمہ

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! میری پرورش میں ایک یتیم ہے تو کیا میں اسے مار بھی سکتا ہوں؟ فرمایا: صرف اتنا جتنا تم اپنے بیٹے کو مارو۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یتیم کے ادب سکھانے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اتنا مار سکتے ہو کہ آخر میں اسے خوشی کر سکو۔ واللہ اعلم۔

باب

صلح کا بیان اور جائز ہونے کے احکام

رسولِ اکرم ﷺ معلوم و مجہول شخص کی طرف سے صلح کو جائز قرار دیتے تھے اور دونوں مخالفوں میں سے ہر ایک کو حکم فرماتے کہ اپنے بھائی سے صلح کر لو۔

- رسول اللہ ﷺ کے پاس دو شخص، ختم ہو چکے وراثت کے مال کا جھگڑا لے کر آئے، گواہ ان کے پاس موجود نہ تھے۔ آپ نے فرمایا: تم میرے پاس جھگڑا لے کر آئے ہو، میں بھی ایک بشر ہوں، لگتا ہے کہ تم میں سے ایک کی دلیل میں غلطی ہے، میں تو تمہارا وہی فیصلہ کروں گا جیسے میں سنوں گا تو جسے میں اس کے کسی بھائی کا کچھ حصہ دیدوں تو اسے نہیں لینا چاہئے کیونکہ یہ اس کے لئے جہنم کا ایک ٹکڑا ہو گا جو قیامت کے دن اس کے گلے میں پڑے گا، اس پر وہ دونوں رونے لگے اور ان میں سے ہر ایک کہنے لگا کہ میرا یہ حق میرے بھائی کو دے دیجئے۔ آپ نے فرمایا: اب جبکہ تم نے یوں کہہ ہی دیا ہے تو جاؤ اسے تقسیم کر لو اور حق تعالیٰ سے دوستی کر لو اور ایک دوسرے کو خوش رکھو۔

ایک روایت میں ہے کہ تمہارے جس معاملے میں وحی الٰہی نہیں آتی تو اس میں اپنی رائے سے فیصلہ کیا کرتا ہوں۔

- آپ نے فرمایا: دو مسلمانوں کے درمیان صلح اس وقت جائز ہے جب حلال کو حرام نہ کر دے اور حرام کو حلال۔ مسلمان اپنی اپنی شرطیں سامنے رکھیں صرف یہ شرط ترک کر دیں کہ وہ صلح حرام کو حلال یا حلال کو حرام نہ کر دے۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میرے والد احد کے دن شہید ہو گئے تھے، ان پر قرض تھا، قرض لینے والوں نے مجھ پر اپنے حقوق کا زور ڈالنا شروع کر رکھا ہے۔ آپ ان کے پاس تشریف لے گئے تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا کہ میرے باغ کا پھل لے لو اور میرے والد کو معاف کر دو، لیکن انہوں نے انکار کر دیا چنانچہ نبی کریم ﷺ نے انہیں میرا باغ نہیں دیا اور فرمایا: اے جابر! ہم صبح کو تمہارے پاس آئیں گے چنانچہ آپ تشریف لے آئے، کھجور کے گرد چکر لگا کر پھل کے لئے دعا فرمائی کہ اس میں برکت ہو۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، کہ میں نے کھجوریں اُتاریں اور ان میں سے قرض والوں کا قرض ادا کیا، اس کے باوجود ہمارے پاس سات وسق کھجوریں بچ گئیں۔

فروع:

رسولِ اکرم ﷺ جان بوجھ کر کئے گئے قتل پر صلح کے لئے دیت لیتے ہوئے کبھی زیادہ دلواتے اور کبھی کم اور فرماتے کہ جو شخص جان بوجھ کر قتل کیا جائے تو قاتل کو اس کے والیوں کے پاس بھیجو، وہ چاہیں تو قتل کر دیں اور چاہیں تو دیت لے لیں، یہ تیس حقے (چوتھے سال میں داخل اونٹنی) تیس جذع (تیسرے سال میں داخل اونٹنی) اور چالیس حمل والی اونٹنیاں ہیں۔ یہ جان بوجھ کر کئے گئے قتل کی دیت ہے، اور جس پر صلح ہوتی ہے، وہ زیادہ اہم ہے اور وہ دیت سخت ہے۔

- آپ اکثر فرماتے تھے: جس سے کسی بھائی پر ظلم ہو جائے، خواہ عزت کا یا کوئی اور مسئلہ ہو تو آج ہی اس وقت سے پہلے اس کا حل نکالو کہ جب نہ دینار چلے رہے اور نہ درہم کیونکہ قیامت کو اگر اس کے پاس ظلم کے مطابق نیکیاں ہوئیں تو اس سے لے لی جائیں گی اور اگر نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کے گناہ اس کے نامۂ اعمال میں ڈال دئے

جائیں گے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

پڑوسی کے کچھ حقوق کا بیان

رسول اللہ ﷺ پڑوسی کے بارے میں فرماتے تھے کہ اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آؤ، دکھ درد بانٹو، ضروری سامان دو اور جب بھی وہ کسی کام میں لگا ہو تو کھانے کا بندوبست کرو خواہ شوربہ ہی ملے۔

- آپ نے فرمایا: اگر کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی کی دیوار میں لکڑی وغیرہ گاڑے تو اسے روکا نہ جائے یعنی اگر چہ پڑوسی کو یہ بات پسند نہ لگے۔
- آپ فرماتے تھے کہ چالیس چالیس اردگرد کے گھروں تک کے لوگ پڑوسی کہلاتے ہیں۔
- آپ نے یہ اجازت دے رکھی تھی کہ کھلے راستوں کی طرف روشن دان اور بارش کے لئے پرنالے رکھ لئے جائیں چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا پرنالہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے راستے میں تھا جو مسجد کو جاتا تھا، ایک مرتبہ جمعہ کے دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کپڑے پہنے اور مسجد کی طرف جاتے ہوئے جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پرنالے کے برابر ہوئے تو اوپر سے خون ملا پانی ان پر گرا، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر والوں نے دو چھوٹے جانور ذبح کر کے اس کا خون دھویا اور اسے بہا دیا، اس پر انہوں نے حکم دیا کہ پرنالہ بند کر دیا جائے اور پھر گھر جا کر وہ کپڑے اُتارے اور دوسرے کپڑے پہن کر مسجد میں پہنچے اور نماز پڑھائی۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے امیر المؤمنین! بخدا یہ وہی جگہ ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے پرنالہ لگایا تھا۔ اس پر وہ رو پڑے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: آپ کو قسم ہے، آپ میری پیٹھ پر چڑھ کر خود ہی اس مقام پر اسے لگا دیں جہاں رسول اکرم ﷺ نے لگایا تھا چنانچہ انہوں نے یونہی کیا۔

- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ مدینہ میں پہنچے تو ہمارے گھر میں قیام فرمایا، گھر کا ایک چوبارہ اور نیچے ایک مکان تھا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ چوبارے میں تشریف لے چلیں کیونکہ میں امِ ایوب کو لے کر اوپر اس جگہ ٹھہرنے کی ہمت نہیں رکھتا جو آپ سے اُونچی ہو، اس پر فرمایا کہ نچلا مکان ہمارے لئے بہتر رہے گا کیونکہ وفد آسانی سے آ جا سکیں گے تاہم جب ہماری حالت دیکھی تو ہماری وجہ سے سامان اُوپر لے گئے، سامان مختصر تھا لیکن ہم نے دیکھا کہ آپ کے لئے مشقت ہو گی تو ہم نے آپ کو نیچے اُتار لیا اور پھر مجھے اور امِ ایوب کو رات بھر نیند نہ آ سکی کہ کہیں اوپر سوراخ سے آپ پر گرد و غبار نہ پڑے، پھر پانی کا برتن

ٹوٹا تو میں اور امِ ایوب اپنے اُوپر والی چادر سے بہنے والا پانی خشک کرتے رہے۔

فرع:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مشرکین کے گھروں میں نہ ٹھہرو اور نہ ہی ان کے اِکٹھ میں جایا کرو کیونکہ جو بھی ان میں رہائش کرے گا یا اکٹھ میں شامل ہوگا تو وہ انہی میں شمار ہوگا...... یہ بھی فرمایا تھا کہ کافروں میں رہائش نہ رکھو کیونکہ ایسے ہوگا جیسے وہ قبرستان میں رہتا ہے۔

فرع:

رسولِ انور ﷺ نے فرمایا تھا کہ اختلاف کی صورت میں راستہ سات ہاتھ چوڑا رکھو۔

فصل:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے راستے میں موجود کھلی جگہ کے بارے میں فیصلہ دیتے ہوئے فرمایا کہ وہاں زیادہ گھر بن جانے کی صورت میں راستے کے لئے سات ہاتھ کا فاصلہ رہنے دو۔

- آپ نے فرمایا کہ حرام کی کمائی والا پتھر بنیادوں میں لگانے سے پرہیز کرو کیونکہ خرابی کی بنیاد ہوگا۔ آپ فرماتے تھے کہ مومن جو بھی خرچہ کرتا ہے' اسے اس کا اجر ملتا ہے لیکن اس میں نہیں جو زمین میں لگایا جاتا ہے کیونکہ بنیاد میں بھلائی نہیں۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ ایک دن باہر تشریف لے گئے تو ایک ابھرا ہوا قبہ دیکھا' پوچھا: یہ کیا ہے؟ بتایا گیا کہ فلاں شخص کا ہے' آپ نے برداشت کرتے ہوئے چپ کر لی اور اس کے مالک کے پاس تشریف لے گئے جو لوگوں میں تھا' اس نے لوگوں میں سے سلام کہا تو آپ نے رُخ پھیر لیا۔ اس نے کئی مرتبہ ایسا کیا اور آخر اسے پتہ چل گیا کہ آپ ناراض ہیں۔ اس نے آپ کے صحابہ سے بات کی کہ میں آپ کی محبت کا انکار نہیں کر سکتا۔ انہوں نے بتایا کہ آپ باہر تشریف لے گئے تھے اور تمہارا قبہ دیکھا۔ وہ آدمی اُٹھ کھڑا ہوا اور قبہ کی طرف چل پڑا' قبہ گرا کر اسے زمین کے برابر کر دیا۔

ایک دن رسولِ اکرم ﷺ پھر ادھر تشریف لے گئے اور دیکھا تو وہ قبہ موجود نہ تھا۔ پوچھا: اس قبہ کو کیا ہوا؟ صحابہ نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ضروری عمارت کو چھوڑ کر قیامت کے دن ہر عمارت بنانے والے پر وبال بن جائیگی۔

علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ ضروری عمارت سے مراد یہ ہے کہ وہ اسے گرمی سردی اور درندوں وغیرہ سے بچا سکے۔

- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا کہ حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر میں چوبارہ

- حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ! سب سے بڑا ظلم کونسا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ہاتھ بھر زمین لینا جو مسلمان اپنے بھائی کی زمین گھٹا کر لیتا ہے اور اس دوران زمین سے جو بھی کنکر وہ لے گا تو زمین کی گہرائی تک وہ اس کے گلے میں ڈال دی جائیگی جبکہ اس گہرائی کو اس اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا جس نے اسے بنایا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے' اللہ کے ہاں سب سے بڑا دھوکا زمین کا وہ بازو بھر حصہ ہے جسے زمین (یا گھر) میں سے دو پڑوسی لیتے ہیں تو ان میں سے ایک ہاتھ بھر حصہ جب لے لیتا ہے تو وہ ساتوں زمینوں کی تہہ تک اس کے گلے کا طوق بن جائے گا اور جب وہ اللہ سے جا ملے گا تو وہ غصے میں دکھائی دے گا۔

- آپ نے فرمایا: جو مسلمانوں کے راستے میں سے انگشت بھر حصہ لے لیتا ہے تو قیامت میں آتے وقت وہ ساتوں زمینوں کو اٹھائے ہوگا۔
- آپ ہی نے فرمایا: مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ کسی بھائی کی چھڑی اس کی مرضی کے بغیر لے لے' پھر بتایا: یہ شدید حکم اس وجہ سے ہے کہ اللہ نے مسلمان کا مال دوسرے مسلمان کے لئے حرام کر رکھا ہے۔
- آپ نے فرمایا جو کسی کی زمین میں بلا اجازت کاشت کرتا ہے تو اسے نہ تو وہ کھیتی دی جائے اور نہ خرچہ۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک قوم نے بلا اجازت دوسری قوم کی زمین میں بیج ڈالا جس کا فیصلہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کیا کہ زمین والے انہیں ان کی کھجوروں کی قیمت دیدیں اور اگر وہ نہ مانیں تو کھجوروں والے انہیں ان کی زمین کی قیمت دیدیں۔

باب احیاء الموات میں اور تفصیل آ رہی ہے۔

خاتمہ

رسول اللہ ﷺ بیری کا درخت کاٹنے سے منع فرماتے اور فرما دیا تھا کہ جو شخص بے مقصد اور ناحق ظلم کی بناء پر جنگل میں سے بیری کا وہ درخت کاٹ لے جس سے مسافر اور مویشی سایہ حاصل کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کا سر جہنم میں گاڑ دیگا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص کھیتی کے علاوہ کہیں اور سے بیری کا درخت کاٹ دے تو اللہ تعالیٰ جہنم میں اس کا گھر بنا دیتا ہے اور لگاتار اس پر عذاب فرماتا ہے۔

- آپ نے فرمایا تھا کہ درختوں میں سے سردار بیری کا درخت ہے۔
- آپ نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتار دیا گیا تو سب سے جو پہلا پھل آپ نے کھایا' وہ بیر تھا۔
- حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے زمین سے کاٹ کر فرماتے کہ اس میں حرج نہیں۔

بَابُ الشُّفْعَه

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر تقسیم نہ ہونے والی زمین میں شفعہ کا فیصلہ کرتے اور فرمایا تھا کہ جب حد بندی ہو جائے اور راستے پھیر دے جائیں تو شفعہ نہیں رہتا۔

- حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بچہ سمجھدار ہونے تک شفعہ کا حق رکھتا ہے اور جب سمجھدار ہو جاتا ہے' پھر چاہے تو لے لے اور چاہے تو چھوڑ دے۔
- آپ فرماتے تھے کہ جس شخص کے ساتھ گھر یا باغ میں کوئی شریک ہو تو اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ حصہ دار کی اجازت کے بغیر اسے بیچ دے' ہاں چاہے تو وہ خود لے لے اور چاہے تو چھوڑ دے اور جب اجازت کے بغیر اسے بیچ دے گا تو بہر حال وہ زیادہ حقدار ہوگا۔
- رسولِ انور علیہ السلام فرمایا کرتے کہ پڑوسی اپنے ہمسائے کے شفعہ کا زیادہ حقدار ہوتا ہے' وہ اس کے شفعہ کی انتظار رکھے اگرچہ وہ غائب ہو جبکہ دونوں کا راستہ ایک ہو۔

  ایک روایت میں ہے کہ گھر کا ہمسایہ' ہمسائے کے گھر اور زمین کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب حدود' زمین میں واقع ہو جائیں (تقسیم ہو جائے) تو ان میں شفعہ کا حق باقی نہیں رہ جاتا۔ کنوئیں' باغ اور کھجور میں شفعہ نہیں ہوتا۔
- ایک شخص رسول اکرم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا' عرض کی یا رسول اللہ علیہ السلام! میں تو یوں راضی ہوں کہ اس میں ہمسائے کو چھوڑ کر کسی کی شرکت نہ ہو اور نہ ہی تقسیم کر سکے۔ فرمایا: ہمسایہ اپنی نزدیکی کی وجہ سے زیادہ حق دار ہے۔

بَابُ الشِّرْكَةِ وَالْقِرَاضِ وَالْمُضَارَبَة

(کاروبار میں شریک ہونا' نفع میں دونوں کا شریک ہونا' ایک کی طرف سے رقم اور نفع مقرر کر کے دوسرے کا کاروبار کرنا)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ انور علیہ السلام خیانت اور بددیانتی پر بہت ڈانٹتے تھے اور فرمایا کرتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کاروبار میں شریک دو شخصوں کے درمیان اس وقت تک میں تیسرا ہوتا ہوں جب تک ان میں سے کوئی بددیانتی نہ کرے اور جب کوئی بددیانتی کرتا ہے تو میں الگ ہو جاتا ہوں۔

علماءِ کرام فرماتے ہیں: بددیانتی اسے کہتے ہیں کہ کسی ایک معاملے میں ان دونوں میں سے کوئی ایک اپنے حصے سے زیادہ لینے کی کوشش کرے چنانچہ رسولِ اکرم ﷺ بھی حضرت سائب بن ابی سائب کے ساتھ کسی کاروبار میں شریک ہوئے تھے، حضرت سائب نے ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ سے عرض کی تھی کہ آپ دورِ جاہلیت میں میرے ساتھ شریک تھے، آپ کی شریعت کتنی بہتر تھی، آپ نرم دلی سے کام لیتے اور دھوکا نہیں کیا کرتے تھے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بتایا کہ حضرت زید بن ارقم اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! ہم دونوں کاروبار میں شریک تھے۔ چنانچہ ہم نے نقد اور ادھار پر چاندی خریدی تھی (تو کیا کریں؟) آپ نے حکم دیتے ہوئے فرمایا: جو سودا نقد میں لیا ہے اسے پکا جانو اور جو ادھار لیا ہے، اسے واپس کر دو۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بدن خریدنے میں شریک ہو جایا کرتے تھے چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ میں، حضرت عمار اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما بدر سے ملنے والے حصے میں شریک ہوئے تھے چنانچہ حضرت سعد تو دو قیدی لائے جبکہ میں اور عمار کوئی بھی نہ لائے تھے۔
- حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کے دور میں ایک شخص اپنے بھائی کا کمزور اوزار اس شرط پر لے لیتے کہ مالِ غنیمت میں سے آدھا اس کا اور آدھا حصہ ہمارا ہو گا اگرچہ ہم میں سے ایک کے حصے میں تلوار اور نیزہ ہوتا اور دوسرے کے حصے میں پیالہ آتا۔
- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تبادلہ کے وقت حصہ مقرر کرتے ہوئے جب کسی کو مال دیتے تو شرط یہ لگاتے کہ میرا یہ مال نہ تو کسی جاندار میں لگانا، نہ سمندر میں اور نہ ہی بطنِ مسیل میں لے جانا، اگر تم نے ایسا کر دیا تو میرے حصے کے ضامن تم ہو گے۔
- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر اپنا مال قراض کے طور پر کسی کام کرنے والے کو دیتے اور شرط لگاتے کہ نفع دونوں تقسیم کریں گے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ جب اپنے مال سے کسی کو کاروبار کراتے تو اسے کہہ دیتے کہ مال گھٹنے یا برباد ہونے کی صورت میں ضامن تم ہو گے، وہ ہاں کرتا تو مال اسے دیدیتے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کی رقم پر دوسرے کے کاروبار کرنے یا باہم مل کر کاروبار کرنے کی صورت میں جانی پہچانی شرطیں لگاتے یعنی مال کے ردّی ہونے اور نفع کے بارے میں طے کر لیتے اور یہ کہ جو نفع تقسیم کرے، اس پر ضمانت نہ ہو گی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

باب

کسی کا وکیل بننا' بیع وغیرہ میں توکل کرنا' حقوق پورے کرنا اور زکوٰۃ وغیرہ دینا۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تازہ چیز بطور قرض لے لیتے اور جب آپ کے پاس صدقہ کے اونٹ آتے تو مجھے حکم فرماتے کہ آدمی کو اونٹ دے دوں۔

- حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے مال کا صدقہ لایا تو آپ نے مجھے یہ دُعا دی کہ ''اے اللہ! آل ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحمتیں فرما۔''
- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امانت دار خزانچی وہ ہوتا ہے کہ جس کا اسے حکم ملا ہے' اسے کامل طور پر اور خوش دلی کے ساتھ پورا پورا دیا کرے اور وہ صدقہ والوں میں سے ہر ایک کو وہی دے جس کا اسے حکم ملا ہے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حج کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ میں بدنہ کے پاس رہوں اور اسے ذبح کر کے اس کا چمڑا وغیرہ کسی کو دیدوں۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رمضان کے موقع پر زکوٰۃ کی حفاظت کا حکم دیا۔
- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تقسیم کرنے کے لئے بکریاں دیں۔
- رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے حج کے لئے نکلتے وقت حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انصار کے ایک آدمی کو بھیجا اور انہوں نے حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آپ سے شادی کی۔

یہ روایت اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کی ان سے شادی احرام باندھنے سے پہلے ہوئی تھی لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ بات پوشیدہ رہی چنانچہ اس قول سے اس بات کا پتہ چلتا ہے' انہوں نے کہا تھا کہ آپ نے احرام کی حالت میں شادی کی تھی۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب میں نے خیبر کو جانے کی تیاری کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تم میرے وکیل بن کر جا رہے ہو تو اس سے پندرہ وسق لے لینا' اگر وہ نشانی پوچھیں تو ان کی ہنسلی پر ہاتھ رکھ دینا۔
- حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا: جب تمہارے پاس میرے ایلچی آئیں تو انہیں تیس زرہیں اور تیس ہی اونٹ دے دینا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! جلد ملنے والے ادھار کے طور پر یا تاخیر سے ملنے کے طور پر' فرمایا: تاخیر سے ملنے کے طور پر۔
- آپ اپنے وکیل کو یہ اجازت دیتے تھے کہ کوئی چیز قیمتہ خریدتے وقت ذرا زیادہ لے لیا کریں اور زیادہ والی چیز

میں مرضی کا تمہیں حق ہے چنانچہ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے دینار دیئے کہ آپ کے لئے بکری خریدوں' میں نے اس سے دو بکریاں خرید لیں' ان میں سے ایک' ایک دینار میں بیچ دی اور وہ دینار آپ کو لا دیا چنانچہ آپ نے میری ایسی خریداری میں مجھے دُعا دی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر میں مٹی بھی خریدلوں تو مجھے نفع ہوتا ہے۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ ایک دینار کی قربانی خریدنے کا حکم دیا' میں نے قربانی خریدی (اور بیچی) تو مجھے ایک دینار کا فائدہ ہوا' میں نے ایک اور خرید لی اور بکری کے ہمراہ ایک دینار لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے فرمایا: بکری کی قربانی دیدو اور دینار صدقہ کر دو۔

آپ صدقہ کے حصوں میں سے ایک حصہ' صدقہ لینے والے کے بیٹے کے لئے اس وقت مقرر کر دیتے جب وکیل جاہل ہوتا چنانچہ صدقہ لینے والے سے فرماتے: اس میں سے وہ لے لینا جس کی تم نے نیت کر لی ہے اور تمہارا وہ ہے جو تم نے لے لیا۔ واللہ اعلم۔

باب

زراعت کا اصل ثبوت' مساقاۃ اور مزارعت کا بیان

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک بستی میں تشریف لے گئے اور وہاں ایک ہل کا پھل پڑا دیکھا یا زراعت کرنے کے لئے کوئی آلہ تھا جسے دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ اس گھر میں جو بھی داخل ہوگا' ذلیل ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر اُترے تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی فرمائی کہ زراعت کرو چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام گندم کے دانے لے کر اُترے جو شتر مرغ کے انڈوں سے بڑے' دودھ سے زیادہ سفید' جھاگ سے زیادہ نرم اور شہد سے میٹھے تھے' جنت سے دو بیل لائے اور اوزار بنانے کے لئے لوہا بھی لائے جس سے تجارت کی جا سکے۔

ایک روایت میں ہے کہ گندم کے دانے حضرت میکائیل علیہ السلام لائے تھے اور آپ سے کہا: اُٹھو' ہل چلاؤ' بیج ڈالو اور کھیتی کو پانی دے دو یہی تمہاری اولاد اور حیوانات کے لئے تمہاری روزی ہوگی' اسے زمین میں رکھ دیا گیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام بیلوں کی طرف گئے' یہ سرخ رنگ کے تھے' آپ نے بیلوں کے کندھوں پر جُوا (پنجالی) رکھا اور پھر ہل چلانے کے بعد بیج ڈالا۔ حضرت آدم علیہ السلام جلد ہی تھک کر بیٹھ گئے اور حضرت حواء علیہا السلام سے کہا: یہ ساری تھکاوٹ تمہاری وجہ سے ہوئی ہے۔ اتنے میں حضرت میکائیل علیہ السلام نے کہا: اے آدم تم ابھی سے تھک گئے ہو۔ فصل بڑھ لینے دو' تم اسے کاٹو گے' پھر دانے اکٹھے کرو گے' پھر اسے خوشوں سے الگ کر کے پیسو گے' آٹا گوندھو گے

اور پھر روٹی کھاؤ گے' اس دوران ماتھے سے پسینہ بہے گا تو تب تمہیں اس تھکاوٹ کا پتہ چلے گا' اسے کھا کر اللہ کی حمد و ثناء کرنا چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے یہ سب کچھ کر دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام سے لے کر حضرت ادریس علیہ السلام کے ابتدائی دور تک گندم کا یہ دانہ بڑھتا رہا اور جب لوگوں نے اللہ کی نعمتوں کا انکار کیا تو یہ دانہ شتر مرغ کے انڈے سے چھوٹا ہونے لگا' فرعون کے دور تک اتنا ہی رہا اور پھر گھٹ گیا' پھر حضرت الیاس علیہ السلام کے دور تک اتنا ہی رہا اور جب لوگ انکاری ہو گئے تو اور چھوٹا ہو گیا' رومیہ کے دور تک مرغی کے انڈے جتنا ہو گیا اور جب انہوں نے حضرت یحییٰ و زکریا علیہما السلام کو قتل کر دیا اور بخت نصر کا دور آیا تو بندق کے پھل جتنا رہ گیا' ایسا حضرت عزیز علیہ السلام کے دور تک رہا اور جب یہودیوں نے کہا: **عزیز ابن اللّٰہ** تو یہ چنے جتنا رہ گیا اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کے دور میں اتنا ہی رہا اور جب ان لوگوں نے آپ اور آپ کی والدہ پر الزام لگائے تو اتنا ہو گیا' جتنا دیکھ رہے ہو۔

حضرت وھب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ یہ دانہ کھجور کی گٹھلی کی طرح خوشے میں ایک ہی ہوتا تھا اور کھجور کی طرح اس کا پودا سو ہاتھ لمبا ہوتا' دانہ ایسے سفید ہوتا جیسے گویا چاندی ہوتی ہے' ہوائیں درخت کو ہلاتیں' شمالی ہوا اسے بڑھاتی اور جنوبی پکا دیتی' حضرت آدم علیہ السلام اسے کاٹتے اور حضرت حواء علیہا السلام اسے اکٹھا کر دیتیں' پھر آپ دو بیلوں سے اسے گاہ دیتے' اللہ تعالیٰ ہوا چلاتا تو دانے الگ اور بھوسی الگ ہو جاتی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

رسول اللہ ﷺ نے اہلِ خیبر سے یہ طے کیا تھا کہ جو پھل یا دانے ملیں گے' انہیں آدھا آدھا کر لیا جائے کیونکہ جب آپ نے خیبر فتح کر لیا تو یہودی حاضر ہو کر کہنے لگے کہ ہمیں ان زمینوں پر یونہی کام کرنے دیجئے' کام ہم کریں گے اور فصل کا آدھا حصہ آپ کا ہو گا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک ہم چاہیں گے' تمہیں برقرار رکھیں گے۔

اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ عقد (معاہدہ کر لینا) جائز ہے' لازم نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ بیج ان کا ہوتا تھا۔

انصار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! کھجوریں ہمارے اور ہمارے بھائیوں میں بانٹ دیجئے۔ آپ نے فرمایا: ایسا نہیں کروں گا۔ یہ بتاؤ: کام تم کر سکتے ہو؟ ایسا کرو گے تو ہم تمہیں پھل میں سے حصہ دیں گے انہوں نے عرض کی: ہم نے آپ کی بات سن لی' اس پر عمل کریں گے۔

حضرت معاذ بن جبل حضور ﷺ کے دور میں زمین کا کرایہ طے کر لیتے کہ تیسرا یا چوتھا حصہ لیں گے' حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور میں بھی یونہی ہوتا رہا۔ حضرت علی' سعد بن مالک' ابن مسعود

اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم زراعت کیا کرتے تھے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی زراعت کرتے اور دوسروں سے بھی کراتے' اس صورت میں شرط یہ کی تھی کہ اگر بیج میں لاؤں تو نصف حصہ میرا اور وہ لائیں تو ان کا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسے معاہدہ کو توڑ دیتے جس میں یہ شرط ہوتی کہ دانوں کے علاوہ بھوسی وغیرہ ایک شخص لے لے۔ حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان دنوں سونا اور چاندی موجود نہ تھے' اس لئے لوگ زمین کا کرایہ صرف زمین سے نکلنے والی فصل سے کچھ حصہ لیتے اور اگر ایک رقم مقرر کر کے کرایہ طے کر لیا جائے تو حرج نہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ہم ایک طرف کی زمین کرایہ پر لیتے' اسے ''سید الارض'' کی زمین کہتے۔

کہتے ہیں کہ کبھی تو ''سید'' والا حصہ برباد ہو جاتا لیکن کاشتکار کا بچ جاتا اور کبھی کاشتکار کا برباد ہو جاتا اور ''سید'' کا بچ جاتا چنانچہ اس طریقے کو منع کر دیا گیا۔

- حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب کسی شخص کو زمین کی غرض نہ ہوتی' یا پھر اس کی ضرورت ہوتی تو میں انہیں آدھے' دو تہائی اور چوتھے حصے پر دیتا اور تین کھال کی شرط کرتا' زمین کا کھلا ٹکڑا دیتا اور پانی کا انتظام کرتا کہ موسم بہار کا پھل لونگا چنانچہ ہم میں سے کوئی اس زمین پر بہت محنت کرتا لیکن اس کے باوجود اسے کچھ حاصل نہ ہوتا' اسی دوران حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے کام سے روک دیا جس میں نفع صرف تمہارا ہو جبکہ آپ ہی کی فرمانبرداری میں تمہیں فائدہ ہو سکتا ہے اور آپ نے زمین کرایہ پر دینے سے منع فرما دیا ہے۔

- حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو رافع اکثر کرایہ پر لینے دینے سے منع کرتے لیکن میرے پاس زرعی زمین ہوتی تو میں کرایہ پر دے دیتا۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمین کرایہ پر لی اور پھر وہ آخری دم تک انہی کے پاس رہی۔ ان کے بیٹے نے کہا کہ زمین چونکہ بہت عرصہ تک ان کے قبضہ میں رہی اس لئے ہم یہ سمجھتے رہے کہ ہماری ہے' آخر کار وصال کے موقع پر ہمیں بتایا تھا چنانچہ ہم نے کرایہ کی وجہ سے جو سونے یا چاندی کا بوجھ پڑا تھا' ادا کر دیا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ حضرت ابو رافع پر کرایہ سے روکنے کے بارے میں' رحم فرمائے حالانکہ بخدا میں حدیث کے علم میں ان سے بڑھ کر ہوں' واقعہ یہ تھا کہ ان کے پاس دو ایسے آدمی آئے تھے جنہوں نے جھگڑا کیا' رسولِ اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا تھا کہ اگر تمہاری یہی صورتِ حال ہے تو تم مزارع کو زمین کرایہ پر نہ دیا کرو' چنانچہ انہوں نے آپ کا فرمان ''مزارع کو زمین نہ دو'' سن رکھا تھا۔

- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفید زمین سونے چاندی کے بدلے میں کرایہ پر لینے کے لئے پوچھا

گیا تو فرمایا کہ یہ حلال ہے اور یہ زمین کا فرض ہے۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم حضورﷺ کے دور میں حصہ داری پر ہل جوتا کرتے اور ہمیں گاہ لینے کے بعد وہ حصہ ملتا جو ابھی خوشوں میں ہوتا' اس پر نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس زمین ہو وہ خود زراعت کرے یا پھر اپنے کسی بھائی کو کھیتی باڑی کے لئے دے دے ورنہ اسے یونہی رہنے دے۔
- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہﷺ کے دور میں کھیتوں والے اپنی کھیتیاں اس بدلے میں دیتے تھے جو چھوٹے نالوں پر ہوتیں اور جو بارانی ہوتیں' پھر گھروں کے قریب اور نالیوں کے سامنے ہوتیں اور وہ جھگڑا کرتے ہوئے رسول اللہﷺ کے پاس جاتے چنانچہ آپ نے اس سے منع فرما دیا تھا اور فرما دیا تھا کہ اس کاشتکاری کی مزدوری سونے اور چاندی سے ادا کیا کرو۔

ان سب احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ روکا صرف وہاں گیا ہے کہ جہاں حصہ داری پر کاشت ہوتی ہو اور جھگڑے کا اندیشہ رہتا ہو۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرمﷺ نے بٹائی پر زراعت کو تو حرام نہیں فرمایا تھا' صرف ایک دوسرے کی تعظیم کرنے کا حکم دیا تھا چنانچہ فرمایا تھا: اپنے بھائی سے مقرر کردہ ٹیکس لینے کی بجائے انہیں کچھ دینا بہت بہتر ہوتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جس کے پاس زمین ہو وہ اس میں بیج ڈالے یا کسی بھائی کو ہل جوتنے کے لئے دے لیکن اگر وہ اس سے انکار کر دے تو زمین روک رکھے۔

علماء کا اس پر اجماع ہے کہ کرایہ پر دینا جائز ہے تاہم باقی زمین کو بلا معاوضہ دینا لازم نہیں' حضورﷺ نے تو اسے اچھا شمار اس لئے کیا ہے کہ کوئی خدشہ نہ رہے۔

باب

زمین اجارہ (کرایہ) پر دینا اور وہ چیزیں جنہیں اجرت پر لیا جا سکتا ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرمﷺ نے فرمایا تھا کہ میں نبوت سے پہلے بکریاں چرانے کی مزدوری کیا کرتا تھا چنانچہ چند ٹکوں پر اہلِ مکہ کی بکریاں چرایا کرتا پھر ایسا کوئی نبی نہیں گزرا جو بکریاں نہ چراتا رہا ہو اور جب رسول اللہﷺ مکہ سے ہجرت کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ تھے' آپ نے بنو ھذیل

سے ایک ماہر راستہ دکھانے والے کو اُجرت پر لیا' وہ قریش والے دین پر تھا' آپ دونوں نے اپنی سواریاں اس کے سپرد کر دیں اور تین راتوں کے بعد غار ثور پر پہنچنے کو کہا' وہ تین راتیں گذرنے کے بعد صبح سویرے آپ کی سواریاں لے کر آپ کے پاس پہنچا اور اس طرح آپ مدینہ کو روانہ ہو گئے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے لئے سواری تیار کرتا تھا' اسی دوران رسولِ اکرم ﷺ کو بتایا گیا کہ طائف کے رہنے والا فلاں شخص عبد اللہ سے بہتر سواری تیار کرتا ہے چنانچہ آپ نے اجرت پر اسے رکھ لیا تو میرے دل میں اس شخص کے بارے میں کچھ رنج سا پیدا ہو گیا۔

پھر اس نے مجھ سے پوچھا کہ حضور ﷺ کو کونسی سواری پسند ہے' میں نے کہا کہ فلاں سواری' حالانکہ آپ اسے پسند نہیں فرماتے تھے چنانچہ جب وہ تیار کر کے آپ کی خدمت میں لایا تو آپ نے پوچھا: ہمارے لئے یہ سواری کس نے تیار کی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اس نئے رَحال (سواری تیار کرنے والا) نے' آپ نے فرمایا کہ ام عبد کو حکم دو کہ وہ سواری تیار کرے' یوں یہ کام دوبارہ میرے ذمے لگ گیا چنانچہ میں نئے سرے سے پھر سواری سجانے لگا۔ بخدا میں جب سے اسلام لایا ہوں' اس موقع کے علاوہ کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

حضور ﷺ جب لوگوں کے لئے وزن کرتے کسی کو دیکھتے تو فرماتے: تول ذرا زیادہ رکھو۔

اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ جو شخص کسی کو کچھ دینے کے لئے اپنا کوئی نائب مقرر کرے اور اسے پوری تولنے کا پابند نہ کیا جائے تو یہ جائز ہے' اس کا مطلب وہی لیا جائے گا جیسے لوگ کرتے ہیں (کہ ذرا زیادہ ہی تولتے ہیں)۔

اس کی مثال دینے کے لئے وہ حدیث ملتی ہے جس میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور ﷺ کو اپنے اونٹ بیچنے کا ذکر ہے' اس پر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا کہ اے بلال! رقم ذرا زیادہ ہی دینا چنانچہ انہوں نے چار دینار دے کر ایک قیراط زیادہ دیا تھا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

رسول اللہ ﷺ نفع یا اُجر کو اوجھل نہ رکھا کرتے اور مزدور کو کھانا اور لباس دینے کی اجازت دی تھی' آپ کا حکم تھا کہ مزدور سے کھلم کھلا اجرت طے کرنے کے بغیر اسے کام پر نہ لگاؤ۔

آپ پیسنے میں قفیز کے استعمال سے روکتے تھے۔ بعض لوگوں نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ کھانے کو قفیز کے کچھ حصے سے ناپ کر پیسا جائے' کیونکہ اس طرح اجرت کا صحیح اندازہ نہیں لگتا اور نہ ہی یہ پتہ چلتا ہے کہ چیز کتنی پیسی گئی اور دونوں چیزیں ایک دوسرے کا اُلٹ ہیں۔

کچھ علماء کہتے ہیں اس طرح پیس کر دینے میں حرج نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ اندازہ کر لیا ہو' روکا تو ڈھیر کو پینے سے گیا ہے جس کا کسی قفیز سے اندازہ نہ کیا گیا ہو کہ کتنا ہے اگرچہ ایک دانہ ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس کے علاوہ دوسرے کا کوئی

اندازہ نہیں ہوتا۔

- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ''قسامۃ'' سے منع فرمایا۔ ہم نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ کیا ہوتا ہے؟ فرمایا کہ لوگوں کی چیزوں میں سے کچھ اس سے لے اور کچھ دوسرے کے حصے سے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ تقسیم کرنے والا جو اپنا حصہ نکالے (وہ قسامۃ ہے) کیونکہ اس طرح لوگوں کا حصہ گھٹ جاتا ہے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے سورۂ قصص پڑھی اور جب حضرت موسےٰ علیہ السلام کے واقعہ پر پہنچے تو فرمایا کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے آٹھ یا دس سال تک شرمگاہ اور پیٹ کے کھانے کے لئے اپنے آپ کو گروی رکھا۔

فرع:

رسولِ اکرم ﷺ نے یہ اجازت دی تھی کہ کسی سے کام کرانے کے لئے اسے ایک دن' مہینہ' سال یا گنتی پر ملازم رکھ سکتے ہو' گنتی یوں کہ مثلاً ایک ڈول پر ایک کھجور دی جائیگی۔

لوگ مزدوری پر لگاتے وقت وہی لفظ استعمال کرتے تھے جو ''بیع'' میں استعمال ہوتے ہیں جیسے اس سے پہلے باب میں حضور ﷺ کا یہ قول گذرا ہے: جس کے پاس فالتو زمین ہو' اسے یا تو خود کاشت کرو یا اپنے کسی بھائی سے کاشت کراؤ' بیچو نہیں۔ اس پر حضرت سعید بن میتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ بیچنے سے روکنے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ اس کا مطلب یہ ہے: ''کرایہ پر نہ دو۔''

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس زمانے میں احتیاط سے کام لو اور بیع کے الفاظ نہ بولا کرو کیونکہ کہیں وہ اس لفظ کو گواہ بنا کر اصل زمین اور نفع کا مالک نہ بن جائے۔

فرع:

رسول اللہ ﷺ مزدور کی اجرت دینے پر زور دیتے اور فرمایا کرتے: مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دے دیا کرو۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اسے مزدوری کرنے ہی کے دوران اس کی اجرت بتا دیا کرو۔

- آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تین ایسے شخص ہیں جن سے قیامت کے دن میرا جھگڑا ہو جائے گا اور جس سے میرا جھگڑا ہوگا میں اس کے مخالف ہونگا: ایک وہ آدمی جس نے مجھے کچھ دینے کا کہہ کر بدعہدی کی' ایک وہ جس نے آزاد شخص کو بیچ کر اس کی قیمت کھا لی اور ایک وہ جس نے کام پر مزدور لگایا' کام تو پورا لے لیا لیکن مزدوری نہیں دی۔

نیم حکیم، خطرۂ جان:

جو شخص علم طب نہیں رکھتا، آپ اسے علاج سے منع فرماتے اور فرمایا کرتے: جو کسی کا علاج کرے اور اس کا علم نہ رکھتا ہو ضامن وہی ہوگا۔ واللہ اعلم۔

باب

لونڈیوں کے کاروبار، حجام، قرآن کی تعلیم والے گھڑ دوڑ اور جوئے والوں کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ رسول اکرم ﷺ لونڈی کو دستی کام کرنے کے علاوہ دوسرے کام سے منع فرماتے اور ہاتھ سے اشارے کرتے کہ یوں روٹی پکائے، کپڑوں کی سلائی کرے اور نقش و نگار بنایا کرے۔

ایک روایت میں فرمایا کہ لونڈی کی کمائی سے نہ کھاؤ کیونکہ یوں وہ شرمگاہ کا کاروبار کرنے لگے گی۔

- آپ نے فرمایا کہ لونڈیوں کی کمائی حرام ہے۔
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بچوں کو کاروبار پر مجبور نہ کرو کیونکہ جب تم ایسا کرو گے تو وہ چوری کریں گے اور لونڈی کو دستی کام کے علاوہ کسی کاروبار پر مجبور نہ کرو کیونکہ جب تم انہیں مجبور کرو گے تو وہ اپنی شرمگاہ سے کمائی کرنے لگے گی، پاک دامن بنو کیونکہ اللہ نے تمہیں پاک دامن رہنے کے لئے بنایا ہے اور تم پر لازم ہے کہ کھانا اچھا کھاؤ۔
- آپ فرماتے تھے کہ میری خالہ فاختہ بنت عمرو نے ایک غلام ھبہ کیا اور کہا اسے قصائی، ڈھلائی کرنے والا اور پچھنے لگانے والا نہ بنانا۔
- آپ جوتا بنانے والے اور جواء کھیلنے والے کا کھانا کھانے سے منع فرماتے۔
- رسولِ اکرم ﷺ نے حجام (پچھنے لگانے والا) کی کمائی، بدکار عورت کے مہر کی رقم، کتے کی قیمت اور کاہن کی کمائی سے کھانا منع فرمایا اور بتایا تھا کہ یہ سب کاروباروں سے بدتر ہیں۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام سے کھانا کھانا شروع کیا، پوچھے بغیر ابھی ایک لقمہ ہی کھایا تھا کہ غلام نے کہا: میں نے دورِ جاہلیت میں ایک شخص کو غیب کی خبر بتائی تھی حالانکہ میں کوئی اچھا کاہن نہ تھا، یہ کھانا اسی نے دیا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انگلی منہ ڈال کر قے کر دی اور پیٹ میں جو کچھ بھی تھا، نکال دیا۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ انصار کے کچھ لوگوں سے ملنے ان کے گھر تشریف لے گئے' انہوں نے ایک بکری ذبح کر کے آپ کے لئے کھانا تیار کیا' آپ نے اس میں سے کچھ لے کر منہ میں ڈالا اور اسے چبانے لگے لیکن وہ اندر نہیں جا رہا تھا' فرمایا: یہ کیسا گوشت ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ یہ فلاں شخص کی بکری ہے' وہ آئے گا تو ہم قیمت دے کر اسے راضی کر لیں گے۔ آپ نے کھانا اُٹھانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ قیدیوں کو کھلا دیا جائے۔

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ ایک آدمی' دوسرے کا کام بغیر اجازت کر سکتا ہے اور نفع والی چیز کو صدقہ کر دیا کرے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ یہودیوں اور نصرانیوں کے جزیہ کا مال کھانے سے پرہیز رکھتے اور جنگوں کے درمیان اس میں سے غلاموں اور مویشیوں کو کھلایا کرتے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جس کے پاس پچھنے لگانے والا غلام ہوتا' رسول اکرم ﷺ اس سے فرماتے کہ اس کی کمائی اپنے غلام کو کھلاؤ یا اپنے بھنگی (چھڑکاؤ کرنے والا) کو کھلا دو' اس میں سے صدقہ دینے کی اجازت دیتے اور یتیموں کو کھلانے سے روکتے پھر اس کے بعد اجازت دیدی' اسی میں سے حجام کو اجرت دینے لگے اور اگر وہ خبیث ہوتا تو نہ دیا کرتے۔
- آپ نے قاری لوگوں کو اس بات سے روک رکھا تھا کہ قرآن پر کسی قسم کا اجر لیں اور اس سلسلے میں فرمایا: قرآن پڑھو اس کی قیمت نہ چڑھاؤ اس کے ذریعے کسی پر ظلم نہ کرو' اس کے سبب نہ کھانا' اس کے ذریعے کثرت سے مال نہ مانگو بلکہ اس کے ذریعے اللہ سے مانگو کیونکہ تمہارے بعد کچھ لوگ آ رہے ہیں جو اسکے بہانے مانگا کریں گے۔
- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن کی تعلیم دی تو انہوں نے مجھے قوس کا تحفہ دیا' میں نے نبی کریم ﷺ سے بات کی تو انہوں نے فرمایا: اگر تم نے لے ہی لی ہے تو یہ جہنم کی قوس (کمان) سمجھو۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم تو ان بچوں کا کھانا کھا لیا کرتے ہیں جنہیں تعلیم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: جو کھانا کسی دوسرے کے لئے پکایا گیا ہو اور تم اس میں شامل ہو جاؤ تو کوئی حرج نہیں لیکن جو تمہارے لئے پکایا گیا تو اسے اگر کھاؤ گے تو اپنے ہی خلاف کھاؤ گے اور پھر **بـاب الاذان** میں جو کچھ گذر چکا ہے' اس کا اس سے یوں تعلق ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا کہ ایسا مؤذن مقرر کرو جو اذان کی اجرت نہ لے اور پھر مہاجرین و انصار کی اولاد بہت ہو گئیں تو آپ نے تعلیم اور دم کے سلسلے میں اجازت دے دی تھی کیونکہ تعلیم دینے والا کاروبار کرنے سے رہ جایا کرتا تھا اور ان سے فرما دیا تھا کہ اس تعلیم سے تمہیں سب سے بڑا اجر کتاب اللہ کا ملے گا۔

آگے **بـاب الصداق** میں آ رہا ہے کہ تعلیم قرآن کو مَہر کی جگہ استعمال کیا جا سکتا ہے اور پھر ایک موقع پر رسول اللہ

ﷺ نے صحابہ سے اس وقت فرمایا تھا جب انہوں نے ڈسے ہوئے شخص کو دَم کیا تھا اور کچھ بکریاں معاوضہ لیا تھا کہ انہیں تقسیم کرو اور میرے لئے بھی حصہ نکالو‘ اس موقع پر آپ ہنس پڑے تھے۔ انہوں نے سورۂ فاتحہ دم کر کے ڈنگے ہوئے مقام پر لعاب لگا دیا تھا۔

حضرت خارجہ بن صلت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایسے دیوانے کو دم کیا تھا جسے زنجیروں سے باندھا گیا تھا‘ آپ نے سورۂ فاتحہ دو دو مرتبہ روزانہ تین دن تک پڑھ کر دم کیا تھا چنانچہ انہیں آرام آ گیا اور انہوں نے آپ کو دو سو بکریاں دیں جو آپ نے لی تھیں‘ پھر آگے باب الصداق میں آ رہا ہے کہ آپ‘ فقیر قسم کے صحابہ کی شادیاں کرتے وقت یہ مہر مقرر فرماتے تھے کہ اپنی اپنی بیویوں کو قرآن کی کوئی سورت پڑھا دیں۔

خاتمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے قرآن لکھ کر دینے کی اجرت لینے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس میں حرج نہیں کیونکہ یہ لوگ لفظوں کی صورت بناتے ہیں اور ہاتھ کی کمائی کھاتے ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

باب

امانت رکھنا اور ادھار لینا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: امانت رکھنے والا ذمہ دار نہیں ہوتا۔

- آپ نے یہ بھی فرمایا: جس نے تمہارے پاس امانت رکھی ہے‘ اسے اس کی امانت واپس کرو اور اس سے خیانت نہ کرو جس نے تم سے خیانت کی۔
- آپ نے فرمایا کہ میری چھ باتیں مانو تو میں تمہیں جنت لے کر دوں گا‘ پھر آپ نے ان میں سے یہ گنائیں کہ جب تم میں سے کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے‘ وعدہ کرے تو وعدہ خلافی نہ کرے‘ امانت رکھے تو خیانت کرے‘ اپنی آنکھیں بند رکھو‘ شرمگاہوں کی حفاظت کرو اور اپنے ہاتھ روکے رکھو۔
- آپ فرماتے تھے کہ امانت بندوں کے دلوں کی جڑوں میں ہوتی تھی‘ پھر قرآن نازل ہوا تو لوگوں نے قرآن و حدیث سے اسے سیکھا لیکن جلد یہ اٹھا لی جائے گی‘ آدمی تھوڑی دیر سوئے گا تو اس کے دل سے نکال لی جائے گی اور دل میں اس کا اثر معمولی رہ جائے گا‘ پھر دوبارہ سو جائے گا تو پھر نکالی کی جائے گی اور اس کا اثر چیچک کے دانے جتنا رہ جائے گا۔ جسے تم پاؤں پر کنکر پھیرو تو اس پر دانہ ابھر آئے حالانکہ اس میں کوئی شے بھی نہیں ہوتی اور پھر آپ نے کنکر پاؤں پر رگڑ کر دکھایا۔ اس پر لوگ بیعت کرتے ہوئے چلا اٹھے کہ ایسا ممکن دکھائی نہیں دیتا کوئی

امانت ادا کرے گا اور اس کے بارے میں کہا جائے گا کہ فلاں قبیلہ میں کوئی امانت دار ہے' اگر مل گیا تو لوگ کہیں گے کہ کتنا سمجھدار اور کتنا عقلمند ہے لیکن اس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان نہیں ہے۔

- آپ نے فرمایا تھا کہ جو امانت دار نہیں' اس میں ایمان کہاں؟
- حضرت عبداللہ بن ابی الحمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کے اعلان نبوت سے پہلے آپ سے ایک وعدہ کیا اور عرض کی کہ میں اسی جگہ آ جاؤں گا آپ انتظار کرتے رہے لیکن میں بھول گیا اور تین دن بعد یاد آیا' میں واپس آیا تو آپ وہیں کھڑے تھے' فرمانے لگے: اے نوجوان! تو نے مجھے مشکل میں ڈال دیا' میں تین دن سے تمہاری انتظار کر رہا ہوں۔
- آپ نے فرمایا: میری امت پر تباہی کا وقت آنے کی نشانی یہ ہوگی کہ مال امانت کو مال غنیمت سمجھ لیا جائے گا اور زکوٰۃ تاوان (ٹیکس) گن لیا جائے گا' نیز لوگوں میں سے کوئی کمینہ شخص باہر نکلے گا تو شریف لوگ ادب کے لئے کھڑے ہو جائیں گے۔
- آپ فرماتے تھے کہ دین میں سخت کام امانت ہے اور سب سے آسان کام لا الٰہ الّا اللّٰہ کہنا ہے۔
- آپ نے فرمایا: سب سے بہتر دور میرا ہے' پھر ان کا جو ان سے ملیں گے اور پھر ان کا جو ان سے ملیں گے' اس کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو خود تو گواہی دینا چاہیں گے لیکن کسی اور کی گواہی لینا نہ چاہیں گے' خیانت کریں گے لیکن امانت دار نہ بنیں گے: نذریں مانیں گے لیکن انہیں پورا نہیں کریں گے اور ان میں اکثر موٹاپا دیکھنے میں آئے گا۔
- آپ نے فرمایا: جو کچھ تم کسی سے لے لیتے ہو' وہ اس وقت تک تمہارے ذمے ہوگا جب تک اسے ادا نہیں کرتے۔
- حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ تمہاری امانت رکھنے والے پر ضمانت لازم نہیں' آپ نے عاریت (مانگ لینا) مراد لیا تھا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امانت میں ضمان لیتے تھے۔ (اس سے اتنا وصول کرتے)۔
- ایک مرتبہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس امانت کی وصولی کی تھی جو ان کے بیت المال سے چوری ہو گئی تھی اور اس شخص سے کہا تھا کہ تو نے زیادتی کی ہے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر کہا کرتے کہ ادھار لینا' امانت ہی کی طرح ہوتا ہے' اس پر ضمان نہیں ہوتی' ہاں زیادتی کرے تو نہیں ہوتی۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ادھار کی ضمانت نہیں ہوتی' یہ تو مشہور بات ہے' ہاں اس میں مخالفت کرے تو اسے دینا ہوگی۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزدور، رنگریز اور درزی جیسے لوگوں سے لوگوں کی حفاظت اور احتیاط کی خاطر ضمانت وصول کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یوں کئے بغیر لوگوں کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔
- رسولِ اکرم ﷺ جب کسی سے ادھار لیتے تو اسے فرما دیتے کہ یہ مانگی ہوئی چیز ضمانت والی ہے اور جب اس کا کچھ حصہ یا مکمل برباد ہو جاتا تو اس کی قیمت دے دیا کرتے چنانچہ ایک پیالہ مانگ کر لیا، وہ ضائع ہو گیا تو آپ نے اپنے صحابی کو اس کی قیمت دی۔
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے دور میں مانگی ہوئی ہنڈیا اور ڈول تک کی ضمانت ادا کیا کرتے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک قطری قمیص تھی جس کی قیمت پانچ درہم تھی، آپ شادی کے موقع پر عورتوں کو دیا کرتیں اور ایسا کم ہی ہوتا کہ وہ عورت شادی میں شامل ہونے کے لئے مانگ نہ بھیجتی۔
- رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ اونٹنی، گائے اور بکری والا ایسا کوئی ہے جو ان کا حق ادا کرے، صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ان کا حق کیا ہے؟ فرمایا: ان کے سانڈھ کو ان کی طرف لے جانا، ان کے لئے آدھا ڈول پانی لینا، اور پانی پلا کر اسے دوہنا اور لوگوں کو جہاد میں جاتے وقت ان پر بٹھانا۔

خاتمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ انور ﷺ فرماتے تھے کہ جو شخص مردہ اور بنجر زمین کو آباد کر دے تو وہ اسی کی ہو گی۔

ایک روایت میں ہے کہ جس نے کسی زمین پر دیوار کر دی تو وہ اسی کی ہو گی اور ظالم کے پسینے تک آنے کی صورت میں اس کا کوئی حق نہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ جو ایسی زمین کو آباد کرے جو کسی کی نہ ہو تو وہ اسی کی ہو گی۔

- ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی اپنا جھگڑا لے کر آئے جن میں سے ایک نے دوسرے کی زمین میں پودا لگا دیا تھا چنانچہ آپ نے زمین والے کو زمین دی اور کھجور کے درخت والے سے فرمایا کہ اپنا درخت اکھاڑ لو، حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا کہ اکھاڑتے وقت اس کی جڑیں کمان کی طرح مڑ گئی تھیں، یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا چنانچہ انہوں نے اسے جڑوں سے اکھاڑ لیا۔
- ایک مرتبہ کچھ لوگ حضور ﷺ کے ہاں کسی گھر کے درمیان موجود باڑہ کے بارے میں جھگڑا لے کر آئے تو آپ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فیصلہ کرنے بھیجا چنانچہ انہوں نے اس کے حق میں فیصلہ دیا جس کے قریب تھا اور جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور انہوں نے اپنا فیصلہ بتایا تو انہوں نے فرمایا: درست ہے

اور یہ تم نے اچھا کیا ہے۔

- آپ اکثر فرماتے کہ جو اس چیز کی طرف پہلے چلا گیا جس طرف کوئی اور مسلمان نہ جا سکا تھا تو وہ اس کی ہوگی اور جب لوگوں نے یہ سنا تو بھاگ کر چیزوں کی طرف گئے کہ کون آگے بڑھ کر لیتا ہے۔

باب

زائد پانی سے روکاوٹ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زائد پانی کو جانے سے نہ روکو یوں تم گھاس اُگنے سے روکاوٹ کرو گے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ زائد پانی نہ بیچا جائے کہ اس کے ساتھ گھاس بھی بِکے گی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ تم زائد پانی کو نہ روکو کہ اس سے تم گھاس بڑھنے کو روکو گے۔

- آپ نے فرمایا: جس نے پانی روکا یا زائد گھاس میں روکاوٹ ڈالی تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل سے روک دے گا۔
- آپ اس بات سے منع فرماتے تھے کہ کنوئیں کا زائد پانی روکا جائے اور جب آپ نے کھجور کے متعلق اہلِ مدینہ کا فیصلہ فرمایا تو حکم دیا کہ کنوئیں کا زائد پانی نہ روکا جائے اور پھر دیہات والوں کا فیصلہ کرتے وقت بھی فیصلہ فرمایا کہ پانی نہ روکا جائے کیونکہ اس سے گھاس بڑھنا رُک جائے گی چنانچہ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ سب لوگ تین چیزوں میں ساجھے ہوتے ہیں یعنی پانی' آگ اور گھاس میں اور پھر باب البیع میں آ چکا ہے کہ ان کی قیمت لینا حرام ہے۔
- آپ درخت کو سیلابی پانی دینے میں یہ فیصلہ دیتے کہ اونچی جگہ والے درخت کو پانی پہلے دیا جائے اور اس میں ٹخنوں تک پانی رہنے دیا جائے پھر اس کے بعد اس کے نزدیکی نچلے درخت کو دیا جائے اور یونہی درجہ بدرجہ نیچے چلے آئیں حتیٰ کہ یا تو باغ ختم ہو جائے یا پانی۔
- ایک مرتبہ دو شخص ایک درخت کے گرد خالی جگہ کا جھگڑا لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے ہاتھ کے ذریعے اس کی ٹہنی سے اسے ناپنے کا حکم دیا' وہ سات ہاتھ تھی چنانچہ اسی سے فیصلہ کیا۔
- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کھدائی میں کسی کا نقصان نہ کرو۔ حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ کوئی شخص کسی شخص کی زمین کے پہلو میں گڑھا نہ کھودے کہ اس کی جانب پانی چلا جائے۔

آپ فرماتے تھے کہ جو شخص گڑھا کھودنا چاہے تو کسی کو یہ حق نہیں کہ چالیس ہاتھ کے اندر گڑھا کھودے کہ اس کے اونٹ اور مویشی وہاں بیٹھ سکیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

باب

چراگاہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ رسولِ انور ﷺ نے فرمایا: ہر چراگاہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہوتی ہے، کسی اور کی نہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسولِ اکرم ﷺ کی چراگاہ بقیع تھی جو مسلمانوں کے گھوڑوں کے لئے تھی جبکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چراگاہ مقامِ سرف اور ربذہ میں تھی اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدقہ وصول کرنے کے لئے اپنے غلام ھنین نامی کو مقرر فرمایا تو ان سے کہا: اے ھنین! لوگوں سے اپنا دامن بچا کر رکھو اور مظلوم کی بددُعا سے بچو کیونکہ وہ قبول ہو جاتی ہے۔ ابن عفان اور ابن عوف کے اونٹوں کا دھیان رکھو کیونکہ اگر ان دونوں کے مویشی ہلاک ہوئے تو یہ دونوں باغ اور کھیتی کی طرف آئیں گے پھر صریمہ اور غنیمہ والوں کے مویشی ہلاک ہوئے تو وہ اور ان کے بیٹے میرے پاس آئیں گے اور ان میں سے ہر ایک کہے گا: اے امیر المؤمنین! تو کیا میں اسے ایسے ہی چھوڑ دوں گا، یہ پانی اور گھاس سونے اور چاندی دینے کے مقابلے میں دینے میرے لئے آسان ہیں اور بخدا یہ خیال کریں گے کہ ہم نے ان پر ظلم کیا ہے، یہ پانی اور یہ شہر تو انہی کے ہیں، دورِ جاہلیت میں انہوں نے یہیں جنگیں لڑی تھیں اور اسلام کے دور میں وہ یہیں اسلام لائے، بخدا اگر یہ مال اللہ کا نہ ہوتا تو میں انہیں ایک بالشت دینے کی بھی حمایت نہ کرتا۔

حضرت ابیض بن حمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو پیلو کے درخت کو چراگاہ سمجھتا ہے تو فرمایا: اس درخت میں چراگاہ والی بات نہیں، میں نے عرض کی: یارسول اللہ! پیلو کا ایک درخت میرے باڑے میں بھی ہے، فرمایا اس میں چراگاہ والی بات نہیں۔ واللہ اعلم۔

باب

کسی کو زمین کا ٹکڑا دینا اور عاملوں کی روزی کا بندوبست

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرمایا: جائیداد نہ بناؤ کہ اس طرح تمہاری توجہ دنیا اکٹھا کرنے کی طرف ہو جائے گی چنانچہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ

علیہ السلام نے مجھے حضر موت میں زمین کا ایک ٹکڑا دیا' حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت وہاں کے حاکم تھے چنانچہ آپ نے انہیں لکھا کہ اسے دیدو' یونہی آپ نے حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پوری وادیٔ عقیق دیدی اور پھر انہیں معادن القبلیہ دی اور وہ جگہ بھی دی جہاں زراعت ممکن تھی لیکن کسی مسلمان کا حق نہیں دیا' پھر انہیں یہ تحریر لکھ دی ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' یہ وہ جگہ ہے جسے محمد علیہ السلام نے بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا ہے' معادن قبلیہ کا اُونچا اور نچلا حصہ بھی دیا ہے اور وہ جگہ بھی جہاں زراعت ہو سکتی ہے اور قدس کا حصہ ہے لیکن اسے کسی مسلمان کا حصہ نہیں دیا۔''

علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہی وہ مرکز ہیں جن سے آج تک صرف زکوٰۃ ہی وصول کی جا رہی ہے۔

- حضرت اوفی بن مولہ تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں رسول اکرم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے غمیم کی جاگیر دی اور مجھ پر یہ شرط لگا دی کہ میں یہاں سے مسافروں کے کھانے کا بندوبست کیا کروں اور حضرت ساعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگل میں ایک تالاب دیا جسے جعرنیہ کہتے تھے' اس میں پانی تو تھا لیکن میٹھا نہ تھا جبکہ حضرت ایاس بن قتادہ عنبری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جابیہ کی جاگیر دی جو یمامہ کے قریب تھی اور جسے ہم سب اچھی طرح سے جانتے تھے اور ادیم میں یہ سب کے نام لکھی گئی۔
- حضرت ابیض بن حمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں قاصد بن کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ملح کی جاگیر دینے کی عرض کی جو مآرب میں تھی تو آپ نے مجھے عطا فرما دی' جب میں واپس ہو رہا تھا تو مجلس میں سے ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے اسے کیا دیا ہے؟ آپ نے انہیں پانی دے دیا ہے لہٰذا آپ نے مجھ سے واپس لے لی اور جب رسول اللہ علیہ السلام تبوک کو چلے تو کھلے میدان میں حضرت جہینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے' آپ نے ان سے کہا: بہادر کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ: بنو رفاعہ ہیں جن کا تعلق جہینہ سے ہے' فرمایا کہ میں یہ زمین بنو رفاعہ کو دیتا ہوں چنانچہ انہوں نے اسے تقسیم کر لیا اور ان میں سے کسی نے اسے بیچ دیا اور کسی نے اپنے پاس رکھ لی اور اس میں اپنا کام شروع کر دیا۔
- حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے باغ دیا اور اپنی چھڑی ایک مرتبہ پھینکی اور فرمایا کہ جہاں تک یہ چھڑی پہنچی ہے' وہیں تک اسے دیدو۔
- آپ فرماتے تھے کہ جسے ہم کسی مقام کا عامل بناتے ہیں تو اس کی روزی کا بندوبست کرتے ہیں اور جو وہ اس کے بعد لے گا وہ نرا فریب ہوگا۔

ایک روایت میں ہے: جو ہمارا عامل ہے' اسے بیوی کا بندوبست کرنا ہوگا' اگر اس کے خادم نہیں تو اس کا انتظام کرے اور رہائش کی جگہ نہ ہونے کی صورت میں وہ انتظام کر سکتا ہے اور جو کچھ اس کے علاوہ لے رہا ہے' وہ نرا فریبی یا چور ہوگا۔

- آپ کی عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ جو عامل اپنی رعایا کی طرف سے ملنے والے تحفے لینے میں سستی دکھاتا تھا تو اسے فرماتے تھے: یہ تو دیکھو اگر تم گھر میں بیٹھے ہوتے تو پتہ چلتا کہ کون تمہیں تحفے لا کر دیتا ہے؟ واللہ اعلم۔

باب

ہبہ کرنا، زندگی بھر کیلئے کچھ دینا، کسی شرط پر دینا اور تحفہ دینا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے تھے کہ رسولِ اطہر ﷺ فرمایا کرتے: ہمارے سامنے اس سے بری مثال اور کیا ہوسکتی ہے کہ جو چیز ہبہ کرکے یوں واپس لے لے جیسے کتا قے کرتا ہے تو پھر واپس آ کر اسے ہی کھا لیتا ہے چنانچہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ ہم تو قے کو حرام ہی جانتے تھے۔

آپ فرماتے تھے: کسی شخص کے لئے یہ مناسب نہیں کہ کسی کو کوئی تحفہ یا ہدیہ دے اور پھر اسے واپس لینے لگے، ہاں والد اپنی اولاد کو دے کر ایسا کر سکتا ہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ جب کسی قریبی رشتہ دار کو کوئی شے ہبہ کرے تو اسے واپس نہ لے۔

آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنی خالہ کو غلام دیا' میں اُمید رکھتا تھا کہ اس میں اس کے لئے برکت ہوگی چنانچہ ان سے کہا: یہ غلام نہ تو کسی پچھنے لگانے والے کو دینا' نہ سنار کو اور نہ ہی کسی قصائی کو۔

آپ فرماتے تھے: جو شخص کسی کو کوئی چیز ہبہ کرکے لینے کو کہتا ہے تو یوں سمجھو کہ وہ کتا ہے جو قے کرنے کے بعد اپنی قے دوبارہ کھا لیتا ہے تو جب ہبہ کرنے والا چیز واپس مانگتا ہے' اسے وقف کرنا چاہئے پھر وہ اس چیز کو جانے کہ کیوں واپس لیتا ہے اور جو ہبہ کیا ہے اسے دیدے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے کوئی صدقہ دیا تو یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی' آپ نے میرے والد کو پیغام بھیجا کہ کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو اتنا اتنا کچھ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں تو فرمایا: خدا کا خوف کرو اور اپنی اولاد کے بارے میں عدل و انصاف سے کام لو چنانچہ میرے والد نے یہ ارادہ ہٹا لیا اور وہ صدقہ مجھ سے واپس لے لیا جو دیا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹے کو لے کر رسولِ انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے اپنے بیٹے کو ایک غلام دیا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ آپ اس بات کے گواہ بنیں' فرمایا: کیا اس کے علاوہ کوئی اور بیٹا بھی ہے؟ میں نے عرض کی: ہاں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا سبھی کو ایسے غلام دئے ہیں؟ میں نے عرض کی: نہیں۔ اس پر فرمایا: میں گواہ نہیں بن سکتا۔ پھر وہ بتاتے ہیں کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے والد سے فرمایا تھا: تیری اولاد کا تم پر یہ حق ہے کہ ان سے عدل و انصاف کرو بعینہٖ یونہی جیسے تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہاری عزت کیا کریں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ میرے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غابہ کے اپنے مال

میں سے بیس وسق دیئے اور جب ان کا وقت وصال ہوا تو کہنے لگے: اے پیاری بیٹی! بخدا میرے نزدیک میرے بعد تجھ سے زیادہ مجھے اور کوئی پیارا نہیں اور نہ ہی تم سے زیادہ فقر میں اچھا لگتا ہے' میں نے تمہیں بیس وسق عمدہ کھجوریں دی تھیں' اگر اس وقت تم توڑ لیتیں تو ٹھیک تھا لیکن اس وقت تو وہ وراثت کا مال بن رہا ہے' وہ وارث تمہارے بھائی اور دو بہنیں ہونگی تو اسے قرآن کے فیصلے کے مطابق تقسیم کر لینا۔ حضرت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی: اے والد گرامی! اگر ایسے ہوتا تو میں چھوڑ دیتی' میرے ساتھ تو ایک ہی وارث ہے' وہ میری بہن اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے تو دوسری کونسی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ابن خارجہ حمل سے ہیں' میرے خیال میں بچی ہوگی۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ایسے لوگوں کا کیا بنے گا جو اپنے بیٹوں کو کچھ دیتے ہیں اور پھر اسے روک لیتے ہیں تو اگر ان میں سے کسی کا بیٹا فوت ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ میرا مال تو میرے قبضے میں ہے لہٰذا میں کسی اور کو نہیں دوں گا اور اگر وہ پہلے مر رہے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ میرے لڑکے کا ہے' میں نے اسے دے دیا تھا اور وہ مرتا ہے تو اس کے وارثوں کا ہو جاتا ہے' یہ باطل ہے۔
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے اپنے نابالغ بچے کو کوئی چیز دینی ہو تو باپ کا کام یہ ہے کہ اس کا اعلان کر دے اور اس کے گواہ بنا لے کیونکہ تحفہ ہوتا ہے اور اگر اس کے بعد اس کا والد والی بن جائے تو اگر یہ سونا چاندی تھے' پھر وہ ہلاک ہو گیا تو اسی کے پاس تھی تو بیٹے کو کچھ نہ ملے گا' ہاں اس صورت میں مل سکتی ہے جب اس نے اسے الگ کر رکھا ہو یا اس کی خاطر کسی اور شخص کے پاس رکھ چھوڑی ہو' اگر اس نے ایسا کر دیا تو یہ لڑکے کی ہوگی اور اگر وہ عطیہ غلام' لونڈی یا جانی پہچانی رقم ہو اور پھر اس پر گواہ بنا کر اعلان کر دے' پھر باپ ہلاک ہو جائے اور وہ چیز بیٹے کے پاس ہو تو یہ اس کے لئے جائز ہوگی کیونکہ یہ ایسے ہوگی جیسے اس نے اپنے بیٹے کو عطیہ دیا ہے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے صلہ رحمی کی بنا پر کوئی چیز ہبہ کی یا صدقہ کے طور پر دی تو اسے واپس نہ لے اور اگر اس نے کوئی چیز ہبہ کی جس کے بارے میں ہر ایک کو معلوم ہو کہ اس نے ثواب کا ارادہ کیا اور وہ اسی طرح ہے تو اسے لے سکتا ہے' اس صورت میں کہ اسے یہ بات پسند نہ ہو۔
- حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک دن حضرت قاسم بن محمد اور ابن ابی عتیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ میں اپنی ہمشیرہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی غابہ میں مال کی وارث بنی' حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اس کا ایک لاکھ دیا تھا جو میں تمہارے نام کرتی ہوں پھر باب الزکوٰۃ والوکالۃ میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت گذر چکی ہے کہ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا کہ جب تمہارے پاس میرا وکیل آئے تو اس سے پندرہ وسق لے لینا۔

جب حضور علیہ السلام نے فتح مکہ کے دن خطبہ دیا تو خطبہ کے دوران فرمایا: عورت کے لئے اس کے شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی عطیہ نہیں ہوسکتا۔

ایک اور روایت میں ہے: عورت کے لئے اس وقت یہ جائز نہیں ہوتا کہ جب اس کا شوہر مالک ہو جائے کہ اس مال کو بچالے۔

فرع:

رسولِ اکرم علیہ السلام عمر بھر کے لئے دی جانے والی چیز کا فیصلہ دینے والے کے فوت ہونے پر اس کے حق میں فیصلہ دیتے تھے جس کے لئے وہ وقف ہو چکی کیونکہ یہ مرنے والے کے وارثوں سے زیادہ حق دار ہوتا ہے۔

- آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی کو عمر بھر کے لئے کوئی چیز دے تو یہ اس کی اور اس کے پچھلوں کے لئے ہو گی اور جب وہ یوں کہہ دے کہ تمہاری زندگی تک تمہاری ہے تو یہ اسی مالک کے پاس واپس آ جائے گی۔
- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ عمر بھر کے لئے دی گئی چیز وہ ہوتی ہے جسے حضور علیہ السلام نے یوں کہنے پر دے دیا کہ یہ تمہاری اور تمہارے پچھلوں کی ہے لیکن اگر اس نے کہا کہ یہ تمہاری زندگی تک کے لئے ہے تو یہ اپنے مالک کے پاس واپس آ جائے گی۔

ایک اور روایت میں ہے: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ علیہ السلام نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ کوئی شخص کسی شخص کو اس کے اور اس کے وارثوں کے لئے کچھ دیتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ یہ میں تجھے اور تمہارے وارثوں کو دے رہا ہوں جب تک ان میں سے ایک بھی باقی ہے تو یہ اس کے لئے ہو جائے گی' اس کے مالک کے پاس نہ جائے گی اس لئے کہ اس نے یوں دے دی کہ اس میں اور وارث شامل ہو گئے۔

- رسولِ اکرم علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ''عمریٰ'' (عمر بھر کے لئے دی جانے والی) اس شخص کے وارثوں کے لئے ہوتی ہے۔
- آپ نے فرمایا کہ جسے کوئی چیز اس کے وارثوں سمیت عمر بھر کے لئے دے دی گئی تو یہ مکمل طور پر اسی کی ہو گی' دینے والا نہ تو اس میں کوئی شرط لگا سکتا ہے اور نہ دوبارہ لے سکتا ہے۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ اپنے مال اپنے پاس رکھو اور انہیں برباد نہ کرو کیونکہ جو کسی کو عمر بھر کے لئے کوئی چیز دے دیتا ہے تو یہ موت و زندگی میں اسی کے لئے اور اس کے وارثوں کے لئے ہو جائیگی۔
- آپ ہی نے فرمایا کہ کسی کو کوئی چیز عمر بھر کے لئے نہ دو اور نہ اس کی انتظار رکھو کیونکہ جو شخص عمر بھر کے لئے کسی کو کچھ دے دیا کرتا ہے تو وہ اس کے وارثوں تک کے لئے ہو جاتی ہے۔
- آپ نے فرمایا کہ جو کسی کو عمر بھر کے لئے کچھ دیدے تو وہ اس شخص کی حیاتی اور موت میں اسی کے لئے ہو گی

کیونکہ ہبہ کر واپس لینے والا یوں ہوتا ہے جیسے کتا کہ وہ اپنی کی ہوئی قے دوبارہ کھالیتا ہے۔

فروع:

رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ جو تمہاری بیمار پرسی نہ کر سکے، تم اس کی بیمار پرسی کرو اور ایسے کو ہدیہ دے دیا کرو جو تمہیں نہیں دیا کرتا۔

- آپ فرماتے تھے کہ آپس میں تحفے دیا کرو کیونکہ اس سے سینہ کا کینہ دور ہو جاتا ہے اور کوئی عورت اپنی پڑوسن کو حقیر نہ سمجھے خواہ اسے اونٹ کے ناخن جتنی چیز دے کر ہی اسے راضی رکھنا پڑے، پھر باب اداب الاکل میں حضور ﷺ کا یہ فرمان گذر چکا ہے کہ: جب تم میں سے کسی کے پاس کوئی ہدیہ لے کر آئے تو وہاں بیٹھنے والے سب اس میں حصے دار ہوتے ہیں۔
- رسول اللہ ﷺ ہدیہ قبول فرما لیا کرتے تھے اور اس کا بدلہ اس سے زیادہ دیتے تھے چنانچہ حضرت مالک بن ذی یزن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کو سرخ رنگ کی پوشاک دی تو آپ نے قبول فرمائی، انہوں نے تینتیس اونٹ دے کر خریدی تھی۔
- آپ نے فرمایا: جس نے کسی کی سفارش کی اور اس نے اس کے بدلے میں اسے کوئی تحفہ دے دیا اور اس نے قبول کر لیا تو ریا کاری کا ایک بڑا دروازہ کھول دیا۔

خاتمہ

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مختار کے ہدیے قبول کرتے تھے اور یونہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی کیا کرتے، عبدالعزیز بن مروان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لکھا کہ مجھے اپنی ضرورتیں لکھ بھیجو تو انہوں نے لکھا: میں تم سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتا اور نہ ہی وہ روزی واپس کرتا ہوں جو تمہاری طرف سے اللہ مجھے دے گا، اس نے انہیں ایک ہزار دینار دے بھیجا تو آپ نے قبول کر لئے، یونہی ایک مرتبہ ابن معمر نے آپ کو دس ہزار دینار دے بھیجے تو آپ نے قبول کر لئے تھے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ضرورت کے وقت کوئی ہدیہ مل جانا کتنا مددگار ثابت ہوتا ہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتی تھیں کہ ہدیہ گویا ضرورت کی چابی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

بَابُ اللُّقطه (گری پڑی چیز کا حکم)

حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ رسولِ اکرم ﷺ سے جب کوئی گرے پڑے سونا چاندی کا

حکم پوچھتا تو فرماتے کہ اسے ڈاٹ وغیرہ لگا کر گنتی کر کے بند کر لو اور سال بھر اس کا اعلان کرتے رہو اور اگر کوئی مالک نہ مل سکے تو اسے خرچ کر سکتے ہو' اتنی دیر تک یہ تمہارے پاس امانت ہونی چاہئے' ہاں اگر اس دوران کسی بھی وقت وہ آ جائے تو اسے دے دو۔

ایک روایت میں ہے کہ اسے خرچ کرتے وقت کھا سکتے ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ اسے اپنے مال میں شامل کر کے اس میں اضافہ کر لو لیکن اگر مالک آ جائے تو اسے دیدو۔

- جب آپ سے اونٹ گم ہونے کا پوچھا جاتا تو پوچھنے والے سے فرماتے' تمہیں اس سے کیا غرض' رہنے دو کیونکہ اس کے پاس پاؤں بھی ہیں اور پانی بھی ہوتا ہے' وہ پانی پر چلا جائے گا اور درخت کھاتا پھرے گا پھر کبھی نہ کبھی اس کا مالک اسے لے ہی لے گا۔

- جب گم شدہ بکری کے بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے: اسے پکڑ لو' یا تو تمہاری ہوگی یا تمہارے جیسے کسی بھائی کی ہوگی یا پھر اسے بھیڑیا لے اڑے گا۔

- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں مجھے ایک تھیلی ملی جس میں سو دینار تھے' میں لے کر آپ کی خدمت میں چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ سال بھر اس کا اعلان کرتے رہو' میں اعلان کرتا رہا لیکن اس کا مالک نہ مل سکا' میں پھر آپ کے پاس لے آیا تو آپ نے فرمایا: سال بھر دوبارہ بتاتے رہو' میں نے پھر بھی کوئی مالک نہ دیکھا تو میں آپ ہی کے پاس لے آیا' آپ نے پھر سال بھر اعلان کا حکم فرمایا لیکن تیسرے سال میں بھی کوئی مالک نہ بنا تو فرمایا: اس کی گنتی کر و اور تھیلی وغیرہ حفاظت سے رکھو' کوئی آ گیا تو ٹھیک ورنہ اسے اپنے مال کی طرح خرچ کر سکتے ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ایک ہی سال اعلان کرنے کا حکم فرمایا تھا تاہم ایک اور روایت میں دو یا تین سال کا ذکر ملتا ہے۔

- حضرت جارود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! کوئی گری پڑی چیز ملے تو کیا کریں؟ فرمایا: اس کا اعلان کرتے رہو' نہ چھپاؤ نہ غائب کرو' اگر مالک مل جائے تو ٹھیک ورنہ یہ اللہ کا مال ہوگا' وہ جسے چاہے' دیدے۔

- ایک مرتبہ آپ گری ہوئی چیز کا حکم پوچھا گیا تو فرمایا: اگر کسی راستے یا بستی میں سے ملی ہے تو سال بھر اعلان کرتے رہو' اگر اس دوران مالک مل جائے تو اسے دیدو اور اگر نہ مل سکے تو وہ تمہاری ہے اور اگر جنگی علاقے سے ملی ہے تو اس میں اور معدنی چیزوں میں پانچواں حصہ بیت المال کا ہوتا ہے۔

- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے تو دیکھا کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما رو رہے ہیں' پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ سیّدہ نے

کہا کہ بھوک کی وجہ سے۔ یہ سن کر حضرت علی بازار میں گئے تو ایک دینار ہاتھ آیا' وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لائے تو انہوں نے کہا کہ فلاں یہودی کے پاس جا کر آٹا لے آیئے' آپ اس کے پاس پہنچے اور اس سے آٹا خریدا' اسی دوران اس یہودی نے پوچھا: تم ان کے داماد ہو جو یہ کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے کہا: ہاں تو اس نے کہا: یہ لو اپنا دینار اور آٹا بھی لے جاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آٹا لے کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچے اور ساری بات بتا دی۔ انہوں نے کہا کہ فلاں قصائی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ایک دینار کا گوشت دیدے' آپ گئے اور ایک درہم کے گوشت کے بدلے میں دینار اسی کے پاس چھوڑ آئے۔ انہوں نے آٹا گوندھ کر روٹیاں پکائیں اور اپنے والد رسول اللہ ﷺ کو بلا بھیجا پھر عرض کی: یا رسول اللہ! یہ کھانا اس طرح کا ہے' اب اگر آپ اسے حلال سمجھ کر کھا لیتے ہیں تو ہم بھی کھا لیں گے کیوں کہ یہ یوں حاصل کیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر کھا لو' کیونکہ یہ اللہ کا رزق ہے چنانچہ سب نے کھا لیا۔

اسی دوران ایک لڑکا اللہ اور اسلام کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہوا ادھر آ نکلا' آپ نے اسے اپنے پاس بلانے کو کہا' وہ آیا تو آپ نے پوچھا جس پر اس نے کہا: یہ مجھ سے بازار میں گر گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: اے علی! قصائی کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں کہ وہ دینار دیدو' یہ درہم ہمارے سر قرض رہا چنانچہ اس نے دیدیا۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے تھے کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک تھیلی لے کر آیا جس میں اسی دینار تھے' یہ تھیلی اسے شام کے راستے سے ملی تھی۔ آپ نے اسے حکم دیا کہ مسجد کے دروازوں پر اس کا اعلان کرتے رہو اور سال بھر شام سے آنے والوں کے ہاں اس کا ذکر کرتے رہو' پھر کہا کہ سال گذر جانے پر جیسے چاہو' اسے خرچ کر لینا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ تھا کہ جب کسی کی کوئی چیز گم ہو جاتی تو ملنے پر وہ غلاموں اور لونڈیوں میں تقسیم کر دیتے اور فرماتے بہتر یہی ہے کہ جس کی یہ چیز ہے' اسے لوٹا دیں۔
- حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کوئی گری پڑی چیز لے لے تو انصاف والے دو یا ایک گواہ بنائے نیز نہ تو اسے چھپائے اور نہ ہی غائب کرے' اس دوران اگر اس کا مالک مل جائے تو اسے واپس کر دے ورنہ وہ اللہ کا مال ہے' وہ جسے چاہے دیدے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے گم شدہ چھپائے گئے اونٹ کے بارے پوری ضمان اور اتنا ہی اور دینے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ گم شدہ چیز کے پاس گم کرنے والا ہی پہنچے گا جب تک اس کا اعلان نہ ہو جائے۔
- حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بکریوں میں اگر نامعلوم جانور کوئی آ کر شامل ہو جاتا اور یہ پتہ نہ چلتا کہ کس کا

ہے تو آپ فرماتے کہ اسے نکال دو کیونکہ گم ہونے والی چیز گم کرنے والے کے پاس آیا کرتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص گری پڑی چیز دیکھے تو تین دن تک مسجدوں کے دروازوں پر اعلان کرے' اس دوران اسے جاننے والا آ جائے تو ٹھیک ورنہ سال پورا ہونے تک اس کا اعلان کرتا رہے' پھر بھی اگر آ جائے تو ٹھیک ورنہ جیسے چاہے' خرچ کرے نیز آپ فرماتے تھے کہ جسے اونٹ مل جائے اور وہ اس کا اعلان کرے لیکن مالک نہ مل سکے اور اسے اس کے چارے وغیرہ میں مشقت سے دوچار ہونا پڑے تو اسے لے جا کر وہیں چھوڑ دے جہاں سے اسے لیا تھا اور اسے پکڑ نہ رکھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر کہا کرتے تھے کہ جو گری پڑی چیز کا اعلان کرائے لیکن اس کا مالک نہ مل سکے تو اسے صدقہ کر دے اور اگر صدقہ کرنے کے بعد آ جائے تو اسے اپنی مرضی کرنے کو کہے' وہ اگر اجر کا خواہش مند ہو تو اسے اجر ملے گا اور اگر وہ مال لینا پسند کرے تو اسے مال دیدیا جائے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اگر گم شدہ چیز کے مالک اعلان کے باوجود نہ مل سکیں تو اسے بیچ کر اس کی قیمت بیت المال میں جمع کرا دے لیکن پھر اگر اس کا مالک آ جائے تو قیمت اسے دیدو۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص گری پڑی چیز لے کر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا' آپ نے کہا کہ اس کا اعلان کر دو' اس نے کہا کہ کر چکا ہوں' فرمایا: اور کرو' انہوں نے کہا کہ بہت کر لیا ہے' فرمایا: میں تجھے کھانے کا حکم نہیں دونگا' چاہتے تو نہ پکڑتے۔

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک گم شدہ اونٹ ملا' آپ نے اسے باندھ لیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دی' انہوں نے حکم دیا کہ تین دن تک اعلان کرتے رہو' اس پر حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مجھے سامان کی وجہ سے فرصت نہیں تو آپ نے فرمایا کہ اسے وہیں چھوڑ آؤ جہاں سے ملا تھا۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بارش کے مارے اونٹ کے بچے گم ہو جاتے چنانچہ انہیں کوئی بھی ہاتھ نہ لگاتا تھا اور جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آیا تو آپ نے اعلان کا حکم دیا اور پھر بیچ دئے جاتے لیکن اس دوران میں مالک آ جاتا تو اسے قیمت دیدیتے۔

فروع:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر والوں سے کہتے کہ کسی سے سوال نہ کیا کرو۔ ایک دن ان کی والدہ نے کہا کہ اگر ضرورت پڑ ہی جائے تو کیا کریں؟ انہوں نے کہا کہ فصل کاٹنے والوں کے پیچھے پیچھے دیکھتی جاؤ' جو کچھ ان سے گر پڑے' اسے اُٹھا لو' اسے پیسو اور آٹا گوندھو اور پھر کھا لیا کرو لیکن کسی سے سوال نہ کیا کرو۔

حضرت امامِ اوزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جو کچھ فصل کاٹنے والے کے ہاتھ نہ آئے اور جو چگنے والے

سے رہ جائے تو اس پر فصل والے کا حق نہیں' وہ تو چلنے والوں اور مسافروں کا ہوتا ہے۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس چھڑی' ڈنڈے اور رسّی وغیرہ کے بارے میں اجازت دی کہ اس سے فائدہ اُٹھالیا جائے جسے کوئی آدمی اُٹھالائے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ جو شخص ایسا چوپایہ لے لے جس سے اس کے گھر والے عاجز آ کر اسے مرجانے کے لئے چھوڑ دیں اور کوئی اسے اُٹھا کر زندہ کرے تو وہ اسی کا ہوگا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ راستے میں پڑی ایک کھجور کے پاس سے گذرے تو فرمایا: اگر مجھے اس کے صدقہ کی ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو کھالیتا۔
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لونڈی خریدی تھی لیکن اس کا مالک نہ تھا' آپ نے سال بھر تک اسے ڈھونڈا لیکن وہ نہ مل سکا تو آپ نے اس کے درہم درہم' دو دو درہم دینے شروع کئے اور ساتھ ہی یہ کہتے رہے کہ اے اللہ! میں انہیں فلاں کی طرف سے تقسیم کر رہا ہوں اور اگر اس کا مالک اس کے بعد آ گیا تو ذمہ دار میں ہوں گا اور پھر کہا کہ گری پڑی چیز کے بارے میں یوں ہی کیا کرو بشرطیکہ اس کا مالک نہ مل سکے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما یونہی کیا کرتے تھے۔

کِتَابُ اللَّقِيطِ

گرے پڑے بچے کا حکم

حضرت ابو جمیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں میں نے ایک گرا ہوا بچہ دیکھا تو اسے لے کر آپ کے پاس آیا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: ڈھونڈ لانے والا ابھی محتاج ہوا چاہتا ہے۔ یہ جاندار اُٹھانے کو تجھے کس نے کہا؟ میں نے کہا: میں نے دیکھا کہ یہ ضائع پڑا تھا تو میں لے آیا۔ لگتا تھا کہ آپ مجھے چور بنا رہے تھے۔ اس پر میرے ایک جاننے والے نے کہا کہ یہ تو ایک نیک آدمی ہے' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: واقعی؟ اس نے کہا: ہاں' آپ نے کہا: جاؤ' یہ آزاد ہے' ہم اس کا خرچہ دیں گے اور دودھ پلانے کی اجرت دیں گے' پھر وہ مسلمانوں کے لئے رہنے دیا کہ وہی اس کے وارث ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کا مطلب اس شخص کو تہمت لگانا تھا اور وہ یوں کہ شاید وہی پھینکی ہوئی چیز کا مالک تھا اور پھر اس کے جاننے والے نے اس کی تعریف کی اور **باب الردّہ وقطع السرقہ** میں کچھ ایسا بیان آرہا ہے جس کا اس کے ساتھ تعلق ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک دن نبی کریم ﷺ کے گرد تھے کہ ام ایمن آئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ! حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سورج ابھرتے ہی گم ہو گئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ اور میرے بیٹوں کو تلاش کرو۔ چنانچہ ہر ایک جدھر منہ آیا نکل پڑا۔ میں آپ کے ساتھ تھا' آپ ایک پہاڑ کے دامن میں پہنچے تو یکا یک دیکھا کہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹ کر بیٹھے تھے' ادھر ایک اژدھا اپنی دم پر کھڑا منہ سے آگ کے شعلے نکال رہا تھا' آپ تیزی سے اس کی طرف بڑھے' اس نے آپ کی طرف دیکھا اور پھر کھسک کر کسی سوراخ میں جا داخل ہوا' آپ ان کے پاس آئے' دونوں کو الگ الگ کیا' پھر ایک کو داہنے کندھے پر اور دوسرے کو بائیں پر اُٹھا لیا۔ میں نے دیکھ کر کہا: کتنی قسمت والے ہو' سواری کیسی ملی ہے! یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوار بھی دونوں ہی اچھے ہیں اور ان کے والد ان دونوں سے اچھے ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

بَابُ الْوَقْف (وقف کرنے کا حکم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب ابن آدم فوت ہو جاتا ہے تو اس کے تین عملوں کے علاوہ سب عمل رُک جاتے ہیں: جاری صدقہ' فائدہ مند علم اور نیک لڑکا جو اس کے لئے دعائیں کرتا رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے خیبر میں زمین لی ہے جس کے علاوہ میرے پاس اس سے بہتر اور کوئی چیز نہیں ہے' تو اس کے بارے میں آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ چاہو تو اسے اپنے پاس رکھ لو اور چاہو تو اسے صدقہ کر دو چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے صدقہ کر دیا لیکن اس شرط پر کہ اسے نہ تو بیچا جائے' نہ ہبہ کیا جائے' نہ فقیروں کو دیا جائے' نہ قریبی رشتہ داروں کو' نہ غلاموں مہمانوں کو اور نہ ہی مسافروں کو دیا جائے تاہم والی اس میں سے اچھے طور پر کھا سکتا ہے اور اپنے نادار دوست کو کھلا سکتا ہے۔

- حضرتِ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی آپ کے اس مال کے والی بنے' اہلِ مکہ میں سے جو بھی آپ کے پاس آتا' اسے ہدیہ کے طور پر دیتے۔
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں پہنچے تو بئرِ رومہ کے علاوہ وہاں اور کوئی کنواں میٹھا نہ تھا چنانچہ فرمایا کہ بئرِ رومہ کون خرید کر لوگوں کے ہمراہ اس سے پانی نکالے گا؟ ایسے شخص کو جنت ملے گی چنانچہ میں نے اسے اپنے ذاتی مال سے خرید لیا۔

فصل:

رسولِ اکرم ﷺ تبدیل شدہ اور ساجھی چیز کو وقف کرنے کی اجازت دیتے تھے اور جو اس کے جائز اچھا کام ہونے کے بارے میں پوچھتا تو فرماتے: اگر یہ کھجوریں ہیں تو انہیں جوں کی توں روک لیا جائے اور اس کا پھل راہِ خدا میں تقسیم کر دیا جائے۔

- آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے ایمان کی حفاظت اور ثواب کی نیت سے راہِ خدا میں گھوڑے کو روک لیا تو اللہ تعالیٰ اس کا چارہ' گوبر اور پیشاب قیامت کے دن اس کے ترازو میں رکھے گا اور انہیں نیکیاں شمار کرے گا' یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی زرہیں اور جنگی ہتھیار راہِ خدا میں دیدیتے تھے اور پھر یہ بھی توبــــاب الحــج میں گذر چکا ہے کہ جس نے راہِ خدا کے لئے اونٹ روک رکھا ہے' وہ اس پر سوار ہو کر حج کر سکتا ہے کیونکہ حج بھی راہِ خدا ہی میں کیا جاتا ہے۔

فرع:

رسولِ اکرم ﷺ وقف کرنے والوں سے فرماتے تھے کہ وقف کرتے وقت اپنی اولاد سے شروع کرو پھر چچا زاد

بھائیوں وغیرہ کو دو۔

آپ، پوتے پر بھی ولد (لڑکا) کا لفظ بول دیتے تھے لیکن ہر موقع پر نہیں بلکہ کسی پہچان کی وجہ سے چنانچہ جو ولد (لڑکا) کے لئے وقف کرتا تو پوتا بھی اس میں داخل ہو جاتا چنانچہ عنقریب باب القسم والنشوز میں آ رہا ہے کہ آپ نے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تھا کہ تم ایک نبی کی بیٹی ہو یعنی حضرت ہارون علیہ السلام کی اور تمہارے تایا بھی نبی تھے یعنی حضرت موسےٰ علیہ السلام جبکہ خود آپ نے بھی فرمایا تھا: میرا یہ بیٹا سیّد ہے یعنی حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا کہ تم میرے داماد اور میرے بیٹے کے باپ ہو اور پھر یہ بھی فرمایا تھا: ''میں ایک نبی ہوں مگر جھوٹا نہیں، میں تو عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لڑکا ہوں اور فرمایا تھا کہ: اے اللہ! انصار کو بخش دے اور انصار کے بیٹوں کو بخش دے۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ: اے اللہ! انصار کو بخش دے اور ان کی اولادوں کو بخش دے اور ان کی اولادوں کی اولادوں کو بخش دے۔

خاتمہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ اکثر یہ ارادہ فرماتے کہ کعبہ سے بچ جانے والا مال راہِ خدا میں بانٹ دیں چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تھا کہ: اگر تمہاری قوم والے دورِ جاہلیت کے قریب نہ ہوتے تو میں کعبہ کا خزانہ خرچ کر دیتا اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تھا: اگر رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبہ کے مال سے ذرہ بھی خرچ کر چکے ہوتے تو میں اس خزانے میں سے سونے اور چاندی کو مسلمانوں کے اندر خرچ کرتے ہوئے کچھ بھی باقی نہ رہنے دیتا لیکن یہ دونوں حضرات ہر معاملے میں پیروی کے لائق ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

بَابُ الْجَعَالَۃ (کسی کے فیصلے میں دخل دینا)

حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ قاضی شریح کے پاس دور مقام سے بھاگا ہوا غلام موڑ کر لایا گیا تو وہ آپ کے ہاں سے چھوٹ گیا، آپ نے اس کے تاوان کا فیصلہ دیا۔ یہ بات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں پہنچی تو انہوں نے کہا: یہ قاضی شریح کی طرف سے جھوٹ بنتا ہے، انہوں نے یہ فیصلہ صحیح نہیں کیا، انہیں اس کی طرف سے صرف قسم کھانا لازم تھی کہ ان کے ہاں سے اجازت کے بغیر چھوٹ گیا ہے، ان پر کوئی سزا لاگو نہ ہوتی۔ اس وقت کے لوگوں کا خیال تھا کہ کسی کے فیصلے میں ایسا دخل شرط مانگتا ہے۔ واللہ اعلم۔

کِتَابُ الْوَصَایَا

وصیت کا ذکر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ زور دیا کرتے تھے کہ ہم اپنی زندگی ہی میں صدقہ دیا کریں اور ضرورت مندوں کو پہنچایا کریں' آپ نے اس بات سے روک رکھا تھا کہ اس سے غفلت کریں چنانچہ فرمایا تھا: مسلمان پر یہ لازم ہے کہ اگر اس کے پاس وصیت کے لائق کوئی چیز ہو جس کی وصیت کرنا چاہتا ہے تو وصیت لکھ کہ اپنے سرہانے رکھنے میں اسے دو راتیں بھی نہ گزرنے پائیں۔

- آپ فرماتے تھے کہ جو شخص وصیت نہیں کر پاتا تو اسے مردوں کے ساتھ کلام کرنے کی اجازت نہ دی جائے گی۔
- آپ ہی نے فرمایا: سب سے زیادہ درجہ والا صدقہ یہ ہے کہ تندرستی کی حالت میں دو' اس صدقہ کی تمہیں ضرورت بھی ہو اور محتاجی کا ڈر بھی ہو اور جب تم اپنی بقاء چاہتے ہو پھر اس میں اتنی دیر نہ کرو کہ روح گلے میں اٹک جانے پر تم کہنے لگو کہ فلاں فلاں کو دیدو حالانکہ اس وقت یہ فلاں کا ہو گا۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ آدمی یا عورت ستر سال تک اللہ کی عبادت کرتا ہے پھر انہیں موت آ رہی ہوتی ہے تو وصیت کرنے سے رہ جاتے ہیں' یوں ان کے لئے جہنم میں جانا لازم ہو جاتا ہے۔
- آپ کسی کے وصیت کرتے وقت پورے مال کے ایک تہائی حصہ سے بڑھ جانے کو ناپسند فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ اپنے وارثوں کو کنگال کرنے سے بہتر یہ ہے کہ انہیں غنی چھوڑ کر جاؤ' ایسا نہ ہو کہ وہ در بدر ہاتھ پھیلائے مانگتے پھریں۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم غلام کو چھوڑ کر بچے کو وصیت کا حق دیتے تھے چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک بارہ سال کے بچے نے اپنے کنوئیں کے بارے میں وصیت کی تھی جس کی قیمت تیس ہزار تھی چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی وصیت کو لاگو کر دیا تھا۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ وصیت کرنے والے کو اپنی وصیت میں یوں لکھنا چاہئے:
  ''میری وصیت کو تبدیل کرنے سے پہلے اگر مجھ کو موت کا حادثہ پیش آ جائے۔''

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میری بیماری میں بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے تو پوچھا: تم نے وصیت کر دی ہے؟ میں نے عرض کی: ہاں' فرمایا: کتنے مال کی؟ میں نے عرض کی کہ سارے مال کی وصیت کر دی ہے کہ یہ راہِ خدا میں فقیروں' مسکینوں اور مسافروں پر خرچ ہو۔ آپ نے فرمایا: بچوں کے لئے کیا کچھ رہنے دیا ہے؟ میں نے عرض کی کہ وہ تو غنی ہیں۔ فرمایا: دسویں حصے کی وصیت کر دو پھر میرے اور آپ کے درمیان بات چیت جاری رہی اور آخر میں فرمایا کہ تیسرے حصے میں وصیت کر دو کیونکہ یہ کافی ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ اس میں قریبی رشتہ داروں کے لئے وصیت واجب ہونا منسوخ ہو رہا ہے۔

حضرت ابوبکر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے اپنے مال میں سے ان لوگوں کے لئے پانچویں حصے کی وصیت مستحب سمجھ کر کی جو قریبی لوگوں میں سے وارث نہ تھے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے اپنے مال میں سے وفات کے موقع پر مال کے تیسرے حصے کو صدقہ کرنے کو کہا ہے تاکہ تمہاری نیکیاں بڑھ سکیں اور اس طرح تمہارے عمل زیادہ ہو جائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ بہت سارے مال والے کے علاوہ کسی کے لئے وصیت کرنا مناسب نہیں اور جس شخص نے تقریباً سات سو درہم چھوڑے' وہ وصیت نہ کرے تاکہ اپنے وارثوں کے لئے کچھ چھوڑ سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

کُتِبَ عَلَیۡکُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ اِنۡ تَرَکَ خَیۡرَا ۨ الۡوَصِیَّۃُ۝ (سورۂ بقرہ: ۱۸۰)

اس آیت میں خَیۡر سے مراد مال زیادہ ہونا ہے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے رکھا ہے لہٰذا وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں ہوتی۔

ایک روایت میں ہے کہ وارث چاہیں تو وارثوں کے لئے وصیت ہو سکتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ تھا کہ مریض کے لئے تیسرے حصے میں صدقہ کرنے کی گنجائش رکھتے تھے۔

رسولِ اکرم ﷺ کے دور میں ایک شخص نے موت کے وقت چھ غلاموں کے بارے میں وصیت کر دی حالانکہ ان کے علاوہ اس کے پاس اور مال تھا ہی نہیں۔ حضور ﷺ نے مال کے تین حصے کرنے کے لیے ان میں قرعہ اندازی فرمائی چنانچہ تین کو آزاد کر دیا اور باقی چار غلام ہی رہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اگر میں دفن سے پہلے اس کے پاس چلا آتا تو یہ مسلمانوں کی قبروں میں دفن نہ کیا جاتا اور جب عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کر دئے جائیں تو اس کے بیٹے نے ارادہ کیا کہ اس کی طرف سے آزاد کر دے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کے مسلمان ہونے کی صورت میں تم یہ کرتے تو اسے فائدہ پہنچتا۔

رسول اکرم ﷺ نے ایک حربی شخص (مشرکوں کے دیس میں رہنے والا) کے وارثوں کو ان کے مسلمان ہو جانے پر

اجازت نہیں دی تھی کہ اس کی وصیت لاگو کریں اور حکم فرمایا تھا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو تم آزاد کرتے' صدقہ دیتے یا پھر اس کی طرف سے حج کرتے تو اسے اس کا ثواب ملتا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک یہودی بھائی تھا' انہوں نے اس سے کہا کہ اسلام لے آؤ تو میرے وارث بن جاؤ گے۔ آپ کی یہ بات اس کے وارثوں نے سن لی تو اسے برا بھلا کہنے لگے جس کی وجہ سے اس نے اسلام نہیں مانا جس پر آپ نے اس کے لئے تیسرے حصے کی وصیت کر دی۔ اس بھائی کا ایک بیٹا بھی تھا' اس نے یہ بات سنی تو وراثت کی خاطر مسلمان تو ہو گیا لیکن اس وقت مال ختم ہو چکا تھا چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس لڑکے کو وہ ہزار درہم دے دیئے' حضرت صفیہ نے جس کے لئے اس مال کی وصیت کی تھی۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم صحیح وصیت میں یہ خیال رکھتے تھے کہ وہ کسی کو خلیفہ و نائب بنا جائے اور کسی کو آزاد کر جائے اور نسب ملا جائے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب میرے والد پر قاتلانہ حملہ ہوا تو میں ان کے پاس پہنچا' لوگوں نے کہا کہ خلیفہ مقرر کر دو تو انہوں نے کہا: کیا زندگی اور موت میں تم مجھی پر بوجھ ڈالتے رہو گے؟ بخدا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اس میں میرا رک جانا ہی کافی ہے' کیونکہ نہ تو مجھ کو اس میں فائدہ ہے اور نہ ہی نقصان' اگر میں خلیفہ بناؤں تو مجھ سے بہتر بھی تو بنا چکے ہیں یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور میں اسے چھوڑتا ہوں تو اس سے پہلے مجھ سے بہتر بھی اسے یونہی چھوڑ گئے تھے یعنی رسول اللہ ﷺ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ حضرت عبد بن زمعہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کے بارے میں جھگڑا لے کر آئے چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے بھائی نے وصیت کی تھی کہ جب میں مر جاؤں تو تم زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کا دھیان رکھو اور اسے قبضے میں لے لینا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور حضرت ابن زمعہ نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے' میرے باپ کے ہاں پیدا ہوا ہے۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے سوالیہ انداز میں حضرت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا تو انہوں نے کہا: اے عبد بن زمعہ! یہ تمہارا ہے کیونکہ لڑکا اسی کا ہوتا ہے جس کے بستر پر ہو (جو ہم بستر ہو) لہٰذا اے سودہ آپ اس سے پردہ کر لیں۔

ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! میری والدہ نے وصیت کی تھی کہ میں اس کی طرف سے ایک ایمان والی گردن آزاد کروں۔ آپ نے فرمایا: جیسے تمہاری ماں نے کہا ہے' اسی طرح اس کی طرف سے آزاد کر دو۔ واللہ اعلم۔

فصل:

بیمار کا نکاح کرنا

کوئی صحابی ایسا بھی ہوتا کہ جب اس کا وقت وصال ہوتا تو اپنی وراثت میں شریک کرنے کے لئے کسی لاوارث عورت سے شادی کر لیتا چنانچہ حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت حفص بن مغیرہ کی بیٹی' حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ کے پاس تھی جسے انہوں نے ایک طلاق دیدی اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے شادی کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے بتایا کہ وہ بانجھ ہے' اس کے ہاں بچہ نہیں ہوگا چنانچہ آپ نے ہم بستری سے پہلے ہی اسے طلاق دیدی چنانچہ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں اور حضرت عثمان کی خلافت کے کچھ دور تک نکاح سے رُکی رہیں اور پھر حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ نے بیماری ہی کی حالت میں ان سے شادی کر لی تا کہ ان کی بیویاں وراثت میں شریک ہوسکیں' ان کے اور ان کے درمیان رشتہ داری بھی تھی۔

فرع:

وصیت کرنے کے بعد اس سے ہٹ جانا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ آدمی وصیت میں سے جو چاہے تبدیل کر سکتا ہے خواہ اس نے غلام وغیرہ کو آزاد کرنے ہی کی وصیت کیوں نہ کی ہو چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اپنی وصیت میں یہ لکھ لیا کرو: میری وصیت کو تبدیل کرنے سے پہلے اگر مجھ کو موت کا حادثہ پیش آ جائے۔ جیسے پہلے گذر چکا ہے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

بے مثال زندگی گذارنے والے کیطرف وصیت کی صورت

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قاتلانہ حملہ سے پہلے مدینہ میں دیکھا کہ آپ حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دروازے پر کھڑے تھے' کافی دیر تک ان سے باتیں کرتے رہے اور پھر کہنے لگے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اگلے سال تک رہنے کا موقع دیا تو میں عراقی بیواؤں کے لئے ایسا انتظام کروں گا کہ میرے بعد کبھی بھی وہ کسی شخص کی محتاج نہ رہیں گی' ابھی چار ماہ بھی نہ گذرے تھے کہ آپ شہید ہو گئے۔ وہ کہتے ہیں: جس دن حملہ ہوا' میں کھڑا تھا' میرے اور ان کے درمیان حضرت عبداللہ بن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دوصفوں کے درمیان سے گذرے تو فرمایا: سیدھے کھڑے ہو جاؤ! اور جب ان میں کوئی خالی جگہ نہ دیکھی تو آگے بڑھے اور تکبیر کہی۔ اکثر آپ نماز کی پہلی رکعت میں سورۂ یوسف یا سورۂ نحل وغیرہ کوئی مکمل سورت پڑھا کرتے تھے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ جمع ہو سکیں، اسی دوران آپ نے تکبیر کہی تو میں نے ان سے سنا، مجھے قتل کر رہا ہے یا کہا کہ مجھے کتا کھائے جا رہا ہے کیونکہ ایک موٹے تازے شخص نے دو دھاری چھری سے ان پر وار کئے تھے، اس کے بعد وہ دائیں بائیں جس طرف بھی گیا، وار کرتا چلا گیا اور تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا جن میں سے نو شہید ہو گئے۔

جب یہ معاملہ ایک مسلمان نے دیکھا تو اس بدبخت پر برنس (ایک لباس) ڈالا اور جب اسے معلوم ہو گیا کہ میں پکڑا جاؤں گا تو اپنے کو ذبح کر ڈالا۔ اسی دوران حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر انہیں آگے کر دیا۔ اس موقع پر جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب تھا، وہ وہی کچھ دیکھ رہا تھا جو میں نے دیکھا لیکن مسجد کے اردگرد والے لوگوں کو کچھ پتہ نہ چل سکا تھا، صرف انہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سنائی دینا بند ہو گئی، وہ سبحان اللہ، سبحان اللہ کہہ رہے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں تیزی سے نماز پڑھائی اور جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے کہا: اے ابن عباس! دیکھو مجھے کون قتل کرنے آیا ہے؟ وہ تھوڑی دیر ادھر اُدھر گھوم کر آئے اور کہا: مغیرہ کا غلام ہے۔ آپ نے کہا: وہ صنع؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے کہا کہ مجھے اچھا موقع ملا ہے: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میری موت اس کے ہاتھوں سے نہیں کرائی جسے مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے۔ تم اور تمہارے والد ہی کا شوق ہوتا تھا کہ یہ بدبخت اکثر مدینے میں آتا رہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے نرم دل تھے اس کے باوجود انہوں نے کہا کہ اگر آپ چاہتے تو ہم اسے قتل کر دیتے۔ آپ نے کہا: یہ بات درست نہیں، اس وقت تو لوگ تمہاری زبان میں بولنے لگے، تمہارے قبلہ کی طرف نماز پڑھتے اور تمہارے جیسا کرنے لگے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہیں اُٹھا کر ان کے گھر لائے، ہم بھی ہمراہ تھے، لوگوں کا یہ حال تھا، معلوم ہوتا تھا کہ آج کے دن جیسی مصیبت ان پر پہلے کبھی نازل نہ ہوئی۔ پھر چھوہاروں کا میٹھا نبیذ لایا گیا، آپ نے پیا تو وہ پیٹ سے نکل گیا، پھر دودھ لا کر پلایا گیا تو وہ بھی پیٹ سے نکل گیا جس سے پتہ چل گیا کہ آپ فوت ہو چکے ہیں چنانچہ ہم ان کے پاس پہنچے اور لوگ آپ کی تعریف کئے جا رہے تھے۔ اسی دوران ایک نوجوان نے آ کر کہا: اے امیر المؤمنین! آپ کو خوش ہونا چاہئے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں، آپ کا اسلام قدیم ہے پھر آپ کو خلیفہ بنایا گیا تو آپ نے عدل و انصاف قائم کیا۔

آپ نے اپنے بیٹے سے کہا: اے عبداللہ بن عمر! دیکھو مجھ پر قرض کتنا ہے؟ انہوں نے حساب لگا کر کہا کہ

چھیاسی ہزار ہے۔ آپ نے کہا کہ اگر آل عمر کے ہاں سے پورا ہو سکتا ہے تو ان کے مال سے پورا کر دینا ورنہ بنو عدی بن کعب سے پوچھ لینا اور اگر ان کے مال بھی پورے نہ آ سکیں تو قریش سے مانگ لینا لیکن ان سے آگے نہ جانا اور میرا یہ قرض اتار دینا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جا کر ان سے کہو کہ عمر آپ کو سلام عرض کرتے ہیں اور جا کر ''امیر المؤمنین'' نہ کہنا کیونکہ اس وقت میں مؤمنوں کا امیر نہیں رہا اور پھر عرض کرنا: عمر چاہتا ہے کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دفن ہو۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جا کر سلام عرض کیا اور اندر آنے کی اجازت چاہی' پھر ان کے پاس پہنچے تو وہ بیٹھے رو رہی تھیں' کہنے لگے کہ عمر سلام پیش کرتے ہیں اور اجازت مانگ رہے ہیں کہ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہوں۔ آپ نے فرمایا: یہ تو میرا ارادہ تھا لیکن آج میں انہیں اوّلیت دیتی ہوں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب واپس آئے تو آپ کو بتایا گیا کہ عبداللہ آ گئے ہیں' فرمایا: مجھے اُٹھا کر بٹھا دو چنانچہ ایک شخص نے آپ کو اپنے سہارے سے بٹھا دیا۔ آپ نے پوچھا: کیا پیغام لائے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ اے امیر المؤمنین! اے امیر المؤمنین! جو کچھ آپ چاہتے ہیں' انہوں نے اس کی اجازت دیدی ہے۔ آپ نے کہا: الحمد للہ! میرے نزدیک اس سے ضروری اور کوئی کام نہ تھا چنانچہ جب میری جان قبض ہو جائے تو مجھے اُٹھا لے جانا اور سلام عرض کرنا اور پوچھنا کہ عمر بن خطاب' اجازت مانگتا ہے' اگر وہ اجازت دیدیں تو مجھے اندر لے جانا اور اگر وہ انکار کر دیتی ہیں تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں لے جانا۔

اسی دوران حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئیں' کچھ عورتیں بھی ہمراہ تھیں' ہم نے انہیں دیکھا تو کھڑے ہوئے' وہ آپ کے پاس پہنچیں اور تھوڑی دیر تک روتی رہیں۔ لوگوں نے اندر داخل ہونے کی اجازت مانگی تو آپ اندر چلی گئیں اور ان کے لئے راستہ چھوڑ دیا' ہم ان کی آواز سن رہے تھے کہ وہ اندر روئے جا رہی ہیں۔

لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ آپ وصیت کر دیں کہ آپ کا بیٹا خلیفہ بن جائے آپ نے کہا: آلِ خطاب میں سے ایک ہی کافی ہے' وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کے ہاتھ گردن میں بندھے ہوں گے۔

حضرت عبداللہ وہیں موجود تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان لوگوں کے علاوہ کوئی اور خلافت کے لائق نہیں یا وہ لوگ ہیں جنہیں چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تو ان پر راضی تھے چنانچہ انہوں نے حضرت علی' عثمان' زبیر' طلحہ' سعد اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام لیا۔ آپ نے کہا کہ ابن عمر تمہارے ساتھ ہوں گے لیکن انہیں خلافت کا لالچ نہ ہوگا' یہ ایسے ہوں گے جیسے کوئی افسوس کے لئے جاتا ہے' اگر یہ خلافت حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مل گئی تو ٹھیک ہے ورنہ ان سے تعاون کرے گا کیونکہ میں نے انہیں عاجز آ جانے اور کسی خیانت کی وجہ سے الگ نہیں کیا تھا۔ پھر فرمایا: میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو ہدایت کر رہا ہوں کہ سب سے پہلے مہاجروں کا دھیان رکھے' ان کے حقوق

پہچانے' ان کی عزت کا خیال رکھے' میں انصار کو بھلائی کی وصیت کرتا ہوں جنہوں نے اس گھر میں انہیں جگہ دی تھی اور پہلے ایمان لائے تھے' ان کی بات مانی جائے اور ان کی کوتاہیوں پر درگذر کیا جائے۔

پھر میں ہونے والے خلیفہ کو شہریوں کے بارے میں بھلائی کرنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ وہ اسلام کے مددگار ہیں' مال اکٹھا کرنے والے ہیں' دشمنوں کے لئے غیظ وغضب ہیں' میں کہتا ہوں کہ ان سے صرف فالتو مال ہی لے' پھر میں عرب لوگوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ اصل عرب ہیں' اسلام کے پشت پناہ ہیں' ان سے وہی مال لیا جائے جو ان کی ضرورت سے زائد ہو اور ان کے فقراء پر خرچ کرے۔ پھر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذمہ داری پر کہتا ہوں کہ ان سے وعدہ پورا کرے' ان کے علاوہ اوروں کو لے کر جنگ کرے ان پر اتنا ہی زور دے جتنی ان میں ہمت ہے۔

جب آپ شہید ہو گئے تو ہم انہیں لے کر چل پڑے چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کیا اور کہا کہ عمر بن خطاب اجازت مانگ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اندر لے جاؤ چنانچہ اندر لے جا کر آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے پاس دفن کر دیا گیا۔

جب آپ کو دفن کر کے فارغ ہو گئے تو یہ لوگ اکٹھے ہو گئے' حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ خلافت کا معاملہ تین حضرات کے ذمے لگا دیا جائے' حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب کرتا ہوں' حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لوں گا' حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے' میں تو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام تجویز کرتا ہوں۔

کِتَابُ الْفَرائِض

وراثت

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام میں سے کسی کے ذمہ قرض ہوتا اور انہیں اُن کی سچائی کا یقین ہو جاتا تو وہ قرض اُتار دیتے' اس سلسلے میں پکے گواہوں کی ضرورت نہ ہوتی چنانچہ حضرت سعد اطول رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! میرا بھائی فوت ہوا ہے اور تین سو درہم چھوڑ گیا ہے' اس کے بال بچے ہیں' میں چاہتا ہوں کہ یہ ان پر خرچ کر دوں' آپ نے فرمایا کہ تمہارا بھائی قرض میں جکڑا ہوا ہے' پہلے اس کا قرض اُتارو۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے دو درہموں کے علاوہ باقی قرض اُتار دیا ہے' ایک یہودی عورت ان درہموں کا مطالبہ بغیر گواہوں کے کر رہی ہے' فرمایا اسے دیدو کیونکہ وہ سچی ہے۔

- رسولِ اکرم ﷺ علم فرائض (وراثت) سیکھنے سکھانے پر زور دیتے تھے چنانچہ ارشاد فرمایا تھا: علم وراثت سیکھو اور سکھاؤ کیونکہ علوم میں سے آدھا تو یہی ہے اور یہ پہلی وہ چیز ہوگی جو بھلا دی جائیگی اور میری اُمت سے چھین لی جائے گی۔
- آپ نے فرمایا: علوم تین ہیں: ایک تو محکم اور پختہ آیات (قرآن) ہیں' ایک درست اور صحیح سنت (حدیث) ہے اور ایک انصاف والا وراثت کا علم ہے۔
- آپ ہی نے فرمایا: قرآن سیکھو اور دوسرے لوگوں کو بھی سکھاؤ' علم وراثت سیکھ کر دوسروں کو سکھاؤ کیونکہ میں تو فوت ہو جاؤں گا' علم اُٹھا لیا جائے گا عنقریب وہ دور آئے گا کہ جب دو شخصوں میں وراثت کا اختلاف ہوگا تو کوئی انہیں اس بارے میں بتانے والا نہیں مل سکے گا۔
- آپ نے فرمایا: میری اُمت پر سب سے زیادہ مہربان حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں' اللہ کے دین کے معاملے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے سخت ہیں' سب سے بہتر حیاء والے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں' حلال وحرام کو سب سے زیادہ جاننے والے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں' قرآن کے سب سے بہتر قاری حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں' سب سے زیادہ علم وراثت جاننے والے حضرت زید بن

ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور پھر ہر ایک اُمت میں ایک نہ ایک امانت دار ہوا ہے' میری اُمت میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے امانت دار ہیں۔

- وراثت تقسیم کرتے وقت رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے اصل حصہ داروں سے شروع فرماتے اور پھر انہیں دیتے جنہیں ''عصبہ'' کہا جاتا ہے' باقی انہی کو دے دیتے' اس سلسلے میں ارشاد تھا: وراثت کا مال اصل حق داروں کو دو اور باقی قریبی کو۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی انہی میں سے پیدا ہونے والی اپنی دو بیٹیوں کو لے کر رسولِ اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کی: یا رسول اللہ! یہ سعد کی دو بیٹیاں ہیں' وہ آپ کے ساتھ اُحد میں شہید ہو گئے' ان کے چچا نے ان کا مال لے لیا ہے لیکن ان کے لئے کچھ بھی رہنے نہیں دیا اور مال کے بغیر ان کے نکاح کیسے ہو سکیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ ان کے بارے میں فیصلہ فرما دے گا چنانچہ وراثت کی آیت نازل ہو گئی چنانچہ آپ نے ان کے چچا کو پیغام بھیجا کہ سعد کی دونوں بیٹیوں کو دو تہائی مال دیدو' ان کی ماں کو کل مال کا آٹھواں حصہ دو اور باقی تمہارا ہے۔
- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے دو باپوں سے پیدا ہونے والے ایک شوہر اور اس کی بہن کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ شوہر کے لئے آدھا مال اور آدھا ہی بہن کا ہوگا۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا کوئی مومن نہ ہوگا کہ دنیا و آخرت میں جس کا میں ''مالک'' نہ ہوں' چاہو تو یہ آیت پڑھ دیکھو:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ○ (سورۃ احزاب: ۶)

''یہ نبی مسلمانوں کا' ان کی جان کا سب سے زیادہ مالک اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔''

چنانچہ جو مسلمان بھی فوت ہو اور مال چھوڑ جائے تو جو بھی اس کے ''عصبہ'' بنیں گے' اس کے وارث ہوں گے اور جو قرض چھوڑ جائے اور کسی چیز کا مالک نہ ہو وہ میرے پاس آ جائے کیونکہ اس کا مالک میں ہوں۔ واللہ اعلم۔

فصل:

دو الگ الگ باپوں سے بننے والے بھائیوں میں سے باپ کا لڑکا وراثت سے محروم ہو جاتا ہے

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ تم یہ آیت پڑھا کرتے ہو مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ

دَیْـــن اور رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ وصیت پر عمل کرنے سے پہلے قرض اتار دیا کرو اور ایک ماں کے اعیان بیٹے وارث بنتے ہیں، بنو علات نہیں بنتے (ایک مرد سے کئی ماؤں کے بیٹے)، ایک مرد سگے ماں باپ سے بھائی کا وارث بنتا ہے، اس کا نہیں جو صرف باپ کی طرف سے بھائی بنتا ہو۔

❀ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ بیٹوں کے بیٹے اس وقت بیٹوں جیسے ہوتے ہیں جب ان کے سامنے ان کے مرد کا بیٹا ان کے مرد جیسا نہ ہو اور ان میں سے مؤنث (عورت) مؤنث جیسی نہ ہو، یہ ایسے وارث بنتے ہیں جیسے وہ وارث بنتے ہیں اور پردے میں ایسے چلے جاتے ہیں جیسے وہ چلے جاتے ہیں اور مذکر کے موجود ہوتے ہوئے بیٹے کا لڑکا وارث نہیں بنتا چنانچہ فوت ہونے والا اپنے پیچھے اگر ایک بیٹی اور بیٹے کا ایک بیٹا چھوڑ جاتا ہے تو اس صورت میں اس کی بیٹی کو آدھا حصہ ملے گا اور بیٹے کے بیٹے کو باقی ملے گا کیونکہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ وراثت اہل لوگوں تک پہنچاؤ اور جو باقی بچے وہ مذکر اولین شخص کو ملے گا۔

ایک روایت میں ہے: وراثت والوں میں قرآن کے مطابق مال تقسیم کرو اور جو فرض والے چھوڑ جائیں وہ اولین مذکر کو ملے گا۔

پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چچا زاد دو بیٹوں کے بارے میں پوچھا گیا جن میں سے ایک تو ماں کی طرف سے بھائی اور دوسرا زوج تھا تو آپ نے فرمایا کہ زوج کو آدھا مال ملے گا اور ماں کی طرف سے بننے والے بھائی کو چھٹا حصہ ملے گا اور جو باقی بچے گا وہ دونوں میں آدھا آدھا کر کے تقسیم ہوگا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

بیٹیوں کے ساتھ بہنیں ''عَصَبہ'' بنتی ہیں

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب پوچھا گیا کہ بیٹی، بیٹے کی بیٹی اور ایک بہن کو وراثت کیسے ملے گی تو فرمایا کہ بیٹی کو آدھا مال ملے گا، بیٹے کی بیٹی کو چھٹا تاکہ یہ مل کر دو تہائی بن جائے اور جو باقی بچے گا وہ بہن کا ہوگا، اس کے بعد فرمایا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کا فیصلہ کرتے دیکھا تھا۔

❀ حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بہن اور ایک بیٹی میں مالِ وراثت تقسیم کیا اور دونوں ہی میں احسان کرتے ہوئے آدھا آدھا تقسیم کیا حالانکہ اس وقت رسول اللہ ﷺ بھی زندہ موجود تھے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

دادی' دادی کی وراثت کا حصہ

رسولِ اکرم ﷺ نے دو دادیوں سے فرمایا تھا کہ تم دونوں کے لئے پورے مال کا چھٹا حصہ ہے اور اگر تم دونوں اکٹھی ہو جاؤ تو یہ چھٹا حصہ تم دونوں کا برابر برابر حصہ ہوگا لیکن اگر ایک چلی گئی تو اس کا اسے مل جائے گا اور آپ دادی کو اس وقت چھٹا حصہ دیتے تھے جب اس کے آگے ماں موجود نہ ہوتی۔

- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آدمی اپنی ماں کے لئے یونہی پردہ بن جایا کرتا ہے جیسے ماں' اپنی ماں کے لئے پردہ اور حجاب بنتی ہے کہ اسے چھٹا حصہ ملتا ہے۔
- ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے تین دادیوں کو چھٹا حصہ دینے کا فیصلہ فرمایا تھا جن میں سے دو تو باپ کی طرف سے اور ایک ماں کی طرف سے (جدۂ فاسدہ کہتے ہیں) تھی۔
- حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دو دادیاں آئیں' آپ نے ماں کی طرف سے دادی (نانی) کو چھٹا حصہ دینے کا خیال کیا تو انصار میں سے ایک شخص نے ان سے کہا تھا: آپ خیال تو کیجئے کہ آپ اسے چھوڑ رہے ہیں اگر وہ اس کی زندگی میں فوت ہو جائے تو اس کا باپ وارث بن جاتا چنانچہ آپ نے دونوں دادیوں (جدہ صحیحہ اور فاسدہ) میں چھٹا حصہ برابر برابر تقسیم کر دیا۔
- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے لیکن اس کی کوئی وراثت میرے پاس نہیں' فرمایا: تمہارا حصہ چھٹا ہے اور جب وہ جانے لگا تو اسے بلا کر فرمایا: تمہارا ایک اور چھٹا حصہ ہے اور جب وہ پھر جانے لگا تو آپ نے فرمایا کہ یہ دوسرا چھٹا حصہ تمہیں کھانے پینے کو دیا گیا ہے۔
- حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کے دادا کی وراثت بتانے کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساتھیوں سے پوچھا تو حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ آپ نے اس کے لئے چھٹے حصے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تھا کہ دادا کے ساتھ اور کون موجود تھا؟ انہوں نے کہا کہ علم نہیں' اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب تمہیں معلوم ہی نہیں تو یہ فیصلہ سمجھ میں نہیں آیا۔
- حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا اور دادے کا حصہ پوچھا چنانچہ انہوں نے جواب دیا کہ آپ نے مجھ سے دادا کے حصے کے بارے میں پوچھا ہے' اسے اللہ ہی بہتر جانتا

ہے' یہ ایسا معاملہ ہے کہ اس کا فیصلہ صرف خلفاء ہی کیا کرتے تھے' میں نے آپ سے پہلے دو خلیفوں کا دور پایا ہے' وہ دادا کو آدھا حصہ دیتے تھے بشرطیکہ ساتھ ایک بھائی ہوتا اور ساتھ دو ہوتے تو تیسرا حصہ دیتے' تیسرے سے کم نہ دیتے تھے اگرچہ بھائی زیادہ ہوتے۔

● حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما دادا کے لئے تیسرا حصہ مقرر کرتے خواہ اس کے ساتھ کافی بھائی بھی شامل ہوتے۔

● حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ میت کے بھائیوں اور بہنوں کے ہوتے ہوئے دادے کو تیسرے حصے تک شریک کرتے تھے اور جب وہ تیسرے حصے تک پہنچ جاتا تو اسے ایک تہائی دیتے اور میت کے باقی بہن بھائیوں کو باقی دیا کرتے اور باپ کی طرف سے بھائی کو حصہ دیتے' پھر اس کے بھائی پر لوٹا دیتے اور دادا کے ہوتے ہوئے میت کے ماں کی طرف سے بھائی کو کوئی شے نہ دیتے اور بھائیوں کے ساتھ ماں باپ کی طرف سے سگی بہنوں میں تقسیم کرتے تو ان سب کو کچھ نہ دیتے اور جب ماں باپ کی طرف سے سگا بھائی ہوتا تو اسے آدھا دیتے اور جب میت کی بہنیں اور دادا ہوتا تو اسے بہنوں کے ساتھ تیسرا حصہ دیتے جبکہ بہنوں کو دو تہائی دیتے اور اگر بہنیں دو ہوتیں تو انہیں آدھا مال دیتے جبکہ دادا کو بھی آدھا دیتے۔

● حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ طول (گھر والوں کا نان ونفقہ) زیادہ سے زیادہ دو ثلث تک پہنچا کرتا ہے۔ آپ یہ بھی بتاتے تھے کہ بہن کا بیٹا (بھانجا)' بھائی کی بیٹی (بھتیجی)' چچا کی بیٹی' خالو' پھوپھی اور خالہ وارث نہیں بن سکتے۔ پھر آپ سے پوچھا گیا کہ میت عورت کا خاوند موجود ہے اور اس کے ساتھ اس کے ماں باپ بھی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ شوہر کو آدھا مال ملے گا' باپ کو باقی میں سے تیسرا حصہ اور بچا کھچا ماں کو ملے گا۔ آپ دو دادیوں (نانی' دادی) کے لئے فیصلہ کرتے تھے کہ ان میں سے جو قریبی ہے وہ پہلے لیگی جبکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کو برابر حصہ کا فیصلہ دیتے' قریبی ہوتیں یا نہ ہوتیں۔

● حضرت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ باپ کی ماں (دادی) کو میت کے زندہ بیٹے کے ہوتے ہوئے کچھ نہ دیتے اور نہ ہی قریبی رشتہ داروں کو کچھ دیتے' وہ فرض حصہ والے لوگوں کو ان کا حصہ دے کر باقی بیت المال میں دیدیتے۔

● حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہوئے تو فرمارہے تھے کہ میں نے دادا کی وراثت کا حصہ مقرر کیا ہے' چاہو تو اسے جاری رکھ سکتے ہو۔

● حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ دادا کا حصہ ہر حال میں تیسرا ہی ہے۔

● حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ میت کے بھائی ہوں تو دادا کا ایک تہائی حصہ ہے اور سارے فرائض والے موجود ہوں تو چھٹا حصہ ہے اور آپ دادا کے لئے جو بہتر ہوتا' کیا کرتے۔

● حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ دادا چونکہ باپ ہی ہے لہٰذا بھائیوں کو وراثت نہیں ملے گی

چونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مِلَّةَ اَبِيكُمْ اِبْرَاهِيمَ○ (سورۃ حج: ۷۸)

(تمہارے باپ ابراہیم کی ملت)

حالانکہ ان کے اور ہمارے درمیان بے شمار باپ موجود ہیں (پھر بھی باپ انہیں کو کہا گیا ہے)۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی تو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر عمل کرتے اور کبھی کسی اور کے قول پر۔

مجھے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اکثر فیصلوں کے اندر اختلاف کی بناء پر پتہ چلا ہے کہ دادا کے بارے دین میں قدرے کوتاہی ضرور ہوئی ہے اور جو شخص دادا کے بارے میں فتویٰ کی مکمل چھان میں کرنا چاہتا ہے' اسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مسندوں میں غور کرنا چاہئے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں ذوالرحم لوگوں کا ذکر ہے' نچلے غلاموں کا ذکر ہے' کسی آدمی کے مال پر مسلمان ہونے والے کا ذکر ہے اور وراثت کا ذکر ہے خواہ وہ کسی بھی انسان سے تعلق رکھتی ہو وغیرہ وغیرہ۔

جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کر لیا اور خوشحال ہو گئے تو فرمایا تھا کہ: جو شخص مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا ہوگا' میں اس کا وارث ہونگا جس کا کوئی وارث نہ ہو' میں اس کے تاوان کا وارث ہوں گا' خالو اس شخص کا وارث ہو گا جس کا کوئی وارث نہ ہو' وہ اس کی طرف سے تاوان دے گا' اس کی مشکلات کا ذمہ دار ہوگا۔

- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ماں کی طرف سے رشتہ دار بھائی کا بیٹا کسی شے کا وارث نہ بنے گا' نہ ہی باپ کی ماں کی ماں یعنی دادی وارث بنے گی' نہ ہی ماں کا باپ یعنی نانا (اسے بھی جد کہتے ہیں) وارث بنتا ہے' نہ ہی ماں کی طرف سے بننے والے بھائی کی بیٹی وارث بنتی ہے' نہ ہی باپ' نہ ہی باپ کی سگی بہن' نہ ہی خالہ اور نہ ہی وہ وارث بنتا ہے جو فوت ہونے سے نسب میں دور ہے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھوپھی کے بارے میں ایک تحریر لکھی اور پھر کچھ مدت کے بعد اسے مٹا دیا اور فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تمہارا بھی حصہ مقرر فرما دے گا اور پھر بہت مرتبہ یہ بھی کہہ دیا کرتے کہ پھوپھی کا رشتہ بھی عجیب ہے' خود تو وارث بناتی ہے لیکن آپ وارث نہیں بن سکتی۔

- حضور ﷺ فرماتے تھے کہ قوم کی بہن کا بیٹا انہی میں سے شمار ہوتا ہے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ مہاجرین کی عورتوں نے رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں گھروں کی تنگی اور ان سے نکل جانے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ ان عورتوں کو مہاجرین کے گھروں کا وارث بنایا جائے چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بیوی فوت ہو گئی تو وہ مدینہ کے ایک گھر کی وارث بنا

دی گئیں۔

- حضرت محمد بن یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ حضرت عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک عورت کا فیصلہ کیا تھا جس کے شوہر نے اسے طلاق دیدی تھی حالانکہ وہ بچے کو دودھ پلاتی تھی، اسے سال گذر گیا تو وہ شخص مر گیا لیکن اس عورت کو ماہواری نہیں آئی، اس کا کہنا تھا کہ میں اس کی وارث ہوں کیونکہ مجھے ماہواری نہیں آ رہی چنانچہ اس کے حق میں وراثت ملنے کا فیصلہ دیا گیا۔
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن مکمل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عورت کو وراثت کا حق دیا تھا حالانکہ انہوں نے انہیں بیماری کی حالت میں طلاق دی تھی۔
- حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے آپ سے طلاق مانگی تو انہوں نے انہیں اپنی بیماری کی حالت میں مغلظہ طلاق دیدی یا (فرمایا) ایک ایسی طلاق دیدی جو (تینوں میں سے) بچ گئی تھی چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں عدت گذرنے پر ان کے شوہر کا وارث بنایا۔
- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص فوت ہو اور اس کا کوئی بھی وارث نہ ہو، صرف اسے آزاد کرنے والا موجود ہو تو اسے اس کی ساری وراثت دے دی جائے۔
- آپ ہی نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی مسلمان شخص کے ہاتھ پر مسلمان ہو جائے تو وہ اس کی زندگی و موت میں سب سے قریبی شمار ہوگا۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ حضور ﷺ کا ایک غلام کھجور کے گچھے سے گر گیا اور فوت ہو گیا، اسے آپ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے پوچھا کہ اس کا کوئی رشتہ دار اور ذو رحم ہے؟ لوگوں نے عرض کی: نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی وراثت کا مال کسی بستی والے کو دیدو۔
- حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ازد قبیلہ کا ایک شخص فوت ہوا لیکن کوئی اس کا وارث نہ تھا، آپ نے فرمایا کہ اسے قبیلہ کے بڑے ٹکڑے والوں کے پاس بھیج دو۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ اس بارے میں ایک فیصلہ دیا تھا کہ جو کسی کا حلیف (ایک دوسرے تعاون کی قسم کھالینا) یا ایک قوم میں گنا جاتا ہو جو اس کے ذمہ دار اور اس کی مدد کرتے ہوں تو فوت ہونے کی صورت میں اس کے وارث وہی بنیں گے بشرطیکہ اس کے کسی وارث کا علم نہ ہو سکے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کا بھائی چارہ بنایا تو وہ ایک دوسرے کے وارث بن گئے اور اسی دوران یہ آیت اُتری:

وَ اُولُو الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ۝ (سورۂ انفال: ۷۵)

''اور رشتہ والے ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں۔''

تو وہ نسب کی بناء پر وارث ہوئے اور پھر باب اللقیط میں گذر چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: گرا پڑا ملا ہوا بچہ آزاد ہوگا اور اس کی وراثت بیت المال میں جائے گی اور یونہی چھوڑی ہوئی بھی آزاد ہے اور اس کا مال بھی بیت المال میں جائے گا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں بتایا گیا ہے کہ ایک برادری میں ایک شخص تو غرق ہو جاتا ہے اور دوسرا دیوار کے نیچے دب کر مر جاتا ہے اور یہ پتہ نہیں چلتا کہ پہلے کون مرا تو وراثت کی صورت کیا ہوگی۔

حضرت عمر بن خطاب اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اس سلسلے میں ایک فیصلہ ہوتا تھا کہ ایک قوم کے لوگ مر جاتے ہیں اور یہ پتہ نہیں چلتا کہ پہلے کون مرا تو ان میں سے بعض لوگ دوسرے بعض کے وارث ہوں گے پھر ایک ایسی قوم کے متعلق فیصلہ دیا جو غرق ہو کر مر گئے لیکن یہ پتہ نہ چلا کہ کون پہلے مرا' کہ ان کے بارے میں یہ سمجھا جائے گا کہ گویا یہ تین بھائی تھے جو سب کے سب مر گئے تو ان میں سے ہر مرد کو ایک ہزار درہم ملے گا جبکہ اس کی ماں زندہ ہو' اس کا وارث اس کی ماں اور بھائی بنے گا' یونہی دوسرے اور تیسرے کے ساتھ کیا جائے گا اور ہر آدمی کی طرف سے اس کی ماں کو تو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی بھائیوں کا ہوگا' سب کا معاملہ یونہی ہوگا۔ پھر ماں کا دوسرے طریقے سے حصہ نکالا جائے گا جو اس چھٹے حصے کے علاوہ ہوگا جس کی وہ پہلی مرتبہ ہر اس آدمی سے وارث بنی تھی جس تیسرے حصے کا وہ اپنے بھائی سے وارث بنا تھا۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موروثی مال میں کچھ کو کچھ دوسروں کا وارث بناتے اور بعض کو بعض سے کچھ نہ دیتے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں لعنت کرنے والی اور زانی عورت کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ ان کا بیٹا وارث کیونکر بنتا ہے اور یہ اس کی وارث کیونکر بنتی ہیں اور یہ لڑکا باپ سے کیسے کٹ جاتا ہے۔

حضرت سعد بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث مُتَلَاعِنَیْن کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ایک لعنت کرنے والی حاملہ تھی اور اس کا بیٹا اپنی ماں کی طرف منسوب تھا تو اس بارے میں سنت طریقہ یوں جاری ہے کہ وہ بیٹا اس کا وارث بنے گا اور وہ اس مال کی وارث بنے گی جو اللہ نے اس کے لئے مقرر کیا ہے۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام میں مُسَاعاۃ نہیں ہے اور جو یہ مساعاۃ کرتا ہے تو میں اسے عصبات میں ملا دیتا ہوں اور جو راہ راست پر آئے بغیر لڑکے کا دعویدار بنتا ہے تو وہ وارث نہیں بنے گا اور نہ اسکا کوئی وارث بنے گا۔
- آپ نے فرمایا کہ جو شخص آزاد عورت یا لونڈی کے ساتھ بدکاری کرے تو جو لڑکا زنا کا ہوگا' وہ وارث نہ بنے گا۔ پھر اس کے بعد حضور ﷺ نے لعنت کرنے والی کے بیٹے کی وراثت' اس کی ماں اور اس کے وارثوں کیلئے مقرر کر

دی تھی۔

آپ نے فرمایا تھا کہ عورت تین قسم کی وراثت کو لے جاتی ہے: اپنے آزادہ کردہ غلام کی، اپنے گرے پڑے کی اور اپنے اس بچے کے مال کی جس کے لئے لعنت کی۔

فرع:

کلالہ کسے کہتے ہیں؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کلالہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے لئے اس بارے میں وہ آیت کافی ہے جو گرمیوں میں اُتری تھی اور سورۂ نساء کے آخر میں ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کلالہ اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو فوت ہوا اور اس کا کوئی لڑکا ہو نہ والد، اس کے بعد آپ نے فرمایا تھا کہ یہ میرا قول ہے اور میری رائے ہے، اگر یہ درست ہے تو یہ اللہ کی مہربانی سے ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا تو فرمایا: مجھے اللہ سے اس بارے میں حیاء آتی ہے کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کروں۔ واللہ اعلم۔

فصل:

حمل والا بچہ کس صورت میں وارث بنتا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچہ پیدا ہو کر چلائے تو وہ وارث بن سکتا ہے۔

ایک اور روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بتایا کہ بچہ اس وقت تک وارث نہیں بن سکتا جب تک وہ پیدا ہو کر نہ چلا سکے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ حمل والے بچے کسی شے کا وارث نہ بنایا جائے۔

ایک ایسی عورت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا جس نے نامکمل بچہ گرا دیا تھا، آپ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ یہ غلام یا فرمایا لونڈی کا تازہ بچہ ہے چنانچہ وہ عورت فوت ہوگئی جس کے بارے میں آپ نے ''غرہ'' کا فیصلہ فرمایا تھا چنانچہ اس پر آپ نے فیصلہ فرمایا کہ اس عورت کی وراثت اس کے بیٹوں اور شوہر کے لئے ہے اور عَقل (واپسی تقسیم) اس کے عصبہ پر ہوگی۔

فصل:

ہیجڑے کی وراثت کا بیان

رسولِ اکرم ﷺ سے ایسے بچے کے بارے میں پوچھا گیا جس کی مردانہ اور زنانہ دونوں ہی شرمگاہیں ہوں کہ اس کی وراثت میں کس حصے کا اعتبار کیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: اس حصے کا جس سے وہ پیشاب کرتا ہے۔

فصل:

والی بننے والے کی وراثت کا حکم

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "ولاء" (والی بننا) کا لفظ اس شخص پر بولا جاتا ہے جو کسی کو آزاد کرے، چاندی کا سکہ دے اور نعمت عطا کرے چنانچہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ حضرت سلمیٰ بنت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غلام فوت ہو گیا اور اپنی بیٹی چھوڑ گیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کی بیٹی کو آدھے مال کا وارث بنایا اور یونہی حضرت لیلیٰ بن سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آدھے حصے کا وارث بنایا تھا۔

ایک اور روایت میں حضرت سلمیٰ نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے آدھا حصہ دیا اور میرے مولیٰ (غلام) کی بیٹی کو بھی آدھا حصہ دیا۔ اس میں احتمال یہ ہے کہ یہ واقعات دو ہوں گے یا پھر آپ نے والد کے غلام کو بیٹے کی طرف اس لئے منسوب کیا کہ اس نے اس کی طرف آ جانا ہوتا ہے اور اسے اس کا وارث بننا ہوتا ہے۔

- حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے تھے کہ عورتیں ولاء کی وجہ سے وارث نہیں بنتیں، وہ بن سکتی ہیں جنہیں آزاد کر دیا جائے گا یا مکاتب کیا جائے۔
- ایک شخص حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا اور کھلا چھوڑ دیا تھا اور وہ فوت ہو گیا، اس نے مال چھوڑا ہے لیکن اس کا کوئی وارث نہیں۔ اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مسلمان اس طرح آزاد نہیں کرتے، یوں تو جاہلیت کے دور والے کرتے تھے جب کہ تم تو اس کے ولی نعمت (انعام دینے والے) ہو اور اس کے وارث ہو لیکن اگر تم گناہ سے بچو اور کسی طرف نکل گئے تو ہم یہ مال لے لیں گے اور بیت المال میں شامل کر لیں گے۔
- حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ایک غلام، اپنے آقا کا کسی صورت میں بھی وارث نہیں بن سکتا۔

فرع:

صدقہ میں دی ہوئی چیز کی وراثت کا حکم

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: یارسول اللہ میں نے اپنی والدہ کو ایک لونڈی دی' والدہ فوت ہوگئی اور وہ لونڈی موجود ہے۔ آپ نے فرمایا: تمہیں اجر ملے گا اور وہ لونڈی تمہارے قبضہ میں آ گئی۔

ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ: اپنی وہ وراثت لے لو۔

فرع:

جس غلام کا کچھ حصہ آزاد ہوا' اسکی وراثت کا حکم

رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ مکاتب کا (جس کے آزاد ہونے کی تحریر ہو چکی) اتنا ہی حصہ آزاد ہوگا جتنا اس کی ادائیگی ہو چکی اور حدّ بھی اس پر اتنی ہی لگے گی' جتنا وہ آزاد ہوا اور اس کی وراثت بھی اتنے ہی حصے ہوگی' جتنا وہ آزاد ہوا اور تین طلاقوں والی کی وراثت کا بیان رجعۃ کے بیان میں آرہا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں یہ بتایا جارہا ہے کہ دین تبدیل کر لینے پر وراثت رُک جاتی ہے اور اس شخص کا حکم بتایا جارہا ہے جو وراثت کی تقسیم سے پہلے اسلام لے آیا۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نہ تو مسلمان کسی کافر کا وارث بن سکتا ہے اور نہ ہی کافر کسی مسلمان کا۔

- آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ دو دینوں والے ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے۔
- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب ابو طالب فوت ہوا تو عقیل اور طالب اس کے وارث ہوئے لیکن حضرت جعفر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما وارث نہیں ہوئے تھے کیونکہ وہ مسلمان ہو چکے تھے جبکہ عقیل اور طالب کافر ہی رہے۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ مسلمان کسی نصرانی کا صرف اس صورت میں وارث بن سکتا ہے جب وہ اس کا غلام ہو یا لونڈی ورنہ کسی بھی صورت میں اس کا وارث نہیں بن سکتا۔
- آپ فرماتے تھے کہ ہر وہ تقسیم جو دور جاہلیت میں ہوئی' وہ اس موقع کے مطابق ہوئی اور جو اس تقسیم پر کوئی

مسلمان ہو جائے وہ اسلام میں تقسیم کہلائے گی چنانچہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کولکھا کہ مصر میں ایک راھبوں کی جماعت ہے' ان میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو ان کا کوئی وارث نہیں ہوتا' جس کے جواب میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا کہ اگر اس کے پیچھے کوئی وارث موجود ہے تو اس کی وراثت اسے دیدو اور اگر نہیں ہے تو اس کا مال بیت المال میں جمع کرا دو کیونکہ یہ مسلمانوں کا مال ہے اور وہی اس کے وارث گنے جائیں گے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ قاتل وارث نہیں بن سکتا اور مقتول کی دیت اس کے تمام وارثوں میں تقسیم ہوتی ہے' خواہ وارث شوہر ہو یا کوئی اور۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قاتل وارث نہیں بنتا' ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ کسی شے کا وارث نہیں بنتا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جو شخص بلا ارادہ کسی کو قتل کر بیٹھے' وہ اس کے مال کا تو وارث بنے گا لیکن اس کے قرض کا ذمہ دار نہ ہوگا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کو اس کے شوہر کی دیت کا وارث بنایا خواہ ارادے سے قتل ہوا یا غلطی سے۔

- رسول اکرم ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ عَـقْـل' قتل ہونے والے کے وارثوں میں وراثت ہوتی ہے اور وہ وارث ماں اور بیوی ہیں جو اور لوگوں کی طرح وارث بنتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں بتایا گیا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وارث نہیں بنا کرتے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ انور ﷺ اکثر بتایا کرتے کہ ہم گروہِ انبیاء کا وارث کوئی نہیں ہوتا' ہم جو کچھ بھی چھوڑ جاتے ہیں' وہ صدقہ کر دیا جاتا ہے چنانچہ جب حضور ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے خیال کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف وراثت لینے کے لئے بھیجیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے کہا: تم نے سنا نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرما رکھا ہے: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا' ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ لوگوں میں صدقہ کر دیا جاتا ہے؟ اس پر وہ اس ارادے سے باز آ گئیں۔

- آپ فرماتے تھے کہ میرے بعد میرے وارث درہم و دینار تقسیم نہیں کریں گے' میں اپنی بیویوں اور کام کرنے والوں کی محنت ادا کر کے جو کچھ چھوڑ جاؤں گا' وہ خیرات کر دیا جائے گا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تھا کہ آپ جب فوت ہوں گے تو آپ کا وارث کون ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ میری اولاد اور بیوی۔ اس پر آپ نے کہا: پھر کیا وجہ ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے وارث نہیں بن سکے؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اکرم ﷺ سے سن رکھا ہے کہ اللہ کے نبی کا وارث کوئی نہیں بنتا لہٰذا میں تو وہی کروں گا جو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے اور وہیں خرچ کروں گا' جہاں آپ کرتے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کِتَابُ النِّکَاحِ

اس میں کئی باب بنائے گئے ہیں جن میں سے پہلے باب میں حضورﷺ کی خاص حیثیتوں کو بیان کیا گیا ہے۔

یہ بات ذہن میں رکھئے کہ جب سے یہ دنیا وجود میں آئی ہے' جتنی بھی عزتیں اور خصوصیتیں اس جہان میں دکھائی دے رہی ہیں' وہ اصولی طور پر ہمارے نبی حضرت محمدﷺ کو حاصل ہیں اور جو خصوصیت کسی اور مخلوق کو ملی ہے وہ پہلے آپ کو ملی ہے اور بعد میں اسے بطور وراثت ملی ہے۔

یہ بھی یاد رکھئے کہ جو عظمت حضورﷺ سے تعلق رکھتی ہے' اس کے بارے میں کسی کو بحث کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ کسی کو یہ پوچھنے کا حق ہے کہ وہ آپ کو کیوں ملی؟ کیونکہ یہ بے ادبی ہو گی لہٰذا حضورﷺ کی تعریف میں جو کچھ بھی کہہ لو گے' اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔

علماءِ کرام نے حضورﷺ کے جتنے بھی خصائص جمع کئے ہیں' ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ کے عظیم مرتبے کی وضاحت کر سکیں' وہ یہ بتا سکیں کہ امت کو تو صرف چند ہی خصوصیتیں مل سکی ہیں اور پھر انہیں بیان کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ خصوصیتوں کے دعویدار کو اُن خصوصیتوں کو بتانے سے روکا جا سکے جو اس میں موجود ہی نہیں چنانچہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک شخص نے گالی دیدی جس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارادہ کیا کہ اس کی گردن اڑا دیں لیکن انہوں نے کہا کہ حضورﷺ کے بعد آپ کی اُمت میں سے کسی کے ساتھ یہ واقعہ نہیں ہوا۔

یاد رکھئے کہ علماءِ کرام نے حضورﷺ کی خصوصیات کو آٹھ قسموں میں تقسیم کیا ہے چنانچہ میں اللہ کی توفیق سے ہر قسم کا ایک خاصا حصہ بیان کر رہا ہوں۔

پہلی قسم:

اس میں وہ خصوصیات بیان کی گئی ہیں جو اس دنیا کے اندر ہوتے ہوئے آپ کی ذات میں موجود تھیں۔

- رسول اللہﷺ کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ پیدائشی طور پر آپ سب نبیوں سے پہلے ہوئے اور نبوت سب سے پہلے آپ ہی کو ملی کیونکہ آپ اس وقت نبی تھے جب حضرت آدم علیہ السلام کا صرف کیچڑ ہی تیار ہوا تھا۔
- آپ کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ مخلوق کے اللہ سے پکا وعدہ کرتے وقت سب سے پہلے یہ وعدہ آپ ہی نے کیا تھا چنانچہ اس میثاق کے موقع پر سب سے پہلے آپ ہی نے کہا تھا کہ بَـلٰی' یہ اس وقت کی بات ہے جب اللہ

تعالیٰ نے پوری مخلوقات سے یہ پوچھا تھا کہ: کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟

- حضرت آدم علیہ السلام اور ساری مخلوقات آپ ہی کی خاطر پیدا کی گئی۔
- عرش پر صرف آپ ہی کا نام لکھا گیا' ہر آسمان' ہر جنت اور جو کچھ ان کے درمیان ہے' سب پر لکھ دیا گیا اور پھر اُوپر والی مخلوقات میں سے ہر ایک پر لکھ دیا گیا۔
- فرشتے ہر وقت صرف آپ ہی کا ذکر کرتے ہیں۔
- حضرت آدم علیہ السلام کے دور میں اُوپر والی مخلوقات میں اذان کے اندر آپ ہی کا ذکر تھا۔
- آپ ہی وہ شخصیت ہیں کہ جن کے بارے میں حضرت آدم علیہ السلام اور باقی تمام انبیاء علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ نے یہ پکا وعدہ لیا تھا کہ آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی مدد کے لئے تیار رہیں۔
- پہلی آسمانی کتابوں میں آپ کی آمد کی بشارتیں اور پہچان درج تھیں پھر آپ کے علاوہ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم' خلفاء اور اُمت کی پہچان کرا دی گئی۔
- آپ کی ولادت کے موقع پر شیطان کو آسمانوں پر جانے سے روک دیا گیا۔
- آپ ہی کا سینہ چیرا گیا۔
- آپ کی مہرِ نبوت پشت پر دل کے مقابلے میں تھی جہاں شیطان داخل ہوا کرتا ہے جبکہ باقی انبیاء علیہم السلام کی مہر نبوت ان کی دائیں جانب ہوتی تھی۔
- صرف آپ ہی کے ایک ہزار نام تھے اور پھر آپ کا نام اللہ کے نام سے نکلا تھا۔
- اللہ تعالیٰ کے بے شمار ناموں میں ستر نام وہ تھے جو آپ کے رکھے گئے۔
- صرف آپ ہی کا نام مبارک احمد رکھا گیا جبکہ اس سے پہلے کسی اور کا نہیں رکھا گیا۔
- سفر کے دوران صرف آپ ہی پر فرشتے سایہ کئے رکھا کرتے تھے۔
- صرف آپ ہی سب سے زیادہ عقلمند تھے۔
- پورا حسن صرف آپ ہی کو دیا گیا جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اس میں سے تھوڑا سا حصہ ملا۔
- وحی شروع ہونے کے ابتدائی موقع پر جبریل نے صرف آپ ہی کو گلے لگا کر دبایا تھا۔
- صرف آپ ہی نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصل شکل میں دیکھا تھا۔
- آپ نے اعلانِ نبوت فرمایا تو کاہنوں کی غیبی خبروں کا سلسلہ رُک گیا' آسمانوں کو اس بات سے محفوظ کر دیا گیا کہ وہاں سے کچھ سن لیا جائے اور شہابِ ثاقب کا چھوٹنا بند کر دیا گیا۔
- صرف آپ ہی نے فوت شدہ والدین کو زندہ کیا اور وہ دونوں ہی آپ پر ایمان لائے۔
- صرف آپ ہی کو جسمانی معراج کرائی گئی۔

- صرف آپ ہی کے لئے آسمانوں میں دروازے بنتے گئے۔
- صرف آپ ہی قاب قوسین کے مقام تک پہنچے۔
- صرف آپ ہی نے ایسے مقامات پر قدم رکھے جہاں کسی بھی رسول و نبی نے نہیں رکھے تھے اور نہ ہی کسی فرشتے نے رکھے تھے۔
- صرف آپ ہی کے لئے تمام انبیاء علیہم السلام کو زندہ کیا گیا۔
- سب انبیاء علیہم السلام کو اکٹھے نماز پڑھانا صرف آپ ہی کا کام تھا۔
- سارے فرشتوں کی امامت بھی صرف آپ ہی نے فرمائی۔
- جنت و دوزخ کا ملاحظہ صرف آپ ہی نے کیا تھا۔
- اللہ کی بڑی بڑی نشانیاں صرف آپ ہی نے دیکھیں۔
- آپ ہی کی حفاظت ہوئی تو مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی کا مرتبہ پایا۔
- صرف آپ ہی نے دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کی۔
- فرشتے صرف آپ ہی کے ساتھ مل کر لڑے تھے اور جہاں آپ تشریف لے جاتے' آپ کے پیچھے پیچھے چلتے۔
- صرف آپ ہی کو مکمل کتاب دی گئی حالانکہ آپ نہ تو پڑھ سکنے اور نہ لکھ سکنے کی مشق تھی۔
- آپ کی کتاب ایسا معجزہ تھی جس میں تبدیلی ممکن نہیں' اس میں سے کسی آیت کو نکالا نہیں جا سکتا حالانکہ عرصے گذر گئے اور اسی میں وہ سب کچھ جمع ہے جو اگلی کتابوں میں درج تھا بلکہ اس میں ان سے زیادہ ہے' یہ اپنے اندر ہر شے سموئے ہوئے ہے' اسے سمجھنے کے لئے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں اور پھر یاد کرنے کے لئے آسان کر دی گئی ہے۔ یہ آہستہ آہستہ اُترتی رہی' اسے سات طریقوں سے پڑھا جا سکتا ہے' سات دروازوں سے اُتری' اسے پڑھنے والے کو ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔
- اس کتاب کو پہلی کتابوں پر اس لحاظ سے عظمت حاصل ہے کہ اس میں تیں ایسی خصوصیات ہیں جو پہلی کسی کتاب میں نہ تھیں' ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ ایک دعویٰ کرتی ہے تو پھر دلیل بھی خود ہی دے دیتی ہے حالانکہ کسی اور نبی کی کتاب میں ایسا نہ تھا' ان میں صرف دعویٰ ہی ہوتا تھا اور دلیل کی صورت اور ہوتی تھی' چنانچہ قرآن اپنے معنی کے لحاظ سے ایک دعویٰ بیان کرتا اور الفاظ اس کی دلیل بنتے ہیں اور یہ بڑی عظمت کی بات ہے کہ دعویٰ کے ساتھ اس کی دلیل بھی ہو اور یونہی دلیل کی عظمت کا اندازہ لگایئے کہ اس کا دعویٰ بھی ساتھ ہی ہے' اس سے جدا نہیں۔
- صرف آپ ہی کو عرش سے نیچے والا خزانہ ملا تھا' کسی اور کو نہ مل سکا۔
- بسم اللہ شریف' سورۂ فاتحہ' آیۃ الکرسی' سورۂ بقرہ کی آخری آیات' سات لمبی اور تفصیلی سورتیں آپ ہی کو ملیں۔
- آپ ہی کا قرآنی معجزہ قیامت تک جاری رہے جبکہ باقی انبیاء علیہم السلام کے معجزات ان کے دور میں ختم ہو گئے۔

- سب سے زیادہ معجزات صرف آپ ہی کو ملے تھے۔
- یہ خصوصیت بھی آپ ہی کو حاصل تھی کہ انبیاء علیہم السلام کو جو بھی معجزات اور فضیلتیں ملیں، وہ سب آپ میں جمع تھیں، کسی اور نبی میں ایسا نہ ہوسکا، انہیں تو صرف ایک ایک فضیلت ملی تھی۔
- آپ ہی کی خاطر چاند ٹکڑے ہوا۔
- پتھروں نے صرف آپ ہی پر سلام پڑھا۔
- آپ ہی کے لئے کھجور کا تنا رویا تھا۔
- آپ ہی کی انگلیوں سے پانی پھوٹ پڑا تھا۔
- درختوں نے صرف آپ ہی سے کلام کی تھی، آپ کی نبوت کی گواہی دی اور فرمان پر چلے۔
- خاتم النبیین کا مرتبہ صرف آپ ہی کو دیا گیا۔
- صرف آپ ہی نے ہر قسم کے لوگوں کو دعوتِ اسلام دی۔
- اللہ تعالیٰ نے آپ کے دشمنوں کو فوراً آپ سے دور رکھا۔
- اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ جنوں کی طرف صرف آپ ہی رسول بن کر آئے۔
- اللہ تعالیٰ نے صرف آپ ہی کی زندگی کی قسم کھائی۔
- صرف آپ ہی کے رسول ہونے کی قسم کھائی۔
- اللہ تعالیٰ نے قرآن میں صرف آپ ہی کے نام کو اپنے ساتھ ملا کر ذکر فرمایا۔
- آپ ہی کی فرمانبرداری تمام جہانوں پر فرض کر دی گئی۔
- صرف آپ ہی کو تسلیاں دی گئیں، کسی شرط کی بنا پر نہیں اور کوئی تسلی دینے سے رہ گئی۔
- قرآن میں صرف آپ ہی کے ایک ایک عضو کی تعریف کی گئی۔
- قرآن میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام لے کر بات نہیں کی بلکہ یوں فرمایا: **یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ، یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ** اور امت کے لئے آپ کا نام مبارک لے کر آواز دینا حرام کر دیا گیا اور پھر دیگر انبیاء کے مقابلے میں آپ کے ساتھ نہایت نرمی سے باتیں ہوئیں۔
- آپ نے وصال مبارک تک اپنی اُمت میں دُکھ دینے والی کوئی بات نہ دیکھی جبکہ دوسرے انبیاء نے یہ معاملہ دیکھا تھا۔
- صرف آپ ہی حبیب الرحمٰن کہلائے۔
- صرف آپ ہی کو بیک وقت حبیب اور خلیل ہونے کا مرتبہ ملا۔
- سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر صرف آپ ہی سے کلام ہوئی اور اللہ کی زیارت بھی جبکہ موسیٰ علیہ السلام سے پہاڑ پر کلام ہوئی۔

- صرف آپ کے لئے دو قبلے بنے۔
- صرف آپ ہی نے دو مرتبہ ہجرت فرمائی۔
- صرف آپ ہی تھے جو ظاہری اور باطنی دونوں حالتوں کو دیکھ کر حکم فرماتے۔
- آپ کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ اگلی اور پچھلی طرف ایک ماہ ہی کی مسافت پر دشمن رعب میں آ جاتا تھا۔
- صرف آپ کو وہ الفاظ ملے کہ کم ہونے کے باوجود جن کا معنٰی بڑا وسیع ہے۔
- تمام روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں صرف آپ کو دی گئیں۔
- آپ ہی ابلق گھوڑے پر بیٹھے جس کی زین سندس کی تھی۔
- صرف آپ پر ہر قسم کی وحی اُتری۔
- حضرت اسرافیل علیہ السلام صرف آپ کے پاس نازل ہوئے کسی اور نبی پر نہیں اُترے۔
- نبوت اور بادشاہی کے دونوں مرتبے صرف آپ ہی کو حاصل تھے۔
- صرف آپ ہی کو ہر شے کا علم دیا گیا حتیٰ کہ روح کا علم بھی دیا گیا اور ان پانچ چیزوں کا علم دیا گیا جن کا ذکر اس آیت میں آیا ہے:

  اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ○ (سورۂ لقمان: ۳۴)

  ''بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم۔''
- دجال کے بارے میں جو کچھ آپ کو بتایا گیا' کسی اور کو نہیں بتایا گیا۔
- آپ ابھی زندگی میں چلتے پھرتے تھے کہ آپ کو بخشش کی اطلاع دیدی گئی اور فرما دیا گیا: تاکہ اللہ آپ کے ذریعے آپ سے پہلوں اور بعد والوں کے گناہ بخش دے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے کسی اور کو امین نہیں فرمایا۔
- اللہ نے آپ کے ذکر کی عظمت یوں بنائی کہ جب بھی اذان' خطبہ اور تشہد میں اللہ کا ذکر آتا ہے تو آپ کا ذکر ساتھ ہی ہوا کرتا ہے۔
- آپ کی ساری امت آپ کے سامنے کی گئی چنانچہ آپ نے ایک ایک امتی کو دیکھا اور پھر امت میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اللہ نے آپ کو سب کچھ دکھایا بلکہ پہلی ساری امتیں یوں دکھائیں جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو ہر چیز کے نام بتائے۔
- آپ حضرت آدم علیہ السلام کی ساری امت کے سردار ہیں اور ساری مخلوق میں سے اللہ کو پیارے ہیں چنانچہ سارے رسولوں اور اللہ کے قرب والے فرشتوں سے افضل ہیں۔

- آپ سارے جہانوں میں سے سمجھدار اور صاحب فراست ہیں۔
- صرف آپ کے چار وزیر ہیں' حضرت جبریل علیہ السلام' حضرت میکائیل علیہ السلام' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
- آپ کو اپنے صحابہ میں سے چودہ نجیب (شریف ترین) دیئے گئے جبکہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کو سات سات دیئے گئے۔
- آپ کا ہر قریبی اسلام لایا۔
- آپ کی بیویاں آپ کی مددگار تھیں۔
- آپ کی بیویاں اور بیٹیاں سارے جہانوں میں افضل تھیں۔
- آپ کی بیویوں کا ثواب اور (خدانخواستہ) سزا دوگنا قرار دی گئی۔
- آپ کے صحابہ انبیاء کو چھوڑ کر دونوں جہان میں ہر ایک سے افضل تھے اور تقریباً ان کی گنتی کے برابر تھے اور پھر سب کے سب مجتہد اور درست رائے کے مالک تھے' یہی وجہ تھی کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی حیثیت رکھتے ہیں' تم جس کے بھی کہنے پر چلو گے' راہِ راست ملے گی۔
- دن میں ایک مکہ آپ دیکھ لیا کرتے تھے۔
- مدینہ کے دو پتھریلے مقامات کا درمیانی حصہ آپ کے حرام قرار دیا گیا۔
- آپ کی قبرِ انور عذاب سے یقینی طور پر محفوظ ہے اور اس کا غبار کوڑھ جیسی موذی مرض کے لئے بھی شفاء ہے۔
- قبر میں میت سے صرف آپ کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔
- ملک الموت جب جان لینے کے لئے حاضر ہوئے ہیں تو اجازت مانگی جب کہ کسی اور نبی سے ایسا نہیں ہوا۔
- آپ کے بعد آپ کی کسی بیوی کے ساتھ کسی کا نکاح جائز نہ تھا۔
- زمین کے جس ٹکڑے میں آپ کو دفن کیا گیا وہ کعبہ اور عرش سے زیادہ مرتبہ رکھتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کو قسم دینا ہو تو صرف آپ کی قسم دی جا سکتی ہے' آپ کے سوا کسی اور کی قسم نہیں دی جا سکتی۔
- آپ کی شرمگاہ پر کسی کی نگاہ نہ پڑ سکی' اگر کوئی دیکھ سکتا تو آنکھیں گنوا بیٹھتا۔
- ہر امت میں قوم کے اندر صرف ایک نبی ہی ہوتا تھا جبکہ حضرت محمد ﷺ کی امت میں علماء موجود ہیں جو اپنی قوم میں نبیوں کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں اور ہر ایک اپنے اپنے مقام پر ان جیسا کام کیے جا رہا ہے اور یہی وہ وجہ ہے جس کی بناء پر حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری امت کے علماء بنو اسرائیل کے نبیوں والا کام کر رہے ہیں نیز یہ بھی آیا ہے کہ: کسی قوم میں ایک عالم یوں ہوتا ہے جیسے اپنی اُمت میں کوئی نبی۔
- صرف آپ کا نام عبداللہ بھی تھا اور یہ لفظ آپ سے پہلے کسی اور پر نہیں بولا گیا' کسی اور کے لئے اللہ نے عَبْـــدًا شَکُوْرًا اور نِعْمَ الْعَبْدُ جیسے الفاظ بولے ہیں۔

- قرآن اور کسی دوسری کتاب اللہ میں آپ کے علاوہ کسی اور پر درود پڑھنے کا حکم نہیں۔
- آپ کے نام مبارک اللہ کی طرح صرف آپ کے لئے وقف ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

دوسری قسم:

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا کے اندر آپ کو شریعت اور اُمت میں خصوصیت حاصل ہے۔

- صرف آپ کا یہ کام تھا کہ مالِ غنیمت کو حلال قرار دے دیا۔
- ساری روئے زمین پر آپ جہاں چاہیں سجدہ کر سکتے تھے' پہلی امتیں صرف اپنے گرجوں اور عبادت خانوں میں نماز پڑھ سکتی تھیں۔
- تیمّم کرنے کی اجازت صرف آپ ہی کو ملی تھی۔
- وضو کا حکم بھی صرف آپ کو ملا تھا' پہلے صرف نبی ہی وضو کیا کرتے' امت کو حکم نہ تھا۔
- موزے پر مسح کرنے کی اجازت بھی صرف آپ کو ملی تھی۔
- صرف آپ کے لئے پانی کو پاکیزہ کرنے کا سبب قرار دیا گیا اور پانی کثرت سے ہو تو پلیدی اس میں اثر نہیں کر سکتی۔
- صرف آپ کے لئے پانی اور پتھر وغیرہ سے استنجاء پانچوں نمازوں ہی کے لئے جائز قرار دیا گیا حالانکہ کوئی بھی ان دونوں سے کام نہ لے سکتا تھا۔
- نمازیں' دو نمازوں کے درمیان میں کئے گئے گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔
- عشاء کی نماز صرف آپ کو دی گئی' اس سے پہلے کسی پر فرض نہ تھی۔
- اذان صرف آپ کے لئے مقرر کی گئی۔
- اقامت کا حکم (تکبیر کہنا) بھی صرف آپ کے لئے اُترا تھا۔
- تکبیر کے ساتھ نماز کو شروع کرنا اور آمین کہنا بھی صرف آپ نے شروع فرمایا۔
- صرف آپ ہی اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ (اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! ہر تعریف تیرے ہی لئے ہے)۔
- نماز میں کلام کرنا آپ کی امت کے لئے حرام کیا گیا۔
- کعبے کی طرف رُخ کرنا آپ کے حصے میں آیا۔
- فرشتوں کی طرح نماز میں صرف آپ کی امت نے صفیں بنائیں۔
- التحیات کا سلام صرف آپ کے لئے تھا' یہی فرشتوں اور اہل جنت کا سلام ہے۔
- جمعہ کے دن کو آپ اور امت کے لئے عید قرار دیا گیا اور اس میں دُعا قبول ہونے کے لئے ایک گھڑی صرف آپ

کو دی گئی۔

- عید الاضحیٰ بھی صرف آپ کو دی گئی۔
- نمازِ جمعہ اور باجماعت نماز اور تہجد کو موجود طریقے پر پڑھنے کا حکم صرف آپ کو دیا گیا۔
- دونوں عیدوں' نماز استسقاء (بارش کے لئے) چار فرضوں کی جگہ دو پڑھنے اور وتر پڑھنے کا حکم بھی صرف آپ ہی کو ملا' پھر سفر' بارش اور بیماری میں دو نمازوں کو اکٹھا پڑھ لینے کا حکم بھی آپ ہی کے لئے تھا۔
- نمازِ خسوف کا حکم بھی آپ کو ملا اس سے پہلے کسی نبی کو حکم نہ تھا۔
- نمازِ جنگ کے دوران نمازِ خوف اشارے اور جدھر منہ آئے سے پڑھنے کا حکم بھی صرف آپ کو ملا۔
- ماہِ رمضان بھی خاص شرطوں کے ساتھ دیا گیا اور اس میں فرشتے شیطانوں کو بھگاتے ہیں۔ رمضان ہی میں جنت سجائی جاتی ہے اور روزے دار کے منہ کی بو اللہ کو کستوری سے زیادہ پیاری لگتی ہے۔ افطاری کرتے وقت روزہ داروں کے لئے بخشش کی دُعائیں کرتے ہیں اور اس کی آخری رات میں سب کو بخش دیا جاتا ہے۔
- سجدے کا حکم دیا گیا۔
- جلدی افطار کرنے کا حکم بھی ملا۔
- رمضان ہی کی پوری رات سے لے کر صبح تک کھانا' پینا اور ہم بستری جائز قرار دیئے گئے جبکہ سونے سے پہلے دوسری قوموں کے لئے حرام تھے۔
- مسلسل روزے رکھنے منع کئے گئے جبکہ ہم سے پہلی امتوں کے لئے جائز تھے۔
- روزے کے دوران کلام کرنا جائز ہوا جبکہ پہلوں کے لئے جائز نہ تھا تاہم نماز میں آپ کے لئے گفتگو حرام اور پہلوں کے لئے جائز تھی۔
- آپ کو لیلۃ القدر دی گئی۔
- یومِ عرفہ دیا گیا۔ (عرفات کا دن)۔
- یومِ عرفہ کے دن روزہ رکھنا دو سالوں کے گناہوں کا کفارہ بنا دیا گیا کیونکہ یہ سنت ہے۔
- عاشوراء کے دن کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بنایا گیا' یہ بھی سنت موسےٰ علیہ السلام ہے۔
- کھانے کے بعد دونوں ہاتھ دھونا دو نیکیوں کا باعث ہے کیونکہ آپ نے شروع فرمایا' آپ سے پہلے اس پر ایک نیکی ملتی تھی کیونکہ اسے توراۃ نے شروع کیا تھا۔
- نظر لگنے پر غسل کی خصوصیت دی گئی کیونکہ اس سے آنکھیں تکلیفوں سے بچ جاتی ہیں۔
- مصیبت کے موقع پر انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کا طریقہ دیا گیا۔
- لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم پڑھنے کی خصوصیت دی گئی۔

- لحد بنانے کی خصوصیت دی گئی۔
- آپ ذبح کرتے جبکہ اھل کتاب گلا چیرتے تھے۔
- آپ سر کے بالوں کی مانگ نکالتے جبکہ پہلے لوگ بال لٹکا لیتے۔
- آپ کو بال رنگنے کی اجازت ملی جبکہ پہلوں کو رنگنے کا حکم نہ تھا۔
- ڈاڑھی (مٹھی بھر) بڑھانے اور مونچھیں کترانے کا حکم ملا جبکہ پہلے لوگ ڈاڑھی کتراتے اور مونچھیں بڑھایا کرتے اور صرف لڑکے کا عقیقہ کرتے تھے جبکہ ہمارے لئے لڑکے لڑکی دونوں کا عقیقہ کرنا خصوصیت بنا۔
- جنازہ میں کھڑے نہ ہونے کی خصوصیت ملی (حنفیوں کے لئے کھڑے ہو کر پڑھنا لازم ہے)۔
- نماز مغرب اور فجر جلد پڑھنے کی خصوصیت ملی (حنفی نماز مغرب سورج غروب ہونے کے بعد پڑھتے اور فجر روشنی ہونے پر پڑھتے ہیں)۔
- اشتمالِ صَمَّاء کو مکروہ قرار دیا گیا۔
- اکیلے جمعہ کو روزہ رکھنا مکروہ کہا گیا (حنفیوں کے نزدیک مکروہ نہیں) جبکہ یہودی اکیلی عید کا روزہ رکھ لیتے تھے۔
- عاشوراء کے روزے کے ساتھ پہلے نو دن کے روزے ملانے کی اجازت ملی۔
- ماتھے پر سجدہ کی خصوصیت ملی حالانکہ پہلے لوگ پہلو پر سجدہ کرتے تھے۔
- نماز میں بے صورتی سے روکا گیا' پہلے لوگ ایک طرف جھکتے ہوئے نماز پڑھتے تھے۔
- نماز میں ترچھی آنکھ سے دیکھنا مکروہ قرار پایا اور نماز کے بعد دُعاء کے لئے کھڑا ہونا مکروہ ہوا۔
- نماز میں امام کا قرآن کو دیکھ کر پڑھنا مکروہ ہوا (ہمارے نزدیک ٹوٹ جاتی ہے)۔
- نماز میں رسی کا سہارا لینا مکروہ ہوا۔
- عید کے دن نماز سے پہلے کچھ کھانے کی خصوصیت ملی جبکہ اہلِ کتاب عید سے پہلے کچھ کھاتے نہ تھے۔
- نماز میں جوتے اور موزے پہننے کی خصوصیت ملی (پاکیزہ ہونے کی صورت میں جائز)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ بنو اسرائیل کا امام جب نماز میں قراءت کرتا تھا تو لوگ اس کے جواب میں پڑھتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کے لئے اسے مکروہ قرار دیا اور فرمایا:

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا ○

- حضور ﷺ نے بیٹھ کر بائیں ہاتھ کی ٹیک پر ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا تو اسے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ یہودیوں کا طریقہ ہے۔
- اس امت کی عورتوں کو مسجد میں نماز پڑھ لینے کی اجازت ملی جبکہ بنو اسرائیل کی عورتوں کو اجازت نہ تھی۔ ان کی شریعت میں حکم توڑ دینے کا حکم تھا اور یہ اس وقت جب مخالف شخص خلاف ہونے کی صورت میں کسی اور کے پاس

فیصلہ لے جاتا تھا۔

- پگڑی میں شملہ کی خصوصیت ملی اور یہ فرشتوں کا طریقہ ہے۔
- جسم کے درمیان دھوتی باندھنے کی خصوصیت ہے۔ سدل کرنا مکروہ ہے (گردن پر کپڑا ڈال کر پلّو دونوں طرف لٹکنے دینا)۔
- الہٰی مہینے دئے جانے کی وجہ سے خصوصیت ملی۔
- کوئی چیز وقف کرنے کی اجازت ملی۔
- فوت ہونے پر مال کے تیسرے حصے کے اندر وصیت کرنے کی اجازت ملی۔
- جنازہ تیزی سے لے جانے کی اجازت ہوئی۔
- آپ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ کی امت سب امتوں سے بہترین ہے اور سب سے آخری بھی ہے۔
- قیامت میں دوسری امتیں اس امت کے سامنے ذلیل ہونگی جبکہ یہ امت رسوا نہ ہوگی۔
- امت کے لئے مسلموں اور مؤمنوں کے لفظ' اللہ کے ناموں سے نکالے گئے اور ان کے دین کا نام اسلام ہوا' مسلمان کا لفظ صرف پہلے نبیوں پر بولا جاتا' امتیوں پر نہیں بولا جاتا تھا۔
- پہلی امتوں پر پڑا بوجھ اس امت سے اٹھا لیا گیا۔
- زکوٰۃ دینے کی صورت میں خزانہ رکھنے کی اجازت ملی اور اس میں دین کا حرج بھی نہیں۔
- اس امت کے لئے اونٹ' شتر مرغ' وحشی گدھا' مرغابی' بطخ' ہر قسم کی مچھلی' گوشت' وہ خون جو جسم میں چلتا پھرتا نہیں جیسے تلی' جگر اور رگوں کا خون حلال قرار دیا گیا۔
- اس امت کے لئے غلطی اور بھول چوک اور ایسا ناپسندیدہ کام جرم نہ ہوا' پھر برائی کا ارادہ کرنے والا جب تک وہ برائی کر نہ لے' برائی لکھی نہیں جاتی بلکہ نیکی لکھی جاتی ہے اور برائی کرے تو ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے' پھر نیکی کا ارادہ کرے اور کر نہ سکے تو ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اگر کر لیتا ہے تو دس نیکیاں بلکہ سات سو تک لکھی جاتی ہیں۔
- قتل کرکے توبہ کے ذریعے بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔
- حرام چیز کو دیکھنے پر ان کی آنکھ پھوڑی نہیں جاتی۔
- پلیدی والی جگہ کو کاٹنے کا حکم نہیں۔
- زکوٰۃ میں انہیں مال کا چوتھا حصہ نہیں دینا پڑتا (بلکہ اڑھائی فیصد دینا ہوتا ہے)۔
- اولاد کا آزاد کرنا' محاصرے میں لینا' رھبانیت اور سیر کرنا منسوخ ہوگیا۔ ایک حدیث میں ہے کہ میرے دین میں نہ تو عورت کو چھوڑنے کا حکم ہے' نہ گوشت سے روکا گیا اور نہ ہی عبادت گاہیں بنانے سے۔
- یہودیوں میں سے اگر کوئی شخص ہفتے والے دن کوئی کام کرتا تو اسے سولی دے دیا جاتا لیکن ہمارے لئے جمعہ میں

ایسا نہیں کیا گیا۔

- پہلی امتوں کے لوگ جب تک نماز جیسا وضو نہ کرتے، کھانا نہ کھا سکتے ...... وہ غلام چوری کر لیتے اور جو اپنے آپ کو قتل کر لیتا، اس پر جنت حرام قرار دی جاتی۔
- ان میں سے جب کوئی بادشاہ بنتا تھا تو یہ شرط لگا دیتا تھا کہ وہ سب اس کے بالکل غلام ہیں، وہ جسے چاہے، پکڑے اور جسے چاہے، چھوڑ دے۔
- اس امت کے لئے چار نکاح شریعت بنے اور تین طلاقیں دینے کا حق ملا۔

اس امت کو دوسری ملت میں نکاح (بشرط اہل کتاب) کی اجازت ہوئی، لونڈی سے نکاح کی اجازت ہوئی۔

- ماہواری والی عورت سے ہم بستری کے علاوہ ہر کام جائز ہوا اور پھر لگلی طرف سے عورت کے ساتھ ہم بستری جیسے چاہے جائز ہوئی۔
- اس امت میں یہ اختیار موجود ہے کہ قاتل سے یا تو بدلہ لے لے یا پھر تاوان لے۔
- اس امت کو دشمن سے بچاؤ کی اجازت ملی حالانکہ بنو اسرائیل پر یہ فرض تھا کہ جب ان پر کوئی ہاتھ اٹھاتا تو یہ اس سے بچاؤ نہیں کرتے تھے، خواہ وہ قتل کر دیتا یا چھوڑ دیتا۔
- اس امت کے لئے بے پردہ ہونا حرام قرار دیا گیا۔
- میت پر بین کرنا حرام ہوا۔ تصویر بنوانا حرام ہوا، نشہ آور چیز کھانا پینا حرام ہوئی .... کھیل کود کے سامان حرام ہوئے .... بہن سے نکاح حرام ہوا .... سونے چاندی کے برتن کا استعمال حرام ہوا، ریشم حرام ہوا .... مردوں کے لئے سونے کے زیور حرام ہوئے .... غیر اللہ کو سجدہ حرام ہوا جبکہ ہم سے پہلے والوں کے لئے یہ نیازمندی کا درجہ رکھتا تھا تاہم نیازمندی کے لئے اس کی جگہ سلام کا تحفہ ملا۔
- اس امت کو گمراہی پر جمع ہونے سے بچایا گیا۔
- اہلِ باطل، اہلِ حق پر کبھی غالب نہ آ سکیں گے (بشرطیکہ یہ مومن ہوں)۔
- اس امت کو اس بات سے بھی بچایا گیا کہ ان کے نبی نے ان کے لئے تباہی کی دُعا نہیں کی۔
- ان کا اکٹھ کر لینا ایک دلیل بن جاتا ہے اور ان میں کسی مسئلہ کے اندر اختلاف ہو جانا رحمت ہوتا ہے جبکہ پہلی امتوں کا اختلاف عذاب ہوتا تھا۔
- طاعون کی بیماری مسلمانوں کے لئے رحمت اور شہادت کا سبب بنتی ہے جبکہ پہلی امتوں پر یہ عذاب گنا جاتا تھا۔
- یہ امت جو دُعا بھی کرے، قبول ہوتی ہے (شرعی شرطوں کے ساتھ)۔
- یہ امت پہلی کتابوں اور آخری پر ایمان رکھتی ہے۔
- یہ امت بیت اللہ کا حج کرتی ہے اور اس سے یہ لوگ کبھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

- انہیں پہلے تو دنیا میں ثواب ملتا ہے اور پھر آخرت میں جمع ہوتا رہتا ہے۔
- یہ لوگ جب درختوں اور پہاڑوں کے قریب سے گذرتے ہیں تو وہ خوش ہوتے ہیں کیونکہ یہ لوگ اللہ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں۔
- ان کے اعمال اور روحیں گذرنے کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔
- فرشتے ان پر خوش ہوتے ہیں۔
- ان پر اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں جیسے انبیاء علیہم السلام پر چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اللہ وہ ہے جو خود تم پر رحمت فرماتا ہے اور اس کے فرشتے بھی۔
- یہ اپنے بستروں پر فوت ہو کر اللہ کے ہاں شہید لکھ دیئے جاتے ہیں۔
- اللہ کے ہاں ان کے لئے دستر خوان بچھایا جائے گا تو دستر خوان اٹھانے سے پہلے انہیں بخش دیا جائے گا۔
- یہ لباس پہنتے ہیں تو اسے بوسیدہ کرنے سے پہلے انہیں بخش دیا جاتا ہے۔
- ان میں صدیق کا مرتبہ پا لینے والے سب صدیقوں سے افضل ہیں حالانکہ وہ لوگ دانا اور عالم ہوتے ہیں اور فقہ کی وجہ سے نبیوں کی تصویر پیش کرتے ہیں۔
- اللہ کے معاملے میں یہ لوگ ذرہ بھر بھی خوف نہیں رکھتے۔
- یہ لوگ مؤمنوں کے سامنے عاجز دکھاتے ہیں لیکن کافروں کے سامنے غالب ہو کر دکھائی دیتے ہیں۔
- اللہ سے قرب کا ذریعہ ان کے لئے تو نماز ہے لیکن ان کے لئے خون بہانا تھا۔
- ان میں سے جن کے عمل قبول نہیں ہوتے' ان پر پردہ ڈالا جاتا ہے جبکہ پہلے لوگ ذلیل اس وقت ہو جاتے تھے جب ان کی قربانی کو آگ نہیں کھاتی تھی۔
- ان کے گناہ استغفار کرنے سے بخش دیئے جاتے ہیں اور شرمندگی ہی توبہ بن جاتی ہے۔
- حضرت آدم علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی امت کو چار کرامات اور عزتوں سے نوازا ہے جو مجھے نہیں دیں:

۱۔ میری توبہ تو مکہ میں قبول ہوئی لیکن یہ امت جہاں چاہے توبہ کر سکتی ہے۔

۲۔ مجھ سے جب (لکھی ہوئی) کوتاہی ہوئی تو کپڑے اتروا لئے گئے لیکن ان کے کپڑے نہیں اتروائے جاتے۔

۳۔ میرے اور میری بیوی کے درمیان جدائی ڈال دی گئی۔

۴۔ مجھے جنت سے نکال دیا گیا۔

حضرت زرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ بنو اسرائیل جب کوئی غلطی کرتے تو اچھا کھانا ان کے لئے حرام کر دیا جاتا اور یہ غلطی صبح ہی کو اس کے دروازے پر لکھ دی جاتی۔

- اس امت سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ نہ تو یہ بھوک سے مریں گے اور نہ ہی کوئی دشمن انہیں مکمل طور پر ختم کر سکے گا .... نہ ہی غرق ہونے سے مریں گے۔
- انہیں ایسا عذاب نہیں دیا جائے گا جو پہلی قوموں کو ہوا۔
- جب ان میں سے دو کسی کے بارے میں بھلا ہونے کی گواہی دیدیں گے تو لازمی طور پر اسے جنت ملے گی حالانکہ پہلی امتوں میں جب تک سو آدمی گواہی نہ دیتے' جنت لازم نہ ہوتی۔
- اس امت کی خصوصیت یہ ہے کہ انہیں سب سے کم عمل کرنے کا موقع ملا لیکن اجر انہی کو زیادہ ملتا ہے حالانکہ ان کی عمریں تھوڑی ہیں' پہلی امتوں کا شخص ان سے تیس گنا عبادت زیادہ کرتا تھا لیکن اس امت کی صورت یہ ہے کہ انہیں ان کے مقابلے میں تیس گنا اجر زیادہ ملتا ہے۔
- ان پر جب مصیبت آتی ہے تو انہیں صلوٰۃ (درود و دُعا) رحمت اور ہدایت کی دُعائیں ملتی ہیں۔
- انہیں پہلوں اور آخر والوں کا علم دیا گیا۔
- اس امت کو علم سمیت ہر شے کے خزانے دے گئے۔
- کتابیں تصنیف کرنے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور آنے تک اپنے نبی کی حدیث سنبھالنے کی توفیق ملی۔
- انہی میں سے قطب ہوتے ہیں' اوتاد ہوتے ہیں' نُجباء ہوتے ہیں اور اَبدال ہوتے (یہ سب مرتبے ہیں)۔
- اسی امت میں سے وہ شخصیت بھی ہوگی (حضرت مہدی) جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امام بنے گی۔
- انہی میں سے ایسے لوگ ہیں جو اللہ کی تسبیح کے پیش نظر فرشتوں کی طرح کھانے پینے سے بھی لاتعلق ہو جاتے ہیں۔
- یہی لوگ دجال کو قتل کریں گے۔
- یہی لوگ وہ ہیں کہ فرشتے آسمانوں پر ان کی اذان بھی سنتے ہیں اور حج و عمرہ والوں کا تلبیہ بھی سنتے ہیں۔
- یہی وہ لوگ ہیں کہ ہر حالت میں اللہ کی بے تحاشا حمد کرتے ہیں' ہر اونچی جگہ پر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر کہتے ہیں اور نیچے اُترتے وقت سبحان اللہ پڑھتے ہیں۔
- جب انہیں اللہ و رسول کے کسی حکم کا پتہ چلتا ہے اور کرنا چاہتے ہیں تو کہتے ہیں کہ: انشاء اللہ میں کروں گا' ناراضگی کی صورت دیکھتے ہیں تو لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور جب کوئی جھگڑا کھڑا ہوتا ہے تو سبحان اللہ کہتے ہیں۔
- جب کسی کام کا ارادہ ہوتا ہے تو پہلے استخارہ کر کے کرتے ہیں۔
- جنگ میں شامل ہونے کے لئے جب اپنے گھوڑوں پر بیٹھ جاتے ہیں تو اللہ کی حمد و ثناء کرتے ہیں' قرآن ان کے سینوں میں ہوتا ہے اور پہلا درجہ تو پھر اسی کا ہوتا ہے جو پہلے کام کرے اور وہ جنت میں جاتا ہے۔
- ان میں سے میانہ روی والا نجات پا جاتا ہے اور اس کا مختصر سا حساب ہوتا ہے۔

- ان میں سے ظالم کی بھی بخشش ہو جاتی ہے۔
- ان میں سے ایسا کوئی بھی نہیں ہوتا جس پر اللہ کی رحمت نہ ہو۔
- یہ کئی رنگوں میں اہل جنت والے کپڑے پہنتے ہیں۔
- نماز کے لئے سورج پر نظر رکھتے ہیں' یہ اعتدال والی امت کہلاتی ہے' انصاف والے ہوتے ہیں کیونکہ اللہ نے انہیں پاک بنا دیا ہوتا ہے۔
- یہ جب جنگ میں شامل ہوتے ہیں تو ان کے ساتھ فرشتے بھی آ شامل ہوتے ہیں۔
- ان پر وہی کچھ فرض ہوا جو نبیوں پر ہوا یعنی وضو اور جنابت سے غسل اور یونہی حج و جہاد' نفل بھی انہیں ویسے ہی ملے ہیں جیسے انبیاء علیہم السلام کو۔
- اللہ کی کتاب میں انہیں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کہہ کر بات کی جاتی ہے جبکہ پہلی قوموں کو ان کی کتابوں میں یٰۤاَیُّهَا الْمَسَاکِیْنُ (اے مسکینو!) کہہ کر بات کی جاتی ہے۔
- اس امت سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق بات کی جاتی ہے کہ:

فَاذْکُرُوْنِیْۤ اَذْکُرْکُمْ۝ (سورۃ بقرہ: ۱۵۲)

''تم مجھے یاد کرو' میں تمہیں یاد رکھوں گا۔''

اس میں مسلمانوں کو براہِ راست بات کرنے کو کہا جا رہا ہے جبکہ بنو اسرائیل کو یوں کہا جاتا ہے:

اُذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ۝ (سورۃ بقرہ: ۴۰)

''میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تمہیں دے رکھی ہے۔''

کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو صرف اس لحاظ سے جانتے تھے کہ وہ انہیں نعمتیں دیا کرتا ہے تو گویا نعمتیں ہی انہیں انعام کرنے والے کی یاد دلاتی تھیں کیونکہ وہ سب قوموں میں سے سب سے زیادہ لونڈیاں اور غلام ہوتے تھے اور جب یہ آیت نازل ہوئی:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۝ (سورۃ توبہ: ۱۰۰)

''اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے' اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔''

تو رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ میری امت کے بارے میں فرمایا گیا ہے اور اللہ جب راضی ہو جاتا ہے تو ناراض نہیں ہوا کرتا۔

- اسی امت کو ''اہلِ قبلہ'' کہا گیا ہے اور ان کی گواہی ہر امت کے بارے میں معتبر ہو گی حالانکہ پہلی امتوں کی گواہی کسی اور کے بارے میں معتبر نہ ہو سکے گی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اس امت میں نہ تو کسی کو ننگا کیا جاتا ہے اور نہ سزا دیتے وقت لٹایا جاتا ہے' نہ ہی بیڑیاں لگائی جاتی ہیں اور نہ ہی انہیں باندھا جاتا ہے یعنی ان کے کپڑے نہیں اُتارے جاتے اور نہ ہی حدّ لگاتے وقت انہیں لٹایا جاتا ہے بلکہ بیٹھے بیٹھے کو مارا جاتا ہے اور اس پر کپڑا ہوتا ہے۔

علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ شریعتوں کے ابتدائی دور میں نرمی برتی جاتی تھی چنانچہ حضرت نوح' حضرت صالح اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کی شریعتوں میں سختی نظر نہیں آتی اور پھر جب موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو وہ سخت حکم لائے اور قوم پر بوجھ والے احکام لے کر آئے اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی انہی کی پیروی کی جبکہ ہمارے نبی ﷺ کی شریعت آئی تو اس نے اہلِ کتاب کی سختی کو منسوخ کر دیا تاہم ان سے پہلے انبیاء کی نرمی سے زیادہ تھی چنانچہ یہ اعتدال والی شریعت ہے (نہ اس میں زیادہ نرمی اور نہ زیادہ سختی) واللہ اعلم۔

تیسری قسم:

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ آخرت میں حضور ﷺ کی ذات میں کیا خصوصیت دکھائی دے گی۔

- حضور ﷺ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ سب سے پہلے زمین آپ ہی کے لئے چیری جائیگی اور جب کڑکا ہوگا تو سب سے پہلے آپ ہی سنبھلیں گے۔
- جب حشر (لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا) ہوگا تو حضور ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں تشریف لائیں گے اور براق پر سوار ہوں گے' میدانِ حشر میں آپ کا نام لیا جائے گا اور جنت کی اعلیٰ ترین پوشاک پہنے ہوں گے۔ آپ عرش کی دائیں جانب اور مقامِ محمود میں کھڑے ہوں گے۔ ہاتھ مبارک میں لواء الحمد نامی جھنڈا ہوگا اور نزدیک ہی حضرت آدم علیہ السلام اس جھنڈے کے نیچے کھڑے ہوں گے۔
- آپ اس موقع پر نبیوں کے امام بنے ہوں گے' انکے آگے آگے ہوں گے اور ان سے خطاب فرماتے ہوں گے۔
- سب سے پہلے وہاں سجدے کا حکم آپ ہی کو ملے گا' پھر سجدے سے سرِ انور بھی آپ ہی پہلے اُٹھائیں گے اور سبھی سے پہلے اللہ کو دیکھیں گے' سب سے پہلے آپ ہی شفاعت کریں گے اور سب سے پہلے آپ ہی کی شفاعت قبول ہوگی۔ آپ دوسروں کے بارے میں سوال کریں گے جبکہ سب لوگ اللہ کے فیصلے کے مطابق بڑی عظیم شفاعت کے بارے میں دلوں میں سوچ رہے ہوں گے۔
- آپکی یہ خصوصیت بھی ہوگی کہ ایک قوم کو حساب و کتاب کے بغیر شفاعت کے ذریعے جنت میں لے جائیں گے۔
- آپ کی یہ شفاعت بھی ہوگی کہ جہنم کا فیصلہ کئے گئے شخص کو دوزخ میں جانے سے روک لیں گے۔
- یہ بھی شفاعت ہوگی کہ جنت میں کئی لوگوں کے درجے بڑھ جائیں گے۔
- آپ ہی کی شفاعت کی بنا پر دوزخ سے بے شمار لوگوں کو نکال لیا جائے گا اور کوئی بھی وہاں رہ نہ جائے گا۔

- یہ بھی آپ کی شفاعت کا کمال ہوگا کہ عبادتوں میں کمی رہ جانے کی صورت میں صالح اور نیک مسلمانوں کو معافی مل جائے گی۔
- آپ ہی کی شفاعت سے میدانِ محشر میں حساب و کتاب ہلکا ہوگا۔
- شفاعت ہی کی برکت ہوگی کہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے والوں کے عذاب میں کمی ہو جائے گی۔
- یہ بھی شفاعت کا کرشمہ ہوگا کہ مشرکین کے بچوں کو عذاب نہ ہوگا۔
- آپ نے اللہ سے دُعا کی تھی کہ آل پاک میں سے کوئی بھی جہنم میں نہ جائے' چنانچہ یہ قبول کر لی گئی۔
- سب سے پہلے آپ ہی پلصراط سے گذر کر جنت کو جائیں گے اور آپ کے سرِ انور اور چہرۂ پاک کے ہر بال کی جگہ نور ہوگا جبکہ پہلے انبیاء میں سے ہر ایک کو صرف دو دو نور حاصل ہوں گے۔
- میدان محشر میں موجود سب لوگوں کو آنکھیں بند کرنے کا حکم ملے گا کہ آپ کی لختِ جگر پلصراط سے گذر سکے چنانچہ آپ گذریں گی تو مونڈھے پر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون میں رنگا کپڑا ہوگا' آپ اللہ کے سامنے کھڑی ہو جائیں گی چنانچہ اللہ تعالیٰ ماں بیٹے کے بارے میں جو چاہے گا' فیصلہ فرمائے گا۔
- دروازہ کھلوانے کے لئے سب سے پہلے آپ ہی جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے چنانچہ سب سے پہلے آپ اندر جائیں گے اور پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا داخل ہوں گی۔
- آپ کی یہ بھی خصوصیت ہوگی کہ آپ کو کوثر ملے گا اور عظیم حوض دیا جائے گا حالانکہ حوض تو ہر نبی کو ملے گا لیکن آپ کا حوض سب سے لمبا چوڑا ہوگا اور سب سے لوگ یہیں سے پئیں گے۔
- آپ کو وسیلہ کا مرتبہ ملے گا اور یہ جنت میں سب سے اعلیٰ درجے کا نام ہے۔
- آپ کے منبر شریف کے پائے جنت کی سیڑھیوں کا کام دیں گے۔
- آپ کا منبر شریف جنت کے دروازے پر رکھا ہوگا' آپ کے منبر اور قبر انور کے درمیان جنت کی باغیچی ہو گی۔
- دنیا میں کی گئی آپ کی تبلیغ کی تصدیق کے لئے کسی کی گواہی کی ضرورت نہ ہوگی جبکہ تمام انبیاء علیہم السلام سے ان کی تبلیغ کی گواہی مانگی جائے گی بلکہ آپ سب انبیاء کی تبلیغ کے بارے میں گواہی دیں گے۔
- آپ کی دوستی اور رشتہ داری کے علاوہ ہر دوستی اور رشتہ داری کا تعلق کاٹ دیا جائے گا۔
- صرف حضور ﷺ کی عزت کے لئے تمام اولاد کو چھوڑ کر حضرت آدم علیہ السلام کی جنت میں کنیت رکھی جائے گی اور محمد کہہ کر ان سے بات ہوگی۔
- جن دنوں کوئی بھی نبی نہ آ سکا ان کے بارے میں احادیث آئی ہیں کہ انہیں قیامت کے دن آزمائش میں ڈالا جائے گا چنانچہ جو اس وقت فرمانبرداری کرے گا' جنت میں چلا جائے گا لیکن بے فرمان جہنم میں جائے گا اور آپ

کے سارے اہل بیت کے بارے میں گمان یہ ہے کہ اس آزمائش میں سب کے سب فرمانبرداری کرنے والے ہوں گے کیونکہ وہ آپ کی نظروں میں ہوں گے۔

یہ ثبوت بھی ملتا ہے کہ جنت کی سیڑھیاں قرآنی آیتوں جتنی ہوں گی چنانچہ قرآن پڑھنے والے کو کہا جائے گا کہ پڑھتے جاؤ اور اوپر چڑھتے جاؤ کیونکہ اس کا ٹھکانہ آخری آیت پڑھنے پر آئے گا۔ یہ بات کسی اور آسمانی کتاب میں نہیں ہے۔

- جنت میں سب کتابوں کو چھوڑ کر صرف آپ کی کتاب پڑھی جائے گی۔
- جنت میں ہر شخص آپ کی (عربی) زبان میں گفتگو کرے گا۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ سب سے پہلے آپ ہی دروازہ کھٹکھٹائیں گے' جنت کا خازن کھڑا ہو جائے گا اور کہے گا کہ تم کون ہو؟ میں کہوں گا: میں محمد ﷺ ہوں' وہ کہے گا' میں کھڑا ہو کر آپ کے لئے دروازہ کھولتا ہوں حالانکہ نہ تو اس سے پہلے میں کھڑا ہوا اور نہ ہی کسی اور کے لئے کھڑا ہوں گا۔ واللہ سجانہ وتعالیٰ اعلم۔

چوتھی فصل:

یہاں آخرت کے اندر آپ کو امت میں ملنے والی خصوصیت کا ذکر کیا گیا ہے۔

- یہ خصوصیت آپ کو حاصل ہے کہ زمین پھٹنے پر سب سے پہلے آپ ہی کی امت اس سے باہر نکلے گی اور یہ لوگ آئیں گے تو وضو کرتے رہنے کی وجہ سے ان کی پیشانیاں اور ٹانگیں چمکتی ہوں گی۔ وہ میدان محشر میں ایک بلند ٹیلے پر کھڑے ہونگے اور انبیاء علیہم السلام کی طرح ان کے پاس دو نور ہوں گے جبکہ اوروں کے پاس صرف ایک ایک نور ہوگا' پھر سجدوں کی وجہ سے پیشانیوں میں چمک ہوگی' ان کے سامنے ان کی اولادوں کے نام لئے جائیں گے .... انہیں ان کے اعمالنامے دائیں ہاتھوں میں پکڑائے جائیں گے .... پلصراط سے یہ لوگ ایسے گذر جائیں گے جیسے آسمانی کڑک اور تیز ہوا ہوتی ہے۔
- ان میں سے اچھے لوگ' بروں کی سفارش کریں گے' انہیں دنیا اور برزخ میں جلدی سے عذاب ہو جائے گا تا کہ قیامت کا عذاب مٹ جائے۔

یہ امتی قبروں میں داخل ہوتے وقت تو گناہوں سے بھرے ہوں گے لیکن نکلیں گے تو کوئی گناہ نہ رہے گا گناہ مٹا دیئے جائیں گے کیونکہ مومن ان کے لئے استغفار کرتے ہیں' انہیں وہ کچھ بھی ملے گا جس کی انہوں نے خود کوشش کی ہوگی اور وہ بھی ملے گا جو اوروں نے ان کے لئے کیا ہے حالانکہ پہلے لوگوں کو وہی ملے گا جو انہوں نے خود کوشش کی ہوگی۔

- ان کا فیصلہ سب سے پہلے ہو جائے گا ...... ان کے بڑے بڑے گناہ بخش دیئے جائیں گے ...... انہی کے اعمال کا ترازو بھاری ہوگا ...... یہ عدل و انصاف کے مرتبے لئے ہوں گے ...... یہ لوگوں کی اس بات میں گواہی دیں گے

کہ ان کے رسولوں نے انہیں سب کچھ پہنچا دیا تھا اور یہودی یا نصرانی کو ان میں سے ہر ایک کے بدلے میں لایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا: اے مسلمان! یہ آگ سے تمہارے بچنے کے لئے آپ کی جگہ بھیجا جا رہا ہے۔

- یہ سب امتوں سے پہلے جنت میں جائیں گے اور ان کے ساتھ ستر ہزار لوگ بلا حساب جنت میں چلے جائیں گے، پھر ان ستر ہزار میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں گے۔
- ان سب کے بچے جنت میں جائیں گے .... اہلِ جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی، باقی امتوں کی کل چالیس صفیں ہوں گی اور صرف ان کی صفیں اسّی ہوں گی۔
- اللہ تعالیٰ ان پر اپنی تجلّی ڈالے گا چنانچہ یہ اسے دیکھیں گے اور سجدے میں گر جائیں گے۔ اس پر امت کا اجماع ہے۔
- حدیث پاک میں آتا ہے کہ ہر امت کے کچھ لوگ جنت میں جائیں گے اور کچھ دوزخ میں لیکن صرف ایک یہ امت ہوگی کہ جو ساری کی ساری جنت میں جائے گی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

پانچویں فصل:

آپ کی ایسی خصوصیات کا بیان ہے جو آپ پر واجب تھیں لیکن پہلے انبیاء پر ہلکی تھیں اور کئی ایسی خصوصیات تھیں جن میں سے کچھ میں دوسرے نبی بھی شریک تھے۔

- آپ کی خصوصیت یہ تھی کہ آپ پر دوپہر کی نماز فرض تھی، وتر فرض تھے، تہجد فرض تھی، مسواک فرض تھی، عید الاضحیٰ فرض تھی، مشورہ کرنا فرض تھا، فجر کی دو سنتیں فرض تھیں، جمعہ کو غسل فرض تھا، زوال سے پہلے چار رکعت فرض تھیں، ہر نماز کا وضو فرض تھا اور جب بھی وضو ٹوٹ جاتا تو دوبارہ کرنا فرض تھا پھر مسواک کا فرض ہونا منسوخ ہو گیا۔
- اعوذ باللہ پڑھنا فرض تھا، دشمن کے مقابلے میں ڈٹ جانا فرض تھا خواہ ان کی تعداد زیادہ ہوتی۔
- جب آپ میدان میں کسی کو جنگ کی دعوت دے دیتے تو اسے قتل سے پہلے واپس نہ آتے .... انکار کرنے والے میں تبدیلی آجاتی تو اسے ظاہر کرتے .... کسی کے خوف سے گرتے نہ تھے۔
- آپ پر وعدہ پورا کرنا فرض تھا۔
- جو مسلمان تنگی کی حالت میں مر جاتا، اس کا قرض ادا فرماتے۔
- آپ نے بیویوں کو اپنے سے الگ ہونے کا اختیار دیا، آپ نے اسے پسند فرمایا اور جب انہوں نے آپ کو پسند کیا تو آپ نے انہیں ٹھہرا لیا۔ ان کے ہوتے آپ نے ان کی بات کا بدلہ لینے کے لئے کوئی دوسری شادی نہ کی، پھر یہ بات منسوخ ہو گئی تا کہ آپ کا احسان رہے۔
- فرض نماز آپ کامل پڑھتے تھے، خلل پیدا نہ ہونے دیتے۔

- ہر ایک کو اچھا بدلہ دیتے۔
- سیاست (سوجھ بوجھ کا کام) کے علم میں اکیلے آپ پر وہ بوجھ تھا جو ملا کر سب انبیاء پر تھا' اکیلے آپ کو وہ عمل کرنا ہوتا تھا جو سبھی مل کر کرتے تھے۔
- حالت وحی میں آپ کا وصال ہوا۔
- آپ سے کوئی نماز رہنے نہ پائی' نہ ہی روزہ چھوٹا اور نہ ہی دوسرے احکام چھوٹے۔
- آپ پر روزانہ ستر مرتبہ استغفار فرض تھا۔
- آپ کے سب نفل' فرضوں کے تابع ہوتے تھے' ان کا اجر زیادہ ملتا۔
- آپ کو روزانہ دن اور رات میں پچاس نمازوں کا ثواب دیا جاتا جیسے معراج کی رات فرض ہوئی تھیں۔

کچھ علماء نے پانچ فرض نمازوں کے علاوہ اور رکعتوں کے بارے میں حدیثیں لکھی ہیں چنانچہ رکعتوں کی تعداد سو بنتی ہے۔

- آپ کو یہ خصوصیت بھی حاصل تھی نماز کے موقع پر سونے والے کو جگانا آپ پر فرض تھا کیونکہ اللہ کا حکم ہے: اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ (اپنے ربّ کے راستے کی طرف بلایئے)۔
- عقیقہ آپ پر فرض تھا اور کسی کے ہدیہ دینے پر آپ اپنی طرف سے بھی اسے کچھ دیتے۔
- توکل کرنا آپ پر فرض تھا۔
- کسی شے کو ذخیرہ کرنا آپ پر حرام کر دیا گیا تھا۔
- آپ ایسے شخص کی اولاد کا نان ونفقہ ذمے لیتے جو تنگی کی حالت میں فوت ہوا ہوتا' سزا کے طور پر اگر کسی کے ذمے کچھ لگا ہوتا تو اس کی تنگی کی صورت میں آپ اسے ادا کر دیتے' یونہی کفارہ بھی ادا کر دیتے۔
- آپ کو یہ خصوصیت بھی ملی تھی کہ ناپسند چیز پر بھی صبر کرتے اور ایسے لوگوں کے ساتھ مل کر صبر کرتے جو اپنے پروردگار کو صبح وشام پکارا کرتے ہیں۔
- آپ کا طریقہ یہ تھا کہ لوگوں سے یوں بات کرتے کہ ان کی سمجھ میں آ سکے۔

چھٹی قسم:

آپ کی عظمت کی خاطر کچھ چیزیں آپ پر حرام کرنے کی خصوصیت بھی ملی تھی۔

رسولِ انور ﷺ پر زکوٰۃ' صدقہ اور کفارہ کا مال حرام کر دیا گیا' یونہی آپ کی آل پر اور غلاموں پر بھی حرام کیا گیا بشرطیکہ ان کے پاس ضرورت کی شے موجود ہوتی اور اس پر اجماع ہے کہ آپ کی بیویوں پر بھی یہ چیزیں حرام تھیں۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ آپ پر آنکھوں دیکھی چیز کا صدقہ لینا حرام تھا جیسے مسجدیں اور

کنوؤں کا پانی ہاں لوگوں کے ذریعے ملنے والا حرام نہ تھا (آپ اسے ہدیہ شمار فرما کر کھا لیتے)۔

- آپ پر یہ بھی حرام تھا کہ اپنی آل کو کہیں کا عامل بنائیں .... یونہی نذر اور کسی کے کفارہ کا مال انہیں بھیجیں ...... یونہی اولادِ اسماعیل میں سے کسی کی قیمت لے کر کھانا بھی حرام تھا۔
- یونہی قرآن میں آپ پر کتابت اور شعر کہنا بھی حرام کیا گیا۔
- آپ پر حرام تھا کہ آپ کی امت میں سے کوئی ہتھیار پہن لیتا تو اسے اتارنے کا حکم دیتے، ہتھیار پہن کر یا تو اسے لڑنا ہوتا یا شہادت پانی ہوتی، یونہی سب انبیاء علیہم السلام نے کیا۔
- آپ پر اس نیت سے کسی پر احسان کرنا حرام تھا کہ اس کے بدلے میں آپ کو اس سے زیادہ ملے۔
- چوری چھپے نامحرم کو دیکھنا حرام تھا اور یونہی کتابی عورت سے نکاح حرام تھا .... لوگوں کے مال کو نظر میں رکھنا حرام تھا۔
- دشمن کی طرف سے اللہ اکبر کی آواز سنائی دینے کے بعد آپ کے لئے ان پر ڈاکہ ڈالنا حرام تھا۔
- آپ کے اعلان نبوت سے قبل، لوگوں پر شراب حرام ہونے سے بیس سال پہلے ہی آپ کے لئے شراب پینا حرام تھا بلکہ آپ نے کبھی بھی نہ پی تھی اور نہ ہی دورِ جاہلیت اور درِ اسلام میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پی تھی۔
- اعلان نبوت سے پانچ سال پہلے ہی آپ کے لئے بے پردگی اور عریانی حرام قرار دے گئی۔

ساتویں قسم:

آپ کے لئے کون کونسی چیزیں جائز اور مباح قرار دی گئیں؟

- رسول اللہ ﷺ کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ مسجد میں بحالت ناپاکی قیام رکھ سکتے تھے جیسے **باب الغسل** میں آ چکا۔
- آپ سواری پر اور بیٹھ کر وتر پڑھ سکتے تھے حالانکہ یہ آپ پر فرض تھے، اس میں بلند آواز سے قراءت کر سکتے تھے۔
- ایک رکعت کی نماز کا کچھ حصہ کھڑے ہو کر اور کچھ بیٹھ کر پڑھنا آپ کے لئے جائز تھا، یہ کچھ علماء کا قول ہے۔
- بھرپور شہوت کے باوجود آپ کے لئے بحالتِ روزہ بیوی کا بوسہ لینا جائز تھا کیونکہ آپ معصوم تھے۔
- آپ کے لئے مسلسل روزے رکھنا جائز تھا۔
- آپ اپنے کھانے، پینے اور پہننے کے لئے ضرورت کے وقت کسی کو دینے پر مجبور کر سکتے تھے اور ان چیزوں کے مالک کے لئے ضروری تھا کہ آپ کو پیش کر دے خواہ خود وہ ہلاک ہی کیوں نہ ہو جائے اور رسول اللہ ﷺ پر اپنی جان ہی کیوں نہ نثار کر دے۔
- اجنبی عورتوں پر نظر ڈالنا، علیحدگی میں ان کے ہاں بیٹھنا اور اپنے پیچھے سوار کر لینا آپ کے لئے جائز تھا۔
- چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنا آپ کے لئے جائز تھا، سب انبیاء کا یہی حال تھا۔

- ابتداء اور آخر میں مہر دیئے بغیر آپ کے لئے نکاح جائز تھا' ولی اور گواہوں کی ضرورت نہ تھی' پھر احرام پہنے ہوئے اور عورت کی رضا کے بغیر بھی جائز تھا۔
- جب آپ کو کسی عورت سے نکاح کی خواہش ہو جاتی تو صرف خواہش ہی کے بعد کسی اور کے لئے حرام ہو جاتا کہ اسے نکاح کا پیغام دے۔
- اگر کسی شادی شدہ کو نکاح میں لینے کا ارادہ کرنا ہوتا تو اس کے شوہر پر لازم ہو جاتا کہ آپ کے نکاح کی خاطر اسے طلاق دیدے۔
- یہ صرف آپ ہی کو حق حاصل تھا کہ کسی کے نکاح کے پیغام پر اس عورت کو پیغام بھیج سکیں۔
- آپ کے لئے یہ جائز تھا کہ جس عورت کے ساتھ چاہیں' اس کی مرضی اور اس کے ولی کی اجازت کے بغیر اس سے نکاح فرمالیں چنانچہ آپ نے دونوں طرف کے والیوں کے بغیر اور عورت کی مرضی اور اجازت کے بغیر نکاح کیا تھا پھر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لڑکی سے نکاح کیا حالانکہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔
- حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اپنے بیٹے کو حکم دو کہ تمہارا مجھ سے نکاح کر دے چنانچہ چھوٹا ہونے کے باوجود اس نے ان کا نکاح کیا' ابھی بالغ بھی نہ تھا۔
- اللہ تعالیٰ نے آپ کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کیا اور آپ نے ان سے صحبت کی' صرف اس بناء پر کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ان سے نکاح کر دیا تھا' اپنی طرف سے آپ نے نکاح نہ پڑھا تھا۔
- آپ کے لئے یہ جائز تھا کہ کوئی بات کر کے اس میں سے وقفہ کے بعد کسی چیز کی ہاں یا نہ کر دیں۔
- آپ کے لئے اجازت تھی کہ مالِ غنیمت میں سے تقسیم سے پہلے ہی جتنا چاہیں' لے لیں۔
- آپ کے لئے جائز تھا کہ اپنی اور اپنے بچے کی گواہی دے لیں اور اس کی شہادت بھی قبول فرما سکتے تھے جو اپنی اور اپنے بچے کی دے۔
- آپ ہدیہ قبول فرما سکتے تھے جبکہ دوسرے کسی حاکم کے لئے یہ جائز نہ تھا۔
- یہ صرف آپ کے لئے جائز قرار دیا گیا تھا کہ بالفرض آپ پر کوئی زنا کی تہمت لگائے تو گواہی مانگے بغیر اسے قتل کرا دیں جبکہ کسی اور کے لئے یہ جائز نہ تھا۔
- یہ صرف آپ کے لئے جائز تھا کہ جس کے لئے چاہیں ''صلوٰۃ'' کا بول کر دُعا فرما سکتے تھے جبکہ ہمارے لئے یہ جائز نہیں کہ آپ اور فرشتوں کے سوا کسی اور پر صلوٰۃ پڑھیں۔
- آپ نے اپنی ساری امت کے لئے قربانی کی جبکہ کسی اور کے لئے یہ جائز نہیں کہ کسی کی اجازت کے بغیر اس کے لئے قربانی کرے۔
- یہ صرف آپ کے لئے جائز تھا کہ اپنے اور اللہ کے درمیان کسی کے خلاف دل میں کوئی بات رکھ لیں۔

- آپ کے لئے جائز تھا کہ اپنے گالی دینے والے یا ہجو کرنے والے کو قتل کر دیں۔
- آپ علاقہ فتح کرنے سے پہلے کسی کو بھی اس میں سے کچھ زمین دے سکتے تھے کیونکہ اللہ نے آپ کو پوری زمین کا مالک بنا دیا ہے اور پھر جنت میں سے کسی کو وارث بنانا آپ کے لئے اور آسان تھا۔ واللہ اعلم۔

آٹھویں قسم:

آپ کو ملنے والی کرامتیں اور فضیلتیں۔

- رسولِ اکرم ﷺ کو نماز کا منصب دیا گیا اور یہ بھی منصب ملا تھا کہ آپ کا کوئی وارث نہ بن سکے۔ انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ بھی یونہی تھا تاہم انہیں یہ اجازت تھی کہ اپنے سارے مال کو صدقہ کرنے کی وصیت کر دیں۔
- آپ خود جب جنگ کے لئے روانہ ہوتے تو ہر ایک کے لئے لازم ہو جاتا تھا کہ آپ کے ہمراہ چلے کیونکہ فرمانِ الٰہی ہے:

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ○

"مدینہ والوں اور ان کے اردگرد دیہات والوں کے لئے لائق نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے پیچھے بیٹھ رہیں۔"

لیکن یہ حکم آپ کے خلفاء کے لئے نہ تھا۔

- آپ کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ آپ کی بیویوں اور بیٹیوں کو چادر پہنے دیکھنا حرام قرار دیا' یہ بھی حرام تھا کہ شہادت وغیرہ کے موقع پر اپنا چہرہ یا ہتھیلیاں کسی کو دیکھنے دیں' یونہی آمنے سامنے ہو کر سوال کرنا حرام تھا اور ان کے لئے چھتوں پر نماز پڑھنا بھی حرام تھا' حالانکہ وہ تمام مؤمنوں کی مائیں تھیں اور آپ کے بعد گھروں میں بیٹھنا ان کے لئے لازم تھا۔
- آپ نے اپنی بیویوں اور آل کے لئے یہ جائز قرار دیا تھا کہ حالت حیض و جنابت میں مسجد کے اندر بیٹھ سکیں۔
- آپ کے لئے بیٹھ کر اور کھڑے ہو کر نفلی نماز پڑھنا ایک جیسا تھا' آپ بغیر کسی مجبوری کے بھی بیٹھ سکتے تھے۔
- نماز کے دوران نمازی پر یہ لازم تھا کہ آپ کے بلانے پر آپ کا حکم مانیں اور یونہی دوسرے انبیاء کا حکم ماننا لازم ہوتا تھا۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ نماز میں ہنسنے والے پر وضو لازم نہیں ہوتا لیکن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اس لئے لازم ہوتا تھا کہ آپ کے پیچھے کھڑے ہنسے ہوتے تھے۔
- یہ حرام کر دیا گیا تھا کہ آپ کے حجروں کی پچھلی طرف سے کوئی آپ کو آواز دے اور دور سے چلا کر بلائے۔
- آپ کی یہ بھی خصوصیت تھی کہ خون مبارک حلال تھا نیز پیشاب مبارک اور دوسرے فضلات (پاخانہ وغیرہ) حلال تھے بلکہ آپ کا پیشاب مبارک پینے میں شفاء تھی۔

- آپ کو کوئی گالی نکالتا تو قتل کر دیا جاتا' آپ کی توہین کرنے والا کافر ہو جاتا۔
- آپ سے محبت رکھنا تمام امت پر فرض ہے اور یونہی آپ کے آل واصحاب سے محبت فرض ہے۔
- آپ کی کسی بیوی نے آپ سے بغاوت نہیں کی۔
- آپ کی بیٹیوں کی اولاد آپ سے منسوب تھی چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ فرمایا: ہر نبی کی اولاد ان کی پشت سے ہوئی لیکن میرا معاملہ ایسا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری اولاد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پشت سے پیدا کی ہے۔
- آپ کی کسی صاحبزادی کے ہوتے ہوئے ان کے شوہر کے لئے یہ جائز نہ تھا کہ کسی اور سے شادی کرے بلکہ کچھ علماء نے تو یہ کہا ہے کہ آپ کی اولاد میں سے بھی یہ سلسلہ جائز نہ تھا اگرچہ قیامت تک اولاد در اولاد چلی جائے اور اس کی دلیل بالکل ظاہر ہے۔
- جو شخص دونوں طرف سے آپ کے ساتھ دامادی کا سلسلہ قائم رکھے' وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔
- جس محراب میں آپ نے نماز پڑھی ہوتی' اس میں دائیں بائیں کھڑے ہو کر بھی نماز نہیں پڑھی جا سکتی تھی۔
- آپ کا یہ منصب ہے کہ کسی کے لئے لفظ رحمة کا استعمال کر کے دُعا کر سکتے تھے۔
- کسی بھی شخص کیلئے یہ جائز نہیں کہ اپنی انگوٹھی میں محمّد رسول اللّٰہ نقش کرا سکے جیسے آپ کی انگوٹھی پر نقش تھا۔
- حالت خواہ غضب کی ہوتی یا رضاء کی' آپ حق بات فرمایا کرتے۔
- آپ کی خواب وحی الٰہی ہوتی تھی جیسے دوسرے انبیاء علیہم السلام کی ہوتی تھی۔
- انبیاء علیہم السلام دیوانہ نہیں ہو سکتے تھے اور نہ ہی لمبے عرصے کے لئے ان پر بیہوشی طاری ہوتی تھی حالانکہ ان کی بیہوشی دوسروں سے الگ قسم کی ہوتی تھی جیسے ان کی نیند دوسروں سے الگ تھی۔

بات کا حاصل یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان میں ایسا کوئی نقص نکالنا جائز نہیں جس سے لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا ہو' انہیں پاکیزہ جاننا فرض ہے۔

- آپ کے لئے یہ جائز تھا کہ جسے جو چاہیں خصوصیت دیدیں چنانچہ آپ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت' دو آدمیوں کے برابر قرار دیا تھا اور یونہی حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رو لینے کی اجازت دی تھی اور حد لگانے میں حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اجازت دی تھی۔
- ایک شخص اس شرط پر ایمان لایا تھا کہ وہ صرف دو ہی نمازیں پڑھا کرے گا چنانچہ آپ نے یہ بات مان لی تھی۔
- آپ نے مہاجرین کی بیویوں کو یہ خصوصیت دی تھی کہ اپنے فوت شدہ شوہروں کے گھروں کی وارث بن جائیں کیونکہ وہ غریب تھیں اور ان کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورج طلوع ہونے سے روزہ رکھتے' طلوع فجر سے نہ رکھتے تو ظاہر ہے کہ یہ آپ

کے لئے خصوصیت تھی۔

- آپ نے اپنے اہلِ بیت کو دودھ پیتے میں روزہ رکھوا دیا تھا۔
- آپ جیسے آگے دیکھتے' ویسے ہی پیچھے اور دائیں بائیں دیکھا کرتے۔
- رات اور اندھیرے میں بھی آپ ویسے ہی دیکھتے جیسے دن اور روشنی میں دیکھتے۔
- آپ کے منہ میں موجود لعاب مبارک نمکین پانی کو میٹھا کر دیتا۔
- آپ دودھ پیتے بچے تک کا حق ادا فرماتے۔ آپ کی آواز اور کان کی قوت کا مقابلہ کوئی نہ کر سکتا تھا۔
- آپ کی آنکھوں میں نیند دکھائی دیتی تھی' دل جاگ رہا ہوتا تھا۔
- آپ نے نہ تو کبھی جمائی لی اور نہ ہی کبھی احتلام ہوا' ان تینوں چیزوں میں انبیاء علیہم السلام ایک جیسے تھے۔
- پسینہ مبارک کستوری سے زیادہ خوشبو دار تھا۔
- جب آپ کسی لمبے قدر والے کے ہمراہ چلتے تو اس سے لمبے دکھائی دیتے اور جب بیٹھے ہوتے تو آپ کے کندھے تمام بیٹھنے والوں سے اونچے دکھائی دیتے۔
- آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا اور نہ ہی سورج اور چاند کی روشنی میں دکھائی دیتا کیونکہ آپ نور تھے۔
- آپ کے لباس پر مکھی کبھی نہ بیٹھی اور نہ کبھی کسی جوں نے آپ کو تکلیف دی۔
- جب آپ کسی چوپائے پر سوار ہو جاتے تو وہ نہ لید کرتا' نہ پیشاب۔
- آپ کے پاؤں کے نچلے حصہ میں خلاء نہ تھا اور خنصر انگلی ذرا سے فاصلے پر تھی۔
- جب آپ چلتے تو زمین لپیٹ دی جاتی۔
- آپ کو ہم بستری کے لئے چالیس مردوں جتنی طاقت حاصل تھی۔
- کسی چیز کو پکڑتے تو سو آدمی جتنی طاقت ہوتی۔
- کھانا کھانے میں آپ سیر دکھائی دیتے اور ایک دفعہ چاٹ لینا ہی آپ کو سیر کر دیتا۔
- قضاءِ حاجت کے موقع پر جو کچھ نکلتا' اسے زمین چاٹ لیتی اور اس مقام سے کستوری کی خوشبو آتی' انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ یونہی ہوتا ہے۔
- حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ تک آپ کی نسب میں کوئی قاتل نہیں ہوا۔
- آپ (شروع سے آخر تک) سجدہ کرنے والوں میں چلے آئے اور نبی بن کر پیدا ہوئے۔
- آپ کے والدین کے ہاں آپ کے علاوہ کوئی اولاد نہ تھی۔
- آپ کی ولادت ہوتے ہی بُت اوندھے گر گئے۔

- آپ ختنہ شدہ پیدا ہوئے' ناف کٹی ہوئی تھی اور صاف ستھرے تھے' کوئی پلیدی نہ تھی اور اِس دوران جب آپ کو زمین رکھا گیا تو عاجزی وزاری کرنے والے اور گڑگڑانے والے کی طرح انگلی اُوپر کو اُٹھا رکھی تھی۔
- اس موقع پر آپ کی والدہ نے ایک نور نکلتا دیکھا جس میں شام کے محل دکھائی دینے لگے' امہات المؤمنین نے یونہی دیکھا تھا۔
- آپ کو جس جس عورت نے دودھ پلایا' مسلمان ہو گئی تھی۔
- اسی دوران آپ فرشتوں کے ہِلائے بغیر نہ ہلتے تھے۔
- چاند ادھر ہی چلتا جاتا جدھر آپ انگلی اٹھاتے۔
- آپ نے پنگھوڑے ہی میں بولنا شروع کر دیا تھا اور یونہی کچھ اور بچے بھی بولے تھے۔
- آپ جب بھی بولتے تو یوں پڑھتے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا۔
- آپ کی روحِ انور جسم سے نکال لینے کے بعد واپس ڈال کر پوچھا گیا کہ آپ ابھی رہنا چاہتے ہیں یا آخرت کو جانے کا ارادہ ہے؟ آپ نے اللہ کی طرف جانے کا ارادہ بتایا' سب انبیاء علیہم السلام نے یونہی کیا۔
- مرضِ وصال میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو تین دن تک بھیجا کہ آپ کا حال پوچھیں۔
- جب ملک الموت آپ کے پاس حاضر ہوا تو اسماعیل نامی ایک فرشتہ بھی ساتھ اترا جو ہوا میں رہتا تھا جو نہ تو کبھی آسمان کی طرف چڑھا تھا اور نہ ہی اس وقت تک زمین پر اترا تھا۔ لوگوں نے ملک الموت کو روتے سنا اور وہ آپ پر یہ کہہ کر رو رہا تھا: وَامُحَمَّدَاه! اللہ تعالیٰ نے اس دوران آپ پر خود اور فرشتوں نے صلوٰۃ پڑھی اور پھر امام کے بغیر لوگوں نے فوج درفوج آپ پر دُعا مانگی' اور کہنے لگا کہ یہ زندگی میں بھی تمہارے امام تھے اور وصال کے بعد بھی' دُعاء مشہور طریقے پر نہ تھی جو دوسروں کے لئے پڑھی جاتی ہے۔
- آپ کو گھر میں وہیں دفن کیا گیا جہاں روحِ نور قبض کی گئی اور انبیاء کے ساتھ یونہی ہوتا ہے۔
- دوسرے انبیاء کے لئے قبرستان میں دفن ہونا افضل ہوتا تھا۔
- آپ کے وصال سے زمین چونکہ بے جان ہو گئی تھی لہٰذا تاریک ہو گئی۔
- آپ اپنی قبر شریف میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور انبیاء یونہی کرتے ہیں۔
- آپ کی احادیث پڑھنا قرآن ہی کی طرح عبادت ہوتا ہے۔ اس کے لئے غسل کرنا مستحب ہوتا ہے اور خوشبو بھی لگانی چاہئے۔
- آپ کے قریب آواز بلند کرنے سے ویسے ہی روکاوٹ ہے جیسے زندگی میں تھی۔
- حدیث پڑھنے کے دوران کسی کے لئے اٹھنا مکروہ ہے۔
- حدیث پڑھانے والوں کے چہرے ہمیشہ تروتازہ رہتے ہیں۔

- آپ کے تمام صحابہ عدل و انصاف والے تھے۔
- یہ بھی آپ کی ایک خصوصیت ہے کہ آپ کے بعد دوسرے انبیاء کے برعکس' ایک ہی امام ہوتا ہے۔
- پوری مخلوق میں سے کوئی بھی آپ کی آل کا ہم کفو نہیں ہو سکتا' انہیں ''اشراف'' کہا جاتا ہے اور یہ آل' حضرت علی' حضرت عقیل' حضرت جعفر اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولاد کو کہا جاتا ہے' پہلے بزرگانِ دین نے یہی رواج بنایا ہوا تھا البتہ حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد کو ''شریف'' کہنا مصر میں فاطمی خلفاء کے موقع پر ہوا تھا۔
- سرکارِ دو عالم ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خصوصیت یہ تھی کہ آپ کو ماہواری نہیں آتی تھی اور جب آپ کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو تھوڑی ہی دیر بعد آپ نفاس سے پاک ہو جاتیں اور ایک بھی نماز قضاء نہ ہونے پاتی اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو ''زہراء'' کہا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ جب انہیں بھوک لگی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا چنانچہ اس کے بعد کبھی بھی انہیں ویسی بھوک نہیں لگی۔ جب ان کا وصال ہوا تو انہوں نے خود ہی غسل کر کے وصیت کر دی کہ ان کا لباس نہ اُتارا جائے لہٰذا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اسی غسل کے ساتھ دفن کر دیا۔

- رسول اللہ ﷺ گنجے کے سر پر ہاتھ پھیر دیتے تو اسی وقت بال اُگ آتے۔
- آپ نے کھجور کا ایک پودا لگایا تو اسی سال پھل دینے لگا۔
- آپ گھر میں رات کے وقت تبسم فرماتے تو گھر میں روشنی ہو جاتی۔
- ابھی حضرت جبریل علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ ہی پر ہوتے کہ آپ اسکے پروں کے پھڑ پھڑانے کی آواز سن لیتے اور جب وہ وحی لے کر آ رہے ہوتے تو آپ کو پہلے ہی ان کی خوشبو آ جاتی' وہ حاضر ہو کر قرآن کا معنی بتایا کرتے۔
- آپ کے بعض صحابہ کے وصال پر اللہ کا عرش ان کی روح کی ملاقات کی خوشی میں جھوم کر حرکت کرنے لگا تھا۔
- جب بھی آپ کسی راستے سے گذر جاتے تو خوشبو ہی سے پتہ چل جاتا کہ آپ ادھر سے گذرے ہیں۔

حاصل یہ کہ آپ کے اوصاف حد و حساب میں آنے والے نہیں۔ یہاں اتنے بیان کر دینے ہی کافی ہیں' انہی سے ...ے اوصاف کا پتہ چل جاتا ہے۔

میں نے یہ خصوصیتیں حضرت سیدنا شیخ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تحریر کردہ سے لئے ہیں۔ آپ ... ماتے ... تھے کہ میں نے یہ خصائص بیس سال کی مدت میں تلاش کئے ہیں اور میں نہیں جانتا کہ اس حد تک کسی اور نے جمع ...ئے ہوں۔ واللہ اعلم۔

باب

نکاح کی ابتدائی ضرورتیں اور قدرت والے ضرورت مند کو نکاح کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نکاح کر لینے پر زور دیتے تھے اور ایک ہمت والے کے لئے یہ پسند نہ فرماتے کہ وہ نکاح کرنا چھوڑ دے۔

- آپ اکثر فرمایا کرتے: اے جوانو! جس کے پاس قوۃ باہ ہے اسے شادی کرنی چاہئے کیونکہ یہ نظروں کو جھکاتی اور شرمگاہ کی حفاظت کرتی ہے اور اگر وہ طاقت نہیں رکھتا تو اسے روزے رکھنے چاہئیں کیونکہ یہ برائی سے روکتے ہیں۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ بندے کا ایک درجہ بلند کرے گا تو وہ پوچھے گا کہ یہ درجہ مجھے کہاں سے مل گیا؟ اس سے کہا جائے گا، تمہاری اولاد کے دُعا کرنے کی وجہ سے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: بخدا میں اس اُمید پر اپنے آپ کو ہم بستری پر مجبور کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی بچہ دیدے جو اللہ کی حمد وثناء کیا کرے۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی حلال کام کرنے سے حیاء کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے حرام کام کرنے میں الجھا دیتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: جس میں نکاح کرنے کی ہمت ہو اور وہ نکاح نہ کرے تو ہم میں شمار نہیں ہوگا۔
- آپ ہی نے فرمایا تھا کہ جب کوئی شخص شادی کر لیتا ہے تو وہ آدھا دین مکمل کر لیتا ہے، باقی کے لئے اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہئے۔
- آپ فرماتے تھے: جو شخص پاک دامنی کے لئے نکاح کر لیتا ہے تو اللہ کا حق ہوتا ہے کہ اس کی مدد فرمائے۔
- آپ فرماتے تھے: جو اللہ کی خاطر نکاح کرلے تو اچھا رہے گا اور برائیوں سے بچ جائے گا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ میں ایسے جوان کو دیکھ کر کانپ جاتا ہوں جسکے پاس بیوی نہیں ہوتی۔
- حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الگ تھلگ رہنے کا حکم فرمایا اور اگر آپ انہیں اجازت دے دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں ایک جوان آدمی ہوں اور مجھے گناہ میں پڑنے کا ڈر رہتا ہے اور پلے بھی کچھ نہیں تو کیا میں خصی نہ ہو جاؤں؟ آپ خاموش ہو گئے، میں نے

پھر عرض کی تو پھر خاموش ہو گئے' میں نے پھر عرض کی تو آپ نے چہرۂ انور پھیر لیا' پھر اس کے بعد فرمایا: اے ابوہریرہ! جس عمر میں تم پہنچ چکے ہو' معاملہ ختم ہو چکا تاہم اس کے پیش نظر حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ خصوصیت ٹھہری۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب اس بارے میں پوچھا جاتا تو آپ یہ آیت پڑھتیں:
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ فَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۝ (رعد: ۳۸)
(''ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے تو ان کے لئے بیویاں اور اولاد بنائی۔'')
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں خصّی ہونے کو پسند نہیں کرتا کیونکہ اس سے مخلوق کی نشوونما رُک جاتی ہے۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ۱۸۰ھ ہوگا تو میری امت کے لئے پہاڑوں کی چٹانوں پر الگ تھلگ اور راہبانہ زندگی گذارنا حلال ہو جائے گا۔
- کئی مرتبہ آپ سے سنا گیا کہ ایک اہل وعیال والے کا صرف دو رکعت پڑھ لینا دنیا سے کنارہ کشی کرنے والے کے اسی رکعت پڑھنے کا درجہ رکھتا ہے۔
- آپ یہ بھی فرماتے تھے: نکاح کرنا میری سنت ہے' جو اس سے ہٹے گا' وہ میرا ساتھی نہ ہوگا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ شادی سے الگ تھلگ ہونے والے کو فرماتے: شادی کرو کیونکہ اس امت میں بہتر وہ ہوگا جس کی بیویاں زیادہ ہوں گی۔
- آپ یہ بھی فرماتے تھے: تم میں سے وہ شر پسند گنا جائے گا جو شادی سے الگ ہو جائے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

کسی عورت کو نکاح کا پیغام دیا جا سکتا ہے؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تم میں سے شادی کرنا چاہتا ہے تو اسے چھپا کر پیغام دینا ہوگا' اسے اچھی طرح وضو کرنا چاہئے' پھر جو ممکن ہو' پڑھے اور پھر اللہ سے استخارہ کرے۔

- آپ فرماتے تھے: محبت کرنے والی اور اولاد پیدا کرنے والی سے شادی کرو کیونکہ میں قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کو تمہاری کثرت دکھاؤں گا۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا: اولاد پیدا کرنے والی عورتوں سے نکاح کرو کیوں کہ قیامت کے دن تمہاری وجہ سے فخر کر سکوں گا۔

- حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ‘ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے زید! تم نے شادی کی ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں‘ فرمایا: شادی ضرور کرو‘ بیوی سمیت الزام سے بچے رہو گے لیکن یاد رکھو کہ (ایک وقت میں) پانچ قسم کی عورتوں میں سے کسی کے ساتھ شادی نہ کرنا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ کونسی ہیں؟ اس پر فرمایا: شہبرہ‘ بہرہ‘ نہبرہ‘ ھندرہ اور لفوت‘ انہوں نے عرض کی کہ میں ان کے بارے میں جان نہیں سکا؟ آپ نے فرمایا: شہبرہ وہ ہوتی ہے جو نیلگوں آنکھوں والی ہو‘ لہبرہ‘ لمبی اور پتلی عورت کو کہتے ہیں‘ نہبرہ‘ بہت بوڑھی عورت ہوتی ہے‘ ھندرہ‘ چھوٹے قد والی لیکن ذلیل کو کہتے ہیں اور لغوات وہ عورت ہوتی ہے جس کے پاس کسی اور سے بچہ ہو۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک دن ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے ایک خوبصورت عورت ملی ہے لیکن بانجھ ہے تو کیا اس سے شادی کرلوں؟ فرمایا: نہیں‘ وہ دوبارہ گیا اور پھر عرض کی تو آپ نے روک دیا‘ تیسری مرتبہ حاضر ہوا تو پھر بھی آپ نے منع فرمایا اور فرمایا: محبت کرنے والی اور بچے جننے والی عورت سے شادی کرو کیونکہ قیامت میں میں تمہاری کثرت دکھاؤں گا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت سے شادی کی اور اس سے ہم بستری کی‘ اسے ادھیڑ عمر دیکھا تو طلاق دیدی اور فرمایا: نہ جننے والی عورت لینے سے بہتر یہ ہے کہ گھر میں بندر ہو۔
- جب حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شادی شدہ عورت سے شادی کی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا تم نے کنواری سے شادی کیوں نہیں کی‘ تم اس سے کھیلتے اور وہ تم سے۔
  ایک روایت میں ہے: تم اسے پکڑتے اور وہ تمہیں۔
- آپ ایسی شادی شدہ سے شادی کرنے کی اجازت دیتے جس کے پاس صرف بچیاں ہوں یا اس کی چھوٹی بہنیں ہوں اور ان کی خدمت کرنے والا کوئی نہ ہو۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ عورتوں سے شادی کرو کیونکہ یہ مال لاتی ہیں۔
- آپ نے فرمایا تھا: عورت چار وجہ سے شادی کرتی ہے: اپنے مال‘ خاندانی شرافت‘ حسن اور دین کی وجہ سے لہٰذا یاد رکھو کہ دین والی سے شادی کرو۔
- حضور ﷺ نے فرمایا: اصل میں وہ آدمی مسکین ہے‘ مسکین ہے اور مسکین ہے جس کی بیوی نہ ہو خواہ وہ غنی ہی کیوں نہ ہو‘ یونہی وہ عورت بھی مسکین ہے‘ مسکین ہے اور مسکین ہے جس کا کوئی شوہر نہ ہو خواہ مال کے لحاظ سے وہ غنی ہو۔
- آپ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کو پاکیزہ اور ستھرا ہو کر ملنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اسے آزاد عورت سے شادی کرنی چاہئے۔

- آپ ہی نے فرمایا: دنیا ایک مال و متاع کی جگہ ہے اور اس میں سب سے بہتر سامان نیک عورت ہوتی ہے کہ اگر شوہر کی طرف دیکھے تو اسے خوش کر دے' اسے حکم کرے تو وہ فرمانبرداری کرے' اگر کسی کام کی قسم دے تو پوری کر دے اور اگر وہ شوہر کہیں چلا جائے تو اپنی عزت کی حفاظت کرے اور اس کے مال کا دھیان کرے۔
- رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ آدمی تین وجہ سے نیک بخت شمار ہوتا ہے: اسے نیک بیوی ملے' اچھا گھر ملے اور اچھی سواری لیکن اس کی بدبختی بھی تین چیزوں میں ہوتی ہے: بری بیوی' برا مکان اور خراب سواری۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آدمی کے لئے چار چیزیں نیک بختی کی نشانی ہیں: نیک عورت ملے' اولاد نیک ہو' مل بیٹھنے والے نیک ہوں اور اس کی روزی اسی کے شہر میں ہو۔

- آپ فرماتے تھے: میری امت کی بہتر عورتیں وہ ہیں جو خوبصورت ہوں اور ان کا حق مہر کم ہو۔
- آپ نے فرمایا: جو شخص عورت کی عزت کی وجہ سے کسی سے شادی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ذلیل ہی کرتا رہے گا' جو اس کے مال کے طمع میں شادی کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے محتاج رکھے گا' جو صرف حسن ہی دیکھ کر شادی کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے کمینہ بنائے رکھے گا اور جو اس لئے شادی کرتا ہے کہ اس کی آنکھ حیاء دار رہے' اسے بدکاری سے بچائے یا صلہ رحمی کر دے تو اللہ تعالیٰ مرد کے لئے اس عورت میں برکت رکھے گا اور اس عورت کے لئے اس بندے میں برکت فرمائے گا اور کان کٹی سیاہ بہت اچھی ہوتی ہے بشرطیکہ دیندار ہو۔

فروع:

عورت کے ولی کو اس بات سے روکا گیا ہے کہ کوتاہی کر کے توبہ کرنے والی کا ذکر شادی کے خواہش مند سے کرے۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ایک شخص نے ایک آدمی کی بہن کے لئے اس کے بھائی کو نکاح کا پیغام دیا تو اس نے کہا کہ اس نے بدکاری کی ہے' اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مارا' یا کہا کہ مارنا چاہا' پھر فرمایا: یہ بات کہنے کی تمہیں کیا ضرورت تھی؟

- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص سیاہ خضاب استعمال کرتا ہو تو وہ کسی عورت کو نکاح کا پیغام دیتے وقت بتا بھیجے کہ وہ خضاب لگاتا ہے۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ بہتر بیوی وہ ہوتی ہے جو پاک دامن اور کنواری ہو یعنی اپنی شرمگاہ کے لحاظ سے تو پاک دامن ہو اور اپنے شوہر کے لئے جوان دکھائی دے۔
- آپ نے فرماتے تھے. سب سے بہتر سفارش یہ ہے کہ نکاح میں دو کے درمیان سفارش کرے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ کچھ لوگ حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ ! کیا ہم انصار کی

عورتوں سے شادی نہ کرلیا کریں؟ فرمایا: ان میں غیرت بہت زیادہ ہے۔

- آپ نے فرمایا: اپنے بیٹے اور بیٹیوں کی شادیاں کیا کرو۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! یہ ہمارے لڑکے ہیں' ان کے نکاح تو ہم کرتے ہیں' لڑکیوں کے نکاح کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: انہیں سونے چاندی کا زیور پہناؤ' بہتر کپڑے دو اور انہیں اچھا عطیہ دو تا کہ شوہر ان کا شوق رکھیں۔

فصل:

اس فصل میں بتایا گیا ہے کہ ایسی عورت کو نکاح کا پیغام دینے کی حیثیت کیا ہے جس کا والی اسے مجبور کرسکتا ہے یا خود نکاح کا شوق رکھتی ہے۔

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ مانگا تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں تو آپ کا بھائی لگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم دین الٰہی اور قرآن کے لحاظ سے بھائی ہو لہٰذا یہ میرے لئے حلال ہیں۔

- حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب فوت ہوئے تو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے میرے نکاح کے لئے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا' میں نے عرض کی کہ میری ایک بیٹی ہے چنانچہ مجھے شرم آتی ہے۔ آپ نے فرمایا: رہی بیٹی تو اس کے بارے میں ہم اللہ سے دُعا کریں گے کہ اسے اس کی ضرورت نہ رہے' رہی یہ تو ہم اللہ سے اس کے لئے دُعا کریں گے کہ اس کی یہ شرم و غیرت نہ رہے۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: باوجودیکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ سے پہلے دو شخصوں سے شادیاں کرچکی تھیں پھر بھی ان کے پیغام کی وجہ یہ تھی کہ آپ انکی بہن کی بکریاں اور اونٹ چراتے تھے' آپ کے ساتھ ایک اور آدمی بھی شریک تھا' جب اجرت لینے کا موقع آیا تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک شخص اجرت لینا چاہتا تھا' اس نے آپ سے کہا تھا: چلو اجرت مانگیں لیکن آپ نے فرمایا: تم جاؤ' مجھے تو شرم آتی ہے۔

یہ بات حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن تک پہنچی تو اس نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ میں نے آج تک ایسا شخص نہیں دیکھا جو محمد ﷺ سے زیادہ حیاء دار پاک دامن اور زبان کا سچا ہو' اس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں یہ بات گھر کرگئی چنانچہ رسول اللہ ﷺ کو بلا بھیجا اور عرض کی: میرے والد کے پاس جا کر میرا رشتہ مانگئے' آپ نے فرمایا: آپ کے والد تو بڑے مالدار ہیں' وہ ایسا نہیں کریں گے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: آپ جا کر بات تو کریں' باقی معاملہ میں خود نمٹا لوں گی۔ آپ نے ایسے ہی کیا تو وہ آئے اور آپ کے نکاح کا ارادہ کیا۔

صبح ہوئی اور وہ مجلس میں بیٹھے تو ان سے کہا گیا: آپ نے اچھا کیا کہ محمد ﷺ کی شادی کردی ہے۔ اس نے کہا:

کیا واقعی کر دوں؟ لوگوں نے کہا: ہاں کر دو! حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا والد ان کے پاس آیا اور انہیں اطلاع دی۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات لوگوں کے سامنے آ گئی ہے لہٰذا تم رائے نہ بدلو کیونکہ محمد ﷺ تو ایسے ایسے اچھے ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اصرار کرتی رہیں اور آخر کار وہ راضی ہو گیا چنانچہ یہ پیغامِ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے تھا۔

- رسولِ اکرم ﷺ جب اپنے ماتحت کسی عورت کی شادی کا ارادہ فرماتے تو پردے کے پیچھے سے اس کے پاس پہنچتے اور فرماتے: اے بیٹی! فلاں شخص تجھے نکاح کا پیغام دیتا ہے لہٰذا ناپسند ہے تو ''نہ'' کر دو کیونکہ نہ کہنے میں تو کوئی شرم کی بات نہیں ہے اور اگر تمہیں یہ بات قبول ہے تو تمہارا چپ رہنا ہی اقرار ہو گا۔
- حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب کسی عورت کو نکاح کا پیغام دیتے تو فرماتے کہ اس عورت کے پاس حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیالے کا ذکر کرنا چنانچہ خود آپ نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا اور تمہیں یہ یہ کچھ ملے گا اور ساتھ ہی سعد کا پیالہ ہے، جب تم مان جاؤ گی تو یہ پیالہ میرے ساتھ تمہارے پاس آئے گا۔ یہ ایک بڑا پیالہ تھا۔
- آپ جب کسی عورت کو پیغام بھیجتے، وہ رد کر دیتی تو دوبارہ نہ بھیجتے چنانچہ ایک مرتبہ ایک عورت کو پیغام بھیجا تو اس نے انکار کر دیا اور پھر آ بھی گئی: آپ نے فرمایا کہ ہم نے لحاف بدل دیا ہے (نکاح کسی اور سے کر دیا ہے)۔

فرع:

اس فصل میں بتایا گیا ہے کہ اپنے بھائی کے پیغامِ نکاح پر پیغام بھیجنا حرام ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس وقت تک کسی عورت کو پیغام بھیجے جب تک پہلے پیغام دینے والا اس عورت کو چھوڑ نہ دے یا اجازت نہ دیدے۔

فصل:

یتیم بچی کے نکاح کا حکم

اس فصل میں بتایا گیا ہے کہ ایک ولی، کسی یتیم بچی کا نکاح کیونکر کرے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب یتیم بچی کا والی آتا اور کہتا کہ یہ بالغ ہو چکی ہے، اگر وہ لڑکی خوبصورت اور مالدار ہوتی تو فرماتے کہ اپنے علاوہ اسے کسی اور سے بیاہ دو اور اس کے لئے اپنے سے بہتر رشتہ تلاش کرو لیکن جب زیادہ خوبصورت نہ ہوتی تو فرماتے: اس سے شادی کر لو کہ تم ہی اس کے حقدار ہو۔

فصل:

عدت کے دوران نکاح کا پیغام

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ جب میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دیدیں تو رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے رہائش اور خرچہ کا انتظام نہ فرمایا اور فرمایا: جب حلال ہو جاؤ گی تو میرے پاس آ جانا چنانچہ میں نے آپ کو اطلاع دی تو حضرت معاویہ، حضرت ابوجہم اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نکاح کے پیغام بھیجے جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معاویہ کے پاس تو مال ہی نہیں، ابوجہم عورتوں کو بہت مارتا ہے لیکن اسامہ ٹھیک ہے۔ اس پر میں نے ہاتھ کے اشارے سے عرض کی کہ ہاں اسامہ بہتر ہیں، اس پر آپ نے فرمایا: اس میں اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت ہے چنانچہ میں نے ان سے شادی کر لی۔ اس واقعہ میں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشک کرنا اور خوشی منانا معلوم ہو رہا ہے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس فرمانِ الٰہی کے بارے میں کہا:

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ۝ (سورۂ بقرہ: ۲۳۵)

''اور تم پر گناہ نہیں اس بات میں جو پردہ رکھ کر تم عورتوں کے نکاح کا پیغام دو۔''

کہ نکاح کا پیغام دینے والے کو یوں کہنا چاہئے: میرا شادی کا ارادہ ہے اور مجھے کسی نیک عورت کی تلاش ہے یا اس طرح کے الفاظ کہنے چاہئیں مثلاً یوں کہے: تم بڑی خوبصورت ہو، تمہارے بڑے فائدے ہیں یا اور ایسے ہی الفاظ کہے۔

- حضرت سکینہ بنت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ محمد بن علی نے مجھ سے نکاح کی بات کرنے کی اجازت مانگی حالانکہ ابھی میں اپنے شوہر کی ہلاکت پر عدت سے فارغ نہ ہوئی تھی، انہوں نے آ کر کہا: تم رسول اللہ ﷺ سے میری قریبی رشتہ داری تو جانتی ہی ہو اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ میری رشتہ داری سے واقف ہو اور پھر عرب میں میرے مقام سے بھی واقف ہو۔ میں نے کہا: اے ابوجعفر! اللہ تمہاری بخشش کرے، تم ایک مرد ہو اور تمہاری یہ بات سامنے آ جائیگی تو کیا میری عدت کے دوران نکاح کی بات کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا: میں نے تو آپ کو صرف رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رشتہ داری کا بتایا ہے۔ اسی دوران رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے، وہ ابوسلمہ کی وجہ سے پریشان بیٹھی تھیں، آپ نے یوں فرمایا: تم جانتی ہی ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اللہ کی ساری مخلوق میں بہتر ہوں اور میری قوم میں میرا ایک مقام ہے۔

یہ تھا نبی کریم ﷺ کی طرف سے پیغامِ نکاح کا طریقہ۔

فصل:

شادی کیلئے پسندیدہ عورت کو دیکھنے کا حکم

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم مجھے خواب میں تین راتوں میں دکھائی گئی ہو، فرشتہ تمہیں ریشمی کپڑے میں لایا تھا، اس نے کہا کہ یہ تمہاری بیوی ہے، اس کے چہرے سے پردہ ہٹا تو میں دیکھ رہا ہوں: تم وہی ہو تو اب میں کہتا ہوں کہ اگر یہ بات اللہ کو منظور ہے تو وہ اسے پورا کرے گا۔

- آپ بہت زیادہ حیاء کی وجہ سے کسی عورت کو بھیجتے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھ آئے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے کسی عورت کے نکاح کا ارادہ فرمایا تو ایک عورت کو اس کی طرف بھیجا کہ اسے دیکھ آئے چنانچہ اسے فرمایا کہ اس کے رخسار سونگھنا اور کونچیں دیکھنا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ وہ عورت اس عورت کے گھر والوں کے پاس گئی تو انہوں نے اس سے کہا: اے ام فلاں! تمہیں کھانا نہ کھلائیں؟ اس نے کہا میں تو صرف وہ کھانا کھاؤں گی جسے فلاں عورت لیکر آئے۔

وہ کہتی ہیں کہ وہ لڑکی چوبارے پر چڑھی تو میں نے اس کی کونچیں دیکھ لیں، اس کے بعد میں نے اسے کہا کہ: بیٹی! میرے قریب آ جاؤ، وہ قریب آئی تو میں اس کے رخسار سونگھنے لگی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب اس نے نبی کریم ﷺ کو آ کر بتایا تو آپ مسکرا دیے۔

- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے دیکھ لو تا کہ ایک دوسرے کا رنگ دیکھ سکو۔ حضرت مغیرہ کہتے ہیں کہ میں اس کے گھر والوں کے پاس گیا اور اس معاملے میں ان سے بات کی چنانچہ اس عورت کے والدین نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، اتنے میں میں اُٹھ کر باہر جانے لگا تو وہ لونڈی بولی، پچھلے پاؤں چلے جاؤ، میں واپس ہو رہا تھا کہ کنکھیوں سے اس کے دوپٹے کی طرف دیکھا جس پر اس نے کہا: اگر رسول اللہ ﷺ نے تمہیں دیکھنے کو کہا تو ضرور دیکھو ورنہ تمہارا یوں دیکھنا مجھے اچھا نہیں لگتا چنانچہ میں نے اسے دیکھا اور شادی کر لی۔ ایسی کوئی عورت نہ تھی جس سے میں نے شادی کی ہو اور وہ اس سے زیادہ خوبصورت ہو۔ آپ نے مجھ پر کرم فرمایا۔ میں نے ستر عورتوں سے شادیاں کی تھیں۔
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک آدمی نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس عورت کو دیکھ لو ورنہ انصار کی آنکھ میں کچھ ہے۔
- رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو اگر وہ اس کی خصوصیت

دیکھ سکے جو اسے نکاح کی طرف مائل کرتی ہے تو اسے پیغامِ نکاح کی وجہ سے ضرور دیکھنا چاہئے اگرچہ اس عورت کے علم میں نہ ہو۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں اجنبی عورت کے ساتھ علیحدگی میں بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ حکم یہ ہے کہ نظریں نیچی رکھو اچانک نظر پڑنے پر معافی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے یاد رکھنا ہوگا کہ جب بھی کوئی محرم کے بغیر حلال نہ ہونے والی کسی عورت کے ساتھ علیحدگی میں بیٹھتا ہے تو تیسرا ان میں شیطان ہوتا ہے۔

- آپ نے فرمایا: سن لو کہ کوئی شخص ایسی عورت کے پاس رات نہ گذارے جو شادی شدہ ہو ہاں اگر نکاح کرنے کا ارادہ ہے یا وہ محرم والی ہے تو حرج نہیں۔ اس پر ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! میری بیوی حج پر جا رہی ہے جبکہ میرا نام فلاں فلاں وقت کے لشکر میں لکھ لیا گیا ہے (تو کیا کروں؟) فرمایا: جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ مل کر حج کرو۔
- حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بنو ہاشم میں سے کچھ لوگ آئے' اسی دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے' وہ ان دنوں آپ کے نکاح میں تھیں' آپ نے ان لوگوں کو دیکھا تو اچھا نہ سمجھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ سے بات کی اور عرض کی: میں نے کوئی برائی نہیں دیکھی' اس پر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے برائی سے محفوظ رکھا ہے۔ اس کے بعد آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: آج کے بعد کوئی شخص تنہا بیٹھی عورت کے پاس اس وقت تک نہ جائے جب تک اس کے ساتھ ایک یا دو مرد نہ ہوں۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم گھر میں بیٹھی ان خواتین کے پاس چلے جایا کرتے جن سے نکاح کی سوچ بھی ہوتی' ان کے پاس ٹھہرے رہتے لیکن کوئی بھی ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیتا اور نہ بیٹھنے والی عورتوں کے پاس اس وقت تک جاتے جب تک ان کے گھر والوں سے اجازت نہ لیتے یا اگر ان کے شوہر ہوتے تو ان سے اجازت لیتے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک عورت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس کے ذہن میں کوئی بات تھی' عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے آپ سے ایک کام ہے آپ نے فرمایا: اے ام فلاں! دیکھو کس گلی کی طرف جانا چاہتی ہو میں تمہاری ضرورت پوری کروں گا چنانچہ تھوڑی دور تک اس کے ساتھ تنہا چلے تو اس نے اپنا مطلب حاصل کر لیا۔

یہ حضور ﷺ کی خصوصیات میں سے تھا۔

- حضور ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ایک کپڑا دیکھا کہ جب اسے سر پر لیتیں تو پاؤں تک نہ پہنچتا اور جب پاؤں ڈھانپتیں تو سر تک نہ پہنچتا' آپ اس غلام سے حیاء کر رہی تھیں جوان کے پاس تھا اور آپ کے والد نے دیا تھا اور جب حضور ﷺ نے ان کا حیاء دیکھا تو فرمایا: اس میں حرج نہیں کیونکہ یہ تمہارا باپ بھی ہے اور غلام بھی' اور پھر بــاب شــروط الـصـلـوٰة میں حضور ﷺ کا یہ قول بھی گذر چکا ہے: آدمی کسی شخص کی شرمگاہ کو نہ دیکھے اور نہ ہی کوئی عورت کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھا کرے' ایک کپڑے میں بیٹھے آدمی کے پاس کوئی آدمی نہ پہنچے اور نہ ہی ایک کپڑے میں بیٹھی عورت کے پاس کوئی عورت پہنچے۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کا ایک چھوٹا سا حبشی غلام آپ کی پیٹھ ٹٹول رہا تھا' اس پر میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا کوئی تکلیف ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اونٹنی نے کل رات مجھے گرا دیا تھا۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (کسی عورت پر) اچانک نظر پڑ جانے کا پوچھا تو فرمایا کہ اپنی نظر ہٹا لیا کرو۔
- حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گر پڑے تو میں تیز تیز آپ کے پاس پہنچا' آپ نے فرمایا: عورت کا خیال کرو چنانچہ میں نے اپنا کپڑا چہرہ پر لپیٹا اور اس جگہ کا رُخ کیا' ان پر پردہ ڈالا اور انہیں زمین سے اُٹھایا۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ بار بار مت دیکھو کیونکہ پہلی نظر تو معاف ہے لیکن پھر دوسری کی معافی نہیں۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کو دیکھا تو حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے' اپنی ضرورت پوری فرمائی اور پھر اپنے صحابہ کی طرف چلے گئے' فرمایا: عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے' اگر کسی سے ایسا معاملہ ہو جائے تو فوراً اپنی بیوی کے پاس آئے کیونکہ وہ کوئی بات دل میں چھپائے ہوتا ہے۔
- آپ اکثر فرماتے تھے کہ عورتوں کے پاس جانے سے پرہیز کرو۔ اس پر ایک انصاری شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ نے حَمُو کو دیکھا ہے؟ فرمایا کہ یہ تو موت ہوتی ہے۔ لگتا تھا: آپ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ شوہر کا بھائی یا کوئی چچا زاد' اپنے بھائی کی تنہا بیوی یا چچا زاد کی تنہا بیوی کے پاس جائے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کو دُرّہ سے مارتے تھے جو شوہر کے قریبی رشتہ دار یا بیوی کے قریبی اجنبی رشتہ کے پاس جائے اور فرماتے تھے کہ اندر مت جایا کرو بلکہ دروازے پر کھڑے ہو کر یوں کہا کرو کہ: کیا کوئی ضرورت ہے؟

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: کوئی شخص محرم کے علاوہ کسی عورت کے پاس نہ جایا کرے تو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم تو غائب ہو جاتے ہیں لیکن مہمان آجایا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میرا یہ مقصد ہرگز نہیں' اس پر ایک اور شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم تو ان عورتوں کے پاس صرف اس لئے جاتے ہیں کہ ہمیں کھانا کھلا دیں۔ آپ نے فرمایا: چلے جایا کرو لیکن یہ ذہن میں رکھو کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

- حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے اپنی بیوی کے پاس ایک آدمی دیکھا' انہوں نے دروازہ بند کر رکھا تھا اور پردہ لٹکا دیا ہوا تھا چنانچہ انہوں نے دونوں کو سو سو کوڑے مارے ...... پھر آپ کے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا جو ایک اجنبی عورت کے گھر میں ٹاٹ میں لپٹا ہوا تھا لہٰذا آپ نے اسے بھی سو ڈنڈے لگائے۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے ایک آدمی کو ایک عورت کے ساتھ ایک لحاف میں دیکھا تھا چنانچہ دونوں کو چالیس چالیس کوڑے لگائے اور کھڑا کر دیا کہ لوگ انہیں دیکھتے رہیں۔ اس پر عورت اور مرد کے گھر والوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی شکایت کی تو انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے یہ کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: کیا تم نے انہیں دیکھا تھا؟ کہا: ہاں دیکھا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: تم نے اچھا دیکھا۔ انہوں نے کہا: آئے تو ہم اس سے اجازت لینے تھے لیکن یہ الٹا سوال کر رہا ہے۔

- رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کی طرف سے بتایا کہ وہ فرماتا ہے: نظر زہر لگا ہوا تیر ہوتا ہے اور شیطانی تیروں میں سے ہوتا ہے' جس نے میرے خوف کی وجہ سے اسے ترک کر دیا تو میں اسے ایمان میں بدل دیتا ہوں جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں محسوس کرتا ہے۔

- آپ ہی نے فرمایا: تم مجھے اپنی طرف سے چھ چیزوں کی ضمانت دیدو تو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیدوں گا: بات کرو تو سچی کرو' وعدہ کرو تو اسے پورا کرو' امانت رکھو تو اسے واپس کرو' اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھو' نظریں نیچی رکھو اور اپنے ہاتھ (کسی کو تکلیف دینے سے) روکے رکھو۔

- آپ ہی نے فرمایا تھا: ابن آدم کے نصیب میں زنا کا حصہ لکھا جا چکا ہے جسے یہ ضرور پائے گا: دونوں آنکھوں کا زنا غیر محرم عورت وغیرہ کو دیکھنا ہے' کانوں کا زنا' کسی کی بات کو غور سے سننا ہے' زبان کا زنا بری عورت سے بات کرنا ہے' ہاتھوں کا زنا' اسے پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا اس کی طرف چل کر جانا ہے .... دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے' تمنا ہوتی ہے اور شرمگاہ یا تو اس کی تصدیق کرتی ہے یا پھر جھٹلا دیتی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ منہ بھی زنا کرتا ہے' اس کا زنا بوسہ لینا ہوتا ہے۔

- آپ فرماتے تھے: تمہیں اپنی نظریں جھکا رکھنی چاہئیں' شرمگاہوں کی حفاظت کرنی چاہئے ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے بے نور فرما دے گا۔
- آپ نے فرمایا: اگر سر میں لوہے کا ڈنڈا مارا جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ آدمی اس عورت کو ہاتھ لگائے جو اس کے لئے حلال نہیں ہے۔
- آپ ہی نے فرمایا کہ میرے بھائی داؤد کی خطا' نظر ہی تو تھی۔ حدیث پاک میں اس کا قصہ موجود ہے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا اور پھر جمرہ پر تشریف لائے' اسے کنکر مارے تو اسی دوران بنو خثعم کی ایک جوان لڑکی سامنے آ گئی' ایک مسئلہ پوچھا' آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور فضل کی گردن مروڑی۔ اس پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے اپنے چچا زاد کی گردن کیوں مروڑی ہے؟ فرمایا: میں نے جوان مرد اور جوان ہی عورت دیکھی ہے تو میں ان کے بارے میں شیطان سے بے فکر نہیں رہ سکا۔ واللہ اعلم۔

فرع:

راستے میں عورت کے ساتھ ساتھ چلنا

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی ایسی نامحرم عورت کے ساتھ کندھا لگانے سے تو یہ بہتر ہے کہ آدمی کیچڑ بھرے خنزیر کے ساتھ جا ٹکرائے' وہ سیاہ کیچڑ جس سے بدبو آتی ہو۔

- حضرت ابو اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس وقت سنا جب آپ مسجد سے نکل رہے تھے اور راستے میں عورتیں مردوں سے گھلی ملی ہوئی تھیں: فرمایا: عورتو! تم پیچھے رہو کیونکہ تمہارے لئے یہ مناسب نہیں کہ راستہ میں گھس جاؤ' راستے سے الگ رہو۔ حضرت ابو اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا: عورت دیوار سے یوں چمٹ کر چلتی کہ چمٹنے کی وجہ سے اس کا کپڑا دیوار سے لٹک جاتا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ راستے میں چلے جا رہے تھے' ایک عورت آگے آ گئی تھی' آپ نے فرمایا کہ راستے سے ایک طرف ہو جاؤ۔ وہ کہنے لگی کہ راستہ تو کافی کھلا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا: رہنے دو' یہ ٹوٹ جانے والی ہڈی ہے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب راستے میں ایک عورت نے گفتگو کی تو آپ غور سے بات سننے کے لئے اس کے پاس ٹھہر گئے اور کبھی کبھی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیتے' لوگ کھڑے دیکھ رہے تھے۔
- رسولِ انور ﷺ آدمی کو دو عورتوں کے درمیان چلنے سے منع فرمایا کرتے۔

فصل:

اس فصل میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ عورت چہرے اور ہتھیلیوں کے علاوہ پوری کی پوری عورت ہی شمار ہوتی ہے اور اس کا غلام ظاہر اعضاء میں اس کے محرم جیسا ہوتا ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ بندے کی عورت (شرمگاہ) دوسرے بندے کے لئے بالکل ویسے ہی ہوتی ہے۔ جیسے عورت کی شرمگاہ بندے کے لئے (یعنی حرام ہوتی ہے) اور عورت کی شرمگاہ دوسری عورت کے لئے وہی حیثیت رکھتی ہے جیسے عورت کی شرمگاہ مرد کے لئے اور پھر **باب ستر العورة** میں بتایا جا چکا ہے کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسولِ انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو انہوں نے باریک کپڑے پہن رکھے تھے چنانچہ آپ نے ان سے منہ پھیر لیا تھا اور فرمایا: اے اسماء! عورت جب حیض کی حالت کو پہنچ جاتی ہے تو اس کے صرف یہ حصے ہی دیکھنے میں آنے والے ہوتے ہیں اور پھر اپنے چہرۂ مبارک اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے جوڑ مٹھی بھر چھوڑ کر پورے بازو کو قابو میں لے کر دکھایا اور پھر قریب ہی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے رسولِ اکرم ﷺ کا وہ فرمان گذرا ہے جس میں ان کو اپنے غلام سے حیاء کرتے دیکھا تو فرمایا: تمہارے دوپٹے کا چھوٹا ہونا فکر کی بات نہیں' آخر یہ تمہارا غلام ہی تو ہے۔

- آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے غلام کو آزاد کرنے کی تحریر لکھ دیتی ہے تو وہ اسے دیکھ سکتا ہے کہ اس پر کوئی چیز لکھنے والی نہیں رہ گئی اور جب وہ غلام اسے ادائیگی کر دیتا ہے تو اس عورت کے ساتھ پردے کے پیچھے سے بات کرنا لازم ہوگی۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لونڈیاں ہماری خدمت کیا کرتی تھیں تو ان کے بال کھلے ہوتے تھے اور ہاتھ ان کے پستانوں کو چھو رہے ہوتے تھے۔

پہلے لوگ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ ایک غلام ہو کر کوئی شخص اپنی مالکہ کے بال دیکھے' شاید اس وجہ سے کہ وہ بالوں کو اسی خوبصورتی میں شمار کرتے تھے جسے عورت کو اپنے غلام کے سامنے ظاہر نہیں کرنا چاہئے۔

فصل:

کافر عورتوں کی بجائے مسلمان عورتوں کا زیب وزینت ظاہر کرنا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ کوئی نصرانی عورت مسلمان عورت کا بوسہ لے اور

آپ نے مسلمان عورتوں کو منع کر رکھا تھا کہ نصرانی عورتوں کو ساتھ لے کر حمام میں جائیں اور فرماتے تھے کہ اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھنے والی ایک مسلمان عورت کے لئے یہ مناسب نہیں کہ ایک مشرک عورت کے سامنے اپنا دوپٹہ اُتارے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اَوْ نِسَآئِهِنَّ کے الفاظ فرمائے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا ○

''اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے۔''

کہ اس سے مراد ان کی انگوٹھی، سرمہ، خضاب، گلا اور قرطان ہے۔

فصل:

اس فصل میں غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ (شہوت کے بغیر مرد) کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ یہ کون ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہاں ۔ ہیجڑا آیا دیکھا جس کا نام ''مانع'' تھا، لوگ اسے غیر اولی الاربة میں سے سمجھتے تھے چنانچہ آپ حضرت ام سلمہ رضی اللہ ...الیٰ عنہا کے ہاں گئے تو دیکھا کہ وہ وہاں موجود تھا اور طائف میں موجود ایک عورت ...ی تعریف کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ: وہ ...تی ہے تو چار چار مرد ساتھ ہوتے ہیں اور جاتی ہے تو آٹھ آٹھ ہوتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ تو ادھر جانا پہچانا ہے، آج کے بعد یہاں نہ آیا کرے چنانچہ لوگوں نے اسے غائب کرتے ہوئے بیداء کی طرف نکال دیا۔ اس پر آپ سے عرض کی گئی: یا رسول اللہ! اس طرح تو یہ بیچارا بھوکا مر جائے گا چنانچہ آپ نے اسے جمعہ بھر میں دو مرتبہ آ جانے کی اجازت دیدی، وہ آکر مانگتا اور واپس چلا جاتا۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب چھوٹا بچہ چھوٹے پن کی وجہ سے یہ نہ جانتا ہو کہ عورت کیا ہوتی ہے تو عورتوں کو اس کے سامنے زیب و زینت دکھانے میں حرج نہیں۔ واللہ اعلم۔

فصل:

عورت کے آدمی کو دیکھنے کا حکم

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ میں اور سیّدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اکرم ﷺ کے پاس تھیں کہ حضرت ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے، ابھی پردے کا حکم نہیں اترا تھا، آپ نے فوراً فرمایا کہ اس سے پردے میں چلی جاؤ۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ تو اندھا ہے؟ نہ تو ہمیں دیکھتا اور نہ ہی پہچانتا ہے؟ آپ نے فرمایا: تم تو اسے دیکھ رہی ہو نا!

- سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ میں پردے کی آیت اترنے سے پہلے عید کے دن حبشیوں کے جنگی کھیل دیکھنے کے لئے مسجد میں گئی تو حضور علیہ السلام نے مجھے پردے میں کر دیا' آپ اس وقت تک واپس نہیں مڑے جب تک میں نے واپسی کا ارادہ نہیں کیا۔ مجھے کم عمر ہوتے ہوئے کھیل کا شوقین گنا جاتا تھا۔

اس میں واضح دلیل ہے کہ آپ چھوٹی سی تھیں' ابھی بالغ نہیں ہوئی تھیں۔ واللہ اعلم۔

فصل:

مرد کیلئے اجازت لیکر گھر میں داخل ہونے کا حکم

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ: تمہارے لئے ماؤں سے بھی اجازت لینا لازم ہے اور اگر تم ایسا نہ کرو گے تو وہ کچھ دیکھو گے جسے انہیں دکھانا پسند نہیں۔

- ایک شخص نے رسول اللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا میں ماں سے اجازت لیا کروں؟ فرمایا: ہاں' پھر عرض کی یا رسول اللہ! میں گھر میں اس کے پاس ہی ہوتا ہوں لیکن پھر بھی فرمایا کہ اس سے اجازت لیا کرو۔ اس شخص نے پھر عرض کی کہ میں تو اس کا خدمت گار ہوں' فرمایا: تو تم اسے ننگا دیکھنا پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں' اس پر فرمایا کہ پھر اس سے اجازت لے کر ہی جایا کرو۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تین عورتوں کے متعلق اجازت لینے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ خود پردہ میں ہے تو پردہ ہی کو پسند فرماتا ہے۔

پہلے لوگوں کے گھروں کے دروازوں پر پردے نہ ہوتے تھے' نہ ہی ان کے گھروں میں پردہ کیا جاتا تھا چنانچہ گھر میں خادم' ولی یا رکھا ہوا یتیم آ جایا کرتا تھا جبکہ بندہ اپنی بیوی سے مشغول ہوتا' اس پر اللہ تعالیٰ نے تین عورتوں کے بارے میں اجازت لے کر آنے کا حکم فرما دیا اور جب اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو خوشحال کر دیا اور انہوں نے پردہ کرنے کے ساتھ ساتھ دروازوں پر پردے ڈالنے شروع کر دیئے تو اس اجازت کی ضرورت ہی نہ رہی جس کا حکم ہوا تھا۔

الباب الجامع میں انشاء اللہ اس کی تفصیل آئے گی۔

فصل:

مرد کا مرد کو بوسہ دینا اور اس کا جواز

سلف صالحین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی تیز نظر سے کم عمر خوبصورت لڑکے کو دیکھے اور شہوت پیدا ہو جانے کی صورت میں مرد کا مرد سے گلے لگنا بھی پسند نہیں کرتے تھے اور جب ایک دوسرے میں رنجش کی

صورت بن جاتی تو سروں کو بوسہ دیا کرتے چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ''اِفک'' کے واقعہ میں فرمایا تھا: ''اٹھو اور رسول اکرم ﷺ کے سرِ انور کا بوسہ لو۔'' اور پھر سفر سے آنے والے بھی آپ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا کرتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی اولادوں اور بھائیوں کے رخساروں پر بوسہ دیتے اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام سے واپس آئے تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے ہاتھ پر بوسہ دیا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ سر کو بوسہ دیا تھا۔ پھر حضور ﷺ نے ایک شخص کے پہلو میں چھڑی لگائی تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے قریب آیئے چنانچہ آپ نے چھڑی لگانے کے لئے اپنا پہلو کھولا تو اس نے بوسہ لے لیا۔

فصل:

ولی کے بغیر نکاح جائز نہیں ہوتا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول انور ﷺ فرماتے تھے کہ: ''ولی اور گواہ کے بغیر نکاح جائز نہیں اور جو عورت ولی کے بغیر نکاح کر لیتی ہے تو اس کا نکاح ہوتا ہی نہیں' تین مرتبہ فرمایا تھا' اب اگر وہ شخص ہم بستری کر لیتا ہے تو عورت اس وجہ سے مہر کی حقدار بن جاتی ہے کہ اس نے اس کی شرمگاہ حلال سمجھی' پھر اگر ولی نہیں ہے تو جس کا کوئی ولی نہ ہو بادشاہ (حکمران) اس کا ولی ہوتا ہے۔''

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اکثر فرماتے تھے کہ ''ولی اور ایک گواہ (احناف کے نزدیک دو گواہ لازم ہیں) کے بغیر نکاح جائز نہیں ہوتا' اور اگر بے وقوف ولی نے اس کا نکاح کر دیا تو وہ ہو ہی نہیں سکے گا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ ایک کافر اپنی مسلمان بہن اور بیٹی کا والی نہیں بن سکتا۔
- رسولِ انور ﷺ نے فرمایا کہ جو غلام اپنے آقاؤں کی اجازت لئے بغیر نکاح کر لے تو وہ زنا کار ہی بنے گا۔
- آپ ہی کا فرمان ہے: کوئی عورت کسی دوسری عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ ہی خود اپنا کرے کیونکہ زانی عورت ہی اپنا نکاح خود کیا کرتی ہے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس غلام کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنے آقاؤں کی اجازت کے بغیر آزاد عورت سے نکاح کر لیتا ہے تو فرمایا کہ اس عورت نے اپنی شرمگاہ اس کے لئے حلال کر دی۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی کا فرمان ہے کہ جو شخص آقاؤں کی اجازت کے بغیر ایک غلام کا نکاح کرے تو اسے سزا دی جائے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکاح میں مردوں کی شہادت عورتوں کے ساتھ ہونے کی صورت میں وہ نکاح جائز

قرار دیتے۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خالو کے نکاح کرنے کو جائز قرار دیتے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ایک واقعہ پیش ہوا کہ ایک شخص نے عورت کی مرضی کے بغیر اس سے شادی کر لی تو آپ نے اسے یونہی رہنے دیا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ کوئی عورت اپنی لونڈی کا نکاح نہ کرے بلکہ وہ اس کے ولی سے سے کہے کہ اس کا نکاح کرے۔
- حضرت عکرمہ بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ راستے میں میں سواروں کے ساتھ تھا' ان میں سے ایک عورت کسی آدمی کو اپنا والی بنا رہی تھی جو دراصل والی نہ تھا اور اس نے اس کا نکاح کر دیا' یہ بات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں پہنچی تو انہوں نے نکاح کرنے والے اور کرانے والے کو کوڑے لگا کر نکاح کو باطل قرار دیدیا۔
- حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ ایسا کوئی نہ تھا جو بغیر ولی نکاح کے بارے میں زور دیتا' ایسی صورت میں آپ کوڑے لگایا کرتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے تھے کہ نکاح میں وصیت کی ہوئی چیز پر وصیت کئے گئے شخص کو والی نہیں بنایا جا سکتا۔

فصل:

نکاح پر مجبور کرنے اور پھر ایسے شخص کے بات مان جانے کا حکم

سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے جب مجھ سے نکاح فرمایا تو میں چھ یا سات سال کی تھی اور جب رخصتی ہوئی تو میری عمر نو سال تھی' پھر میں نو سال تک آپ کے ہاں رہی۔

- آپ فرماتے تھے کہ شادی شدہ عورت اپنے معاملے میں' ولی سے زیادہ واقف ہوتی ہے' کنواری اپنی مرضی کرتی ہے اور چپ رہنا اس کی اجازت شمار ہوتی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ کنواری سے اس کا باپ مشورہ لیا کرے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ یتیم بچی اپنے بارے میں' ولی سے مشورہ لے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ شادی شدہ کے لئے ولی کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن یتیم بچی سے مشورہ لیا جائے لیکن اگر وہ نکاح سے انکار کر دے تو اسے مجبور نہ کیا جائے تاہم چپ رہے تو یہ اس کا اقرار شمار ہوگا چنانچہ حضرت خنساء بنت حزام

انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ میرے والد نے میری رضا کے بغیر میری شادی کر دی تو میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچی' آپ نے میرا وہ نکاح توڑ دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ مجھے اختیار دیدیا تھا (توڑ لوں یا رہنے دوں)۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارے پاس ایک یتیم بچی ہے جس کا رشتہ دو آدمیوں نے مانگا ہے جن میں سے ایک بدحال اور دوسرا خوشحال ہے' بچی تنگ حال شخص کو پسند کرتی ہے جبکہ ہم خوشحال کو چاہتے ہیں۔ اس پر رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دو محبت کرنے والوں (کی ملاقات) کے لئے میں نے نکاح سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں دیکھی۔

- آپ نے فرمایا: بیوہ کا نکاح اس سے مشورہ کے بغیر نہ کیا جائے اور کنواری کا بغیر اجازت نہ کیا جائے۔ اس پر پوچھا گیا: یا رسول اللہ! یہ کنواری تو شرم کرتی ہے' فرمایا کہ اس کا خاموش ہو جانا ہی اقرار سمجھا جائے۔

ایک شخص نے انصار کی ایک کنواری عورت سے شادی کی جو پردے میں تھی' اس سے ہم بستری کی تو وہ حاملہ ہو گئی' رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا تو فرمایا: اسے مہر دینا پڑے گا کیونکہ اس کی شرمگاہ حلال سمجھی گئی ہے اور یہ ہونے والا بچہ شوہر کا غلام ہو گا اور جب وہ اسے جنم دے لے تو اسے کوڑے لگاؤ۔

علماء کرام اس مقام پر شوہر کے اس بچے کے مالک ہو جانے کے بارے میں گریز کرتے ہیں حالانکہ گریز کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ سردارِ دو عالم ﷺ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ جس آزاد کو چاہیں غلام قرار دیدیں کیونکہ:

وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى ○ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰى ○ (سورۂ نجم: ۳ تا ۴)

(..)

- آپ اکثر فرماتے تھے کہ بچیوں کے بارے میں ان کی ماؤں کا کہا مانو چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی کی بیٹی کا نکاح کرنا چاہتے تو اس عورت کے پردے کے پاس بیٹھ جاتے اور فرماتے کہ: فلاں شخص تمہارا ذکر کرتا ہے۔

- آپ ہی نے بتایا: تورات میں لکھا ہے کہ جس شخص کی بیٹی بارہ سال کی ہو جائے اور پھر وہ اس کا نکاح نہ کرے' اسی دوران وہ بدکاری کر لے تو گناہ اسی شخص کو ہو گا چنانچہ جب آپ کسی یتیم بچی کی پرورش فرماتے تو اس کا جہیز اپنی طرف سے دیتے۔

- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے تو ایک بیٹی چھوڑ گئے' بھائی کو وصیت کر گئے کہ اسے اس کے چچا زاد سے بیاہ دینا' ایسا کرنے لگے تو یہ بات حضور ﷺ تک پہنچی' فرمایا: یہ یتیم ہے' اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح نہ کیا جائے چنانچہ اس کے ہونے والے شوہر

سے ہٹا کر اسے مغیرہ بن شعبہ سے بیاہ دیا گیا۔

علماء فرماتے ہیں: اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ یتیم بچی کو نہ تو وصیت کیا گیا شخص مجبور کر سکتا ہے اور نہ کوئی اور۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

والی زیادہ ہونے کا حکم

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب دو والی کسی کی شادی کریں تو پہلا زیادہ حق دار ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ جس عورت کو دو ولی بیاہیں تو یہ پہلے کی ہوگی چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک ایسی عورت کا فیصلہ آیا جسے اس کے والیوں نے تو ایک شہر میں بیاہا اور گھر والوں نے بعد میں اسے دوسرے شہر میں بیاہ دیا جس کی وجہ سے آپ نے دوسرے شوہر سے نکاح توڑ دیا اور پہلے کے سپرد کر دی اور اس دوسرے سے شرمگاہ کے بدلے میں وہ مہر لے دیا اور پہلے شوہر کو حکم دیا کہ عدت پوری ہونے سے پہلے اس کے قریب نہ جائے۔

فصل:

یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ آدمی جس عورت کا والی ہو' اس سے نکاح نہ کرے جیسے وہ اپنے پاس موجود شے کو خریدا نہیں کرتا کہ اس کا والی ہوتا ہے پھر آگے حضور ﷺ کا یہ فرمان آ رہا ہے کہ نکاح اس وقت تک جائز نہیں بنتا جب تک ولی' دو انصاف پسند گواہ اور ہونے والا شوہر موجود نہ ہو۔

فصل:

باپ اپنے چھوٹے بچے کا نکاح کرے تو اس کا حکم

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی پرورش میں بیٹے کی شادی اپنی بھتیجی سے کی۔ آپ فرماتے تھے کہ مہر اس بچے کے ذمے ہوتا ہے جسے تم بیاہو۔

- حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنے چھوٹے بچے کو مجبور کر کے نکاح کرے تو اس کا نکاح جائز نہ ہوگا جبکہ حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یہ نکاح صحیح ہے۔

فصل:

پیدائش سے پہلے کسی کا نکاح کر دینا جائز نہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! فلاں شخص کہتا ہے: ''ثواب'' کے بدلے میں مجھے نیزہ کون دے گا؟ تو میں نے اس سے پوچھا ہے: ''ثواب'' کا کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا ہے کہ میں اسے ہونے والی پہلی بیٹی دوں گا' چنانچہ میں نے اسے نیزہ دے دیا ہے۔ پھر اس کا خیال چھوڑ دیا تو آخر اس کے ہاں بچی پیدا ہوگئی' بالغ ہوئی تو میں نے مطالبہ کر دیا' اس نے مہر کے بغیر نکاح سے انکار کر دیا ہے اور میں نے یہ قسم کھا لی ہے کہ ایسا نہیں کروں گا۔ اس پر آپ نے فرمایا: رہنے دو کیونکہ اس میں تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

فصل:

بیٹا اپنی ماں کی شادی کرے تو اس کا حکم

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اطہر ﷺ نے مجھے رشتہ کا پیغام بھیجا تو میں نے عرض کی کہ میرے ولیوں میں سے کوئی گواہ موجود نہیں' آپ نے فرمایا: اچھا ہے کہ تمہارا نہ تو کوئی گواہ ہے اور نہ ہی کوئی غائب ہے جو اس نکاح کو ناپسند کرے چنانچہ میں نے اپنے بیٹے عمر سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے میرا نکاح کر دو اور پھر اس نے کر دیا۔

علماء فرماتے ہیں' اس میں دلیل یہ ہے: جب کئی طریقوں سے یہ پتہ چل جائے کہ ولی ایسے نکاح پر راضی ہے تو نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور اگر ولی موجود نہیں تو اس کا ہونا صرف کامل ہونے کے لئے ضروری تھا' اس کا ہونا شرط نہیں۔ (شافعی طریقہ ہے ۱۲ چشتی)۔

فصل:

اس فصل میں نکاح سے روکنے اور انکار کرنے کا بیان ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ جب شوہر اپنی بیوی کو تکلیف پہنچائے تو باپ کے لئے جائز ہو جاتا ہے کہ اس کی مدد کرے چنانچہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میری ایک بہن تھی جس نے مجھے نکاح کر دینے کو کہا: میرے پاس میرا چچا زاد آیا تو میں نے اس سے بیاہ دیا پھر اس نے اسے رجعی طلاق دیدی اور الگ ہو گیا' اتنے میں اس کی عدت پوری ہو گئی اور جب اس نے مجھ سے بات کی اور دوبارہ آیا تو میں نے کہا بخدا اب نکاح کبھی نہیں کروں گا چنانچہ اسی سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی:

وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ○

''اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعار پوری ہو جائے تو اے عورتوں کے والیو! انہیں نہ روکو اس سے کہ اپنے شوہروں سے نکاح کر لیں جبکہ آپس میں موافق شرع رضا مند ہو جائیں۔''

لہٰذا میں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا اور اسی سے دوبارہ بیاہ دی .... یہ وہ شخص تھا جس کا اندیشہ تھا' وہ عورت اس کی طرف دوبارہ جانا چاہتی تھی .... اس میں ولی کا معتبر ہونا ثابت ہوتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہوتے ہوئے ابوجہل کی بیٹی کا رشتہ مانگا تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اکرم ﷺ کے ہاں حاضر ہوئیں اور عرض کی: لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کی وجہ سے ناراضگی نہیں ہوگی اور یہ بات ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے کی وجہ سے کہتے ہیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد و ثناء کے بعد فرمایا: ''سن لو! فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے' جو اسے بے چین کرے گا وہ مجھے ہی کرے گا اور جو اسے تکلیف پہنچائے گا' وہ مجھے تکلیف دے گا لہٰذا ایسا ممکن نہیں کہ اللہ کے دشمن کی لڑکی اور اللہ کے نبی کی لڑکی ایک جگہ اکٹھی ہو جائیں' مجھے اندیشہ ہے کہ فاطمہ کو اس کے دین میں مشکل پیش آئے گی حالانکہ میں نے ابوالعاص کا نکاح کیا تھا' اس نے مجھ سے بات کی' میری تصدیق کی' مجھ سے وعدہ کیا تو سچ کر دکھایا (یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈانٹتا جا رہا تھا) میں نہ تو حلال کو حرام کرتا ہوں اور نہ ہی حرام کو حلال کرتا ہوں' علی اگر ابی جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں تو انہیں فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دینا ہوگی۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہوتے ہوئے نکاح کے اس پیغام سے باز آ گئے۔

کچھ علماء کا خیال ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کی خصوصیت تھی اور اگر کوئی اسی واقعہ کو دلیل بنانے کی کوشش کرے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ اپنی بیٹی کے ہوتے ہوئے کسی داماد کو شادی سے روکے تو اس کے پاس کوئی جواب نہ ہوگا۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: بہتر یہ ہے کہ ایسے موقع پر عورت اور شوہر کے نقصان کو دیکھا جائے اور ایسے لوگوں کے پاس ضرر اور نقصان ہی جواب ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جس کے دل میں نور پیدا رکھا ہے وہ حضور ﷺ کے کئے کو اس لحاظ سے چھوڑ دے گا کہ وہ حضور ﷺ کے پائے کا ہے ہی نہیں۔ واللہ اعلم۔

فصل:

نکاح میں گواہی کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ولی، دو انصاف پسند گواہوں اور نکاح کرنے والے کے بغیر نکاح نہیں ہوسکتا لیکن اگر کوئی جھگڑے کی صورت ہوتو بادشاہِ وقت ان کا ولی ہوتا ہے جن کا کوئی ولی نہ ہو۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: وہ عورتیں باغی شمار ہوتی ہیں جو گواہوں کے بغیر نکاح کرتی ہیں۔

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا گیا کہ ایک شخص نے ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی میں نکاح کیا ہے تو آپ نے فرمایا: یہ تو پوشیدہ نکاح ہوا، اگر میں آگے بڑھتا تو اسے سنگسار کرتا۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے چھپ کر کسی عورت سے نکاح کر لیا، وہ اس طرف آنے لگا تو اس کے ہمسائے نے اسے دیکھا اور اس پر تہمت لگا دی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں پیش کیا۔ آپ نے اسے کہا: میں یہ نکاح توڑ رہا ہوں۔ اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! یہ ایسا معاملہ تھا کہ میں نے اس کے گھر والوں کو گواہ بنایا تھا چنانچہ آپ نے تہمت والے کی حد ختم کر دی اور فرمایا اپنی عورتوں کی عزت بچانے کے لئے نکاح کا اعلان کیا کرو۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ کوئی عورت اپنے ولی، گھر کے اہلِ رائے یا سلطان کی اجازت کے بغیر نکاح نہ کرے اور پھر ابھی ابھی نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان گذرا ہے کہ ''بیٹیوں کے معاملے میں ماؤں کی بات مانو۔''

ایک مرتبہ ایک عورت نے کئی لوگوں کے ہوتے ہوئے اپنی بیٹی کا نکاح کیا، ان میں سے ولی کوئی بھی نہ تھا چنانچہ یہ معاملہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچایا گیا تو فرمایا: کیا اس نے اس عورت سے ہم بستری کر لی ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں تو فرمایا کہ یہ نکاح جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

نکاح میں میاں بیوی کیلئے برابر ہونے کی شرط

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک جوان عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: یارسول اللہ! میرا والد طعنہ سے بچنے کے لئے میرا نکاح اپنے بھتیجے سے کر رہا ہے، اس پر آپ نے اسے اختیار دیدیا جس

پر اس نے کہا کہ جو کچھ میرے والد نے کر دیا ہے، مجھے پسند ہے لیکن میں بتانا چاہتی ہوں کہ باپ کا اس معاملے میں دخل نہیں ہونا چاہئے۔

- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کو (نکاح کے متعلق) مرضی کرنے دو یعنی اگر بننے والا شوہر عورت کے ہم پلّہ ہے تو اسے اپنی پسند کی شادی کرنے دو۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ میں ہم کُفو ہونے کے علاوہ خاندانی شرافت والی عورتوں کو نکاح کرنے سے روکا کرتا ہوں۔
- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس (نکاح کیلئے) ایسا شخص آئے جس کے دین اور خلق پر تم مطمئن ہو تو اس کا نکاح کر دو کیونکہ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ وفساد پیدا ہوگا۔ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگرچہ وہ اُن میں ہو؟ فرمایا: جب تمہارے پاس وہ آئے جس کے دین اور خُلق کو جانتے ہو تو اس کا نکاح کر دیا کرو، تین مرتبہ فرمایا: یعنی (اللہ بہتر جانتا ہے) اُن کے ''اگرچہ ان میں ہو'' کا مطلب ہے کہ اگرچہ موالی والیوں میں سے ہو۔
- سیّدہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نکاح ایک طرح کی غلامی ہوتی ہے تو تمہیں دیکھنا ہوگا کہ اپنی آزاد بچی کو کہاں لونڈی بنا رہے ہو۔
- سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ ابو حدیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس بدر میں شامل ہونے والوں میں سے تھے، حضرت سالم کے متبنّٰی تھے، انہوں نے اسے اپنے بھائی ولید بن عقبہ بن ربیعہ کی بیٹی سے بیاہ دیا تھا اور یہ انصار کی ایک عورت کے غلام تھے۔
- حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف کی بہن سے شادی کی تھی۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرما رکھا تھا کہ کوئی دیہاتی کسی ہجرت والی عورت سے شادی نہ کرے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اسے مقامِ ہجرت ہی سے نہ لے جائے۔

آپ ہی کے پاس ایک شکایت آئی کہ ایک عورت کو اس کے گھر والوں نے کسی بوڑھے سے بیاہ دیا ہے جبکہ یہ جوان تھی تو اس نے اس بوڑھے کو مار ڈالا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: لوگو! اللہ سے ڈرو! آدمی کو چاہئے کہ عورت جیسے مرد سے اس کی شادی کیا کرو اور یہی خیال مرد میں بھی رکھو (یعنی تقریباً ہم عمر ہوں)۔

- حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنوفلاں کے ساتھ نکاح نہ کرو بلکہ بنو فلاں اور بنوفلاں سے نکاح کرو کیوں کہ بنوفلاں اور بنوفلاں پاک دامن ہیں تو ان کی عورتیں بھی پاک دامن ہونگی جبکہ بنوفلاں ناپسندیدہ لوگ ہیں تو ان کی عورتیں بھی ناپسندیدہ ہی ہوں گی لہٰذا اپنی شرم کا خیال رکھو۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے بھائیوں، چچوں اور اکابر کی عورتوں کی شادیاں کرنے سے گریز کیا کرتے، خواہ طلاق یافتہ ہوتیں یا بیوہ کیونکہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ: بڑا بھائی باپ کی طرح ہوتا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ چچا بھی باپ ہی ہوتا ہے اور پھر باب صلوٰۃ الجمعہ میں امامت سے رکنے کے موقع پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول بھی تو گذر چکا ہے کہ: ہم ایسے لوگوں کا جنازہ کیسے پڑھا سکتے ہیں یا ان کی عورتوں کا نکاح کیسے کر سکتے ہیں جن کے ہاتھوں پر اللہ نے ہمیں ہدایت دی۔ واللہ اعلم۔

فصل:

نکاح کا خطبہ مستحب ہونے کا بیان

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز اور ضروری کام کی خاطر تشہد سکھایا کرتے تھے اور پھر نماز کا تشہد ذکر کیا اور فرمایا: کسی ضرورت کے وقت کا تشہد یہ ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ○

رسول اللہ ﷺ نکاح کے خطبہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا کرتے تھے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ○ (سورۂ آل عمران: ۱۰۲)

پھر یہ پڑھتے:

اَللّٰهُ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا○ (سورۂ نساء: ۱۹ تا ۲۹)

اور یہ فرمان بھی پڑھتے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا○ (سورۂ احزاب: ۷۰)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ ﷺ کے سامنے نکاح پڑھاتے وقت مہر کا ذکر کر کے یہ الفاظ بولتے: اَنْكَحْتُكَهَا (میں نے تمہارا نکاح اس عورت سے کر دیا)، زَوَّجْتُكَهَا (میں نے اسے تمہاری زوجہ بنا دیا) اور مَلَّكْتُكَهَا (میں نے اس عورت کا تمہیں مالک بنا دیا) اور ساتھ یہ الفاظ بھی بولتے: بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰن (تیرے پاس قرآن کی وجہ سے) اور پھر آگے اس حدیث اِسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ (یعنی ان عورتوں کی شرمگاہیں کلمۃ اللہ کی وجہ سے تمہارے لئے حلال ہیں) کے معنیٰ یہ آ رہا ہے کہ اس کلمہ سے مراد نکاح اور تزویج کا کلمہ ہے اور یہ دونوں قرآن میں آئے ہیں۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خطبہ دیتے ہوئے یوں کہتے: اَنْكَحْتُكَ عَلٰى مَا اَمَرَ اللّٰهُ عَلٰى اِمْسَاكٍ اَوْ تَسْرِيْحٍ بِاِحْسَانٍ (میں تمہارا نکاح اس بنا پر کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ انہیں اپنے پاس رکھو یا اچھے طور پر جانے دو)۔
- رسول اللہ ﷺ کسی انسان کی نئی شادی پر اسے دُعا دیتے ہوئے فرماتے: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِمْ۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ وَبَارَكَ لَكَ فِيْهَا۔

وہ لوگ ان الفاظ کے ساتھ یہ کہنا پسند نہ کرتے: بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِيْنَ (یعنی تم دونوں میں اتفاق رہے اور تمہارے ہاں بیٹے پیدا ہوں)۔

عورتوں کا طریقہ تھا کہ جب دُلہن کو اس کے شوہر کے پاس بھیجتیں تو اس سے کہتیں: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلٰى خَيْرِ طَائِرٍ۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

نکاح میں دونوں طرف سے ایک ہی وکیل بنانے کا حکم

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا: کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ فلاں سے تمہاری شادی کر دوں؟ اس نے عرض کی: ہاں' پھر عورت سے فرمایا: کیا تمہیں پسند ہے کہ فلاں مرد سے تمہاری شادی کر دوں؟ اس نے عرض کی: ہاں۔ اس پر آپ نے ایک کی دوسرے سے شادی کر دی' اس نے ہم بستری کی لیکن مہر مقرر نہیں کیا اور نہ ہی اسے کچھ دیا' وہ شخص حدیبیہ میں شامل ہوا تھا اور خیبر میں اسے تیر ملا تھا اور جب اس کا آخری وقت ہوا تو اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فلاں عورت سے بیاہا تھا' میں نے اس کے لئے مہر مقرر نہیں کیا تھا اور نہ ہی کچھ دیا تھا اور میں تمہیں گواہ بنا رہا ہوں کہ میں نے اس کے مہر کے طور پر اسے خیبر والا تیر دیدیا۔ اس نے وہ تیر لیا نہ تھا چنانچہ اس کی بیوی نے وہ تیر لے لیا اور ایک ہزار میں بیچ دیا۔

- حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن ام حکیم سے کہا: کیا تم اپنا معاملہ میرے سپرد کرتی ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں تو کہنے لگے: تو میں تم سے نکاح کرتا ہوں۔

علماء فرماتے ہیں: اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کے مذہب پر جو شخص نکاح کرانے یا بیع میں سردار بنتا ہے تو اسے حق ہے کہ اپنے آپ سے شادی کر لے یا خود خرید لے اور ایک ہی لفظ سے والی بن جائے۔ کچھ اماموں

نے یہی ثبوت سامنے رکھا ہے۔

فصل:

نکاح متعہ کا حکم منسوخ ہو چکا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جنگوں کیلئے جاتے تو عورتیں ساتھ نہ ہوتیں چنانچہ ہم نے عرض کی کہ ہم خصی نہ ہو جائیں؟ تو آپ نے منع فرما دیا تھا' پھر اس بات کی اجازت دیدی کہ ہم ایک مدت مقرر کر کے نکاحِ متعہ کر لیں۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ متعہ اسلام کے ابتدائی دور میں جائز تھا' جب سخت ضرورت ہوتی تھی اور جب عورتوں میں کمی تھی چنانچہ آدمی جب کسی ایسے شہر میں جاتا جہاں کوئی اس کا واقف نہ ہوتا تو وہ کسی عورت سے اتنے دن کے لئے نکاح کر لیتا جتنے دن وہاں ٹھہرنا ہوتا' وہ عورت ایسے آدمی کے سامان کی حفاظت کرتی اور اس کے باقی کام کیا کرتی' آخرکار یہ آیت نازل ہوئی:

إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ ○ (سورۃ معارج: ۳۰)

''یعنی وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیبیوں یا اپنے ہاتھ کے مال کنیزوں سے۔''

چنانچہ آیت میں موجود شرمگاہوں کے علاوہ سب حرام قرار دے دی گئیں۔

- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اوطاس والے سال میں تین دن کے لئے متعہ کی اجازت دی تھی لیکن پھر روک دیا اور فرما دیا کہ اے لوگو! میں نے تمہیں عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی اب اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک کے لئے حرام قرار دیدیا ہے تاہم اگر کسی کے پاس کوئی ایسی عورت موجود ہے تو اسے جانے دے اور جو کچھ اسے دے چکا ہے' واپس نہ لے۔

معاملہ یہاں پر رُک گیا پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آیا تو فرمایا: جس نے شادی شدہ ہوتے ہوئے متعہ کیا تو پھر یا تو میں اسے پتھر ماروں گا یا اسے چار گواہیاں اس بات پر دینا ہوں گی کہ رسولِ اکرم ﷺ نے حرام کرنے کے بعد دوبارہ اسے حلال قرار دیدیا تھا۔

فصل:

تین طلاقوں والی کے نکاح کی وضاحت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایسے آدمی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا جو اپنی

عورت کو تین طلاقیں دیتا ہے پھر اس سے کوئی اور نکاح کرتا ہے' وہ دروازہ بند کر کے پردہ لٹکا دیتا ہے اور پھر ہم بستری کے بغیر اسے طلاق دے دیتا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا: ایسی عورت اس وقت تک پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوتی جب تک دوسرا اس سے ہم بستر نہ ہو لے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اس شخص نے دروازہ بند کر کے پردہ ڈال دیا تو بندے پر مہر دینا لازم ہوا جبکہ وہ عورت اس کی وراثت بھی لے گی۔

- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے شخص کے بارے میں فرمایا جس نے کہا: میں نے اپنی لونڈی کو تین طلاقیں دیں پھر اسے خریدا' کہ یہ اس کے لئے اس وقت تک حلال نہیں جب تک کسی اور سے نکاح نہ کرے۔
- حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لونڈی پیش کی جس کا شوہر تھا' اس نے بصرہ میں اس سے ہم بستری کی تھی' حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک اس کے قریب نہ جاؤں گا جب تک اس کا وہ شوہر اسے الگ نہ کر دے چنانچہ اس نے الگ کر دیا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ایسی عورت کے علاوہ کسی سے ہم بستر نہ ہو کہ چاہے تو اسے بیچ دے' چاہے اپنے پاس رکھ لے' چاہے تو کسی کو ہبہ کر دے اور چاہے تو جو دل میں آئے' کر لے۔

فصل:

آزاد اور لونڈی دونوں ہی نکاح میں لینے کی وضاحت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صبر کرنے سے تو نکاح بہتر ہے اور بہتر یہ ہے کہ لونڈی سے نکاح کرنے کی بجائے صبر کرے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس کے ماتحت آزاد عورت موجود ہے اور وہ لونڈی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو آپ نے دونوں کو اکٹھا نکاح میں رکھنا ناپسند کیا۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آزاد عورت کا مہر موجود ہے تو آدمی لونڈی سے نکاح نہ کرے اور اکثر فرمایا کرتے کہ آزاد عورت کے ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح نہ کرو البتہ لونڈی پر آزاد عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔
- حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب لونڈیوں کے نکاح سے متعلق پوچھا جاتا تو فرماتے کہ آج کل ان سے نکاح اچھا نہیں' آپ اسے اجازت دیتے جو آزاد کی طاقت نہ رکھتا اور اسے گناہ میں پڑنے کا اندیشہ ہوتا۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ ضرورت پڑنے پر (دوسری) آزاد عورت سے نکاح نہ کرے بلکہ صرف ایک لونڈی سے کر لے تاہم دو لونڈیاں نکاح میں جمع نہ رکھے۔
- حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے ایک نکاح میں آزاد اور لونڈی اکٹھی کر لیں تو آپ نے فرمایا کہ اس کے اور لونڈی کے درمیان جدائی کر دی جائے۔
- حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کہتے تھے کہ لونڈی کے ہوتے ہوئے آزاد عورت سے نکاح گویا لونڈی کے لئے طلاق ہے کیونکہ یہ مردار کی حیثیت میں ہے' مجبوری کی حالت میں وہ کھایا جا سکتا ہے اور پھر ضرورت نہ رہے تو اسے روک رکھے۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ آزاد کے ہوتے ہوئے لونڈی صرف اس مملوک (غلام) سے نکاح کرے جس کے ماتحت آزاد ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اپنے غلام سے عورت کے نکاح کی وضاحت

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک عورت اپنے غلام سے خوش ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا: کس بنا پر ایسا کیا ہے؟ تو اس نے کہا: میرا خیال یہ ہے کہ مجھے بھی ملک یمین (......................) کا حق ویسے ہی حاصل ہے جیسے مرد کو چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا: اللہ اسے ذلیل کرے' کیونکہ اس نے کتاب اللہ کا غلط مطلب نکالا ہے' اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس میں جرم کی کوئی بات نہیں لیکن بخدا اب کبھی بھی میں تمہیں کسی آزاد شخص کے لئے حلال قرار نہیں دونگا...... گویا آپ نے اسے سزا دی لیکن حد نہیں لگائی تاہم غلام سے کہہ دیا کہ اس کے قریب نہ جاؤ .... یونہی ایک اور عورت نے آپ سے پوچھا کہ میں اپنے غلام کو آزاد کر کے اس سے شادی کرنا چاہتی ہوں کیونکہ کسی اور کے مقابلے میں اس کی مشقت مجھ پر آسان ہے' آپ نے مارا تو اس کا پیشاب نکل گیا پھر فرمایا کہ عرب لوگ اس وقت تک چنگے بھلے رہیں گے جب تک ان کی عورتیں ایسے کام سے رکی رہیں گی۔

فصل:

کسی کی عورت کو حلال کرنے والے کے نکاح کا حکم

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں شخصوں پر

لعنت فرمائی ہے یعنی جو کسی کی بیوی کو حلال کرنے والا ہے اور جس کے لئے حلال کی جا رہی ہے۔

ایک روایت میں ہے: آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں مانگا ہوا بکرا نہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کی: ہاں یا رسول اللہ! فرمایا کہ یہ کسی کی بیوی کو حلال کرنے والا ہے۔

حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تو وہ عربوں کے مسجد کے دروازے پر بیٹھے ایک مسکین کے پاس آئی اور کہنے لگی: کیا تمہیں ایسی عورت کی ضرورت ہے جس سے تم نکاح کر کے رات اس کے ساتھ گذارو اور صبح ہونے پر اسے الگ کر دو؟ انہوں نے کہا: ہاں چنانچہ ایسا ہو گیا۔ پھر کہنے لگی کہ جب صبح ہو اور لوگ کہیں اسے الگ کر دو تو ایسا نہ کرنا چنانچہ لوگ جب اس کے پاس آئے' اس پر سختی کی اور وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا' آپ نے فرمایا کہ بیوی اپنے پاس رکھو اب صبح و شام وہ اس کے پاس حلّہ پہن کر آتا اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں سے گذرتا تو آپ فرماتے: اس اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تمہیں لباس دیا ہے جس میں تم صبح و شام بیوی کے پاس جاتے آتے ہو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا جس نے ایک عورت سے اس لئے شادی کی کہ وہ اپنے شوہر کے لئے حلال ہو سکے' آپ نے دونوں میں جدائی کر دی اور فرمایا کہ نکاح کرنے کے بغیر پہلے شوہر کے پاس نہ جانا۔ نکاح شوق سے ہو۔ فریب نہ تھا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

نکاحِ شغار

حضرت بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاحِ شغار سے روک دیا تھا اور فرمایا تھا کہ اسلام میں اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: شغار یہ ہوتا ہے کہ ایک آدمی کسی کی بیٹی سے اس شرط پر نکاح کرے کہ وہ بھی اس سے اپنی بیٹی بیاہتا ہے اور دونوں طرف سے مہر مقرر نہ کیا جائے یا یوں کہے کہ مجھ سے اپنی بہن بیاہ دو اور میں بھی تم سے اپنی بہن بیاہ دوں گا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکاحِ شغار اسے سمجھتے تھے کہ ایک آدمی کسی شخص کی بیٹی سے نکاح کرے اس شرط پہ کہ یہ بھی اس کے ساتھ اپنی بیٹی بیاہ دے گا اور دونوں کا نکاح مہر کے ساتھ ہو۔ وہ ان میں جدائی کر دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ وہ شغار ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔

فصل:

نکاح میں شرطیں طے کرنے کی وضاحت

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے زیادہ حق اس شرط کا ہے کہ وہ کام پورا کیا جائے جو شرمگاہ کے حلال ہو جانے سے تعلق رکھتا ہے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ جو شخص نکاح میں کوئی غلط شرط لگائے تو وہ نکاح جائز ہوگا لیکن شرط کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔
- رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ ہونی چاہئیں جہاں کہیں بھی ہوں۔
- آپ عورت کو اس بات سے روک دیتے کہ وہ اپنی بہن کی طلاق کی شرط لگائے اور فرمایا: یہ حلال نہیں کہ عورت پر دوسری کی طلاق لے کر نکاح کرے کیونکہ ہر ایک کی روزی اللہ کے رحم و کرم پر ہے۔

فصل:

زنا کار مرد اور عورت کا نکاح اور اس کا حکم

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ زنا کار جسے کوڑے لگے ہوں اپنے جیسی عورت سے شادی کرے۔

- حضرت ابن ابی مرثد غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرا خیال ہے کہ میں عناق نامی اپنی دوست سے شادی کر لوں، وہ مکہ میں ایک باغی عورت تھی، اس پر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے تو یہ آیت اُتری:

اَلزَّانِیُ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً ۝ (سورۂ نور: ۳)

''زنا کار، زانی عورت یا شرک والی کے بغیر نکاح نہ کرے۔''

آپ نے مجھے بلایا اور یہ آیت پڑھ کر فرمایا کہ اس سے نکاح نہ کرو۔

- حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے ایک عورت سے صرف اس لئے زنا کیا کہ اس سے شادی کر لے۔ اس پر آپ نے فرمایا: اس سے بہتر توبہ اور کیا ہو گی کہ یہ اسی سے شادی کر لے، اس سے دونوں ہی زنا سے نکل کر نکاح میں آ جائیں گے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے ایک عورت سے زنا کیا تھا کہ اس کی بیٹی اس پر حرام ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ حرام نہیں ہو گی کیونکہ حرام، حلال شے کو حرام نہیں کرتا۔

- سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور علیہ السلام کے اس قول کے بارے میں پوچھا گیا: زنا کی پیداوار بچہ تینوں میں زیادہ شرارتی ہوتا ہے، تو آپ نے فرمایا: اس پر اسکے والدین کے گناہ کا کوئی بوجھ نہیں ہوگا اور پھر یہ آیت پڑھی:

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ○ (سورۂ انعام: ۱۶۴)

''اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان، دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائیگی۔''

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ باپ یا ماں کی لونڈی حلالہ کے بغیر اُس کے لڑکے کے لئے جائز نہیں۔
- ایک شخص نے آ کر آپ سے کہا کہ میری ماں نے اپنی لونڈی میرے لئے حلال بنا دی ہے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: تین میں سے ایک شرط کے بغیر حلال نہیں ہو سکے گی: وہ ہبہ کر دیں، خرید لو یا پھر نکاح کر لو۔
- امام زھری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کی ماں سے زنا کر لیا کہ آیا اس عورت کی یہ بیٹی اس کے لئے حلال رہ جائے گی جس کے ماتحت ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ حرام کام، حلال کو حرام نہیں کیا کرتا، حرام تو اسے کرتا ہے جو حلال نکاح سے ہوا۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر فرمایا کرتے کہ حلال چیز حرام سے خراب نہیں ہوتی اور جو فاجر و فاسق عورت کے پاس آئے تو اس پر یہ حرج نہیں کہ اس کی ماں یا بیٹی سے شادی کر لے، رہا نکاح تو یہ نہیں ہو سکتا۔

فصل:

کتابی عورت سے نکاح کا حکم

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اکثر ان دنوں میں یہودیوں اور نصرانیوں کی عورتوں سے شادی کیا کرتے جب کوفہ میں رہتے ہوئے فتوحات ہوئیں اور مسلمان عورتیں کم پڑ گئیں۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم واپس ہوئے تو انہیں طلاقیں دیدیں۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نصرانی عورت سے شادی کی اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک یہودی عورت سے کی۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ کتابی لونڈی کسی مسلمان کے لئے کبھی حلال نہیں ہو سکتی۔ واللہ اعلم۔

باب

کونسے نکاح حرام ہیں؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نسب سے نو نکاح حرام ہو جاتے ہیں' دامادی سے پانچ اور پھر اللہ تعالیٰ کا فرمان پڑھا:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ○ (سورۂ نساء: ۲۳) آخر تک۔

''حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں'' آخر تک۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حرام کردہ میں سے پندرھویں یہ ہے:

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ○ (سورۂ نساء: ۲۲)

''اور باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو۔'' واللہ اعلم۔

● رسولِ اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ جو شخص ایک عورت سے نکاح کرتا ہے اور اس سے ہم بستری کر لیتا ہے تو اس کی بیٹی سے اس کا نکاح حلال نہ ہوگا اور اگر اس سے ہم بستری نہیں کرتا تو اس کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے اور جو شخص ایک عورت سے نکاح کرتا ہے تو اس کی ماں سے نکاح حلال نہیں ہوتا' اس سے ہم بستر ہوا یا نہ ہوا ہو۔

● حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے ایک عورت سے شادی کی اور اس تک پہنچنے سے پہلے اس سے جدا ہو گیا تو اس کے لئے اس کی ماں حلال ہو گی؟ تو آپ نے کہا کہ نہیں ''اِم'' ابہام والی ہے جس میں شرط نہیں' شرط سوتیلی لڑکیوں میں ہے۔

● حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب پوچھا گیا کہ بیٹی کے بعد ماں سے نکاح ہو سکتا ہے جب اسے چھوا نہ ہو؟ تو آپ نے اجازت دیدی' اس پر وہ سوال کرنے والا وہاں سے نکل کر چلا گیا اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ایسا نہیں جیسے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے' یہ شرط سوتیلی ماؤں میں ہے چنانچہ حضرت ابن مسعود نے اجازت والے اس شخص کو حکم دیا کہ اس عورت سے الگ ہو جائے اور یہ واقعہ اس کے بچہ جننے کے بعد ہوا اور انہوں نے کہا کہ اسے دس بچے جننے کے باوجود اس سے جدا ہو جانا چاہئے۔

● حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک عورت اور ملک یمین سے بیٹی کے متعلق پوچھا گیا جن میں ایک کے بعد دوسرے سے ہم بستری ہوئی تو فرمایا: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ دونوں کو اکٹھے حرام قرار دیدوں اور اسے اس بات سے منع فرما دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یونہی فیصلہ کیا تھا۔

● حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کو ایک لونڈی ہبہ کی اور فرمایا

کہ اسے ہاتھ نہ لگانا کیونکہ میں نے اس سے ہم بستری کی ہے۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بارہ عورتیں حرام قرار دی ہیں لہٰذا میں بھی انہیں ناپسند کرتا ہوں' لونڈی اور اس کی ماں' اکٹھی دو بہنیں رکھنا' لونڈی' جس سے تمہارا باپ ہم بستری کر لے وہ لونڈی' تمہارا بیٹا ہم بستری کر لے' زنا کر لینے والی لونڈی' تمہارے علاوہ کسی اور سے تعلق رکھنے والی لونڈی' وہ لونڈی جس کا شوہر ہو' شرک والی لونڈی اور وہ لونڈی جس نے بدکاری کی اور پھر **باب اللعان** میں حضور ﷺ کا یہ فرمان آ رہا ہے کہ آپ نے اس آدمی کی گردن اڑا دینے کا حکم دیا تھا جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا تھا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کی بہن یا ماں سے زنا کر لیتا ہے تو اس کیلئے اس کی بیوی حرام نہیں ہو جاتی اور پھر **کتاب الرضاع** میں حضور ﷺ کا یہ فرمان آ رہا ہے کہ رضاعت سے وہ سب کچھ حرام ہو جاتا ہے جو نسب کے تعلق سے حرام ہو جاتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رضاعت سے وہ سب کچھ حرام ہو جاتا ہے جو ولادت سے حرام ہوتا ہے یعنی خالو' چچا اور بھتیجے کی وجہ سے اور جب انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ رسول اکرم ﷺ کے لئے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کا رشتہ کریں تو آپ نے منع فرما دیا اور فرمایا کہ یہ میرے رضاعی بھائی کی بہن ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

عورت اور اس کی پھوپھی یا عورت اور اس کی خالہ کو ایک شخص کے نکاح میں اکٹھا کرنے سے روکاوٹ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت' اس کی پھوپھی' عورت اور اس کی خالہ کو ایک کے نکاح میں اکٹھا نہ کرے۔

ایک اور روایت میں ہے: کوئی عورت اپنی پھوپھی یا خالہ سے ہونے پر اس کے اوپر نکاح نہ کرے جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک آدمی کی بیوی اور بیٹی کو' دونوں کو طلاق دلوا کر اور خلع کر کے جمع کیا تھا اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے علی کی بیوی اور علی کی بیٹی کو اکٹھا نکاح میں لیا تھا پھر ایک صحابی نے ایک شخص کی بیوی اور اس کی سوتیلی بیٹی کو جمع کیا۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما والی صورت سے الگ ایک صورت ہے لہٰذا اس میں غور کرو۔

- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک آدمی کی دو لونڈیوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ انہیں جمع کیا جا سکتا ہے کہ نہیں؟ تو آپ نے فرمایا تھا: ایک آیت تو انہیں حلال قرار دیتی ہے جبکہ دوسری حرام کرتی ہے لہٰذا میں یہ پسند نہیں کرتا کہ یہ کام کروں۔ وہ آدمی ان کے ہاں سے چلا گیا اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا پوچھا' انہوں نے اسے منع کر دیا اور فرمایا کہ اگر مجھے پتہ چل گیا کہ کسی نے ایسا کیا ہے تو میں اسے جلا وطن کر دوں گا اور پھر پچھلے باب میں آزاد عورت اور لونڈی کو جمع کرنے سے روکنا بھی تو بیان ہو چکا ہے۔

فصل:

اس فصل میں بتایا گیا ہے کہ آزاد اور غلام کے لئے بیویوں کی کتنی تعداد جائز ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ غلام کے نکاح کے لئے اس کے آقا کی اجازت کا اعتبار کیا جائے۔

حضرت قیس بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں مسلمان ہوا تو میرے پاس آٹھ عورتیں تھیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپ نے فرمایا کہ ان میں سے چار پسند کر لو اور باقی الگ کر دو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے چار کو پسند کر لینے کا تو اختیار دیا تھا لیکن باقی کو الگ کرنے کا حکم نہیں فرمایا تھا بلکہ چار کو پسند کرنے کا حکم ہی باقی کے لئے الگ کرنے کا حکم تھا۔

- حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اکٹھی دو عورتوں سے اس وقت اکٹھے نکاح کیا جبکہ تین اس سے پہلے موجود تھیں تو انہوں نے ان دو کو الگ کرنے کا حکم دیا جنہیں اکٹھے نکاح میں لیا تھا اور پھر فرمایا تھا کہ جب کوئی شخص تین عورتوں سے اکٹھا نکاح کرے جبکہ اس سے پہلے اس کے پاس دو اور بھی ہوں تو اس کے اور ان تین کے درمیان علیحدگی کر دی جائے۔
- حضرت عمر اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ غلام آدمی دو عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے' دو ہی طلاقیں دے سکتا ہے اور لونڈی کی عدت دو حیض ہیں۔
- رسولِ انور ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو وہ زنا کار بنے گا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ غلام اگر کسی کو لونڈی اپنا لے تو اس میں حرج نہیں اور پھر باب الخصائص میں آ چکا ہے کہ حضور ﷺ کے پاس چار سے زیادہ تھیں۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت تک وصال نہیں فرما گئے جب تک آپ کے لئے جتنی چاہیں عورتوں سے نکاح حلال قرار نہیں دیدیا گیا۔

باب

غلام کے نکاح میں موجود آزاد ہونیوالی لونڈی کو اختیار کا حکم

سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ جب ایک غلام کی ماتحتی سے حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آزاد ہو رہی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا تھا: چاہو تو اسی غلام کے ماتحت رہو اور چاہو تو اس سے الگ ہو جاؤ، تمہیں اختیار ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر وہ کسی آزاد مرد کے ماتحت ہوتیں تو آپ اسے اختیار نہ دیتے اور آپ کا خیال تھا کہ جب تک وہ ہم بستری نہیں کر لیتا' اس اختیار میں بھی لیٹ ہو گی۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: گویا اب بھی میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سیاہ فام شوہر مدینہ اور اس کے اردگرد کے بازاروں میں اس کے اردگرد صرف اس لئے چکر لگا رہے ہیں کہ کسی طرح انہیں راضی کر لیں اور واپس اپنے پاس لے آئیں' آنسو ڈاڑھی پر بہہ رہے ہیں لیکن وہ پھر بھی نہیں مانیں' انہوں نے اپنی ہی مرضی کی پھر حضور ﷺ سے سفارش کے لئے درخواست کی تو آپ نے حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بات کی لیکن انہوں نے معذرت کر لی چنانچہ آپ نے ناراضگی نہیں فرمائی اور جب آزاد ہو گئیں تو آپ نے ان سے فرمایا: اب اگر یہ قریب آئیں تو تمہیں اختیار نہیں ہو گا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آزاد ہونے والی لونڈی کے بارے میں فرماتے تھے کہ اگر وہ کسی غلام کے پاس ہو گی تو اسے اختیار ہو سکتا ہے اور جب وہ اس سے ہم بستری کر لیتا ہے تو اسے اختیار نہ رہے گا اور جب آزاد کے پاس آزاد ہو تو اسے اختیار نہ ہو گا۔

مدینہ کے فقہاء فرماتے تھے کہ اگر لونڈی آزاد ہو کر خاموش رہتی ہے اور مرضی نہیں کرتی اور اسی دوران بعد میں اس کا شوہر آزاد ہو جاتا ہے تو اسے اختیار نہیں رہے گا بلکہ اسی کے پاس رہے گی۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایسی لونڈی کے بارے میں پوچھا گیا جو ہم بستری سے پہلے آزاد ہو کر بااختیار بن گئی تو انہوں نے فرمایا کہ اسے کچھ نہ ملے گا کیونکہ عورت کا چلے جانا اور مال ملنا دونوں کام ممکن نہیں۔ واللہ اعلم۔

فرع:

لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرنے کا حکم

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس لونڈی ہو اور وہ اسے اچھی تعلیم دے' اچھا ادب سکھائے اور پھر اسے

آزاد کر کے نکاح کر لے تو اسے دو اجر ملیں گے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب کوئی اپنی لونڈی کو آزاد کر کے نئے مہر پر اس سے نکاح کر لے تو اسے دو اجر ملیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سیّدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہ کو اپنے لئے پسند فرما لیا تو انہیں اختیار دے کر فرمایا: یا تو میں تمہیں اس شرط پر آزاد کرتا ہوں کہ میری بیوی بن جاؤ یا پھر تجھے اختیار ہے کہ اپنے گھر والوں کے پاس چلی جانا۔ انہوں نے یہ بات پسند کی کہ آزاد ہو کر وہ آپ کی بیوی بن جاتی ہیں چنانچہ آپ نے اسے آزاد کرنا ہی اس کا مہر قرار دیا۔

اس میں یہ دلیل ہے کہ جب مسلمان کسی قیدی کا مالک جائے تو اسے اس کے دین پر رہنے کی صورت میں کافروں کو واپس دے سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب

نکاح میں موجود عورت کو کسی خاص عیب کی وجہ سے واپس کرنا اور گم شدہ خاوند والی سے نکاح کرنے کا حکم

حضرت زید بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے بنو غفار کی ایک عورت سے نکاح فرمایا اور جب اس کے قریب گئے' کپڑے رکھ کر بستر پر بیٹھے تو دیکھا کہ اس کے پہلو پر سفید داغ تھا' آپ بستر سے ہٹ گئے اور فرمایا کہ اپنے کپڑے سنبھال لو اور آپ باہر نکل گئے نیز جو مہر اسے دیا تھا اس میں سے کچھ بھی نہیں لیا' اسے اس کے گھر والوں کے پاس بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ تم نے مجھ سے فریب کیا ہے۔

حضرت بصرہ بن اکتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے غلط فہمی میں ایک عورت سے نکاح کیا' اس نے کپڑے پہنے تھے' میں جب ہم بستری کے لئے گیا تو دیکھا کہ وہ حاملہ تھی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چونکہ تم نے اس کی شرمگاہ دیکھی ہے لہٰذا مہر اسی کا ہو گیا اور یہ پیدا ہونے والا بچہ تمہارا غلام ہو گا اور دونوں میں جدائی فرما دی' پھر فرما دیا کہ جب یہ بچہ جن لے تو اسے سنگسار کر دینا۔

کچھ علماء کے خیال میں وہ بچہ اس صورت میں اس کا غلام کہلائے گا' جب وہ اس کی پرورش کر لے اور اس سے بھلائی کرتا رہے چنانچہ فرمانبرداری کے لحاظ سے وہ اس کا غلام کہلائے گا کیونکہ جب آزاد عورت' زنا کا بچہ جنے تو وہ آزاد ہوتا ہے اور پھر کنواری کو مجبور کرنے کے بارے میں حکم کی حدیث تو گزری چکی ہے اور وہ بچہ جس کے بارے میں ہم نے کہا کہ

وہ غلام ہو گیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو آخرت سے پہلے اس دنیا میں حرفِ کُــنْ عطا کیا گیا ہے لہٰذا اگر آپ کسی قریشی کے بارے میں بھی یوں فرما دیں کہ وہ غلام ہے تو صرف آپ کے اس ارشادِ کُــنْ ہی سے وہ غلام ہو جائے گا۔ واللہ اعلم۔

- حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابوموسےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی غلام نے پہلا پھسلا کر ایک آزاد عورت سے آپ کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا اور پانچ اونٹنیاں اس کی طرف ہانک کر لے گیا چنانچہ دونوں ہی جھگڑا لے کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے' انہوں نے یہ نکاح باطل قرار دیدیا' دو اونٹنیاں تو اس عورت کو دیں اور باقی تین حضرت ابوموسیٰ علیہ السلام کو واپس کر دیں۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور پھر پتہ چلا کہ وہ دیوانی ہے' کوڑھ والی' پھلبہری والی یا سینگ والی ہے تو آب ہم بستری سے پہلے اس کے شوہر کو اختیار ہے' رکھنا چاہے تو رکھ لے اور چاہے تو طلاق دے' بغیر اسے الگ کر دے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایسی عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنے شوہر کو ہم بستری کا موقع دیا اور اسے یہ خیال ہی نہ رہا کہ اسے اختیار ہے تو کیا اس کی یہ بات مان لی جائے گی؟ آپ نے فرمایا کہ وہ عورت تہمت والی ہے اور سچی نہیں اور جب اس نے اس سے ہم بستری کر لی تو اسے اختیار نہ رہا لیکن حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ اس کے ساتھ اس حالت میں ہم بستر ہوا کہ اسے اختیار کا علم نہ تھا تو یاد آ جانے پر اس عورت کو اختیار ہو گا۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ جس عورت کے ساتھ دھوکے میں کسی نے ہم بستری کی' دیکھا تو وہ دیوانی یا کوڑھ والی تھی تو ہم بستری کی وجہ سے مہر اسی عورت کا ہو گا اور آدمی کا مہر اس پر لازم ہو گا جس نے اسے دھوکا دیا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پھلبہری' کوڑھ اور سینگ والی نیز دیوانی کے بارے میں فیصلہ دیا کہ اگر آدمی نے ان میں سے کسی کے ساتھ ہم بستری کر لی ہے تو دونوں کو الگ الگ کر دیا جائے اور فیصلہ دیا کہ اسے چھونے کی بنا پر حق مہر عورت کا ہو گا اور اس شخص کو یہ حق ہو گا کہ عورت کے اس ولی سے وہ مہر لے جس نے اسے دھوکے میں رکھا۔

ایک اور ایسی عورت کے بارے میں بھی آپ ہی نے فیصلہ دیا تھا جس نے اس شخص کو یوں ورغلایا کہ وہ آزاد ہے' چنانچہ اس نے اس سے شادی کر لی اور اس سے اولاد بھی ہوئی' کہ وہ اپنے ان بچوں جیسے غلاموں کا فدیہ دے جبکہ حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی طرف سے بتاتے ہوئے کہا کہ میرے نزدیک ان غلاموں جتنی قیمت ادا کر دے۔

علماء فرماتے ہیں کہ ان جیسے غلام کہنے کا مطلب ہے قد کاٹھ میں ان جیسے نہ کہ حسن و خوبصورتی میں جبکہ حضرت

عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس اولاد کے بارے میں یہ فیصلہ دیتے ہیں کہ ان میں سے ہر غلام کے بدلے میں دو غلام دے اور ہر لونڈی کے بدلے میں دو لونڈیاں دے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نامرد شخص کو ایک سال کا موقع دیتے' اگر وہ اس دوران تندرست نہ ہوتا تو اسے طلاق دینے کو فرماتے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ دونوں میں جدائی کر دیتے' مہر اس عورت کا ہوتا اور اسے عدت گذارنا ہوتی۔

علماء فرماتے ہیں: اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان کا علیحدگی میں جانا مہر دلواتا اور عدت گذارنا لازم کرتا ہے۔

حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نامرد کی مہلت کے لئے سب سے پہلے یہ بات ضروری ہے کہ اس کا معاملہ حکمران کے پاس بھیج دیا جائے جبکہ حضرت زھری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کہتے ہیں کہ شوہر جب صرف ایک ہی مرتبہ عورت سے ہم بستر ہو جائے تو اس عورت کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی جھگڑا کر سکے گی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک عورت آئی اور شکایت کی اس کے شوہر کے منہ سے بدبو آتی ہے' آپ نے اس آدمی کی طرف ایک شخص کو یہ کہہ کر بھیجا کہ اس کے منہ سے بُو سونگھے' جب معلوم ہوا کہ عورت نے ٹھیک کہا ہے تو آپ نے اس شخص کو پانچ سو درہم اور ایک لونڈی دے کر کہا کہ اسے طلاق دے دے چنانچہ اس نے لے کر طلاق دیدی۔

ایک اور عورت آپ کی خدمت میں آئی اور شکایت کی کہ میرا شوہر مجھ سے ہم بستر نہیں ہوتا' آپ نے اس شخص سے پوچھ بھیجا تو اس نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! میں بڑی عمر کا ہو گیا ہوں اور وہ قوت اب مجھ میں نہیں رہی۔ آپ نے فرمایا کہ ماہ بھر میں ایک مرتبہ ہم بستر ہوتے ہو؟ اس نے کہا کہ اس سے زیادہ مرتبہ' فرمایا کتنی مرتبہ؟ اس نے عرض کی کہ ہر طُہر میں ایک مرتبہ' اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: چلی جاؤ' ایک عورت کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں خاوند کے ہم بستر نہ ہونے کی شکایت کی' اسی دوران اس کا شوہر آ گیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! یہ جھوٹی ہے' میں تو اس کے پاس جاتا رہتا ہوں لیکن یہ اپنے پہلے شوہر کے پاس جانا چاہتی ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک یہ اس سے تھوڑا سا لطف اندوز نہیں ہو جاتی (ہم بستر نہیں ہوتی)۔

پہلے بزرگانِ دین اکثر فرماتے تھے کہ ہم بستری کے بارے میں شوہر کا قول معتبر ہو گا خواہ وہ عورت استعمال شدہ ہی کیوں نہ ہوتا ہم اگر اس پر کوئی تہمت لگائے تو وہ اس سے قسم لے سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

فرع:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گم شدہ شخص کی بیوی اس کے بارے میں اطلاع آنے تک اس کی بیوی ہی رہے گی

جبکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس عورت کا شوہر گم ہو اور پتہ نہ چل سکے کہ کہاں ہے تو چار سال تک وہ اس کی انتظار کرے اور پھر اس کا ولی اس عورت کو طلاق دیدے' پھر وہ چار ماہ دس دن عدت بیٹھے تو حلال ہو جائیگی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک ایسی عورت کا فیصلہ آیا جس نے شوہر کے گم ہونے کے بعد شادی کر لی تھی' پھر وہ پہلا شوہر آ گیا اور کہنے لگا کہ میں جن کے ساتھ تھا۔ آپ نے اس شخص سے کہا: اگر چاہو تو میں یہ عورت دوبارہ' تمہیں دیدیتا ہوں' نہیں تو کسی اور سے بیاہ دیتا ہوں۔ اس نے عرض کہ کہ کسی اور سے بیاہ دیں چنانچہ آپ نے کسی اور جگہ بیاہ دیا اور اس عورت سے وہ مہر لے دیا جس کے ذریعے اس نے کسی اور سے شادی کی تھی۔

حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورت اور اس کے مہر کے درمیان گم ہونے والے شوہر کو اختیار نہ دیا ہوتا تو میرا خیال ہے کہ واپسی پر وہ اپنی اسی بیوی کا زیادہ حقدار تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس عورت کے نکاح کرنے پر اگر وہ شوہر آ گیا تو اسے بیوی اور مہر میں اختیار دیا جائے' اگر وہ مہر لینا چاہتا ہے تو یہ اس عورت کے نئے شوہر کے ذمہ ہے لیکن عورت لینا ہو تو وہ عدت گذارے اور حلال ہو کر اپنے پہلے شوہر کے پاس جائے اور اس کے مہر کی رقم عورت کے اس دوسرے شوہر پر لازم ہو گی کیونکہ اس نے اس کی عورت سے ہم بستری کی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اگر اس عورت کا شوہر آ گیا تو یہ اسی کی بیوی ہو گی' چاہے تو اسے طلاق دیدے اور چاہے تو روک لے لیکن عورت کو اختیار نہ ہو گا۔

- حضرت نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قوم میں سے ایک لونڈی سے شادی کی جسے درداء کہا جاتا تھا' اس کے باپ نے نکاح کیا تھا' عبداللہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے اور بیوی کی لمبی چوڑی شکایت کی' اس دوران اس لونڈی کا باپ فوت ہو گیا تو اس کے گھر والوں نے اسے عکرمہ نامی شخص سے بیاہ دیا۔ عبداللہ کو پتہ چلا تو ان کے پاس گئے اور یہ جھگڑا لے کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے' انہوں نے وہ بیوی اسے لے دی' وہ عکرمہ سے حاملہ ہو چکی تھی' انہوں نے اسے انصاف پسند لوگوں کے پاس رہنے دیا اور جب اس نے بچہ جن دیا تو انہوں نے وہ بیوی عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیدی اور وہ لڑکا عکرمہ کو دیدیا۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عورت کے بارے میں فرماتے تھے جسے غائب ہونے کے درمیان اس کے شوہر نے طلاق دیدی اور اسی حال میں اس سے رجوع کر لیا تو اسے اس رجوع کا اثر نہ پہنچے گا حالانکہ طلاق تو اسے پہنچ گئی' اسی لئے اس نے شادی بھی کر لی' کہ دوسرے شوہر نے اگر ہم بستری کر لی ہے یا نہیں بھی کی تو اس کے پہلے شوہر کے لئے کوئی راہ نہیں جس نے اس کی طرف طلاق بھیج دی تھی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

باب

کفار کے نکاح اور ان کا ان پر قائم رہنا

سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ دورِ جاہلیت میں نکاح چار طرح کا ہوتا تھا' ایک تو وہی تھا جیسے آج کرتے ہیں کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے لونڈی یا بیٹی کا رشتہ مانگتا ہے اور وہ مہر دے کر نکاح کر دیتا ہے' ایک نکاح یہ ہوتا تھا کہ آدمی اپنی بیوی سے اس کے ماہواری سے پاک ہونے پر کہتا تھا کہ فلاں شخص کی طرف پیغام بھیجو اور اس سے ہمبستری کرو' اس دوران اس کا شوہر اس سے الگ رہتا اور اس وقت تک ہاتھ نہ لگاتا جب تک اس کا حمل ظاہر نہ ہو جاتا جس سے اس نے ہم بستری کی تھی اور جب وہ حمل ظاہر ہو جاتا تو اس سے جب چاہتا ہم بستر ہو لیتا' رکنا اس لئے تھا کہ لڑکے کا واضح طور پر پتہ چل سکے کہ کس کا ہے۔ اسے نکاح استبضاع کہتے تھے۔ ایک نکاح اور تھا کہ دس سے کم آدمی جمع ہو کر عورت سے باری باری ہم بستری کرتے' جب وہ بچے والی ہو جاتی اور بچہ جنے تین راتیں گذر جاتیں تو ان سب کو بلا لیتی' ان میں سے کوئی بھی انکار نہ کرتا اور وہ سب اس کے پاس جمع ہو جاتے' وہ ان سے کہتی: اپنا کیا تو تم جانتے ہی ہو' اب میں نے بچے کو جنم دیدیا تو اسے فلاں! وہ تیرا ہے' وہ جس کا چاہتی نام لے لیتی اور لڑکا اسی شخص کو مل جاتا' وہ انکار نہ کر سکتا تھا۔ چوتھا نکاح یہ تھا کہ کافی لوگ جمع ہو جاتے اور عورت سے ہم بستر ہوتے' وہ آنے والے کسی کو روک نہ سکتی' یہ عورتیں بدکار ہوتیں جنہوں نے اپنے گھروں پر جھنڈے گاڑے ہوتے جو ایک علامت کا کام دیتے لہٰذا جس کا دل چاہتا' ان کے پاس چلا جایا کرتا اور جب ان میں سے کوئی حمل والی ہو جاتی اور حمل جن دیتی تو لوگ اس کے پاس جمع ہوتے اور کسی کھوج لگانے والے کو بلاتے' پھر بچہ جسے چاہتے دیدیتے' وہ اسے اپنا بیٹا بنا لیتا اور اسے بیٹا کہنے میں کوئی روکاوٹ نہ ہوتی۔

جب حضور علیہ السلام سچا دین لے آئے تو دورِ جاہلیت کے سارے نکاح ختم کر دئے' صرف وہی نکاح رہنے دیا جو آج کل جاری ہے فالحمد للہ ربّ العالمین۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامِ ھجر کے رہنے والے مجوسیوں کو اسلام کی دعوت دے بھیجی تو جنہوں نے اسلام لانا چاہا قبول فرمایا لیکن جنہوں نے انکار کیا' ان پر جزیہ لاگو کر دیا اور شرط یہ لگائی کہ ان کا ذبح کیا ہوا نہیں کھایا جائے گا اور نہ ہی ان کی کسی عورت سے نکاح کیا جائے گا۔

فرع:

دورِ جاہلیت میں دی گئی طلاق کا حکم

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے دورِ جاہلیت میں اپنی بیوی کو دو طلاقیں دیں

اور اسلام میں ایک دی تو نہ میں اسے حکم دیتا ہوں اور نہ ہی روکتا ہوں (کہ نکاح برقرار رکھے یا نہ رکھے)۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ میں تو اسے حکم دوں گا اور کہوں گا کہ شرک کے دور والی تمہاری طلاق کی کوئی حیثیت نہیں۔

فصل:

اسلام لا کر دو بہنیں یا چار سے زیادہ عورتیں رکھنے والے کا حکم

حضرت ضحاک بن فیروز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میرے والد اسلام لائے تو ان کے نکاح میں دو سگی بہنیں تھیں۔ نبی کریم علیہ السلام نے انہیں حکم دیا کہ ان میں سے ایک کو طلاق دیدیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا: ان میں سے جسے چاہو رکھ لو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ غیلان ثقفی اسلام لائے تو ان کے نکاح میں دس عورتیں تھیں، وہ سب کی سب ان کے ساتھ ہی اسلام لے آئیں، اب نبی کریم علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ ان میں سے چار رکھ لو اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آیا تو اس نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی اور اپنا مال بچوں میں تقسیم کر دیا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے ان سے فرمایا: میرا خیال ہے کہ شیطان نے آسمان سے تمہاری موت کا سن لیا ہے اور تمہارے دل میں ڈال دیا ہے کہ شاید تم تھوڑے دن زندہ رہو گے: بخدا تمہیں اپنی بیویوں کی طرف رجوع کرنا ہو گا تا کہ وہ تمہارا مال لے سکیں یا پھر میں خود انہیں وارث بنا دیتا ہوں اور حکم دیتا ہوں کہ تمہاری قبر پر ویسے ہی پتھر مارے جائیں جیسے ابو رغال کی قبر پر مارے گئے تھے۔

علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ آپ کے اس قول میں کہ "تمہیں اپنی بیویوں کی طرف رجوع کرنا ہو گا۔" اس بات کی دلیل ہے کہ یہ طلاق رجعی تھی اور اسی سے پتہ چلتا ہے کہ وہ وارث بناتی ہے اگرچہ اس کی عدت اس کی بیماری میں گذر جائے ورنہ صرف رجعی طلاق بیماری میں یقینی بہانہ نہیں بن سکتی۔ واللہ اعلم۔

فصل:

کافر میاں بیوی کا حکم جن میں سے ایک دوسرے سے پہلے اسلام لے آئے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جب ایک نصرانی عورت اپنے ذمی شوہر کے مرنے سے گھڑی

پھر پہلے اسلام لے آئے تو اس پر حرام ہو جاتی ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک آدمی اسلام لے آیا اور پھر کچھ مدت بعد اس کی بیوی بھی اسلام لے آئی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچی تو اس کے شوہر نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ میرے ساتھ اسلام لائی تھی چنانچہ آپ نے اسے اسی کو واپس فرما دیا۔ پھر ایک اور عورت بھی آپ کے دور میں اسلام لائی اور شادی کر لی۔ اس کا شوہر حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! میں اسلام لایا تو اسے معلوم تھا چنانچہ آپ نے اسے دوسرے شوہر سے چھین کر، پہلے کو دیدیا اور یہ تو اس سے پہلے باب میں گذر ہی چکا ہے کہ لوگوں کے خیال میں لونڈی کو آزاد ہونے پر کسی مرد کے چھونے سے پہلے پہلے اختیار ہوتا ہے۔

● حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے شوہر حضرت ابو العاص بن ربیع کے پاس پہلے والے نکاح ہی پر بھیج دیا تھا اور کوئی نیا کام نہیں کیا تھا حالانکہ وہ ان سے چھ سال پہلے اسلام لائی تھیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک سال پہلے والے نکاح ہی پر بھیجا تھا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ نہ ہی گواہ لئے اور نہ ہی نیا مہر مقرر کیا۔

ایک روایت یہ بتاتی ہے کہ نیا مہر اور نیا نکاح کر کے بھیجا تھا۔

● حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ کی بیٹی فتح کے دن اسلام لائی' وہ صفوان بن امیہ کے گھر میں تھیں' وہ اسلام سے بھاگ گیا تاہم حضور ﷺ نے اسے امان دیدی چنانچہ وہ جنگ حنین اور طائف میں حالت کفر میں شریک ہوا حالانکہ بیوی اسلام لا چکی تھیں تاہم آپ نے دونوں میں جدائی نہیں فرمائی اور اسی دوران وہ بھی اسلام لے آئے چنانچہ آپ نے ان کا وہی نکاح برقرار رکھا۔ صفوان اور ان کی بیوی کے درمیان اسلام لانے میں ایک ماہ کا عرصہ گذرا تھا۔

یونہی حارث بن ہشام کی بیٹی ام حکیم بھی فتح مکہ کے دن اسلام لائیں جبکہ ان کا شوہر عکرمہ بن ابی جہل اسلام سے بھاگ گیا چنانچہ واپس آ کر حضور ﷺ کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر بیعت کی' اس طرح وہ دونوں بھی اسی نکاح پر برقرار رہے۔

● حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ ہمیں آج تک ایسی عورت کا علم نہیں ہو سکا جس نے اللہ و رسول ﷺ کی طرف ہجرت کی ہو اور اس کا کافر شوہر دارِ کفر میں موجود ہو اور اس ہجرت نے میاں بیوی کے درمیان جدائی نہ ڈالی ہو' ہاں اگر اس کا شوہر اس کی عدت سے پہلے ہجرت کے لئے آ گیا ہو (تو جدائی نہ کی) اور نہ ہی ہمیں آج تک ایسی عورت دکھائی دی کہ اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان اس کے آنے پر' عورت کو عدت کے دوران آپ نے جدا کیا ہو۔

● حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اکثر کہا کرتے کہ جب کوئی نصرانی عورت کسی نصرانی کے نکاح میں ہو اور وہ اس کی ہم بستری سے پہلے اسلام لے آئے تو ان کے درمیان جدائی کر دی جائے' عورت کے لئے مہر نہیں ہو گا۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اگر کسی شخص کے پاس مسلمان لونڈی اور نصرانی آدمی ہو اور وہ عورت کی اس سے شادی کرنا چاہے تو یہ جائز نہ ہوگا۔

فصل:

قیدی بننے والی عورت کا شوہر بیت الشرک میں ہو تو کیا کرنا چاہیئے؟

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے حنین کے دن ''اوطاس'' کی طرف ایک لشکر بھیجا، وہ دشمن سے لڑا اور ان پر غالب آ گیا اور ان کی کئی عورتیں قید کر لیں جس پر آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہیں لینے سے اس لئے گریز کرنے لگے کہ ان کے شوہر مشرک تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ○

''اور حرام ہیں شوہر دار عورتیں مگر کافروں کی عورتیں جو تمہاری ملک میں آ جائیں۔''

یعنی عدت گذار کر یہ تمہارے لئے حلال ہیں۔

- حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے قیدی عورتوں سے اس وقت تک ہم بستری سے روکا جب تک وہ بچہ نہ جن لیں۔ یہ حکم شوہروں والی یا بغیر شوہر کے عورتوں کے بارے میں عام ہے جیسے اسے باب الاستبراء میں بیان کیا جا رہا ہے۔ واللہ اعلم۔

کِتَابُ الصُّدَاقِ

مَہر

اس میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ مہر کے تھوڑے اور زیادہ ہونے کی صورت میں نکاح جائز ہوتا ہے تاہم درمیانہ مستحب ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کی شرمگاہیں اپنے لئے حلال کرنے کے لئے اپنی حلال کمائی استعمال کرو چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص یہ نیت کر کے کسی عورت سے نکاح کرتا ہے کہ اس کا ذرا بھر مہر ادا نہیں کرے گا' وہ جس دن مرے گا' زانی شمار ہو گا۔

● حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرد نے دو جوتوں کے بدلے میں بنو فزارہ کی عورت سے شادی کی تھی۔

ایک روایت میں صرف ایک جوتے کا ذکر ہے' اس پر رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: تم جوتوں کے مال سے اپنے آپ میں خوش ہو؟ اس نے عرض کی: ہاں۔ آپ نے نکاح برقرار رہنے دیا۔

● آپ نے فرمایا: اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو مہر دیتے وقت دونوں ہاتھوں بھر کھانا دے تو وہ اس کے لئے حلال ہو گی۔

ایک اور روایت میں ہے: جس نے اپنی بیوی کو ہتھیلی بھر جَو' کھجور' گندم یا آٹا دے دیا تو وہ اس کیلئے حلال ہو گئی۔

● حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نکاح کیا تو ان دونوں کے درمیان اسلام' مہر مقرر ہوا واقعہ یہ ہوا کہ حضرت اِم سلیم' ابوطلحہ سے پہلے اسلام لائیں تھیں' وہ کہنے لگیں: میں تو اسلام لے آئی ہوں لہٰذا اگر تم اسلام لے آئے تو میں تم سے نکاح کر لوں گی چنانچہ وہ اسلام لے آئے اور یہی ان کا مہر بنا۔

ایک روایت میں وہ کہتی ہیں: اگر تم اسلام لے آؤ تو یہی میرا مہر ہو گا' اس کے سوا میں تم سے کچھ نہیں مانگوں گی' وہ اسلام لے آئے تو یہی مہر بنا۔

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امِ سلیم سے بڑھ کر عمدہ مہر میں نے کسی کا نہیں سنا کیوں کہ ان کا مہر ''اسلام'' طے ہوا تھا۔

اکثر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ ﷺ کو بتائے بغیر شادیاں اس لئے کرتے تھے کہ آپ سے حیاء آتی تھی چنانچہ آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر زردی کا اثر دیکھا تو پوچھا: یہ کیا ہے؟ عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے ایک عورت سے گٹھلی بھر سونے کے بدلے میں شادی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے بکری سے ولیمہ کر دو۔

- آپ نے فرمایا: سب سے زیادہ برکت والی عورت وہ ہوتی ہے جو کام کاج سے نہ گھبرائے۔
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہوتے میں ہمارا مہر دس اوقیہ ہوتا تھا' پھر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بتایا کہ چار سو درہم ہوتا تھا۔
- سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ملنے والا مہر کتنا تھا؟ آپ نے بتایا کہ آپ کی عرف سے آپ کی بیویوں کے لئے مہر بارہ اوقیہ سے نش بھر زیادہ ہوتا تھا' پھر آپ نے سوال کرنے والے سے فرمایا: جانتے ہو کہ نش کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں' فرمایا: آدھا اوقیہ چنانچہ یہ پانچ سو درہم تھے۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر فرماتے تھے کہ مہر قیمتی مقرر نہ کیا کرو کیونکہ اگر یہ دنیا میں عزت اور آخرت میں تقویٰ کا کام دیتا تو اس کے لئے سب سے بہتر رسول اللہ ﷺ ہوتے۔ آپ کی بیویوں اور بیٹیوں میں کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہ ہوتا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ منبر پر چڑھے اور فرمایا کہ چار سو درہم سے زیادہ مہر مقرر نہ کیا کرو' یہ سن کر قریش میں سے ایک عورت نے دخل دیا اور کہا: آپ اس چیز سے روکے جا رہے ہیں جو اللہ نے لوگوں کے لئے جائز قرار دی ہے؟ پوچھا: کیسے؟ اس نے کہا: کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا:

وَ اٰتَیْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا (سورۃ نساء: ۲۰)

''اور اسے ڈھیروں مال دے چکے ہو۔''

یہ سن کر آپ نے فرمایا: الٰہی معاف فرمائے! کیونکہ عمر سے تو ہر ایک ہی دین کی سمجھ زیادہ رکھتا ہے اور پھر جب دوبارہ منبر پر چڑھے تو فرمایا: میں نے ابھی ابھی تمہیں روکا تھا کہ مہر چار سو درہم سے زیادہ نہ دیا کرو لیکن تم میں سے جو خوشحال ہو اور اس سے بھی زیادہ دینا چاہتا ہے تو دیا کرے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک قنطار میں گیارہ سو اوقیہ ہوتے ہیں ...... حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اس سے بیل کی کھال سونے سے بھر سکتی تھی ...... حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

کہ ستر ہزار دینار کا ہوتا تھا۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے بعد بیٹیوں کا نکاح کرتے وقت ایک ہزار دینار مہر مقرر کرتے، جن میں سے چار سو دینار کا زیور ہوتا۔
- حضرت امام زھری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس ہزار درہم کی چاندی پر ایک عورت سے شادی کی تھی۔
- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول: وَ اٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَارًا کے بارے میں فرماتے تھے کہ اس قنطار میں سے ایک قیراط بڑے ڈھیر جتنا ہوتا ہے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے انصار میں سے ایک عورت سے شادی کی ہے، پوچھا: کتنے مہر پر؟ اس نے عرض کی کہ چار اوقیہ پر، فرمایا: چار اوقیہ پر؟ لگتا ہے کہ تم اس پہاڑ کے پہلوؤں سے چاندی کھرچ لائے ہو گے؟ ہمارے پاس تو تمہارے لئے اتنا کچھ ہے نہیں تاہم جلد میں تمہیں ایک لشکر کے ساتھ بھیجوں گا جہاں سے تمہیں اتنا کچھ مل جائے گا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے لوگ اکثر مہر کے بارے میں پوچھتے رہتے، آپ فرمادیتے کہ اتنا دو جس پر دونوں گھروں کا اتفاق ہو جائے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ کو آزاد کر دینا تھا تو اس کا مہر آزادی ہی مقرر فرما دیا اور آگے جلد آ رہا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تو وہ حبشہ کی سرزمین میں تھیں، نجاشی سے اس کی شادی کی تو چار سو دینار مہر مقرر کیا اور اپنی طرف سے جہیز دیا پھر انہیں حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ روانہ کیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف کوئی شے نہ بھیجی تھی جبکہ آپ کی بیویوں کا مہر چار درہم ہوتا تھا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

قرآنی تعلیم کو مہر بنانا جائز ہے

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچی اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں اپنا آپ، آپ کو پیش کرتی ہوں چنانچہ کافی دیر کھڑی رہی، اسی دوران ایک مرد اُٹھا اور عرض کی: یا رسول اللہ! اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں تو اسے مجھ سے بیاہ دیجئے۔ آپ نے فرمایا: تمہارے پاس اسکے مہر کے لئے کچھ ہے؟ عرض کی: اس دھوتی کے علاوہ کچھ نہیں فرمایا: دھوتی اسے دے کر تم اس کے بغیر بیٹھ جاؤ گے، کوئی چیز لے آؤ۔ اس نے عرض کی کہ اور

کچھ نہیں ہے' فرمایا: ڈھونڈ لاؤ خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی ہو۔ اس نے تلاش کی لیکن کچھ نہ ملا۔ پھر پوچھا: قرآن کچھ یاد ہے؟ عرض کی: ہاں' فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ آپ نے فرمایا: اسی قرآن کے بدلے میں میں تمہارا نکاح کر رہا ہوں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا: میں نے تمہیں قرآن کی وجہ سے اس کا مالک بنا دیا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا: اٹھو اور اسے بیس آیتیں سکھا دو' یہ تمہاری بیوی ہو گئی۔

- حضرت ابو النعمان ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قرآن کی ایک سورت پر ایک عورت کا نکاح کرتے دیکھا اور فرمایا تھا کہ تمہارے بعد یہ مہر کسی کا نہ ہو گا۔

فصل:

مہر مقرر کرنے کے بغیر نکاح کرنے کا حکم

حضرت معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے کسی عورت سے شادی کی لیکن مہر مقرر نہ کیا اور پھر ہم بستری سے پہلے ہی فوت ہو گیا جس کی وجہ سے وہ عورت اپنا یہ معاملہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچی' آپ نے فرمایا: تمہیں تمہارے قبیلے کی عورتوں جتنا مہر ملے گا اور چار ماہ دس دن کی عدت تمہیں گذارنا ہو گی۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے غلام کی لونڈی کا نکاح' مہر کے بغیر کر دیا چنانچہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن کسی شخص سے فرمایا: تم چاہتے ہو کہ میں تمہارا نکاح کسی عورت سے کر دوں؟ انہوں نے عرض کی: ہاں' پھر عورت سے فرمایا: کیا تم چاہتی ہو کہ تمہارا نکاح فلاں شخص سے کر دوں؟ اس نے بھی عرض کی: ہاں' آپ نے ایک کا نکاح دوسرے سے کر دیا' آدمی اپنی بیوی کے پاس تو گیا لیکن اس کا مہر مقرر نہیں کیا اور نہ ہی کوئی اور چیز اسے دی۔ جب اس کا وقت مرگ ہوا تو کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فلاں عورت سے میرا نکاح کیا تھا لیکن میں نے اس کا مہر ادا نہ کیا اور نہ ہی کوئی اور شے دی' اب میں تمہیں گواہ بنا رہا ہوں کہ میں مہر میں اسے وہ حصہ دیتا ہوں جو خیبر میں مجھے ملا تھا' اس نے لے لیا اور اس کی موت کے بعد ایک لاکھ میں بیچ دیا۔

- حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک عورت سے ہم ہوئے بغیر اسے چھوڑ کر فوت ہو گئے اور اس کا مہر مقرر نہیں کیا تھا' اس کی ماں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مہر کا مطالبہ کرنے آئی تو انہوں نے کہا کہ اس کا مہر نہیں ہے' اگر ہوتا تو میں روک نہ رکھتا اور نہ ہی اس پر ظلم کرتا لیکن اس نے آپ کی بات ماننے سے انکار کر دیا چنانچہ دو طرف والوں نے اپنے درمیان فیصلہ کے لئے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈالا تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ اسے مہر تو نہیں ملے گا تاہم وراثت ملے گی۔

فصل:

مہر مقرر کرنا

حضرت عمر اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ جب کوئی شخص نکاح کرے اور دروازہ بند کر کے پردہ لٹکا دے اور پھر اس بیوی کو طلاق دیدے تو اسے آدھا مہر دینا ہوگا لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اسے مکمل اور پورا مہر دینا ہوگا' پھر اس کے بعد خلفاء اسی فیصلے پر چلے۔

فصل:

طلاق کے موقع پر عورت کو کچھ نہ کچھ دینا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہر طلاق والی عورت کے لئے کچھ متعہ (دینے کا سامان وغیرہ) ہوتا ہے' اس کا نہیں جسے ہم بستری سے پہلے طلاق ہوئی جبکہ مہر مقرر ہو چکا تھا' اسے مقرر مہر کا آدھا ملے گا لیکن متعہ نہیں ملے گا۔ آگے بـاب الـطلاق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول آرہا ہے کہ اسے آدھا متعہ ملے گا اور یہ متعہ مقرر مہر کا آدھا ہوتا ہے اور اگر اس کے لئے مہر مقرر نہیں کیا تو اسے متعہ دینا چاہئے اور یہ لازمی نہیں ہوتا۔

آپ فرماتے ہیں کہ کم ازکم عورتوں کو دیا جانے والا متعہ تیس یا اس کے لگ بھگ درہم ہوتے ہیں۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب حفص بن مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی فاطمہ کو طلاق دی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئیں' آپ نے انکے شوہر سے فرمایا: اسے متعہ ضرور دو خواہ آدھا صاع ہی ہو۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم (عورت کو اندر لے جا کر) پردہ لٹکا دو تو مہر دینا واجب ہو جاتا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

مہر کا کچھ حصہ ہمبستری سے پہلے دینا' اسے چھوڑا بھی جا سکتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا سے نکاح کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے کچھ دیدو! انہوں نے عرض کی: کچھ ہے ہی نہیں' فرمایا: زرہ کہاں ہے؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارادہ بنا کہ ہم بستری کریں لیکن آپ نے روک دیا کہ اسے کچھ دئے بغیر نہ کرو اور جب انہوں نے وہ زرہ دیدی تو آپ نے انہیں بھیج دیا چنانچہ انہوں نے ہم بستری کی۔

علماءِ کرام کہتے ہیں: اس میں یہ دلیل پائی جاتی ہے کہ جب تک مہر نہ ملے' اسے شوہر کے سپرد کرنے سے روکا جا سکتا ہے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ مجھے حکم فرمایا کہ شوہر کی طرف سے کچھ نہ ملنے کے باوجود اس کی بیوی کو اس کے پاس بھیج دوں۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا جسے ایک عورت سے عشق تھا' اس نے اسے کافی مال دیا لیکن وہ کسی وجہ سے راضی نہ ہوئی چنانچہ اس نے راضی کر لیا اور پھر مہر مقرر کرنے سے پہلے طلاق دیدی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ کوئی اچھی بات نہیں' یہ بھی مسلمانوں ہی میں سے ایک عورت ہے یعنی اسے بھی مسلمان عورتوں جیسا مہر ملنا چاہئے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے: یہ کوئی اچھی بات نہیں کہ آدمی اپنے مال میں سے بیوی کو کچھ دئے بغیر اس سے ہم بستری کا ارادہ کرے' مال اتنا چاہئے کہ وہ راضی ہو جائے یعنی اسے لباس' نقدی یا انگوٹھی دے تاکہ اسے دے کر ہم بستر ہو۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

شوہر کی طرف سے بیوی اور اسکے اولیاء کو تحفے دینے کا حکم

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت ہم بستری سے پہلے مہر' عطیہ یا سامان لینے پر نکاح کرے' وہ اس کا ہوگا اور جو نکاح کی عصمت کے بعد ہو تو وہ اس کا ہوگا جسے میں دوں اور جن چیزوں پر انسان کی عزت ہوتی ہے ان میں اس کی بیٹی اور اس کی بہن ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عورتوں کو رغبت اور دبدبہ دونوں چیزیں دی گئی ہیں تو جو عورت اپنے شوہر کو کوئی چیز دے اور چاہے کہ اس کے پاس واپس ہو تو ادھر رجوع کرے اور باب النکاح میں پہلے رسول اللہ ﷺ کا یہ قول گذر چکا ہے کہ: شرطوں پر سب سے اہم شرط وہ چیز ہے جس سے تم شرمگاہوں کو حلال کر لو۔ واللہ اعلم۔

باب

شادی کے ولیمے اور ختنے کا بیان

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شادی کے کھانے کے متعلق فرمایا کہ یہ جنت کی خوشبو میں سے مثقال بھر ہوتا ہے۔

- آپ شادی کرنے والے سے فرماتے کہ ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہی ذبح کرنی پڑے اور جب رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کی تو ان کے لئے کھجور اور ستو سے ولیمہ کیا۔
  ایک روایت میں ہے کہ کھجور، پنیر اور گھی سے ولیمہ کیا، فرش بچھا کر اس پر یہ تینوں چیزیں رکھ دی گئیں، اس وقت آپ مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر میں تھے اور ایک بیوی کی خاطر مدین میں جَو کا ولیمہ کیا۔
- آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ شادی کے لئے ولیمہ کرنا ضروری ہے اور جب آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تو ایک مینڈھے سے ولیمہ کیا اور لوگوں کو اکٹھا کیا۔
  حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ مینڈھا حضرت سعد کی بکریوں میں سے تھا اور روٹی گندم کی تھی جسے انصار کے کچھ لوگوں نے جمع کیا تھا۔
- حضور ﷺ نے جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی طرف چاندی یا سونا دو اوقیہ بھر بھیجا تھا اور عرض کیا کہ اس سے قیمتی پوشاک خرید کر مجھے بھیجئے، ایک مینڈھا اور فلاں فلاں چیزیں لے لیجئے چنانچہ آپ نے یونہی کیا اور خطبے کا بیان تو باب النکاح میں گذر چکا ہے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی شادی کے ولیمہ میں بلایا تھا اور اس شادی میں وہ کھلانے پلانے اور پکانے کے لئے خدمت کرتے رہے۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہم بستری کرنے کے بعد ولیمہ کیا کرتے تھے۔
- حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ آٹھ دن تک اور ایک مرتبہ سات دن تک ولیمہ جاری رکھا اور اس میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا تھا۔
- جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے جایا گیا کیا تو ان کی خدمت کے لئے حضرت امِ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا موجود تھیں اور جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس گئے تو آپ دیوار کے ساتھ لگ گئیں، یہودی عورت سے آدمی کو اس وقت الگ کر دیتے تھے جب وہ اس سے ہم بستری کو تیار ہوتا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت کہلا بھیجا جب وہ تیار تھے کہ میرے آنے تک اپنے

اپنے مقام پر ٹھہرو' آپ پانی کا ایک پیالہ لے کر ان کے پاس تشریف لے گئے' اس میں تھوکا' اعوذ باللہ پڑھی اور ان دونوں پر چھڑک دیا اور فرمایا: اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! میں نے تمہاری شادی گھر کے بہتر شخص سے کی ہے۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کو میں سب سے پیارا لگتا ہوں یا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا؟ آپ نے فرمایا: وہ مجھے سب سے محبوبہ ہے اور تم مجھے سب سے عزیز ہو۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا

رسولِ اکرم ﷺ جس کھانے پر بلائے جاتے' وہاں جانا قبول فرما لیتے اگرچہ کوئی خاص سبب نہ ہوتا اور فرمایا کرتے: بخدا اگر مجھے بکری کے شانے پر بھی بلایا جائے تو میں یہ دعوت بھی قبول کر لیتا ہوں۔

- آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ سب سے برا کھانا اس ولیمے کا ہوتا ہے' جس میں امیروں کو بلایا جاتا ہے اور فقیروں کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور جو اس کی دعوت قبول نہ کرے تو وہ اللہ اور رسول ﷺ کا بے فرمان ہوگا۔
- آپ نے فرمایا: جب بھی تمہیں اس ولیمے میں بلایا جائے تو جانا قبول کر لو۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما شادی اور شادی کے علاوہ کسی بھی ملنے والی دعوت میں بحالت روزہ چلے جایا کرتے اور بتاتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جب کسی کو دعوت پر بلایا جائے اور وہ روزہ سے ہو تو جا کر چاہے تو کھانا کھائے' نہ چاہے تو نہ کھائے اور (فرمایا تھا کہ) جو بن بلائے دعوت میں شامل ہو' وہ گویا چور بن کر گیا اور لوٹ مار کر کے چلا آیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اگر روزہ رکھا ہو تو نماز پڑھے اور نہ رکھا ہو تو کھا لے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب تمہیں کسی دعوت پر بلایا جائے اور تم روزے سے ہو تو کہہ دو کہ میرا روزہ ہے' یہ نہ کہو کہ میں نہیں کھاؤں گا۔

- آپ ﷺ فرماتے تھے: جب کسی کو کھانے پر بلایا جائے اور وہ ایلچی کے ساتھ ہی چلا آئے تو یہ اس کے لئے کھانے کی اجازت شمار ہوگی چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کسی ایسے دسترخوان پر جا پہنچے جہاں اسے بلایا نہیں گیا اور پھر ذلیل ہو تو اپنے آپ کو کوسے۔ جسے کھانے پر بلایا گیا ہوتا اور وہ کسی بن بلائے کو بلا کر ساتھ بٹھا لیتا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسے ایسا کرنے سے منع فرمایا کرتے اور کہا کرتے کہ اس آدمی کو کھانے کے لئے بلایا گیا ہے' اس لئے نہیں کہ اوروں کو دیتا پھرے چنانچہ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

کافی صحابہ کو کھانے پر بلایا تو ان میں سے ایک نے کچھ کھانا پکڑا اور کسی سائل کو دیدیا۔ اس پر حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اسے یہیں رکھ دو کیونکہ صرف تمہیں کھانے کے لئے بلایا گیا ہے اس سے وہ شخص بہت شرمندہ ہوا۔ جب وہ کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو حضرت سلمان نے اس سے کہا: لگتا ہے کہ تمہیں میری بات بری لگی ہو گی؟ اس نے کہا: ہاں بخدا ایسے ہی ہے۔ اس پر انہوں نے کہا: میں نے تو تمہیں اپنے اجر کے لئے بلایا تھا' ایسا کرنے کا بوجھ تو تم ہی پر ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ ''طفیلی'' کو طفیلی کیوں کہا جاتا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص اہلِ کوفہ میں سے بنو غطفان کا ایک شخص تھا' طفیل الاعراس (شادی پر بن بلایا شخص) کہلاتا تھا' یہ بن بلائے شادی کے ولیموں میں شامل ہو جایا کرتا تھا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

دعوت دینے کیلئے دو شخص آ جائیں تو کیا کرے؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب دعوت دینے والے دو شخص اکٹھے آ جائیں تو قریبی دروازے والے کی دعوت قبول کر لے کیونکہ وہ ان میں سے قریبی ہمسایہ ہے البتہ ان دونوں میں سے جو پہلے دعوت دیدے تو اسی کی قبول کر لے۔

آپ اکثر فرماتے کہ جس کے دو ہمسائے ہوں اور وہ تحفہ دینا چاہے تو ان میں سے زیادہ قریبی دروازے والے کو دے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس میں ایسے شخص کی دعوت قبول کر لینے کا بیان ہے جسے دعوت دینے والا کہتا ہے کہ جسے چاہو' اپنے ساتھ لیتے آنا اور پھر دوسرے اور تیسرے دن دعوت کرنے کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے شادی کی اور اھلیہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو حضرت امِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کیلئے حَیس (گھی' کھجور اور ستو سے بنایا کھانا) تیار کر کے ایک چھوٹے سے برتن میں ڈال کر اپنے بیٹے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤ' وہ لے گئے تو آپ نے فرمایا: اے انس! یہاں رکھ دو اور پھر فرمایا: جاؤ اور فلاں فلاں شخص کے علاوہ جو بھی ملے اسے بلا لاؤ چنانچہ انہوں نے ان کو بھی بلایا جن کا آپ نے نام لیا تھا اور انہیں بھی بلا لائے جو راستے میں مل گیا۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ ولیمہ پہلے دن تو حق بنتا ہے' دوسرے دن کیا جائے تو تعارف کا کام دیتا ہے لیکن

تیسرے دن کرنا صرف دکھلاوا بنتا ہے۔

فصل:

دعوت قبول کرنے سے معذرت کرنا

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس وقت کھانے کی دعوت دی گئی جب وہ کئی لوگوں کو پانی پلانے میں مصروف تھے تو انہوں نے لوگوں سے کہا: سب مل کر اپنے بھائی کے پاس جاؤ' اسے میرا سلام کہنا اور بتانا کہ میں مصروف ہوں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

جسے دعوت دی جائے اور وہ دعوت دینے والے کے ہاں کوئی نامناسب شے دیکھے تو کیا کرے؟

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کوئی نامناسب کام ہوتا دیکھے تو اسے ہاتھوں کی مدد سے صحیح کرے (یعنی طاقت سے) یہ طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو دل ہی میں برا جانے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے کھانا تیار کر کے رسول اللہ ﷺ کو بلا لیا' آپ تشریف لائے تو تصویریں نظر آنے پر واپس تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی یونہی کیا کرتے تاہم حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کپڑے پر تصویر وغیرہ کے خاکے بنانے کی اجازت دی تھی۔

- آپ فرمایا کرتے تھے: جو شخص اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے' اسے ایسے دستر خوان پر بیٹھنے سے گریز کرنا چاہئے جس پر شراب کا دور چلتا ہو۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

تکبر کرنے والوں کے کھانے میں شمولیت کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے دو ایسے کھانا پکانے والوں کے کھانا کھانے سے روک دیا تھا جو بڑائی اور تکبر کی خاطر ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے۔

فصل:

شادی کے موقع پر کوئی چیز لٹا دینا

رسولِ اکرم ﷺ جب کسی کی یا اپنی شادی کرتے تو کھجوریں لٹایا کرتے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ کے اوپر سے کھجوریں بکھیری جاتیں چنانچہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک صحابی کی اراضی پر تشریف لے گئے تو محبت' بھلائی' نیک شگونی اور رزق میں برکت کے لئے فرمایا: ''اللہ تمہیں برکت دے۔'' پھر فرمایا: اس کے سر پر کھڑے ہو کر دف (ڈھولک) بجاؤ چنانچہ دف بجائی گئی' پھر تھال لائے گئے جن پر پھل اور شکر رکھی گئی تھی' آپ نے فرمایا کہ اسے لُوٹ لو۔ صحابہ نے عرض کی کہ آپ نے اس سے منع نہیں فرما رکھا ہے؟ فرمایا: میں نے تمہیں لشکروں میں لوٹ مچانے سے روکا ہے' شادیوں میں تو نہیں روکا۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر لوگوں نے لوٹ مچا دی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

بکھیرنے اور لوٹ سے منع کرنے والوں کی دلیل

حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ لوٹ مچانے اور جھپٹ کر کوئی چیز لینے سے منع فرماتے: ارشاد ہوتا: اللہ تعالیٰ نے لوٹ مار سے منع فرمایا ہے تو جو ایسا کرے گا' ہم میں سے نہ ہوگا .... یہ بھی فرمایا کہ لوٹ مار مردار سے تو زیادہ حلال نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم۔

خاتمہ

ختنہ کی دعوت قبول کرنے کا حکم

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بن ابو وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ختنہ کے کھانے کی دعوت دی گئی تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا' اس بارے میں کہا گیا تو فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہم ختنوں میں شامل نہ ہوتے اور نہ ہی ہمیں دعوت دی جاتی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

باب

ڈھولک اور کھیل کود کے سامان کو نکاح اور کسی غائب کے آنے کے موقع پر استعمال کرنا یا ایسا ہی کوئی کام کرنا

حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' فرمایا: دو ایسی آوازیں ہیں جن پر دنیا و آخرت میں لعنت پڑی ہے: گانے بجانے کے موقع پر مزمار کی آواز اور مصیبت کے موقع پر بین کرنے کی آواز چنانچہ رسولِ اکرم ﷺ فرماتے ہیں: حلال و حرام کا پتہ دف ہی سے چل جاتا ہے اور نکاح کے موقع پر چیخنے چلانے سے بھی معلوم ہو جاتا ہے۔

- یہ بھی فرمان ہے کہ اس نکاح کا اعلان کرو اور اس موقع پر دف بجایا کرو۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ایک ایسے شخص کی شکایت کی گئی جس نے کسی عورت سے خفیہ شادی کر لی اور اس کے پاس آنے جانے لگا جسے اس کے ہمسائے نے دیکھ لیا تو اسے تہمت لگا دی' اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے فرمایا کہ شادی کے گواہ کہاں ہیں؟ اس نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! یہ کام ایسا ہی تھا تو صرف بیوی کے گھر والے گواہ بنے چنانچہ انہوں حد نہیں لگائی اور یہ سزا معاف کر دی' پھر فرمایا: ان عورتوں کی شرمگاہوں کی حفاظت کرو اور نکاح کا اعلان کیا کرو۔
- حضرت عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شادی کے موقع پر حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں گیا' دیکھا تو لڑکیاں گا رہی تھیں' میں نے کہا: اے رسول اللہ ﷺ کے صحابی! اہلِ بدر میں سے کون ہے جو آپ کے پاس ایسا کام کر رہا ہے؟ اس پر انہوں نے کہا: پسند ہے تو ہمارے پاس بیٹھو اور ہمارے ساتھ سنو ورنہ چلے جاؤ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے شادی کے موقع پر ہمیں ایسے کھیل کھیلنے کی اجازت دی ہے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوئی آواز یا دف سنتے تو پوچھتے: یہ کیا ہے؟ اگر لوگ یہ بتاتے کہ شادی یا ختنہ ہے تو خاموش ہو جاتے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ آج کل کے حال کی طرح عورتیں اپنے بچوں کو ساتھ لے کر شادی میں شامل ہوتیں اور رسولِ اکرم ﷺ لوگوں کو کہیں جاتے دیکھتے تو پوچھتے: کیا بات ہے؟ اور وہ کہتے کہ فلاں شادی ہے تو خاموش ہو جاتے۔
- سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے انصار میں سے ایک مرد کے پاس بیاہ کر عورت بھیجی تو رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے ساتھ کھیل کا کونسا سامان تھا؟ کیوں کہ انصار کو کھیل کود بہت اچھا لگتا ہے' میں خفیہ نکاح کرنا پسند نہیں کرتا اور یہ بات پسند کرتا ہوں کہ گھر میں دھواں اُٹھ رہا ہو' دف بجائی رہی ہو اور یوں کہا جا رہا ہوں: ''ہم تمہارے پاس آ گئے ہیں لہٰذا تم ہمیں جی آیاں نوں کہو اور ہم تمہیں کہیں۔''

آپ ہی بتاتی ہیں کہ ہم نے ایک اور عورت کو شوہر کے پاس بھیجنے کی تیاری کی تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے اس دلہن کو کوئی تحفہ بھی دیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں' آپ نے فرمایا: کیا کوئی گانے والا بھی ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں' پھر فرمایا کہ انصار میں گانا سننے کا بہت شوق ہے' کاش تم یہ گانے والا بھیج دیتیں: ہم تمہارے پاس آ گئے ہیں لہٰذا تم ہمیں سلام کہو' ہم تمہیں کہتے ہیں' پھر فرمایا: اگر سرخ گندم تم میں دکھائی نہ دیتی تو میں تمہارے یہ بہانے نہ سنتا۔

- حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس اس دن تشریف لائے جب ہم بستری کا ارادہ تھا' میرے چارپائی پر بیٹھے' کچھ لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور بدر میں شہید ہونے والوں کی خوبیاں بتا رہی تھیں' ایک لڑکی نے تو یہاں تک کہا: وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ (ہم میں ایسا نبی موجود ہے جو آئندہ دنوں کی باتیں بتاتا ہے)' اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ بات نہ کہو' وہی کہتی جاؤ جو پہلے کہا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم بستری سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے گھر والوں کے پاس بھیج دیا تھا۔

فصل:

کسی غائب انسان کے آنے پر عورتوں کے دف بجانے کا حکم

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ کو تشریف لے گئے' واپسی ہوئی تو سیاہ فام ایک لڑکی نے حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے منت مانی تھی کہ آپ کو جب اللہ تعالیٰ خیریت سے واپس لائے گا تو میں آپ کے سامنے دف بجا کر گاؤں گی۔ آپ نے فرمایا: نذر مانی تھی تو بجا لو ورنہ نہیں' اس نے دف بجانا شروع کر دی تو اسی دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے' وہ بجائے جا رہی تھی۔ پھر اس دوران حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے' حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دف بجاتے ہی میں آئے اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو وہ لڑکی دف کو اپنے نیچے لے بیٹھی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر! شیطان تم سے خوفزدہ ہی رہتا ہے' میں بیٹھا تھا تو یہ بجا رہی تھی' ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو بجاتی رہی' علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو بجا رہی تھی' عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو بجائے رکھی اور جب تم آئے ہو تو اس نے پھینک دی ہے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب مزمار بجانے والے کی آواز سن لیتے تو راستے سے اس قدر ہٹ جاتے کہ وہ آواز کانوں میں نہ پڑے اور پھر بتاتے کہ رسول اللہ ﷺ کو میں یونہی کرتے دیکھا تھا۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ مجھے اہلِ جاہلیت کے نامناسب کاموں میں سے صرف دو مرتبہ واسطہ پڑا: ایک رات میں مکہ میں بچوں کے لئے کی گئی قصہ گوئی میں مصروف تھا کہ اسی دوران گانے' دف بجانے اور مزمار بجانے کی آواز کسی گھر میں سنی۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہو رہا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ فلاں کی شادی ہے' میں اسے سننے میں مگن ہو گیا' ادھر نیند نے غلبہ کیا تو میں سو گیا اور پھر مجھے دھوپ ہی نے جگایا' میں واپس آیا تو ویسی ہی آواز سنی' پھر میری آنکھ لگ گئی اور سو گیا۔ بخدا اللہ کی طرف سے نبوت ملنے تک میں نے اور کوئی ناپسندیدہ کام نہیں کیا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

عورتوں سے ہمبستری' بندہ اور وہ چیزیں جو شادی کی رات اور اس کے بعد بری ہوتی ہیں یا نہیں ہوتیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شوال میں مجھ سے شادی کی اور اسی ماہ میں ہمبستری فرمائی تو مجھ سے زیادہ کون خوش قسمت بیوی ہوگی؟ کیونکہ آپ اس بات کو پسند فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں سے شوال ہی میں ہم بستری کریں۔

- آپ فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی بیوی' خادم یا چوپایہ لایا کرے تو اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر یوں کہا کرے:

  اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِھَا وَخَیْرِمَا جَبَلْتَھَا عَلَیْهِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّمَا جَبَلْتَھَا عَلَیْهِ○

- رسولِ اکرم ﷺ کے دور میں شادی کے موقع پر میاں بیوی کے فقیر ہونے کے موقع پر عورتیں' عورتوں سے کپڑے اور زیور ادھار لے کر پہنا کرتیں' حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھی ایسا لباس تھا جو ادھار دیا کرتیں۔
- آپ فرمایا کرتے: کپڑے دھولیا کرو' بال سنوارا کرو' مسواک کرو اور صاف ستھرے ہو کر رہو کیونکہ بنو اسرائیل یہ کام نہیں کرتے تھے چنانچہ ان کی بیویاں زنا کار بن جاتیں۔
- حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ

جیسے میری بیوی میرے لئے بناؤ سنگھار کرتی ہے، میں بھی کیا کروں، میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اپنا تمام حق اسی پر ڈالوں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۝ (سورۃ بقرہ: ۲۲۸)

''اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے۔''

- حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شادی کی رات آئیں تو ان کا جہیز اونی کپڑا، مشکیزہ اور ایک تکیہ تھا جس میں کھجور کے پتے یا اذخر بوٹی بھری تھی، دونوں میاں بیوی وہ چادر بچھا کر آدھی میں لپٹ جاتے۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شادی میں شامل ہوئے، اس سے بہتر شادی آج تک نہ دیکھی، ہم ایک اونی چادر پر بیٹھے (لحاف میں) ہمارے پاس تازہ اور خشک کھجوریں رکھی گئیں تو ہم نے خوب کھائیں۔ شادی کی رات سیّدہ کا فرش مینڈھے (چھترے) کی کھال کا تھا۔
- حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتی ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے ہاں آئیں اور عرض کی: یا رسول اللہ! میری ایک بیٹی دلہن ہے، اسے چیچک نکلی تھی جس کی وجہ سے اس کے بال کہیں کہیں ہیں تو کیا میں اس کی جگہ اور لگوا لوں؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بال لگوانے اور گودنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے، یونہی چہرے سے بال اکھاڑنے والی، دانتوں کو چھدوانے والی عورتوں کے جسم چھدوا کر اس میں مسالہ بھرنے والی پر بھی لعنت فرمائی ہے جو حسن کی خاطر اللہ کی بنائی چیز کو تبدیل کرتی ہیں۔
- حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالوں کے بارے میں ایک واقعہ سناتے ہوئے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرمایا کہ بنو اسرائیل اس وقت تباہ ہوئے جب ان کی عورتوں نے بالوں سے یہ کام شروع کر دیا تو جو عورت اپنے بالوں کی جگہ کسی دوسری عورت کے بال گاڑتی ہے تو وہ جعلی کام کرتی ہے جبکہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ کہیں کہیں بالوں والی کوئی عورت اگر اون لے کر اپنے شوہر کے ہاں خوبصورت بننے کے لئے بالوں کی جگہ لگاتی ہے تو اس میں حرج نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو جوان دکھائی دینے کے لئے جسم میں مسالہ بھرواتی ہے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیماری کے بغیر بال نہ لگواؤ۔ ایک روایت میں ہے کہ بیماری کے باوجود بال نہ لگواؤ۔
- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قاسرہ (سرجری) کرانے والی عورت پر اللہ نے لعنت فرمائی ہے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی خضاب لگاتی اور خوشبو استعمال کرتی تھی لیکن بعد میں چھوڑ دیا تھا، اسی دوران میرے پاس آئی تو میں نے پوچھا: وہ موجود ہے یا

غائب؟ اس نے کہا کہ ہوتے ہوئے بھی نہ ہونے جیسا ہے۔ میں نے پوچھا: کیا کہہ رہی ہو؟ اس نے کہا کہ عثمان کو نہ تو دنیا کا خیال ہے اور نہ عورت کا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے یہ بات کی' آپ عثمان سے ملے تو فرمایا: تم اسی پر ایمان رکھتے ہو جس پر ہم رکھتے ہیں' عرض کی: ہاں یا رسول اللہ! فرمایا تو پھر مالک کا طریقہ اپناؤ۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لوگوں سے فرماتی تھیں: کہ دوحیضوں کے درمیان یا فرمایا کہ ہر حیض کے موقع پر تمہیں مہندی کا خضاب لگانے میں حرج نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ عورت کو مرد بنتے پسند نہیں فرماتے تھے (سیاہ خضاب لگا کر)۔
- رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کے ناخن سفید دیکھے تو فرمایا کہ انہیں مہندی سے رنگ دو۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہمارے پاس ایک پردہ دار عورت موجود تھی' اس نے پردے سے ہاتھ نکال کر سلام عرض کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا: اس کی ہتھیلی درندے جیسی ہے' اپنے ہاتھوں کو خضاب لگایا کرو اور مردوں جیسی نہ بنو (سیاہ خضاب لگا کر)۔
- رسول اللہ ﷺ دلہن کے گھر والوں کو پیش ہونے والی دلہن کو سجانے کا حکم فرماتے اور بدن و بال دھونے کے بعد خوشبو لگانے کو فرماتے نیز زیور پہنانے کا حکم دیتے' شوہر والوں سے بھی یہی کچھ فرماتے .... آپ عورتوں کی رخصتی کے موقع پر اسے بٹھاتے اور چومتے۔ اور عنقریب باب حد الزنا میں آ رہا ہے کہ حضور ﷺ نے ہیجڑوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ انہیں گھروں سے نکال دو۔ آپ انہیں خشکی کی طرف نکال دیتے اور حکم فرماتے کہ ان سے گھل مل کر نہ رہو۔ واللہ اعلم۔

فصل:

ہمبستری کا مسنون طریقہ اور عزل (موقع پر مرد کی علیحدگی) کا حکم

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے زمین پر ڈالا تو حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ہمراہ تھیں' جنت میں دونوں نے ہم بستری نہ کی تھی' دونوں الگ الگ سو جاتے' اسی دوران حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور حضرت آدم علیہ السلام سے اپنی بیوی کے پاس جانے کو کہا اور پھر جانے کا طریقہ بتایا' جب انہوں نے ہم بستری کر لی تو جبریل علیہ السلام پھر آئے اور پوچھا: بیوی کیسی رہی؟ انہوں نے کہا: انشاء اللہ

صحیح رہے گی۔

- حضور ﷺ نے فرمایا کہ عورت کو آدمی کے مقابلے میں ننانوے درجے لذت ملی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر حیاء کا پردہ ڈال دیا ہے۔
- آپ اس بات پر زور دیتے تھے کہ ہم بستری کے موقع پر بسم اللہ پڑھو اور پردہ داری سے کام لو اور اس سلسلے میں ارشاد فرمایا تھا کہ جب بیوی کے پاس جاؤ تو یہ پڑھ لو: بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّیْطٰنَ مِمَّا رَزَقْتَنَا کیونکہ اس دوران حمل ہو جائے تو اس بچے کو شیطان کی طرف سے کبھی نقصان کا اندیشہ نہ رہے گا۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ ایک آدمی اپنی بیوی سے ہم بستر ہو تو کوئی دوسری عورت اسے سنے یا دیکھے۔
- رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس ایک ہنڈیا لے کر آئے، میں نے اس میں سے کچھ کھایا تو مجھے چالیس آدمیوں جتنی مردانہ قوت دیدی گئی۔
- آپ اس دوران بے پردگی سے منع کرتے ہوئے فرماتے: کہ جب تم میں سے کوئی بیوی کے پاس آئے تو خوب پردہ کرے اور گدھے گھوڑے کی طرح بے پردہ نہ ہو کیونکہ تمہارے ساتھ وہ (فرشتے) ہوتے ہیں جو صرف پاخانے کے وقت ہی الگ ہوتے ہیں، یا پھر اس وقت الگ ہوتے ہیں جب کوئی بیوی کے قریب جاتا ہے لہٰذا ان کا حیاء کرو اور ان کی عزت کرو۔

ایک روایت میں ہے کہ جب تم کپڑے اتار دیتے ہو تو فرشتے چلے جاتے اور شیطان آ جاتا ہے۔

- یہ بھی فرمایا: جب تم میں سے کوئی بیوی کے پاس جائے تو اس وقت تک الگ نہ ہو جب تک عورت کی خواہش پوری نہ ہو۔
- آپ فرماتے تھے: یہ بھی ظلم میں داخل ہے کہ آدمی بیوی سے پیار محبت کرنے سے پہلے ہی ہم بستر ہو۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی ایک دوسرے کی شرمگاہ نہیں دیکھی۔
- آپ فرماتی تھیں کہ عورت کو اپنے شوہر کے لئے کپڑا تیار رکھنا چاہئے کہ جب وہ ہم بستر ہو لے اور مقصد پورا کر لے تو عورت اس سے شرمگاہ پونچھ لے اور پھر شوہر کو دے کہ وہ بھی پونچھ لے۔
- حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص عورت کی شرمگاہ یا پچھلا حصہ دیکھے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔
- حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ مجھے چاندنی راتوں میں عورت کے قریب جانے سے روک دیا گیا۔
- حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر عورتیں نہ چاہیں تو ان سے ہم بستری نہ کیا کرو۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم بستری کے موقع پر زیادہ باتیں نہ کیا کرو کیونکہ اس سے بچہ میں گونگا ئیں پیدا ہوتا ہے اور وہ باتونی بن جاتا ہے .... ہم بستری کے موقع پر سر ڈھانپے' اپنا پچھلا حصہ ڈھانپے' کھڑا ہو کر ہم بستر نہ ہو' نہ پہلو پر لیٹ کر' نہ پیٹھ کی طرف سے' نہ زیادہ گرمی میں' نہ زیادہ سردی میں اور نہ ہی اس وقت جب پیشاب پاخانہ کر رہا ہو (لیٹرین میں) کیونکہ ان چیزوں سے پتھری اور بواسیر پیدا ہوتی ہے اور پھر بھرے پیٹ کے وقت نہ کرے کہ اس سے یرقان پیدا ہوتا ہے اور یونہی رگ چھڑانے' پچھنے لگوانے اور دواء پینے کے بعد ہم بستری ہو کہ اس سے سل والی بیماری پیدا ہوتی ہے اور نظر کے سامنے پردہ آجاتا ہے۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ ہمیں رات کے شروع میں اور حمام سے نکلنے کے بعد ہم بستر ہونے سے روکا گیا ہے۔

فصل:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں عزل (موقع پر عورت سے فوراً الگ ہونا اور رحم میں پانی نہ جانے دینا) کر لیا کرتے تھے' قرآن نازل ہو رہا تھا تو آپ نے ہمیں منع نہیں فرمایا۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! ہماری ایک لونڈی ہے جو ہماری خدمت کرتی اور باغ میں آزاد گھومتی ہے' میں کبھی اس سے ہم بستر ہوتا ہوں تو اندیشہ یہ رہتا ہے کہ کہیں حاملہ نہ ہو جائے۔ فرمایا: چاہو تو عزل کر لیا کرو کیونکہ حمل ہو جانا تو اللہ کی تقدیر میں لکھا ہوتا ہے' کچھ دیر بعد وہ پھر حاضر ہوا اور عرض کی وہ حمل سے ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تو تمہیں بتا دیا تھا' جو اللہ کی تقدیر میں ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔

- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم غزوۂ بنو المصطلق میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے' قیدی عورتیں ہمارے ہاتھ آئیں' ہمیں عورتوں کی خواہش ہوئی' عورتوں سے علیحدگی سخت مصیبت تھی تو ہم نے عزل کرنا پسند کیا لہٰذا اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا' کوئی حرج نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک جو کچھ پیدا فرمانا ہے اسے لکھ چھوڑا ہے اور پھر فرمایا کہ وہ پانی جس سے اللہ تعالیٰ بچہ پیدا فرماتا ہے اگر اسے پتھر پر بھی ڈال دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی بچہ پیدا فرما سکتا ہے کیونکہ جسے اس نے پیدا فرمانا ہے' ضرور فرمائے گا۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہودی کہتے تھے کہ عزل بھی تو ایک چھوٹا سا بچہ ہوتا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہودی جھوٹ بولتے ہیں کیونکہ اللہ اگر کسی شے کو پیدا کرنا چاہے تو کوئی شے اسے روک نہیں سکتی۔

- آپ عزل کے بارے میں فرماتے تھے کہ: (اے اللہ!) تو ہی اسے پیدا کرتا' رزق دیتا اور ماں کے پیٹ میں جگہ

دیتا ہے یہی تو تیری تقدیر ہے۔

ایک صحابی اس خوف کی بنا پر عزل کیا کرتے تھے کہ (پہلے بچے کے بعد فوراً حمل ہونے سے) کہیں بچوں کو بیماریاں نہ لگیں۔

- آپ اس بات سے روکتے تھے کہ ایک آزاد عورت سے اس کی مرضی کے بغیر عزل کیا جائے جبکہ حضرت ابن عباس حضرت سعد بن ابو وقاص اور حضرت ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہم عزل کیا کرتے تھے تاہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بیٹے عزل کو ناپسند کرتے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اکثر فرماتے تھے کہ آزاد عورت سے تو عزل کے بارے میں مشورہ لیا جا سکتا ہے لیکن لونڈی سے ضرورت نہیں لیکن اگر وہ لونڈی آزاد مرد کے ماتحت ہے تو اس سے مشورہ لیا جائے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: ایسے آدمیوں کا کیا کیا جائے جو اپنی بیویوں سے ہم بستر ہوتے وقت عزل نہیں کرتے، میرے پاس کوئی ایسی عورت نہیں آئی جس کے شوہر نے اعتراف کیا ہو کہ اس نے عورت کو حمل سے کر دیا ہے اگر ایسا ہوتو میں بچہ اس کے سپرد کر دوں اب تمہاری مرضی ہے کہ اس کے بعد عزل کرو یا اسے چھوڑ دو۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک لونڈی سے عزل کرتے لیکن پھر بھی وہ حاملہ ہوگئی جس سے آپ پریشان ہوئے اور کہا اے اللہ! آلِ عمر میں اس بچے کو شامل نہ فرما جو ان میں سے نہیں اس نے سیاہ بچہ جنا تو آپ نے اس سے پوچھ ہی لیا وہ کہنے لگی کہ یہ اونٹوں والے چرواہے کا ہے تو آپ خوش ہو گئے۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حاصل یہ ہے کہ عزل ایک مکروہ کام ہے سخت ضرورت ہی میں کرنا چاہئے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

مشت زنی کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب کوئی جوان اس بارے میں پوچھتا تو فرماتے کہ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ وہ کسی لونڈی سے نکاح کر لے زنا سے تو یہی بہتر ہے چنانچہ ایک مرتبہ آپ کے پاس ایک خوبصورت جوان آیا اور کہنے لگا میں ایک جوان مرد ہوں مجھے سخت شہوت آتی ہے میں منی نکالنے کے لئے شرمگاہ کو ملتا ہوں کہ انزال ہو سکے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ زنا سے بہتر ہے۔

فصل:

ہمبستری کے بھید چھپائے رکھنا

رسولِ اکرم ﷺ میاں بیوی کو اس بات سے منع فرماتے تھے کہ ہم بستری وغیرہ کے موقع پر کی گئی باتیں کسی اور کو بتائیں اور فرمایا تھا: قیامت کے دن اللہ کے ہاں سب لوگوں میں سے شریر وہ شخص ہو گا جو ہم بستری کے وقت کی راز داری کی باتیں دوسروں کو بتائے۔

- آپ اکثر فرمایا کرتے: ایسا کیوں نہیں کرتے ہو کہ دروازہ بند کر کے پردہ لٹکا دو اور پھر گھر میں کی ہوئی باتیں کسی کو نہ بتاؤ؟ کیونکہ جو شخص ایسا کرتے ہیں تو وہ شیطان اور اس کی بیوی جیسے ہوتے ہیں جن میں سے ایک دوسرے کو راستے میں ملتا ہے اور اس سے ایسی حالت میں غرض پوری کرتا ہے کہ لوگ دیکھ رہے ہوتے ہیں؟
- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہو گی جب تک لوگ راستے ہی میں گدھوں کی طرح جفتی (ہم بستری) نہ کرنے لگیں' ایسے میں شیطان ایسے لوگوں کے پاس آئے گا اور انہیں (بے غیرت ہو جانے کی بناء پر) بتوں کی پوجا کی طرف لے جائے گا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

عورت کی پچھلی طرف سے آنا حرام ہوتا ہے

رسولِ اکرم ﷺ اس برے کام کو سختی سے منع فرماتے اور ارشاد تھا کہ جو شخص عورت کی پچھلی طرف سے آئے یا حیض (ماہواری) کی حالت میں آئے تو گویا اس نے محمد ﷺ پر اتارے گئے کا انکار کر دیا' یہ چھوٹا لوطی کام ہے۔

یہودی کہتے تھے کہ جب تم عورت کی پچھلی طرف سے آؤ اور اسے حمل ہو جائے تو اس کا بچہ بھینگا ہو گا جس پر یہ آیت اتری:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۝ (سورۂ بقرہ: ۲۲۳)

"تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو۔"

تم چاہو تو پچھلی طرف سے آؤ یا سامنے کی طرف سے لیکن سوراخ ایک ہی ہو۔

علماء فرماتے ہیں کہ کھیتی اسی کو کہا جاتا ہے جہاں پیداوار ہو۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پچھلے راستے میں یہ کام کرنے کو سخت عیب شمار کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ کافر کے بغیر یہ کام کوئی نہیں کر سکتا۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان دونوں حضرات سے کوئی اور روایت بیان کرے تو وہ بہتان باندھے گا۔

حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس کئی مرتبہ اللہ کے اس فرمان کا آپس میں ذکر کیا: نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ تو آپ نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں سے تم چاہو آؤ' اگلی طرف سے یا پچھلی طرف سے' اس دوران ایک آدمی بولا: تو گویا یہ حلال ہے؟ وہاں موجود لوگوں نے اس کی اس بات کو برا جانا' اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں نے اگلے اور پچھلے سے مراد یہ لیا ہے کہ فرج (اگلی شرمگاہ) میں آؤ جہاں سے اولاد ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

باب

بہتر زندگی کا بیان اور میاں بیوی کے حقوق

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کو اُن کی خواہشات پوری کر کے دو چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی کے لئے یہ مناسب ہے کہ اپنے اھل میں بچے کی طرح ہو کہ جب اس سے کوئی شے مانگی جائے تو کوئی آدمی اس کے پاس ہی ہو (جو چیز لا دے) اور باب الصداق میں رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان گذر چکا ہے کہ جو شخص کم یا زیادہ مہر پر کسی عورت سے شادی کرے اور دل میں اسے مہر دینے کا ارادہ نہ دے اور دھوکہ دے اور پھر اس کا حق مہر ادا کئے بغیر مر جائے تو قیامت کے دن اللہ سے ملتے وقت زنا کار ہی شمار ہوگا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: تم میں سے ہر ایک کو نگران بنایا گیا ہے' اس سے اس کی نگرانی میں موجود لوگوں کے بارے میں سوال ہوگا' بیوی اپنے شوہر کے گھر میں نگران ہے تو اس سے اس کی زیر نگرانی لوگوں کے بارے میں پوچھا جائے گا یونہی مرد بھی اپنے اہل کا نگران ہے تو اس سے بھی اس کے زیر نگرانی لوگوں کے بارے میں سوال ہوگا' خادم اپنے آقا کے مال کا نگران ہوتا ہے لہٰذا اسے اس کے مال کے بارے میں پوچھا جائے گا چنانچہ ہر ایک ہی نگران ہے اور اس سے اس کی نگرانی میں چیزوں کے بارے میں سوال ہوگا۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مومنوں میں سب سے کامل وہ ہوتا ہے جس کا خلق اچھا ہو اور تم میں سے بہتر وہ ہوتا ہے جو اپنی بیوی سے اچھا برتاؤ کرے اور گھر والوں سے مہربانی کرے' میں اپنے اھل کے معاملے میں تم سب سے بہتر ہوں چنانچہ جب بھی آپ تنہا بیوی کے پاس ہوتے تو سب لوگوں میں سے نرم دل' سب سے کریم ہوتے' ہنستے اور ہنس مکھ ہوتے۔

اگر آپ کی کسی بیوی کی آنکھ دکھنے آئی ہوتی تو آنکھ درست ہونے تک اس کے قریب نہ جاتے۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں گھریلو شکایت لے کر آئے تو آپ نے فرمایا: یہ ہوتا رہتا ہے' مجھے جب حاجت ہوتی ہے تو میری بیوی کہتی ہے: تم میرے باپ کے ہاں صرف اس لئے جاتے ہو کہ میرے باپ کی بیٹیوں کو دیکھو۔
- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خلق کے بارے میں اللہ سے شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی فرمائی کہ اللہ نے اسے انسانی پسلی سے پیدا فرمایا ہے تو جیسی بھی ہے' اس کے پاس بیٹھا کرو جب تک وہ دین کے معاملے میں ذلت کا کام نہ کرے۔
- آپ اکثر فرماتے تھے کہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے' سیدھا کرنا چاہو گے تو ٹوٹ جائے گی لہٰذا اس کی دلجوئی سے کام لو' عیش میں رہو گے۔

ایک روایت میں ہے کہ عورتوں سے بھلائی کا برتاؤ رکھو کیونکہ عورت انسانی (ٹیڑھی) پسلی سے پیدا کی گئی ہے' کسی بھی طور سے تمہارے لئے سیدھی نہیں ہو سکتی' تم اس کا فائدہ بھی کرو تو ٹیڑھی ہی رہے گی اور سب سے زیادہ ٹیڑھ پسلی کی اوپر والی جانب ہوتا ہے لہٰذا تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو ٹوٹ جائیگی اور ٹوٹ جانے کا مقصد طلاق دینا ہوتا ہے۔

- آپ نے فرمایا: کوئی مومن شخص کسی مومن عورت کو ناراض نہ کیا کرے کیونکہ اگر یہ اس کی کسی عادت کو پسند نہیں کرتا تو دوسرا پسند کرتا ہوگا۔
- حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! بیوی کا حق کیا ہوتا ہے؟ تو فرمایا: جب وہ کھانا چاہے تو کھانا دو اور لباس مانگے تو لباس دو' اس کے منہ پر نہ مارو' اسے گالی وغیرہ نہ دو اور بدصورتی کی بددعا نہ دو اور اسے گھر میں رکھو۔
- آپ کا ارشاد تھا: جو عورت اپنے شوہر کو راضی رکھ کر فوت ہو جائے' سیدھی جنت میں جائے گی۔
- آپ نے بتایا کہ جب آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے انکار کر دے چنانچہ اس پر ناراضگی ہی کی حالت میں سو جائے تو صبح ہونے تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔ اگر میں کسی کو کسی کے سامنے سجدہ کے لئے کہہ سکتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرتی کیونکہ شوہر کا عورت پر بہت بڑا حق ہوتا ہے اور مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر شوہر کے قدموں سے لے کر سر کی مانگ کا حصہ زخمی ہو' اس میں سے پیپ بہہ رہی ہو' وہ عورت سامنے آ کر اسے چاٹ لے تو پھر بھی شوہر کا حق ادا نہیں کر سکے گی اور اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے کہ سرخ پہاڑ سے سیاہ کی طرف منتقل ہو جاؤ اور پھر سیاہ پہاڑ سے سرخ کی طرف چلی جاؤ تو اسے یوں کرنا چاہئے پھر اگر وہ اس سے اپنی خواہش پوری کرنے کو کہے اور وہ کجاوے پر بیٹھی بھی ہو تو اس کے لئے جائز نہیں کہ انکار کرے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب آدمی غرض کے لئے اپنی بیوی کو بلائے تو خواہ تنور ہی پر کیوں نہ ہو' اسے آنا چاہئے۔

- رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ''ابھی آتی ہوں' ابھی آتی ہوں'' کہنے والی ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جن کے شوہر انہیں اپنے بستر پر بلاتے ہیں تو وہ کہہ دیتی ہے ''ابھی آتی ہوں'' اور وہ یونہی سو جاتے ہیں۔
- آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسی عورت کو پیارا جانتا ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ دلچسپی رکھے اور اس کے علاوہ سے محفوظ رہے۔
- یہ بھی فرمایا: سب سے بہتر وہ عورت ہے کہ جب اس شوہر اسے دیکھے تو خوش ہو' کوئی حکم کرے تو فرمانبرداری کرے اور اپنے جان و مال میں برے کام کے ذریعے مخالفت نہ کرے۔
- آپ فرماتے تھے کہ جب عورت پانچ وقتہ نماز پڑھے' رمضان کے روزے رکھے' شرمگاہ کی حفاظت رکھے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے گی' داخل ہو جائے گی۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک عورت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا: کیا تمہارا شوہر موجود ہے؟ اس نے عرض کی: ہاں' فرمایا: اس سے کیا سلوک کرتی ہو؟ اس نے عرض کی: کوئی وجہ نہ ہو تو میں خدمت میں کوتاہی نہیں کرتی۔ فرمایا: یونہی ہونا چاہئے کیونکہ وہ تمہارے لئے جنت' دوزخ سب کچھ ہی تو ہے۔
- سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی تھیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! عورت پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ فرمایا اس کے شوہر کا' میں نے عرض کی کہ مرد پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ فرمایا: ماں کا ...... نیز آپ فرماتی تھیں کہ جس عورت کا شوہر غائب ہو اور وہ اس کے نہ ہوتے ہوئے اپنے آپ کی حفاظت رکھے' زیب و زینت نہ کرے' گھر میں پابند رہے اور نماز قائم رکھے تو وہ قیامت کے دن پاک دامن اور بچی بنا کر اُٹھائی جائے گی اور اگر اس کا شوہر مومن ہو گا تو وہی شوہر اسے جنت میں ملے گا اور اگر وہ مومن نہ ہو گا تو اللہ تعالیٰ اسے کسی شہید سے بیاہ دے گا لیکن اگر اس نے کسی کو پیٹ دکھا دیا' کسی کے لئے بنی سنوری' گھر میں فساد ڈالا اور بغاوت کی نیت سے پاؤں چھپایا تو جہنم کے اندر اوندھے سر گرائی جائے گی۔
نیز آپ اکثر فرمایا کرتیں کہ جو عورت اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور سے مشورہ رکھے تو اسے جہنم کے انگارے کھلائے جائیں گے اور جس عورت کا شوہر اس پر ناراض ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو جاتا ہے' ہاں شوہر اسے برائی پر مجبور نہ کرتا ہو۔
- آپ فرماتے تھے کہ اگر عورت اپنے شوہر کا حق جان لے تو صبح و شام کا کھانا کھانے تک اسکے ہاں سے نہ اٹھے۔
- رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک عورت آئی اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں عورتوں کا وفد لے کر جہاد کے بارے میں یہ پوچھنے کے لئے حاضر ہوئی ہوں' اللہ تعالیٰ نے مردوں پر جہاد فرض کر رکھا ہے' اگر وہ قتل نہیں ہوتے تو انہیں اجر دیا جاتا ہے اور اگر قتل ہو جائیں تو اپنے رب کے ہاں زندہ ہوتے ہیں اور انہیں رزق ملتا ہے جبکہ ہم

عورتیں ان پر کھڑی رہتی ہیں تو اس سے ہمیں کیا ملے گا؟ آپ نے فرمایا: جو عورت بھی تمہیں ملے اسے بتاتی جاؤ کہ شوہر کی فرمانبرداری اور اس کا حق ماننا اس کے برابر ہے لیکن ایسا کرنے والی عورتیں کم ہی ہیں۔

یہ بات ایک عورت نے سنی تو اس نے حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! میرا والد مجھے بیاہنا چاہتا ہے لیکن میں اس وقت تک نکاح نہیں کروں گی جب تک آپ مجھے یہ نہیں بتا دیتے کہ شوہر کا حق عورت پر کیا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: عورت پر شوہر کا حق یہ ہے کہ اگر اس کے پھوڑا نکلا ہو تو وہ اسے چاٹے یا اس کے نتھنے سے پیپ یا خون آ رہا ہو تو وہ چاٹے تو پھر بھی اس کا حق ادا نہیں کر سکے گی۔ اس نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو دین حق دے کر بھیجا ہے: جب تک یہ دنیا قائم ہے، کبھی بھی شادی نہ کروں گی۔ اس پر آپ نے اس کے والد سے فرمایا کہ اس سے پوچھے بغیر اس کی شادی نہ کرنا۔

- حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جس عورت پر اس کا شوہر سچی قسم ڈال دے لیکن وہ پوری نہ کرے تو اس کی ستر نمازیں ضائع کر دی جائیں گی۔
- حضور ﷺ نے فرمایا: تمہیں تمہاری جنت میں جانے والی عورتیں نہ بتا دوں؟ انہوں نے عرض کی: ہاں یا رسول اللہ! بتا دیجئے، فرمایا: ہر پیار کرنے والی اور بچوں والی جب ناراض ہو یا اس سے برا سلوک ہو یا اس کا شوہر ناراض ہو جائے تو کہے یہ میرا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں ہے، جب تک تم راضی نہ ہو گے، میں سوؤں گی نہیں۔
- آپ نے فرمایا: شوہروں کی اجازت کے بغیر ان کی عورتوں سے بات چیت نہ کیا کرو۔
- آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس عورت کی طرف نظرِ رحمت اس وقت تک نہیں فرمائے گا جب تک وہ اپنے شوہر کی شکر گذار نہ ہو حالانکہ پہلے وہ اس کی پرواہ نہ کرتی رہی ہو۔
- آپ نے فرمایا: جو عورت شوہر کی ناراضگی میں ایک رات گذار دے تو اس کی کوئی نماز قبول نہ ہو گی اور نہ ہی اس کے شوہر کے راضی ہونے تک اس کی کوئی نیکی اوپر جا سکے گی۔

فرع:

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنی عورتوں کو بے پردہ نہ ہونے دو کیونکہ عورت کے جب کپڑے زیادہ ہوں اور وہ زیب و زینت کرے تو اسے باہر نکلنا پسند ہو گا۔

- آپ نے یہ بھی فرمایا: جب عورت اپنے شوہر کے روکنے کے باوجود گھر سے نکلتی ہے تو آسمان کا ہر فرشتہ اور ہر وہ شے جہاں سے وہ گذرتی ہے، اس پر اس وقت تک لعنت کرتا ہے جب تک وہ واپس نہیں آ جاتی البتہ جن اور انسان نہیں کرتے اور باب صلوٰۃ الجماعہ میں پہلے آ چکا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد میں موجود لوگوں کے ہمراہ اپنی بیوی کے بیٹھنے پر غیرت کھائی تو اسے حکم دیا کہ باہر نکلو پھر دوسری طرف سے اس کے

آگے آ گئے' چادر لپیٹ لی اور پھر اس کے پیچھے سے آ کر اس کی پیٹھ پر ہاتھ لگایا تو وہ بھاگ کر گھر چلی گئی اور جب آپ مسجد سے واپس آئے تو اس سے کہا کہ میں نے تمہیں وہاں نہیں دیکھا۔ اس نے کہا: میں نے خیال کیا کہ لوگ بھول گئے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کام صرف اس حیلے کے طور پر کیا تھا کہ وہ باہر نہ نکل سکے۔

آپ نے فرمایا: عورت اللہ کا اپنے اوپر لاگو حق اس وقت تک ادا نہیں کر سکتی جب تک اپنے شوہر کا پورا حق ادا نہ کر دے اور اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ نفلی روزے بھی اس کی اجازت کے بغیر رکھ لے کیونکہ اگر ایسا کرے گی تو بھوکوں مرے گی اور خواہ مخواہ پیاسی رہے گی اور اللہ تعالیٰ اس کا یہ روزہ قبول نہ کرے گا۔

آپ فرماتے تھے: اللہ پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے یہ بات حلال نہیں کہ اپنے شوہر کے گھر میں اس کے مجبور کرنے کے باوجود قسم کھائے' وہ مجبور کرے تو وہ نہ نکلے' اس گھر میں کسی کی فرمانبرداری نہ کرے' نہ ہی اس کے بستر سے الگ ہو اور نہ ہی مارے اور اگر اس نے ظلم کر ہی لیا ہے تو اس کے پاس آئے اور اسے راضی کرے' اگر وہ اس کی بات مان لے تو ٹھیک ہے اور اچھی بات ہے' اس کا عذر اللہ قبول فرمائے گا' اس کی دلیل غالب ہوگی اور اس پر گناہ نہ ہوگا اور اگر وہ راضی نہیں ہوتا تو اس کی معذرت اللہ کے پاس پہنچ گئی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو خطبہ دیا تھا' اس میں یہ بھی تھا: سنو! اپنی بیویوں سے بھلائی کیا کرو کیونکہ یہ تمہارے ہی پاس عمریں گذار رہی ہیں اور اس کے سوا تم ان میں سے کسی شے کے مالک نہیں' ہاں اس وقت بھلائی کی ضرورت نہ ہوگی جب یہ واضح طور پر گناہ کے کام میں پڑیں لیکن اگر ایسا کر ہی لیتی ہیں تو ان سے الگ تھلگ سویا کرو تاہم انہیں تکلیف والی مار نہ مارو اور اگر تمہاری فرمانبرداری میں آ جائیں تو ان پر زیادتی کی راہ نہ نکالو۔ سنو! تمہارا ان عورتوں پر باقاعدہ حق ہے اور ان کا تم پر حق ہے' تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر تمہارے ناپسندیدہ کو نہ لیٹنے دیں اور نہ ایسے لوگوں کو گھروں ہی میں آنے دیں' رہا ان کا تم پر حق تو وہ یہ ہے کہ تم انہیں لباس اور کھانا اچھا دو یعنی جب انہیں ضرورت ہو' ان کے چہروں پر نہ مارو' ان کے خلاف کسی کام پر ناراضگی نہ جتاؤ اور نہ ہی انہیں گھروں کے علاوہ کہیں جانے دو۔

ایک روایت میں ہے کہ انہیں ان کے گھروں میں نہ چھوڑو اور چھوڑنا ہی ہے تو ان کے سونے کی جگہ الگ کر دو۔

حضرت ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ان سے ہم بستری نہ کرنا ہے اور اگر کوئی کسی بیوی کو چھوڑ ہی دینا چاہتا ہے تو تین دن سے زیادہ تک نہ چھوڑے جیسے الباب الجامع میں انشاء اللہ اس کے متعلق احادیث آ رہی ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس چھوڑ دینے سے مراد صرف یہ ہے کہ ان سے ہم بستری نہ کرو۔

حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی تھیں کہ میں نے آج تک تین موقعوں کے علاوہ رسول اللہ ﷺ

کو یہ اجازت دیتے نہیں سنا کہ کوئی جھوٹ بول لے: (۱) صلح کراتے ہوئے کوئی آدمی حالات درست رکھنے کے لئے ایسی بات کر دے۔ (۲) جنگ میں دشمن کو دھوکا دینے کے لئے ایسی بات کرے۔ (۳) مرد اپنی عورت کے بارے میں کوئی بات کرے اور عورت مرد کے ساتھ۔

- حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی ہمت کے مطابق اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو اور اس بات سے ان کا فکر دور نہ کر دو کہ ادب میں تمہاری بے فرمانی کر لیں اور اللہ کے معاملے میں انہیں خوفزدہ رکھو۔
- حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب (قرآنی لفظ) نُشُــوْز کے بارے میں پوچھا گیا کہ نشوز کیا ہے؟ تو فرماتے کہ نشوز سے مراد یہ ہے کہ عورت کی طرف سے تم دیکھو کہ ہلکا کام کرتی ہے نظر چراتی ہے، کہیں داخل ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

فرع:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھر میں ادب سکھانے کے لئے ڈنڈا لٹکا دیا کرو کہ گھر والے اسے دیکھتے رہیں۔

- آپ فرماتے ہیں کہ اگر شوہر نے بیوی کو مارا ہے تو اسے اس سلسلے میں پوچھ گچھ نہ ہوگی۔
- آپ نے فرمایا: میں گھر سے کپڑا گھسیٹتے اور شوہر کی شکایت کرتے نکلنے والی عورت پر ناراض نہیں ہوتا۔
- آپ نے فرمایا: عورت کو یہ حق نہیں کہ مجبوری کے علاوہ باہر نکلے اور اگر اسے راستہ میں چلنا ہو تو ایک کنارے پر چلا کرے۔ مجبوری کا مطلب یہ ہے کہ وہ کھانے پینے وغیرہ کی چیز کے لئے نکل سکتی ہے یا دونوں عیدوں وغیرہ کے لئے نکل سکتی ہے۔
- آپ نے فرمایا: عورت اپنے بستر سے نفلی عبادت کے لئے اٹھنا چاہے تو شوہر کی اجازت کے بغیر نہ اٹھے چنانچہ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ہمارے بیٹھے عرض کی: یا رسول اللہ! میرا شوہر صفوان بن معطل مجھے اس وقت مارتا ہے جب میں نماز پڑھتی ہوں اور جب روزہ رکھتی ہوں تو چھوڑنے پر مجبور کرتا ہے اور سورج چڑھے بغیر صبح کی نماز نہیں پڑھا کرتا، آپ نے اسے بلا بھیجا تو وہ حاضر ہوا، آپ نے اس سے عورت کی کی ہوئی بات کے بارے میں پوچھا: اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! رہا اس کا یہ کہنا کہ نماز پڑھتے میں مارتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دو لمبی سورتیں پڑھا کرتی ہے حالانکہ میں نے اسے منع کیا ہے۔ اس پر فرمایا: اگر ایک سورت بھی ہو تو لوگوں کے لئے کافی ہے، اور رہا اس کا یہ کہنا کہ میں روزہ رکھتی ہوں تو مجھے چھوڑنے پر مجبور کرتا ہے، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مسلسل روزے رکھے جاتی ہے جبکہ میں جوان ہوں صبر نہیں کر سکتا۔ اس پر آپ نے فرمایا: کسی عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ شوہر کی موجودگی میں رمضان کے

علاوہ کسی ایک دن کا بھی روزہ رکھے اور رہی اس کی یہ بات کہ میں سورج چڑھے بغیر نماز فجر نہیں پڑھتا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں گھر والا ہوں' سب جانتے ہیں تو سورج چڑھنے سے پہلے نہیں اُٹھا جاتا' اس پر آپ نے فرمایا: اے صفوان! جب جاگ اُٹھا کرو تو پھر پڑھ لیا کرو۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آئی اور عرض کی: اے امیر المؤمنین! میرا شوہر رات بھر نفل پڑھتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا: کیا تم مجھے یہ کہہ رہی ہو کہ میں اسے رات کے نفل پڑھنے اور روزہ رکھنے سے روک دوں؟ وہ یہ سن کر چلی گئی' پھر دوسری اور تیسری مرتبہ بھی حاضر ہوئی تو آپ نے اسے یہی کچھ فرمایا۔ اس پر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے کہا: اے امیر المؤمنین! اس کا بھی تو کوئی حق ہے۔ فرمایا: وہ کیا؟ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اللہ نے آدمی کے لئے چار کو حلال کیا ہے تو یہ بھی ان چار میں ایک جانئے' ہر چار راتوں میں سے ایک اس کے لئے ہونی چاہئے اور چار دنوں میں سے ایک دن ہونا چاہئے چنانچہ آپ نے اسے بلا کر کہا اس چار راتوں میں سے ایک رات اس کے ساتھ گذارے اور چار دنوں میں سے ایک دن چھوڑ دے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی فرماتے تھے کہ عورتوں کی مخالفت کرو کیونکہ ان سے اختلاف میں برکت ہوتی ہے۔

فرع:

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی آدمی سے عورت کا بگاڑ پیدا کرے وہ ہم میں شمار نہ ہوگا۔
- آپ فرماتے تھے: تمہارے لئے یہ مناسب نہیں کہ اپنی بیوی کو غلاموں کی مار مارو' شاید تمہیں اگلے ہی دن اس سے ملنا اور ہم بستری کرنا پڑے۔
- آپ اس چیز کے خارج ہونے پر ہنسنے سے منع فرمایا کرتے جو نفس سے نکلے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو مارنے سے منع کیا اور فرمایا کہ اللہ کی باندیوں کو نہ مارا کرو تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! عورتیں اپنے شوہروں کو جھڑک لیتی ہیں اور بدخلقی کرتی ہیں تو اس پر آپ نے انہیں مارنے کی گنجائش دیدی اور فرمایا: انہیں زد وکوب کر سکتے ہو چنانچہ اس رات لوگوں نے اپنی عورتوں کی پٹائی کی جس کے نتیجے میں کوئی ستّر سے زیادہ ایسی عورتیں آئیں جن میں سے ہر ایک نے پٹائی ہی کی شکایت کی۔ اس پر آپ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اللہ کی قسم آلِ محمد ﷺ کے گھروں کے گرد بہت ساری عورتیں زیادہ مار پیٹ کی شکایت کرنے آئی ہیں' بخدا تم ان لوگوں کو اچھا نہیں جانو گے۔

ایک روایت میں ہے: تم میں سے اچھے لوگ ہرگز نہیں ماریں گے' میں کسی ایسے شخص کو دیکھنا پسند نہیں کرتا جو حملہ

کرتا نظر آئے، رگیں پھولی ہوئی ہوں اور جھگڑا کرتے ہوئے ناراض ہو کر مارنے پر تلا ہوا ہو۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک عورت اور مرد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اپنا جھگڑا لے کر آئے، آدمی نے کہا کہ یہ میری نافرمانی کرتی ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کو سمجھایا بجھایا لیکن اس نے بات نہیں مانی چنانچہ آپ نے اسے تین دن تک بہت سارے گوبر والی جگہ رکھا اور پھر نکال لیا اور پوچھا: کیسے گذری؟ اس نے کہا کہ ان تین راتوں جیسا سکون مجھے کبھی نہیں ملا۔ اس پر آپ نے آدمی سے فرمایا: اس سے جان چھڑا لو خواہ اسے کان کی بالی ہی کیوں نہ دینا پڑے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

عورت کے ذمے کچھ خدمتیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بیویوں کی صورت حال یہ تھی کہ جب انہیں ان کے شوہروں کے ہاں بھیجا کرتے تو انہیں شوہر کی خدمت کرنے کو کہتے اور مناسب طریقے سے اس کے حقوق ادا کرنے کا سمجھاتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ کام تو کرنا لازمی ہوتے ہیں۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کا سب سے بہتر کام کڑھائی سلائی ہوتا ہے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے کہا کہ میں تمہیں اپنی اور سیدہ فاطمہ بنت رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بات نہ سناؤں، وہ گھر بھر میں سے آپ کو سب سے پیاری تھیں؟ میں نے کہا: ہاں بتایئے! کہا: وہ چکی پیستی ہیں تو ہاتھوں پر اس کا اثر دکھائی دیتا ہے، مشکیزہ گردن پر لٹکا کر لاتی ہیں تو گردن پر اس کا نشان پڑا ہوتا ہے اور گھر کی صفائی کرتے وقت وہ گرد سے بھر جاتی ہیں، اسی دوران نبی کریم ﷺ کے ہاں خادم لائے گئے تو میں نے ان سے کہا: کاش تم اپنے والد گرامی کے ہاں جا کر ان سے ایک خادم کی درخواست کرو، وہ گئیں اور خادم دیکھا تو وہ جوان تھا چنانچہ واپس آ گئیں۔ اگلے دن خود تشریف لائے اور پوچھا: کیا کام تھا؟ انہوں نے خادم کی صورتِ حال بتائی تو آپ نے فرمایا: اے فاطمہ! اللہ سے ڈرو اور اللہ کی طرف لازم کام کیا کرو اور گھر کے کام خود کرو، یہ چیز وہاں رکھو اور وہاں سے اٹھاؤ اور وہ کام کیا کرو جو ایک خدمت گذار کیا کرتا ہے اور جب بستر پر لیٹنے لگو تو تینتیس بار سُبْحٰنَ اللّٰهِ، تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور چونتیس بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھ لیا کرو، یہ سو مرتبہ کا ورد ہو گا اور تمہارے لئے کسی بھی خادم سے بہتر رہے گا۔ اس کے بعد آپ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آٹا گوندھ کر پکانے، بستر لگانے، گھر کی صفائی کرنے اور پانی لانے تک گھر کے

سارے کام کرنے کا حکم دیا۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سیّدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ آپ فاطمہ بنت رسول ﷺ کا ہاتھ بٹا دیا کریں، پانی لا دیا کریں اور باہر کے ضروری کام کر دیا کریں اور یہ گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹا دیا کریں گی، آٹا پیس کر آٹا گوندھ دیا کریں گی (اور کھانا پکا لیں گی)۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کو چوباروں میں نہ رکھو، انہیں لکھائی نہ سکھاؤ بلکہ بنائی کڑھائی سکھاؤ اور سورۂ نور کی تعلیم دو۔
- حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتی ہیں کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی خدمت کرنا میرے ذمے تھا، ان کا ایک گھوڑا تھا جسے میں سنوارتی، اس سے مشکل کام میرے لئے اور کوئی نہ تھا، میں اس کے لئے گھاس اکٹھی کر لاتی، اور اس کے پاس کھڑی ہو کر اسے بناتی سنوارتی، اسی دوران رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک خادم دیدیا تو ایسے لگا جیسے مجھے آزادی مل گئی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے شادی کی تو یہاں ان کے پاس ایک گھوڑے کے علاوہ نہ تو کوئی مال تھا اور نہ ہی کوئی غلام چنانچہ میں ان کے گھوڑے کو چارہ ڈالتی، اس کے بارے میں مشقت اٹھاتی، اسے بناتی سنوارتی، گٹھلیاں کوٹ کر گھوڑے کو دیتی، پانی اٹھا لاتی، ڈول سی دیتی اور آٹا گوندھا کرتی، مجھے روٹی پکانے کا صحیح طریقہ نہیں آتا تھا، انصار کی پڑوسی عورتیں مجھے طریقہ بتاتیں، وہ بہت سچی عورتیں تھیں، میں اس زمین سے سر پر گٹھلیاں اُٹھا لاتی جو حضور ﷺ نے انہیں عطا فرمائی تھی، یہ زمین فرسخ کے دو تہائی حصے دور تھی۔ ایک دن میں گٹھلیاں سر پر اٹھائے آ رہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوگئی، آپ نے مجھے اخ اخ کی آواز دی اور پیچھے سوار کرنے کے لئے بلایا لیکن زبیر کا خیال آنے پر میں نے شرم محسوس کی اور آپ نے دیکھا کہ میں حیاء کر رہی ہوں تو مجھے چھوڑ کر آگے تشریف لے گئے۔ میں نے گھر آ کر زبیر کو بتلایا تو انہوں نے کہا: گٹھلیاں سر پر اٹھانے کی بجائے تمہارا آپ کے پیچھے سوار نہ ہونا مجھے گراں گذرا ہے۔ واللہ اعلم۔

فروع:

عورت پر تہمت بننے والی چیز کے بارے میں شوہر سے اس کا مشورہ کرنا مستحب ہوتا ہے

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ ایک مرتبہ میرے ہاں ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے ام عبد اللہ! میں

ایک فقیر آدمی ہوں' اجازت ہو تو آپ کی دیوار کے سائے میں سودا بیچ لیا کروں؟ میں نے کہا: اگر میں تمہیں اجازت دیتی ہوں تو غیرت کی بناء پر زبیر انکار کر دیں گے لہٰذا زبیر کی موجودگی میں میرے پاس آنا' میں تم سے کہونگی کہ تجھے ہماری دیوار کے سائے کے علاوہ مدینہ میں کہیں سایہ نظر نہیں آیا؟ چنانچہ وہ آدمی آیا تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر پوچھا' انہوں نے وہی کچھ کہہ دیا۔ اس پر زبیر نے کہا: اسے اجازت دیدو کیونکہ یہ فقیر آدمی ہے۔

اس کے بعد وہ شخص ان کی دیوار کے سائے میں سودا بیچنے لگا اور بڑا مالدار ہو گیا۔

فصل:

بیوی ہمراہ لیکر رات کے سفر سے مسافر کو ممانعت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس بات سے منع فرماتے تھے کہ آدمی اپنی بیوی کو رات میں سفر کرتے وقت اپنے ساتھ لے جائے' فرماتے تھے کہ جب تمہیں دیر تک گھر نہ آنا ہو تو رات کے وقت اپنی بیوی کے ہاں آنے کے لئے رُک جائے تا کہ وہ اپنے بکھرے بالوں کو کنگھی کرے اور ناف کے نیچے والے بال اُتار لے۔

- آپ نے حکم فرمایا تھا کہ مسافر سفر سے واپسی پر نہا دھو لیا کرے اور فرماتے تھے کہ جب تم واپس پہنچو تو تھیلی کی حفاظت کرو۔
- آپ نے فرمایا: رات سفر سے واپسی پر اپنے بیوی بچوں کے پاس آنے کا بہتر وقت رات کا ابتدائی حصہ ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ سفر سے واپسی پر سب سے پہلے مسجد میں جاتے اور کچھ دیر ٹھہر کر اندر داخل ہوتے' آپ سفر سے صبح سویرے یا رات کو واپس تشریف لاتے اور گھر والوں کے پاس عشاء کے بعد نہ جاتے' صبح سویرے بھی تشریف لے آتے تو شام ہی کو گھر جاتے اور اگر شام کو آتے تو صبح ہی کو گھر جاتے۔ بیویوں کو آپ کی آمد کا پتہ چل جانے پر آپ سوچ سمجھ کر گھر سے باہر ٹھہرا کرتے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت سے نکاح کیا اور دیر بعد اس سے ہم بستری کا ارادہ کیا اور جھگڑ کر اس پر غالب ہو کر اس سے ہم بستری کی اور جب فارغ ہوئے تو کہا: افّ افّ افّ اور یہ کہتے ہوئے وہاں سے چلے آئے اور اسے اس حالت میں چھوڑا کہ آپ کے پاس نہ آئے۔ اس پر اس نے اپنی ایک لونڈی آپ کے پاس بھیجی کہ میرے پاس آؤ' میں آپ سے صلح کرنا چاہتی ہوں' آپ اچانک قریب آئے تھے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

شوہر کا کنواری یا ثیّبہ (شادی شدہ) نئی بننے والی دلہن کیلئے وقت مقرر کر رکھنا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مجھ سے شادی کی تو تین دن تک میرے پاس ٹھہرے رہے اور فرمان کیا کہ تمہارا مجھ پر کوئی بوجھ نہیں' چاہو تو میں تمہیں سات دن بھی دے سکتا ہوں اور میں نے ایسا کیا تو سبھی کو سات ہی دن دینا ہوں گے۔

ایک اور روایت میں فرمایا: چاہو تو میں تمہارے پاس تین دن ٹھہروں جو تمہارے لئے مقرر ہوں گے اور چاہو تو سات دن تمہارے اور سات ہی دوسری بیویوں کے لئے ہوں گے' انہوں نے عرض کی کہ خالص اور مکمل تین دن آپ میرے ہاں ٹھہر جایا کریں۔

- آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شادی شدہ پر ایک اور عورت کے ساتھ شادی کرے تو پہلے سات دن اسی کے پاس گذارے اور پھر اس کے بعد دنوں کو دونوں میں تقسیم کرے لیکن جب کنواری پر شادی شدہ سوکن لائے تو اسے تین دن دے کر اس کے بعد دونوں میں دن تقسیم کرے۔
- یہ فرماتے تھے کہ آزاد عورت کے لئے دو دن اور لونڈی کو ایک دن دیا کرے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب بیوی پر سوکن لاتے تو پہلی سے کہہ دیتے کہ جدائی چاہتی ہو تو میں الگ کر دیتا ہوں اور اگر تکلیف اٹھا کر رہنا چاہتی ہو تو یوں کرلو۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب کوئی شخص لونڈی پر آزاد عورت سے شادی کرے تو آزاد کو دو تہائی دن دیا کرے لیکن لونڈی کو ایک تہائی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

بیوی کی رہائش کے بارے میں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اس سے یہ شرط کرے کہ اسے اس کے شہر سے نکال نہیں لے جائے گا تو اس کی مرضی کے بغیر وہاں سے اسے نہ لے جائے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی شرط سے پہلے شرط لگا دی ہے جو اس

قول سے لگی ہے:

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ ○ (سورۂ طلاق:٦)

''عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو اپنی طاقت بھر۔''

نیز کتاب النکاح میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمان گذر چکا ہے کہ: دیہاتی شخص کسی ہجرت کرنے والی سے شادی نہ کرے کہ کہیں اسے وہاں سے نکال نہ لے جائے۔

ایک اور عورت آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی: اے امیر المؤمنین! اس نے مجھ سے شادی کی ہے اور میں نے اپنے گھر میں رہنے کی شرط لگا دی ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ شرط لگانا تمہارا حق ہے۔ اس پر وہ شخص بولا: یوں تو مرد ہلاک ہوئے' یوں تو کوئی عورت نہیں چاہے گی کہ اسے طلاق دی جائے' طلاق خود بخود ہو جایا کرے گی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے حقوق نہ مانے جانے کی صورت میں وہ اپنی شرطیں منوا سکیں گے۔

● حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک عورت اور مرد کا جھگڑا آیا' مرد چاہتا تھا کہ وہ اس کے ساتھ چلے لیکن عورت کے گھر والوں نے روک دیا' آپ نے فرمایا: عورت اپنے مرد کے ساتھ رہے گی خواہ اس کے گھر والے یہ شرط لگا دیں کہ وہ اسے نہ لے جائے۔

حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حاصل یہ ہے کہ ایسا معاملہ حکمران کے ذمے ہوتا ہے' اگر وہ عورت کے ساتھ جانے میں یہ دیکھتا ہے کہ مرد کے مقابلے میں اس کا نقصان زیادہ ہے تو وہ عورت کو نہ جانے کا حکم دے اور اگر مرد کا نقصان زیادہ ہو تو عورت کو ساتھ جانے کا حکم دے۔ یہی حق ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

بیویوں کے درمیان کونسی چیزوں میں برابری لازم اور کون سی میں لازم نہیں ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں ٹھہرنے کے بارے وقت تقسیم فرماتے وقت کسی بیوی کو دوسری پر اہمیت نہیں دیتے تھے۔ آپ فرماتی ہیں کہ آپ کی نو بیویاں تھیں اور جب آپ وقت تقسیم فرماتے تو نویں رات تک پہلی بیوی کو باری نہیں دیتے تھے' سب بیویاں روزانہ باری والی بیوی کے پاس جمع ہوتیں اور آپ تشریف لے جاتے تو سب بکھر جاتیں' ایسی کوئی رات نہ گذرتی جب آپ ایک ایک بیوی کے پاس جا کر اس کے قریب نہ ہوتے ہوں اور بغیر خواہش کے ہاتھ نہ لگاتے ہوں اور یوں آپ اس بیوی کے پاس پہنچ جاتے جس کی باری ہوتی اور رات وہیں

رہتے پھر یہ بھی ہوتا کہ جب نماز عصر پڑھا لیتے تو ہر ہر بیوی کے گھر میں تشریف لے جاتے اور پوچھتے کہ کوئی ضرورت تو نہیں ہے؟

ہر بیوی کو آپ اسّی وسق کھجور اور بیس وسق جَو سالانہ دیا کرتے۔ جب پوری رات میں نوافل کا ارادہ ہوتا تو باری والی بیوی سے اجازت لیا کرتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آدھے شعبان کی رات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ آج رات میرا خیال ہے کہ قیام کروں تو کیا تم اجازت دیتی ہو؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اجازت ہے چنانچہ رات کو قیام فرمایا۔

- آپ اکثر فرماتے تھے کہ جس کی بیویاں دو ہوں اور ان میں سے ایک کی طرف توجہ زیادہ دے تو قیامت کے دن وہ آئے گا تو اس کی ایک جانب گری ہوگی۔
- آپ تقسیم کرتے اور پورا برابر برابر وقت دیتے اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے: جتنا ممکن تھا میں نے صحیح طور پر وقت تقسیم کیا ہے تو تو مالک ہو کر میری پکڑ نہ فرما تاہم یہ میرے بس میں نہیں کہ دل کا جھکاؤ کسی طرف زیادہ ہو جائے۔
- آپ نے فرمایا: انصاف کرنے والے اللہ کے ہاں اس کی دائیں جانب منبروں پر بیٹھے ہوں گے (اللہ کی قدرت کے دونوں ہاتھ داہنے ہی کہلاتے ہیں) انصاف کرنے والے لوگ وہ ہوتے ہیں جو اپنے ماتحتوں' گھر والوں میں برابری رکھتے ہیں اور ان میں بھی جن کے یہ والی ہوتے ہیں۔
- جب سفر پر جانا ہوتا تو آپ اپنی بیویوں میں قرعہ اندازی کرتے اور جس زوجۂ مطہرہ کا نام نکل آتا' اسی کو ساتھ لے جاتے چنانچہ ایک مرتبہ قرعہ نکالا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام نکلا چنانچہ وہ دونوں ہی ساتھ گئیں۔
- جب آپ رات کو سفر کرتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لئے باتیں کرتے جاتے' اسی دوران حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: آج رات تم میرے اونٹ پر سوار ہو جاؤ' میں تمہارے اونٹ پر سوار ہوتی ہوں تاکہ تم مجھے دیکھو اور میں تجھے دیکھوں۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اونٹ پر اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اونٹ پر سوار ہو گئیں' حضور ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اونٹ کی طرف آئے' اس پر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سوار تھیں' آپ نے سلام کہا اور انہیں ساتھ لے چلے اور ایک مقام پر جا ٹھہرے' حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کو تلاش کیا' اور اذخر کے درمیان پاؤں رکھ کر کہا: اے پروردگار! مجھے کوئی سانپ یا بچھو ڈنگ لے تو اچھا ہے کیونکہ میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ نہیں کہہ سکتی۔

آگے کتاب الجهاد کے بعد وفات النبی ﷺ کے ذکر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ قول مبارک

آ رہا ہے: رسول اللہ ﷺ مرضِ وصال میں میری باری کی تلاش میں بار بار پوچھتے تھے کہ کل میں کہاں ہوں گا؟ اگلے دن کہاں ہونگا؟ آپ اس وقت حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں تھے اسی دوران فرمایا کہ میں تم سب کے پاس تو جا نہیں سکتا' چاہو تو مجھے اجازت دے سکتی ہو تا کہ میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جا سکوں' اس پر سب نے اجازت دی اور عرض کی: آپ جہاں چاہیں تشریف لے جا سکتے ہیں اور جب مجھے معلوم ہوا تو میں تیزی سے اٹھی' گھر کی صفائی کی' خادم کوئی نہ تھا' آپ کے لئے چٹائی بچھائی چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کو لا کر چٹائی پر بٹھا دیا' لاتے وقت پاؤں زمین سے گھسیٹ رہے تھے چنانچہ میرے گھر میں تشریف لا کر یہیں وصال فرمایا۔

فصل:

تکلیف کی وجہ سے بیوی اپنی باری دوسری کو دے سکتی ہے یا باری ختم کرا سکتی ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ جب حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بوڑھی ہو گئیں تو انہوں نے اپنی باری مجھے دیدی جس کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ نے دو دن مجھے دے دیئے' ایک میرا اور دوسرا سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا۔

چنانچہ آپ اس آیت کے بارے میں فرماتی تھیں:

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا (سورۂ نساء: ۱۲۸)

''اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ کرے۔''

یہ وہ عورت ہے جو اپنے شوہر کے پاس زیادہ کا مطالبہ نہیں کرتی' وہ اسے طلاق دینا چاہتا ہے اور وہ اسے کہتی ہے کہ مجھے اپنے پاس رہنے دو' طلاق نہ دو' کسی اور سے بھی نکاح کر لو' تمہیں میرے خرچہ اور باری کی بھی پابندی نہیں چنانچہ یہی اللہ کا فرمان ہے کہ:

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَّالصُّلْحُ خَيْرٌ (سورۂ نساء: ۱۲۸)

(تو ان پر گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح خوب ہے)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ فرماتی ہیں: یہ وہ آدمی ہے جو اپنی عورت کی طرف سے نامناسب کام دیکھتا ہے جیسے عمر اور غیرت کا معاملہ' تو اسے الگ کرنا چاہتا ہے جس پر وہ کہتی ہے' مجھے اپنے پاس رہنے دو اور وقت جتنا چاہو' دیدو۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ رضامند ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں۔

● حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے: جب کوئی عورت کسی مرد کے پاس ہو تو تم اس کی بدصورتی' بڑھاپے یا بدخلقی کی بناء پر اس سے منہ پھیرنا چاہتے ہو جبکہ وہ آدمی سے جدائی ناپسند کرتی ہے تو اگر کچھ مہر اپنے شوہر کو دیدے تو یہ بندے کے لئے حلال ہوگا اور اگر تم اس کے دن مقرر کردو بایں طور کہ اس کے ضرر کی وجہ سے وہ دن اسے دے دو جو اس سے شادی کرنا چاہتا ہے تو کوئی حرج نہیں جیسے سیّدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا تھا۔

● حضور ﷺ آٹھ بیویوں کے وقت تقسیم فرماتے لیکن ایک کا نہیں فرماتے تھے۔

● حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جن کا وقت تقسیم نہیں کیا گیا تھا' وہ حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں' انہوں نے ہی وقت تقسیم کرنا رہنے دیا تھا تو ہوسکتا ہے کہ انہوں نے صلح کر لینے اور اپنی رضامندی کی وجہ سے ایسا کیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ وقت مقرر کرنا آپ پر واجب ہی نہ ہو جیسے اس فرمان سے پتہ چلتا ہے:

تُرۡجِیۡ مَنۡ تَشَآءُ مِنۡهُنَّ وَتُـْٔوِیۡۤ اِلَیۡكَ مَنۡ تَشَآءُؕ (سورۂ احزاب:۵۱)

''پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو۔''

● حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسولِ اکرم ﷺ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ناراض ہوئے تو انہوں نے کہا: اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! میں یہ دن تمہیں دیتی ہوں تو کیا تم رسول اللہ ﷺ کو رضامند کرتی ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں کرتی ہوں چنانچہ دوپٹہ لیا جو زعفران سے رنگا ہوا تھا' اسے پانی لگایا تا کہ خوشبو مہک سکے اور پھر نبی کریم ﷺ کے پہلو میں آ گئیں۔ آپ نے فرمایا: عائشہ! چلی جاؤ کیونکہ آج کا دن تمہارا نہیں' انہوں نے عرض کی کہ یہ تو اللہ کا فضل ہے' جسے چاہے دیدے اور پھر واقعہ بیان کیا۔ آپ سن کر خوش ہوئے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ عورت کو مرد اگر کچھ نہیں دیتا تو اسے یوں نہیں کہنا چاہئے کہ ''میرے شوہر نے مجھے دیا ہے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک عورت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: یارسول اللہ! میری ایک سوکن ہے' یا کہا کہ پڑوسن ہے تو کیا میرے لئے یہ جائز ہے کہ شوہر کچھ بھی نہ دے تو کہہ دیا کروں: ''مجھے میرے شوہر نے فلاں فلاں چیز دی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یوں نہ کہا کرو کیونکہ کچھ ملے بغیر سیر ہو کر دکھانے والا یوں ہوتا ہے جیسے جھوٹے کپڑے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس شے کا ذکر جس کی ضرورت پڑنے پر حاکم کے پاس جا کر حیاء آئے

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب رفاعہ قرظی نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو عبد اللہ بن زبیر قرظی نے اس سے شادی کر لی' وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئیں' سبز دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا' ان کے پاس کوئی شکایت کی تو یہ شکایت اس کے شوہر نے سن لی چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر ہوا اور اس کے ہمراہ اس بیوی کے علاوہ کسی اور سے دو بیٹے تھے' وہ کہنے لگی: بخدا میں اس کے علاوہ اس کا کوئی اور گناہ نہیں بتا سکتی کہ یہ اس سے زیادہ کچھ نہیں اور وضاحت کرتے ہوئے اپنے کپڑے کا پلو ہلا کر دکھایا (یعنی مردمی طور پر کمزور ہے) وہ بولا: یا رسول اللہ! اس نے جھوٹ بولا ہے' میں تو اسے کچے چمڑے کی طرح چیرتا ہوں لیکن یہ اس سے بھی زیادہ کی تلاش میں ہے اور رفاعہ کو چاہتی ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر ایسی ہی صورت ہے تو اسے نہ تو اسے الگ کرو اور نہ ہی صلح کرو بلکہ اسے اس کا مزا لینے دو۔

فصل:

جھگڑے کی صورت میں دو منصف مقرر کرنے کا حکم

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرد اور ایک عورت اپنا تنازعہ لے کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے اور دونوں ہی کے ہمراہ معاملہ سنبھالنے والے لوگ تھے' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں حکم دیا تو ایک منصف مرد والوں کی طرف سے اور دوسرا عورت والے کی طرف سے بھیجا' پھر منصفوں سے کہا: جانتے ہو تم پر کیا بوجھ ہے؟ تم پر یہ لازم ہے کہ اگر اکٹھے ہو سکیں تو اکٹھا کر دو اور نہ ہو سکیں تو علیحدگی کر دو۔ اس پر عورت نے کہا کہ میں اللہ کی کتاب کے مطابق ولی پر خوش ہوں' پھر شوہر کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: کیا تم ان دونوں کے انصاف پر خوش ہو؟ اس نے کہا: نہیں بلکہ میں تو چاہتا ہوں کہ انہیں اکٹھا کر دیں' میں اس پر راضی نہیں کہ جدائیگی کر دیں۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ تمہارے اختیار میں نہیں اور یہ کوئی ضروری نہیں کہ جیسے وہ راضی ہوئی ہے' تم بھی ہو جاؤ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اگر ان کی رائے دونوں کو جوڑنے یا توڑنے پر اکٹھی ہو جائے تو یہ دونوں کام جائز ہیں اور جب دو منصفوں میں سے ایک فیصلہ دیدے لیکن دوسرا نہ دے تو جب تک دونوں اکٹھے نہ ہوں' اس

ایک کے فیصلے کی کوئی حیثیت نہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ ان پر دونوں کی صلح کرانا لازم ہے اور چاہئے کہ اس معاملہ میں سوچ بچار کریں، جدا کر دینا منصفوں کے ہاتھ میں نہیں ہاں یہ معاملہ میاں بیوی کے پاس لے جائیں تو ہوسکتا ہے۔

فرع:

غیرت کا معاملہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آدمی سے یہ چاہتا ہے کہ جب وہ اپنی بیوی یا قریبی رشتہ دار میں کوئی شک کا کام دیکھے تو اسے غیرت آئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میری بیوی کسی ہاتھ لگانے والے کا ہاتھ نہیں ہٹاتی۔ آپ نے فرمایا: اسے الگ کر دو۔ اس پر اس نے عرض کی: مجھے اندیشہ ہے میرا دل اسے چاہے گا۔ فرمایا: تو اس سے ہم بستری کرو۔

ایک اور آدمی نے اپنی بیوی کی شکایت کی تو فرمایا: اسے طلاق دیدو۔ عرض کی: یا رسول اللہ! میرا اس سے ایک بیٹا بھی ہے اور صحبت کا معاملہ بھی ہے۔ فرمایا: اسے نصیحت کرو اگر اس میں کوئی بھلائی ہو گی تو تمہاری بات مان لے گی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

خاتمہ

حضور ﷺ کے کچھ مبارک اخلاق اور خصوصاً اپنی تمام بیویوں کے ساتھ اخلاق کا ذکر

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ہم اپنی بیویوں سے کلام کرنے اور ہنسی خوشی کرنے سے گریز کرتے کیونکہ یہ خوف رہتا تھا کہ کوئی حکم نہ آجائے اور جب آپ کا وصال ہو گیا تو ہم نے باتیں بھی شروع کر دیں اور مزاح بھی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب مخلوق میں سے زیادہ اخلاق والے تھے اور جب آپ گھر تشریف لے جاتے تو زیادہ تر سلائی کا کام کرتے اور بالکل ویسے ہی کام کرتے جیسے کوئی بھی کرتا ہے

چنانچہ بوجھ اُٹھاتے' اتر واتے' گھر میں ٹھہرتے' گوشت کاٹتے اور خادم کا ہاتھ بٹاتے جیسے الباب الجامع میں انشاء اللہ اس کی وضاحت آئے گی۔

- آپ اس بات پر زور دیتے تھے کہ بیویوں سے بھلائی کرو اور انہیں ٹھہرنے دو اور پھر بیویوں سے فرماتے کہ مجھے اپنے بعد اندیشہ رہتا ہے کہ تم غلط کام کرو گی اور صبر کرنے والے ہی تم پر صبر کر سکیں گے۔
- بعض اوقات آپ سوکنوں کی موجودگی میں کسی بیوی کی تعریف کر دیتے جس پر ان کے رویے سے آپ ناراض ہوتے اور غصے کی وجہ سے آپ کے سامنے کے بال ہلنے لگتے۔

فرع:

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے متعلق اخلاقِ کریمہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد اکثر ان کا ذکر کیا کرتے اور فرمایا کرتے کہ وہ ایسی تھیں' ایسی تھیں' آپ ان کے وصال کے بعد ان کی سہیلیوں کی عزت کرتے' بہت مرتبہ ایسا بھی ہو جاتا کہ آپ بکری ذبح کر کے اس کے ٹکڑے بناتے اور پھر آپ کی سہیلیوں کے گھر بھیج دیتے اور بسا اوقات ایسا ہوتا کہ آپ کے پاس وہ بوڑھی عورتیں آ جاتیں جو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آیا کرتی تھیں' آپ ان کی بھی عزت کرتے اور فرماتے کہ مجھے خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان سے محبت کرنے والوں کے ساتھ محبت کرنا سکھایا گیا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب وصال فرما گئیں تو آپ ان کے گڑھے (قبر) میں اُترے' اس وقت میت پر جنازہ پڑھنے کا حکم نہیں اُترا تھا کیونکہ نماز تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد فرض ہوئی تھی۔

جب حضور ﷺ نے ان سے شادی کر لی تو انہیں لینے تشریف لے گئے' اس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: اے محمد! کہاں کا ارادہ ہے؟ جایئے' پہلے ایک یا دو اونٹ ذبح کر کے لوگوں کو کھلایئے' آپ نے ایسے ہی کیا تو یہ وہ پہلا ولیمہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے پہلے دو شادیاں کی تھیں' تاہم رسول اللہ ﷺ نے ان کے وصال تک ان کے ہوتے کسی اور سے شادی نہیں کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے ہاتھوں انہیں سلام بھیجا تھا۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہیں لیکن پھر بھی جتنی غیرت مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر آتی تھی' کسی اور پر نہ آتی تھی' رسول اللہ ﷺ ان کا ذکر اکثر کرتے رہتے چنانچہ ایک

دن مجھے غیرت آ گئی تو میں نے عرض کی: وہ تو ایک بوڑھی سی عورت تھیں لیکن اللہ نے آپ کو ان سے بہتر دی ہے' اس پر آپ ناراض ہو گئے اور غصے کی وجہ سے سر کے سامنے والے بال ہلنے لگے اور فرمایا: واللہ! مجھے ان کے بدلے میں بہتر نہیں ملی' وہ اس وقت مجھ پر ایمان لائیں جب اور لوگ میرا انکار کر رہے تھے' اس وقت انہوں نے میری تصدیق کی جب باقی جھوٹا کہہ رہے تھے اور اس وقت اپنے مال سے میری مدد کی جب لوگ کچھ نہیں دے رہے تھے۔ واللہ اعلم۔

فرع:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے متعلق اخلاقِ کریمانہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا تو حضرت جبریل علیہ السلام سبز ریشمی لباس پہنے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صورت میں اُترے اور عرض کی: یارسول اللہ! یہ دنیا و آخرت میں آپ کی بیوی ہیں جو حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جگہ آپ کو دی گئی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شادی کی تو میری ماں مجھے لے کر آئی' میں کانپ رہی تھی' انہوں نے پانی جیسی کوئی شے میرے چہرے پر ملی اور پھر مجھے لے کر حضور ﷺ کے پاس پہنچیں' گھر میں عورتیں اور مرد بیٹھے تھے' وہ چلے گئے تو دوپہر کے وقت آپ نے مجھ سے ہم بستری فرمائی۔ بخدا نہ تو میری شادی پر کوئی اونٹ ذبح کیا گیا اور نہ بکری تاہم ایک بڑا پیالہ تھا جو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف اس وقت بھیجا جب آپ اپنی بیویوں کے گرد تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل تمہیں سلام کہتے ہیں' میں نے کہا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ بتاتی تھیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر آپ کسی وادی میں داخل ہوں جس میں درخت ہوں جن سے کچھ کھا لیا گیا ہو' پھر اور درخت دیکھیں جس میں سے کچھ بھی کھایا نہ گیا تو آپ کس میں اونٹ چرائیں گے؟ آپ نے فرمایا: جس میں سے کچھ کھایا نہ گیا ہو۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں پر جہاد فرض کیا ہے۔ لیکن عورتوں پر غیرت فرض کی ہے تو جو ان عورتوں میں سے صبر سے کام لے گی' اسے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا اجر ملے گا۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب ہم بستری کے لئے میرے پاس تشریف لاتے تو اپنا گھٹنا میری ران پر رکھتے اور دونوں ہاتھ میرے کندھوں پر رکھ کر مجھ پر اوندھے ہو جاتے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ حضور ﷺ کی بیویاں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور ﷺ کی خدمت میں اکثر بھیجا کرتیں اور ان سے کہتیں کہ اپنے والد گرامی سے جا کر کہہ دو کہ آپ کی بیویاں ابو قحافہ کی بیٹی کے بارے میں آپ سے انصاف مانگتی ہیں اور میں چپ رہتی' حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کے پاس حاضر ہوتیں تو آپ ان سے فرماتے: اے بیٹی! کیا تمہیں اس چیز سے محبت نہیں جس سے میں کرتا ہوں؟ وہ کہتیں: ہاں' اس پر فرماتے تو تم بھی اس (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے محبت رکھو' حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واپس آتیں اور انہیں بتاتیں کہ انہوں نے یوں فرمایا ہے' وہ انہیں کہتیں کہ تم نے ذرہ بھر بھی ہمارا حق پورا نہیں کیا' دوبارہ جاؤ اور جب ان پر بہت زور دیا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں اب کوئی بات نہیں کروں گی جس پر وہ چپ ہو گئیں۔

آپ ہی فرماتی ہیں کہ جس دن میرے ہاں تشریف آوری کی باری ہوتی تو لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہاں تحفے لا کر جمع کرتے جاتے جس پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دوسری ازواجِ مطہرات غیرت کھاتیں اور کہتیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلے میں بات کریں گی کہ آپ فرمایا کرتے ہیں: سنو! جو شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا چاہتا ہے' اسے وہاں بھیجنا چاہئے جہاں اپنی بیوی کے گھر میں ہوں چنانچہ یہ بات حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے کر دی' آپ اس پر خاموش ہو گئے' انہوں نے دوبارہ عرض کی تو فرمایا: مجھے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ۔ انہوں نے پھر عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں اللہ سے توبہ کرتی ہوں۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویاں دو ٹولیوں میں بٹی ہوئی تھیں' ایک ٹولی میں حضرت عائشہ' حضرت حفصہ' حضرت صفیہ اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن تھیں جبکہ دوسری میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور باقی بیویاں تھیں۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب بھی رسول اکرم ﷺ خوش باش بیٹھے ہوتے تو میں آپ سے کوئی دعاء پوچھ لیا کرتی چنانچہ ایک دن پوچھا تو آپ نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَائِشَةَ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهَا وَمَا تَاَخَّرَ وَمَا اَسَرَّتْ وَاَعْلَنَتْ ۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں اس سے خوش ہوتی تو آپ فرماتے: عائشہ! تم خوش ہو گئی ہو؟ میں عرض کرتی: ہاں یا رسول اللہ! اس پر فرماتے: اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے حق دین دے کر بھیجا ہے' میں نے پوری امت میں تمہیں ہی یہ خصوصیت نہیں دی' میں تو صبح و شام اپنی امت کے گذر جانے والوں اور قیامت تک آنے والوں کے لئے یہ دُعا کیا کرتا ہوں اور جب میں دعا کرتا ہوں تو فرشتے میری اس دعا پر آمین کہتے ہیں۔

- آپ فرماتی ہیں کہ جب میں آپ سے خفا ہو جاتی تو آپ تشریف لاتے اور میری ناک کو رگڑ کر فرماتے: اے عویش! یہ کہو: اَللّٰھُمَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَاَذْھِبْ غَیْظَ قَلْبِیْ وَاَجِرْنِیْ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ ۔(فرماتی ہیں) میں کئی مرتبہ آپ سے خفا ہو جایا کرتی چنانچہ آپ تشریف لا کر مجھے راضی کرتے اور اگر میں انکار کرتی تو فرماتے: میرے اور اپنے درمیان صلح کے لئے کسے لانا پسند کرو گی؟ چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا' کیا تم چاہتی ہو کہ میرے اور تمہارے درمیان حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئیں؟ میں نے عرض کی: نہیں کیونکہ وہ بہت سخت طبیعت کے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تو پھر اور کس پر راضی ہو؟ میں نے عرض کی کہ اپنے والد کے بارے میں چنانچہ آپ نے ان کی طرف پیغام بھیجا تو وہ آ گئے' آپ نے فرمایا کہ یہ ایسے ایسے ناراض ہے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ سے ڈریئے اور سچ سچ بتایئے' یہ سن کر میرے والد نے ہاتھ اُٹھایا اور میرے ناک پر دے مارا جس سے خون جاری ہو گیا اور پھر فرمایا: تمہاری ماں مرے تو اور تیرا باپ سچ بولتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کیا نہیں بولتے؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! ہم نے آپ کو اس لئے نہیں بلایا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ پھر میرے والد نے ایک چھڑی پکڑی جو گھر ہی سے ملی اور مجھے مارنا شروع کر دیا' میں دوڑ کر حضور ﷺ کی پیٹھ سے جا چمٹی۔ آپ نے فرمایا: میں آپ کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ چلے جاؤ کیونکہ ہم نے آپ کو اس لئے نہیں بلایا۔

یہ سن کر میرے والد تو چلے گئے اور میں آپ سے الگ ہو گئی' آپ نے آواز دی تو میں نے آنے سے انکار کر دیا' آپ ہنس پڑے اور فرمایا: ابھی تو تم میری پیٹھ کے ساتھ زور دار طریقے سے چمٹی ہوئی تھیں۔

- آپ فرماتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: موت میرے لئے آسان ہو گئی کیونکہ میں نے تمہیں جنت میں بیوی بنے دیکھ لیا ہے۔

- آپ ہی فرماتی ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ جب تم خوش ہوتی ہو تو کہا کرتی ہو: لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ اور جب ناراض ہوتی ہو تو کہا کرتی ہو: لَا وَرَبِّ اِبْرَاھِیْمَ۔ میں نے عرض کی: ہاں یا رسول اللہ! میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں۔

- جب آپ کسی بیوی کی طرف سے سخت غیرت دیکھ لیتے تو فرماتے: سبحان اللہ! یہ غیرت وادی کے نچلے حصے کو نہیں دیکھتی' چنانچہ اس معاملے میں آپ ان کو معذور جانتے۔

- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے قریب بیٹھا تھا' اردگرد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے کہ اسی دوران ایک بے پردہ عورت آئی تو وہیں سے ایک آدمی اُٹھا' اس نے اس پر کپڑا ڈالا اور اپنے ساتھ لگا لیا' اس پر رسول اللہ ﷺ کا رنگ تبدیل ہو گیا تو ایک صحابی نے عرض کی: یا رسول اللہ! شاید یہ میری غیریت ہے؟ فرمایا: شاید! پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر غیرت کرنا فرض کر رکھا ہے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حریرہ لے کر آئی جو آپ ہی کے لئے پکایا تھا' میں نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا (اس وقت رسول اکرم ﷺ میرے اور ان کے درمیان تھے) کھاؤ! لیکن انہوں نے انکار کر دیا' میں نے کہا: نہیں کھاؤ گی تو چہرے پر تھپڑ ماروں گی' پھر انکار کیا تو میں نے اپنا ہاتھ حریرہ میں ڈالا اور ان کے چہرے پر مل دیا' اس پر آپ ہنس پڑے اور ان کے لئے اپنا ران آگے کر دیا اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: اے سودہ! تم بھی اس کے چہرے پر مل دو چنانچہ انہوں نے میرے چہرے پر مل دیا جس سے آپ ہنس پڑے۔

آپ فرماتی ہیں: پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ گذرے اور آواز دی کہ اے عبد اللہ! اے عبد اللہ! اپنے بیٹے کو آواز دی جس پر نبی کریم ﷺ کا خیال ہوا کہ وہ ابھی ہمارے پاس چلے آئیں گے' پھر دونوں سے فرمایا کہ اٹھو اور اپنے اپنے چہرے دھولو۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ڈرتی رہا کرتی تھی کیونکہ رسول اللہ ﷺ ان سے جھجکتے تھے۔
- آپ فرماتی ہیں: رسول اکرم ﷺ جب کوئی عجیب چیز دیکھتے تو بلاتے کہ آؤ اور دیکھو۔ میں آتی تو مجھے ڈھانپ لیتے اور فارغ ہو جاتے۔
- آپ فرماتی ہیں کہ جب روزی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو تنگی آئی اور آپ کو بیویوں کا نان نفقہ دینا بوجھل ہو گیا اور ادھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دینے والی آیات اُتاری تو آپ نے اپنی بیویوں کو اختیار دینا مجھ سے شروع فرمایا۔ میں نے عرض کی کہ میں اللہ اور اس کے رسول کی مرضی مانتی ہوں جس پر آپ خوش ہوئے اور پھر باقی بیویوں نے بھی یونہی کیا۔
- آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک پڑوسی بڑا اچھا کھانا بناتا تھا چنانچہ اس نے آپ کے لئے کھانا بنایا اور پھر آپ کو بلانے آیا آپ نے فرمایا کہ یہ بھی چلیں گی؟ اس نے عرض کی نہیں' پھر دوسری مرتبہ بلایا تو اس نے پھر بھی یونہی کہا اور تیسری مرتبہ اس نے کہا: ہاں' چنانچہ ہم اُٹھ کھڑے ہوئے' تیزی سے اس کے گھر پہنچے اور کھانا کھایا۔ یہ بات پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کی ہے۔
- آپ فرماتی ہیں کہ میں حیض کی حالت میں حضور ﷺ کے ساتھ ایک ہی لحاف میں سو جایا کرتی تھی' مجھ پر کپڑا ہوتا تھا۔
- رسول اکرم ﷺ مجھ سے آگے نکلنے کی کوشش کیا کرتے لیکن میں آگے نکل جاتی اور جب میں بوجھل ہوگئی تو آپ مجھ سے آگے نکل جاتے۔
- آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نیک عمل کرنے اور ادب کرنے کا مجھ پر زور دیا کرتے۔
- آپ فرماتی ہیں کہ میں ان پر غیرت کھایا کرتی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا آپ دے رکھا تھا اور میں کہا کرتی

کہ عورت اپنا آپ کھو بیٹھتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری: تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ تو میں نے عرض کی کہ آپ کا پروردگار جلد آپ کی خواہش پوری فرما دیتا ہے۔

آپ فرماتی تھیں کہ ایک رات نبی کریم ﷺ مجھے دکھائی نہ دئے تو میں نے سمجھا کہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف گئے ہونگے چنانچہ اندھیرے ہی میں میں نے گھر کی دیواروں کے ساتھ تلاش کرنا شروع کیا تو دیکھا کہ آپ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں' میں نے ہاتھ آپ کے بالوں میں ڈالا کہ پتہ لگا سکوں' آپ نے غسل کیا ہے کہ نہیں' جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: تمہیں تمہارے شیطان نے بہکایا ہے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا میرا شیطان الگ ہے؟ فرمایا: ہاں' بنو آدم میں سے ہر ایک کا شیطان الگ ہے لیکن مجھے اللہ نے اس پر قابو دیا ہے تو وہ تابع ہو گیا ہے' وہ مجھے بھلائی ہی بتایا کرتا ہے۔

آپ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسولِ اکرم ﷺ کے لئے کھانا پکایا اور آپ کے پاس لے آئی' آپ اپنے صحابہ میں تھے' میں نے اُٹھ کر پتھر پکڑا' بڑے پیالہ پر دے مارا اور اسے توڑ دیا جس سے سارا کھانا بکھر گیا' حضور ﷺ اُٹھے' کھانا جمع کر کے پیالے میں ڈالا اور فرمایا: تمہاری ماں غیرت کھا گئی (دو مرتبہ فرمایا)۔ فرماتی ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے میرا پیالہ پکڑا اور ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیا لیکن مجھے ٹوٹا ہوا دیدیا۔

آپ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس کھانا لائیں میں نے اُٹھ کر پیالہ توڑ دیا اور پھر نبی کریم ﷺ سے اس کا کفارہ پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ بھی اس کے برتن جیسا ہے اور کھانا بھی اس کے کھانے جیسا ہے۔

آپ ہی فرماتی ہیں کہ مجھ میں اللہ تعالیٰ نے سات ایسے کمالات رکھے ہیں کہ حضور ﷺ کی دوسری کسی بیوی میں نہ تھے:

۱۔ میں اپنے والد گرامی اور ذاتی طور پر حضور ﷺ کو سب سے پیاری ہوں۔
۲۔ میں وہ واحد خاتون ہوں کہ کنواری تھی' میرے علاوہ کوئی اور کنواری نہ تھی۔
۳۔ ابھی میری شادی بھی نہ ہوئی تھی کہ حضرت جبریل علیہ السلام ریشمی کپڑے میں میری تصویر لے کر حضور ﷺ کے پاس آئے تھے۔
۴۔ صرف میں نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا تھا' کوئی اور بیوی نہ دیکھ سکی۔
۵۔ جبریل علیہ السلام آتے تو میں آپ کی چادر میں آپ کے ساتھ ہوتی۔
۶۔ مجھ پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ کوئی اور ہوتا تو ہلاک ہو جاتا۔
۷۔ رسول اللہ ﷺ کا وصال میرے گھر میں ہوا' میری باری میں ہوا اور میری ہی گود میں ہوا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آنے کی اجازت مانگی تو انہوں نے باہر پیغام بھیجا کہ میں بہت غمگین ہوں' وہ واپس چلے گئے اور

رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ میں ملے بغیر نہیں جاؤں گا' حضور ﷺ نے یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کی تو انہوں نے اجازت دی' اندر گئے تو انہوں نے کہا: میں بہت غمگین ہوں اور بڑی بے چین ہوں۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا: تسلی رکھو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہوا ہے: ''عائشہ جنت میں میرے ساتھ ہوگی'' اور رسول اللہ ﷺ کو اس بات سے بچالیا گیا ہے کہ جہنم کا ایندھن بننے والی کسی عورت سے آپ کی شادی ہو۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: آپ نے میرا غم بھلا دیا ہے' اللہ آپ کو خوشیاں نصیب کرے اور مشکلیں آسان فرمائے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آخری وقت آیا تو ان سے کہا گیا: کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس دفن کریں؟ آپ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مجھ سے کچھ کام سرزد ہوں گے لہٰذا بقیع میں مجھے میری ساتھی بیویوں ہی میں ساتھ دفن کرنا چنانچہ جب ۵۸ھ میں ان کا وصال ہوا تو انہیں بقیع میں دفن کر دیا گیا' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا جنازہ پڑھا۔ اس وقت آپ مروان کی طرف سے مدینہ کے گورنر تھے' حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک چھیاسٹھ سال تھی۔

فرع:

حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے متعلق اخلاقِ کریمانہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ خنیس بن حذافہ سہمی کے فوت ہونے پر جب میری بیٹی حفصہ بے شوہر ہوگئیں تو میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے ساتھ شادی کرنے کو کہا' انہوں نے کہا کہ میں جلد سوچ کر بتاؤں گا' وہ کچھ راتیں گذرنے پر ملے تو کہا کہ میرا ارادہ نہیں بنا۔ چنانچہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور کہا: اگر چاہو تو حفصہ کی شادی آپ سے کر دوں لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا' میں عثمان سے پریشان تھا تو ان سے بھی ناراض ہوا' کچھ راتیں گذر گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ان کا رشتہ مانگ لیا چنانچہ میں نے آپ سے ان کا نکاح کر دیا۔ اسی دوران مجھے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور کہنے لگے' شائد آپ مجھ سے اس لئے ناراض ہیں کہ آپ نے مجھے حفصہ کا رشتہ لینے کو کہا تھا تو میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ میں نے کہا: ہاں یونہی ہے۔ انہوں نے کہا: میرے جواب نہ دینے کی اصل وجہ یہ تھی رسول اللہ ﷺ ان کا رشتہ لینے کی بات کر رہے تھے' میں آپ کی یہ بات ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا ہاں اگر آپ نے نکاح نہ کرنا ہوتا تو میں کر لیتا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں: جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنت رسول ﷺ کے وصال پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ کرنا چاہا تو انہوں نے کہا کہ میں حضور

علیہ سے مشورہ کئے بغیر نہیں کروں گا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا داماد نہ بتاؤں جو تمہارے لئے عثمان سے بہتر ہو اور میں عثمان کو ایسا سسر نہ بتاؤں جو تم سے بہتر ہو؟ عرض کی: بتایئے۔ آپ نے فرمایا: تم حفصہ کا نکاح مجھ سے کر دو اور میں اپنی بیٹی عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیاہ دیتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: بالکل ٹھیک ہے چنانچہ حضور علیہ نے یونہی کیا۔

پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا کہ حضور علیہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رجعی طلاق دیدی ہے تو انہوں نے سر پر خاک ڈالی اور کہا: آج کے بعد میرا اور میری بیٹی کا حال کیا ہوگا۔ اسی دوران اگلے دن حضرت جبریل علیہ السلام اُترے اور رسول اللہ علیہ سے عرض کی: اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرماتے ہوئے آپ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رجوع فرمالیں کیونکہ وہ روزے رکھنے والی اور رات کو نوافل پڑھنے والی ہیں نیز جنت میں وہ آپ کی بیوی ہونگی' چنانچہ آپ نے ان سے رجوع فرمایا۔

جب رسول اللہ علیہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہم بستر ہوئے تو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! سب بیویوں کو چھوڑ کر میرے گھر میں اور میری ہی باری کے دن آپ نے یہ کیا کیا؟ یہ بات تو مجھے دکھ رہی ہے! آپ نے فرمایا: میں ایک راز کی بات بتاتا ہوں جس سے تم خوش ہو جاؤ گی تاہم اسے اپنے پاس ہی رکھنا' میں تمہاری رضامندی کیلئے بتاتا چلوں کہ آج سے یہ میرے لئے حرام ہے اور پھر ایک خوشخبری سن لو میرے بعد ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوں گے اور تمہارے والد ان کے بعد خلیفہ بنیں گے۔

آپ اس وقت پیدا ہوئیں جب قریش بیت اللہ کی تعمیر میں لگے ہوئے تھے' یہ آپ کے اعلانِ نبوت سے پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور کے اندر ساٹھ سال کی عمر پا کر ۴۵ھ وصال فرما گئیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں فوت ہوئیں۔

فرع:

حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپکا برتاؤ

رسول اللہ علیہ نے ۷ ہجری میں آپ سے نکاح کیا' پہلے بَرّہ نام تھا لیکن رسول اللہ علیہ نے میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نام رکھ دیا۔ وادیٔ سَرِف کے اندر ۵۱ھ کو وصال ہوا' اس وادی اور مکہ کے درمیان دس میل کا فاصلہ تھا۔ نمازِ جنازہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پڑھائی اور قبر میں اتارنے کے لئے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علاوہ

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھانجوں نے حصہ لیا۔

فرع:

حضرت امِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے برتاؤ

حضرت امِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ جب ۴ ہجری کو میرے شوہر ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو میری عدت گذرنے پر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح فرمایا:

رسول اللہ ﷺ نے جب میرا رشتہ مانگا تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں بوڑھی ہو رہی ہوں اور بچے بھی کافی ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ تو تم نے عمر کی بات کی ہے تو میری عمر بھی کافی ہے' رہے تمہارے بچے تو وہ میرے ہی ہوں گے۔ آپ بتاتی ہیں کہ یہ سن کر میں نے اپنا معاملہ رسول اللہ ﷺ پر ڈال دیا جس پر آپ نے میرے بیٹے کے ذریعے مجھ سے نکاح فرمالیا اور ضرورت کے لئے دو گھڑے' چکی اور چمڑے کا تکیہ بھیجا جس میں کھجور کے پتے بھرے تھے اور پیغام بھیجا کہ انشاءاللہ آج رات میں تمہارے پاس آ رہا ہوں۔

آپ فرماتی ہیں کہ میں نے گھڑے میں رکھے کچھ جَو اور چربی نکالے اور ''عصیدہ'' نامی کھانا تیار کر دیا۔ اتنے میں آپ تشریف لے آئے اور رات بھر میرے پاس ٹھہرے' تین دن یونہی کیا۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ جب عصر کی نماز پڑھ کر اپنی بیویوں کے گھروں میں تشریف لے جانا چاہتے تو حضرتِ امِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے شروع ہوتے کیونکہ وہ عمر میں بڑی تھیں اور آخر میں میرے پاس تشریف لایا کرتے۔
- رسول اللہ ﷺ اکثر اوقات بیویوں کی خوشی کے لئے کوئی نہ کوئی شے لا رکھتے اور جب حضرت امِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا تو ان سے فرمایا: اے امِ سلمہ! میں نے نجاشی کی طرف ایک پوشاک بھیجی تھی جس کے ہمراہ کچھ اوقیہ کستوری بھی روانہ کی تھی لیکن لگتا ہے کہ وہ فوت ہو چکا ہے' میرے خیال میں وہ لباس واپس میرے پاس آ جائے گا اور اگر ایسا ہوا تو وہ تمہارا ہو گا۔ حضرت امِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ ہوا یونہی جیسے آپ نے فرمایا تھا چنانچہ آپ نے بیویوں کو ایک ایک اوقیہ کستوری دی لیکن مجھے ایک اوقیہ کستوری کے ہمراہ وہ پوشاک بھی عنایت فرمائی۔
- حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کئی معاملات میں حضرت امِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مشورہ بھی فرمایا کرتے چنانچہ حدیبیہ کے دن جب صحابہ سے آپ نے اونٹ ذبح کرنے اور سر مونڈھنے کا مشورہ لیا اور وہ خاموش ہوئے تو حضرت امِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی نے آپ کو یہ مشورہ دیا تھا'

انہوں نے عرض کی تھی: یا رسول اللہ! کسی سے بات کئے بغیر تشریف لے جا کر بدنہ (قربانی کا اونٹ) ذبح کیجئے اور پھر حجام کو بلایئے کہ آپ کا سرِ انور مونڈھ دے چنانچہ آپ نے یونہی کیا تھا اور پھر اپنے صحابہ سے فرمایا تھا: اٹھو' قربانی کرو اور سر منڈا لو۔

فرع:

حضرت امِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے برتاؤ

آپ بتاتی ہیں کہ میں عبید اللہ بن جحش کے ماتحت تھی' وہ دوسری ہجرت کے موقع پر مجھے حبشہ کی طرف لے گیا اور اسلام سے ہٹ کر مرتد ہوا اور نصرانی مذہب اپنا لیا' پھر وہیں مر گیا لیکن میں اپنے دین پر قائم رہی اور پھر اسی دوران رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری کے ہاتھوں میرے رشتے کے بارے میں نجاشی سے بات کی۔ اسی رات خواب میں مجھے ''اے ام المؤمنین!'' کے الفاظ کہہ کر بلایا گیا تھا جس سے خوشی میں میں نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے شادی کریں گے چنانچہ یہی ہوا' میری عدت پوری ہوئی تو یکایک نجاشی کا ایلچی میرے دروازے پر کھڑا اندر آنے کی اجازت مانگ رہا تھا' میں نے دروازہ کھولا ہی تھا کہ نجاشی کی لونڈی کھڑی تھی' کہنے لگی کہ بادشاہ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے مجھے لکھا ہے کہ ان کے لئے تمہارا رشتہ طے کروں چنانچہ اس خوشخبری پر میں نے اسے چاندی کے دو زیور' پاؤں کے پازیب اور ہاتھوں کی مندریاں اُتار کر دے دیں۔

رات ہوئی تو شاہ نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت جعفر بن ابو طالب کے ہمراہ اور لوگوں کو بلایا اور پھر مجھے بلا کر کہا کہ شادی کے لئے اپنا کوئی وکیل مقرر کر لو جس پر میں نے حضرت خالد بن سعید بن ابی العاص کو اپنا وکیل مقرر کیا اور میرا نکاح کر دیا گیا۔

سیّدہ امِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے ایک روایت یہ ہے' فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے نجاشی کو میرے نکاح کے بارے میں لکھا تو خود نجاشی چل کر میرے دروازے پر آ کھڑا ہوا' میں نے اندر آنے کی اجازت دی تو اس نے مجھے یہ بتایا جس پر میں نے اسے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کسی بھلائی کی بشارت دے۔ اس پر شاہ کو خوشبو اور تیل لگانے والی ابرھہ نامی لونڈی نے مجھے بتایا کہ شاہ نجاشی آپ سے وکیل بنانے کو کہہ رہے ہیں چنانچہ میں نے اپنا وکیل مقرر کر لیا۔ پھر اسی دوران نجاشی نے یہ خطبہ پڑھا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ السَّلَامِ الْمُؤْمِنِ الْمُهَيْمِنِ الْعَزِيْزِ الْجَبَّارِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ اَمَّا بَعْدُ ام حبیبہ نے وہ بات مان لی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمائی ہے لہٰذا میں مہر کے طور پر چار سو دینار پیش کرتا ہوں۔'' اور یہ کہتے ہوئے سب سے سامنے یہ دینار رکھ دیئے۔ اس کے بعد میرے وکیل نے کہا: میں وہ بات

قبول کرتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ اور ان کی بیوی سیّدہ امِ حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی اپنی طرف سے میرے ذمے لگی ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ کو مبارک ہو، پھر وہ دینار اٹھا لئے۔ جب مال میرے ہاتھ آ گیا تو میں نے ابرھہ نامی لونڈی کو بلا لیا جس نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے خط آنے کی خوشخبری دی تھی اور پھر اس سے کہا کہ جو کچھ میرے پاس تھا، میں نے اس دن تمہیں دیدیا تھا، اب میرے پاس اور مال تو نہیں ہے، یہ پچاس مثقال سونا ہے، یہ لے لو لیکن اس نے انکار کرتے ہوئے پہلے دئے گئے دیناروں میں سے بھی کچھ حصہ مجھے واپس کر دیا اور کہنے لگی: شاہ نے مجھے قسم دی ہے کہ آپ سے کوئی شے نہ لوں اور میں حضرت محمد ﷺ کے دین کی فرمانبرداری کرتے ہوئے جہانوں کے پروردگار پر ایمان لا رہی ہوں۔

حضرت امِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت خالد نے وہ مال قبضے میں لے لیا تو لوگوں نے اٹھنے کا ارادہ کیا جس پر نجاشی نے کہا کہ بیٹھ جایئے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی سنت چلی آ رہی ہے کہ شادی کرنے پر اس کی خوشی میں کھانا کھلاتے ہیں، چنانچہ کھانا منگوایا اور سب لوگ کھا کر چلے گئے۔

اس کے بعد نجاشی نے حکم دیا کہ جو خوشبوئیں بھی ان کے پاس ہیں، مجھے بھیج دیں چنانچہ انہوں نے مجھے وَرس، عُود، عنبر اور ایک جانور سے حاصل ہونے والی زبادِ نامی خوشبو نجاشی کی لونڈی کے ہاتھ بھیجیں جو اس نے مجھے دیں اور پھر رونے لگا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر آپ سے میرا اسلام عرض کرنا اور پھر بار بار تحفے لے کر میرے پاس آتا رہا اور کہتا رہا کہتی رہی کہ میری بات بھول نہ جانا۔

حضرت امِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچی تو انہیں بتایا کہ خطبہ ایسے پڑھا گیا تھا تو آپ بہت خوش ہوئے، پھر میں نے اس لونڈی کی طرف سے سلام پیش کیا جس کے جواب میں فرمایا: **وَعَلَيْهَا السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔**

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت سیّدہ امِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایسی عورت کے بارے میں پوچھا جس کے دو شوہر ہوں، وہ فوت ہو جائے اور دونوں شوہروں سمیت جنت میں چلی جائے تو وہاں پہلے کی بیوی ہو گی یا دوسرے کی؟ تو آپ نے فرمایا: اسے یہ اختیار دیا جائے گا کہ جو شوہر دنیا میں ہوتے ہوئے اچھے اخلاق سے پیش آتا رہا، وہی جنت میں اس کا شوہر ہو گا۔
- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب بھی حضرت امِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ان کا والد ابوسفیان آ جایا کرتا تو وہ رسول اللہ ﷺ والا بستر لپیٹ دیا کرتیں اور جب اس نے اس بارے میں آپ سے پوچھا تو فرمایا کہ تم ایک پلید شخص ہو اور شرک پسند ہو۔ یہ بات ان کے اسلام لانے سے پہلے کیا کرتی تھیں اور پھر فتح مکہ کے موقع پر وہ اسلام لے آئے تھے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ جب سیّدہ امِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وقت وصال ہوا تو مجھے بلا کر کہا: میرے اور آپ کے درمیان ایسی باتیں ہو جاتی تھیں جو عام طور پر سوکنوں میں ہو جایا کرتی ہیں، اللہ آپ کو

اور مجھے معاف فرمائے' میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وہ ساری چیزیں معاف فرما دی ہیں اور ان سے درگذر فرما دیا ہے' اس پر انہوں نے کہا: آپ نے مجھے خوش کر دیا ہے تو اللہ آپ کو خوش رکھے۔ پھر یہی پیغام حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی بھیجا۔

آپ کا وصال حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ۴۴ھ کو ہوا تھا۔

فرع:

حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے برتاؤ

آپ کا وصال مبارک ۵۶ھ کو ہوا اور عمر مبارک پینسٹھ سال تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ جب غزوۂ بنو المصطلق کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ ان کی عورتیں آئیں تو حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصے میں آئیں' انہوں نے ان کی آزادی کے لئے نو اوقیہ سونا مقرر کیا۔ آپ نہایت خوبصورت تھیں اور جو بھی آپ کو دیکھ لیتا' اس کا دل قابو میں نہ رہتا۔

ایک دن جب رسول اللہ ﷺ جب میرے پاس تشریف فرما تھے تو حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مقررہ شدہ اوقیہ کی بات کرنے آ گئیں تو بخدا انہیں دیکھتے ہی مجھے آپ کے پاس ان کا آنا اچھا نہیں لگا' میرے دل میں یہ بات آ گئی کہ انہیں وہی مقام مل کر رہے گا جو مجھے مل چکا ہے چنانچہ انہوں نے آپ سے بات کی تو فرمایا: کیا میں تمہارے ساتھ اس سے بھی بہتر سلوک نہ کر دوں؟ انہوں نے عرض کی: وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ رقم میں ادا کر کے تم سے شادی کر لیتا ہوں۔ اس پر انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں بہت خوش ہونگی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے یوں کر دیا۔

پھر یہ بات عام لوگوں تک پہنچ گئی تو آپ کے سسرالیوں نے آپس میں کہا کہ بنو المصطلق کی جتنی بھی عورتیں تمہارے پاس ہیں' سب کو رہا کر دو چنانچہ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وجہ سے سو عورتیں آزاد کر دی گئیں' میرے خیال میں ایسی کوئی عورت نہیں جو اپنی قوم کیلئے ان سے بڑھ کر مبارک ہو۔

فرع:

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے برتاؤ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب بڑھاپے کی عمر کو پہنچیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ فرمایا جس پر انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اللہ کے نام سے آپ کی خدمت

میں عرض کرتی ہوں کہ اتنی دیر تک آپ کا مجھ سے تعلق رہا ہے لہٰذا میں چاہتی ہوں کہ میرا شمار آپ کی بیویوں میں رہے اور پھر میں اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیدیتی ہوں' مجھے عورتوں والی کوئی خواہش نہ ہو گی۔ اس پر آپ نے انہیں روک لیا اور آپ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہی کے ساتھ فوت ہوئیں۔

فرع:

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے برتاؤ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہجرت کے پانچویں سال نکاح فرمایا اور آپ سب سے پہلے ہجرت کرنے والوں میں شامل تھیں چنانچہ آپ کے غلام ''مذکور'' کہتے ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ سے فرمایا کہ کئی قریشیوں نے مجھ سے نکاح کرنے کو کہا جس کی بناء پر میں نے اپنی بہن حمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کے پاس اس بارے میں مشورہ کے لئے بھیجا تو آپ نے فرمایا: وہ کہاں گیا جو اسے کتاب اللہ اور سنت رسول کی تعلیم دے سکتا ہے؟ اس نے عرض کی: وہ کون ہے؟ فرمایا: زید بن حارثہ۔ غلام کہتے ہیں کہ اس سے وہ غصہ میں آ گئیں اور عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ اپنی پھوپھی کی بیٹی کو ایک غلام سے بیاہنا چاہتے ہیں؟ اور اس کے بعد حمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے پاس آئیں اور یہ واقعہ بتایا تو اس سے بھی زیادہ ناراض ہو گیا' اسی دوران یہ آیت نازل ہوئی:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ○ (سورۂ احزاب: ۳۶)

''اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔''

تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں اور اللہ و رسول ﷺ کی بات ماننے کو تیار ہوں' یا رسول اللہ! آپ جو چاہیں' کریں چنانچہ آپ نے حضرت زید سے میرا نکاح کر دیا۔ میں نے ان پر دباؤ ڈالا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں میری شکایت کر دی جس کی وجہ سے آپ نے مجھ پر ناراضگی فرمائی' میں پھر واپس آئی اور ان پر زبان درازی کرنے لگی' انہوں نے پھر میری شکایت کر دی تو آپ نے انہیں فرمایا: اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دو اور اللہ سے ڈرو! انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں انہیں طلاق دے رہا ہو۔ فرماتی ہیں کہ انہوں نے مجھے طلاق دیدی اور جب میری عدت پوری ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شادی کر لی۔

○ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب کی عدت گذرنے کے

بعد ان سے نکاح کرنے کا سوچا تو حضرت زید بن حارثہ سے فرمایا کہ ان سے میری بابت بات کرو۔ زید کہتے ہیں کہ میں ان کے پاس گیا تو وہ آٹے میں خمیر ڈال رہی تھیں' جب میں نے ان کی طرف دیکھا تو ان کی عظمت کی وجہ سے میری نظریں جھک گئیں اور مجھ میں انہیں دیکھنے کی ہمت نہ رہی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ذکر فرمایا تھا' میں نے ان سے منہ پھیر کر مڑ کر کہا: اے برہ! رسول اللہ ﷺ تمہیں یاد فرماتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں اس وقت تک بات نہیں کروں گی جب تک اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں استخارہ نہ کرلوں' وہ اپنی بنائی سجدہ گاہ کی طرف اٹھیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری:

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا○ (سورۃ احزاب: ۳۷)

''پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دیدی۔''

چنانچہ اسی دوران رسول اللہ ﷺ بن پوچھے ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس بیٹھ کر تسلی دینے کو پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا: برہ' اس پر آپ نے ان کا نام زینب رکھ دیا اور پھر ان کے ولیمے کی خاطر روٹی اور گوشت کا ولیمہ کیا چنانچہ لوگوں نے گروہ در گروہ آ کر کھایا' پھر آپ کو چھوڑ کر گھر میں بیٹھے اور چہ میگوئیاں کرنے لگے' حضور ﷺ انہیں اُٹھانے کے لئے کئی بار اپنی جگہ سے اُٹھے لیکن وہ نہ اٹھے' آخر کار آپ انہیں چھوڑ کر وہاں سے اٹھ گئے' اسی دوران پردے کی آیت نازل ہوگئی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں پہلے کی طرح آپکے پاس حاضر ہوا تو آپ نے اپنے اور میرے درمیان پردہ ڈال دیا اور پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کی طرف تشریف لے گئے اور کہا **السّلام علیکم اھل البیت ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ**' حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں عرض کی: **وعلیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ** آپ نے اپنے اہل کو کیسا پایا؟ اللہ آپ کو ان میں برکت دے۔

پھر آپ اپنی بیویوں کے حجروں میں سے ایک ایک حجرے کی طرف تشریف لے گئے اور انہیں سلام کہا تو انہوں نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح جواب دیا اور جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف مڑے تو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ حیس نامی کھانا بنا کر پیالے میں ڈالا اور کہا اے انس! یہ کھانا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤ اور انہیں عرض کرو کہ یہ میری والدہ نے بھیجا ہے اور وہ سلام عرض کرتی ہیں اور کہتی ہیں یا رسول اللہ! ہماری طرف سے یہ مختصر سا کھانا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو کچھ ان کی والدہ نے ان سے کہا تھا' آپ نے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: اسے رکھ دو اور جا کر لوگوں کو بلا لاؤ چنانچہ لگ بھگ تین سو آدمیوں نے وہ کھانا کھایا اور واپس چلے گئے لیکن جتنا وہ کھا کر گئے' اس سے زیادہ بچا ہوا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ' حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر رحم فرمائے' وہ

اس دنیا میں ایسا مرتبہ حاصل کر گئیں جو دنیا بھر میں کسی کو نہ مل سکا اور وہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شادی کی تھی اور پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ مجھے سب سے پہلے وہ آملیں گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم گھر میں اکٹھا ہوتیں تو اپنے ہاتھ ناپ کر دیکھا کرتیں کہ کس کا ہاتھ لمبا ہے' ہمارا یہ سلسلہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال تک جاری رہا' وہ تو چھوٹے قد کی تھیں لہٰذا ان کے ہاتھ ہم سے لمبے نہ تھے' اب مجھے پتہ چلا کہ لمبے ہاتھوں کا مطلب ان کی طرف سے زیادہ خیرات کرنا تھا۔

حضرت زینت رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک کاریگر خاتون تھیں' رنگائی سلائی کا کام کرتیں اور جو کماتیں' راہِ خدا میں خرچ کر دیتیں۔

- حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں مالِ غنیمت آیا تو آپ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چھوڑ کر سب بیویوں میں اسے تقسیم کر دیا۔ اس پر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں کسی کو بھیجا اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے سب بیویوں کو تو مال دیدیا ہے کیوں کہ ان میں ایسی کوئی بھی نہیں جو آپ کی قریبی رشتہ دار نہ ہو' آپ کے اردگرد ان کے بھائی' باپ یا قریبی لوگ ہیں جو ان کا ذکر آپ سے کرتے رہتے ہیں' یا رسول اللہ! مجھے بھی اس ذات کی خاطر یاد رکھئے جس نے میری آپ سے شادی کی ہے۔ ان کی یہ بات حضور ﷺ کو مناسب نہیں لگی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے غصہ کی خاطر تیار ہوئے تو انہوں نے آپ سے کہا: عمر! تم جانے دو' بخدا اگر تمہاری بیٹی سے ایسا ہوتا تو اسے بھی یہ طریقہ پسند نہ آتا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! جانے دو کیونکہ یہ بارگاہِ الٰہی میں بڑا گڑگڑانے والی ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ خود ان کے حصے کا مال ان کی طرف لے گئے اور رونے لگے' آپ انہیں راضی کرنے گئے تھے۔
- حضرت برہ بن نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سالانہ دیئے جانے والی رقم میں سے اسی درہم بھیجے تو انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر دُعا کی کہ الٰہی! عمر کا یہ وظیفہ آئندہ سال مجھے نہ ملے چنانچہ اسی سال ۲۰ھ کو ترپن سال کی عمر میں ان کا وصال ہو گیا۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویوں میں سے صرف آپ ہی وہ خاتون تھیں جو آپ کے ہاں مرتبہ اور محبت کے لحاظ سے میرا مقابلہ کیا کرتیں' آپ سے بڑھ کر دینی معاملے میں میں نے کوئی اور عورت نہیں دیکھی' نہ ان سے تقویٰ میں بڑھ کر کوئی اور تھی' نہ سچائی' صلہ رحمی کے لحاظ سے' نہ صدقہ کے لحاظ سے اور نہ ہی مسکینوں کی خدمت کے لئے خرچ کرنے والی تھی یہ سب کام ایسے تھے جن سے اللہ کا قرب ملتا ہے' صرف ایک صورت ایسی تھی جس میں گرمی سردی ہوئی اور پھر وہ اس سے باز آ گئیں۔

فروع:

حضرت صفیہ بنت حُیَیّ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے برتاؤ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر کنانہ بن ربیع کے ہاں رات کو ایک خواب دیکھی کہ چاند ان کی گود میں آ پڑا ہے' انہوں نے یہ خواب اپنے شوہر سے بیان کی تو اس نے کہا: یہ خواب تمہیں اس لئے آئی ہے کہ تم حجاز کے بادشاہ یعنی محمد ﷺ کی خواہش رکھتی ہو' پھر ان کے چہرے پر تھپڑ مارا جس سے ان کی آنکھ کو نقصان پہنچا اور جب وہ انہیں لے کر حضور ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ نے آنکھ پر وہ اثر دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے وہ خواب بیان کر دی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کا بہت ادب کیا کرتی تھیں اور جب خیبر میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہیں لے کر حضور ﷺ کے پاس آئے' ان کا باپ اور بھائی قتل ہو چکے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ان کا ہاتھ پکڑ کر ٹھکانے پر لے جاؤ۔ وہ انہیں لے کر مقتولوں کے درمیان پہنچے۔ آپ نے یہ بات پسند نہیں فرمائی جس سے چہرۂ انور کے طور بدل گئے۔ پھر آپ کھڑے ہو کر ان کے پاس پہنچے اور ان کے نیچے سے وہ چیز چھین لی جس پر وہ بیٹھی تھیں' اس نے نکال کر آپ کو دیدی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اختیار دیدیا کہ یا تو تمہیں آزاد کر دیتا ہوں کہ تم اپنے اہل وعیال کے پاس چلی جاؤ یا پھر اسلام لے آؤ تو میں تجھ سے شادی کر لیتا ہوں۔ اس پر وہ کہنے لگیں کہ جو اللہ و رسول ﷺ کو منظور ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے اپنا گھٹنا ان کی ران پر رکھنا چاہا تو وہ ایک طرف ہو گئیں کہ کہیں آپ اپنا قدم ان کی ران پر نہ رکھ دیں' پھر خود حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا گھٹنا ان کی ران پر رکھا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سوار ہو گئے تو لوگوں نے چہ میگوئیاں کیں چنانچہ کچھ نے کہا کہ اگر آپ نے ان کو پردہ کرایا تو یہ ام المؤمنین بن چکی ہیں چنانچہ آپ نے ان پر چادر ڈال دی اور چل پڑے۔ مسلمانوں نے کہا کہ آپ نے انہیں پردہ دے دیا ہے اور جب آپ خیبر سے چھ میل کے فاصلے پر تھے تو راستہ کی ایک طرف ہو گئے کہ ان کے ساتھ رات گذاریں لیکن انہوں نے انکار کر دیا جس سے آپ ذرا ناراض ہوئے اور پھر صہباء پہنچے تو ایک درخت کی طرف مڑے جہاں انہوں نے آپ کی بات مانی جس پر آپ نے فرمایا: پہلی جگہ پر تم نے انکار کیوں کر دیا تھا تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہودیوں کے قریب آنے کے خوف سے چنانچہ صہباء میں آپ نے اُن سے ہم بستری فرمائی اور اس پوری رات میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہودیوں کے خوف سے آپ کے اردگرد پھر کر حفاظت کرنے میں مصروف رہے۔

فرع:

حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے برتاؤ

یہ حکیم بن جابر دوسی کی لڑکی تھیں، یہی وہ خاتون تھیں کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا آپ پیش کیا لیکن آپ متوجہ نہ ہوئے، یہ شادی نہ ہو سکی اور اسی دوران وہ فوت ہو گئیں۔

کچھ حضرات کہتے ہیں کہ آپ نے ان سے شادی کر لی تھی اور ہم بستری فرمائی تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا چھپ چھپا کر مکہ میں مسلمان ہوئی تھیں، وہ قریش کی عورتوں کے پاس جا کر چپکے سے انہیں اسلام کی دعوت دیتی تھیں، آخر یہ بات کھل گئی تو قریش نے انہیں پکڑ کر باندھ دیا اور کھانا پینا بند کر دیا تاہم کھانے پینے کا سامان ان کے سینے پر اُتر آتا جسے وہ کھا لیتیں لیکن یہ پتہ نہ چل سکتا کہ کون دے جاتا ہے اور جب انہوں نے ان سے یہ معاملہ ہوتے دیکھا تو سب مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے کہ تمہارا دین ہم سے بہتر ہے اور پھر انہیں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گئے۔

یہ تھا وہ مختصر سا ذکر جس میں حضور ﷺ کا اپنی بیویوں سے برتاؤ اور ان کا آپ سے برتاؤ بیان کر دیا گیا ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

کِتَابُ الْخُلْعِ

بیوی سے مال لے کر طلاق دے دینا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق حضور ﷺ نے فرمایا: خلع کرنے والی عورتیں منافق ہوتی ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خلع کے لئے صاحبِ عہدہ کے علاوہ کسی اور کے پاس بھی چلے جاتے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: عورت سے خلع کرنا ہو تو اس کی چوٹی کے بالوں سے کم پر کیا جاسکتا ہے۔

● رسول اللہ ﷺ کے ہاں جب کوئی عورت اپنے شوہر سے خلع کرنے آتی تو آپ فرماتے: کیا تم وہ مال واپس شوہر کو دیدوگی جو اس نے تمہیں دے رکھا ہے؟ اگر وہ ہاں کہتی تو اس کے شوہر سے فرماتے کہ اس سے وہی کچھ لے لو جو اسے دیا تھا اور ایک طلاق دیدو۔

ایک روایت میں ہے' فرمایا: اس سے وہ کچھ لے لو جو اس کا تمہارے ذمے ہے اور اسے آزاد کردو۔

● آپ نے حکم فرما رکھا تھا کہ خلع کے بعد عورت ایک حیض تک وہیں ٹھہرے اور اس کے بعد اپنے گھر والوں کے پاس جائے۔

● حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ثابت بن قیس بن شماس کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر ہوئی اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں ثابت پر نہ تو دین کے بارے میں طعنہ دیتی ہوں اور نہ ہی اخلاق کے بارے میں اسلام میں ہوتے ہوئے کفر ناپسند کرتی ہوں' میں ناراضگی برداشت نہیں کرسکتی۔ آپ نے فرمایا: کیا اسے اس کا باغ واپس کروگی؟ اس نے کہا: ہاں کچھ زیادہ ہی دوں گی' آپ نے فرمایا: زیادہ دینا مناسب نہیں البتہ باغ واپس کردو' چنانچہ آپ نے اس کے شوہر سے کہا کہ اس سے صرف باغ ہی لے لو' زیادہ نہ لو اور آپ نے جب خلع کرادیا تو اس سے کہا کہ ایک حیض تک عدت گذارے۔

● حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاں ایک شخص اور عورت خلع کے لئے آئے تو آپ نے خلع کرادیا اور فرمایا: تمہارے مال کی وجہ سے اس نے طلاق دیدی ہے۔

● حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس خلع کے لئے ایک عورت حاضر ہوئی جس نے اپنا پورا مہر دے کر آدمی

سے خلع کیا تھا لیکن پھر دونوں میاں بیوی شرمسار ہوئے لیکن آپ نے خلع لاگو کر دیا اور فرمایا: اس سے ایک طلاق ہوگئی (حنفیوں کے نزدیک بائن طلاق ہوتی ہے) ہاں اگر شوہر نے کچھ مقرر کیا ہے تو اسی مقرر شدہ کے مطابق اس سے رجوع کرے۔

ایک اور مرتبہ آپ کے پاس ایک شخص آیا جس نے اپنی بھتیجی کا نکاح کسی سے کیا تھا اور پھر خلع کرا دیا تو آپ نے یہ خلع لاگو کر دیا اور عورت سے فرمایا کہ ایک حیض تک عدت میں رہے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ خلع' دونوں کو الگ الگ کرنے کو کہتے ہیں اور یہ طلاق کی گنتی نہیں گھٹاتا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ہر وہ شے جسے مال لاگو کرے' طلاق نہیں ہوتی۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک مرتبہ ایک ایسی عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس کو اس کے شوہر نے دو طلاقیں دی تھیں اور پھر اس سے خلع کر لیا تو کیا وہ دوبارہ اس سے شادی کر سکتی ہے' فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آیت کے شروع اور اخیر میں طلاق کا ذکر کیا ہے اور یہ خلع اس کے درمیان ہوتا ہے چنانچہ خلع ایسی طلاق نہیں کہ اس کے بعد نکاح کرے۔

پھر یہ بھی فرمایا کہ خلع کرنے والی کو طلاق نہیں ہوتی کیونکہ اس نے اسے طلاق دی ہے جس کا مالک ہی نہیں۔

واللہ اعلم۔

فصل:

عورت سے ہم بستری کے بعد حمل ظاہر ہونے تک حیض اور پاکیزگی کے دنوں میں اسے طلاق دینا جائز نہیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے حیض کے دوران اپنی بیوی کو طلاق دیدی، رسول اکرم ﷺ کو کسی نے بتا دیا تو انہوں نے فرمایا: اس سے رجوع کر لو اور پھر جب چاہو اسے طلاق دیدینا خواہ وہ پاکیزگی کی حالت میں ہو یا حمل والی۔

ایک روایت میں ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ بات حضور ﷺ سے کر دی تو انہوں نے اسے کوئی حیثیت نہ دی۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اس سے رجوع کر لو اور پھر اس وقت تک اپنے پاس رکھو جب تک پاک نہ ہو لے، پھر غسل کر لے، پھر اسے حیض آئے اور پھر پاک ہو جائے، اگر طلاق کا ارادہ بن ہی جائے تو اسے ہاتھ لگانے سے پہلے ہی طلاق دو تو یہی وہ عدت ہو گی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس میں عورتوں کو طلاق دیا کرو۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ۝ (سورۂ طلاق:۱)

"اے نبی ﷺ! جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو۔"

- حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو طلاق حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دی تھی، اس کا طلاق کے دن سے حساب رکھا گیا تھا، اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا کہ بیوی سے رجوع کر لو اور اس کی وجہ بالکل ظاہر ہے اور شاید یہ دو واقعے ہیں۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب طلاق کے بارے میں پوچھا جاتا تو سوال کرنے والے سے فرماتے: اگر تم نے ایک یا دو مرتبہ طلاق دی ہے تو رجوع کر سکتے ہو اور اگر تین دے دی ہیں تو اسے تو نے اپنے آپ پر حرام کر لیا، اور وہ اس وقت تک حرام رہے گی جب تک وہ کسی اور سے نکاح نہ کر لے اور اپنی بیوی کو طلاق دیدینا اللہ سے تمہاری بے فرمانی شمار ہوتا ہے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسی عورت کے بارے میں فیصلہ سنایا جسے اس کے شوہر نے تین سے کم طلاقیں دیں، پھر اسے چھوڑ دیا چنانچہ اس نے کسی اور سے نکاح کیا تو وہ فوت ہو گیا

ہو گیا ہو یا اس نے طلاق دیدی ہو اور پھر وہ پہلے ہی شوہر سے نکاح کر لے' فیصلہ یہ تھا کہ وہ ایک طلاق کا اختیار رکھ کر واپس آ رہی ہے (جو پہلے رہ گئی تھی)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ نیا نکاح اور نئی ہی طلاق ہوگی جبکہ پہلے قول کو حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نے لیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ سنت ایسی ہے کہ جس میں اختلاف کی گنجائش نہیں۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ طلاق چار طرح کی ہوتی ہے' دو طرح کی تو حلال شمار ہوتی ہے اور دو طرح کی حرام' رہی حلال طلاقیں تو ایک ان میں سے یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو ہم بستری کئے بغیر پاکیزگی کے دوران ایک ہی طلاق دیدے پھر جب اسے ماہواری آئے اور وہ پاک ہو لے تو دوسری طلاق دے اور پھر اس کے بعد ایک ماہواری کی عدت گذارے اور دوسری طلاق یہ ہے کہ حمل ظاہر ہو جانے پر حمل ہی کے دوران طلاق دے۔ رہی دو حرام طلاقیں تو ایک ان میں سے یہ ہے کہ بیوی کو ماہواری شروع ہو جانے پر دے اور دوسری یہ ہے کہ عین ہم بستری کے موقع پر طلاق دے' اسے معلوم ہی نہ ہو کہ حمل ہو گیا ہے یا نہیں۔ واللہ اعلم۔

فصل:

مغلّظہ کہلانے والی طلاق اور تینوں اکٹھی دینے یا الگ الگ دینے کی وضاحت

رسولِ اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس بات کو اچھا جانتے تھے کہ ایک طلاق سے زیادہ طلاقیں اس وقت تک نہ دیں جب تک پہلی کی عدت نہیں گذر جاتی' ان کا خیال تھا کہ تین طلاقیں اکٹھے دینے کی بجائے ہر طہر میں ایک طلاق دیتے جانا زیادہ بہتر ہے چنانچہ حضرت رکانہ بن عبد یزید کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور نبی کریم ﷺ کو بتا دیا تو آپ نے فرمایا: تم نے ایک ہی کا ارادہ کیا ہوگا۔ میں نے عرض کی بخدا میں نے ایک ہی کی نیت کی تھی' رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر میں نے رجوع کر لیا اور دوسری طلاق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں دی اور تیسری حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں دی۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: رسولِ اطہر ﷺ نے ایسے شخص کے بارے میں بتایا جس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیں تو حضور ﷺ ناراضگی سے اُٹھے اور فرمایا: کیا کتاب اللہ سے میرے ہوتے ہوئے ہی کھیلا جا رہا ہے؟ اسی دوران ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! کیا میں اسے قتل نہ کر دوں؟
- ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا اور بتایا کہ میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں

دی ہیں۔ اس پر آپ نے پوچھا: تو پھر تمہیں کیا کہا گیا؟ اس نے کہا: مجھے یہ کہا گیا ہے کہ وہ تجھ سے الگ (بائن) ہوگئی ہے۔ آپ نے فرمایا: ان لوگوں نے سچ کہا ہے کیونکہ جو اللہ کے حکم کے مطابق طلاق دیتا ہے تو اس کا طریقہ اللہ نے بتا ہی دیا ہے اور جو اپنے آپ کو بھول میں ڈالتا ہے ہم بھول کا ذمہ دار اسی کو بناتے ہیں لہٰذا کسی شبہ میں نہ پڑا کرو' ہم سمجھائے دیتے ہیں کہ طلاق ویسے ہی ہوتی ہے جیسے وہ لوگ کہتے ہیں۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کے دور میں ایک صحابی شخص نے اپنی بیوی پر لعنت کی اور عرض کی: یا رسول اللہ! مجھ سے ظلم ہوا ہے کہ میں اسے روکے ہوئے ہوں' یہ تو طلاق' طلاق اور طلاق ہے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب اپنی بیوی کو طلاق دی اور ارادہ کیا کہ اس کے پیچھے دو قروء (حیض) میں دوسری دو طلاقیں دیں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں یوں طلاق دینے کا حکم نہیں فرمایا' تم نے سنت طریقہ نہیں اپنایا' سنت یہ ہے کہ آگے آنے والے طہر میں ہر طہر کے موقع پر ایک طلاق دو۔ آپ نے بتایا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ بتائیے کہ اگر میں تین طلاقیں دے دیتا تو کیا میرے لئے یہ حلال تھا کہ بیوی سے رجوع کروں؟ آپ نے فرمایا: وہ طلاق بائن ہوگی اور گناہ شمار ہوگی۔

- حضرت حسن اور حماد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کہے "تجھے طلاق ہے" اور ہاتھ سے اشارہ کرے کہ یہ تین ہونگی تو دو کا فیصلہ رسول اکرم ﷺ کے پاس لے جایا جائے۔

- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا: "تمہارا معاملہ تمہارے ہاتھ ہے" تو وہ جو چاہے فیصلہ کرسکتی ہے۔

- حضرت علی اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے ہیں کہ اگر کسی نے تین مرتبہ یوں کہا: اَنْتِ خَلِیَّۃٌ یا اَنْتِ بَرِیَّۃٌ' اَنْتِ بَتَّۃٌ' اَنْتِ بَائِنٌ یا اَنْتِ حَرَامٌ تو عورت اس شخص کیلئے حلال نہیں رہ جائے گی' اسے دوسرے شخص سے نکاح کرنا ہوگا چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جس نے عورت کو اپنے اوپر حرام کرلیا' وہ اچھا انسان نہ ہوا اور پھر یہ آیت پڑھی:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۝ (سورۂ احزاب: ۲۱)

"بے شک تمہیں رسول اللہ ﷺ کی پیروی بہتر ہے۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ جس شخص نے بیوی کو اپنے اوپر حرام کرلیا تو یہ گویا قسم ہے' اس کا کفارہ دے۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قسم کھایا کرے تو گنجائش رکھ لیا کرے اور یوں کہا کرے: اِنْ شَاءَ اللّٰهُ' یہ کہہ کر چاہے تو چلا جائے اور چاہے ترک کردے (کفارہ دینا نہ پڑے گا کیونکہ) قسم کھانے والا شمار نہ ہوگا۔

ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں نے بیوی کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے' آپ نے فرمایا: جھوٹ بول رہے ہو' وہ تم پر

حرام نہیں ہوئی' پھر یہ آیت پڑھی:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۝

(اے غیب کی خبریں دینے والے! اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی)۔

تم پر لازم ہے کہ غلام آزاد کرنے کی صورت میں بھاری کفارہ دو۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے عورت کا معاملہ اسی کے سپرد کر دیا تو اس نے اپنے آپ کو طلاق دے لی چنانچہ کہا: میرا خیال ہے ویسے ہی طلاق شمار ہو گی جیسے اس عورت نے کہا۔ اس پر آدمی بولا کہ اے ابا عبدالرحمٰن! ایسا نہ کیجئے لیکن انہوں نے کہا کہ میں یونہی کروں گا کیونکہ یہ تم نے ہی تو کیا ہے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے طلاق کا اختیار اپنی بیوی کو سونپ دیا چنانچہ اس کی بیوی نے تین طلاقیں دے لیں تو آپ نے اسے ایک طلاق شمار کیا۔ ابن مسعود بھی یہی کہتے ہیں۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کے قبضے میں طلاق ہو لیکن اس نے اپنے علاوہ بیوی یا بیگانے آدمی کے سپرد کر دی تو اب جتنی اس کی زبان سے نکلیں گی' اتنی ہی شمار ہوں گی' اسی مسئلہ کے متعلق حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان گذر چکا ہے کہ جو وہ فیصلہ کریگی' وہی معتبر ہو گا۔
- ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور بتایا کہ میں نے بیوی سے کہا ہے: ''تمہارا یہ حمل تمہارے کسی دور والے کا ہے۔'' آپ نے پوچھا: مطلب کیا لیا ہے؟ اس نے کہا: مقصد طلاق تھا' آپ نے اس کی قسم لی اور دونوں کو الگ کر دیا۔
- حضرت عمر' حضرت ابو ہریرہ' حضرت ابن عباس اور حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ہم بستری سے پہلے اپنی بیوی کو طلاق دیدی تو اس وقت تک اس کے لئے حلال نہ ہو گی جب تک وہ کسی اور سے نکاح نہ کرے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک طلاق اسے الگ کرتی ہے اور تین طلاقیں اس وقت تک حرام کر دیتیں ہیں جب تک وہ کسی دوسرے سے نکاح نہ کرے' ایک اور تین کی صورت میں اس پر عدت نہیں ہو گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۝ (سورۃ احزاب: ۴۹)

''اے ایمان والو! جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر انہیں بے ہاتھ لگائے چھوڑ دو تو تمہارے لئے کچھ عدت نہیں جسے گنو۔''

البتہ اس کے لئے کچھ فائدہ سوچا جائے گا اور وہ آدھا مہر ہو گا اور اگر کچھ مقرر نہیں کیا گیا تو بھی اسے فائدہ دیا جائے گا اور یہ

لازمی نہیں ہوگا۔ اس پر شوہر نے کہا کہ میں نے ایک طلاق دینے کو کہا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: وہ جو دو زائد تھیں، تم اپنے قبضے سے دے چکے ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایسے شخص سے اکثر کہا کرتے تھے جو ہم بستری سے پہلے اپنی بیوی کو طلاق دیتے، آپ پوچھ لیتے اور فرماتے: تم احمق بن کر منہ سے نکال لیتے ہو اور پھر اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما: اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما: کہتے پھرتے ہو، اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ○ (سورۃ طلاق:۲)

''اور جو اللہ سے ڈرے، اللہ اس کیلئے نجات کی راہ نکال دے گا۔''

اور تو اللہ سے ڈرا ہی نہیں، میں تمہارے لئے راستہ کیا نکالوں، تم نے اپنے پروردگار کی بے فرمانی کی ہے لہٰذا تمہاری بیوی تم سے جدا ہو کر رہے گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی اس شخص کے بارے میں فرماتے ہیں جو اپنی بیوی کو سو، ہزار یا ستاروں جتنی طلاقیں دے کہ اس کی عورت اس پر حرام ہو جائیگی اور وہ سنت کے خلاف چلے گا، اسے چاہئے تھا کہ ان سب میں سے تین ہی لیتا اور باقی کو رہنے دیتا۔

یہ بھی فرماتے تھے کہ جب کوئی شخص تین بار ''تجھے طلاق ہے'' کہے تو اس صورت میں یہ ایک بن جائے گی جب پہلی کی تاکید میں ''ایک'' کا لفظ بولے اور اس عورت سے ہم بستری بھی نہ ہوئی ہو۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ ان سب روایات سے پتہ چل رہا ہے کہ ایک لفظ کے ساتھ تین طلاقیں ہو جانا صحیح ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں نیز حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں تین طلاقیں، ایک ہی شمار ہوتی تھیں پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: لوگ اس بات میں جلدی چاہنے لگے جس میں انہیں ڈھیل کرنا ہوتی تھی تو کیوں نہ ہم اسے لاگو ہی کر دیں چنانچہ آپ نے یہ حکم لاگو کر ہی دیا اور فرمایا: جس کام میں لوگ جلد بازی کرتے ہیں، ہم اسے نافذ کر رہے ہیں چنانچہ جو شخص اپنی بیوی سے کہے گا کہ ''تو مجھ پر حرام ہے'' تو وہ حرام ہو جائیگی، جو کہے گا کہ مجھ سے جدا ہے تو وہ جدا کر دی جائیگی اور جو یہ کہے گا کہ تجھے تین طلاقیں دیتا ہوں، تین ہی ہو جایا کریں گی یعنی انسان جو کچھ اپنے آپ پر لازم کر لے گا وہ لازم ہی شمار ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت یہ ہے: رسولِ اکرم ﷺ کے دور میں نیز حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی دور میں جب کوئی شخص ہم بستری سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا تو اسے ایک ہی شمار کرتے اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سلسلہ مسلسل ہوتے دیکھا تو فرمایا: تینوں

لاگو کر دو اور پھر تین طلاقوں کو جمع کرنے پر حضورﷺ کی ناراضگی کا بیان پہلے ہو چکا ہے' شاید حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک یہ حدیث پہنچ ہی نہیں سکی کہ آپ نے انہیں تین بنایا تھا' ایک نہیں۔

علماء نے اس حدیث کا مطلب نکالنے میں اختلاف کیا ہے چنانچہ چند ایک تابعی ہم بستری نہ کرنے والے کے حق میں اس کا ظاہری معنیٰ مراد لیتے ہیں اور کچھ اس طرف گئے ہیں کہ اس سے مراد پہلا لفظ طلاق ہی بار بار کہنا ہوتا ہے چنانچہ تجھے طلاق ہے' تجھے طلاق ہے' تجھے طلاق ہے کہتا ہے تو اس نیت سے یہ ایک ہی شمار ہوتی ہے اور اگر نیت تین کی ہے تو تین ہی واقع ہوں گی۔

علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ رسول اللہﷺ کے عہد میں نیز حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں سچائی پر قائم تھے' ایمان سلامت تھا اور اکثر وہ فضیلت والے اور ستھرے کام کرتے تھے' ان میں فساد ڈالنے اور دھوکے دینے کی خصلت موجود نہ تھی چنانچہ وہ طلاق کے پہلے لفظ کی تاکید یا عدمِ تاکید میں سچ بولنے سے کام لیتے تھے اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور میں کئی واقعات ظاہر ہوتے دیکھے' حالات میں تبدیلی آئی' یکمشت واضح لفظ کے ذریعے تین طلاقیں دینے کا سلسلہ عام ہو گیا تو دہرائے جانے والے لفظ میں انہوں نے تین ہی لاگو کر دیں کیونکہ عموماً ان کا ارادہ یہی ہوتا تھا جیسے ابھی آپ کے قول میں اس طرف اشارہ گذرا ہے کہ لوگوں نے اس کام میں تیزی شروع کر دی ہے جس میں انہیں ڈھیل کرنا چاہئے تھی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

شوہر کے انکار کے باوجود عورت اپنی طلاق پر گواہ پیش کرے تو اس کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہﷺ کے ہاں ایک عورت نے اپنے شوہر کے خلاف یہ دعویٰ کیا کہ اس نے اسے طلاق دی ہے اور ساتھ ایک انصاف والا گواہ بھی لائی جس پر آپ نے شوہر سے قسم لے کر گواہ کی گواہی غلط قرار دیدی اور فرمایا: شوہر اگر پیچھے ہٹ جائے تو اس کا ہٹ جانا ایک اور گواہ کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور طلاق جائز ہو گی۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں اور پھر اسے لے گیا اور طلاق کا انکار کر دیا' آپ نے اس پر گواہی لی اور فرمایا: ان دونوں کو الگ الگ کر دو' اسے نہ تو سنگسار کیا جائے گا اور نہ ہی کوئی سزا دی جائے گی۔ واللہ اعلم۔

فصل:

ٹھٹھا کرنے والے' مجبور اور نشہ کرنے والے کا لفظِ طلاق وغیرہ بولنے کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نکاح' طلاق اور رجوع کرنا تینوں ایسے لفظ ہیں جو ٹھٹھا اور سنجیدگی میں معتبر گنے جاتے ہیں۔

یہ بھی فرمایا کہ ناراضگی کی حالت میں نہ تو طلاق ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی آزاد کیا جا سکتا ہے۔

- آپ حد قائم کرنے کا ارادہ کرنے والے سے اکثر پوچھتے کہ "کیا تم دیوانے تو نہیں؟" چنانچہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے زنا سے پاک فرمایئے' آپ نے پوچھا: یہ دیوانہ تو نہیں ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں' پھر پوچھا: اس نے شراب تو نہیں پی؟ انہوں نے سونگھا تو اس سے بدبو نہیں آ رہی تھی۔ پھر فرمایا: تم نے زنا تو نہیں کیا؟ اس نے مان لیا تو آپ نے اسے سنگسار کر دیا۔
- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ وسوسہ والے کی طلاق نہیں گنی جاتی چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی سے بہکی بہکی باتیں کرنے لگے تو اس کا ولی اس کی بیوی کو طلاق دیدے۔
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ دیوانے اور نشہ والے کی طلاق نہیں گنی جاتی جبکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے لاگو کرتے تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ نشہ کرنے والے اور مجبور کی طلاق جائز نہیں ہوتی چنانچہ فرماتے تھے کہ جسے چور طلاق دینے پر مجبور کر دیں' اس کی طلاق شمار میں نہ آئے گی اور پھر یہ بھی فرمایا تھا کہ بھوک' جکڑا ہونا' مار' قیدی ہونا اور ڈانٹ سب ہی مجبوری شمار ہوتے ہیں۔
- حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ بالغ ہونے تک بچے کی طلاق جائز نہیں اور نہ جاگ جانے تک سونے والے کی طلاق جائز ہوتی ہے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نشی کی طلاق اور اس کا آزاد کر دینا دونوں جائز ہیں۔
- رسولِ اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ مدہوش' کم عقل اور مجبور کو چھوڑ کر ہر ایک کی طلاق جائز ہو جاتی ہے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسّی کے ساتھ کنوئیں کے اندر داخل ہوا کہ اسی دوران اس کی بیوی آئی اور رسی پر بیٹھ گئی' وہ اسے مجبور کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ مجھے طلاق دیدو ورنہ میں رسی کاٹ

دوں گی' اس نے اللہ اور اسلام کا واسطہ دیا لیکن اس نے ماننے سے انکار کر دیا چنانچہ تین طلاقیں دیدیں اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں جا کر اس نے اس بات کا ذکر کیا' آپ نے فرمایا: بیوی کے پاس چلے جاؤ کیونکہ یہ طلاق نہیں ہوئی۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے اپنی بیوی سے کہا: اگر تو نے ایسا ایسا کیا تو تجھے طلاق ہے اور اس نے ایسا کر دیا تو اسے ایک طلاق ہو جائے گی اور اسے بیوی رکھنے کا حق ہوگا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ اسے سال بعد طلاق ہو گی تو وہ اسے اپنی بیوی بنا کر رکھے اور اس سے فائدہ اٹھائے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جسے کسی نے اپنے گھر میں داخل کر لیا' دیکھا تو وہاں ڈنڈے رکھے تھے' بیڑیاں تھیں اور غلام اس کے حکم کی انتظار میں تھے' ایسے میں اس نے کہا کہ اپنی بیوی کو طلاق دیدو ورنہ بخدا میں تمہارے ساتھ ایسا ایسا کروں گا' اس پر انہوں نے کہا: یہ طلاق نہیں لہٰذا اپنی بیوی کے پاس چلے جاؤ' وہ تم پر حرام نہیں ہوئی۔
- رسولِ اکرم ﷺ بیوی کو اے بہن کہنا ناپسند فرماتے تھے اور وہ فرماتے ''کیا یہی تمہاری بہن ہے؟'' واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

غلام کے طلاق دینے کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لونڈی کو دو طلاقیں دی جاتی ہیں' اس کی عدت دو حیض اس کے لئے مدت ہیں چنانچہ حضرت عثمان اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے ہیں کہ غلام جب اپنی بیوی کو دو طلاقیں دیدے تو اس کے علاوہ کسی اور سے ہم بستر ہونے تک وہ اس کے لئے حرام ہو جاتی ہے خواہ وہ آزاد ہو یا لونڈی۔ آزاد عورت کی عدت تین حیض ہوتے ہیں جبکہ لونڈی کی عدت دو حیض ہوتی ہے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میرے آقا نے اپنی لونڈی مجھ سے بیاہ دی ہے اور اب وہ چاہتا ہے کہ میرے اور اس کے درمیان علیحدگی کر دے' اس پر آپ نے فرمایا: طلاق کا حق اسی کو ہوتا ہے جو عورت کی پنڈلی پکڑتا ہے۔
- حضرت نفیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں غلام تھا اور میرے پاس آزاد عورت بیوی تھی' میں نے اسے دو طلاقیں دیں' پھر حضرت عثمان اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے کہا: تمہاری طرف سے

طلاق تو غلاموں والی ہے جبکہ بیوی کی عدت آزاد عورت والی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایسے غلام کے بارے میں پوچھا گیا جس کے ماتحت لونڈی تھی جسے اس نے دو طلاقیں دیدیں اور پھر دونوں ہی آزاد ہو گئے تو کیا یہ جائز ہے کہ یہ اسے نکاح کا پیغام دے' آپ نے فرمایا: ہاں' رسول اللہ ﷺ نے یہی فیصلہ سنایا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: ایک کا حق تمہارے پاس موجود ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ یہی تھا۔

حضرت ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے یہ فیصلہ کیا' اس نے بھاری پتھر اٹھایا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت یہ ہے کہ جب تو اسے دو طلاقیں دیدے اور پھر دونوں آزاد ہو جائیں تو آدمی کو اس سے شادی کا حق ہے اور وہ ایک ہی پر اس کے ہاں رہے گی اور عدت میں آزاد ہونے یا عدت کے بعد ہونے کی پرواہ نہ ہو گی' اسی فیصلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ حضرت جابر' حضرت ابو سلمہ اور حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اتفاق کیا ہے تاہم حضرت خطابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے: اس فیصلے کی طرف ایک عالم بھی نہیں گیا اور عام فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ لونڈی جب غلام کے ماتحت ہو اور وہ اسے دو طلاقیں دیدے تو کسی دوسرے شوہر سے ہم بستر ہوئے بغیر وہ اس کے لئے حلال شمار نہ ہو گی۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جس نے اپنے غلام کو نکاح کرنے کی اجازت دیدی تو طلاق کا حق صرف غلام کے پاس ہو گا کسی اور کے پاس طلاق کچھ بھی حق نہ ہو گا' ہاں اگر آدمی اپنے غلام کی لونڈی یا لونڈی کی لونڈی لے لے تو یہ جرم نہ ہو گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ غلام کی طلاق اس کے آقا کے ہاتھ میں ہوتی ہے تو اگر وہ طلاق دیدے تو جائز ہو گی اور اگر وہ انہیں جدا کرے تو یہی ایک ہو گی جب اس کے غلام کے پاس ساری ہوں گی' البتہ اگر غلام تو اس کا ہو لیکن لونڈی کسی اور کی ہو تو پھر اگر چاہے' تو آقا طلاق دے دے۔

انہی سے ایک روایت ہے کہ آقا کے بغیر غلام کو طلاق کا حق نہیں ہوتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں: جب میں نے اپنے دو غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لونڈی سے پہلے بندے کو آزاد کرو تا کہ لونڈی کو اختیار نہ رہے۔

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مکاتب نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں اپنی عورت کو طلاق دی تو آپ نے اسے غلام کے مرتبے پر رکھا اور باب الصداق سے ذرا پہلے آ چکا ہے کہ دور جاہلیت کی طلاق اثر نہیں رکھتی۔ واللہ اعلم۔

فصل:۔

نکاح سے پہلے کوئی شخص طلاق کو کسی وقت کا پابند کر دے تو اس کا حکم

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی جس چیز کا مالک ہی نہیں، اس میں اسے طلاق کا بھی حق نہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ نکاح سے پہلے طلاق کا حق نہیں اور مالک ہوئے بغیر آزاد کرنا کیسا؟

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی بیوی سے کہے: ''رمضان آنے پر تمہیں تین طلاقیں ہوں گی۔'' اور پھر شرمسار ہو، اس کے اور رمضان کے درمیان چھ ماہ کا وقت ہو تو اسے ایک طلاق ہو گی جس سے رمضان آنے سے قبل اس کی عدت گذر جائے گی اور جب گذر جائے تو اس کا رشتہ مانگ لے بشرطیکہ وہ چاہے۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کے بیٹے عبداللہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص نکاح کرنے سے پہلے عورت کو طلاق دینے کی قسم اٹھا لے تو گنہگار ہو گا اور یہ اس کے لئے لازم ہو گی جب بھی وہ نکاح کرے۔
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے شخص کے بارے میں بتایا جس نے یہ کہہ دیا کہ جس عورت سے بھی وہ شادی کرے گا، اسے طلاق ہو گی پھر اس نے نہ تو کسی قبیلے کا نام لیا اور نہ ہی کسی خاص عورت کا نام لیا تو ایسے شخص پر کوئی گناہ لازم نہیں ہو گا۔
- حضرت علی، حضرت ابن عباس اور حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ حضرات فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نکاح کے بعد ہی طلاق کی اجازت دی ہے۔
- حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سراجیہ کے مسئلہ میں ''دور'' کے صحیح ہونے کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس میں طلاق نہیں ہو سکے گی۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس وہ تعلیقات نہیں پہنچیں جو موجودہ زمانے کے حکمرانوں نے عام لوگوں پر لاگو کر رکھی ہیں چنانچہ اگر اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ اور خلفاءِ راشدین سے کسی کو کوئی روایت مل جائے تو اسے یہاں شامل کر دے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

طلاق کا لفظ بولنے کی بجائے کوئی اور بول کر طلاق کی نیت کرنا وغیرہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کہ جب آیت تخییر اتری (عورت کو خود طلاق دے لینے کا اختیار دے دینا) تو حضور ﷺ نے ہمیں اختیار دیدیا لیکن اسے طلاق شمار نہیں فرمایا تھا اور جب جون کی بیٹی رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی گئی اور آپ اس کے قریب ہوئے تو اس نے کہا "میں تمہارے بارے میں اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔" اس پر آپ نے فرمایا: تم نے نہایت سختی دکھائی ہے تو اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ' یہ ان خواتین میں شامل تھیں جن سے آپ نے ہم بستری نہیں کی تھی تو جس نے اختیار والے دو لفظوں "اِلْحَقِیْ بِاَھْلِكِ" کا خیال کیا ہے' اس نے اسی واقعہ کو دلیل بنا کر ایک طلاق کا قول کیا' تین کا نہیں کیا کیونکہ ثلاث (تین طلاقوں) کو جمع کرنا مکروہ ہے اور ظاہر ہے کہ حضور ﷺ نے ایسا نہیں کیا تھا۔

پھر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ قبول ہونے والے واقعہ میں انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں اپنی بیوی کو طلاق دوں (واضح لفظ ہے) یا اسے جدا کر دوں (یہ کفایہ ہے) آپ نے فرمایا: جدا کر دو چنانچہ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا اِلْحَقِیْ بِاَھْلِكِ (کنایہ) (یعنی گھر والوں کے پاس چلی جاؤ)۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو اس کے گھر والوں کو طلاق کی نیت سے ہبہ کرے تو (یہ ہبہ کا لفظ) اس وقت ایک طلاق بائن شمار ہوگا جب وہ اس ہبہ کو قبول کر لیں لیکن قبول سے انکار کریں تو یہ ایک طلاق ہوگی اور شوہر کو رجوع کر لینے کا حق ہوگا (یعنی وہ اسے دوبارہ گھر لا سکے گا) اور یہ اسی شخص کے سلسلے میں شمار ہوگی جس نے ان لفظوں میں اَنْتِ طَالِقٌ ھٰکَذَا (تجھے طلاق ہے) اشارے سے کہا اور انگلیوں سے بتایا جیسے حضور ﷺ نے مہینہ کے کل دن بتانے کے لئے انگلیوں سے اشارہ کیا تھا کہ تیس یا انتیس ہیں اور پھر حضرت حسن اور حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آچکا ہے کہ انہوں نے کہا اگر کوئی شخص انت طالق کہہ کر ہاتھ سے تین کا اشارہ کر دے تو اس عورت کو تین طلاقیں ہوں گی اور جو شخص ہم بستری نہ کی جانے والی عورت سے کہے کہ تجھے طلاق اور طلاق ہے یا کہا طلاق اور پھر طلاق ہے' اس مسئلہ کو حضور ﷺ کے اس قول میں شمار کیا جائے گا جس میں آپ نے فرمایا تھا: تم یہ نہ کہا کرو مَاشَاءَ اللّٰہُ وَشَاءَ فُلَانٌ (جو اللہ نے اور اس شخص نے چاہا) بلکہ یوں کہا کرو: مَاشَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ (جو اللہ چاہے پھر فلاں شخص چاہے) یونہی جس نے دل میں طلاق کی نیت کی تو اسے حضور ﷺ کے اس قول کے مطابق سمجھا جائے گا جس میں فرمایا تھا: "اللہ تعالیٰ نے امت کو وہ چیز معاف فرما دی

ہے جو دل میں آئے بشرطیکہ وہ اس پر عمل نہ کرے یا اسے زبان پر نہ لائے۔''

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس وہ آدمی لایا گیا جس نے اپنی بیوی سے کہا تھا ''تمہارا حمل کسی دور والے کا ہے۔'' آپ نے اس سے (طلاق کی نیت پر) قسم لی اور پوچھا تمہارا ارادہ کیا تھا تو اس نے کہا اس وقت میرا ارادہ جدا جدا کر دینے کا تھا تو آپ نے فرمایا تھا: وہی ہوگا جو تیرا ارادہ ہے (یعنی طلاق ہوگئی)۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص طلاق کا معاملہ اپنی بیوی کے اختیار میں دے دیتا ہے تو فیصلہ وہی مانا جائے گا جو عورت کہے گی خواہ وہ تین ہی کی نیت کر لے البتہ وہ شخص (تین کا) انکار کر سکتا ہے اور یہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے تو تمہیں ایک طلاق ہی کا اختیار دینے کا ارادہ کیا تھا چنانچہ اس پر اس سے قسم لی جائے گی اور جب تک وہ عورت اپنی عدت میں ہوگی یہ اس کا زیادہ مالک ہوگا اور حضرت ابن مسعود کا یہ فیصلہ پہلے گزر چکا ہے کہ فرمایا تھا: ''اگر تو نے تین طلاقیں بولیں تو یہ ایک شمار ہوگی۔''

- حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ محمد بن ابوعتیق' حضرت زید بن ثابت کے پاس گئے تو آنکھوں میں آنسو تھے' حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دیا تو اس نے مجھ سے علیحدگی کر لی ہے۔ اس پر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ایسا کیوں ہوا؟ تو انہوں نے کہا: تقدیر میں یہی تھا۔ اس پر زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: چاہو تو بیوی سے رجوع کر سکتے ہو کیونکہ یہ ایک طلاق ہے اور تم اس کے زیادہ حقدار ہو۔

- حضرت حماد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے ایوب سے کہا: کیا تم ایسے شخص کو جانتے ہو کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ جس نے اَمْرُكِ بِيَدِكِ (تمہارا طلاق کا معاملہ تمہارے سپرد ہے) کے بارے میں تین طلاقوں کا قول کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں' پھر کہا: اے اللہ! تو اس شخص کے علاوہ شخص کی بخشش فرما دے جس کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے کثیر کے ذریعے اور انہوں نے ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: یہ تین طلاقیں شمار ہوں گی' حضرت ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں بہت سے لوگوں سے ملا لیکن اس شخص کا پتہ نہ چلا چنانچہ میں نے ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آ کر بتایا تو انہوں نے کہا کہ وہ بھول گئے تھے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی بیوی ابوامیہ کی بیٹی ''قریبہ'' کا معاملہ اس کے سپرد کیا تو اس نے اس شوہر کے پاس جانا پسند کر لیا جو اس سے پہلے اس کا شوہر تھا چنانچہ یہ اختیار طلاق نہ بنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیوی والوں کی اجازت سے ان کا نکاح اس سے کیا تھا' پھر وہ شرمسار ہوئے تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہہ دیا کہ ''اس کا معاملہ اسی کے اختیار میں ہے۔''

- حضرت ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے طلاق کا معاملہ بیوی کے سپرد کیا تو بیوی نے اسی کے اختیار میں دیدیا اور اپنا فیصلہ نہ دیا تو اس بارے میں دونوں نے فرمایا کہ یہ طلاق نہیں بنتی۔
- حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: جب عورت مجھے پسند کر لے اور میں اسے ایک یا سو یا ہزار طلاق بھی دیدوں تو کوئی پرواہ نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی بیویوں کو اختیار دیدیا اور انہوں نے یہ اختیار لے لیا تھا تو آپ نے اسے ایک طلاق بھی شمار نہیں کیا تھا۔

خاتمہ

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے زبان ہلائے بغیر اپنی بیوی کو دل ہی میں نیت سے طلاق دیدی تو یہ طلاق نہیں ہوگی کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کو دل میں آنے والی بات سے اس وقت تک معاف کر رکھا ہے جب تک وہ اس پر عمل نہ کرے یا اسے زبان پر نہ لائے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کِتَابُ الرَّجْعَةِ وَالْاِبَاحَةِ لِلزَّوْجِ الْاَوَّلِ

پہلے شوہر کی طرف رجوع کرنا جائز ہے

اس سے پہلے باب کے شروع میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ فرمان گذر چکا ہے: آدمی جتنی چاہتا اپنی بیوی کو طلاق دیدیتا' وہ اس وقت تک اس کی بیوی ہی رہتی جب تک وہ عدت میں اس سے رجوع نہ کر لیتا' خواہ سو یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ طلاق دے کر اپنی بیوی سے یوں نہ کہہ لیتا: ''بخدا میں تجھے ایسی طلاق نہیں دے رہا کہ تم مجھ سے بالکل جدا ہو جاؤ اور میں تجھے کبھی بھی اپنے پاس نہ ٹھہراؤں گا۔'' بیوی نے طلاق دینے والے شوہر سے کہا: ایسا کیونکر ممکن ہے؟ تو اس نے کہا: میں تجھے طلاق دونگا اور جب معلوم ہوگا کہ تمہاری عدت گذرنے والی ہے تو میں رجوع کر لیا کروں گا' عورت نے حضور علیہ السلام سے بات کی تو آپ خاموش ہو گئے تھے جس پر یہ آیت اُتری: اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ جن لوگوں نے پہلے طلاق دی تھی یا نہ دی تھی' انہوں نے نئے سرے سے طلاق دینا شروع کی اور پھر حضرت عمران بن حصین کا اس شخص کے بارے میں یہ قول گذر چکا ہے کہ (جس نے اپنی بیوی کو طلاق دی' گواہ کوئی نہ تھا پھر اس سے رجوع کیا اور ہم بستری کر لی) اس نے سنت طریقے سے طلاق نہیں دی اور نہ ہی سنت طریقے سے رجوع کیا اور پھر فرمایا تھا کہ جو شخص طلاق دیا کرے یا رجوع کرنا ہو تو اس پر گواہ بنائے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کا رجوع کرنا ایسے ہی حرام جانتے تھے جیسے مغلظہ طلاق والی پر رجوع حرام ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی بیوی کو اس وقت طلاق دی تھی جب وہ سیّدہ حفصہ کے گھر میں تھی' وہ گھر مسجد کے راستے میں آتا تھا چنانچہ وہ گھروں کے پیچھے سے اور راستے پر چل کر مسجد کو جاتے کہ اس سے کہیں اندر جانے کی اجازت نہ لینا پڑے اور آخر کار آپ نے اس سے رجوع کر لیا۔

فصل:

تین طلاقوں کے بعد رجوع کرنے کا حکم منسوخ ہو گیا تھا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رفاعہ قرظی کی بیوی نبی کریم علیہ السلام کی خدمت میں آئی اور عرض کی:

یارسول اللہ! رفاعہ نے مجھے طلاق دی، میری طلاق مغلظہ ہوگئی تو میں نے اس کے بعد عبد الرحمٰن بن زبیر سے شادی کر لی لیکن وہ تو اس ڈھیلے کپڑے جیسا ہے، اس پر آپ نے فرمایا کہ تم رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہو؟ ایسا اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک تم آپس میں ہم بستر نہ ہو جاؤ۔

☯ رسول اللہ ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، وہ اور کسی سے شادی کرتی ہے اور وہ دروازہ بند کر کے پردہ گرا دیتا ہے اور پھر ہم بستری سے پہلے طلاق دیتا ہے تو کیا یہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہوسکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: اس وقت تک حلال نہیں ہوسکتی جب تک وہ کسی اور سے ہم بستر نہ ہو۔

☯ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین طلاقوں والی مغلظہ کو اس وقت وارث بناتے تھے جب طلاق دینے والا اس کی عدت کے دوران فوت ہو جاتا تاہم حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ میرے خیال میں وہ عورت وارث نہیں بن سکتی۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کی بیوی کے بارے میں فیصلہ دیا تھا، انہوں نے بیماری کی حالت میں فیصلہ دیا تھا کہ عدت کے بعد یہ اس کی وارث بن سکتی ہے اور یہی معاملہ حضرت عبد الرحمٰن بن مکمل سے بھی پیش آیا، انہوں نے بھی فالج کے دوران دو عورتوں کو طلاق دی پھر طلاق کے بعد دو سال اکٹھے رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں فوت ہوئے تو ان دونوں عورتوں کو وارث بنایا۔

☯ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس عورت کو وارث بناتے تھے جس کی عدت کے درمیان اس کا شوہر فوت ہو جاتا۔

☯ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس کی چار بیویاں تھیں اور اس نے ان میں سے ایک کو طلاق دی، پھر مر گیا اور یہ معلوم نہ ہوسکا کہ کسے طلاق دی تھی تو آپ نے فرمایا کہ جب تک طلاق والی کا پتہ نہ چلے وراثت ان میں اس وقت تک تقسیم نہیں ہوسکے گی۔ پھر فرمایا کہ یونہی جب ان میں سے ایک کو تین طلاقیں دیں اور یہ معلوم نہ ہوسکا کہ کسے دی تھی تو وہ سب جدا ہو جائیں گی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

كِتَابُ الْإِيْلَاء

بیوی سے ہمبستر نہ ہونے کی قسم کھانا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ دورِ جاہلیت میں یہ ''ایلاء'' سال' دو سال بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصے کا ہوتا تھا لیکن اس امت کے لئے اللہ نے چار مہینے کا عرصہ مقرر کر دیا۔

- حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب کوئی شخص ایسی عورت سے ''ایلاء'' کرتا ہے جو ابھی اپنے گھر میں ہوتی ہے اور اس سے ہم بستر نہیں ہوتا تو یہ ایلاء شمار نہیں ہوتا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ ہر وہ قسم جو ہم بستری سے رکاوٹ بن جائے وہ ایلاء ہی کہلائے گی۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ایلاء'' ناراضگی کی حالت میں ہوا کرتا ہے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایلاء' رضا مندی اور ناراضگی دونوں حالتوں میں ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کھلا چھوڑ رکھا ہے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایلاء کیا' حرام قرار دیا اور حرام کو حلال کیا اور پھر قسم میں کفارہ رکھا۔
- حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت ابن عمر اور حضرت ابو الدرداء وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے صحابہ نے کہا کہ جب چار ماہ گذر جائیں تو ٹھہر جائے پھر یا تو اسے اپنے پاس رکھے' یا پھر طلاق دے اور طلاق دینے تک ہم بستر نہ ہو۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ فرماتے ہیں کہ ایلاء' ایک بائن طلاق ہوتی ہے اور جب بیوی کی طرف آنے سے پہلے ہی چار ماہ گذر جائیں تو عورت اپنی مرضی والی ہو جاتی ہے اور وہ طلاق والی عورت جیسی عدت گذارے گی۔
- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب چار مہینے گذر جائیں تو ایک طلاق کو مان لے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کِتَابُ الظِّهَارِ

بیوی کو بہن یا ماں جیسی کہنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا تھا کہ کوئی آدمی اپنی بیوی سے کہے کہ "تو میری بہن ہے" آپ بتاتے ہیں کہ دورِ جاہلیت میں جب کوئی اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ کرتا تو کہتا: تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ" اور جب اسلام کا دور آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا کفارہ مقرر فرما دیا لیکن اسے طلاق شمار نہیں کیا۔

◉ حضرت سلمہ بن صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: میں وہ شخص تھا کہ مجھ جیسا کوئی اور شخص عورتوں سے ہم بستری نہیں کرتا تھا اور جب رمضان آ گیا تو میں نے اپنی بیوی سے ظِهَار کیا اور رمضان اس خوف ہی سے گذر گیا کہ رات کو کہیں کوئی ایسی شے نہ پالوں اور وہ کر گزروں' اسی دوران دن چڑھ آیا اور مجھے ہم بستری کا وقت ہی نہ ملا' ایک دن ایسا ہوا کہ رات کے وقت وہ میری خدمت کر رہی تھی کہ اس کے جسم کا ایک حصہ نظر آیا' میں اس پر جھپٹ پڑا۔ صبح ہوئی تو میں اپنی قوم کے پاس گیا اور اپنی بات بتائی اور ان سے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو اور انہیں میرا معاملہ بتاؤ' انہوں نے کہا: واللہ ہم یوں نہیں کہیں گے کیونکہ خوف رہتا ہے کہ کہیں کوئی آیت نہ اُتر آئے یا رسول اللہ ﷺ ہمیں کوئی بات نہ فرما دیں جو ہمارے لئے شرم کا باعث بن جائے لہٰذا خود تم چلے جاؤ اور جو سمجھ میں آئے' کرو چنانچہ میں خود نکل کھڑا ہوا اور حاضر ہو کر آپ کو بات بتائی' آپ نے فرمایا تم خود ہی جانو! میں نے عرض کی: میں جانوں؟ فرمایا: تم جانو' میں نے پھر عرض کی: میں جانوں؟ فرمایا: تم جانو' میں نے پھر عرض کی: جو ہو گا' میں نمٹ لوں گا' آپ اللہ کا حکم سنا دیں' میں صبر سے مان لوں گا۔ فرمایا کہ ایک غلام آزاد کر دو' اس پر میں نے اپنی گردن کے پیچھے ہاتھ مار کر کہا کہ نہیں کر سکتا' واللہ میرے پاس کچھ ہے ہی نہیں۔ فرمایا لگاتار دو ماہ کے روزے رکھ لو' میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا روزے کے علاوہ کوئی اور حکم ہو سکتا ہے؟ فرمایا: پھر صدقہ دے دو! اس پر میں نے عرض کی: واللہ ہم تو رات کو کچھ کھائے بغیر سوئے تھے۔ آپ نے فرمایا تو پھر بنو زریق کے صدقہ والے شخص کے پاس جاؤ' اسے کہنا تو وہ تجھے صدقہ دے دے گا تو اس وسق سے ساٹھ مسکینوں کو ایک ایک

مد کھجور کھلا دو اور باقی اپنے آپ اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرلو۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا کہ تمہارے ہاں تو میں نے تنگی اور بری رائے دیکھی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کے ہاں تو میں نے کھلا دل اور برکت ہی دیکھی ہے' آپ نے مجھے تمہارے صدقہ کا حکم فرمایا ہے لہٰذا مجھے لا دو۔ انہوں نے مجھے لا دیا۔

فصل:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس ظہار کرنے والے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے کفارہ دینے سے پہلے ہم بستری کر لی' آپ نے فرمایا: اس پر ایک کفارہ لازم ہے۔

ایک اور شخص آپ کے پاس آیا جس نے اپنی بیوی سے ظِھَــــار کیا تھا' عرض کی: یارسول اللہ! میں نے اپنی بیوی سے ظھار کیا ہے اور کفارہ دینے سے پہلے ہی اس سے ہم بستری کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تم پر رحم فرمائے: آخر اس کی وجہ کیا بنی؟ عرض کی کہ میں نے چاند کی روشنی میں اس کی پازیب دیکھ لی تھی۔ اس پر فرمایا: اللہ کا حکم پورا کئے بغیر اس کے پاس مت جانا۔

یہ روایت اس بارے میں دلیل ہے کہ کفارہ کا کھانا وغیرہ دئے بغیر عورت سے ہم بستری حرام ہے۔

ایک اور روایت میں فرمایا: ''جب تک تم اپنے ذمے کفارہ نہیں دے دیتے' بیوی سے دور رہو۔''

یہ روایت' ذمے لگے کفارۂ ظھار کے ثبوت میں دلیل بنتی ہے۔

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے شخص کا حکم پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو ان ھــو تــزوّجــھـا کے مطابق طلاق دی' آپ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ایک شخص نے ان ھـو تزوجھا کے تحت اپنی بیوی سے کہا کہ تو میری پیٹھ جیسی ہے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے حکم دیا کہ ظھار جیسا کفارہ ادا کئے بغیر اس کے قریب نہ جانا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اپنی بیوی اور لونڈی کو اپنے اُوپر حرام کرنے کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کرتا ہے تو یہ قسم شمار ہوگا اور پھر یہ آیت پڑھی:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ○ (سورۂ احزاب: ۲۱)

''بے شک تمہیں رسول اللہ ﷺ کی پیروی بہتر ہے۔''

ایک دن ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے اپنے اوپر اپنی بیوی حرام کر لی ہے۔آپ نے فرمایا: جھوٹ بول رہے ہو وہ تم پر حرام نہیں اور پھر یہ آیت پڑھی:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِیْ○ (سورۂ تحریم:۱)

''اے غیب بتانے والے (نبی ﷺ) تم اپنے اوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تم پر حلال کی ہے۔''

تم پر یہ مہنگا کفارہ لازم ہے کہ ایک غلام آزاد کرو۔اس واقعہ کی وضاحت باب عشرة النّساء میں گذر چکی ہے۔واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کِتَابُ اللِّعَانِ وَالْقَذْفِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو لعنت کی اور بچے کا انکار کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے دونوں میں جدائی کر دی اور بچہ والدہ کے سپرد کر دیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! یہ بتایئے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو بدکاری کرتے دیکھ لے تو کیا کرے، وہ بات کرے گا تو بہت بری اور خاموش ہو گا تو بری طرح ہو گا اور اگر وہ قتل کرے گا تو آپ اسے قتل کر دیں گے؟ اس پر آپ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے بعد پھر کبھی حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! جو کچھ میں نے آپ سے پوچھا تھا، میں خود اسی میں گرفتار ہو گیا ہوں، اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی یہ آیتیں اتاریں:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ ○ (سورۂ نور: ۶)

''اور وہ جو اپنی عورتوں کو عیب لگائیں اور ان کے پاس اپنے بیان کے سوا ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے۔''

آپ نے اسے ڈانٹا، سمجھایا اور بتایا کہ دنیا میں دکھ جھیلنا آخرت کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ اس نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دین دے کر بھیجا ہے کہ میں نے اپنی بیوی پر جھوٹ نہیں باندھا، اس کے بعد آپ نے اس کی بیوی کو بلا کر سمجھایا اور بتایا کہ دنیا کی تکلیف آخرت کے عذاب کے مقابلے میں بہت کم ہے، وہ کہنے لگی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا دین دے کر بھیجا ہے، یہ جھوٹا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے تین بار فرمایا کہ ان میں سے ایک تو جھوٹا ہو گا تو تم میں سے کوئی توبہ کرنے کو تیار ہے؟ پھر آپ مرد کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے چار مرتبہ گواہی دی کہ وہ سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اگر وہ جھوٹا نکلا تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ اس کے بعد اس عورت کو بلایا جس نے چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دی کہ یہ جھوٹا ہے اور پانچویں بات یہ کہ اگر یہ سچا ہوا تو مجھ پر لعنت ہے۔ اس کے بعد آپ نے دونوں کو الگ الگ کر دیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اس شوہر نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر میں اسے رکھوں گا تو اس پر جھوٹ باندھوں گا، چنانچہ اس نے تین طلاقیں دیدیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے ابھی تک حکم نہیں فرمایا تھا چنانچہ آپ نے فرمایا کہ ان دونوں میں جدائی ہو گئی جنہوں نے ایک دوسرے پر لعنت کی تھی اب جب یہ الگ الگ ہو جائیں گے تو کبھی بھی اکٹھے نہیں

ہو سکیں گے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت ڈالنے والے میاں بیوی سے فرمایا کہ تمہارا حساب و کتاب اللہ پر رہا' ایک تم میں سے جھوٹا ہے' تم اس کے ذمے دار نہیں۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرا مال (مہر) ملے گا؟ فرمایا نہیں کیونکہ اگر تم نے اس کے بارے میں سچی بات کی ہے تو اس سے ہم بستر بھی تو ہوا ہے اور اگر تو نے جھوٹا الزام لگایا ہے تو یہ اور بھی بڑا جرم ہے لہٰذا مال کیسے ملے؟

اس روایت میں یہ دلیل ہے کہ ہم بستر ہونے کے بعد ہر جدائی مہر کو ساقط نہیں کر سکتی۔

ایک اور روایت یہ ہے کہ جب اس کے شوہر نے تین طلاقیں دیدیں تو حضور ﷺ نے وہ لاگو کر دیں اور رسول اللہ ﷺ کے ہاں تو ہر کام سنت کہلاتا ہے۔

- حضرت ہانی بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں بیٹھا تھا کہ اسی دوران ایک آدمی آیا اور اس نے بتایا کہ اس نے ایک شخص کو اپنی بیوی کے پاس دیکھا تو دونوں ہی کو قتل کر دیا۔ چنانچہ آپ نے بظاہر تو اپنے عامل کو لکھا کہ اسے قتل کر دے لیکن در پردہ لکھا کہ وہ اس سے تاوان لے لے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب سیّدہ ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنم دیا تو رسول اللہ ﷺ کے دل میں کچھ بات آئی' اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: اے ابا ابراہیم! آپ پر سلام ہو! واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

لعنت ڈالنے پر شوہر سے تہمت کی سزا ٹل سکتی ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ھلال بن امیہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس شریک بن شحماء پر اپنی بیوی سے بدکاری کی تہمت لگائی۔ ہوا یوں تھا کہ رات کو ہلال اپنی اراضی سے واپس آیا تو اسے اپنی بیوی کے پاس دیکھا تھا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا کہ گواہ لاؤ ورنہ کمر پر کوڑے برسیں گے۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! جب ہم میں سے کوئی کسی کو اپنی بیوی کے پاس دیکھے تو گواہ کہاں سے تلاش کرے؟ لیکن حضور ﷺ یونہی فرماتے رہے کہ گواہ لاؤ یا پھر تمہاری پشت پر کوڑے پڑیں گے چنانچہ ہلال نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا دین دے کر بھیجا ہے' میں سچ بول رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ ضرور وہ حکم اُتارے گا جس سے میری پیٹھ کی سزا ٹل جائے گی چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام اللہ کا یہ فرمان لے کر حاضر ہوئے: وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ (اور وہ جو اپنی عورتوں کو عیب لگائیں) اور پڑھتے پڑھتے اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔ رسول اللہ ﷺ وہاں سے ہٹے' اس عورت کو پیغام بھیجا' اتنے میں ھلال نے حاضر ہو کر گواہی دی' نبی کریم

ﷺ فرما رہے تھے: ''اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے تو کوئی توبہ کرنے کو تیار ہے؟ اس کے بعد اس عورت نے گواہی دی اور پانچویں بات پر پہنچی تو لوگوں نے اسے بٹھا دیا اور لوگوں نے کہا کہ یہ مان جائے گی چنانچہ وہ کھسکنے لگی اور پیچھے مڑنے لگی' ہم نے خیال کیا کہ وہ رجوع کرلے گی اور پھر کہنے لگی: زندگی کے باقی دن میں اپنی قوم کو ذلیل نہیں کرونگی اور یہ کہہ کر گئی۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا: اس کا دھیان رکھو' اگر اس کے پاس آنکھوں میں سرمہ لگانے والا' بھاری چوتڑوں والا اور موٹی پنڈلیوں والا کوئی آیا تو لازمی طور پر شریک بن سحماء ہی ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کتاب اللہ میں قسم کا ذکر نہ ہوا ہوتا تو میں اس سے نمٹ لیتا۔

یہ ہلال بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام میں وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے لِعَان کیا تھا اور یہ ان تین میں سے ہیں جو (تبوک میں) جانے سے رہ گئے تھے۔

اس حدیث میں ایک معین شخص پر تہمت لگانے کے جائز ہونے پر دلیل موجود ہے' یہ بتایا گیا ہے کہ یہ بھی ایک قسم ہوتا ہے اور لعنت مان لینے پر ہوتی ہے۔

● حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ہلال بن امیہ اور اس کی بیوی کے درمیان لِعَان کرا دیا اور پھر دونوں کو الگ کر دیا تو فیصلہ فرمایا کہ لڑکے کو باپ کا نام لے کر نہ بلایا جائے' صرف ماں کے نام پر بلایا جائے اور یہ بھی فیصلہ دیا کہ اس عورت کے بچے کو تہمت نہ لگائی جائے چنانچہ جو اس عورت یا اس کے لڑکے کو تہمت لگائے گا' اسے حد لگے گی۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جوان ہو کر وہ لڑکا مصر کا امیر بنا اور اسے ماں کے نام ہی سے بلایا جاتا رہا۔

● حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آدمی کے بارے میں فیصلہ دیا کہ اسے اسّی کوڑے لگائے جائیں جس نے اپنی بیوی کے لڑکے کا اس کے پیٹ ہی میں ہوتے ہوئے انکار کر دیا پھر ابھی پیٹ ہی میں تھا کہ مان لیا اور جب اس عورت نے اسے جنم دیا تو پھر انکار کر دیا تھا کیونکہ اس شخص نے اس عورت پر بہتان لگایا تھا' پھر وہ بچہ اس شخص کو دے دیا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں یہ بیان ہے کہ بچہ پیدا ہونے سے پہلے اس کی ماں پر تہمت لگی ہو تو شریعت میں دونوں طرف سے لعنت کرنا جائز ہو جاتا ہے اگرچہ وہ دونوں میں سے ایک جیسا ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس میاں بیوی کے آپس میں لعنت ڈالنے کا

ذکر چھیڑا تو عاصم بن عدی نے کوئی بات کی اور چلا گیا۔ پھر اس کی قوم میں سے ایک آدمی آیا اور اس نے شکایت کی کہ اس نے اپنی بیوی کے پاس کسی شخص کو دیکھا ہے تو عاصم نے کہا: مجھے یہ سزا اس بات کرنے کی ملی ہے چنانچہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو اس نے اس آدمی کا ذکر کیا جسے اس نے اپنی بیوی کے پاس دیکھا تھا' وہ آدمی زرد رنگ' کم گوشت والا اور سیدھے بالوں والا تھا لیکن جس کے بارے میں اس نے دعویٰ کیا تھا' وہ کٹے بالوں والا' گندم کے رنگ والا اور بھرے گوشت والا تھا چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: الٰہی! یہ بھید کھول دے چنانچہ اس عورت نے بچہ جنا تو وہ اسی شکل کا تھا جس کے بارے اس کے شوہر نے کہا تھا کہ اسے اس کے پاس دیکھا ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے دونوں میں لعان کرایا۔

اسی دوران حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے کہا: کیا یہ وہی عورت نہیں جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میں بن گواہوں کے کسی کو سنگسار کراؤں تو وہ یہی عورت ہو گی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا: نہیں بلکہ وہ عورت تھی جو اسلام میں بدکاری پھیلاتی تھی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

لعنت کرنے والی کو تہمت لگانے اور اس کے خرچہ روک دینے کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما لعنت کرنے والی کے واقعہ میں بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورت کے بارے میں فیصلہ دیا کہ نہ اسے خرچہ ملے گا اور نہ ہی رہائش کیونکہ وہ بن طلاق اور شوہر فوت ہوئے بغیر جدا ہو گئے اور ایسے دونوں کے بچے کے بارے مین فیصلہ فرمایا کہ وہ بچہ اور ایک دوسرے کے وارث بن سکیں گے' جس نے عورت پر تہمت لگائی' اسے اسّی کوڑے لگیں گے اور جس نے اسے حرام زادہ کہا' اسے بھی اسّی کوڑوں کی سزا ہو گی۔

فصل:

عورت اگر ایسا بچہ جنے جو میاں بیوی کے رنگوں سے مختلف ہو تو آدمی کو اپنی بیوی پر تہمت نہیں لگانا چاہئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ بنو فزارہ میں سے ایک شخص رسولِ انور ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میری بیوی نے سیاہ رنگ کا بچہ جنا ہے لہٰذا میں اس کا انکار کرتا ہوں' آپ متوجہ نہ تھے پھر فرمایا: یہ بتاؤ کہ تمہارے پاس کوئی اونٹ ہے؟ اس نے عرض کی: ہاں' پوچھا اس کا رنگ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: سرخ' آپ نے پوچھا کہ اس میں کوئی اور نشان ہے؟ اس نے عرض کی: ہاں ہے' فرمایا: یہ کہاں سے آ گیا؟ اس نے عرض کی کہ جلد یہ پسینہ سے

بدل جائے گا' فرمایا یہ بھی یونہی ہو گا تاہم آپ نے اسے بیٹے کے انکار کی اجازت نہیں دی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے تھوڑی دیر کیلئے بچہ کا اقرار کرلیا اور پھر انکار کر دیا تو بچہ اس کے انکار کے باوجود اسی کو ملے گا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

بچہ جس کے ہاں پیدا ہو' اسی کا ہوتا ہے' زنا کار کا نہیں پھر اس فصل میں بتایا گیا ہے کہ چھ ماہ بچہ کا پیدا ہو تو کیا کیا جائے اور بچے کے دو دعویدار ہوں تو فیصلہ کیا ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بچہ بچھونے والے کا ہوتا ہے اور زنا کار کو پتھر مارے جائیں گے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ حضرت سعد بن ابو وقاص اور حضرت عبد بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جھگڑا لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ بچہ میرے بھائی کا ہے' عتبہ بن ابو وقاص نے مجھے قسم کھا کر کہا ہے کہ وہ اس کا بیٹا ہے' اس کی شکل و شباہت دیکھئے اور عبد بن زمعہ نے کہا: یا رسول اللہ! یہ میرا بھائی ہے کیونکہ میرے باپ کے بستر (نگرانی) میں پیدا ہوا ہے۔ آپ نے اس کی شکل دیکھی تو واضح طور پر عقبہ سے ملتی تھی چنانچہ فرمایا اے عبد بن زمعہ! یہ تمہارا ہے کیونکہ بچہ بستر والے کا ہوتا ہے اور زنا کار کو سنگسار کیا جاتا ہے' اے سودہ بنت زمعہ! اس سے پردہ کرلو کیونکہ یہ تمہارا بھائی نہیں ہے۔ اس کے بعد اس نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہیں دیکھا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اپنی لونڈیوں سے ہم بستر ہوتے ہیں اور پھر ان سے الگ ہو جاتے ہیں' کوئی لونڈی میرے پاس ایسی نہیں آتی کہ جس کا آقا یہ مان لے کہ اس نے اس سے ہم بستری کی ہے کہ میں اس عورت کا بیٹا اسے دیدوں لہٰذا اب علیحدہ کر دیا کرو یا چھوڑ دو۔
- حضرت عبداللہ بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک آدمی ہلاک ہو گیا اور اپنی بیوی کو عدت میں چھوڑ گیا' اس نے چار ماہ دس دن عدت گذاری اور جب حلال ہوئی تو اس نے شادی کر لی' اس کے پاس ساڑھے چار ماہ تک رہی اور پھر اسی دوران مکمل بچے کو جنم دیدیا' اس کا موجود شوہر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور یہ واقعہ سنایا' آپ نے دورِ جاہلیت کا زمانہ پانے والی پرانی عورتیں بلا لیں اور اس بارے میں پوچھا' ان میں سے ایک بولی کہ اس عورت کے بارے میں بتاتی ہوں' حمل ہونے پر اس کا شوہر فوت ہو گیا' اسے خون جاری رہا اور بچہ اس کے پیٹ میں سوکھ گیا اور جب نکاح کرنے والے نے ہم بستری کی' بچے کو اس کا پانی ملا تو اس عورت کے پیٹ میں حرکت کرنے لگا اور بڑا ہو گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان عورتوں کی تصدیق کی اور دونوں میاں بیوی کو الگ الگ کر دیا اور فرمایا تمہاری طرف سے مجھے اچھی خبر ہی ملی ہے چنانچہ وہ بچہ پہلے شوہر کو دیدیا۔

- ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! فلاں بچہ میرا ہے کیونکہ دورِ جاہلیت میں میں نے اس عورت سے زنا کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: اسلام میں خالی دعویٰ کر دینے کی کوئی حیثیت نہیں، بچہ بستر والے کا ہوتا ہے اور بدکار کو پتھر لگائے جاتے ہیں۔

- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دور جاہلیت کے بچوں کو اسلام آنے پر دعویٰ کرنے والوں کے سپرد کرتے تھے چنانچہ دو آدمی آئے اور دونوں ہی نے ایک ماں کے بچے کو اپنا اپنا بچہ کہا، اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیافہ لگانے والے کو بلایا، اس نے دونوں کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ دونوں ہی کا ہے، آپ نے اسے کوڑا مار کر کہا: تمہیں کیسے پتہ چل گیا، اس کے بعد عورت کو بلایا اور فرمایا: سچ سچ بتا دو، اس نے کہا کہ یونہی ہے، ایک کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگی: یہ اس وقت میرے پاس آیا جب میں گھر والوں کے اونٹوں میں تھی، یہ اس وقت تک مجھ سے الگ نہیں ہوا جب تک اسے اور مجھے یہ گمان نہیں ہو گیا کہ حمل ہو گیا ہے۔ (اس نے بتایا) پھر وہ چلا گیا تو اسے مسلسل خون آنے لگا، اس کے بعد دوسرا ہم بستر ہوا تو میں نہیں جانتی کہ یہ کس سے ہے۔ یہ سن کر قیافہ لگانے والے نے اللہ اکبر کہا، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچے سے کہا: جس کے پاس چاہتے ہو، چلے جاؤ۔ اسی کے بعد فرمایا: میرا کبھی بھی یہ خیال نہیں ہوا تھا کہ ایک بچے میں دو آدمیوں کے پانی اکٹھے ہو سکتے ہیں، پھر

باب ردالمنکوحۃ بالعیب میں گذر چکا ہے کہ بصرہ بن کثم نے پردے میں ایک عورت سے نکاح کیا اور یہ جانا کہ کنواری ہے، اس سے ہم بستر ہونے لگا تو پتہ چلا کہ اسے حمل ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں الگ الگ کر دیا اور فرمایا: مہر اسی عورت کا ہو گا کیونکہ اس شخص نے اس کی شرمگاہ کو حلال بنایا ہے (ہم بستری کی ہے) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

ایک ہی طُہر میں لونڈی سے ہم بستر ہونے والے کئی شریکوں کا حکم

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ حضور ﷺ قیافہ لگانے والے کی بات پر عمل کر لیتے تھے چنانچہ آپ میرے پاس تشریف لائے، خوشی سے چہرۂ انور کی رگیں پھولی ہوئی تھیں، فرمایا: دیکھا نہیں کہ مجزز مدلجی نے ابھی ابھی زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید کی طرف دیکھ کر کہا ہے کہ ان دونوں کے قدم آپس میں ملتے جلتے ہیں، انہوں نے روئی کے کپڑے

سے سر ڈھانپے ہوئے تھے لیکن دونوں کے پاؤں ننگے تھے جبکہ حضرت اسامہ کا رنگ سیاہ اور زید کا سفید تھا۔ ایک منافق ان کے پاس دیر تک رہا تھا۔ واللہ اعلم۔

بَابُ حَدِّ الْقَذْفِ (تہمت کی سزا)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب میری پاکیزگی بیان فرما دی تو رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور میری پاکیزگی کی آیات پڑھیں اور پھر نیچے اُترنے پر دو مردوں اور ایک عورت کو حد (کوڑے) لگائے۔

- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی کی گالی بتانے والی بھی ایک گالی دینے والی ہی شمار ہوتی ہے اور سب سے بری گالی کسی کے عیب نکالنا ہوتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: غیبت کرنے والی کا کفارہ یہ ہے کہ استغفار کرے۔
- آپ نے فرمایا: کسی کا کسی کے بارے میں کچھ کہنا نہیں مانتا چنانچہ ایک شخص نے آپ کے پاس کسی کی بات سنائی جس پر آپ نے خطبہ میں فرمایا: میرے کسی صحابی کے بارے مجھ سے اچھی بات ہی کیا کرو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری طرف آتے وقت خوش دل ہو کر آؤں۔
- آپ فرماتے تھے کہ جب کوئی شخص کسی سے کہے: لوطی (لونڈے باز) تو اسے بیس کوڑے لگاؤ اور اگر کسی کو ہیجڑا کہہ دے تو پھر بھی یہی سزا ہے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے شخص کا حکم پوچھا گیا جس نے کسی سے: اے کافر' اے خبیث' اے فاسق اور اے گدھے کہا تو فرمایا کہ اس کی سزا کا ذکر نہیں ملتا لیکن حکمران جو بھی مناسب سمجھے' سزا دے سکتا ہے۔
- حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: لوگ کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی سے کہے: اے کتے' اے خنزیر یا اے گدھے! تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بھلا یہ تو بتاؤ کہ میں نے اسے کتا' خنزیر یا گدھا بنا کر پیدا کیا ہے؟
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھبو کر بات کرنے اور برائیاں نکالنے والے کو سزا لگاتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ صریح اور واضح طور پر الزام جیسا ہے چنانچہ ایک شخص آپ کے پاس لایا گیا' اس نے چھبو کر بات کی تھی اور کہہ دیا تھا کہ میرا ارادہ یہ نہیں' اس پر اس آدمی نے کہا کہ پھر مجھے بتائے کہ اس نے کیا ارادہ کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ٹھیک ہے' تو نے بری بات کا اقرار کیا ہے تو جس کا چاہو نام لے دو لیکن اس نے کسی کا نام نہیں لیا تو آپ نے اسے سزا لگائی تاہم آپ کے علاوہ دوسرے صحابی صاف تہمت کے بغیر کوڑے نہیں لگاتے تھے۔
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس وہ آدمی لایا گیا جس نے کسی سے کہا تھا: اے ماں سے بدکاری کرنے

والے! آپ نے اسے اسّی کوڑوں کی سزا دی تھی۔

- حضرت عمرو بن عاص نے امیرِ مصر ہوتے ہوئے کسی سے "اے منافق" کہہ دیا' وہ شخص یہ معاملہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گیا تو آپ نے اسے لکھا: اے عمرو! اگر گواہی دیدی گئی تو میں تجھے نوے کوڑے لگاؤں گا' لوگوں کو عجیب لگا تو اس شخص نے حضرت عمرو کو معاف کر دیا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایسا آدمی پیش کیا گیا جس نے دوسرے سے کہا تھا: میں نے دورِ جاہلیت میں تمہاری ماں سے یوں کیا تھا' آپ نے اسے منع فرما کر کہا: اب کے بعد جو بھی ایسا کہے گا تو میں اسے کوڑے لگاؤں گا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذمی لوگوں کی عورتوں پر بہتان لگانے والے کو کوڑے لگاتے تھے۔
- آپ ہی کی خدمت میں ایسا شخص پیش کیا گیا جس سے دوسرے نے کہا تھا: تمہاری بیوی زنا کا بچہ جنتی ہے (یا کہا کہ حرام کا جنتی ہے) اس نے کہا کہ اس نے مجھے تہمت لگائی ہے' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: تم پر اس نے وہ تہمت لگائی ہے جو تمہارے لئے حلال ہے۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے غلام پر تہمت لگائے گا تو قیامت کے دن اس پر حد لگے گی ہاں اگر ویسا ہی ہوا تو بچ سکتا ہے۔
- حضرت ابو الزناد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب' حضرت عثمان بن عفان اور خلفاءِ راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بہتان میں غلام کو چالیس کوڑے لگاتے تھے تاہم ہم تک یہ بات نہیں پہنچی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے علاوہ کسی اور نے چالیس سے زیادہ کوڑے لگائے ہوں کیونکہ انہوں نے ایک غلام کو تہمت کے جرم میں اسّی کوڑے لگائے تھے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

کسی عورت سے زنا کا اقرار کرنے والا تہمت لگانے والا نہ ہوگا

حضرت نعیم بن ہزال کہتے تھے کہ ماعز بن مالک یتیم تھے اور میرے والد کی پرورش میں تھے' انہوں نے ایک قبیلے کی عورت سے بدکاری کر لی تو میرے والد نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ' شاید تمہارے لئے استغفار فرما دیں انہیں ساری بات بتا دینا چنانچہ وہ آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے زنا کر لیا ہے لہٰذا قرآنی لحاظ سے مجھے سزا

دیدو' آپ نے منہ پھیر لیا' وہ اس طرف سے آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے زنا کر لیا ہے تو قرآن سے سزا لگا لیجئے' پھر تیسری مرتبہ سامنے آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں زنا کر بیٹھا ہوں تو کتاب اللہ کا حکم لاگو کر لیجئے۔ اس پر آپ نے فرمایا: تم چار مرتبہ یہ بات کہہ چکے ہو تو بتاؤ کس سے کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: فلاں عورت سے۔ پوچھا: تم اس کے ساتھ لیٹے تھے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں چنانچہ سنگساری کا حکم فرمایا اور انہیں پتھریلی جگہ کی طرف بھیج دیا اور جب انہیں سنگسار کرنے لگے تو پتھر لگتے ہی چلا کر بھاگے' آگے سے عبداللہ بن انیس ملے' انہوں نے اونٹ کا ناخن کاٹ کر مارا تو انہیں قتل کر دیا اور پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بات کی تو آپ نے فرمایا: اسے چھوڑ دیا ہوتا' شاید وہ توبہ کر لیتا تو اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کِتَابُ الْعَدَد

گنتی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ کہتے ہیں: یہ بھی امانت میں شمار ہوتا ہے کہ عورت اپنے فرج (شرمگاہ) کی حفاظت کرے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حمل والی عورت کو عبادت گذار، روزے دار، عاجزی کرنے والے اور مجاہد کا اجر ملتا ہے اور جب اسے درد زہ ہوتا ہے تو دنیا بھر میں کوئی نہیں جانتا کہ اسے کتنا عظیم اجر ملتا ہے اور اگر وہ دودھ پلاتی ہے تو بچے کے ایک دفعہ دودھ لینے، چوسنے اور نچوڑنے سے ایک غلام آزاد کرنے اور سال بھر کے روزے رکھنے کا اجر ملتا ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ حمل والی عورت کی عدت بچے کو جنم دینے سے ختم ہو جاتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھتے:

وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ○ (سورۂ طلاق: ۴)

''حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں۔''

حضرت سبیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حمل کی حالت میں شوہر کے فوت ہونے پر رسول اللہ ﷺ کے ہاں بچہ جننے پر نکاح کی اجازت لینے آئیں تو آپ نے فرمایا: چاہو تو آج ہی نکاح کر لو حالانکہ ان کے شوہر بچہ جننے سے صرف دس راتیں پہلے فوت ہوئے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ فرماتے تھے کہ شوہر ابھی دفن نہیں ہوا بلکہ بستر پر پڑا ہے اور اسی دوران عورت نے بچے کو جنم دیدیا تو اسے نکاح کرنا حلال ہوگا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ آقا کے فوت ہونے پر امِ ولد (بچہ جنم دینے والی لونڈی) کی عدت ایک ماہواری ہوتی ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے اس لونڈی کی عدت آزاد عورت کی طرح چار ماہ دس دن ہوتی ہے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا: اگر میرے بس میں لونڈی کی عدت ڈیڑھ ماہواری کرنا ہوتا تو میں کر دیتا۔ یہ سن کر ایک آدمی نے کہا: اے امیر المؤمنین! ڈیڑھ ماہ کر دیجئے تو آپ خاموش ہو گئے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایسا شخص لایا گیا جس نے پیٹ میں دو بچے رکھنے والی عورت کو طلاق دی' اس نے ایک جنا اور دوسرا رہ گیا تو آپ نے فرمایا کہ جب تک یہ دوسرے بچے کو جنم نہیں دیتی' اس کا شوہر رجوع کرنے کا زیادہ حقدار ہے۔
- حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ فوت شدہ شوہر والی کی عدت میں چار ماہ سے دس دن زیادہ کرنے کا مقصد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہی وہ دن ہوتے ہیں جس میں بچے میں روح ڈالی جاتی ہے۔
  آپ ہی نے فرمایا کہ جب حمل والی عورت کو خون دکھائی دے تو اس سے بچے کی خوراک میں کمی ہوتی ہے اور حمل کی مدت بڑھ جاتی ہے اور اگر اسے خون دکھائی نہیں دیتا تو بچہ پورا ہو کر پیدا ہوگا' موٹا ہوگا اور پھر نو یا سات ماہ بعد پیدا ہوگا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے عدت کے دوران شادی کر لی تو آپ نے اسے مارا اور نرم طریقے سے اس کے شوہر کو مارا' پھر دونوں کو الگ الگ کر دیا اور فرمایا: جس عورت نے بھی عدت میں شادی کی اور اگر اس کے شوہر نے ہم بستری نہیں کی تو دونوں میں جدائی کر دی جائے اور پہلے شوہر کی باقی عدت گذارے پھر دوسرا شوہر رشتہ مانگے اور اگر اس نے ہم بستری کر لی تو ان میں جدائی کر دی جائے اور پہلے شوہر کی باقی عدت گذارے پھر دوسرے کی عدت گذارے اور پھر وہ کبھی اکٹھے نہ ہوں گے۔ اسے مکمل مہر ملے گا کیونکہ اس نے اس کی شرمگاہ کو حلال سمجھا۔
- حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ''حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ بچہ جن لیں'' کا حکم تین طلاقوں والی کو ہے یا اس کے لئے ہے جس کا شوہر فوت ہو چکا؟ آپ نے فرمایا کہ یہ ان دونوں کے لئے ہے۔
- حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ام کلثوم بنت عقبہ نے حالتِ حمل میں مجھ سے کہا: مجھے ایک طلاق دے کر مطمئن کر دو تو میں نے اسے ایک طلاق دیدی' پھر میں نماز کی طرف نکل گیا اور واپس ہوا تو اس نے بچے کو جنم دے لیا تھا' میں نے کہا: تو نے مجھ سے دھوکا کیا ہے' اللہ اس کی سزا دے گا اور پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا' انہوں نے فرمایا: جو لکھا تھا' ہو گیا اب اسے اس کے حال پر رہنے دو کیونکہ رجوع اس وقت تک ہو سکتا تھا جب تک اس نے عدت پوری نہ کی تھی۔
- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے شخص کے بارے میں فیصلہ دیتے جس کے فوت ہونے پر عورت تیسرے حیض میں داخل ہو جاتی اور اس نے طلاق دیدی ہوتی' کہ وہ عورت اس سے بری ہو گئی اور اس کا شوہر بھی اس سے آزاد ہو گیا' نہ یہ اس کا وارث بنے گا اور نہ ہی وہ اس کا وارث بنے گی۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے کہ جس عورت کو طلاق ہوئی' اسے ایک یا دو حیض آئے اور پھر رک گئے تو وہ نو ماہ تک انتظار کرے' اگر حمل ظاہر ہو جائے تو ٹھیک ورنہ نو ماہ کے بعد تین ماہ تک عدت گذارے' اب وہ حلال ہو جائے گی اور باب الخلع میں گذرا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ربیع بنت معوذ کو اس وقت حکم دیا جب اس نے خلع کیا تھا کہ ایک حیض تک عدت گذارے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ خلع والی کی عدت ویسی ہی ہے جیسے طلاق والی کی ہوتی ہے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ طلاق والی کی عدت اس وقت شروع ہوتی ہے جب اسے طلاق کی خبر ملے اور جس کا شوہر گم ہو گیا' اس کا بیان باب ردالمنکوحۃ بالعیب میں ہو چکا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

حیض کے ذریعے عدت اور اس کی وضاحت

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آزاد ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ آزاد عورتوں جتنی عدت گذارو' پھر باب الحیض میں بھی حضور ﷺ کا یہ قول مبارک گذر چکا ہے کہ حیض کی خرابی والی عورت اپنے حیض کے دنوں میں گھر پر رہے۔

- آپ اکثر فرماتے تھے کہ لونڈی کے لئے طلاقیں بھی صرف دو ہوتی ہیں اور دو ہی حیض اس کی عدت ہوتی ہے۔
ایک اور روایت میں قرء کے الفاظ ہیں۔
ایک اور روایت میں آزاد عورت کی عدت تین حیض ملتی ہے۔

فصل:

عدت میں بیٹھی عورت کا سوگ منانا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مطابق رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: اللہ اور قیامت پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ میت پر تین دن سے زیادہ تک سوگ منائے' صرف شوہر پر چار ماہ دس دن تک منا سکتی ہے۔

- حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! میری بیٹی کا شوہر فوت ہو گیا ہے' اسے آنکھوں میں تکلیف ہے تو وہ سرمہ لگا سکتی ہے؟ اس پر آپ نے دو تین بار فرمایا کہ نہیں' پھر فرمایا کہ چار ماہ دس تک ایسا نہیں کر سکتی' دیکھو وہ بھی تمہی میں ہوتی تھی جو گندے پالان یا فرمایا

گندے گھر میں بیٹھ جایا کرتی اور جب سال گذر جاتا تو کتا گذرنے پر مینگنی پھینکتی۔ حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ رَمَتْ بِبَعْرَةٍ (مینگنی پھینکتی) کا کیا مطلب ہے تو بتایا کہ جب کسی عورت کا شوہر فوت ہو جاتا تو اپنے کسی جھونپڑے میں چلی جاتی' گندے کپڑے پہن لیتی' خوشبو وغیرہ کوئی چیز نہ لگاتی اور یونہی سال گذر جاتا پھر گدھا یا بکری یا پرندہ لایا جاتا' اس پر آنسو بہاتی اور ایسا کم ہی ہوتا کہ جس پر وہ آنسو بہاتی' مرجاتا پھر وہاں سے نکلتی تو اسے ایک مینگنی دی جاتی جسے وہ پھینک دیتی اور پھر خوشبو وغیرہ لگانے آتی۔

اسی حدیث کو اس شخص نے دلیل بنایا ہے جس کے خیال میں طلاق والی عورت کے لئے سوگ منانا جائز نہیں۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب ابوسفیان فوت ہوئے تو ان کی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے زرد رنگ کی خوشبو منگوائی اور اسے تیل کی طرح رخسار اور باقی بدن پر لگایا اور کہا: بخدا مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں تھی' بات اتنی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا تھا' منبر پر بیٹھ کر آپ فرماتے تھے' اللہ اور آخرت پر ایمان والی کسی عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ تک سوگ منائے' صرف اپنے شوہر کی مرگ پر چار ماہ دس دن تک سوگ منا سکتی ہے اور جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی فوت ہوئے تو انہوں نے بھی ایسے ہی کیا تھا۔

فصل:

ایک عورت سوگ سے کس حد تک بچے اور کتنا جائز ہے

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمیں شوہر کے علاوہ کسی میت پر سوگ کرنے سے روکا جاتا' سرمہ لگانے سے روکا جاتا خواہ آنکھیں چندھیا ہی کیوں نہ جائیں' خوشبو لگانے' ایک خاص چادر کے علاوہ رنگا ہوا کپڑا پہننے اور خوشبو کو ہاتھ لگانے سے روکا جاتا البتہ حیض سے پاک ہونے پر غسل کر کے قسط اور اظفار کی خوشبو لگانے کی اجازت تھی۔ آپ ہی فرماتی ہیں کہ ہمیں گیرو لگے کپڑے پہننے' زیور پہننے اور خضاب لگانے سے روکا جاتا۔

- حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے' میں اپنے اوپر ایلوا ملے بیٹھی تھی۔ آپ نے پوچھا: ام سلمہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ صبر ہے' اس میں خوشبو نہیں۔ فرمایا: یہ چہرہ کو بدصورت بنا دیتا ہے لہٰذا صرف رات کے وقت لگاؤ اور دن کو اُتار دو' کنگھی سے خوشبو نہ لگاؤ' نہ ہی مہندی لگاؤ کیونکہ یہ بھی خضاب ہے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! سر پر کیا لگاؤں؟ فرمایا بیری اور زیتون ملا کر سر پر لیپ کر لو۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری خالہ کو تین طلاقیں ہوئیں تو وہ کھجور کی لکڑی کاٹنے نکلیں' ایک

آدمی ملا تو اس نے منع کر دیا' وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور یہ بات کی تو آپ نے فرمایا: جاؤ اور کھجور کی ٹہنیاں کاٹ لاؤ' اس سے صدقہ کرسکو گی اور کوئی بھلا کرو گی۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں جب حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قتل ہو گئے تو حضور ﷺ قتل کے تیسرے دن میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: آج کے بعد سوگ نہ کرنا۔

ایک روایت میں ہے کہ تین دن تک گھر میں عبادت کرنا اور پھر جو چاہے کرنا۔

علماء فرماتے ہیں: اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ افسوس کرنے کے لئے زیادہ سوگ منانا اور بیٹھنا درست نہیں۔ واللہ اعلم۔

فصل:

فوت شدہ شوہر والی عدت کہاں گذارے

حضرت فریعہ بنت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میرے شوہر علاج کی تلاش میں نکلے' لوگوں نے قدوم کی طرف انہیں دیکھا تو قتل کر دیا' میرے پاس ان کی میت آئی' میں اس وقت شاسعہ کے گھر میں تھی جو ہمارے ہی گھروں میں سے ایک تھا چنانچہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بات کی کہ میرے شوہر کی میت آئی ہے' اس نے خرچہ وغیرہ نہیں چھوڑا' نہ ہی کوئی مال چھوڑا ہے کہ میں اس کی وارث بن سکوں اور نہ ہی کوئی گھر چھوڑا ہے تو اگر میں اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤں' مجھے آسانی رہے گی۔ فرمایا: چلی جاؤ اور جب میں مسجد (یا حجرے) کی طرف نکلی تو مجھے بلا کر فرمایا: کہ عدت پوری ہونے تک وہیں ٹھہرو جہاں تمہارے شوہر کی میت آئی ہے۔

وہ فرماتی ہیں کہ میں اسی جگہ چار ماہ دس دن تک ٹھہری رہی۔

پھر عنقریب کتاب النفقات میں ان شاء اللہ آ رہا ہے کہ تین طلاقوں والی کہاں بیٹھے اور وہیں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ بیان ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دی تھی کہ بچہ گھر کے اندر لینے پر گھر والوں کے پاس جا کر عدت گذار لیں۔ تین طلاقوں والی کی عدت تین حیض تھی۔ آپ نے انہیں فرمایا تھا کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر چلی جاؤ تا کہ کپڑے اُتارتے وقت تمہیں کوئی نہ دیکھ سکے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے فوت شدہ شوہر والی کو اجازت تھی کہ فوت ہونے کے دن والد کے گھر رات گذار لے کیونکہ وہ دن اس کے لئے دردناک ہوتا ہے اور پھر گھر چلی آئے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتے ہیں کہ ایک عورت' شوہر کی وفات پر اپنے گھر والوں سے ملنے چلی گئی تو اسے دردِزہ ہونے لگی' انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اسے دردزہ ہے

تو گھر لے جاؤ۔

- حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما عورتوں کو جحفہ اور ذوالحلیفہ سے حج و عمرہ ضروریات کے لئے جانے دیتے۔
- حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ تین طلاقوں اور فوت شدہ شوہر والی جہاں چاہے عدت گذارے لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ تین طلاقوں اور فوت شدہ شوہر والی ایک رات کے لئے بھی اپنے گھر کو چھوڑ کر نہ جائے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرماتے:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ۝ (سورۃ بقرہ: ۲۴۰)

''اور تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں وہ اپنی عورتوں کیلئے وصیت کروائیں سال بھر تک نان نفقہ دینے کی' بے نکالے..................''

اور یہ آیت اس آیت سے منسوخ ہوگئی:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۝ (ایضاً: ۲۳۴)

''اور تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں' وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رکھیں۔''

فصل:

قبضے میں آنے کے بعد لونڈی کو گناہ سے بچانے کا حکم

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اوطاس کی جنگ میں قیدی قبضے میں لے کر فرمایا:

''جب تک حمل والی بچے کو جنم نہ دے لے' اس سے ہم بستری نہ کرو اور نہ بغیر حمل والی سے کرو جب تک ایک حیض نہ گذر جائے۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ جس عورت کو کسی مرد کا حمل ہو تو اس سے کوئی آدمی ہم بستر نہ ہو۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فسطاط میں ایک حاملہ عورت کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: شاید اس سے کوئی ہم بستر ہوا ہے۔ انہوں نے عرض کی! ہاں' فرمایا: ارادہ یہ ہے کہ میں اسے ایسی

لعنت کروں جسے وہ لے کر قبر میں جائے۔ پھر فرمایا: جو اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے بچے کا پانی کسی اور میں نہ ڈالے اور جسے اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان ہے وہ قیدی اور شوہر والی عورت سے حیض آجانے تک ہم بستری نہ کرے۔ مطلب یہ ہے کہ کنواری گناہ سے نہیں بچتی۔

- رسول اکرم ﷺ اکثر فرمایا کرتے کہ تین ماہ تک حیض نہ آنے والی لونڈی کو فارغ ہو لینے دیا کرو۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ جب ہم بستری کی جانے والی عورت ہبہ کر دی جائے، فروخت کردی جائے، آزاد کر دی جائے یا وہ امِ ولد ہو اور اس کا شوہر فوت ہو جائے تو اسے ایک حیض آنے تک دیکھو البتہ کنواری کو دیکھنے کی ضرورت نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تیر کے بدلے میں یمنی قیدیوں میں سے ایک کنواری عورت ملی، صبح ہوئی تو آپ نے اس کی وجہ سے غسل کیا جسے کسی صحابی نے برا محسوس کیا۔ یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحیح قرار دیا اور فرمایا کہ علی کے لئے خمس (پانچویں حصے) میں اس سے بھی زیادہ لونڈیاں آتی ہیں۔ وہ برا محسوس کرنے والا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دشمنی رکھتا تھا، آپ نے اسے فرمایا کہ علی سے دشمنی نہ رکھو۔ وہ شخص کہتا ہے کہ حضور ﷺ کے اس فرمان کے بعد مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ اور کوئی اچھا نہ لگا۔

کِتَابُ الرِّضَاع

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ رضاع سے کیا کچھ حرام ہو جاتا ہے اور رضاع کس طرح ثابت ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک دو گھونٹ دودھ پینا' ایک دو بار چوسنا اور ایک دو بار اُچک لینا کسی رشتے کے حرام ہونے کا سبب نہیں بنتا تاہم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ (بچہ پیدا ہونے کے بعد) دو سال کے عرصے کے اندر بچہ خواہ ایک ہی مرتبہ دودھ چوسے تو اس سے رشتے حرام ہو جاتے ہیں۔

- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے تھے کہ عُیُفَہ رشتوں کو حرام نہیں کرتا' ایک مرتبہ آپ سے پوچھا گیا کہ یہ عُیُفہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ایک عورت بچہ جنے اور اس کا دودھ تھوڑا ہو تو اس کی پڑوسن ایک دوبارہ دودھ پلا دے' اسے عیفہ کہتے ہیں۔
- رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک اعرابی حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میری ایک بیوی تھی' اس پر میں نے ایک اور شادی کر لی' مجھے خیال آیا کہ میری پہلی بیوی نے اسے ایک دو مرتبہ دودھ پلایا تھا۔ اس پر فرمایا کہ ایک دو مرتبہ تھن کو منہ میں لینا' رشتے حرام نہیں کرتا۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رضاع کے بارے قرآن میں دس مرتبہ دودھ پینے کا لکھا تھا کہ اس سے رشتے حرام ہوتے ہیں پھر پانچ مرتبہ کا حکم آیا تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اور جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو یہ حکم یونہی جاری تھا۔

ایک روایت میں ہے جو کچھ قرآن میں نازل ہوا تھا وہ دس مرتبہ پینا تھا' پھر اس میں سے دس مرتبہ کم کر دیا گیا اور پانچ ہی کا حکم رہ گیا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک یہ بات پہنچی کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ روایت کرتے ہیں کہ رضاع میں سات سے کم مرتبہ پینے سے رشتہ حرام نہیں ہوتا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ اللہ کا فرمان' حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حکم سے زیادہ بہتر ہے' اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:

وَاَخَوَاتُکُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ٥ (سورۂ نساء: ۲۳)

''اور دودھ کی بہنیں ....''

اللہ تعالیٰ نے ایک دو مرتبہ پینا نہیں فرمایا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

کسی بڑے کو دودھ پلا دینا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ آپ کے پاس ایفع نامی غلام آئے گا' میں نہیں چاہتی کہ وہ میرے پاس نہ آئے' حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے کہا: کیا تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کا عملی نمونہ بہتر نہیں ہے؟ حضرت ابو حذیفہ کی بیوی نے کہا: یا رسول اللہ! سالم میرے پاس آتا ہے اور میرے ساتھ رہتا ہے' آخر وہ آدمی ہے جس کی وجہ سے ابو حذیفہ کے دل میں میرے بارے کھٹکا رہتا ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ آئے تو اسے دودھ پلا دینا چنانچہ انہوں نے اسے پانچ گھونٹ پلا دیا وہ حضرت ابو حذیفہ کے لئے رضاعی بیٹا بن گیا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ بات دوسری ازواجِ مطہرات سے کی تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کہے کا انکار کر دیا اور کہنے لگیں کہ اس دودھ کے ساتھ ہمارے پاس کبھی بھی کوئی نہ آ سکے گا' لگتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صرف سالم کے لئے اجازت دی تھی کیونکہ ہم نے تو رسول اللہ ﷺ سے یہ سن رکھا ہے کہ رضاع سے اس وقت حرام ہونا ثابت ہوتا ہے جب بچہ پیٹ بھر کے تھن پیتا ہے اور یہ دودھ چھڑانے سے پہلے ہوتا ہے' پھر ہم نے آپ سے یہ بھی سن رکھا ہے' فرمایا تھا: دو سالوں میں دودھ پلانے کے علاوہ رضاع ثابت نہیں ہوتا' پھر یہ بھی سنا ہے کہ فرماتے تھے: دودھ چھڑانے کے بعد رضاع ثابت نہیں ہوتا اور احتلام آنے کے بعد بچہ یتیم نہیں کہلایا کرتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رجوع فرما لیا پھر حضور ﷺ کا وہ قول یاد آیا جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں آپ تشریف لے گئے تو ایک مرد وہاں موجود تھا چنانچہ فرمایا: سب ازواجِ مطہرات کو یہ دیکھنا ہوگا کہ رضاع صرف گھونٹ پینے سے ثابت ہو جایا کرتا ہے۔

- حضرت زھری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وصال تک یہی بتاتی رہیں کہ دودھ چھڑانے کے بعد رضاع ثابت ہو جایا کرتا ہے۔
- حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں وہ لوگ آ جایا کرتے تھے جنہیں ان کی بہنوں نے دودھ پلایا ہوتا اور بہنوں کی بیٹیوں نے پلایا ہوتا اور وہ اندر نہ آتے جنہیں ان کی بہنوں کی عورتوں نے پلایا ہوتا۔

فصل:

اس فصل میں حضور ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ رضاع سے ہر وہ رشتہ حرام ہو جاتا ہے جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتا

ہے۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ایک عورت رضاع کی شہادت دے تو اس کا کیا حکم ہے اور یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ عورت کو دودھ چھڑانے پر کیا کچھ دینا مستحب ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا نکاح حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی سے کرنے کا ارادہ کیا گیا فرمایا تھا کہ اس سے میرا نکاح جائز نہیں کیونکہ یہ میرے رضاعی بھائی کی بہن ہے جبکہ رضاع سے وہ سب کچھ حرام ہو جاتا ہے جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتا ہے۔

ایک روایت میں ہے' فرمایا: جو پیدا ہونے سے حرام ہوتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رضاع کی وجہ سے ہر وہ شے حرام کی ہے جو نسب سے ہوتی ہے۔

- ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسی عورت سے نکاح نہ کیا کرو جس کو تمہارے والد کی بیوی' تمہارے بیٹے کی بیوی اور تمہارے بھائی کی بیوی نے دودھ پلایا ہو۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ میرے پاس میرے رضاعی چچا نے آکر اندر آنے کو کہا' پردے کا حکم آچکا تھا' لیکن میں نے اسے اجازت نہیں دی اور جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو جو کچھ میں نے کیا تھا' آپ کو بتایا' آپ نے حکم فرمایا کہ اسے اجازت دیدیا کروں۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس کی دو بیویاں تھیں جن میں سے ایک نے تو کسی لڑکی کو دودھ پلایا اور دوسری نے کسی لڑکے کو تو کیا ان دونوں کا نکاح ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں ہوسکتا کیونکہ جان تو ایک ہی ہے۔

ایک روایت میں ہے دو عورتوں کی بجائے دو لونڈیاں تھیں اور معنیٰ ایک ہی ہے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! مجھ سے رضاع کے لفظ کی برائی کون دور کرسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: نئے غلام اور لونڈی۔
- حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے ام یحیٰ بنت ابو اھاب سے نکاح کیا کہ ایک سیاہ لونڈی آگئی اور کہنے لگی کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہوا ہے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بات کی تو آپ منہ پھیر لیا' میں پیچھے ہٹ گیا' پھر دوبارہ بات کی کہ یارسول اللہ! وہ جھوٹی ہے۔ فرمایا: اسے جانے دو اور مجھے اس سے منع فرما دیا اور فرمایا: جب تمہیں معلوم ہوگیا تو پھر شادی کیسی؟ حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اسے چھوڑ دیا اور اس نے کسی اور شوہر سے شادی کر لی۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رضاع ثابت کرنے کیلئے ایک عورت کی گواہی قبول کرنے سے رُک گئے تھے اور فرمایا تھا کہ ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی ضروری ہے۔

- جب بھی کوئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بات کرتا کہ کسی عورت نے کسی سے کہا ہے کہ میں نے تم دونوں میاں بیوی کو دودھ پلایا ہے تو اس مرد سے فرماتے کہ اپنی بیوی کو لے جاؤ (یعنی یہ تمہاری ہی بیوی ہے)۔
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ایک عورت ایسے تین گھروں میں پہنچی جنہوں نے آپس میں نکاح کئے ہوئے تھے، تو وہ ان سے کہنے لگی کہ تم میرے بیٹے بیٹیاں ہو چنانچہ آپ نے اس عورت کی شہادت پر ان کو الگ الگ کر دیا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کِتَابُ النَّفَقَات

کسی پر کچھ خرچ کرنا

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اہل و عیال' اولاد' غلاموں اور مویشیوں پر خرچ کرنے کی فضیلت کیا ہے اور ان سب سے اچھا برتاؤ کرنے کا حکم بتایا گیا ہے۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر دینار (رقم) وہ ہوتا ہے جسے آدمی اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے' راہِ خدا میں بھیجے جانے جانور پر خرچ کرے اور راہِ خدا میں جانے والے اپنے ساتھیوں پر خرچ کرے۔
- حضرت ابوقلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے اہل و عیال پر خرچ کرنے سے ابتداء کی۔ پھر فرمایا: ایسے شخص سے بڑھ کر اجر کسے مل سکتا ہے جو اپنے چھوٹے بال بچوں پر خرچ کرتا ہے کہ اللہ انہیں پاک دامن بنائے یا انہیں غنی کر دیا کرے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اہل و عیال کے غم اور اندیشے میں سو جاتا ہے تو وہ اللہ کے نزدیک جہاد میں جسم پر سوزخم لگوانے والے سے افضل ہوتا ہے۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جنت میں جانے والے تین شخص میرے سامنے کئے گئے اور وہ تین بھی پیش کئے گئے جنہیں سب سے پہلے دوزخ میں ڈالا جائے گا' وہ جو جنت میں سب سے پہلے جائیں گے' ان میں سے ایک تو شہید ہوگا' دوسرا وہ غلام جس نے اچھی عبادت کی اور اپنے آقا کے لئے فرمانبردار رہا اور تیسرا وہ پاک دامن نیک سیرت اور اولاد والا' رہے دوزخ میں سب سے پہلے جانے والے تو ان میں سے ایک وہ حکمران ہے جو زور کے بل بوتے پر حکمران بنتا ہے' دوسرا وہ دولت مند جو مال میں سے اللہ کا حصہ نہیں نکالا کرتا اور تیسرا تکبر میں رہنے والا فقیر۔
- آپ نے فرمایا: اے بندے! جو مال بھی تم اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرو گے' اس پر تمہیں اجر ملے گا یونہی بیوی پر خرچ کرنے سے بھی اجر ملے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ صدقہ شمار ہوتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا: جو اپنے آپ پر خرچ کرو' وہ صدقہ ہے' جو اپنے بچوں پر خرچ کرو' وہ بھی صدقہ ہے' جو بیوی پر خرچ کرو' وہ بھی صدقہ ہے اور جو اپنے خادم پر خرچ کرو گے' وہ بھی صدقہ ہوگا۔

- آپ ہی نے فرمایا کہ اُوپر والا ہاتھ (خرچ کرنے والا) نیچے والے ہاتھ (مانگنے والا) سے بہتر ہوا کرتا ہے' خرچ کرتے وقت اپنے اہل وعیال پر پہلے خرچ کرو جس میں تمہارے ماں' باپ' بہن اور بھائی شامل ہیں' جو بھی قریبی ہوگا وہ تمہارے قریب شمار ہوگا۔

- آپ نے فرمایا تھا: جو اپنی پاک دامنی پر خرچ کرتا ہے' وہ صدقہ شمار ہوتا ہے' جو اپنی بیوی' اولاد اور گھر والوں پر خرچ کرتا ہے' وہ بھی صدقہ ہوتا ہے۔

- ایک دن اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ صدقہ دیا کرو' اس پر ایک نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے پاس ایک دینار ہے۔ فرمایا: اسے اپنے آپ پر خرچ کرلو' عرض کی: ایک اور ہے' فرمایا: اسے اپنی بیوی پر خرچ کرو' عرض کی: ایک اور بھی ہے' فرمایا: اپنی اولاد پر خرچ کرلو' عرض کی: ایک اور بھی ہے' فرمایا: اپنے خادم پر خرچ کردو' پھر عرض کی' ایک اور بھی ہے تو فرمایا: جہاں چاہو' خرچ کرلو۔

- آپ اکثر فرماتے تھے کہ انسان اپنے اُوپر' اہل وعیال پر' اولاد پر' قریبی رشتہ داروں پر اور برادری پر جو بھی خرچ کرتا ہے' وہ اس کا صدقہ شمار ہوتا ہے' جس مال سے وہ اپنی عزت بچاتا ہے' وہ بھی اس کا صدقہ ہے اور مومن جو بھی خرچ کرتا ہے' وہ اللہ کے ہاں اسے ملے گا' یہ مال اللہ کی نظر میں ہوتا ہے اللہ وہ نہیں جو عمارت یا گناہ کے کام میں لگے۔ حضرت محمد بن منکدر کہتے ہیں ان دو مالوں سے مراد وہ مال ہے جس کے ذریعے انسان کسی شاعر سے اپنی عزت بچاتا ہے یا کسی زبان دراز سے بچتا ہے۔

- آپ ہی نے فرمایا: اللہ کی طرف سے روزی ضرورت کے مطابق آتی ہے اور صبر کی توفیق تکلیف کے مطابق ہوتی ہے اور قیامت کے دن ترازو میں سب سے پہلے وہ چیز ڈالی جائے گی جو اس نے اپنے اھل وعیال پر خرچ کی ہوگی۔

- آپ نے فرمایا: جو پانی وغیرہ انسان اپنی بیوی کو پلاتا ہے' اس پر اسے اجر ملے گا۔

- آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی انسان صبح اُٹھتا ہے تو دو فرشتے اُتر آتے ہیں جن میں سے ایک' دوسرے سے کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اجر دے جو آخرت میں اس کے کام آئے' دوسرا اس کہتا ہے کہ اے اللہ! روک رکھنے والے کا مال تباہ کردے۔

- آپ نے فرمایا: جو شخص اپنے اہل وعیال پر خرچ نہیں کرتا' اس کے گناہگار ہونے کے لئے یہی کافی ہے۔

- آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آدمی کی نگرانی میں موجود چیزوں کے بارے میں اس سے پوچھ گچھ کرے گا کہ اس نے ان کی حفاظت کی تھی یا نہیں کی تھی اور اس کے گھر والوں تک کے بارے میں پوچھا جائے گا۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس مانگنے کے لئے ایک عورت آئی' اس کے ہمراہ دو بیٹیاں بھی تھیں' میرے ہاں سے اسے ایک کھجور کے علاوہ کچھ نہ ملا' میں نے اسے دیدی تو اس نے دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دی لیکن خود نہیں کھائی اور پھر چلی گئی' اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو میں نے بات بتا دی۔

آپ نے فرمایا: جسے بچیاں ملیں اور وہ ان سے اچھا برتاؤ رکھے تو یہ اس کے لئے جہنم سے بچاؤ بن جائیں گی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جس نے دو یا تین بیٹیوں' دو یا تین بہنوں کی پرورش کی اور انہیں بیاہا یا وہ انہیں چھوڑ کر فوت ہو گیا تو وہ اور میں جنت میں ان انگلیوں کی طرح ہوں گے' آپ نے انگشت شہادت اور ساتھ والی انگلی ملا کر دکھائی' پھر فرمایا: اسے اتنا اجر ملے گا جیسے راہ خدا میں جہاد کرنے والے روزہ دار اور تہجد گذار کو ملتا ہے۔ اسی دوران ایک عورت نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! ایک ہو تو؟ فرمایا: اس پر بھی وہی اجر ہے۔

- حضرت معاویہ قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہماری عورتوں کے بارے میں کیا فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا: انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو' وہی لباس دو جو تم پہنتے ہو' نہ انہیں برا بناؤ اور نہ ہی مارا کرو۔ واللہ اعلم۔

فصل:

اس میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ جب مشکلات میں عورت کو خرچہ نہ ملے تو اسے الگ ہو جانے کی اجازت ہے اور یہ بتایا جا رہا ہے کہ اگر شوہر گذر اوقات کے لئے اسے کچھ نہ دے تو وہ اسے بتائے بغیر اس کے مال سے خرچ کر سکتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر صدقہ وہ ہے جو غنی ہونے پر دیا جائے' اوپر والا ہاتھ' نیچے والے سے بہت اچھا ہوتا ہے اور خرچ کرتے وقت پہلے اہل وعیال کو سنبھالو۔ اس پر ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے اہل وعیال کون ہیں؟ فرمایا: ان میں سے ایک تمہاری بیوی ہے جو کہتی ہے کہ مجھے کھانے کو دو ورنہ مجھے چھوڑ دو' ایک تمہاری لونڈی ہے جو کہتی ہے: مجھے کھانے کو دو اور جو چاہو' مجھ سے کام لو۔ ایک اولاد ہے جو کہتی ہے' مجھے کب تک چھوڑے رکھو گے؟

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے شخص کا فیصلہ کیا جس کے پاس بیوی کے لئے کچھ نہ تھا' آپ نے دونوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا۔
- رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی آ کر کہنے لگی: یا رسول اللہ! ابو سفیان بہت کنجوس ہیں' میرے اور میری اولاد کی ضرورت کے مطابق کچھ نہیں دیتے' صرف وہی ہمارے پاس ہوتا ہے جو اس

کے جانے بغیر ہم اس کے مال سے لے لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اپنی اور اولاد کی ضرورت جتنا لے لیا کرو لیکن بدنیت نہ ہونا۔

حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے بیعت لینا شروع کی تو ایک عورت اُٹھ کھڑی ہوئی' لگتا تھا کہ کوئی مصری عورت ہے' عرض کی: یا رسول اللہ! کیا ہم اپنے باپوں' بیٹوں اور شوہروں پر بوجھ بنی رہیں' ان کا کس قدر مال کھا سکتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: کھاؤ اور ہدیہ دو۔

باب عشرة النساء میں گذر چکا ہے کہ رہائش دینا شوہر کے بس میں ہوتا ہے' عورت کے نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ ۝ (سورۂ طلاق: ٦)

''عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو' اپنی طاقت بھر..................''

رہا گھریلو سامان' ضرورت کی چیزیں چھلنی' جھاڑو اور ہنڈیا وغیرہ تو حضور ﷺ نے اسے عام حالات پر چھوڑ دیا ہے اور یہ نہیں بتایا کہ یہ کس کے ذمے ہیں کیونکہ یہ آسان کام ہیں۔ واللہ اعلم۔

فصل:

تین طلاقوں والی کا خرچہ اور رہائش

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ جب میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دیں تو رسول اللہ ﷺ نے میری رہائش اور خرچے کا انتظام نہیں فرمایا' میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں بیکار سے مکان میں رہتی ہوں' مجھے ڈر رہتا ہے کہ کوئی میرے مکان میں نہ گھس آئے جس سے مجھ پر کوئی الزام لگ جائے' اس پر آپ نے مجھے میرے گھر والوں کے پاس عدت گذارنے کی اجازت دیدی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا: میرا شوہر حضرت علی ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ یمن کو چلا گیا ہے اور مجھے وہ ایک طلاق دے بھیجی ہے جو باقی رہتی تھی اور میرا خرچہ عیاش بن ابی ربیعہ کے ساتھ حرث بن ہشام کے ذمے لگا دیا ہے' اسی دوران ایک صحابی نے کہا کہ بخدا اسے خرچہ نہیں ملے گا' ہاں حاملہ ہوتی تو مل سکتا تھا چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا: تمہارے لئے خرچہ نہیں' ہاں حمل ہوتا تو ملتا' آپ کہتی ہیں' میں نے جگہ بدلنے کی اجازت مانگی تو آپ نے اجازت دیدی' میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کہاں جاؤں؟ فرمایا: عبد اللہ بن ام مکتوم کے ہاں چلی جاؤ اور کپڑے وہیں رکھ لو کیونکہ وہ تمہیں دیکھ تو نہ سکیں گے چنانچہ عدت پوری ہونے تک میں وہیں رہی' پھر آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میری شادی کر دی۔

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بتاتے ہیں کہ مروان نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف پیغام بھیجا اور ان سے حدیث پوچھی چنانچہ انہوں نے اسے بتا دی۔ اس پر مروان نے کہا: ہم نے یہ حدیث صرف عورت سے سنی ہے چنانچہ ہم لوگوں کو ایسی بات سے بچائیں گے' حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پتہ چل گیا تو انہوں نے کہا: میرے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ دلیل ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ' انہوں نے یہاں تک پڑھ دی لَاتَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا○ (سورۃ طلاق:۱)

''جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو (تا) تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا حکم بھیجے۔''

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ تین طلاقوں کے بعد باقی کیا رہ جاتا ہے' یہی کہ وہ اپنی بیوی سے رجوع کرلے تو پھر تم لوگ یہ کیوں کہتے ہو کہ اسے اس وقت تک خرچہ نہیں ملے گا جب تک یہ حاملہ نہ ہو اور یہ بتاؤ کہ خرچہ دیئے بغیر عورت کو کیسے روکا جا سکتا ہے۔

فرع:

رجعی طلاق والی کیلئے عدت کے دوران خرچہ اور رہائش کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر فرماتے تھے کہ مرد پر عورت کا خرچہ اور رہائش کا بندوبست کرنا لازم ہوتا ہے بشرطیکہ طلاق رجعی ہو اور جب طلاق رجعی نہیں تو خرچہ بھی لازم نہیں اور نہ ہی رہائش۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

قریبی رشتہ پر خرچ کرنا' سب سے قریب کون ہوتا ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی آدمی آیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! سب سے زیادہ بھلائی کس سے ہونی چاہیے؟ فرمایا: ماں سے عرض کی' پھر کس سے؟ فرمایا: ماں سے پھر عرض کی کہ اور کس سے؟ فرمایا: ماں سے' اس نے پھر عرض کی کہ اور کس سے؟ اور پھر اس کے بعد قریبی رشتہ داروں کو درجہ بدرجہ دیکھتے جاؤ۔

- جیسا کہ باب الھبہ میں گذر چکا ہے کہ حضورﷺ اولا د یعنی بچے بچیوں میں برابری رکھنے پر زور دیتے کہ انہیں خرچہ اور لباس ایک جیسا دیا کرو۔
- منبر پر کھڑے ہو کر اکثر فرمایا کرتے کہ خرچہ دیتے وقت ماں سے شروع کرو، پھر باپ، بہن اور بھائیوں کو دو، پھر درجہ بدرجہ قریبی لوگوں کو دو اور اپنے غلام کو دو، یہ لازمی حق ہے، اس سے رشتہ داری قائم رہتی ہے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

اس میں عورت پر زور دیا گیا ہے کہ لباس ہلکا بھی ہو تو اس پر راضی رہے۔ اسے آدمیوں کی شکل شباہت بنانے سے روکا گیا ہے اور یونہی مردوں کو عورتوں کی شکل و شباہت بنانے سے روکا گیا ہے۔

باب اللباس میں صلٰوۃ العیدین کے بعد کچھ اچھی باتیں گذری ہیں، یہ فصل اس کا تتمہ ہے اور اسے اس باب سے تعلق ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اکرمﷺ نے فرمایا: آخری دور میں میرے اُمت کے اندر ایسے لوگ ہوں گے جو زینوں پر بیٹھیں گے، شکل و شباہت مردوں جیسی ہو گی، وہ مسجدوں کے دروازوں پر اُتریں گے، ان کی عورتیں کپڑے پہننے کے باوجود بے پردہ ہوں گی، ان کے سروں پر اونٹ کی کوہانوں جیسی چیز ہو گی، ان پر لعنت کرنا کیونکہ ان پر اللہ کی طرف سے لعنت ہو گی، اگر تمہارے بعد کوئی اور اُمت ہوتی تو تمہاری عورتیں ان کی یوں خدمت کرتیں جیسے پہلی اُمتوں کی عورتوں نے خدمت کی تھی۔

- رسولِ اکرمﷺ نے فرمایا: دو دوزخی لوگ ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا: ایک وہ گروہ ہو گا جن کے پاس گائے کی دم جیسے ڈنڈے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور عورتیں ہوں گی جو لباس کے باوجود ننگی ہوں گی، دوسروں کو اپنی طرف مائل کریں گی، خود دوسروں کی طرف مائل ہوں گی، ان کے سر اونٹوں کی کوہانوں جیسے ہوں گے جو ایک طرف کو جھکے ہوں گے، یہ کبھی بھی جنت میں نہ جا سکیں گی اور نہ ہی انہیں اس کی بو تک سونگھنا نصیب ہو گی حالانکہ اس کی بو بہت دور سے آتی ہے۔
- آپ نے فرمایا: سونے اور ریشم کی وجہ سے عورتوں پر افسوس ہے۔
- آپ نے فرمایا: مجھے دکھایا گیا کہ گویا میں جنت میں داخل کیا گیا ہوں، اچانک دیکھتا ہوں تو جنت میں اعلیٰ مقام پر مہاجرین میں سے فقیر قسم کے لوگ اور مؤمنین کی اولادیں بیٹھی ہیں پھر دیکھا کہ غنی اور عورتیں ہی عورتیں ہیں، مجھ سے کہا گیا: رہے غنی لوگ تو وہ دروازے پر ہیں جن کا حساب ہو رہا ہے اور وہ تڑپ رہے ہیں، رہی عورتیں تو انہیں سونے اور ریشم نے بہکایا ہے۔
- رسول اللہﷺ اس بات سے منع فرماتے تھے کہ عورتیں کلام کرنے، لباس پہننے یا حرکتیں وغیرہ کرنے میں مردوں کی

صورت بنائیں اور فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو عورتوں کی شکل شباہت بنانے اور عورتوں کو مردوں جیسی شکل و شباہت بنانے پر لعنت فرماتا ہے۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کے ہاں سے ایک عورت گذری جس نے گلے میں کمان لٹکا رکھی تھی اور وہ مردوں کی چال چل رہی تھی' دیکھ کر آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مردوں کی شکل و شباہت بنانے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔
- ایک اور روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے مردوں میں ہیجڑا بننے والوں اور مردوں کی شکل بنانے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مرد پر لعنت کی ہے جو عورتوں کا لباس پہنے اور اس عورت پر کی ہے جو مردوں جیسا لباس پہنے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت پر لعنت کی ہے جو آدمیوں کی شکل و شباہت بنائے۔

- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے وہ لوگ ہیں جو جنت میں نہ جائیں گے' والدین کا بے فرمان' کنجر اور مردوں کی شکل بنانے والی عورتیں۔
- آپ نے فرمایا: حالات کے مطابق گذارہ کرنا' ایمان کی پہچان ہے۔
- حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کا لباس اون سے بنا ہوتا جو چھ یا سات درہم میں مل جاتا تھا اور وہ اسے اس وقت پہنتیں جب کسی ضرورت کے لئے باہر نکلتیں۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ کونسا لباس ستھرا ہوتا ہے' فرمایا: جسے بیوقوف دیکھ کر خوش نہ ہوں اور عقلمند نقص نہ نکالیں' پوچھا: یہ کونسا لباس ہے؟ آپ نے فرمایا: پانچ سے بیس درہم تک میں آ جانے والا۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: جلد میری اُمت میں ایسے لوگ ہوں گے جو طرح طرح کے کھانے کھائیں گے' طرح طرح کے مشروبات پئیں گے' طرح طرح کے کپڑے پہنیں گے اور باچھیں کھول کھول کر باتیں کریں گے (فصاحت و بلاغت دکھانے کیلئے) میری اُمت میں یہ لوگ بہت شرارتی ہوں گے۔
- آپ نے فرمایا: آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو سیاہ رنگ کا خضاب لگائیں گے یعنی ان کے بال کبوتروں کے سینے جیسے ہوں گے' انہیں جنت کی ہوا بھی نصیب نہ ہو گی۔
- آپ مردوں اور عورتوں پر یہ زور دیتے تھے کہ اثمد سرمہ لگایا کریں اور فرماتے تھے' تمہارے سرموں میں سب سے اچھا سرمہ اثمد ہے لہٰذا اسی کو لگایا کرو کیونکہ یہ آنکھوں کی روشنی تیز کرتا ہے' بال اُگاتا ہے اور آنکھ سے گند نکالتا ہے۔

بَابُ الْحَضَانَةِ (دایہ بننا)

اس میں بتایا گیا ہے کہ بچے کی پرورش کا حق کسے زیادہ پہنچتا ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی' حضرت جعفر اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کے بارے میں بحث چلی چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ زیادہ حقدار میں ہوں کیونکہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے' حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میری چچا زاد ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میرے بھائی کی بیٹی ہے تاہم رسول اللہ ﷺ نے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ دیا اور فرمایا کہ خالہ ماں ہی کی طرح ہوتی ہے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت کو طلاق دی جس سے آپ کا ایک بیٹا تھا' ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو وہ کھیل رہا تھا' دیکھا تو دل نرم ہوا' آپ نے اسے پکڑ لیا جس پر اس کی ماں نے جھگڑا کیا چنانچہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے' انہوں نے کہا: اے عمر! اسے اور اس کے بیٹے کو رہنے دو چنانچہ آپ نے رجوع نہیں کیا۔

- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک عورت رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی: یا رسول اللہ! اس بچے کے لئے پیٹ تو میرا رہا ہے' میری گود میں پلا ہے' میرے پستانوں سے دودھ پیا ہے' اس کے باپ نے مجھے طلاق دیدی تھی' اب اس کا خیال ہے کہ مجھ سے اسے لے لے۔ آپ نے فرمایا: جب تک تم نکاح نہیں کرتیں' زیادہ حقدار تمہی ہو۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک عورت اور مرد نے طلاق کے بعد اپنے بچے کے بارے میں جھگڑا کیا' عورت نے عرض کی: یا رسول اللہ! بچہ میرے پاس بہتر رہے گا' مرد نے کہا: اس بچے کے بارے میں مجھ سے کیا ڈر ہے؟ آپ نے فرمایا: قرعہ اندازی کر لو لیکن مرد نے انکار کیا تو آپ نے بچے کو اختیار دیدیا کہ یہ تمہارا باپ ہے اور یہ ماں ہے' جس کے پاس جانا چاہتے ہو' چلے جاؤ' اس نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑا اور وہ چلی گئی۔

- حضرت جعفر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میرے والد تو اسلام لے آئے لیکن ماں نے اس سے انکار کر دیا' مجھے میرا باپ لے آیا' ابھی میں چھوٹا ہی تھا' بالغ نہیں ہوا تھا۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے باپ کو یہاں اور میری ماں کو وہاں بٹھا کر فرمایا: جس کے پاس جانا چاہتے ہو' چلے جاؤ' میرا جھکاؤ ماں کی طرف تھا' آپ نے فرمایا: ''الٰہی اسے ہدایت دے چنانچہ میں باپ کی طرف چلا گیا۔'' واللہ اعلم۔

باب

اس باب میں غلام اور مویشیوں کے خرچے کا بیان ہے' غلام کو اپنے آقا کے حق ادا کرنے پر زور دیا گیا ہے' اسے بھاگ جانے اور بھلے کاموں میں فرمانبرداری سے نکلنے پر ڈانٹ بیان کی گئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی غلام اپنے آقا سے خلوص کرے اور بہتر طریقے سے اپنے پروردگار کی عبادت کرے تو اسے دوہرا اجر ملے گا۔

- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: تین ایسے شخص ہیں جنہیں دوہرا اجر ملے گا' ایک وہ اہلِ کتاب شخص جو اپنے نبی ﷺ کی کتاب پر ایمان لایا اور پھر حضرت محمد ﷺ پر بھی ایمان لایا' ایک وہ غلام جو اللہ کا حق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے آقا کا حق بھی ادا کرے' ایک وہ شخص جس کے پاس لونڈی ہو' وہ اسے آداب سکھائے اور بہتر تعلیم دے' پھر اسے آزاد کر کے شادی کر لے تو اسے دو اجر ملیں گے۔
- آپ فرماتے تھے کہ غلام کے اپنے آقا پر تین حق ہوتے ہیں: اسے نماز جلد پڑھنے کو نہ کہے' اپنے کھانے سے نہ اٹھائے اور اسے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھلائے' ایک روایت میں یہ زیادہ ہے: اگر کوئی مانگے تو اسے نہ بیچے۔
- آپ نے فرمایا: سیاہ غلام بھوکا ہوتا ہے تو چوری کرتا ہے اور سیر ہو کر کھایا کرتا ہے تو گناہ میں پڑتا ہے۔
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں ابو ہریرہ کی جان ہے' اگر راہِ خدا میں جہاد نہ کرنا ہوتا' حج نہ کرنا ہوتی اور ماں سے نیکی نہ کرنا ہوتی تو مجھے یہ اچھا لگتا کہ غلامی ہی میں فوت ہو جاؤں۔
- آپ نے فرمایا: ایک بندہ جنت میں داخل ہوگا اور وہ اپنے غلام کو اپنے سے اوپر والے درجے میں دیکھ کر کہے گا: یا اللہ! یہ میرا غلام ہو کر مجھ سے اوپر والے درجے میں ہے۔ اللہ فرمائے گا کہ میں نے اسے اس کے عمل کی وجہ سے جزاء دی ہے اور تجھے تمہارے عمل کی جزاء دوں گا۔
- آپ ہی نے فرمایا: جنت میں سب سے پہلے جانے والا وہ غلام ہوگا جو اللہ اور اپنے آقا کا فرمانبردار ہوگا۔
- آپ نے فرمایا: جنت میں بخل کرنے والا' لوگوں کو دھوکا دینے والا اور برا غلام داخل نہ ہو سکے گا۔
- آپ فرماتے تھے: جو شخص کسی کو آزاد کر کے بھی غلام رکھے' اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نماز بھی قبول نہیں کرے گا۔

علماء فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ آزاد تو کرے لیکن چھپائے رکھے یا انکار کر دے یا آزاد کر کے اسے باندھ رکھے اور جبری طور پر اس سے کام لے۔

- آپ نے فرمایا: جو غلام بھاگ جائے تو میرا ذمہ نہ ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی غلام اپنے آقا کے ہاں سے بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ واپس نہ آئے گا تو کافر ہو جائے گا۔

- آپ نے فرمایا: تین ایسے شخص ہیں کہ ان کی نماز قبول نہیں ہوتی' نہ ہی ان کی کوئی نیکی آسمان کی طرف اٹھائی جاتی ہے' ہوش آنے تک نشئی' وہ عورت جس کا شوہر اس پر ناراض ہو' بھاگ جانے والا غلام اس وقت تک جب تک واپس آ کر اپنا ہاتھ اسے نہ پکڑا دے۔
- آپ نے فرمایا: تین شخص وہ ہیں جن سے اللہ پوچھ گچھ ہی نہیں کرے گا: ایک وہ شخص جو اپنی جماعت سے الگ ہو کر اپنے امام کا بے فرمان ہو جائے' ایک وہ غلام جو اپنے آقا سے بھاگ کر مر جائے' وہ گنہگار مرے گا' ایک وہ عورت جس کا شوہر غائب ہو اور خرچہ دیتا رہے لیکن وہ اس کے بعد بدکاری کرے۔

تین اور بھی ایسے ہیں جن سے اللہ پوچھ گچھ نہ فرمائے گا' وہ شخص جو اللہ کی صفتوں کا مقابلہ کرے یعنی بڑا بنے اور عزت دکھائے' جو اللہ کے معاملات میں شک کرے اور اللہ کی رحمت سے بے اُمید۔

- آپ اکثر فرماتے تھے: انسان کے گناہگار بننے کو اتنی ہی بات کافی ہے کہ اپنے غلام سے اسکی روزی روک لے۔
- آپ فرمایا کرتے: غلام کو اس کا کھانا اور لباس دو اور اس سے وہ کام نہ لو جس کی اسے ہمت نہیں چنانچہ فرماتے تھے کہ یہ غلام تمہارے غلام اور رکھوالے ہیں' اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے قبضے میں دیدیا ہے اور تمہیں ان پر فضیلت دی ہے چنانچہ جس کا بھائی ہی اس کے ماتحت ہو تو اسے وہیں سے کھلائے جہاں سے خود کھاتا ہے' وہی لباس دے جسے خود پہنتا ہے' ان پر وہ بوجھ نہ ڈالو جو وہ اُٹھا نہ سکیں' کام کرانا ہی ہو تو ان کی مدد کرو۔

ایک روایت میں ہے کہ انہیں بیچ دو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ٹھیک نہ رہیں تو انہیں بیچ دو لیکن اللہ کی مخلوق کو عذاب نہ دو۔

- آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے خادم کو مارے اور وہ اللہ کا نام لے تو اس سے ہاتھ اُٹھا لے۔
- آپ نے فرمایا: جو شخص اپنے غلام کو تھپڑ مارے یا ویسے مارے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کرے چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب بھی کسی غلام کو مارتے تو اسے آزاد کر دیتے اگرچہ اس کے علاوہ اور کوئی غلام بھی نہ ہوتا۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک سیاہ لونڈی تھی جو ان کی بکریاں چراتی تھی' آپ نے قربانی کیلئے اس سے بکری لی' بھیڑیا آیا اور اسے پکڑ لیا اور جب حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا تو اسے منہ پر تھپڑ مارا' اس نے ان کے گھر شکایت کی' یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو فرمایا: اس کے تھپڑ کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دو' انہوں نے عرض کی کہ یہ سیاہ رنگ کی ہے اور عجمی ہے' ایمان اسے معلوم نہیں' اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا: آسمان میں' آپ نے فرمایا: اسے آزاد کر دو کیونکہ یہ ایمان والی ہے۔

- آپ جب کسی کو دیکھتے کہ وہ غلام کو مار رہا ہے تو فرماتے: اے شخص! یہ ذہن میں رکھو کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے طاقت حاصل ہے جو تمہیں اس پر حاصل ہے۔
- آپ نے فرمایا کہ روزانہ اپنے غلام سے ستر مرتبہ درگذر کرو۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادب سکھانے کیلئے اپنے خادموں اور عورتوں کو مارتے تھے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ عوالی کی طرف جایا کرتے تو دیکھتے' اگر کسی غلام پر بھاری وزن ہوتا تو اسے اُتار دیتے اور جب کسی انسان کو دیکھتے کہ وہ کسی کے پیچھے بھاگ رہا ہے تو فرماتے کہ اس نے اس کا دل توڑا ہے' اللہ اس کا دل توڑے گا۔
- آپ فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی غلام خریدا کرے تو سب سے پہلے اسے میٹھی چیز کھلایا کرے کیونکہ وہ اسے اچھا لگے گا۔
- آپ نے فرمایا کہ رات کے وقت اپنے غلاموں سے کام نہ لیا کرو کیونکہ تمہارے آرام کیلئے دن ہوتا ہے اور اس کیلئے رات ہوتی ہے' آگے **کتاب الجوام** میں تو یہاں تک آرہا ہے کہ فرمایا: جو اپنے غلام کو خصی کرے' ہم اسے خصی کر دیں گے۔
- آپ نے فرمایا: جب تمہارا خادم تمہارا کھانا لائے' اگر وہ اس کے ساتھ نہ بیٹھے تو اسے ایک لقمہ یا دو لقمے کھلائے کیونکہ وہ ہر طرح سے اس کا نگران ہوتا ہے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عام وصیت بوقت وصال یہ تھی: نماز کا دھیان رکھو اور غلاموں کا خیال رکھنا۔
- آپ اکثر فرماتے تھے کہ کوئی اپنے غلام کو میرا غلام اور میری لونڈی نہ کہا کرے اور نہ ہی غلام میرا آقا اور میری مالکن کہا کرے' آقا کو میری بچی اور میرا بچہ کہنا چاہئے اور غلام کو چاہئے کہ یوں کہے: میرا سردار اور میری سردارنی کیونکہ تم سب ہی تو غلام ہو اور پروردگار' اللہ ہے۔

خاتمہ

ہر روح والی شے سے بھلائی کرنا

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے کیلئے جَو صاف کر کے اسے کھلاتے اور فرماتے تھے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا:

''جو مسلمان اپنے گھوڑے کیلئے چارہ صاف کرتا ہے اور پھر اسے کھلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر دانے کے بدلے میں اسے نیکی دیتا ہے۔''

- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص سواری پر کسی کو اپنے پیچھے اس وقت تک نہ بٹھائے جب تک وہ دونوں کا بوجھ نہ اُٹھا سکتا ہو اور جب دونوں اس پر بیٹھ جائیں تو چار پائے والا اجازت لے کر آگے بیٹھنے کا زیادہ حق دار ہوتا ہے۔

- حضور ﷺ نے فرمایا: اپنے چوپائیوں کی پیٹھوں کو منبر بنانے سے گریز کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے لئے تابع کر دیا ہے کہ تمہیں کسی شہر تک لے جائیں جہاں تک تم کسی مشقت کے بغیر نہیں پہنچ سکتے تھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا: ان چوپائیوں پر سواری کرو لیکن کرسی نہ بناؤ کہ ان پر سوار ہو کر راستوں اور بازاروں میں باتیں کرتے پھرو کیونکہ بہت سی سواریاں اپنے سوار سے اچھی ہوتی ہیں اور اس سے زیادہ ذکر کرنے والی ہوتی ہیں۔

- آپ نے فرمایا: ان بے زبان چوپائیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو' اچھے طریقے سے ان پر سواری کرو اور اچھے ہی طریقے پر کھاؤ۔

- آپ نے فرمایا کہ ایک چیونٹی نے کسی نبی کو کاٹا تو انہوں نے اس کے سوراخ کو جلانے کا حکم دیا چنانچہ جلا دیا گیا' اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ اگر تمہیں ایک چیونٹی نے کاٹا ہے تو تم نے پوری جنس کو جلا دیا ہے جو اللہ کی تسبیح کرتی ہیں' تم نے ایک ہی کیوں نہیں جلائی؟

- آپ فرماتے ہیں کہ ایک عورت کو اس لئے عذاب ہوا کہ اس نے بلی کو قید کر لیا اور وہ مر گئی چنانچہ اس کی وجہ سے وہ جہنم میں گئی' جب اس نے اسے قید کیا' نہ ہی اسے کھانے دیتی اور نہ ہی پینے دیتی اور نہ ہی چھوڑتی کہ دانا دنکا چگ سکے۔

- آپ نے فرمایا: ایک شخص راستے میں جا رہا تھا' اسے سخت پیاس لگی' اسے کنواں نظر آیا تو وہ اس میں داخل ہو گیا' پانی پیا اور باہر نکل آیا' یکا یک دیکھا تو ایک کتا پیاس کی وجہ سے زمین چاٹ رہا تھا' اس آدمی نے دل میں کہا کہ اسے بھی یونہی پیاس لگی ہے جیسے مجھے لگی تھی چنانچہ وہ کنوئیں میں اُترا' موزہ پانی سے بھرا' منہ میں پکڑا' اوپر چڑھ آیا اور کتے کو پلا کر اللہ کا شکر کیا تو اللہ نے اسے بخش دیا۔

یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا چوپائیوں پر بھی ہمیں اجر ملتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہر جانور پر اجر ملتا ہے۔

- آپ نے چوپائیوں کو باندھ رکھنے' خصی کرنے' بھڑکانے اور چہرے پر نشان لگانے سے منع فرمایا۔

- آپ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت فرماتا ہے جو روح والی چیز کو اپنی ضرورت سمجھے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور دیکھا کہ لوگ ایک مرغی کھڑی کر کے اسے مار رہے تھے' آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کو روک رکھنے سے منع فرمایا ہے۔
- آپ گھوڑے اور چوپائیوں کو خصی کرنے سے منع فرماتے' چہرے پر مارنے اور آگ کے ذریعے نشان لگانے سے بھی روکتے۔
- آپ نے یہ اجازت دی تھی کہ گدھے کے رانوں میں داغ دیں کیونکہ وہ چہرے سے دور ہوتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پرندوں کو اپنے پاس بند کر کے پالتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ انہیں کچھ نہیں فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر انہیں کھلایا پلایا جائے تو حرج نہیں۔

- آپ نے فرمایا کہ سفید مرغ رکھو کیونکہ جس گھر میں سفید مرغ ہو' اس کے گرد شیطان' جادوگر اور دوسری چیزیں نہیں آتیں۔ واللہ اعلم۔

کِتَابُ الْجِرَاح

اس میں مومنوں کی بیویوں کی عظمت کا بیان ہے' مومنوں کے ناحق قتل کا ذکر ہے' بالا رادہ قتل پر قصاص کے واجب ہونے کا بیان ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ قاتل کو قتل کے بدلے میں قتل کیا جائے یا وہ دیت دے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بھی دنیا میں اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو ایک عورت نے قتل کیا تھا۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بھی کسی شخص کو ظالمانہ طریقہ سے قتل کیا جاتا ہے تو حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے کو بھی قاتل کے برابر کا گناہ ہوتا ہے کیونکہ پہلا قتل اس نے کیا تھا اور بنیاد اسی نے رکھی تھی۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ قابیل نے ہابیل کو سر پر پتھر مار کر قتل کیا تھا' اسے قتل کا طریقہ نہ آتا تھا تو ابلیس نے اسے بتایا تھا' وہ تو ہابیل کے سر اور گردن کو مروڑتا جا رہا تھا کہ ابلیس نے کہا: اس کا سر پتھر پر رکھ کر دوسرا پتھر اس پر مارو۔ چنانچہ اسی دن قابیل نے سورج میں غصے کا بھی اثر دیکھا کہ جو اس نے کیا وہی اثر سورج پر تھا چنانچہ گرمیوں میں آگ کا اور سردیوں میں برف کا اثر ہوتا ہے۔

- رسولِ انور ﷺ نے فرمایا کہ مومن کو اس کے دین میں رہنے کی گنجائش اس وقت تک رہتی ہے جب تک وہ قتل جیسا حرام کام نہیں کر لیتا۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جو شخص تباہی پر تُل جاتا ہے اس کے لئے سب سے برا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ حلال شے کو قتل کر کے حرام کام کرے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی مومن کو ارادہ سے قتل کرے' اس کو توبہ کرنا نصیب نہیں ہوتا کیونکہ بالا رادہ قتل والی آیت تو اس آیت کے بعد اُتری تھی:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۝ (سورۃ نساء: ۴۸)

''بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے' جسے چاہے' معاف کر دیتا ہے۔''

اور اسے منسوخ کرنے والی کوئی آیت ہمیں نہیں مل سکی۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حقیقت تو یہ ہے کہ جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی توبہ قبول ہونی

چاہیے لیکن صاحب شریعت علیہ نے خون بہانے کا دروازہ بند کرنے کو یہ ارشاد فرمایا جیسے شریعت میں دوسری حرام چیزوں کا حکم ہے۔ واللہ اعلم۔

- حضرت جعدہ بن خالد بن صمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں رسول اللہ علیہ کے ہاں حاضر تھا کہ ایک آدمی کو لایا گیا اور عرض کی گئی: یارسول اللہ! یہ شخص آپ کو قتل کرنا چاہتا ہے' اس پر آپ نے اس سے فرمایا: گھبرانے کی ضرورت نہیں' تم مجھے قتل بھی کرنا چاہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی توفیق ہی نہیں دے گا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب رسول اللہ علیہ نے فرات بن حیان کو اس وجہ سے قتل کرنے کا حکم دیا کہ وہ ابوسفیان کا قریبی ساتھی اور انصار کے ایک آدمی کا حلیف تھا تو وہ انصار کے کھڑے آدمیوں کے قریب سے گذرا اور کہنے لگا کہ میں مسلمان ہوں اور جب لوگوں نے اسے قتل کیلئے پکڑ لیا تو انصار میں سے ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ! اسے قتل نہ کرو کیونکہ ہم نے اسے اپنے آپ کو مسلمان کہتے سنا ہے' اس پر آپ نے فرمایا: تم میں سے وہ لوگ بھی ہیں جن کے ایمان میں کمزوری ہے' انہی میں سے فرات بن حیان ہے چنانچہ انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور قتل نہ کیا۔
- رسولِ اکرم علیہ نے فرمایا: جو بھی شخص لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہے' اس کیلئے یہ حلال نہیں کہ ان تینوں میں سے کسی اور مسلمان کا خون کرنا حلال سمجھے۔ شادی شدہ زنا کرنے والا' جان کے بدلے جان مارنے والا اور اپنا دین چھوڑ کر جماعت سے الگ ہو جانے والا۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو کچھ **کتاب الصوم** میں رسول اللہ علیہ سے گذر چکا ہے کہ روزہ چھوڑنے والا' نماز چھوڑ دینے والا اور خون بہانے والا آپ کے اس فرمان کے ماتحت ہے: ''اپنے دین کو ترک کرنے والا یہیں ہے''۔

ایک اور روایت میں ہے: تین شخصوں کے علاوہ کسی کا خون بہانا جائز نہیں: جو شادی شدہ ہو کر زنا کرتا ہے' اسلام لا کر کافر ہوتا ہے یا کسی کو قتل کرتا ہے' اس سے اسے قتل کیا جائے۔

ایک اور روایت میں ہے: کسی مسلمان کا خون بہانا تین وجوہ کے بغیر جائز نہیں: شادی شدہ آدمی ہو تو اسے سنگسار کیا جائے گا' وہ شخص جو کسی مومن کو بالا رادہ قتل کر دے اور وہ آدمی جو اسلام سے نکل جائے اور اللہ و رسول علیہ سے جنگ کیلئے تیار ہو' ایسے کو قتل کیا جائے گا' سولی دیا جائے گا یا جلا وطن کر دیا جائے گا۔

علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ یہ اس بارے میں دلیل ہے کہ کسی کافر کی وجہ سے کسی مسلمان کی پکڑ نہیں ہوتی اور پھر باب الردۃ میں حضور علیہ کو گالی دینے والے کا خون بہانے کا جواز آ رہا ہے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ علیہ سے سنا' آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا: اے عثمان! بھلا بتاؤ کہ اس دن کیا حالت ہو گی جب تم قیامت کے دن میرے سامنے آؤ

گے اور تمہاری رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا' میں پوچھوں گا کہ تمہارے ساتھ یہ معاملہ کس نے کیا ہے تو تم حکم قتل دینے والے' قتل کرنے والے اور ذلیل کرنے والے کا نام لو گے' ابھی ہم یہ باتیں کر ہی رہے ہوں گے کہ عرش کے نیچے سے کوئی آواز دے گا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے ساتھی شہیدوں کے ساتھ جانے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھا:

لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم○

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی کو قتل کرنے کے بدلے میں پیش کیا جائے اور اسے قتل کا حکم ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں' یا تو وہ معاف کر دے یا پھر اسے قتل کر دیا جائے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ بنو اسرائیل میں قصاص کا رواج تھا' دیت کا رواج نہ تھا لیکن اس اُمت کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى○ (سورۃ البقرہ: ۱۷۸)

''تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں' ان کے خون کا بدلہ لو۔''

چنانچہ ''جس قاتل کو اس کے مسلمان بھائی کی طرف سے معافی ہو جائے۔'' تو اس کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''معافی'' کا مطلب یہ ہے کہ بالا رادہ قتل کے بدلے میں ''دیت'' لینا مان لے اور (آیت میں) اچھی طرح سے اس معاملہ کو نمٹانے کا مطلب یہ ہے کہ دیت لینے اور دینے والا نہایت خوش اسلوبی سے یہ معاملہ طے کریں اور ذلك تخفيف من ربكم و رحمة میں جس تخفیف کا حکم ہوا ہے' وہ صرف بدلے میں قتل ہی کرنا ہوتا تھا۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سنا تھا کہ جس نے کسی مسلمان کو بالا رادہ قتل کر دیا تو اسے اس کا قصاص دینا ہوگا اور جو اس معاملہ میں روکاوٹ بنے گا' اس پر اللہ کی لعنت اور ناراضگی ہوگی' پھر اس کی خیرات وغیرہ بھی قبول نہ ہوگی۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے دیت لیکر بھی قتل کر دیا تو اسے اللہ معاف نہ کرے۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ ''اسے معاف نہ کیا جائے'' سے مراد یہ ہے کہ اس کا مال زیادہ نہ ہو اور ایسا شخص غنی نہ ہو' یہ اس کے خلاف دُعا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

ایک کے بدلے میں کئی لوگوں کو قتل کر دینا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کے بدلے میں پانچ یا سات آدمیوں کو غلط فہمی میں قتل کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ اگر اہل صنعاء تیار ہوں تو میں ان سب کو قتل کر دوں۔ واللہ اعلم۔

فصل:

دیوانے اور نشئی کے قتل کر دینے کا حکم

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ مروان نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ اس کے پاس ایک دیوانے کو لایا گیا ہے جس نے کسی شخص کو قتل کر دیا ہے (تو اس کا فیصلہ کیسے کروں؟) آپ نے لکھا کہ اسے باندھ لو لیکن قصاص نہ لو کیونکہ دیوانے پر قصاص لازم نہیں۔ پھر دوبارہ لکھا کہ اس کے پاس ایک نشئی لایا گیا ہے جس نے کسی کو قتل کر دیا ہے تو انہوں نے لکھا کہ اس قتل کے بدلے میں اسے قتل کر دو۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں یہ بتایا گیا ہے کہ کافر کے بدلے میں مسلمان کو قتل نہ کیا جائے گا' ذمی کو ناحق قتل کرنے کی سخت رکاوٹ ہے اور غلام کے بدلے میں آزاد کو قتل کرنے کا بیان ہے۔

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ کے پاس قرآن کے علاوہ بھی کوئی وحی موجود ہے؟ انہوں نے بتایا: اس ذات کی قسم جو دانہ اُگاتا اور مخلوق کو پیدا کرتا ہے ایسی کوئی وحی نہیں صرف قرآن کی سمجھ ہونی چاہیئے جو اللہ تعالیٰ کسی کو دیدے اور جو اس صحیفہ میں ہے۔ میں نے پوچھا: اس صحیفہ میں کیا ہے؟ انہوں نے کہا: قصاص قیدی کو چھوڑنا اور یہ کہ کسی مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل کیا جائے۔

- حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اکثر کہا کرتے تھے کہ یہودی اور نصرانی کی دیت بھی ویسے ہی ہوتی ہے جیسے مسلمان آزاد شخص کی۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' فرمایا: مسلمان اپنے خون میں برابر ہیں حالانکہ وہ اپنے مقابلے میں دوسروں پر عظمت رکھتے ہیں' ان کے ذلیلوں میں سے کم مرتبہ بھی ان کے برابر ہوتا ہے' سن لو کہ کو مسلمان کسی کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے اور نہ ہی کوئی عہد والا اپنے عہد میں۔

علماء فرماتے ہیں کہ یہ اس معاملے میں دلیل ہے کہ غلام کے بدلے میں آزاد کو پکڑ لیا جائے۔

- آپ نے فرمایا تھا: جس سے معاہدہ ہو چکا' اگر کوئی اسے قتل کر دے تو وہ جنت کی بو بھی نہیں حاصل کر سکے گا حالانکہ اس کی بو چالیس سال کی مسافت سے بھی آ جاتی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جس نے ایسے شخص کو قتل کیا جس سے کوئی معاہدہ ہو چکا اس کا اللہ و رسول ﷺ ذمہ لیتے ہیں تو وہ اللہ کے ذمہ کو توڑ رہا ہوگا۔

- آپ نے فرمایا: جو کسی غلام کو قتل کرے گا' اسے ہم بھی قتل کریں گے' جو کسی غلام کے ہاتھ کان کاٹے گا' ہم بھی کاٹیں گے اور جو کسی غلام کو خصّی کرے گا' اسے ہم بھی کریں گے۔

اکثر اہل علم کا فیصلہ یہ ہے کہ غلام کے بدلے میں اس کا آقا قتل نہ کیا جائے گا' انہوں نے حدیث میں تاویل کی ہے۔

- رسولِ اکرم ﷺ کے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا جس نے اپنے غلام کو جان بوجھ کر قتل کیا تھا' آپ نے اسے کوڑے لگوائے' ایک سال کیلئے جلاوطن کر دیا اور اس کے لئے مالِ غنیمت کا حصہ روک لیا' اس سے قصاص نہیں لیا تاہم ایک غلام آزاد کرنے کا حکم دیا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

والد اپنے لڑکے کو اور لڑکا اپنے والد کو قتل کر دے تو اس کا حکم

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے بیٹے کے بدلے میں اس کے باپ کو پکڑا ہوا تھا لیکن آپ نے اس سے قصاص نہیں لیا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مقتول بیٹے کے بدلے میں باپ کو قتل نہ کیا جائے اور پھر دیــــات کے آخر میں آ رہا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جرم کرنے والے کے جرم کا بوجھ اسی پر ہوگا' باپ کا بیٹے پر اور بیٹے کا باپ پر جرم شمار میں نہیں' پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی○ (سورۂ انعام: ۱۶۴)

(''اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔'')

ایک اور روایت میں ہے کہ حکمران کسی شخص کو باپ کے بدلے میں اور باپ کو بیٹے کے بدلے میں نہ پکڑے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

گواہ موجود نہ ہونے پر زانی کو قتل کرنیوالے کا حکم

حضرت ابن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کے پاس کسی کو دیکھا تو اسے قتل کر دیا یا کہا کہ دونوں کو قتل کر دیا تو اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فیصلہ دیا کہ: اگر وہ چار گواہ نہ لا سکے

تو اپنا سب کچھ اسے دیدے۔ پھر اس سے پہلے باب اللعان میں گذر چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو کھلے بندوں تو قتل کرنے کا حکم دیا تھا لیکن آہستہ سے اسے سمجھا دیا تھا کہ اسے قتل نہ کرے بلکہ دیت لے لے۔
واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

علاج کرنے اور زہر دینے کی وجہ سے کسی کے مرنے پر قتل کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو علاج کرنے میں مشہور نہ ہو (وہ علاج کرے تو مریض کے قتل ہو جانے کی صورت میں) وہ ضامن ہوگا۔

علماء فرماتے ہیں: اس علاج کا مقصد یہ ہے کہ وہ اس کی کوئی رگ کاٹ دے یا زخم چیر کر خون بہا دے یا کسی عضو پر داغ دے (تو اس صورت میں یہ سزا ہے) لیکن اگر طبیب دوائیاں وغیرہ دیتا ہے تو یہ سزا نہیں ہوگی۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے شخص کو ضامن شمار کرتے تھے تو کسی بچے کا ختنہ کرتے وقت اس کے عضو کا کچھ حصہ ہی کاٹ دے۔
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کے قتل کرنے کا حکم نہیں فرمایا تھا' جس نے آپ کو زہر دیا تھا جبکہ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ آپ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس میں بیوی کو قتل کرنے کا حکم بتایا گیا ہے' جس چیز سے قاتل قتل کرے' ویسی ہی چیز سے اسے قتل کا بیان ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ قاتل کا مثلہ بنایا جائے نہ بنایا جائے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے دو پتھروں کے درمیان لونڈی کا سر رکھ کر اسے کچل دیا' اس پر اس سے پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ ایسا کس نے کیا ہے؟ بہت سے لوگوں کا نام لیا گیا لیکن وہ سر ہلا دیتی کہ یہ نہیں' اسی دوران اس یہودی کا نام لیا گیا (جس نے مارا تھا) تو اس نے سر کے اشارے سے بتایا کہ ہاں یہی ہے چنانچہ اسے لایا گیا تو اس نے مان لیا۔ جس پر حضور ﷺ کے حکم سے اس کا سر دو پتھروں میں رکھ کر کچلا گیا۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عورت کے بدلے میں مرد کو قتل کرنے کا حکم دے دیا کرتے تھے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو عورتوں کا فیصلہ سنایا جن میں سے ایک نے دوسری کو کدال مار کر قتل کر دیا تھا اور پیٹ کے بچے کو بھی مار دیا تھا' آپ نے اسے قتل کرا دیا۔
- حضور ﷺ کان ناک وغیرہ کاٹنے سے منع فرماتے تھے (یعنی مُثْلَــہ بنانے سے) اور فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کام میں اچھا پہلو سامنے رکھنے کا حکم دیا ہے لہٰذا قتل بھی کرو تو مقتول سے سلوک اچھا کرو' ذبح کرو تو بھی ڈھنگ سے کرو' چھری کو خوب تیز کر لیا کرو اور اپنے ذبح ہونے والے جانور کو سکون دو۔
- آپ نے فرمایا: سب سے زیادہ بے فرمان وہ لوگ ہیں جو اہل ایمان کو قتل کرتے ہیں۔
- آپ کسی آدمی کو خصّی کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں بالا رادہ جیسے طریقے پر قتل کے حکم کا بیان ہے نیز اس شخص کا حکم بیان ہوا ہے جس نے کسی آدمی کو قابو میں لیا تو دوسرے نے اسے قتل کر دیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قتل بالا رادہ کے مشابہ قاتل کی ٹانگوں کو مضبوطی سے باندھ دو جیسے بالا رادہ والے کی باندھی جاتی ہیں لیکن اسے قتل نہ کرو کیونکہ شیطان لوگوں کے درمیان آ جاتا ہے تو تیاری اور ہتھیار اُٹھائے بغیر خون بہا دیا جاتا ہے۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غلطی سے قتل ہونے والا ویسے ہی ہوتا ہے جیسے ارادہ والا چھڑی یا ڈنڈے سے قتل کرتا ہے تو اس میں سو اونٹ دینا ہوں گے جن میں چالیس کے پیٹ میں بچے ہوں۔
- ایک روایت میں ہے کہ جس نے اندھے پن میں ایک دوسرے کو پتھر مارتے ہوئے (یا ڈنڈے مارتے ہوئے یا ایک دوسرے کو مارتے ہوئے) قتل کر دیا تو یہ غلطی والا قتل شمار ہوگا' اسے ویسے ہی جکڑا جائے جیسے غلطی سے قتل کرنے والے کو جکڑا جاتا ہے۔
- آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی کو پکڑ لیتا ہے اور دوسرا آ کر اسے قتل کر دیتا ہے تو ایسے میں قاتل کو قتل کیا جائے اور پکڑنے والے کو قید خانے میں قید کر دیا جائے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکڑنے والے کو مر جانے تک قید میں رکھنے کا حکم دیتے تھے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں دانت توڑنے پر بدلہ لینے کا حکم بیان ہوا ہے نیز اس شخص کا حکم بیان کیا گیا ہے جس نے کسی کا ہاتھ دانتوں میں لیا اور اس کے ہاتھ کھینچنے پر اس کا دانت ٹوٹ گیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی لڑکی کے سامنے والے دانت توڑ دیئے اور پھر اس لڑکی والوں سے معافی مانگی لیکن انہوں نے انکار کر دیا' پھر انہوں نے رشوت دینے کی کوشش کی تو انہوں نے پھر انکار کر دیا اور قصاص لینے پر اصرار کیا جس پر رسول اللہ ﷺ نے دانت کے بدلے دانت توڑنے کا حکم فرمایا۔ اس پر حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا ربیع کے دانت توڑ دیئے جائیں گے؟ نہیں' اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا دین دے کر بھیجا ہے' اس کے دانت نہیں ٹوٹنے چاہئیں۔ اس پر آپ نے فرمایا: اے انس! اللہ کی کتاب تو قصاص بتاتی ہے چنانچہ وہ لوگ خوش ہو گئے اور معاف کر دیا' آپ نے فرمایا: اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو اللہ پر قسم ڈالیں تو وہ پوری فرما دیتا ہے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی پیش کئے گئے جن میں سے ایک نے دوسرے کا ہاتھ چبا کھایا تھا' اس نے اپنا ہاتھ کھینچا تو چبانے والے کے اگلے دو دانت ٹوٹ گئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم ایسے کسی کا ہاتھ چباتے ہو جیسے سانڈھ چبا لیا کرتا ہے' تمہیں دیت نہیں ملے گی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے اسے باطل قرار دیا اور فرمایا: کیا تم اس کا گوشت کھانا چاہتے تھے؟

ایک روایت میں ہے کہ دانتوں سے چبانے والے کو فرمایا: اپنا ہاتھ نکالو چنانچہ اس نے بھی چبا کر چھوڑ دیا' اس پر اللہ کا فرمان آیا:

وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ○ (سورۂ مائدہ: ۴۵)

(اور زخموں میں بدلہ ہے)۔

- حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرا ایک مزدور تھا جو کسی انسان سے لڑا تو ایک نے دوسرے کا ہاتھ منہ میں لیا' اس نے اپنی انگلی کھینچی تو اس کے سامنے والے دو دانت اکھڑ کر گر گئے' وہ حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے اس کے دانت اکھڑوا دیئے اور فرمایا: کیا وہ اپنا ہاتھ تمہارے منہ میں رہنے دیتا کہ تم ایسے چباتے جیسے سانڈھ چباتا ہے۔

فصل:

منہ پر تھپڑ مارنے کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ دورِ جاہلیت میں موجود باپ کے سلسلے میں ایک آدمی کو لایا گیا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا' یہ بات اس کی قوم تک پہنچی تو انہوں نے کہا: ہم بھی یونہی تھپڑ مار کر رہیں گے جیسے انہوں نے مارا ہے چنانچہ انہوں نے ہتھیار پہن لئے نبی کریم ﷺ کو پتہ چلا تو آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے زمین پر رہنے والو! تم جانتے نہیں کہ یہ اللہ کے ہاں بہت پیارے ہیں؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول

اللہ ﷺ! آپ سے ان کا تعلق ہے؟ فرمایا: عباس مجھ سے ہیں اور میں ان سے، تم لوگ ہمارے فوت ہونے والوں کو گالیاں دے کر ہمیں تکلیف نہ پہنچاؤ۔ اس پر وہ لوگ حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! ہم آپ کی ناراضگی پر اللہ کی پناہ مانگتے ہیں چنانچہ آپ نے ان کی بخشش کیلئے دُعا فرمائی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اجازت کے بغیر بند گھر میں جھانکنے کا حکم

حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کے گھر کے دروازے میں سے جھانکا تھا، رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں کنگھی تھی جس سے بال سنوار رہے تھے، فرمایا: مجھے پتہ چل جاتا کہ تم ہو تو میں اسے تمہاری آنکھوں چبھو دیتا، اس طرح دیکھنے ہی کی وجہ سے اجازت لینے کا حکم دیا گیا ہے۔

- آپ نے فرمایا: اگر کوئی آدمی کسی کے گھر میں اجازت کے بغیر جھانکے اور گھر والا اس کی طرف پتھر پھینکے جس سے اس کی آنکھ پھوڑی جائے تو اس پر اسے حرج نہیں ہوگا۔
- یہ بھی فرمایا: جو شخص کسی کے گھر میں بلا اجازت جھانکے تو اس کو اجازت ہے کہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں، نہ دیت دینا ہوگی اور نہ ہی کوئی قصاص دینا پڑے گا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں زخم ٹھیک ہونے سے پہلے زخمی کرنے والے سے کسی کو کچھ مانگنے سے روکا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ خون میں تمام مرد و زن وارثوں کا حق ہوتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زخمی شخص کے زخم ٹھیک ہونے تک زخمی کرنے والے سے کوئی فائدہ اُٹھانے سے منع فرماتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے کسی کے گھٹنے پر سینگ مارا تو وہ اسے لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! مجھے بدلہ لے دیجئے، فرمایا: زخم ٹھیک ہو لینے دو، وہ پھر آیا اور عرض کی کہ اس سے بدلہ لے دیجئے، آپ نے بدلہ لے دیا تو وہ پھر آیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں لنگڑا ہو گیا ہوں، آپ نے فرمایا: میں نے تمہیں روکا تھا تو تم نے انکار کر دیا اور پھر ناراضگی سے فرمایا کہ چلے جاؤ اور فرمایا: زخم کا بدلہ اس وقت تک نہ لو جب تک زخمی درست نہ ہو جائے۔

- رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ عورت کے قصاص کے ذمہ دار اس کے عصبہ والے ہونگے خواہ کوئی ہوں تاہم وہ اس مال میں وارث بنیں گے جو وارثوں سے بچ جائے لیکن اگر وہ قتل ہو جائے تو اس کے قصاص میں

وارث شریک ہوں گے اور وہی قاتل کو قتل کریں گے۔

فصل:

قتل کا اقرار کرنے پر قصاص ثابت ہو جاتا ہے

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس کے ساتھ بندھا ہوا ایک حبشی تھا' عرض کی: یا رسول اللہ! اس نے میرے بھائی کو قتل کیا ہے۔ آپ نے پوچھا: کیسے قتل کیا ہے؟ اس نے عرض کی کہ میں اور یہ ایک درخت سے لکڑیاں کاٹ رہے تھے' اس نے مجھے گالی دے دی تو میں نے غصے میں آ کر کلہاڑا سر پر دے مارا حالانکہ میرا قتل کرنے کا ارادہ نہ تھا لیکن وہ قتل ہو گیا۔ آپ نے پوچھا: دیت دینے کیلئے کچھ مال ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں۔ فرمایا: اگر میں تمہیں مہلت دیدوں تو لوگوں سے مانگ کر لا سکتے ہو؟ اس نے عرض کی: نہیں۔ فرمایا: تمہارے آقا یہ دیت تمہیں دیدیں گے؟ اس نے عرض کی: نہیں۔ اس پر رسول اکرم ﷺ نے اس شخص سے فرمایا کہ اسے پکڑ لو چنانچہ وہ اسے قتل کرنے کیلئے لے چلا تو آپ نے بلایا اور فرمایا کہ اگر اس نے اسے قتل کر دیا تو یہ بھی اسی جیسا ہو جائے گا چنانچہ وہ اسے واپس لے آیا اور عرض کی: یہ لیجئے جیسے آپ کا حکم ہو' فرمایا: اسے چھوڑ دو' خود اس کے اور اپنے گناہ میں گرفتار ہو کر جہنم کا ایندھن بنے گا۔ اس نے اسے کھول دیا اور آزاد کر دیا۔

ایک اور شخص رسولِ اکرم ﷺ کے دور میں قتل ہوا اور مقتول کا والی اسے آپ کی خدمت میں لے آیا' قاتل نے عرض کی: یا رسول اللہ! بخدا میں نے اسے ارادہ کر کے قتل نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اگر یہ سچا ہے اور تم نے اسے قتل کر دیا تو تمہی جہنم میں جاؤ گے چنانچہ اس نے اسے چھوڑ دیا۔ اسے کجاوے کی رسّی سے باندھا گیا تھا چنانچہ اسے رسّی کو کھینچتے ہوئے نکال دیا گیا' یہی وجہ تھی کہ اسے ''ذوالنسعہ'' کہتے ہیں۔

کچھ علماء کہتے ہیں کہ آپ کے فرمان'' اگر اس نے قتل کر دیا تو یہ بھی اسی جیسا ہو جائے گا' اس آپ کا مقصد معافی دینے کے لئے تیار کرنا تھا اور خصوصاً اس لئے کہ قاتل یہ کہہ رہا تھا کہ میں نے بالا رادہ قتل نہیں کیا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

دو گواہوں کی گواہی سے قتل ثابت ہو جاتا ہے اور یہ بیان ہے وارثوں کو شہادت دینے میں میں کئی لوگ شامل ہو سکتے ہیں۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: سویرے سویرے خیبر میں ایک شخص قتل ہوا پڑا دیکھا گیا' اس کے ولی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے بات کی۔ آپ نے پوچھا: کیا تمہارے پاس اپنے ساتھی کے قتل پہ دو گواہ موجود ہیں؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہاں اس وقت کوئی مسلمان موجود نہ تھا' صرف یہودی تھے جو

اس سے بُرے کام کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم پچاس لوگ قسم کھا سکتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! جس بات کا ہمیں علم ہی نہیں' اس کی قسم کیسے کھائیں؟ آپ نے فرمایا: یہودیوں میں سے کوئی سے پچاس آدمی قسم کھالیں چنانچہ انہوں نے بندے تیار کر کے قسم کھائی تو کافی لوگوں نے عرض کی کہ کافروں سے قسم کا اعتبار کیوں کریں۔ اس پر آپ نے یہودیوں کی طرف سے خود سو اونٹ صدقہ کے اونٹوں سے دیدئے کیونکہ وہ مقتول ان کے درمیان سے ملا تھا' آپ نے خون بہانا پسند نہ فرمایا۔

- آپ کئی مرتبہ یوں فرماتے کہ ''قسامت کے علاوہ' گواہ پیش کرنا تو دعویٰ کرنے والے پر لازم ہے لیکن انکار کرنے والے کو قسم دینا ہوگی۔''
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ دورِ جاہلیت میں قسامت کو برقرار رکھتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک آدمی سے ستر قسمیں لی تھیں۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمدان کے علاقے میں ایک مردہ شخص ملا' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں یہ بات پہنچی تو آپ نے وہاں کے لوگوں سے قسم مانگی تو انہوں نے کہا: نہ ہم نے قتل کیا ہے اور نہ ہی ہم اس کے قاتل کو جانتے ہیں' پھر آپ نے ان کے ذمہ دیت لگائی اور فرمایا: اے اہل ہمدان! اگر تم اپنی قسموں کے ذریعے اپنے خون بہاؤ گے تو مسلمان کا یہ خون باطل نہیں ہوگا۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ قتل شدہ اگر آدمی جنگل میں زمین پر ملے تو اس کی دیت بیت المال سے ہوگی تا کہ اسلام میں کسی کا خون ضائع نہ ہونے پائے اور جو قتل دو بستیوں کے درمیان ہو تو اس کے ذمے دار قریب والے ہوں گے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس میں بتایا گیا ہے کہ کیا قصاص کسی شے سے پورا کیا جاسکتا ہے؟ اور کیا حرم میں حد قائم کی جاسکتی ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے' سر انور پر خود تھا اور جب اسے اُتارا تو ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے قتل کر دو اللہ تعالیٰ نے ہاتھیوں کو مکہ آنے سے روک دیا تھا' اللہ نے اپنے رسول ﷺ اور مسلمانوں کو اس پر قابو دے دیا ہے' یہ مجھ سے پہلے کسی اور کیلئے (خون بہانے کیلئے) حلال نہ تھا' میرے لئے دن میں ایک گھڑی بھر کی خاطر حلال ہوا ہے' میرے بعد کبھی بھی کسی کیلئے حلال نہ ہو سکے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرم قرار دیا ہے' لوگوں نے نہیں کیا' لہٰذا اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے کسی شخص کیلئے یہ کام حلال نہیں کہ اس میں خون بہائے اور جو تمہیں کہے کہ رسول اللہ ﷺ کیلئے جائز ہے تو اس

سے کہہ دو کہ انہیں تو اللہ نے اجازت دی' کسی اور کو نہیں دی' مجھے بھی تو اللہ نے دن میں تھوڑی دیر کے لئے چھٹی دی ہے اور وہ حرمت آج پھر ویسے ہوگئی ہے جیسے کل تھی اور اب قیامت تک رہے گی' یہاں سننے والے غائب لوگوں کو یہ بات بتا دیں اور جب ابوشریح خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ اطلاع دی جبکہ وہ مکہ بھیجنے کیلئے لشکر تیار کر رہے تھے تو وہ کہنے لگے: اے ابوشریح! میں اسے تم سے زیادہ جانتا ہوں' یہ جرم کسی گنہگار کو واپس نہیں لاتا اور نہ خون اور جزیہ سے بھاگنے والے کو واپس لاتا ہے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا تھا کہ اگر میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل کو حرم میں پالیتا تو اسے گرفتار نہ کرتا جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس شخص پر حد لگاتے تھے جس پر حد لاگو ہوتی اور وہ حرم میں پناہ لیتا لیکن یہ حد اس وقت لگاتے جب وہ حرم سے باہر چلا جاتا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

قصاص معاف کرنا اور اس کی سفارش کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ جب بھی کوئی شخص کسی کا ظلم معاف کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عزت دیتا ہے اور جس شخص کو بھی کوئی جسمانی تکلیف پہنچے اور وہ معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بڑھاتا ہے اور گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے آپ سے بھی بدلہ لیتے تھے چنانچہ باب النکاح میں گذر چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے پہلو میں چھڑی چبھوئی تو اس نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے اس کا بدلہ دیجئے چنانچہ آپ نے اپنے اسی پہلو سے کپڑا اٹھایا' اس نے وہاں بوسہ دیا لیکن چبھویا نہیں۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس وہ شخص لایا گیا جس نے کسی کو قتل کیا تھا' قتل شدہ کے وارث آ گئے اور ان میں سے ایک نے اسے معاف کر دیا' پہلو میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جن سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس نے قتل کو ویسے ہی رہنے دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے مونڈھے پر ہاتھ مار کر کہا: بچاؤ کرتے ہیں' علم سے بھرے ہوئے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ وہ شخص سب کا سانجھا تھا اور جب ایک نے معاف کر دیا تو گویا ایک جان زندہ رکھی۔ لہٰذا وہ اس وقت اپنا حق نہیں لے سکتا جب تک دوسرے نہ لیں' حضرت عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آپ کی رائے کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اس کی دیت اس کے مال میں رکھی جائے اور جس نے معاف کیا' اس کا حصہ اُٹھا لیا جائے' یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میری رائے بھی یہی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

قاتل کی توبہ کے بارے میں بتایا گیا ہے اور قتل کرنے پر سختی دکھائی گئی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کے فیصلوں میں سب سے پہلے خونوں کے فیصلے ہوں گے چنانچہ باب کے شروع میں گذر چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بھی کوئی ظالمانہ طریقے سے قتل کیا جاتا ہے تو حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے کو بھی اس خون کا گناہ ہوتا کیونکہ سب سے پہلے قتل اسی نے کیا تھا۔

- آپ نے فرمایا: جو شخص کسی شخص کو قتل کرانے میں ذرا سا بھی زبانی حصہ لیتا ہے تو اللہ سے ملاقات کے موقع پر اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہو گا کہ یہ شخص اللہ کی رحمت سے اُمید نہ رکھے۔

  علماء کرام فرماتے ہیں کہ ذرا سا زبانی حصہ لینے سے مراد یہ ہے کہ مثلاً یہ چار حرف یونہی کہہ دے اُقْ تُ لُ۔

- آپ فرماتے تھے: بہت اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قتل کو معاف فرما دے لیکن اس شخص کو نہیں بخشے گا جو کافر مرے یا کسی کو ارادہ سے قتل کر دے۔

- آپ نے فرمایا: جب دو مسلمان تلواریں تانے آمنے سامنے ہوں اور ایک ان میں سے دوسرے کو قتل کر دے تو دونوں ہی جہنم میں جائیں گے۔ اس پر پوچھا گیا: ایک تو قاتل ہے لیکن دوسرے کا کیا گناہ؟ آپ نے فرمایا: اس پر بھی اس کو قتل کرنے کا بھوت سوار تھا۔

- آپ نے بتایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص کو زخم لگا تھا' وہ چلایا اور چھری لے کر اپنا ہاتھ ہی کاٹ لیا چنانچہ خون بہا اور وہ مر گیا جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے میرے پاس آنے میں جلدی کی ہے لہٰذا میں نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔

- آپ نے فرمایا: جس شخص اپنے آپ کو تیز دھار آلے سے قتل کر لیا تو (قیامت کے دن) چھری اس کے ہاتھ میں ہو گی' وہ اسے اپنے پیٹ میں گھونپے گا اور پھر وہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں رہے گا اور جو زہر کھا کر مر جائے تو زہر اس کے ہاتھ میں ہو گی اور وہ جہنم میں اسے تھوڑا تھوڑا لے گا اور ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جس نے پہاڑ سے اپنے آپ کو گرا کر ہلاک کر لیا' اسے جہنم میں بھی گرایا جائے گا اور وہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں رہے گا۔

- حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر میں کسی کافر کو ملوں اور وہ مجھ سے جھگڑنے لگے وہ میرے ہاتھ کو تلوار پر مار کر کاٹ دے' پھر درخت کی اوٹ میں مجھ سے پناہ لے لے

اور کہے کہ میں اللہ پر ایمان لایا تو کیا اسے قتل کر دوں؟ فرمایا: قتل نہ کرو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! اس نے میرا ہاتھ پہلے کاٹا اور بعد میں بولا تو میں اسے قتل کر دوں؟ فرمایا: نہ قتل کرنا' اگر تم اسے قتل کر دو گے تو وہ تمہارے اس مقام پر ہوگا جہاں تم اسے قتل کرنے سے پہلے تھے اور تم وہاں ہو گے جہاں وہ یہ بات کرنے سے پہلے تھے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ لئے تو اس کے دونوں ہاتھوں سے خون بہنے لگا چنانچہ وہ مر گیا' وہ طفیل بن عمرو کا ساتھی تھا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی تھی۔ حضرت طفیل کہتے ہیں کہ میں نے اسے خواب میں دیکھا' بہت اچھی حالت میں تھا اور ہاتھ ڈھانپ رکھے تھے۔ میں نے پوچھا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کرنے کی وجہ سے بخش دیا ہے اور کہا ہے کہ تیرے فساد کی وجہ سے ہم تجھے صحیح نہیں کریں گے۔ حضرت طفیل کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بات کی تو آپ نے فرمایا: الٰہی! اس کے ہاتھوں کو معاف کر دے۔
- رسول اللہ ﷺ اکثر اس عہد پر بیعت لیتے تھے کہ لوگ ناحق کسی کو قتل نہ کریں۔
- آپ فرماتے تھے کہ اگر کسی نے دوسرے کو ہلاک کیا اور دُنیا میں اسے سزا مل گئی تو یہ اس کیلئے کفارہ بن جائے گی اور اگر اس نے ایسا کیا اور اللہ نے اسے دنیا میں چھپائے رکھا تو پھر اس کا معاملہ اللہ پر ہے' چاہے تو اسے معاف فرمائے اور چاہے تو سزا دے۔
- آپ ہی نے بتایا کہ تم سے پہلے وقت میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے قتل کئے اور پھر زمین میں سب سے زیادہ علم والے کے بارے میں پوچھا تو کسی نے ایک راہب کا پتہ بتایا چنانچہ وہ اس کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ میں نے ننانوے قتل کئے ہیں تو کیا میری بھی بخشش ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا: نہیں تو اس نے اسے قتل کر دیا جس سے سو قتل پورے ہو گئے۔ اس کے بعد روئے زمین پر سب سے زیادہ علم والے کا پتہ پوچھا' اسے ایک عالم کا پتہ بتایا گیا' وہ پہنچا اور اس سے پوچھا کہ میں سو قتل کر چکا ہوں' میری بھی بخشش ہو سکے گی یا نہیں؟ اس نے کہا کہ ہو سکتی ہے' وہ بخشش کرے گا جو تیرے اور توبہ کے درمیان حائل ہے' فلاں مقام پر چلے جاؤ' وہاں کچھ لوگ ملیں گے جو عبادت کرتے ہوں گے' انکے ساتھ مل کر عبادت کرتے رہو لیکن اپنے علاقے میں نہ آنا کیونکہ یہ علاقہ بُرا ہے۔

وہ چل پڑا اور جب آدھا راستہ طے کر لیا تو اسے موت آ گئی' اب رحمت اور عذاب والے فرشتے جھگڑے لگے' رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ یہ توبہ کر کے اللہ کی طرف آ رہا ہے تو اللہ نے بھی اسے قبول کر لیا ہے' عذاب کے فرشتوں نے کہا کہ اس نے ابھی تک نیک عمل تو کیا نہیں۔ اسی دوران ایک اور فرشتہ انسانی شکل میں آیا تو انہوں نے اس سے بات کی' اس نے کہا کہ دونوں طرف کا فاصلہ ناپو جس کے زیادہ قریب ہوگا' وہی اس کا فیصلہ ہوگا' انہوں نے پیمائش کی تو اس سرزمین کا فاصلہ کم تھا جدھر وہ جا رہا تھا چنانچہ رحمت کے فرشتوں نے اسے پکڑ لیا۔

حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہاں اپنے ایک ساتھی کے بارے میں حاضر ہوئے جس نے قتل کر کے جہنم خریدا تھا' آپ نے فرمایا کہ اس کی طرف سے غلام آزاد کرو جس کے ہر عضو کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کو جہنم سے بچالے گا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

قتل ہونیوالے اور ظالمانہ طریقہ سے مارے جانیوالے کے پاس جانا منع ہے

رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ تم میں سے کوئی بھی ایسے شخص کے قریب نہ جائے جسے قتل کیا جا رہا ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ مظلوم ہو تو اس پر ناراضگی کا اثر تم تک بھی پہنچ سکتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے ہو سکتا ہے کہ وہ مظلوم قتل ہو' وہ سختی اور ناراضگی تم پر بھی آ جائے تو تم بھی قتل ہو جاؤ۔

ایک اور روایت میں ہے کہ تم میں سے کوئی ایسے مقام پر کھڑا نہ ہو جہاں کسی کو ظالمانہ طور پر مارا جا رہا ہو کیونکہ وہاں موجود ہونے والے پر لعنت برستی ہے کہ وہ اسے چھڑاتا نہیں اور اس مقام پر کھڑے نہ ہوا کرو جہاں کوئی مظلوم قتل کیا جا رہا ہو کیونکہ جب وہ اسے روکے گا نہیں تو اس پر لعنت ہو گی۔

آپ ہی نے فرمایا جو مسلمان ناحق طور پر کسی مسلمان کی پشت خالی چھوڑ دیتا ہے تو اللہ سے ملتے وقت اللہ اس پر ناراض ہو گا۔

آپ اکثر فرماتے تھے کہ مومن کی پیٹھ جب تک وہ راہ راست پر ہے' محفوظ ہونی چاہیے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کِتَابُ الدِّیَاتِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے ہاتھوں گواہوں کی موجودگی میں مجرم قتل ہو جاتا ہے تو اسے قصاص دینا ہوگا' ہاں مقتول کے وارث راضی ہو جائیں تو قصاص نہ ہوگا۔ اگر جان قتل ہو جاتی ہے تو اس کی دیت سو اونٹ ہے' علاوہ ازیں پورا کان کاٹنے پر دیت ہوتی ہے لیکن ناک کا بانسہ کاٹنے پر آدھی دیت دینا پڑتی ہے' زبان کاٹنے پر دیت ہوتی ہے' دونوں ہونٹ کاٹنے پر دیت لاگو ہوتی ہے' دو انڈے (نل) گنوانے پر دیت لازم ہے' پیٹھ زخمی کرنے' دونوں آنکھیں گنوانے پر دیت ہے ایک پاؤں کاٹنے پر آدھی دیت ہے۔ عضو تناسل کاٹنے پر دیت لازم ہے' گدی پر مارنے اور پیٹ زخمی کرنے پر ایک تہائی دیت ہے' ہڈی ٹوٹ کر منتقل ہونے پر پانچ اونٹ ہیں' ہاتھ اور پاؤں کی کسی بھی انگلی کاٹنے پر دس اونٹ دیت دینا ہوتی ہے' دانت توڑنے پر پانچ اونٹ دیت ہے' زخم کرنے پر ہڈی نظر آ جانے کی صورت میں پانچ اونٹ ہیں' عورت کے بدلے آدمی کو قتل کیا جاتا ہے اور سونے والوں کو ایک ہزار دینار دینا ہوتا ہے۔

- رسول انور ﷺ اکثر ارشاد فرمایا کرتے کہ یہ اور یہ برابر ہیں' مقصد یہ بتانا تھا کہ انگوٹھا اور چھوٹی انگلی توڑنے کی دیت ایک جیسی ہے' دونوں ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں میں سے ہر انگلی کی دیت ایک جیسی ہے یعنی دس اونٹ دینا ہوں گے۔
- آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ دیت میں سب دانتوں کو ایک جیسا سمجھو' اگلے دانت اور ڈاڑھیں ایک جیسی ہیں۔
- آپ آنکھ کو ضائع کرنے کے بارے میں ایک تہائی دیت کا حکم دیتے تھے' ہاتھ کے لنجا کرنے پر بھی تہائی دیت کا حکم فرماتے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایسے شخص کو چار دیت دینے کا حکم دیا تھا جس نے کسی آدمی کو مارا تو اسکا کان' آنکھ' کلام اور عقل ضائع کر دی تھی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

ذِمّی (جزیہ دیکر دارالسلام میں رہنے والے) کی دِیت کا بیان

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کافر کی دیت مسلمان کے مقابلے میں آدھی ہوتی ہے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ یہودیوں اور نصرانیوں کے قتل ہونے پر ان کی دیت مسلمانوں کے مقابلے میں آدھی دینا ہوتی ہے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کے دور میں دیت آٹھ ہزار آٹھ سو درہم ہوتی تھی اور اہل کتاب کی دیت آدھی ہوتی تھی' یہ سلسلہ یونہی جاری رہا اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آ گیا' آپ نے یوں خطبہ دیا کہ آج کل اونٹ مہنگے ہو گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سونے والوں پر ایک ہزار دینار لازم کر دیئے اور چاندی والوں پر بارہ ہزار درہم لاگو کئے' گائے رکھنے والوں کو دو سو گائے دینے کا حکم دیا اور بکریوں والوں کو ایک ہزار بکری دینے کا حکم دیا جبکہ لباس والوں کو دو سو لباس دینے کو کہا جبکہ یہودی اور نصرانی کی دیت چار ہزار مقرر کی اور مجوسی کی آٹھ سو۔
- حضرت ابوموسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ ایک مسلمان نے ایک اہل کتاب شخص کو قتل کر دیا ہے اسکے جواب میں انہوں نے لکھا کہ اگر اس نے چوری چھپے یا لڑائی کر کے قتل کیا ہے تو اس کی گردن اُڑا دو اور اگر بدقسمتی سے اس نے غصے میں قتل کیا ہے تو اسے چار ہزار درہم دینے کو کہیے۔

پھر حضرت ابوموسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس مسلمان کے بارے میں بھی لکھا جس نے ایک مجوسی کو قتل کر دیا تھا کہ اس کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ تو آپ نے لکھا کہ یہ لوگ غلام کے درجے میں ہیں لہٰذا ان کی قیمت آپ اپنے ہاں کے غلاموں جتنی لگائیں چنانچہ حضرت ابوموسےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں آٹھ سو درہم لکھ بھیجے تو انہوں نے مجوسی کے حق میں یہی مقرر کر دیئے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

عورت کو قتل کرنے یا اس قتل سے کم پر دیت کا حکم

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عورت کو قتل کرنے کی دیت اس وقت تک آدمی جیسی ہے جب تک اس کے دو تہائی تک نہیں پہنچ جاتی۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن مسیتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ عورت کی انگلی کاٹنے پر کتنی دیت ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ دس اونٹ۔ پھر ان سے پوچھا کہ دو انگلیاں کاٹ دینے پر کتنی دیت ہوگی؟ تو انہوں نے کہا کہ بیس اونٹ' پھر پوچھا کہ تین انگلیوں کی دیت کیا ہوگی؟ تو انہوں نے کہا کہ تیس اونٹ ہوگی' میں نے پوچھا کہ چار پر کتنی ہوگی؟ تو انہوں نے کہا کہ چالیس اونٹ ہوگی۔ پھر میں نے پوچھا کہ جب اس کا زخم زیادہ ہوا اور تکلیف زیادہ ہو تو کیا دیت میں کمی آئے گی؟ تو انہوں نے پوچھا: کیا تم عراقی ہو؟ میں نے کہا: نہیں بلکہ ثابت قدم عالم ہوں یا ابھی سیکھنے والا جاہل ہوں۔ انہوں نے کہا' اے میرے بھائی! سنت طریقہ یہی ہے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

ماں کے پیٹ میں بچے کی دیت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنولحیان کی ایک عورت کے مردہ بچہ پیدا ہونے پر فیصلہ فرمایا (اس کے بال اُگ آئے تھے) کہ ایک غلام یا لونڈی آزاد کر دو' پھر وہ عورت فوت ہوگئی جس کے بارے میں یہ فیصلہ دیا تھا' آپ نے فرمایا: کہ اس کی وراثت اس کے بیٹوں اور شوہر کو دیدو اور عورت کی ذمہ داری اس کے عصبات پر ہوگی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ بنو ہذیل کی دو عورتیں لڑ پڑیں تو ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر مار کر قتل کر دیا اور پیٹ والا بچہ بھی مار دیا اور جھگڑا لے کر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے' آپ نے فیصلہ دیا کہ جنین (پیٹ کا بچہ) کی دیت غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے اور عورت کی دیت کے بارے میں فیصلہ دیا کہ عورت کی دیت اس کے عاقلہ (قریبی رشتہ دار) پر ہوگی۔ وہ غلام یا لونڈی آزاد کرے گا۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ عورت کا بچہ گرانے پر آپ نے فیصلہ دیا عاقلہ کو غلام یا لونڈی لازم ہے۔

حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے دورِ جاہلیت میں آٹھ بیٹیاں زندہ دفن کر دی تھیں' اس سلسلے میں مجھ پر کیا کچھ لازم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہر بچی کے بدلے میں ایک گردن آزاد کر دو' میں نے عرض کی کہ میرے پاس تو اونٹ ہیں' آپ نے فرمایا: چاہو تو پھر ہر بچی کی طرف سے ایک بدنہ (اونٹ یا گائے) دے سکتے ہو۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

میدانِ جنگ میں کسی کو کافر سمجھ کر قتل کیا، وہ مسلمان نکلا تو اس کا حکم

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ اُحد کے دن حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد یمان پر مسلمانوں کی تلواریں چل گئیں، کسی کو ان کا پتہ نہ چل سکا اور انہیں قتل کر دیا گیا۔ رسول اکرم ﷺ نے دیت کا فیصلہ فرمایا حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یہ دیت مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائے اور ساتھ ہی انہوں نے قاتلوں سے کہا کہ اللہ تمہیں معاف فرمائے کیونکہ وہ سب سے بڑا مہربان ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بار بار آواز دی تھی کہ یہ میرے والد ہیں لیکن جنگ میں مشغول ہونے کی وجہ سے کسی نے آواز نہ سنی تھی۔

فصل:

زُبیہ کا مسئلہ اور کسی سبب سے قتل

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف روانہ فرمایا، ہم ایسے لوگوں کے پاس پہنچے جنہوں نے شیر کیلئے باڑا بنا رکھا تھا، وہ ایک دوسرے کو ہٹا رہے تھے کہ اسی دوران ایک آدمی گرا، اس کا ہاتھ دوسرے کو لگا اور یوں چار آدمی اس میں گر گئے، ایک شیر نے ان پر حملہ کر دیا، ایک آدمی نے اس پر وار کیا اور اسے قتل کر دیا اور وہ چاروں اپنے زخموں کی وجہ سے مر گئے جس پر پہلے شخص کے وارث ہتھیار لے کر آخری کے وارثوں کو قتل کرنے گئے، اسی دوران حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے اور فرمایا: تم رسول اکرم ﷺ کے ہوتے میں قتل کرنے چلے ہو؟ تمہارا فیصلہ میں کر دیتا ہوں، اگر میرا فیصلہ تمہیں پسند ہوا تو ٹھیک ہے ورنہ رُک جاؤ اور آپ کے پاس چلے جاؤ، وہ تمہارا فیصلہ فرما دیں گے تاہم کوئی زیادتی کرے تو اسے یہ حق نہیں ہے۔ ان قبیلوں کو بلاؤ جنہوں نے یہ گڑھا کھودا ہے، اس میں چوتھائی، آدھی، دو تہائی اور مکمل دیت کا فیصلہ ہوگا چنانچہ پہلے پر چوتھائی دیت لازم ہے کیونکہ اس پر آنے والے تین ہلاک ہوئے، دوسرے کو ایک تہائی، تیسرے کی آدھی دیت اور چوتھے کی مکمل دیت دینا ہوگی۔

اس فیصلے پر وہ راضی نہیں ہوئے چنانچہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ مقامِ ابراہیم کے پاس تھے، انہوں نے واقعہ عرض کیا تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ برقرار رکھا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے جمع ہونیوالوں کے قبیلوں پر یہ دیت لازم فرمائی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اندھے شخص کا فیصلہ کیا' اسے ایک آنکھوں والا لئے جا رہا تھا کہ کنوئیں میں گر گیا' اندھا اس آنکھوں والے پر جا گرا' آنکھوں والا مر گیا تو آپ نے یہ فیصلہ دیا کہ دیت اندھے پر لازم ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جب بھی حج کا موسم آتا تو یہ شعر پڑھتے:

''اے لوگو! میں ایک عجیب شخص سے ملا ہوں' کیا یہ بھی ہوتا ہے کہ تندرست اور دیکھنے والے کی دیت ایک اندھا دے؟ دونوں اکٹھے گرے تھے اور ایک مر گیا۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک سائل مدینہ والوں کے گھروں میں سوال کرنے آیا' لوگوں سے پانی مانگا لیکن کسی نے نہ دیا اور وہ مر گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے ان لوگوں پر دیت لازم کر دی۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص کسی نابینا کے پاس بیٹھا ہو اور اندھا اسے مار دے تو یہ قتل شمار ہوگا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

فصل:

دیت میں دی جانے والی مختلف چیزیں اور اونٹ کے دانتوں کی دیت کا حکم

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو غلطی سے قتل کر بیٹھے تو اس کی دیت سو اونٹ ہے' تیس بنت مخاض (دوسرے سال میں داخل اونٹنی)' تیس بنت لبون (تیسرے سال میں داخل اونٹنی)' تیس حقے (چوتھے سال میں داخل اونٹنی) اور دس بنو لبون (دوسرے سال میں داخل اونٹ)۔

ایک اور روایت میں ہے کہ غلطی سے قتل کی دیت بیس حقہ' بیس جذعہ (پانچویں سال میں داخل اونٹنی)' بیس بنت مخاض' بیس بنت لبون اور دس ابن مخاض ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ والوں پر اونٹ دیت لازم فرمائی' گائے والوں پر دو سو گائے' بکریوں والوں پر دو ہزار بکریاں اور کپڑے والوں پر سو لباس دینا لازم کیا۔

آپ نے فتح مکہ کے دن فرمایا تھا کہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک شخص قتل ہوا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے

اس کی دیت بارہ ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

عاقلہ اور اس کی ذمہ داری

رسولِ اکرم ﷺ نے قتل ہونے والی عورت اور اس کے پیٹ والے بچے کی دیت کا بوجھ عاقلہ پر ڈالا۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لکھا کہ ہر بطن پر دیت ہے اور پھر لکھا کہ غلام کیلئے یہ جائز نہیں کہ اپنے آقا کی اجازت کے بغیر کسی کا والی ونگران بنے اور جب رسول اللہ ﷺ نے پیٹ کے قتل شدہ بچے کا فیصلہ فرمایا تو اس عورت کے شوہر اور بیٹوں کو اس کا وارث بنایا۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ بنو ہذیل کی دو عورتیں لڑیں جن میں سے ایک نے دوسری کو قتل کر دیا' دونوں کے شوہر بھی تھے اور بچے بھی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے قتل شدہ عورت کی دیت قتل کرنے والے کے قریبی رشتہ دار پر ڈال دی جس سے اس کا شوہر اور بچہ بری ہو گئے' اس پر قتل شدہ عورت کے عاقلہ نے کہا کہ اس کی وراثت ہماری ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ اس کی وراثت اس کے شوہر اور بچے کی ہو گی۔

یہ روایت اس بات کی دلیل ہے کہ قتل شدہ عورت کا بچہ اس کا عاقلہ نہیں ہوتا۔

- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ فقیر لوگوں کے ایک غلام نے امیر لوگوں کے ایک غلام کا کان کاٹ دیا' اس کے گھر والے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! ہم فقیر لوگ ہیں۔ اس پر آپ نے ان پر کوئی شے لازم نہیں فرمائی۔

اس روایت میں یہ دلیل موجود ہے کہ جو بوجھ عاقلہ پر پڑتا ہے وہ ان کے فقر کی وجہ سے گر جاتا ہے اور قاتل پر نہیں آتا تھا پھر اس سے پہلے حضور ﷺ کا یہ فرمان گذر چکا ہے: جو بھی کوئی جرم کرتا ہے' اپنی ہی جان پر کرتا ہے' والد کا اپنے بیٹے پر جرم شمار نہیں ہوتا اور نہ ہی بیٹے کا اپنے والد پر ہوتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ کسی شخص کو اس کے باپ کے جرم میں نہ پکڑا جائے اور نہ ہی اسکے بھائی کے جرم میں۔

- ایک مرتبہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' ان کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی' انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ لوگ بنو فلاں ہیں جنہوں نے فلاں شخص کو قتل کر دیا ہے' اس پر آپ نے فرمایا کہ جو بھی جرم کرتا ہے' اپنے آپ ہی پر کرتا ہے۔
- آپ نے فرمایا کہ عاقلہ اگر اعتراف کر لے تو اس پر کوئی چیز لازم نہ کرو۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عمد' صلح' اعتراف کرنا اور غلام عاقلہ پر دیت لازم

نہیں کرتے۔

- حضرت زھری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کئی مرتبہ فرمایا کرتے: شروع سے یہ طریقہ چلا آ رہا ہے کہ کسی عاقلہ نے بالا رادہ قتل کی دیت کا بوجھ نہیں اُٹھایا البتہ وارث چاہیں تو ایسا ہو سکتا ہے اور یہ طریقہ بھی چلا آیا ہے کہ آدمی جب غلطی کرکے اپنی بیوی کو پتھر سیمار دے تو وہ اس کی دیت دے گا اور اس کا وارث نہیں بنے گا اور اگر اسے ارادہ سے قتل کیا ہے تو اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔

فصل:

حملہ کرنے اور چوپائیوں کے نقصان کرنے کا حکم

حضرت حزام بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''گھر حرم ہوتا ہے اور جو تمہارے ہوتے گھر میں داخل ہو تو اسے نکال دو اور اگر نہیں نکلتا تو اسے مارو۔''

ایک روایت میں ہے کہ اسے قتل کر دو۔

- رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ جس شخص کا مال کوئی ناحق لینا چاہے وہ لڑے اور قتل ہو جائے تو شہید ہوگا اور جو کچھ کے سامنے قتل ہو جائے وہ بھی شہید ہے۔
- حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اونٹنی ایک انصاری شخص کے باغ میں داخل ہوئی اور اس نے باغ بگاڑ دیا جس پر رسولِ اکرم ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ مال والوں پر دن کے وقت اس کی حفاظت لازم ہے اور جو نقصان کرنے والے مویشیوں کے مالک ہیں انہیں چاہیے کہ رات کے وقت ان کی حفاظت کریں اور مویشی رکھنے والوں کے جانور اگر رات کو تباہی کریں تو نقصان ان کے ذمے ہوگا۔
- آپ اکثر فرماتے تھے کہ مویشیوں کی دیت معاف ہے کنوئیں اور معدن (کان) کی معاف ہے۔

ایک روات میں ہے کہ کان کا زخمی ہونا معاف ہے اور مویشی کا زخمی ہونا معاف ہے۔

ایک اور روایت میں ہے پاؤں معاف ہے یعنی جب چوپایہ پاؤں مارے اور اس کا مالک بھی سوار ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ آگ میں معافی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ چوپایہ پاؤں مارے تو اس میں معافی ہے۔

- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک غلام لایا گیا جو کسی آدمی کے گھر میں داخل ہوا تو اسے اس آدمی کی اونٹنی نے مارا اور قتل کر دیا غلام کے ولیوں نے اس کی کونچیں کاٹنے کا ارادہ کیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلام کا خون باطل قرار دیا اور باپ پر اونٹنی کی قیمت لاگو کر دی۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عاملوں پر سختی کرتے اور ان سے لوگوں کے حقوق لے کر دیتے چنانچہ آپ کے عامل نے ایک شخص کو نہر میں داخل ہونے کیلئے مجبور کیا تا کہ لشکر کیلئے اس کی گہرائی کا پتہ کر کے بتائے لیکن وہ فوت ہو گیا جس پر آپ نے اس عامل کو عہدہ سے ہٹا دیا اور کہا کہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ طریقہ رواج پا جائے گا تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا پھر ایک اور عامل نے رعیت کے کسی شخص کو مجبور کیا کہ درخت پر چڑھے تا کہ دشمن کا پتہ کر کے لشکر کو بتائے، وہ گر کر فوت ہو گیا تو آپ نے کہا: جاؤ اور اس کے گھر والوں کو دیت ادا کرو اور آج کے بعد میں تجھے دیکھنے نہ پاؤں۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ اونٹ، گائے یا گدھا اور باقی ضرر دینے والے جانور تین مرتبہ ان گھر والوں کو واپس دیدو اور پھر باغ کے محفوظ ہونے کی صورت میں ان کی کونچیں کاٹ دو۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹ کی آنکھ نکل جانے کی صورت میں اس کی آدھی قیمت لے کر دیتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ اونٹ کی آنکھ ضائع ہونے کی صورت میں آپ نے آدھی قیمت دینے کا فیصلہ دیا اور بعد میں دیکھا تو کہا کہ نہ تو اس کی طاقت میں فرق آیا ہے اور نہ ہی اس کے کسی طرف جانے میں کوئی روکاوٹ آئی ہے لہٰذا اس کی پوری قیمت کے چوتھے حصے کی ادائیگی کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یونہی فیصلہ کیا کرتے تھے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ صحابہ کرام حضور علیہ السلام کے دور میں اپنے بیٹوں کا ختنہ اس وقت کیا کرتے تھے جب وہ بالغ ہونے کے قریب ہوتے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قدوم کے مقام پر اسی سال کی عمر میں ختنہ کیا تھا، درد نے ستایا تو آپ نے اپنے ربّ سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ تم نے اس کام میں جلدی کی ہے حالانکہ ہم نے تمہیں اس کیلئے کسی آلہ کا حکم نہیں دیا۔ آپ نے عرض کی: اے پروردگار! مجھے یہ اچھا نہیں لگا کہ تمہارے حکم پر عمل میں دیر کر دوں۔
- حضرت اسماعیل علیہ السلام نے تیرہ دن کی عمر میں ختنہ کیا۔
- حضرت اسحاق علیہ السلام نے سات دن کی عمر میں ختنہ کیا۔

باب الجراح میں بتایا جا چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عضو تناسل کا کچھ حصہ کٹ جانے پر تاوان لگاتے تھے۔ واللہ اعلم۔

کِتَابُ الْحُدُوْد

اس میں کئی باب ہیں۔

باب اوّل

اس میں زنا کی حد کا بیان ہے' شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنے کا ذکر ہے' کنوارے کو کوڑے لگانے کا حکم بتایا گیا ہے اور اسے جلاوطن کرنے کا بیان ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کوئی گناہ کر لے اور اس پر اس گناہ کی سزا لگا دی جائے تو وہ اس گناہ کا کفارہ بن جاتی ہے۔

ایک اور روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: میں یہ نہیں جانتا کہ جرم کرنے والوں پر حد لگانا اُن کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے یا نہیں' میں نہیں جانتا کہ تُبّع لعنتی تھا یا نہیں اور میں نہیں جانتا کہ ذوالقرنین نبی تھا یا نہیں تھا۔

☯ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص پر حد کا حکم ہو تو میرے خیال میں اسے اپنی غلطی چھپانی چاہئے اور وہ اللہ سے استغفار کرے اور حکمران کی طرف اپنی پاکیزگی کیلئے نہ جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

وہ یہ بھی بتاتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ بتائیے کہ اگر میں کوئی شخص کو اپنی بیوی سے بدکاری کرتا دیکھوں تو اسے مہلت دے کر چار گواہ بلا کر لاؤں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

☯ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میرا لڑکا ایک عورت کے پاس اجرت پر کام کرتا تھا' اس نے اس سے زنا کر لیا ہے لہٰذا ہمارا فیصلہ فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے بیٹے کو سو کوڑے لگیں گے اور سال بھر جلاوطن ہونا پڑے گا اور اگر عورت بھی مان جاتی ہے تو اسے سنگسار کیا جائے گا۔ وہ بتاتے ہیں کہ اس عورت نے مان لیا تھا چنانچہ اسے سنگسار کر دیا گیا۔

اس روایت میں یہ دلیل موجود ہے کہ ایک مرتبہ اقرار کر لینے سے زنا ثابت ہو جاتا ہے اور صرف سنگسار کرنے کا حکم ہے لیکن یہ سزا آئندہ آنے والی کے خلاف ہے۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے غیر شادی شدہ کے زنا کرنے پر ایک سال کیلئے جلاوطن کرنے اور اس پر حد لگانے کا حکم فرمایا تھا۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا جس نے ایک عورت سے نکاح کر کے ہم بستر ہونے سے پہلے کسی سے زنا کر لیا تھا' آپ نے اسے سو کوڑے تو لگائے لیکن سنگسار نہیں کیا تھا۔
- حضرت امام شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت پر کوڑے لگانے اور سنگسار کرنے کا حکم دیا تھا جس نے شادی سے پہلے زنا کیا تھا' چنانچہ جمعہ کو تو اسے سنگسار کیا اور کوڑے جمعرات کو لگائے تھے اور فرمایا تھا کہ اسے کوڑے تو میں نے کتاب اللہ کی وجہ سے لگائے ہیں لیکن سنگسار حضور ﷺ کی حدیث کے مطابق کیا ہے۔
- رسول اللہ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا کہ مجھ سے لے لو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کا حکم بتا دیا ہے: کنوارے' کنوار کو کنواری کے بدلے سو کوڑے اور سال بھر کی جلاوطنی کرنا ہوگی نیز بیاہے کو بیاہی کے بدلے سو کوڑا لگے گا اور سنگسار کیا جائے گا۔
- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنگسار کرایا لیکن کوڑوں کا ذکر نہیں کیا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ جو شخص اللہ کا شریک بناتا ہے' وہ پاک دامن نہیں ہوتا۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دیوانے اور بچے کو حد نہیں لگاتے تھے چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دیوانی عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا جس نے زنا کیا تھا چنانچہ اسے سنگسار کیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا تو انہوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! فلاں عورت کو سنگسار کرنے کا حکم آپ نے دیا ہے؟ آپ نے کہا: ہاں' اس پر آپ نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان آپ تک نہیں پہنچا کہ تین لوگوں سے قلم کو لکھنے سے روک دیا گیا ہے چنانچہ آپ نے وہ فیصلہ بدل دیا اور کہا کہ اسے رہا کر دو۔
- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک حرام زادہ تین میں سے اس وقت شرارتی شمار ہوتا ہے جب وہ اپنے ماں باپ والے کام کرتا ہے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اسلام کے ابتدائی دور میں جب زنا کی حد مقرر ہوئی تو یہ آیت اُتری تھی:

وَالّٰتِی یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ وَاللَّذَانِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا

فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۝ (سورۂ نساء: ۱۵٬۱۶)

''اور تمہاری عورتوں میں جو بدکاری کریں' ان پر خاص اپنے میں کے چار مردوں کی گواہی لو' پھر اگر وہ گواہی دیدیں تو ان عورتوں کو گھر میں بند رکھو' یہاں تک کہ انہیں موت اُٹھا لے یا اللہ ان کی کچھ راہ نکالے اور تم میں سے جو مرد' عورت ایسا کریں' ان کو ایذاء دو' پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نیک ہو جائیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو' بیشک اللہ بڑا توبہ کرنے والا مہربان ہے۔''

اور پھر بعد میں یہ آیت اُتری:

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۝ (سورۂ نور: ۲)

''جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔''

اور پھر سورۂ نور میں آیت رَجْم (سنگسار کرنا) نازل ہوگئی تو پہلی آیت کنواری کا حکم بن گیا اور پھر آیت رجم تلاوت میں سے اُٹھالی گئی لیکن اس کا حکم وہی موجود رہا۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت کہتے تھے: ''کہیں ہلاک نہ ہو جانا'' جب کوئی یہ کہتا کہ کتاب اللہ میں تو ہمیں آیت رجم ملتی ہی نہیں' (آپ فرماتے تھے کہ) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا تھا اور ان کے بعد ہم بھی رجم کر رہے ہیں اور اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے: اگر مجھے کسی کے یہ کہنے کا اندیشہ نہ ہوتا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نیا حکم قرآن میں اپنی طرف سے ڈال دیا ہے تو میں آیت رجم قرآن میں پھر سے لکھ دیتا کیونکہ ہم نے یہ آیت یقیناً پڑھ رکھی ہے:

  اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا ۝

- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کسی غلام کو سزا کے طور پر جلا وطن کر دیا کرتے تھے جبکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ غلام کو جلا وطن کرنے سزا نہیں دینی چاہیے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کنواری کو جلا وطن کرتے تو پورے سال کیلئے مدینہ سے بصرہ اور خیبر کو نکال دیا کرتے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں اہل کتاب کے شادی شدہ کو رجم کرنے کا بیان ہے اور اس شخص کی دلیل بیان کی گئی ہے جن کا یہ کہنا ہے کہ احصان (شادی شدہ ہونا) میں اسلام کی شرط نہیں ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ یہودی ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے' ان دونوں نے زنا کیا تھا' آپ نے حکم دیا تو انہیں سنگسار کر دیا گیا۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں: میں نے خود

دیکھا کہ آپ اس عورت کو پتھر سے بچا رہے تھے۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بنو اسلم اور یہود کے ایک ایک آدمی کو ایک عورت کے ساتھ ہی رجم کر رہے تھے۔

- حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ ایک یہودی کے قریب گئے جس کا منہ کالا کر کے اسے کوڑے لگا رہے تھے' آپ نے یہودیوں کو بلا کر پوچھا کہ کیا تورات میں تمہیں زانی کی حد یوں لکھی ملتی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے ان کے ایک عالم کو بلا کر فرمایا: میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں' یہ بتاؤ کہ کیا تورات میں زانی کی سزا تمہیں یونہی لکھی ملتی ہے؟ اس نے کہا: ہاں یونہی ہے اور اگر آپ مجھے قسم نہ دیتے تو میں آپ کو سنگساری کی یہ سزا کبھی نہ بتاتا لیکن ہمارے شرفاء میں اکثر یوں ہوتا ہے کہ جب ہم کسی شریف کو پکڑ لیتے ہیں تو چھوڑ دیتے ہیں اور جب کسی کمزور کو پکڑ لیتے ہیں تو یہ حد اسے لگایا کرتے ہیں۔ اس پر ہم نے کہا کہ آؤ ہم اس بات پر اکٹھے ہو جائیں کہ یہ سزا شریف اور کم مرتبہ والے کو ایک ہی طور پر لگایا کریں چنانچہ ہم نے رجم کی جگہ منہ کالا کرنا اور کوڑے لگانا شروع کر دئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے تیرے فرمان کو پھر سے زندہ کر دیا ہے جبکہ یہودی تو اسے ختم کر چکے تھے چنانچہ آپ نے حکم فرمایا تو سنگسار کر دیا گیا' اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ تا اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ○ (سورۃ مائدہ: ۴۱)

''اے رسول اللہ ﷺ! تمہیں غمگین نہ کریں وہ جو کفر پر دوڑتے ہیں' جو کچھ وہ اپنے منہ سے کہتے ہیں' ہم ایمان لائے اور ان کے دل مسلمان نہیں اور کچھ یہودی جھوٹ خوب سنتے ہیں اور لوگوں کی خوب سنتے ہیں جو تمہارے پاس حاضر نہ ہوئے' اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانے سے بدل دیتے ہیں' کہتے ہیں کہ حکم تمہیں ملے تو مانو اور یہ نہ ملے تو بچو۔''

یہ سن کر انہوں نے کہا کہ آؤ محمد (ﷺ) کے پاس چلتے ہیں' تمہیں تو منہ کالا کرنے اور کوڑے لگانے کا حکم ہے' یہ حکم بجا لاتے رہو اور اگر وہ سنگسار کرنے کا حکم دیں تو ان سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ○ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ○ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ○

(سورۃ مائدہ: ۴۴ تا ۴۷)

''اور جو اللہ کے اُتارے پر حکم نہ کرے' وہی لوگ کافر ہیں اور ہم نے تورات میں ان پر واجب کیا کہ

جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلہ ہے' پھر جو دل کی خوشی سے بدلہ کرا دے تو وہ اس کا گناہ اُتار دے گا اور جو اللہ کے اُتارنے پر حکم نہ کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں اور ہم ان نبیوں کے پیچھے ان کے نشان قدم پر عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو لائے' تصدیق کرتا ہوا توریت کی' جو اس سے پہلے تھی اور ہم نے اسے انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور تصدیق فرماتی ہے توریت کی کہ اس سے پہلے تھی اور ہدایت اور نصیحت پرہیزگاروں کو اور چاہئے کہ انجیل والے حکم کریں اس پر جو اللہ نے اس میں اُتارا اور جو اللہ کے اُتارنے پر حکم نہ کریں تو وہی لوگ فاسق ہیں۔''

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پوری آیت کفار کے متعلق اُتری۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک مسلمان لایا گیا جس نے ایک نصرانی عورت سے زنا کیا تھا' آپ نے اس پر حد لگائی اور نصرانی عورت کو اس کے گھر والوں کے سپرد کر دیا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب تک لونڈی شادی شدہ نہ ہو' اس پر حد نہیں لگائی جائیگی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَـإِذَآ أُحْـصِـنَّ (سورۂ نساء: ۲۵) ''جب وہ قید میں آ جائیں۔'' مطلب یہ ہے کہ شادی کر لیں جبکہ آپکے علاوہ دوسرے صحابہ لونڈی کو کوڑے لگاتے خواہ وہ شادی شدہ ہوتی یا نہ ہوتی۔ واللہ اعلم۔

فصل:

زنا میں چار مرتبہ اقرار کرنے کا اعتبار کیا جاتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص رسولِ اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا' آپ مسجد میں تھے کہ اس نے آواز دی: یا رسول اللہ! میں نے زنا کر لیا ہے۔ آپ نے منہ پھیر لیا' اس نے چار مرتبہ یوں کیا اور جب اس نے اپنے آپ پر چار مرتبہ گواہی دے لی تو آپ نے اسے بلا کر فرمایا: کیا تم پاگل ہو؟ اس نے عرض کی: نہیں۔ آپ نے پوچھا: کیا تم شادی شدہ ہو؟ اس نے عرض کی: ہاں چنانچہ فرمایا کہ اسے لیجا کر سنگسار کر دو۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اسے مصلیٰ کے قریب سنگسار کرنا شروع کیا' جب اسے تکلیف محسوس ہوئی تو وہ بھاگ اُٹھا' ہم نے حرہ کے مقام پر اسے جا پکڑا اور سنگسار کر دیا۔

اس میں یہ ثبوت ہے کہ شادی شدہ ہونا صرف اقرار ہی کر لینے سے معلوم ہو جاتا ہے اور صرف ''ہاں'' کہہ دینا ہی اقرار ہو جاتا ہے۔

- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ماعز بن مالک کو حضور ﷺ کی خدمت میں لائے تو میں نے

انہیں دیکھا تھا' انہوں نے اپنے خلاف چار مرتبہ گواہی دی' آپ نے اسے قید کرنے کا حکم دیا' پھر اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ہمیں اس کے بارے میں کوئی بری خبر نہیں ملی یہ تو اچھے انسان ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اس کی قوم کی طرف پیغام بھیجا اور فرمایا: اگر تم اسے باندھنا بُرا محسوس کرتے ہو تو اس کی اس بات کا انکار کر دو' انہوں نے کہا ہم اسے جانتے نہیں ہاں ہمارے صالح لوگ ایسے کیا کرتے تھے۔ آپ نے پھر پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا کہ اسے باندھ رکھنے میں حرج نہیں چنانچہ نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا تو اسے سنگسار کر دیا گیا اور جب ماعز فوت ہو گئے تو صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ! ہم اس کے جسم کا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: اسی طرح کرو جیسے تم اپنے اپنے مردوں سے کرتے ہو' اسے کفن دو' نماز جنازہ پڑھو اور دفن کر دو۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے صحابہ کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے کہا اگر تین مرتبہ مان لینے کے بعد ماعز اپنے کجاوے میں بیٹھے رہتے تو آپ اسے سنگسار نہ کرتے' چوتھی بار ماننے پر آپ نے اسے سنگسار کیا تھا اور ہم نے آپس میں یہ بات بھی کی کہ غامدیہ اور حضرت ماعز اگر اقرار کر لینے کے بعد مکر جاتے (یا کہا مان لینے کے بعد نہ مکرتے) تو آپ انہیں تلاش نہ کراتے' آپ نے چوتھی مرتبہ اقرار کے بعد انہیں سنگسار کیا تھا۔ عنقریب آگے باب میں آ رہا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب چور سے پوچھ گچھ کر رہے ہوتے تو یوں کہتے: کیا تم نے چوری کی ہے؟ اور ساتھ ہی اسے انکار کرنے کا حکم دیتے۔

فصل:

زنا کے اقراری سے پوچھ گچھ کرنا اور اس کے واضح اقرار کا اعتبار کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جب زنا کا اقرار کرنے والا کوئی شخص رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوتا تو آپ یوں پوچھتے: شائد تو نے بوسہ لیا ہوگا یا کوئی اشارہ کیا ہوگا یا دیکھا ہوگا چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے کسی سے یونہی فرمایا تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! نہیں پھر پوچھا: تم نے اسے گرا لیا تھا؟ اس نے عرض کی: ہاں۔ اب آپ نے اسے سنگسار کرا دیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے آپ کے خلاف چار مرتبہ گواہی دی کہ اس نے فلاں عورت سے یہ حرام کام کیا ہے' آپ ہر مرتبہ اس سے منہ پھیر لیتے اور پانچویں مرتبہ اس کی طرف دیکھا کہ تم نے یوں کیا تھا؟ اس نے عرض کی: ہاں پھر فرمایا: یوں ہوا جیسے سرمہ دانی

میں سر مچو گم ہو جاتا ہے یا رسّی کنوئیں میں چلی جاتی ہے؟ اس نے عرض کی: ہاں۔ آپ نے پھر پوچھا: کیا تمہیں زنا کے بارے میں علم ہے؟ اس نے کہا: ہاں' میں نے یہ حرام کام یونہی کیا ہے جیسے کوئی اپنی بیوی سے کرتا ہے۔ آپ نے ایک مرتبہ پھر پوچھا کہ تمہارا اس مول سے کیا مطلب ہے؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک کر دیں چنانچہ آپ نے اسے سنگسار کر دیا۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ان پلید کاموں میں سے کوئی کام کر بیٹھے تو اسے چاہئے کہ اس پر پردہ ڈالے' اللہ بھی اسے چھپائے رکھے گا کیونکہ جب کوئی ایک بات بھی ظاہر کرتا ہے تو کتاب اللہ اس پر ناراض ہوتی ہے اور پھر یہ آیت پڑھ دی:

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ○ (سورۂ فرقان: ۶۸)

''اور جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو نہیں پوجتے۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے زنا کو شرک جیسا قرار دے دیا۔

فصل:

کوئی شخص حد لگنے کا اقرار تو کرے لیکن یہ نہ بتائے کہ کس قسم کی حد ہے' اس کا حکم

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھا کہ ایک آدمی نے حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے حد لگنی چاہئے لہٰذا آپ لگا دیں' آپ نے اس سے کچھ نہ پوچھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں رہا اور نماز آپ کے پیچھے وہیں پڑھی' نماز کے بعد وہ شخص دوبارہ کھڑا ہو گیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے حد لگوانے والا کام کر لیا ہے تو قرآنی حد لگا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟ اس نے عرض کی: ہاں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارا گناہ بخش دیا ہے (یا فرمایا تمہاری حد بخش دی ہے)۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص کسی کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کی بیوی سے اس نے زنا کر لیا تھا اور عرض کی: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ' اس پر آپ نے اسے جانے دیا اور فرمایا کہ اس نے اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اہل مدینہ کر لیں تو قبول ہو جائے۔ آپ ہی اکثر کہا کرتے تھے کہ توبہ ہر حد سے بچا لیتی ہے اور پھر آیت محاربہ پڑھی:

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ○ (سورۂ مائدہ: ۳۴)

''مگر وہ جنہوں نے توبہ کر لی' اس سے پہلے کہ تم اس پر قابو پاؤ تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا حق لے دیجئے کیونکہ فلاں شخص نے خواب میں میری ماں کے ساتھ بدکاری کی ہے' آپ نے فرمایا: سوئے ہوئے کے بارے میں تو میرے پاس کوئی حکم موجود نہیں البتہ اسے دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سائے کو مار لو۔

فصل:

زنا کا اقرار اور پھر انکار

اس سلسلے میں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان گذر چکا ہے کہ زنا کا اقرار چار مرتبہ کر لینا معتبر شمار کیا جاتا ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب ماعز اسلمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چار مرتبہ اپنے گناہ کا اقرار کیا تو آپ منہ پھیرتے رہے اور آخر کار پانچویں مرتبہ توجہ فرمائی تو حکم فرمایا کہ اسے سنگسار کر دو چنانچہ کر دیا گیا اور جب انہوں نے پتھر لگنے پر سخت تکلیف محسوس کی تو بھاگ اُٹھے' ایک آدمی نے اسے اونٹ کا جبڑا مارا' لوگوں نے بھی مارنا شروع کیا تو وہ فوت ہو گئے۔ جب صحابہ نے حضور ﷺ کو بتایا کہ وہ پتھر کی تکلیف سے بھاگ اُٹھے تھے اور فوت ہو گئے تھے تو آپ نے فرمایا: تم نے اسے جانے کیوں نہیں دیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب پتھر لگنے سے اسے تکلیف پہنچی تو وہ ہماری طرف متوجہ ہو کر چلایا اور کہنے لگا میری قوم! مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو کیونکہ میری یہ قوم مجھے قتل کر دے گی' مجھے دھوکے میں رکھے گی حالانکہ رسول اللہ ﷺ مجھے ماریں گے نہیں کیونکہ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے قتل نہیں کریں گے' لیکن ہم نے انہیں مار کر ہی چھوڑا اور جب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی تو فرمایا: تم نے اسے چھوڑا کیوں نہیں' میرے پاس لایا ہوتا۔

فصل:

تہمت لگانے سے حد لازم نہیں ہوتی اور بلکہ شبہ پڑنے پر ٹل جاتی ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عجلانی اور اس کی بیوی کے درمیان لعان

کرایا (ایک دوسرے پر لعنت کرائی) تو حضرت شداد بن الہاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا: کیا یہ وہی عورت تو نہیں جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو گواہوں کے بغیر سنگسار کرنا چاہوں تو اس کو کروں؟ انہوں نے کہا: نہیں' یہ وہ عورت ہے جس نے اسلامی دور میں سب سے پہلے لعنت کی چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو گواہوں کے بغیر سنگسار کرنا چاہوں تو فلاں عورت کو کروں۔

اس عورت کی بولی' شکل وصورت اور اس کے پاس آنے والے مرد کے بارے میں انہیں شک پڑا تو انہوں نے لعنت سے فارغ ہونے والی عورت کے بارے میں سوچا کہ اسے حد نہیں لگنی چاہئے۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ مجھے کسی ایسے شخص کی طرف بھیجا جس پر رسول اللہ ﷺ کی امِ ولد کے سلسلے میں تہمت لگی تھی' مجھے حکم فرمایا کہ اس کی گردن اُڑا دو چنانچہ میں اس کے پاس پہنچا تو یکا یک دیکھا کہ وہ ٹھنڈک کی خاطر پانی میں بیٹھا تھا' میں نے اسے باہر نکلنے کو کہا تو اس نے مجھے اپنا ہاتھ پکڑایا' میں نے نکال کر دیکھا تو وہ ہیجڑا تھا' میں رُک گیا اور اسے رسولِ اکرم ﷺ کے پاس لے آیا' میں نے واقعہ بتایا تو آپ نے میرا یہ کام پسند فرمایا اور فرمایا کہ جو کچھ موقع پر موجود شخص دیکھ کر بتا سکتا ہے' دوسرا نہیں بتا سکتا۔

کچھ علماء کا خیال ہے کہ یہ ام ولد حضرت ''ماریہ قبطیہ'' رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں اور وہ آدمی ''نسیب'' نامی تھا' بعد میں یہ بہترین مسلمان ثابت ہوئے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے چھ ماہ بعد بچہ جنا تھا' آپ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اسے سنگسار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا۝ (سورۃ احقاف: ۱۵)

''اور اسے اُٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے۔''

اور فرمایا:

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ۝

(سورۂ بقرہ: ۲۳۳)

''اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس' اس کیلئے جو دودھ کی مدت پوری کرنی چاہے۔''

چنانچہ حمل کی مدت چھ ماہ ہوئی تو پھر سنگسار کیوں کر کیا جائے؟ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے واپس بلا بھیجا تو اسے سنگسار کیا جا چکا تھا۔

- رسولِ اکرم ﷺ اکثر فرمایا کرتے کہ جہاں تک ممکن ہو' مسلمانوں پر حد لگانے سے گریز کیا کرو اور اگر ان کیلئے

کوئی گنجائش نکلتی ہو تو جانے دیا کرو کیونکہ امامِ وقت کو غلطی کی سزا بجائے معافی کی راہ نکالنی چاہئے چنانچہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے اپنی بیوی کے پاس ایک آدمی دیکھا ہے' آپ نے فرمایا کہ اسے چھپائے رکھتے تو تمہارے لئے بہتر تھا۔

- آپ فرماتے تھے کہ گنجائش نکلنے کی صورت میں سزائے حد سے گریز کیا کرو۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے کہا: اللہ نے قرآن اُتارا تو اس میں آیت رجم موجود تھی' ہم نے اسے پڑھا' اسے پلّے باندھا اور محفوظ رکھا چنانچہ اپنے دور میں رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا تو آپ کے بعد ہم نے بھی کیا اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر کچھ دیر یونہی رہا تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ قرآنِ کریم میں آیت رجم تو ہے ہی نہیں چنانچہ یہ لوگ اللہ کے اُتارے رجم کے فرض کو چھوڑ کر گمراہ نہ ہو جائیں حالانکہ کتاب اللہ میں رجم کا ذکر ایک حقیقت ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب عورت اور مرد شادی شدہ ہو کر زنا کر لیں اور اس پر گواہ ضروری ہوتے ہیں' یا پھر حمل ہو چکا ہو' یا پھر وہ خود اقرار کر لیں۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رائے یہ ہوتی تھی کہ جب بدکاری کے ایک جیسے کام میں گواہوں کا اکٹھ نہ ہو سکتا تو مجرم پر حد نہ لگاتے اور حضرت دانیال علیہ السلام وہ نبی ہیں کہ جنہوں نے سب سے پہلے گواہوں کو اکھاڑ دیا تھا چنانچہ ایک سے فرمایا تھا: تم نے کیا دیکھا اور کیا ملاحظہ کیا۔ اس نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ باغ میں ایک سوسن ایک نوجوان سے زنا میں مصروف تھی۔ آپ نے پوچھا: کس جگہ؟ اس نے کہا ناشپاتی کے درخت کے نیچے' پھر دوسرے کو بلایا اور پوچھا: کس چیز کی گواہی دو گے؟ اس نے کہا: میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ ایک سوسن سیب کے درخت کے نیچے زنا میں مصروف تھی۔ کہتے ہیں کہ آپ نے دونوں کے خلاف دُعا کی چنانچہ آسمان سے آگ آئی اور دونوں کو جلا گئی لیکن اللہ نے سوسن کو بچا لیا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے شخص سے قسم لے کر اسے چھوڑ دیتے جو یہ کہتا کہ میں زنا کے حرام ہونے کے بارے میں جانتا ہی نہیں۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک عبادت گذار حمل والی عورت لائی گئی' وہ کہنے لگی کہ میں رات کے وقت نفل پڑھنے اُٹھی اور سجدے میں گئی تو ایک بدبخت آ گیا اور مجھ سے بدکاری کی' آپ نے اسے جانے دیا اور فرمایا: تمہارے بتانے سے پہلے ہی میں تمہارے بارے میں یہ سب کچھ جانتا تھا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے پاس ایک اور عورت لائی گئی جسے جنگل میں ایک چرواہے نے پکڑا تھا' وہ پیاسی تھی' چرواہے سے پانی مانگا تو اس نے اس وقت تک پانی دینے سے انکار کر دیا جب تک وہ جو کچھ کہے' مان نہ جائے' اس نے پھر بھی انکار کیا لیکن جب وہ پیاس سے نڈھال ہو گئی تو بدکاری پر آمادہ ہو گئی چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس

کی اس ضرورت کی بناء پر اسے حد نہیں لگائی اور اس شخص سے اس کا مہر لے دیا۔ پھر آپ ہی کے پاس ایک زنا کا اقراری شخص آیا لیکن پھر کہا: مجھے اس کے حرام ہونے کا علم نہ تھا' آپ نے اسے چھوڑ دیا تھا اور فرمایا کہ علم نہ ہونے کی صورت میں حد نہیں لگتی۔

- حضرت ابو امامہ بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ لوگ ایک سخت سرد رات کو بارش میں گرفتار ہو گئے' اسی دوران ایک مسلمان مسکین نابینا وہاں سے گذرا تو اسے ایک عورت نے اپنے گھر میں بلا لیا' اس نے اسے پکڑ لیا اور بدکاری کر دی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور یہ واقعہ بتایا' آپ نے اسے بلایا تو اس نے اقرار کر لیا۔ آپ نے سو چھڑی والا جھاڑو منگوایا اور اس مرد کو اس سے ایک ضرب لگائی۔

فصل:

آدمی کا اقرار اور عورت کا انکار

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور ایک عورت کا نام لے کر کہا کہ اس نے اس سے بدکاری کی ہے۔ آپ نے عورت کو بلا بھیجا تو اس سے پوچھا' اس نے انکار کر دیا تو آپ نے آدمی کو حد لگائی لیکن اس عورت کو چھوڑ دیا۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ تھا کہ جب آپ کے پاس کوئی ایسا شخص آتا جس نے کسی عورت کو زنا کیلئے مجبور کیا ہوتا تو آپ عورت کو چھوڑ کر اس مرد پر حد لگاتے چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک ایسا آدمی لایا گیا جس نے ایک لونڈی کو زنا کیلئے مجبور کیا تھا اور اس سے بدکاری کر لی تھی چنانچہ آپ نے اسے کوڑے لگا کر جلا وطن کر دیا تاہم عورت کو صرف اس لئے کوڑے نہیں لگائے کہ اس شخص نے اسے مجبور کیا تھا۔
- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک عورت نماز کے ارادے سے نکلی' راستے میں ایک آدمی ملا' اس نے اس سے اپنی ضرورت پوری کر لی' وہ چلائی تو لوگوں نے اسے پکڑا اور پوچھا کہ یہی وہ شخص ہے؟ اس نے کہا: ہاں تو اسے سنگسار کر دیا گیا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص نے حاضر ہو کر ایک عورت سے زنا کا اقرار کیا چنانچہ آپ نے اسے سو کوڑے لگائے' پھر آپ نے عورت پر گواہی مانگی تو اس نے اسے جھوٹا قرار دیا اور قسم اُٹھالی چنانچہ آپ نے اسے تہمت کی سزا اسّی کوڑے لگائی۔

فصل:

جرم ثابت ہونے کی صورت میں حد لگانے پر زور دیا گیا اور سفارش سے روکا گیا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چالیس دنوں تک بارش برسنے سے اہل زمین کیلئے بہتر یہ ہے کہ یہیں حد لگا دی جائے۔

- حضرت امام زھری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو عذاب دینے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے جب بھی کسی حد پر عمل نہ کیا تو اللہ نے آہستہ آہستہ کفر میں پکا کرنے کیلئے ان کے رزق میں اضافہ کر دیا چنانچہ جب بھی وہ کسی حد پر عمل نہ کرے' اللہ تعالیٰ ان کی روزی میں اضافہ کر دیتا اور پھر انہوں نے اللہ کی حدود ترک کر دیں جن کی وجہ سے وہ ہلاک ہو گئے۔
- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ شکل وصورت والے معتبر لوگوں کی غلطیاں معاف کر دیا کرو البتہ حد لگایا کرو۔
- آپ نے فرمایا: اگر کسی شخص کی حد کے درمیان کوئی سفارش آ جائے تو یوں سمجھو کہ وہ اپنے معاملہ میں اللہ سے مقابلہ کر رہا ہے۔

باب قطع السرقہ میں آگے آ رہا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک ایسا آدمی لایا گیا جس نے ایک چادر چرائی تھی' آپ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا' اس پر چادر والے نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے معاف کر دیا ہوتا' فرمایا: یہ بات تم نے پہلے کیوں نہ بتائی؟ پھر اس کے ہاتھ کاٹ کر فرمایا کہ ہر شے سے اللہ درگذر فرماتا ہے' ہاں حد ہو تو وہ لگائی جاتی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

- آپ نے فرمایا کہ حدیں آپس میں اپنے آپ معاف کر دیا کرو کیوں کہ جس کا مجھے پتہ چل جائے' وہ لازم ہو جاتی ہے۔
- حضرت میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرد اور اس کی ماں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے اور عورت نے بتایا کہ میرے اس لڑکے نے میرے شوہر کو قتل کر دیا ہے' لڑکے نے کہا کہ میرے غلام نے میری اس ماں سے بدکاری کی ہے۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم دونوں نے گھاٹے کی بات کی ہے' اگر تم سچی ہو تو ہم تمہارے بیٹے کو قتل کر دینگے اور اگر تمہارا بیٹا سچا ہے تو تجھے سنگسار کر دیں گے' یہ کہہ آپ نماز کیلئے اُٹھ کھڑے ہوئے تو اس لڑکے نے اپنی ماں سے کہا کس انتظار میں ہو' وہ یا تو مجھے قتل کر دیں گے یا تجھے

سنگسار کر دیں گے چنانچہ وہاں سے چلے آئے۔ جب آپ نے نماز سے فارغ ہو کر ان کے بارے میں پوچھا تو آپ کو بتایا گیا کہ وہ تو جا چکے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ سنگسار کرنے سے پہلے گواہی لے لی جائے اور مجرم کے اقرار پر وقت کا حکم گواہی لینا شروع کرے۔

حضرت امام شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ شراحہ نامی عورت کا شوہر کہیں شام میں تھا کہ وہ حاملہ ہو گئی' اس کا غلام اسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لایا اور بتایا کہ اس نے زنا کیا ہے اور اسے مان رہی ہے چنانچہ آپ نے جمعرات کے دن اسے سو کوڑے مارے اور جمعہ کے دن اسے سنگسار کیا' اس کیلئے ناف تک گڑھا کھدوایا تھا اور میں دیکھ رہا تھا' پھر فرمایا کہ سنگسار کرنا ہمارے نبی علیہ السلام کی سنت ہے جسے آپ نے سنت قرار دیا اور اگر اس عورت پر کوئی گواہی دے دے تو وہ پہلا شخص ہو گا جو شہادت دینے والے پر الزام لگا کر اسے پتھر مارے گا لیکن اس نے تو اقرار کر لیا ہے لہٰذا میں پہلا شخص ہوں جو اسے پتھر ماروں گا پھر آپ نے اسے پتھر مارا اور بعد میں لوگوں نے مارے' میں اس وقت وہیں تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ بخدا میں نے ہی اسے قتل کیا تھا۔

فصل:

سنگسار کئے جانیوالے کے لئے گڑھا کھودنا

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ علیہ السلام نے حکم دیا کہ ہم حضرت ماعز بن مالک کو سنگسار کریں تو ہم انہیں بقیع کی طرف لے چلے' بخدا ہم نے ان کے لئے گڑھا نہیں کھودا تھا بلکہ وہ ہمارے سامنے ہی کھڑے ہو گئے اور ہم نے انہیں ہڈیوں اور ٹھیکریوں سے مارنا شروع کر دیا' انہیں تکلیف پہنچی تو بھاگ اُٹھے' ہم نے انہیں حرہ میں جا پکڑا اور پتھروں سے مارا تو وہ خاموش ہو گئے۔ (فوت ہو گئے)۔

☉ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ غامدیہ والی عورت آئی جس کا ازد قبیلے کے غامد گروہ سے تعلق تھا' عرض کرنے لگی: یا رسول اللہ! میں زنا کر بیٹھی ہوں تو مجھے پاک کر دیجئے۔ آپ نے اسے واپس کر دیا' اگلے دن پھر آئی اور عرض کی: یا رسول اللہ! آپ مجھے واپس کیوں بھیجتے ہیں' ایسا لگتا ہے کہ آپ ماعز کی طرح مجھے بھی واپس بھیجنا چاہتے ہیں' بخدا میں تو حاملہ ہو چکی ہوں۔ فرمایا: اب چلی جاؤ اور بچہ پیدا ہونے کے بعد آنا' وہ بچہ پیدا کرنے کے بعد اسے کپڑے میں لپیٹ کر حاضر ہوئی اور عرض کی کہ یہ بچہ میں نے جن لیا ہے' آپ نے فرمایا: جاؤ اسے دودھ پلاتی رہو اور دودھ چھڑا کر میرے پاس آنا اور جب اس نے دودھ چھڑا دیا تو بچہ کو لے کر حاضر ہوئی'

اس بچے نے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا پکڑا رکھا تھا' عرض کی: یارسول اللہ! یہ وہ بچہ ہے جس کا دودھ میں نے چھڑا دیا ہے اور اب یہ کھانا کھا لیتا ہے چنانچہ آپ نے وہ بچہ ایک مسلمان کو دیدیا' پھر حکم فرمایا تو اس کے سینے تک اس کیلئے گڑھا کھود دیا گیا اور پھر لوگوں نے اسے سنگسار کر دیا۔ اسی دوران حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور اس کے سر پر پتھر مارا جس سے اس کا خون حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر گرا' انہوں نے اس عورت کے لئے سخت الفاظ بولے' نبی کریم ﷺ نے سن کر فرمایا: خالد! ٹھہرو' اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ایسی توبہ ٹیکس وصول کرنے والا بھی کر لے تو اللہ اسے بخش دے گا' پھر اسے نہلانے دھلانے کا حکم فرمایا' اس کا جنازہ پڑھا اور دفن کرا دیا' یونہی حضرت ماعز کے لئے بھی سینے تک گڑھا کھدوایا تھا اور لوگوں کو حکم دیا تھا کہ اسے سنگسار کر دو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں یہ بتایا گیا ہے حاملہ کے بچہ جننے تک اسے سنگسار نہ کیا جائے اور اس مریض کے کوڑوں میں دیر کی جائے جس کی بیماری دور ہو جانے کی اُمید ہو۔

اس فصل میں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی پچھلی حدیث موجود ہے چنانچہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ قبیلۂ جہینہ کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی' اسے زنا کا حمل تھا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں زنا کر کے حد کی سزا کے لائق ہوں تو مجھے حد لگا دیجئے۔ آپ نے اس کے ولی کو منگوایا اور فرمایا کہ اس سے اچھا برتاؤ رکھنا اور جب یہ بچہ کو جنم دے لے تو اسے میرے پاس لے آنا' اس نے ایسا ہی کیا' آپ نے اس کے کپڑے بندھوائے اور پھر سنگسار کرنے کا حکم دیا اور پھر اس کا جنازہ پڑھا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: اس نے تو زنا کیا تھا پھر بھی آپ اس کا جنازہ پڑھا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اہل مدینہ میں سے ستر لوگوں میں تقسیم کر دیں تو سب کی توبہ بن جائے' یہ بتاؤ کوئی اس سے کیسے افضل ہو سکتا ہے جس نے اپنی جان اللہ کے لئے قربان کر دی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک سیاہ لونڈی نے زنا کیا تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ اسے کوڑے لگاؤں' میں اسے لے آیا' اس کے نفاس کے دن قریب تھے' مجھے یہ ڈر لگا کہ اگر میں نے اسے کوڑے مار دئے تو اسے قتل کر دوں گا' میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ بات عرض کی تو آپ نے فرمایا: تم نے اچھا کیا' اسے رہنے دو کہ تندرست ہو جائے۔

فصل:

اس میں کوڑے کا ذکر ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ ناقابل صحت مریض کو کوڑے کیسے لگائے جائیں؟

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک شخص نے اپنے زنا کا اعتراف کر لیا تو آپ نے کوڑا منگوایا چنانچہ ٹوٹا ہوا کوڑا لایا گیا' آپ نے فرمایا کہ اس سے کوئی بہتر لاؤ' اس پر ایک اور نیا سونٹا لایا گیا جس کی دونوں طرفین کٹی ہوئی نہ تھیں' آپ نے فرمایا کہ درمیانی قسم کا لاؤ چنانچہ ایک ملائم سونٹا لایا گیا' اسے سواری پر بٹھایا گیا اور جلاد کو حکم دیا کہ اسے کوڑے لگائے۔

- حضرت سعید بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہمارے گھروں کے درمیان ایک کمزور اور چھوٹا سا آدمی تھا' وہ جب بھی بکریاں چرانے جاتا تو ان کی کسی لونڈی سے بدکاری کرتا' حضور ﷺ کو بتایا گیا' وہ مسلمان تھا' آپ نے فرمایا کہ اسے لے جا کر حد لگا دو' انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! جتنا آپ کا خیال ہے' یہ اس سے بھی کمزور ہے' اگر ہم اسے سو کوڑے ماریں گے تو اسے مار ڈالیں گے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اگر ہم اسے آپ کے پاس اُٹھا لائیں گے تو اس کی ہڈیاں چور ہو چکی ہونگی' اس کی ہڈیوں پر باریک سی جلد ہی تو ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا جھاڑو پکڑو جس میں سو تنکے ہوں اور اسے ایک ضرب لگا دو۔ چنانچہ انہوں نے یونہی کیا' رسولِ اکرم ﷺ مخلوق پر بڑے رحمدل تھے چنانچہ اس پر مہربانی فرمائی اور سزا ہلکی فرما دی۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بیمار آدمی کو حد لگانے کو کہا اور فرمایا: مجھے یہ خدشہ ہے کہ حد لگنے سے پہلے ہی یہ مر جائے گا۔

باب حدشارب الخمر میں آگے آ رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تعزیر لگاتے وقت اللہ کی طرف سے حد کو چھوڑ کر دس کوڑوں سے زیادہ نہیں لگاتے تھے۔

فصل:

اس فصل میں اس شخص کا بیان ہے جو کسی رشتہ دار سے بدکاری کرتا ہے یا حضرت لوط علیہ السلام کی قوم والا برا عمل کرتا ہے یا کسی مویشی سے بدکاری کرتا ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں خالو سے ملا' ان کے پاس جھنڈا تھا' میں نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک ایسے شخص کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کے

بعد اپنے باپ کی بیوی سے یہ آیت جانتے ہوئے نکاح کر لیا ہے:

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ ○ (سورۂ نساء: ۲۲)

''اور نہ نکاح کرو ان عورتوں سے جن سے تمہارے باپوں نے کیئے۔''

اور مجھے حکم فرمایا ہے کہ اس کی گردن اُڑا دوں اور اس کا سارا مال لے لوں۔

- آپ نے بتایا کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی عورتوں میں لونڈے بازی مردوں سے چالیس سال پہلے موجود تھی۔
- آپ نے فرمایا: جسے قومِ لوط کا سا عمل کرتے دیکھو تو ایسا کام کرنے کرانے والے دونوں کو قتل کر دو۔
- ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ کیا (بدکاری کی صورت میں) مویشی کو مار دیا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ اس سلسلے میں میں نے رسول اکرم ﷺ سے کوئی روایت نہیں سنی لیکن میرے خیال میں رسول اللہ ﷺ اس بدکاری کے بعد اس جانور کا گوشت کھانے اور اس سے کوئی فائدہ اُٹھانے کو ناپسند فرماتے تھے کیوں کہ سب لوگ کہنے لگتے ہیں' یہ وہ جانور ہے جس کے ساتھ ایسی بری حرکت کی گئی ہے۔
- حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جو شخص مویشی سے ایسا برا فعل کرے' اسے سنگسار کیا جائے۔
- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: عورتوں کیلئے یہ بات ہلاک کر دینے والی ہے کہ آپس میں زنا کریں۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ کنوارہ لڑکا اگر لوطی کام کرتا پایا جائے تو اسے سنگسار کیا جائے خواہ شادی شدہ ہو یا نہ ہو مگر دوسرے صحابہ کہتے ہیں کہ اگر وہ شادی شدہ نہیں تو اسے سو کوڑے مارے جائیں نیز ایک سال کیلئے جلا وطن کر دیا جائے۔
- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ ایک آدمی پر لونڈے بازی کی تہمت تھی لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریش کے نوجوانوں کو حکم دیا کہ اس کے ہمراہ نہ بیٹھا کریں۔

آپ ہی فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو غمزدہ دیکھا تو عرض کی: یارسول اللہ! کس وجہ سے غمگین ہو؟ آپ نے فرمایا ایک ایسی شے ہے کہ میرے بعد میری اُمت کے اس میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے' یہ قومِ لوط والا کام ہے۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس گھر پر لعنت فرماتا ہے جس میں ہیجڑا رہتا ہو۔
- حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ لوطی کام کرنے والوں کو چاروں خلفاء نے آگ میں جلا دیا تھا' حضرت ابوبکر صدیق' حضرت علی بن ابو طالب' حضرت عبد اللہ بن زبیر اور ہشام بن عبد الملک رضی اللہ تعالیٰ عنہم پھر ایک مرتبہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ عرب کے قرب و جوار میں ایک ایسا آدمی ملا ہے جو ایسے نکاح کراتا ہے جیسے عورت' اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابۂ رسول کو اکٹھا کیا جن میں حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے' انہوں نے کہا کہ

یہ ایک ایسا گناہ ہے جسے ایک اُمت کے علاوہ کوئی اور اُمت جانتی تک نہ تھی اور جو اس کا حشر ہوا' تم سب جانتے ہی ہو لہٰذا میرا خیال ہے کہ ایسے شخص کو آگ لگا دی جائے چنانچہ سب صحابہ کی یہ اکٹھی رائے ہوئی کہ ایسے کو جلا دیا جائے اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے جلا دینے کا حکم جاری کر دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس شخص کے بارے حکم جس نے اپنی بیوی کی لونڈی سے بدکاری کی اور یہ کہا کہ میں اس کا حرام ہونا نہیں جانتا تھا

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی بیوی کی لونڈی سے بدکاری کرے' اگر اس عورت نے اسے اس کے لئے حلال سمجھ لیا تو اسے سو کوڑے لگاؤ اور نہیں سمجھا تو اسے سنگسار کر دو۔

- رسول اللہ ﷺ نے ایسے آدمی کا فیصلہ سنایا جو اپنی بیوی کی لونڈی سے اس کو مجبور کر کے بدکار ہوا' کہ وہ لونڈی آزاد ہے اور اس شخص کو مالکہ کے لئے اس جیسی اور لونڈی لا کر دینا لازم ہے اور اگر وہ لونڈی اس کی فرمانبردار بن چکی ہے تو وہ اسی شخص کی ہوگی اور وہ مالکہ کو اس جیسی لونڈی اور لا کر دے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ وہ لونڈی اور اس جیسی ایک اور لونڈی اس کے مال سے خرید کر مالکہ کو دی جائے۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب لونڈی کو زنا کے لئے مجبور کیا جائے' اگر وہ کنواری ہے تو اس کی قیمت کا دسواں حصہ دیا جائے لیکن اگر اس سے ہم بستری ہو چکی ہے تو دسویں کا آدھا دیا جائے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ماں کی لونڈی تین صورتوں کے علاوہ کسی کیلئے حلال نہیں ہوتی: یا تو اس سے شادی کر لے' یا اسے خرید لے یا پھر مالکہ اسے ہبہ کر دے چنانچہ ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا کہ میری ماں نے اپنی لونڈی میرے لئے حلال قرار دیدی ہے' آپ نے فرمایا: وہ تمہارے لئے صرف ایسی صورت میں ہم بستری کے لائق ہوگی جب تم چاہو تو بیچ سکو' چاہو تو ہبہ کر سکو اور چاہو تو آزاد کر سکو۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک ایسا آدمی پیش کیا گیا جس نے اپنی بیوی کی لونڈی سے ہم بستری کی اور بتلایا کہ اس نے یہ مجھے ہبہ کر دی ہے' آپ نے فرمایا کہ اس سے پوچھو اگر وہ مان جاتی ہے تو اسے رہا کر دو لیکن اس نے انکار کر دیا' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے سنگسار کرنے کا ارادہ کر لیا تو وہ مان گئی چنانچہ آپ نے اسے چھوڑ دیا۔

ایک اور آدمی آپ کے پاس لایا گیا اور اس نے کہا کہ اس کے حرام ہونے کا اسے علم نہیں تھا چنانچہ اس کی جہالت کے عذر کی وجہ سے اچھے چھوڑ دیا۔

ایک اور آدمی پیش کیا گیا جس نے اپنی لونڈی سے نکاح کر کے ہم بستری کی چنانچہ آپ نے اسے خوب مارا لیکن حد جتنی سزا نہیں دی؟ پھر ایک اور آدمی پیش کیا گیا جو ایک عورت کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں موجود تھا چنانچہ دونوں کو سو سو کوڑے مارے گئے' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یونہی کیا کرتے تھے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک ایسی عورت پیش کی گئی جس نے اپنی عدت ہی کے دوران شادی کر لی' آپ نے سخت ڈانٹ کیلئے اسے خوب مارا لیکن حد کی سزا سے کم' کتاب النکاح میں اس کی تفصیل گذر چکی ہے۔

فصل:

غلام زنا کار کیلئے پچاس کوڑوں کی سزا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے کہ آپ نے بتایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک سیاہ زنا کار لونڈی کی طرف بھیجا کہ اسے حد لگاؤں' میں نے پتہ چلایا تو وہ حالت خون میں تھی چنانچہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کہ جب نفاس سے پاک ہو جائے' اسے پچاس کوڑے لگا دینا۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: اے لوگو! اپنے غلاموں پر حد قائم کرو' خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا نہ ہوں۔

- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ زنا ہونے کی صورت میں حکومت کی لونڈیوں میں سے ہر لونڈی کو پچاس کوڑے لگاتے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

آقا کے اپنے غلام کو حد لگانے کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ جب تمہاری کوئی لونڈی زنا کرے اور اس کا پتہ چل جائے تو اسے حد لگائے' صرف برا بھلا نہ کہے' دوبارہ کرے تو پھر بھی یونہی کرے اور اگر تیسری بار ایسا کرے تو اسے بیچ ڈالے خواہ بالوں کی رسّی کے بدلے ہی میں بیچے۔

ایک اور روایت میں ہے اور اگر چوتھی مرتبہ زنا کیا تو اسے حد لگائے اور پھر بیچ دے۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک مرتبہ ایسی لونڈی کے بارے میں پوچھا گیا

کہ غیر شادی شدہ ہوتے ہوئے زنا کرلے تو آپ نے فرمایا: اگر زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ' پھر کرے تو بھی کوڑے لگاؤ اور پھر سے کرے تو اسے خواہ گندھے بالوں کی رسّی ہی کے بدلے میں بیچنا پڑے' بیچ دو۔

- حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مجھے یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ تیسری یا چوتھی پہر کے بعد آپ نے فرمایا تھا کہ اسے بیچ دو۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں پر حدیں لاگو کرو جو تمہارے قبضے میں ہیں چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ اگر لونڈی شوہر والی نہ ہو تو اس کا آقا اسے کوڑے لگائے اور اگر شوہر والی ہو تو ان کا معاملہ سلطانِ وقت کے سامنے پیش کیا جائے۔
- آپ اس حد کے بارے میں یہ فیصلہ فرماتے تھے کہ غلام پر آزاد کے مقابلے میں آدھی حد لاگو ہوگی جن پر کچھ حصہ حد لگائی جاتی جیسے کنواری کا زنا' تہمت اور شراب پینے کی حد ہوتی ہے۔

خاتمہ

حضرت حمیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے بخاری شریف کے ایک نسخے میں دیکھا ہے کہ حضرت ابورجا عطاردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک نے کہا کہ میں نے دورِ جاہلیت میں دیکھا کہ بندر نے زنا کیا تو اس پر بہت سے بندر جمع ہو گئے چنانچہ انہوں نے اسے سنگسار کیا تو میں نے ان کے ساتھ اسے پتھر مارے۔ باقی تہمت کی حد کا ذکر باب اللعان میں گذر چکا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کِتَابُ قَطْعِ السَّرِقَةِ

چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا

اس میں کئی فصلوں کا ذکر ہے۔

پہلی فصل:

اس فصل میں بتایا گیا ہے کہ چور کا ہاتھ کتنا کاٹا جائے

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ بنو اسرائیل میں سے ایک نبی کا گدھا چوری ہو گیا تو انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے پروردگار! تیرے دیکھتے تیرے نبی کا گدھا کیسے چوری ہو گیا؟ میں چاہتا ہوں کہ مجھے چور کا پتہ بتا دے' اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی فرمائی کہ چور نے چوری کرتے وقت مجھ سے دُعا کی تھی کہ میں اس پر پردہ ڈال دوں' اب مجھے اس کو ذلیل کرتے حیاء آتی ہے' ہاں تمہیں اس کی جگہ اور گدھا دے دیتا ہوں۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دینار کے چوتھے حصے سے زائد پر چور کا ہاتھ کٹواتے تھے اور پھر آپ نے ڈھال چوری کرنے پر ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔
- آپ اکثر فرمایا کرتے کہ دینار کے چوتھے حصے میں بھی ہاتھ کاٹو اور جو اس سے کم چوری ہو تو اس میں نہ کاٹو۔ ان دنوں دینار کا چوتھا حصہ تین درہم کا تھا جبکہ دینار بارہ درہم کا ہوتا تھا۔
- آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس چور پر لعنت بھیجتا ہے جو انڈا چرا لے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے اور پھر رسّی چرائے تو اس پر ہاتھ کاٹا جائے۔

حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ان کے خیال میں یہ انڈا لوہے کا ہوتا تھا اور رسّی کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ تین درہموں کے برابر ہوتی تھی۔

دوسری فصل:

ہاتھ کہاں سے کاٹنا ہوگا؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ہاتھ کو بند ہاتھ کے انگوٹھے والے کنارے سے کاٹا جائے جبکہ پاؤں کو آدھے قدم سے اور ایڑی چھوڑ دی جائے تاکہ اس پر کھڑا ہو سکے۔

نبی کریم ﷺ کے ایسا آدمی لایا گیا جس نے چار مرتبہ چوری کی تھی چنانچہ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ دیئے گئے اور پھر اس نے پانچویں مرتبہ چوری کی تو نبی کریم ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اسے قتل کیا اور پھر کنوئیں میں پھینک کر اس پر پتھر برسائے۔ ایک عالم کہتے ہیں کہ شاید یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ہاتھ کاٹتے اور پھر ایک پاؤں کاٹتے اور جب تیسری مرتبہ چوری کرتا تو اسے مارتے ہوئے قید کر رکھتے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک چور لایا گیا تو آپ نے اس کا ہاتھ کاٹا' دوبارہ لایا گیا تو اس کا پاؤں کاٹ دیا' پھر تیسری مرتبہ لایا گیا تو فرمایا: میں اس کا ہاتھ کاٹتا ہوں تو یہ کس چیز سے جسم پونچھے گا؟ اور کس طرح کھائے گا؟ اور اگر اس کا پاؤں کاٹتا ہوں تو یہ کس طرح چلے گا' مجھے اللہ سے حیاء آتی ہے چنانچہ آپ نے مار کر ہمیشہ کیلئے قید خانے میں ڈالا دیا۔
- حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب کوئی چور لایا جاتا تو آپ اکثر فرمایا کرتے: کیا تم نے چوری کی ہے' کہہ دو کہ نہیں کی۔

آپ فرماتے تھے کہ اگر چور' زناکار اور شراب پینے والے کیلئے مجھے اپنے اس کپڑے کے علاوہ کچھ بھی نہ ملے تو مجھے یہ بات پسند ہوگی کہ میں اسے اس کے اُوپر پھیلا دوں۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن اور ابوقحافہ کی بیٹی کا ہار چوری ہوگیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں کھڑے ہوگئے اور کہا: میں اللہ اور اسلام کی قسم دیتا کہ میری ہمشیرہ کا ہار چوری ہوگیا ہے لیکن کسی نے جواب نہیں دیا' حضور ﷺ تشریف فرما تھے' چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: بخدا آج کل لوگوں میں امانت کا خیال بہت کم رہ گیا ہے' میری ہمشیرہ کی گردن سے انہوں نے یہ ہار کیسے کاٹ لیا ہے؟ واللہ اعلم۔

تیسری فصل:

اس میں چوری ہونے والے سامان جگہ کا اعتبار بتایا گیا ہے اور جس چیز کے چرانے میں جلد فساد کا اندیشہ ہو اس میں ہاتھ کاٹنے کا حکم بتایا گیا ہے۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھل چرانے اور اس کی گوند وغیرہ چرانے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

- رسولِ انور ﷺ نے فرمایا: جس نے لٹکا ہوا غیر ضروری پھل چرا لیا اور اسے کپڑے وغیرہ میں نہیں چھپایا تو اس کا جرم شمار نہ ہوگا اور نہ ہی سزا ہوگی اور جو اس سے نکل آئے تو دوگنا تاوان ہوگا اور سزا بھی ہوگی اور جس نے اس میں سے وہ کچھ چرایا جو کھلیان میں پڑا تھا اور اس کی قیمت تین درہم تک جا پہنچی تو اس میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کا ہاتھ کاٹتے تھے جو جوان ہونے کو ہوتا اور وہ چور کا ہاتھ اس وقت تک نہ کاٹتے جب تک وہ حفاظت کی جگہ سے سامان نہ نکال لیتا۔
- آپ اس وقت بچوں کے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتے جب وہ چور کسی دوسرے شہر میں لے جا کر سامان بیچتا جبکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھوٹے بچے یا عجمی شخص کو چرانے پر ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ دیتے اور اس سلسلے میں فرماتے کہ یہ لوگ بچے بیچنے ہی کا کام تو کرتے ہیں۔
- رسول اللہ ﷺ سے اس بچھڑی ہوئی بکری چوری کرنے کے بارے میں پوچھا گیا جو پہاڑوں میں چرتی پھرا کرتی ہے تو فرمایا کہ اس میں دوہری قیمت ادا کرنا ہوگی اور جلاوطن بھی کیا جائے گا۔
- آپ سے اس شے کی چوری کے بارے میں پوچھا گیا جو کسی باڑے میں تھی تو فرمایا کہ اگر اس شے کی قیمت تین درہم تک پہنچ جاتی ہے تو اس میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ اس مویشی کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا جو باڑے سے چرایا جائے اور اس کی قیمت تین درہم تک پہنچ جائے اور جس میں قیمت یہاں تک نہ پہنچے تو اسے دوگنا تاوان دینا ہوگا اور کچھ کوڑے لگیں گے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے آزاد شخص کو بیچ دیا اور اس نے غلام ہونا پسند کر لیا تو وہ غلام بن جائے گا لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ وہ غلام نہیں بنے گا اور بیچنے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوری والی اونٹنی کے مالک سے فرماتے کہ اس کی قیمت کیا ہے؟ اور جب وہ کہتا کہ مثلاً چار سو درہم کی ہے تو چوری کرنے والے سے فرماتے کہ اسے آٹھ سو درہم دیدو۔
- آپ سے پھلوں اور خوشوں میں موجود پھل کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ جو اسے منہ سے توڑ لے اور سے کپڑے میں نہ چھپائے تو اس کو سزا نہ ہوگی اور جو اُٹھا لے گیا تو اسے دوہری قیمت ادا کرنا ہوگی اور مارا بھی

جائے گا اور جو سامان مال خانے سے چرایا گیا تو اس میں ہاتھ کٹے گا بشرطیکہ اسکی قیمت تین درہم تک پہنچ جائے۔

- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سونے کا ٹکڑا چرانے والے کا فیصلہ اس کی قیمت تین درہم کا کیا تھا۔ لوگ اکثر یہ ٹکڑے بچوں کے گلے میں ڈال دیا کرتے تھے اور بارہ درہم کا ایک دینار ہوتا تھا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

چوتھی فصل:

لفظ ''حرز'' کی وضاحت عرفِ عام پر موقوف ہے

حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں ایک چٹائی پر لیٹا تھا کہ وہ چٹائی چرالی گئی، ہم نے چور پکڑ لیا اور اسے رسول اکرم ﷺ کے پاس لے گئے، آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا اس چٹائی پر یہ سزا ہے جس کی قیمت کوئی درہم اور ہے، میں اسے ہبہ کر دیتا یا اسے بیچ دیتا۔ فرمایا: میرے پاس آنے سے پہلے بتا دیا ہوتا چنانچہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے عورتوں کے برنس (ٹوپی) چرانے پر چور کا ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔
- ایک آدمی اپنا غلام لے کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ اس نے میری بیوی کا شیشہ چرا لیا ہے جس کی قیمت ساٹھ درہم ہے، آپ نے کہا کہ اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ یہ تمہارا غلام ہے جو تمہارا سامان اُٹھاتا پھرتا ہے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بچہ چور لایا جاتا تو آپ فرماتے کہ اسے انگشت سے ناپو اور جب اس کا قد لمبائی میں چھ انگشت تک پہنچ جائے تو اس کا ہاتھ کاٹ سکتے ہو چنانچہ ایک دن ایک چھوٹے بچے کو لائے تو وہ چھ انگشت کا نکلا مگر ایک انگل قد چھوٹا تھا چنانچہ آپ نے اسے چھوڑ دیا۔
- غلاموں کی ایک جماعت نے ایک اونٹ چرا کر کے ذبح کر دیا، ان کے پاس اس کی کھال موجود تھی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب کا ایک ایک ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور پھر ان کے آقا سے کہا: لگتا ہے کہ تم ان سے کام لیتے ہو لیکن انہیں بھوکا مارتے ہو چنانچہ اللہ کی حرام قرار دی ہوئی چیز انہیں مل جاتی ہے تو یہ اسے کھا لیتے ہیں، پھر اونٹ والے سے کہا کہ یہ اونٹ تم کتنے کا بیچ سکتے تھے؟ اس نے کہا چار سو کا تو آپ نے غلاموں کے آقا سے کہا کہ اُٹھو اور انہیں چار سو درہم دیدو۔
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت تک لڑکے کا ہاتھ نہ کٹواتے جب تک اس کے ناف کے نیچے کے بال نہ

اُگ آتے اور اگر بال اُگنے سے پہلے چوری کی ہوتی تو اسے جھڑک کر چھوڑ دیتے۔

ایک پرندہ چوری کرنے پر ہاتھ نہ کاٹتے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ایک شخص نے مرغی چوری کر لی تو آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا ارادہ کیا لیکن حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے کہا کہ نہ کاٹو کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرندہ پر ہاتھ نہیں کاٹتے تھے چنانچہ انہوں نے چھوڑ دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھاگ جانے والے غلام کے چوری کرنے پر اس کا ہاتھ نہ کاٹتے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی سا بھی غلام ہوتا' چوری کرنے پر اس کا ہاتھ کاٹ دیتے خواہ بھاگا ہوا نہ بھی ہوتا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ جو شخص بیت المال سے چوری کرے' اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے کیونکہ یہ اللہ کا مال ہوتا ہے جسے لوگ ایک دوسرے سے چراتے رہتے ہیں۔

پانچویں فصل:

اس میں جھپٹ لینے' لوٹنے' خیانت کرنے اور ادھار لے کر مکر جانیوالے کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خیانت کرنے والے' لوٹنے اور جھپٹنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک مخزومی عورت ادھار سامان لیتی اور پھر اس کا انکار کر دیتی۔ جس پر حضور ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا' اس کے گھر والے حضرت اسامہ بن زید کے پاس آئے' ان سے بات کی' انہوں نے حضور ﷺ سے بات کی تو آپ نے فرمایا: اے اسامہ! میں تمہیں اللہ کی کسی حد میں سفارش کرتے نہ دیکھوں اور پھر آپ نے خطبہ دیا اور پوچھا: کوئی ایسی عورت ہے جو اللہ و رسول ﷺ کے پاس توبہ کرے؟ تین مرتبہ فرمایا' وہ وہاں موجود تھی لیکن نہ وہ اُٹھی اور نہ ہی کوئی بات کی' اس پر آپ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگ اس وجہ سے ہلاک ہو گئے کہ ان میں سے کوئی باعزت آدمی چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے لیکن کمزور کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتے' مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے' اگر بالفرض فاطمہ بنت محمد (ﷺ) بھی ہوتو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں اور پھر اس مخزومی عورت کا ہاتھ کاٹ دیا۔

ایک اور روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جاننے والوں کے سامنے ایک عورت نے مانگ کر زیور لیا' یہ انہیں نہیں جانتی تھی' اسے بیچ دیا' اسے پکڑ کر حضور ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹا۔ واللہ اعلم۔

چھٹی فصل:

اس فصل میں یہ بتایا گیا ہے کہ چوری کا اقرار کرنے پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور ایک مرتبہ کا اقرار کافی نہیں ہوتا۔

حضرت ابو امیہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا' اس نے صحیح طور پر اقرار تو کر لیا لیکن مال اس کے پاس نہ تھا' آپ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ تم نے چوری کی ہے؟ اس نے دو تین مرتبہ کہا کہ ہاں کی ہے' آپ نے فرمایا کہ اس کا ہاتھ کاٹ کر میرے پاس لاؤ' انہوں نے ہاتھ کاٹا اور اسے آپ کے پاس لے آئے' آپ نے اسے فرمایا: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ کہو' اس کے کہنے پر آپ نے دُعا کی کہ اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرمالے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے پاس ایک چور لایا گیا تو اس نے کہا: بخدا اس سے پہلے میں نے کبھی چوری نہیں کی۔ آپ نے فرمایا: تو نے جھوٹ بولا ہے کیونکہ پہلے ہی گناہ پر اللہ تعالیٰ اسے سلامت نہیں رکھا کرتا چنانچہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔
- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک چور عورت لائی گئی تو آپ نے اس سے کہا: تم نے چوری کی ہے؟ کہہ دو کہ نہیں کی چنانچہ اس نے کہہ دیا کہ نہیں کی تو آپ نے اسے چھوڑ دیا۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چوری کرنے والے پر حد کا حکم ہو جائے تو اس سے تاوان نہ لو۔
- آپ نے فرمایا کہ جب چوری کا سامان ایسے شخص کے پاس ملے جس پر چوری کی تہمت نہ ہو تو ایسی صورت میں اگر مال والا چاہے تو جتنے کی اس نے خریدی ہو' اتنے میں اس سے لے سکتا ہے اور اگر چاہے تو چور کو دیدے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب تک چور دو مرتبہ اقرار نہ کر لے' اس کا ہاتھ نہ کاٹو۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

ساتویں فصل:

اس فصل میں چور کا ہاتھ کاٹنے کے بعد اسے داغ دینے کا حکم ہے اور بہتر یہ ہے کہ ہاتھ کو اس کے گلے میں لٹکا دیا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ کے پاس کوئی چور لایا جاتا اور وہ اقرار کر لیتا تو آپ فرماتے: اسے لیجا کر ہاتھ کاٹ دو' اسے داغ دو اور ہاتھ کو گلے میں لٹکا دو۔

- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی غلام چوری کرنے لگے تو اسے بیچ دو خواہ آدھی ہی قیمت پر بکے۔
- حضرت ثعلبہ بن مالک قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے اونٹ چوری کر لیا اور نبی کریم ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے فلاں شخص کا اونٹ چوری کر لیا ہے لہٰذا مجھے پاک کر دیجئے جس پر حضورﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور وہ کاٹ دیا گیا۔ حضرت ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب ان کا ہاتھ کٹ کر گرا تو میں دیکھ رہا تھا' انہوں نے کہا: اس ذات کا شکر جس نے آپ کی وجہ سے مجھے پاک کر دیا ورنہ میں جہنم میں جاتا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

آٹھویں فصل:

اس میں چوری کی تہمت کا بیان ہے اور قبروں میں سے چوری کرنے والے کے ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مطابق رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کی چوری ہو جاتی ہے' اس کی نظر میں چور ہمیشہ تہمت زدہ رہتا ہے جب تک وہ چوری سے بڑا جرم نہیں کر لیتا چنانچہ کچھ لوگوں کا سامان چوری ہو گیا' انہوں نے کچھ لوگوں پر تہمت لگائی اور انہیں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گئے' انہوں نے کچھ دن انہیں قید میں رکھ کر چھوڑ دیا۔ وہ لوگ حضرت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ نے انہیں مارے اور پتہ لگائے بغیر چھوڑ دیا ہے۔ انہوں نے کہا: تم کیا چاہتے ہو؟ چاہو تو میں تمہاری خاطر انہیں مارتا ہوں' تمہارا مال مل جائے تو بہتر ورنہ میں تمہاری پیٹھ پیچھے ان کیلئے وہ کچھ لونگا جو ان کی پیٹھ پیچھے لیا۔ انہوں نے کہا: کیا یہ آپ کا حکم ہے؟ آپ نے کہا کہ یہ اللہ و رسولﷺ کا حکم ہے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے ایک شخص کو چوری کی تہمت میں گھڑی بھر کیلئے پکڑا اور پھر رہا کر دیا۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ امام اگر حد لگائے جانے والے شخص کو قید میں رکھے تو یہ ظلم ہو گا' سنت یہ ہے کہ پھر اسے چھوڑ دے۔
- حضرت حماد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب کفن چور قبر میں داخل ہو جائے اور میت کا کفن پکڑ لے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے پھر بتایا کہ رسول اللہﷺ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا: اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب لوگوں کو موت گھیر لے گی تو گھر اس وقت قبر ہی ہو گا چنانچہ آپ نے اسے ''گھر'' قرار دیا (اور گھر کی چوری پر ہاتھ کٹتا ہے)۔

نویں فصل:

اس فصل میں ایسے چور کا بیان ہے جو ہاتھ کٹنے کی سزا لازم ہونے یا اس میں سفارش پر چوری کا مال ہبہ کر دیتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بتایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپس میں ایک دوسرے کو حد لگنے سے بچا لیا کرو کیونکہ جو حد میرے ہاں لگ جاتی ہے وہ لازم ہو جاتی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ اسلامی دور میں سب سے پہلی حد اس چور شخص پر لگی تھی جسے رسول اللہ ﷺ کے ہاں لایا گیا اور جب گواہی ہوگئی تو آپ نے فرمایا: اسے لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ دو' لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف نظر اُٹھائی تو چہرہ پریشان تھا جیسے راکھ پڑی ہو' صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! لگتا ہے یہ سزا آپ کو اچھی نہیں لگی؟ فرمایا: ایسا کیوں نہ ہو' تم تو اپنے بھائی پر گویا شیطان کے دوست بنے دکھائی دیتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا؟ آپ نے فرمایا کہ یہ کام میرے پاس آنے سے پہلے تم نے کیوں نہ کر لیا؟ کیونکہ جب امام کے ہاں حد کی سزا ثابت ہو جاتی ہے تو اسے یہ حق نہیں ہوتا کہ اسے معطل کر دے اور پھر یہ آیت پڑھی: وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا الآیۃ

- آپ نے فرمایا تھا کہ صاحب حیثیت لوگوں کی لغزشیں' اگر حد نہ بنی ہوں تو معاف کر دیا کرو۔
- حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شخص سے ملے جس نے کوئی چور پکڑ رکھا تھا اور وہ اسے سلطان کی طرف لے جانے کا ارادہ رکھتے تھے' آپ نے سفارش کی کہ اسے چھوڑ دے' اس نے ماننے سے انکار کر دیا اور آخر کار سلطان کے پاس لے چلا' اس پر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جب تم اسے سلطان کے پاس لے ہی چلے ہو تو پھر سفارش کرنے والے اور جس کی سفارش کی جائے' دونوں پر اللہ لعنت کرتا ہے اور پھر اس سے پہلے مخزومی عورت کی حدیث گذر چکی ہے جس میں حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی سفارش کی تھی لیکن حضور ﷺ نے اسے قبول نہیں کیا تھا۔

دسویں فصل:

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ کیا چوری کی حد سفر میں ہوتے ہوئے اور دار الحرب میں لگے گی یا نہیں؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ کے دوران ہاتھ کاٹنے سے منع فرماتے تھے' چنانچہ حضرت بشیر بن ارطاۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہمیں ایک ایسا آدمی ملا جس نے غزوہ کے دوران چوری کی تھی' ہم نے اسے کوڑے تو مارے تھے لیکن ہاتھ نہیں کاٹا تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ اکثر فرماتے تھے کہ سفر میں کسی کے ہاتھ نہ کاٹا کرو۔

- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں قریب و بعید والے لوگوں سے جہاد کرو اور اس سلسلے میں کسی کی پرواہ نہ کرو نیز سفر و حضر میں اللہ کی حد لگایا کرو۔
- آپ نے فرمایا کہ قحط کے دنوں میں کسی کا ہاتھ نہ کاٹا کرو۔ واللہ اعلم۔

باب

شرابخور کو حد لگانا اور اس کی صورت

اس سے پہلے باب الاشربہ میں شراب' نبیذ (نچوڑ) اور جو کچھ اس سے بنایا جاتا ہے' کا بیان ہو چکا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے دیکھا' رسول اللہ ﷺ کے ہاں ایک شرابی کو لایا گیا تو آپ نے اسے چالیس کے قریب کھجور کی دو چھڑیاں ماریں' یہ کام حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تھا اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے لوگوں سے مشورہ کیا کیونکہ لوگ شراب پینے لگے تھے' اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حد ہلکی کرتے ہوئے اسّی کوڑے لگایا کریں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حکم جاری کر دیا۔

- رسول اللہ ﷺ شراب خور کو اکثر جوتوں' ہاتھوں' بٹی ہوئی چادروں اور کپڑوں سے مارا کرتے اور یوں بھی ہوتا کہ آپ زمین سے مٹی اُٹھا کر شرابخور کے منہ پر مارتے۔
- شرابخور کو گالی دینے سے آپ منع کرتے اور فرماتے کہ اس سلسلے میں شیطان کے ساتھی نہ بنا کرو چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوگوں نے عبد اللہ نامی شخص کو گالیاں دیں تو آپ مسکراتے ہوئے انہیں منع فرماتے تھے اور فرمایا تھا کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ یہ اللہ و رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ جب تم دیکھو کہ تمہارا کوئی بھائی راہِ راست سے ہٹ گیا ہے تو اسے درست کرو اور درست راستے پر لاؤ' اللہ سے دُعا کرو کہ اس کی توبہ قبول کرے اور اسے توبہ کرنے کی طرف موڑا کرو' اس سلسلے میں اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کیا کرو۔
- حضرت حصین بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا جب لوگ ولید کو اس وجہ سے ان کے پاس پکڑ لائے جب انہوں نے نشے کی حالت میں صبح کی دو رکعت پڑھی تھیں اور کہا تھا: کچھ اور زیادہ پڑھ لوں؟ دو شخصوں نے ان کے خلاف گواہی دی' جن میں سے ایک حضرت حمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہوں نے یہ گواہی دی کہ انہوں نے شراب پی ہے اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ میں نے انہیں قے کرتے دیکھا ہے۔ یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے حسن! اُٹھو اور انہیں کوڑے لگاؤ' انہوں نے کہا: اس کی سزا و تکلیف کا معاملہ اسی کے سپرد کیجئے جس نے اس کا سکون و آرام دیکھا ہے' شاید آپ ان سے ناراض تھے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے کہا: اُٹھو اور اسے کوڑے لگاؤ' انہوں نے لگا دیئے' اس دوران حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گنتے رہے چنانچہ چالیس کوڑے لگائے گئے' پھر روک کر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ چالیس کوڑے لگاتے تھے' حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی چالیس لگائے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسّی لگاتے تھے اور یہ سب سنت ہے' لیکن مجھے اتنے ہی پسند ہیں۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سلسلے میں بتاتے ہیں کہ جس نے یہ روایت کی کہ آپ نے اسّی لگائے تھے تو یہ صحیح ہے کیونکہ اس دوران کوڑا دو طرفوں (چھڑیوں) والا ہوتا تھا چنانچہ اس کی تائید قریب ہی گذرے حضور ﷺ کے طریقے سے ہوتی ہے کہ آپ نے شراب خور کو دوہری چھڑی سے مارا تھا اور چالیس ہی کوڑے لگائے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رمضان شریف میں شراب پینے والا ایک بوڑھا پیش کیا گیا تو آپ نے اسے فرمایا: افسوس تم پر' ہمارے تو بچے بھی روزے رکھ رہے ہیں اور پھر اسے اسّی کوڑے لگائے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اولاد کو بھی کوڑے خوب لگایا کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو خوب مارا تو وہ ایک مہینہ صحیح رہنے کے بعد مر گئے۔
- حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر میں رہتے ہوئے شراب پی لی اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں جا کر کہا کہ مجھے پاک کر دیجئے' انہوں نے کوڑے لگا کر ان کا سر مونڈھ دیا۔ اس وقت لوگ سب کے سامنے حد کے ساتھ مونچھیں بھی مونڈھ دیا کرتے تھے۔ یہ بات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو انہوں نے حضرت عمرو سے کہا کہ اسے میرے پاس بھیج دو' انہوں نے آپ کے پاس بھیجا تو آپ نے دوبارہ حد لگائی۔ لوگوں کا خیال تھا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حد سے فوت ہوئے تھے نہ کہ حضرت عمرو کے مارنے پر چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی یونہی بتایا تھا۔

علماءِ کرام کہتے ہیں کہ دوبارہ آپ کا انہیں مارنا ایک ڈانٹ تھا کیونکہ حد دوبارہ نہیں لگائی جاتی۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ میں شرابی کے علاوہ کسی کو حد لگاؤں اور وہ فوت ہو جائے تو مجھے افسوس رہتا ہے کیونکہ وہ فوت ہو جاتا ہے تو اس کی دیت مجھے دینا ہوتی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے سنت قرار نہیں دیا کہ اتنے کوڑے لگائے جائیں' یہ اندازہ تو ہم نے لگا رکھا ہے۔
- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں شرابی کی حد چالیس جوتے مارنا ہوتے تھے اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آیا تو آپ نے ہر جوتے کے بدلے میں کوڑا مقرر کر دیا۔
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس نشے میں دُھت ایک آدمی پیش کیا گیا تو اُس نے بتایا کہ میں نے شراب نہیں پی بلکہ برتن میں میوہ اور کھجور ملا کر پی ہے چنانچہ آپ کے حکم پر اسے

ہاتھوں اور جوتوں سے مارا گیا اور آپ نے کھجور اور میوہ ملا کر پینے سے منع فرما دیا۔

- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری طرف چلے آئے اور کہنے لگے کہ مجھے فلاں شخص سے شراب کی بدبو آ رہی ہے' اس کا خیال ہے کہ اس نے نبیذ پیا ہے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ اس نے کیا پیا ہے؟ اگر اس نے نشہ دینے والی چیز پی ہے تو میں اسے کوڑے ماروں گا چنانچہ آپ نے اسے مکمل حد لگائی۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرابی کے بارے میں فرماتے تھے کہ جب وہ شراب پیتا ہے تو نشہ میں ہو جاتا ہے اور جب مست ہوتا ہے تو بکواس کرتا ہے اور جب بکواس کرتا ہے تو بہتان باندھتا ہے اور بہتان باندھنے والے کی سزا اسی کوڑے ہے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رمضان میں کسی شرابخور کو دیکھتے تو حد لگا کر اسے جلا وطن کر دیتے چنانچہ ایک مرتبہ ربیعہ بن امیہ بن خلف کو آپ کے پاس لایا گیا' انہوں نے رمضان میں شراب پی رکھی تھی چنانچہ آپ نے اسے خیبر کی طرف نکال دیا' وہ ہرقل روم سے جا ملا اور نصرانی ہو گیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آج کے بعد میں کسی مسلمان کو کبھی بھی جلا وطن نہیں کرونگا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک قوم کے پاس گئے جو شراب پینے لگے تھے' وہاں ایک روز دار بھی تھا چنانچہ آپ نے ان کے ساتھ اسے بھی کوڑے لگا دئے اور اس سے کہا کہ تم ان کے ساتھ بیٹھے کیوں تھے؟
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شرابی کو کوڑے لگواتے تو کوڑے مارنے والے سے فرماتے: اس کے ہاتھ چھوڑ کر مارو تاکہ ان سے روک کرتا رہے' چہرہ اور شرمگاہیں بھی چھوڑ دو۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ نشہ والے کے نشہ کے مطابق اسے حد لگاؤ چنانچہ حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے غلاموں کو شراب پینے پر آدھی حد لگاتے تھے۔

فصل:

اس فصل میں چوتھی مرتبہ شراب پینے والے کو قتل کرنیکا بیان ہے اور یہ بتایا ہے کہ نرمی کیلئے یہ حکم منسوخ ہو گیا تھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شراب پئے' اسے کوڑے لگاؤ' دوبارہ پئے تو کوڑے لگاؤ' تیسری مرتبہ پئے تو کوڑے لگاؤ اور چوتھی مرتبہ پئے تو اسے قتل کر دو۔

ایک روایت میں ہے کہ اس کی گردن اڑا دو چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب کوئی شخص چوتھی بار شراب پی لے تو اسے میرے پاس لے آؤ اور یہ میری ذمہ داری ہوگی کہ میں اسے قتل کر دوں۔

حضرت قبیصہ بن ابو ذویب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ یہ حکم پہلے دور میں تھا' پھر منسوخ ہو گیا لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک نہیں پہنچا تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شرابی شخص لایا گیا' آپ نے اسے کوڑے لگوائے' وہ پھر لایا گیا تو آپ نے کوڑے لگوائے اور پھر لایا گیا تو پھر بھی کوڑے ہی لگوائے تھے کیونکہ قتل کرنے کا حکم اُٹھ چکا تھا اور نرمی ہو گئی تھی۔

- حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر اس شخص سے فرمایا کرتے' جس سے سن لیتے کہ چوتھی مرتبہ میں شرابی کو قتل کر دیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چوتھی مرتبہ شرابی لایا گیا تو آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا تھا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

نشہ معلوم ہونے یا شراب کی بدبو آنے پر وہ شخص نہ مانے تو اس کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ شرابی کے بارے میں کوئی خاص حد مقرر نہ کی تھی' اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس کوڑے مقرر کیا تھا اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسّی کوڑے مقرر کئے جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسّی اور چالیس کوڑے لگواتے تھے اور جب آپ کے پاس ایسا آدمی لایا جاتا جو شراب کے نشہ میں دھت ہوتا تو آپ اسے اسّی کوڑے لگواتے لیکن اگر وہ ایک آدھ بار پھسلتا تو اسے چالیس لگواتے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب شرابی قرآن پڑھے اور اس کی پہچان نہ رکھ سکے یا چادروں میں سے اسے اپنی چادر کا پتہ نہ چل سکے تو اسے کوڑے لگاؤ۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے شراب پی تو اسے نشہ ہو گیا' راستے میں اسے ایک ہمدرد مل گیا جو اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے گیا اور جب وہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر سے گذرا تو اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلا گیا' آپ نے اسے پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپ مسکرا دئے اور پوچھا: کیا واقعی اس نے یوں کیا ہے؟ لیکن کسی سزا کا حکم نہیں دیا۔
- حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں حمص میں تھا' اسی دوران حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ یوسف پڑھی' ایک آدمی نے کہا کہ یوں نہیں اُتری۔ حضرت عبد اللہ نے کہا: بخدا میں نے اسے رسول اللہ

ﷺ کے سامنے یونہی پڑھا تھا جس پر آپ نے فرمایا تھا کہ ٹھیک پڑھتے ہو' ابھی وہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ اس سے شراب کی بدبو آئی جس پر آپ نے فرمایا: شراب پی کر کتاب اللہ میں غلطی نکالتے ہو؟ چنانچہ اسے حد لگا دی۔ یونہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی سے شراب کی بدبو محسوس کی تو اسے پوری حد لگا دی' وہ آدمی ہمیشہ شراب پینے والا تھا۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے تھے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے شخص سے شراب کی بدبو محسوس کرتے جو عادی نہ ہوتا تو اسے چھوڑ دیا کرتے اور جب عادی نظر آ جاتا تو اسے کوڑے لگاتے۔
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک ایسا آدمی لایا گیا جس کے برتن میں نبیذ تھا' آپ نے اسے کچھ کوڑے لگائے' شراب انڈیل دی اور برتن توڑ دیا۔
- حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر مجھے ایسا شخص مل جائے جس پر حد لگنا ہو تو میں اس وقت تک اسے حد نہیں لگاتا جب تک کوئی اور میرے ساتھ نہ ہو۔
- ایک مسلمان شخص اپنے بھتیجے کو ساتھ لے کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا وہ نشے میں تھا تو آپ نے اسے حد لگا دی اور اس کے چچا سے کہا: کتنی بری بات ہے کہ تم نے اسے اچھی طرح ادب نہیں سکھایا اور نہ ہی اس کی ذلت پر پردہ ڈالا ہے۔ اس نے عرض کی: اے ابا عبد الرحمٰن! بخدا! یہ میرا بھتیجا ہے' میرے پاس کوئی بیٹا نہیں لہٰذا میں اسے وہی پیار دیتا ہوں جو بیٹے کو دیا جاتا ہے لیکن مجھے بھلائی کی اُمید نہیں۔ یہ سن کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ بہت معاف فرمانے والا ہے اور معاف کرنا اسے پسند ہے لیکن ایک ولی کیلئے حد لگانے کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں ہوتا۔
- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک عامل کے بارے میں شکایت ملی کہ اس نے لوگوں سے کہا ہے: جو کوئی گناہ کر لے تو ہمارے پاس آ جائے تو ہم اسے پاک کر دیں گے چنانچہ اس کے پاس کچھ لوگ آئے تو اس نے ان کو مارا جس پر حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پاس گئے اور کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے تجھے توبہ کا موقع بھی دیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں' آپ نے فرمایا: یہ کوڑا پھینک دو اور کسی کا وہ پردہ فاش نہ کرو جسے اللہ نے ڈھانپ رکھا ہے۔
- حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک ایسے لڑکے کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنے اُونٹ کو شراب پلا دی تھی تو آپ نے اسے مارنے کا وعدہ کیا اور پھر آپ سے ان عورتوں کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنے سر کے بالوں میں شراب لگاتی تھیں تو آپ نے اس سے انہیں روک دیا اور فرمایا کہ اللہ تمہارے سروں میں خاک ڈالے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

تہمت کی صورت میں سزا اور قید کی مقدار کیا ہوتی ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی کسی حد کے علاوہ کسی کو سزا کے طور پر دس کوڑوں سے زیادہ نہ مارے جائیں چنانچہ آپ تہمت کی صورت میں ڈانٹ کیلئے کبھی تو ایسے شخص کو بند کرتے اور کبھی ہلکا سا مارتے اور ایک مرتبہ تہمت کی وجہ سے آپ نے ایک شخص کو کچھ دیر تک بند رکھ کر چھوڑ دیا تھا۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنے بچوں کو لذت دار کھانے کھاتے دیکھتے یا خوبصورت کپڑے پہنے دیکھتے تو انہیں کوڑے لگاتے اور فرماتے کہ ستھرے ستھرے کھانے تو کھاتے ہو لیکن عبادت میں کوتاہی کرتے ہوئے اور تکبر والے کپڑے پہنتے ہو جو دل کو اچھے لگیں اور **باب قطع السرقة** میں بتایا جا چکا ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوری کی تہمت میں پڑے شخص کو قید کر دیتے تھے چنانچہ وہاں دیکھ لو۔ واللہ اعلم۔

باب

جادو کا بیان

اس باب میں بتایا جا رہا ہے کہ جادو ایک حقیقت ہے۔ جادو کے مجرم کی حد کیا ہے پھر اس میں جادوگر کے غیبی خبریں دینے کی برائی بتائی گئی ہے۔

- حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جادوگر کی حد یہ ہے کہ اسے تلوار سے مارا جائے چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی جادوگر کو پکڑ لیا اور گلے لگا کر اسے بھینچا اور چھوڑ دیا چنانچہ وہ مر گیا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وصال سے ایک سال پہلے حضرت احنف بن قیس کے چچا حضرت حر بن معاویہ کو لکھ بھیجا کہ جادو کرنے والے ہر مرد و عورت کو قتل کر دیا کرو، وہ بتاتے ہیں کہ ہم نے تین جادوگر قتل کر دیا تھے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک بیوی نے ایک لونڈی کو قتل کر دیا تھا جس نے ان پر جادو کیا تھا' انہوں نے اسے مدبرہ کر دیا تھا چنانچہ حکم دیا تو اسے قتل کر دیا گیا۔
- حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ جس نے معاہدہ کر رکھا ہو اور وہ جادو کرے تو کیا اسے قتل کر دیا جائے؟ انہوں نے کہا: ہمیں پتہ چلا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کیلئے جادو کیا گیا تھا' آپ نے جادو کرنے

والے کو قتل نہیں کیا تھا' وہ اہل کتاب میں سے تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا تو انہیں کسی کام کے کرنے کا خیال آتا لیکن کر نہیں کر سکتے تھے' ایک دن ایسا ہوا کہ آپ میرے پاس تھے' دعا کرنا شروع کی تو دیر تک کرتے ہی رہے اور پھر فرمایا: اے عائشہ! مجھے یہ پتہ چل گیا ہے جو کچھ میں نے اللہ سے پوچھا ہے' وہ اس نے مجھے بتا دیا ہے۔ میں نے پوچھا: وہ کیا بات ہے؟ فرمایا: میرے پاس دو آدمی آئے' ایک میرے سرہانے کھڑا ہو گیا اور دوسرا پاؤں کی طرف' پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس شخص کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا کہ اسے جادو کیا گیا ہے۔ اس نے پوچھا کہ کس نے کیا ہے؟ اس نے کہا بنو زریق کے لبید بن اصم یہودی نے کیا ہے۔ اس نے پوچھا کہ کس چیز میں کیا ہے؟ اس نے کہا کہ کنگھی میں۔ اس نے پوچھا وہ کنگھی کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ ذی اروان کے کنوئیں میں۔

یہ سن کر حضور ﷺ اپنے کچھ صحابہ کو لے کر اس کنوئیں پر پہنچے اور اس میں جھانکا' کنوئیں پر کھجور کا ایک درخت تھا' آپ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس واپس آئے اور فرمایا: بخدا کنوئیں کے پانی کا رنگ مہندی کے دھووں جیسا ہے اور گویا اس کی کھجور شیطانوں کا گھر ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا: کیا آپ نے اسے نکال لیا ہے؟ فرمایا: نہیں' رہا میں تو اللہ نے مجھے بچا لیا ہے اور شفاء دیدی ہے اور مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ میں اس کا نقصان اور لوگوں کو پہنچاؤں گا چنانچہ حکم فرمایا اور وہ کنواں ڈھا دیا گیا۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں کہ جنت میں نہیں جا سکیں گے' ہمیشہ کا شرابی' قطع رحمی کرنے والا اور جادو کو سچائی کا کام کہنے والا۔

جب آپ سے غیبی خبریں دینے والے کے بارے میں پوچھا جاتا تو آپ فرماتے کہ ان کی حیثیت کچھ نہیں۔ اس پر صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ ایسی شے بتاتے ہیں جو سچ ہو جایا کرتی ہے' آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ کی طرف سے سچی بات ہوتی ہے' جن آسمانوں سے جھپٹ لیتے ہیں اور اپنے دوستوں کے کانوں میں بھر دیتے ہیں' وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا لیتے ہیں۔

حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں دورِ جاہلیت میں چھوٹا سا تھا اور اسلام آ گیا' ہم میں سے کچھ لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں' فرمایا: تم نہ جانا۔ میں نے عرض کی کہ ہم میں سے کچھ لوگ بدفالی لیتے ہیں۔ فرمایا: یہ ایک ایسی شے ہے کہ ان کے دلوں میں ہوتی ہے لہٰذا یہ تمہارے لئے روکاوٹ نہ بنے۔ پھر عرض کی کہ ہم میں سے کچھ لوگ نقش بناتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک نبی نقش بناتے تھے اور وہ درست بھی ہو جاتے تھے۔ واللہ اعلم۔

باب

جنگجو اور لٹیرے کا حکم

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ قبیلۂ عکل اور عرینہ کے لوگ رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کے بارے میں گفتگو کی' انہیں مدینہ کی آب و ہوا راس نہ آئی تو وہ بیمار ہو گئے ان کے لئے اونٹوں اور چرواہے کا بندوبست کیا اور حکم فرمایا کہ باہر نکل جائیں اور اونٹوں کا پیشاب و دودھ ملا کر پئیں چنانچہ وہ نکل گئے اور جب حرہ کی جانب پہنچے تو مرتد ہو گئے' رسول اکرم ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے' رسولِ اکرم ﷺ کو پتہ چلا تو آپ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے جنہوں نے انہیں پکڑ لیا اور آنکھیں پھوڑنے کا حکم دیا نیز ان کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے اور پھر انہیں ایک علاقے میں چھوڑ دیا گیا' جہاں اسی حال میں وہاں مر گئے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ انہیں سولی چڑھا دیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے حکم دیا تو ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دی گئیں' ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور انہیں داغ دیا گیا پھر انہیں اسی پتھریلی میں پیاسے رہنے دیا گیا' انہیں مرنے تک پانی نہ دیا گیا۔

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ اس وقت ہوا جب حدود کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اور جب اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہوا:

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا ۝ (سورۃ المائدہ: ۳۳)

''وہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑتے اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں' ان کا یہی بدلہ ہے کہ گن گن کر قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں۔''

تو انہیں اس کام سے روک دیا گیا اور مثلہ (ہاتھ پاؤں ناک وغیرہ کاٹ دینا) سے منع کر دیا گیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھیں اس لئے پھوڑی تھیں کہ انہوں نے آپ کے چرواہے کی آنکھیں پھوڑی تھیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما راہزنوں کے بارے میں فرماتے تھے کہ جب وہ قتل و غارت کریں تو انہیں قتل کیا جائے اور سولی دے دیا جائے اور اگر وہ قتل تو کریں لیکن لوٹ نہ مچائیں تو قتل کئے جائیں' سولی نہ چڑھائے جائیں اور جب وہ مال لوٹیں لیکن قتل نہ کریں تو مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

باب

خارجیوں اور باغیوں کو قتل کرنے کا حکم

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ آخری زمانے میں ایک قوم نکلے گی جو کم عمر اور بے وقوف ہوں گے' وہ مخلوق میں سب سے بہتر رسول اللہ ﷺ کی بات سنائیں گے لیکن ان کا ایمان گلے سے نیچے نہ اُترے گا' وہ دین سے ایسے نکلے ہوں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے لہٰذا تم جہاں انہیں دیکھو' قتل کر دو کیونکہ جو انہیں قتل کرے گا' اسے قیامت کے دن اجر و ثواب ملے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ میری اُمت میں ایک ایسا گروہ نکلے گا جو قرآن پڑھیں گے تو تمہارا پڑھنا ان کے مقابلے میں کچھ بھی نہ ہوگا اور تمہاری نماز ان کی نماز کے مقابلے میں کچھ نہ ہوگی' نہ ہی تمہارے روزے ان کے مقابلے میں کچھ حیثیت رکھتے ہوں گے' وہ قرآن پڑھیں گے اور خیال کریں گے کہ یہ ان کے حق میں ہے حالانکہ ان کے خلاف ہوگا' ان کی نماز ان کی ہنسلی سے نیچے نہیں ہوگی' وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے' اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو بلائیں گے' اگر میں ان کے دور تک رہا تو انہیں یوں قتل کر دوں گا جیسے قوم قتل کی گئی۔

علماء فرماتے ہیں' اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ خارجیوں جیسی قوم دکھائی دے تو انہیں اس وجہ سے قتل نہیں کیا جائے گا' ان کا قتل اس وقت حلال ہوگا جب وہ بہت سے ہوں' ہتھیاروں سے روک کریں اور لوگوں کا سامنا کریں۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت کے دو گروہ ہو جائیں گے جن میں سے ایک گروہ خارجی ہوگا' وہ حق مذہب والوں کو قتل کرے گا۔
- مروان بن حکم نے بتایا کہ جب واقعہ جمل ہوا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ایک شخص نے زوردار آواز میں اعلان کیا کہ بھاگ جانے والے کو قتل نہ کیا جائے' انہیں فوراً نہ مارا جائے' جو اندر سے دروازہ بند کرے' اسے امن میں سمجھو' اور جو ہتھیار ڈال دے' اسے امن دو۔
- حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ فتنہ بھڑک اُٹھا' رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کافی تھے' انہوں نے اس بات پر اکٹھ کیا کہ کسی سے قصاص نہ لیا جائے اور نہ قرآن میں ہیر پھیر کے ذریعے کسی کا مال لیا جائے' ہاں وہ لے سکتے ہو جو تمہارے سامنے پڑا ہو۔
- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمانوں میں فتنہ کھڑا ہو جائے تو تلوار ہاتھ میں لے لینا' خواہ لکڑی ہی کی ہو۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

باب

اس میں عظیم امامت (حکمرانی) کا بیان ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ امام ظلم کریں تو صبر کرو' اُن سے جنگ نہ کرو اور تلوار چلانے سے باز رہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک کمزور حکمران پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے' کمزور حکمران وہ ہوتا ہے جو شرعی احکام جاری کرنے اور انہیں لاگو کرنے سے کمزور ہو۔

- آپ نے فرمایا کہ جو میرے امیر کی نافرمانی کرے تو گویا اس نے میری نافرمانی کی اور جو اس کی فرمانبرداری کرے' گویا اس نے میری فرمانبرداری کی۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ فرمان آپ کے بعد قیامت تک آنے والے حکمرانوں کے بارے میں ہے۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ذوالقرنین نبی نہ تھے اور نہ ہی فرشتہ' وہ صرف ایک نیک انسان تھے انہوں نے اللہ سے محبت کی تو اللہ نے ان سے محبت کی' وہ اللہ کے ساتھ خالص تھے تو اللہ نے انہیں اس کا اجر دیا' انہیں بھی لوگوں نے سینگ پر مارا اور پھر جتنی دیر اللہ کو منظور تھا' رہتے رہے' پھر لوگوں کو ہدایت کی دعوت دی تو انہوں نے ان کے دوسرے سینگ پر مارا' ان کا یہ سینگ بیل جیسا نہ تھا۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نبوت کے بعد اس کی خلافت تیس سال تک جاری رہے گی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا اپنے ملک کا والی بنا دے گا۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ یہ دین اس وقت تک قائم رہے گا جب تک بارہ خلیفے نہ ہوں گے جو سب کے سب قریش سے ہوں گے' پوری اُمت ان کے حکم پر چلے گی۔ اس پر صحابی نے پوچھا: یا رسولِ اللہ! اس کے بعد کیا ہوگا؟ فرمایا: پھر فتنہ وفساد ہوگا۔
- حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے عبد الملک بن مروان سے کہہ دیا: اے اللہ کے خلیفے! اس پر ایک شخص نے اسے کہا: اللہ تعالیٰ تمہاری زبان بند کر دے' خلیفہ اس کا ہوتا ہے جو غائب ہو جائے یا فوت ہو جائے جبکہ اللہ تعالیٰ نہ ہی غائب ہے اور نہ ہی فوت ہوا ہے۔ عبد الملک نے اسے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے نہیں کہا تھا۔ ''میں زمین میں ایک خلیفہ بنانا چاہتا ہوں' اس پر اس آدمی نے کہا: ہاں یونہی ہے اور اس نے کہا کہ وہ ان فرشتوں کے خلیفہ تھے جو آپ سے پہلے زمین پر موجود تھے یعنی اللہ نے فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانا چاہتا ہوں اور تمہیں آسمان کی طرف اٹھاؤں گا' زمین میں تمہارے بعد وہ خلیفہ ہوں گے چنانچہ وہ فرشتوں کے خلیفہ تھے' اللہ کے نہ تھے اس کی مثال اللہ کا یہ فرمان ہے کہ تمہیں ان کے بعد

زمین میں ان کا خلیفہ بنایا۔ جبکہ حضرت داؤد علیہ السلام بھی اپنے سے پہلے کے خلیفہ تھے اور یونہی اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

لِيُنذِرَكُمْ وَ اذْكُرُوْآ اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ○ (سورۂ اعراف: ۶۹)

''اور یاد کرو جب اس نے تمہیں قوم نوح کا جانشین کیا۔''

یونہی فرمایا:

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ○ (سورۂ انعام: ۱۳۳)

''اے لوگو! وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور جسے چاہے تمہاری جگہ لا دے جیسے تمہیں اوروں کی اولاد سے پیدا کیا۔''

اور یونہی اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ○ (سورۂ نور: ۵۵)

''اللہ نے وعدہ کیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو دی۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مرتبہ یَا خَلِیْفَۃَ اللّٰہِ کہا گیا تو آپ ناراض ہو گئے تھے اور فرمایا تھا: مجھے افسوس ہے، آئندہ سے یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ کہا کرو اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ الفاظ کہے گئے تو آپ نے فرمایا: اللہ یہ بات پسند نہیں کرے گا، میں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ ہوں اور پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں کہا گیا تو انہوں نے کہا: افسوس! مجھے خلیفۂ سلیمان کہا کرو۔

☯ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ایسی کوئی نبوت نہیں گذری جس کے بعد قتل اور سولی چڑھانے کا کام نہ ہوا ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ جب بھی کوئی نبوت آئی، اس کے بعد خلافت ہوئی اور کوئی ایسی خلافت نہ تھی جس کے بعد بادشاہت نہ ہوئی۔

ایک روایت میں ہے کہ کوئی بھی نبوت ہوئی، اس کے ساتھ ہی جبروتیت (جابر ہونا) بھی آئی۔

☯ آپ نے فرمایا ہوا ہے کہ جب تم خراسان سے سیاہ جھنڈے آتے دیکھو تو ان سے مل جانا کیونکہ حضرت مہدی بھی انہی میں ہوں گے۔

ایک روایت میں فرمایا کہ قائم بھی ہم میں ہوں گے، منصور بھی، سفاح بھی اور مہدی بھی ہم میں سے ہوں

گے۔ رہا ''قائم'' تو اس کے پاس خلافت ہوگی' اس میں سینگی جتنا خون نہ بہے گا' رہا منصور تو اس کا جھنڈا اکیلا نہ ہو گا۔ رہا سفاح تو وہ مال اور خون میں خرابی پیدا کرے گا اور رہا مہدی تو وہ اتنا انصاف پھیلائے گا جتنا ظلم پھیل چکا ہوگا۔

- آپ نے فرمایا تھا کہ ۳۵ھ یا فرمایا ۳۶ھ یا فرمایا ۳۷ھ میں اسلام پر گردش کا دور ہوگا' اگر تم اس میں ہلاک ہوئے تو ایسا پہلے بھی ہو چکا ہے اور اگر ان کا دین قائم ہو گیا تو ستر سال تک قائم رہے گا۔
- آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دن اور لینے میں ناکام نہ ہوگی۔ میری اُمت اللہ حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا' آدھا دن کتنا ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ پانچ سو سال۔
- آپ اکثر فرمایا کرتے کہ میں تمہیں اپنے صحابہ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں' پھر ان کے بارے میں جو اُن کے بعد آئیں گے اور پھر جھوٹ چھا جائے گا اور یوں ہوگا کہ آدمی قسم مانگے بغیر قسم کھائے گا اور خواہ مخواہ گواہ بنے گا' سن لو کہ کوئی آدمی عورت کے پاس گوشے میں بیٹھے گا تو تیسرا شیطان ساتھ ہوگا' جماعت کے ساتھ رہنا' بکھر نہ جانا کیونکہ ایک کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور وہ دو سے بہت دور ہوتا ہے تو جسے جنت کی ہواؤں کی ضرورت ہے' وہ جماعت کے ساتھ رہے اور جسے نیکی اچھی لگے' برائی بری لگے تو مومن ایسا ہوگا۔
- آپ نے فرمایا: جس کے پاس بادشاہ کو سمجھانے کیلئے کوئی نصیحت موجود ہو تو اس کا اظہار کھل کر نہ کرے' اسے اپنے ساتھ لے اور تنہا لے جا کر اسے کہہ دے' مان لے تو بہتر ورنہ اس کی طرف سے اس کا اور اپنا حق ادا ہو چکا۔
- آپ نے فرمایا: جیسے تم ہو گے' ویسے تم پر حکمران مقرر ہوں گے۔
- آپ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کی برائی کا ارادہ کرتا ہے تو ان کا معاملہ باغیوں اور سرکشوں کے سپرد کر دیتا ہے۔
- آپ نے فرمایا کہ جو اپنے امیر (حاکم) میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو اس پر صبر کرے کیونکہ جب کوئی شخص سلطان کی فرمانبرداری سے ذرا بھر نکل کر مر جاتا ہے تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

بنو اسرائیل کو انبیاء علیہم السلام سدھارتے آئے چنانچہ ان میں سے جب بھی کوئی فوت ہو جاتا تو اور نبی آ جاتا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور جلد بہت سے خلیفے ہوں گے' صحابہ نے عرض کی: اس وقت کے بارے میں ہمیں کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا اول درجے کے لوگوں سے بیعت پوری کرنا اور پھر ان کا کہا ماننا کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کی رعایا کے بارے ان سے خود پوچھ لے گا۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ بیعت کا یہ سلسلہ نبوت و رحمت سے شروع ہوا' پھر خلافت و رحمت ہو

گئی' اس کے بعد بادشاہت ہوگی' پھر ملک پر قبضہ اور رحمت ہوگی اور پھر جابریت کا سلسلہ چلے گا' لوگ آپس میں ایک دوسرے کو یوں کاٹ کھانے کی کوشش کریں گے جیسے سرخ اونٹ کاٹتے ہیں اور یہ وہ وقت ہوگا کہ زمین کے پیٹ میں چلے جانا اس کے ظاہری حصے پر رہنے سے بہتر ہوگا۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے بہترین امام (حکمران) وہ ہوں گے جن سے تمہیں محبت ہوگی اور وہ تم سے محبت کریں گے' تم انہیں اچھا جانو گے اور وہ تمہیں اچھا جانیں گے اور تم میں برے امام وہ ہوں گے جن پر تم ناراض رہو گے اور وہ تم سے ناراض ہوں گے' تم ان پر لعنت کرو گے اور وہ تم پر کریں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا ایسے وقت میں ہم ان سے الگ نہ ہو جائیں؟ فرمایا اس وقت تک الگ نہ ہونا جب تک وہ نماز قائم رکھیں' ہاں اگر کوئی والی ایسا آئے کہ تم اس میں اللہ کی نافرمانی ہوتے دیکھو تو صرف اس بے فرمانی کو برا جانو لیکن اس کا حکم ماننے سے ہاتھ نہ کھینچو۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ ایک سلطان اللہ کی زمین پر اللہ کا سایہ ہوتا ہے جس کی طرف ہر مظلوم شخص اپنی فریاد لے جاتا ہے' ایسی صورت میں اگر وہ انصاف کرے تو اسے اجر ملتا ہے اور رعیت پر لازم ہوتا ہے کہ اس کا شکریہ ادا کرے' اگر وہ ظلم کرنے لگے یا خوف کرے تو گناہ کا بوجھ اسی پر ہوگا تاہم رعیت کو صبر کرنا ہوگا۔

- آپ نے فرمایا: کاش اگر تم اپنے والیوں کو برا بھلا نہ کہا کرو تو اللہ تعالیٰ ان پر ایسی آگ اُتارے جو انہیں جلا کر رکھ دے' یہ عذاب ان سے اس بناء پر ٹل جاتا ہے کہ تم انہیں برا بھلا کہتے ہو۔
- آپ نے فرمایا کہ اپنے والیوں پر لعنت نہ کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک اُمت کو اپنے والیوں پر لعنت کرنے کی وجہ سے جہنم کا حق دار قرار دے دیا تھا۔
- آپ نے فرمایا: تم اپنے دلوں کی توجہ اس طرف نہ لگائے رکھو کہ والیوں کو گالیاں دیتے پھرو بلکہ اللہ کا قرب حاصل کر کے ان کے لئے دعائیں کرو' اس سے اللہ ان کے دل میں تمہارے لئے مہربانی پیدا فرما دے گا۔
- آپ نے فرمایا: ترکوں کو تم بھی اس وقت چھوڑ دو جب وہ تمہیں چھوڑیں اور اہل حبشہ کو اس وقت ترک کرو جب وہ تمہیں ترک کر دیں۔

ایک روایت میں ہے کہ میری اُمت میں سب سے پہلے وہ لوگ ہوں گے جو ان سے ان کا ملک اور اللہ کا عطا کیا ہوا چھین لیں گے' وہ بنو قنطورا ہوں گے۔

- آپ نے فرمایا: میرے بعد ایسے امام آئیں گے جو میری ہدایت پر نہیں چلیں گے اور نہ ہی میری سنت پر عمل کریں گے اور جلد تم میں سے ایسے لوگ ہوں گے جن کے جسم تو انسانوں والے ہوں گے لیکن دل شیطانوں کے ہوں گے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ایسے موقع پر میں کیا کروں؟

آپ نے فرمایا کہ وہ اگر تمہیں کوڑے بھی لگائیں اور مال بھی لے لیں تو ان کی بات سن کر ان کی فرمانبرداری کرنا۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رعیت اس وقت تک اپنے امام کی فرمانبردار رہے گی جب تک وہ ان کے حقوق پورے کرتا رہے گا اور جب امام خوشحال ہوگا تو رعایا بھی خوشحال ہوگی۔
- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو ایسی حالت میں تمہارے پاس آئے جب تم ایک شخص کے گرد جمع ہو اور وہ تمہاری جماعت کو بکھیر دینا چاہے تو اسے قتل کر دو۔
- آپ اکثر فرماتے تھے کہ جب دو خلیفوں کی بیعت ہونے لگے تو دوسرے کو قتل کر دو اور پھر ابتداء میں حضرت عبادہ بن صامت بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت گذر چکی ہے کہ آپ نے بتایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر اس شرط کے پیش نظر بیعت کی تھی کہ خوشی وغمی، تنگی و آسانی میں آپ کی فرمانبرداری کریں گے اور یہ کہ ہم کسی سے جھگڑا اس وقت تک نہیں کریں گے جب تک ایسا واضح کفر نہ دیکھیں کہ جس پر واضح دلیل قرآن و حدیث میں موجود ہو۔
- حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: اے ابو ذر! ایسے حالات میں کیا کرو گے جب تمہارے سامنے حکومت پر قبضہ کیا جا رہا ہوگا؟ میں نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا دین دے کر بھیجا ہے. میں اس وقت اپنی تلوار کندھوں پر رکھوں گا اور اس وقت تک جنگ کروں گا جب تک آپ سے نہ مل جاؤں۔ آپ نے فرمایا: میں تمہیں اس سے بہتر بات نہ بتا دوں؟ تم میرے ملنے تک صبر کئے رہنا۔
- حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: جب بھی کسی قوم نے اپنے امام یا نصیحت کرنے والے کو تکلیف دی، اور انہوں نے اپنے درمیان سے اسے نکال دیا تو اس کے چلے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کا شیرازہ بکھیر دیا، پھر یہ آیت پڑھی:

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَ اِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا۝

(سورۂ اسراء:۷۶)

''اور بے شک قریب تھا کہ وہ تمہیں اس زمین سے ڈگا دیں کہ تمہیں اس سے باہر کر دیں اور ایسا ہوتا تو وہ تمہارے پیچھے نہ ٹھہرتے مگر تھوڑا۔''

چنانچہ اللہ نے ان مشرکوں کو بدر کے دن ہلاک کر دیا۔

خاتمہ

حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایسا کوئی سر نہیں لایا جسے کاٹنے یا نہ کاٹنے کا حکم ہوا تھا لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لایا گیا تو آپ نے کاٹنے سے منع کر دیا اور فرمایا کہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ مجھے حذیفہ بن یمان اور کعب بن احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ جب تمہاری اولاد خلافت سنبھال لے گی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے تک وہی رہیں گے اور انہیں خلافت وہی دینگے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

كِتَابُ الرِّدَّةِ عَنِ الْاِسْلَام

دین اسلام چھوڑ دینا

اس میں بھی کئی فصلیں ہیں۔

فصل:

اس میں اس شخص کا بیان ہے جو رسول اکرم ﷺ کے صرف سامنے ہی نہیں آیا بلکہ آپ کو گالیاں نکالیں۔

- راوی کہتے ہیں کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ ﷺ کو گالیاں نکالتی اور برا بھلا کہا کرتی تھی چنانچہ ایک آدمی نے اس کا گلا یوں گھونٹا کہ وہ مر ہی گئی اور آپ نے اس کے خون کا بدلہ نہیں لیا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے تھے کہ ایک اندھا تھا جس کی بیوی رسول اللہ ﷺ کو گالیاں نکالتی اور برا بھلا کہتی تھی' وہ اسے روکتا تو رکتی نہ تھی' وہ جھڑکتا تو پرواہ نہ کیا کرتی' ایک رات اس نے آپ کو برا بھلا کہا اور گالیاں دینے لگی' اس نے کدال پکڑ کر اس کے پیٹ پر مارا اور اس کے اوپر بیٹھ گیا' اسے قتل کر دیا' صبح ہوئی تو اس نے آپ کو بتایا' آپ نے لوگوں کو بلا کر فرمایا: میں تمہیں ایک ایسے شخص کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں جس نے جو کرنا تھا' کر لیا' میرا اس پر حق تھا جو اس نے پورا کر دیا۔ اس پر وہ اندھا لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں اس عورت کا شوہر ہوں' وہ آپ کو گالیاں دیتی اور برا بھلا کہتی تھی' میں روکتا تھا تو وہ رکتی نہ تھی' میں اسے جھڑکتا تو پرواہ نہ کرتی حالانکہ میرے اس سے دو لڑکے ہیں جو موتیوں جیسے ہیں' یہ میری ساتھی تھی' گذشتہ رات اس نے آپ کو گالیاں دیں اور بُرا بھلا شروع کر دیا' میں نے کدال پکڑ کر اس کے پیٹ پر رکھا اور اس پر بیٹھ گیا' یوں میں نے اسے قتل کر دیا۔ اس پر آپ نے فرمایا: سن لو کہ اس عورت کا خون ضائع ہو گیا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک یہودی رسول اکرم ﷺ کے قریب سے گذرا اور کہا اَلسَّامُ عَلَیْكَ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم اسے قتل نہیں کر دیں؟ آپ نے فرمایا:

نہیں بلکہ جب اہل کتاب تمہیں سلام کہیں تو انہیں **وَعَلَيْكُمْ** کہہ دیا کرو۔

عنقریب **باب الجهاد** میں انشاء اللہ آئے گا کہ رسول اکرم ﷺ نے اس وقت ابن نواحہ کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا جب اس نے کہا تھا کہ میں مسیلمہ کذاب پر ایمان رکھتا ہوں۔

- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مال تقسیم فرما رہے تھے کہ بنو تمیم میں سے ایک شخص ذوالخویصرہ نامی اُٹھا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! انصاف کیجئے! آپ نے فرمایا: تجھے بہت افسوس ہے! میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون کرے گا؟ میں انصاف نہ کروں تو گھاٹے میں رہو گے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! اجازت فرمائیں تو اس کا سر قلم نہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو' آپ نے قتل کرنے سے روک دیا۔

علماء فرماتے ہیں: اس میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ جب اللہ کے حق کی خاطر سزا لگانا جائز ہو چکا ہو تو امامِ وقت اسے چھوڑ سکتا ہے۔ اس کا بیان باب الزنا اور **باب قطع السرقة** میں بھی گذر چکا ہے۔

- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دے' اسے قتل کر دیا جائے اور جو میرے صحابہ کو دے' اسے کوڑے لگائے جائیں' جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دے گا' گویا اس نے مجھے دیں اور جس نے مجھے گالیاں دیں' اس نے گویا اللہ کو دیں۔
- حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دیں تو میں نے کہا: اے خلیفۂ رسول! کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ انہوں نے مجھے جھڑک کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد صرف مجھے گالیاں دی گئی ہیں۔

فصل:

بے دینوں کا حکم

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا' بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قرآن کی کسی بھی آیت کو ماننے سے انکار کر دے تو اس کی گردن اڑانا جائز ہو جاتا ہے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بے دین لوگ لائے گئے تو آپ نے انہیں جلا دیا تھا۔ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پتہ چلا تو انہوں نے مجھے کہا کہ میں نے تو انہیں نہ جلاتا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن رکھا ہے کہ کسی کو آگ کا عذاب نہ دو اور ہم نے اکثر رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا تھا کہ کسی کو اللہ والا عذاب نہ دو میں انہیں آگ کے بغیر ہی قتل کر دیتا تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے صرف یہ فرمایا: جو اپنا دین بدل دے اسے قتل کر دو۔

ایک روایت میں فرمایا کہ جو اپنے دین سے ہٹ جائے' اسے قتل کر دو۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ٹھیک کہا ہے۔

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''جو اپنا دین بدل لے' اسے قتل کر دو'' کا مطلب یہ ہے کہ جو اسلام سے نکل کر مرتد ہو جائے' اسے توبہ کرنے کو کہو' توبہ کر لے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کر دو' یہ حکم اس وقت ہے جب وہ شخص اندر سے کافر اور باہر سے مومن والی حالت میں نہ ہو' رہے زندیق لوگ تو اُن سے توبہ کرنے کا نہ کہا جائے کیونکہ ان کی توبہ کا پتہ چل ہی نہیں سکتا' اس لئے کہ وہ اپنے اندر تو کفر چھپائے ہوتے ہیں لیکن ظاہر میں اسلام پر ہوتے ہیں۔

- حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے کہ مرتد کو تین بار توبہ کرنے کو کہا جائے اور پھر یہ آیت پڑھی:

  انّ الّذین اٰمنوا ثُمَّ کفروا ثُمَّ اٰمنوا ثُمَّ کفروا ثُمَّ ازدادوا کُفرًا ○

اور یہ دونوں حضرات فرماتے تھے کہ اس سے مراد تین دن تک کہنا نہیں بلکہ مراد یہ ہے وہ تین بار مرتد ہو جائے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جب حضرت ابوموسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن آئے تو ان کے پاس ایک شخص دیکھا جسے باندھا گیا تھا' آپ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ یہودی تھا' پھر اسلام لا کر دوبارہ یہودی بن گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک اللہ و رسول ﷺ کے حکم مطابق اسے قتل نہیں کر دیا جاتا۔ وہ یہودی ان کے ہاں بیس راتوں سے ٹھہرا ہوا تھا' وہ اسے اسلام کی دعوت دیتے رہے لیکن وہ انکار کرتا چلا جاتا تھا چنانچہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی گردن اُڑا دی اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا کہ ایسے شخص کو قتل کر دیا گیا ہے جو اسلام لا کر کافر ہوا اور مرتد ہو گیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے اسے تین دن تک روک کیوں نہیں رکھا' ایک روٹی روزانہ اسے دیتے رہتے اور اسے توبہ کرنے کو کہتے' شاید وہ توبہ کر جاتا اور اللہ کا حکم مان لیتا؟ اے اللہ! جب مجھے معلوم ہوا تو میں یہاں موجود نہ تھا۔

پھر انشاء اللہ **باب الامان** میں آئے گا کہ حضرت ابن ابی سرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں وحی لکھا کرتے تھے اور پھر کفار سے جا ملے' رسول اللہ ﷺ نے یوم فتح مکہ پر اسے قتل کرنے کیلئے طلب کیا لیکن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں قتل سے بچا لیا تھا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں بتایا گیا ہے کہ ایک کافر مسلمان کیسے ہوتا ہے اور یہ بتایا گیا کہ کسی غلط شرط کے باوجود بندہ مسلمان ہو جاتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کی طرف وحی فرمائی کہ اُٹھو اور گرجے میں جاؤ تا کہ ایک آدمی جنت میں جا سکے چنانچہ آپ چلے گئے' یکا یک دیکھا تو وہاں یہودی موجود تھے' ایک یہودی انہیں تورات سنا رہا تھا اور جب وہ اس مقام پر پہنچا جہاں حضور ﷺ کی صفت لکھی تھی تو رُک گیا' اس تورات کے قریب ہی ایک بیمار آدمی بھی موجود تھا۔ آپ نے پوچھا: رُک کیوں گئے ہو؟ اس پر اس بیمار نے کہا کہ یہ ایک نبی اور ان کی اُمت کی صفت کے مقام پر پہنچے ہیں تو رُک گئے ہیں چنانچہ وہ آگے بڑھ آیا اور تورات پکڑ کر پڑھا' جب آپ اور آپ کی اُمت کی صفت پر پہنچا تو کہا: یہ تو آپ کی اور آپ کی اُمت کی صفت ہے لہٰذا میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی شخص عبادت کرانے کا حق دار نہیں اور آپ اللہ کے خاص رسول ہیں۔ یہ سن کر فرمایا: اپنے بھائی کی ہر ضرورت کا خیال رکھو اور اسے یہودیوں سے بچائے رکھو اور جب وہ فوت ہو گیا تو فرمایا کہ اپنے اس ساتھی کا جنازہ پڑھو' چنانچہ ہم نے ان کے کفن دفن اور نہلانے کا بندوبست کر دیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعوتِ اسلام کیلئے بنو خزیمہ کی طرف بھیجا تو انہوں نے اچھا نہیں کیا' اسلام کا اقرار نہ کیا بلکہ صَبَأْنَا صَبَأْنَا کہنے لگے۔ اس پر حضرت خالد انہیں قید کر کے قتل کرتے گئے اور پھر ہم میں سے ہر ایک کو ایک ایک یہودی پکڑا دیا اور جب صبح ہوئی تو انہوں نے کہا کہ اپنے اپنے قیدی قتل کر دو' میں نے کہا کہ جب تک ہم رسول اللہ ﷺ کو جا کر نہیں بتا دیتے تب تک نہ تو میں اپنا قیدی قتل کروں گا اور نہ ہی میرا کوئی اور ساتھی قتل کرے گا' حضرت خالد کو پتہ چل گیا اور جب ہم نے رسول اللہ ﷺ کو جا کر بتایا تو آپ نے دونوں ہاتھ اُٹھا دئے اور عرض کی: الٰہی! اس کام سے میں بریٔ الذمہ ہوں جو خالد نے کیا ہے۔ آپ نے دو مرتبہ دُعا کی۔

علماء کرام فرماتے ہیں: اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ نیت میں کوئی بات رکھ کر کنایہ (اشارہ) سے کرنا ایسے ہی ہے جیسے واضح طور پر اسلام کا لفظ کہہ دیا۔

حضرت نصر بن عاصم لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس شرط پر ایمان لایا کہ وہ دن میں صرف دو نمازیں پڑھا کرے گا' آپ نے اس کی بات مان لی۔
ایک روایت میں ہے' وہ اس شرط پر ایمان لایا کہ کل دو ہی نمازیں پڑھے گا' آپ نے یہ شرط مان لی تھی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب رسولِ اکرم ﷺ کے پاس بنو ثقیف کا وفد آیا اور اس شرط پر آپ سے بیعت کی کہ ان پر صدقہ لازم نہ ہوگا اور نہ ہی جہاد' آپ نے ان کی یہ بات مانتے ہوئے آہستہ سے فرمایا کہ جلد یہ لوگ صدقہ بھی دینگے اور انشاء اللہ جہاد بھی کریں گے۔

● ایک اور شخص رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت اسلام لانے کا ارادہ لے کر حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں سمجھتا ہوں کہ میں اسے پسند نہیں کر رہا' آپ نے فرمایا: ناپسندیدگی کی حالت ہی میں اسلام لے آؤ۔

فصل:

اس فصل میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ بچہ اپنے والدین کی حالت کفر و ایمان میں اپنے والد کے ساتھ ہی شمار ہوتا ہے نیز یہ بتایا گیا ہے کہ بچے کے سوجھ بوجھ رکھنے پر اس کا اسلام لانا صحیح شمار ہوتا ہے۔

● حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر بچہ پیدائشی طور پر اسلام پر ہوتا ہے' پھر اس کے والدین اسے یہودی' نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں جیسے مویشی بچہ جنتا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ وہ (ایک رگ کے ذریعے) ماں سے تعلق رکھے ہوتا ہے' کبھی دیکھتے ہو وہ کہیں سے کٹا ہوا ہو؟ اس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت پڑھ دی:

فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ۝ (روم: ۳۰)

''اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا۔''

ایک اور روایت میں ہے' انہوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! جو چھوٹی عمر میں مر جاتا ہے' اسے کیا کہیں گے؟ آپ نے فرمایا: یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ والدین کیا کرتے رہے۔

● حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے جب عقبہ بن ابو معیط کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا: میرے ان چھوٹے بچوں کا کیا بنے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ان کے اور ان کے باپ کیلئے جہنم ہے۔

● رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس بھی مسلمان کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت سے اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

علماء فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ حکم عام ہے خواہ وہ مسلمان عورت سے ہوں یا کافر سے۔

● حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی والدہ کے ساتھ تھے جن کا تعلق کمزور قسم کے مسلمانوں کے ساتھ تھا' باپ کے ساتھ نہ تھے' ان کا اس وقت دین وہی تھا جو ان کی قوم کا تھا۔

● حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر بچہ دین اسلام پر پیدا ہوتا ہے اور پھر بعد میں اسے تبدیل کر دیا جاتا ہے اور جب اس سے پھرتا ہے تو پھر شکر گذار بنتا ہے یا انکار کرنے والا۔

صحیح روایت میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے ابن صیاد کو اس وقت اسلام کی دعوت دی جب وہ چھوٹا سا تھا اور بنو مغالہ کے قلعہ میں بچوں سے کھیل رہا تھا' اسے پتہ نہ چل سکا کہ اتنے میں آپ نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ مارا اور فرمایا: کیا تم

گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے آپ کی طرف دیکھ کر کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ امیوں کے رسول ہیں۔ اس کے بعد ابن صیاد نے آپ سے کہا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپ نے اسے جھنجھوڑا اور فرمایا کہ میں تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا ہوں (لمبی حدیث میں اس کا ذکر ہے)

علماء فرماتے ہیں: باوجود یکہ کہ آپ جانتے تھے' خاتم النبیین ہیں لیکن اللہ کا انتہائی ادب فرما کر سب نبیوں کا ذکر کر دیا (وہ بھی اسی کے بنائے رسول تھے اور آپ کے بعد کوئی نبی آنا ہی نہ تھا)۔

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو آٹھ سال کی عمر تھی اور جب قتل ہوئے اٹھاون سال کی عمر ہو چکی تھی۔ آپ اس وقت ہی اسلام لے آئے تھے جب حضور علیہ السلام نے نبوت کا اعلان کیا تھا تاہم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت مسلمان ہو چکے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے تھے کہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھی تھی۔

علماء فرماتے ہیں' صحیح روایت کے مطابق نبی کریم علیہ السلام کے اعلانِ نبوت سے وصال تک کا عرصہ تیئس سال ہے' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بعد تقریباً تیس سال تک زندہ رہے تو گویا آپ اسلام کے بعد پچاس سال سے کچھ زیادہ عرصہ تک زندہ رہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے بہت چھوٹی عمر میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

مرتدوں کے مال اور ان کے جرموں کا حکم

حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس صلح کیلئے سراحہ کا وفد حاضر ہوا جس کا تعلق بنو اسد اور بنو عظفان سے تھا۔ آپ نے انہیں دو چیزوں میں سے ایک کو اپنانے کا کہا یا تو جنگ کر لو یا پھر سلامتی پر آمادہ ہو جاؤ۔ آپ نے فرمایا: اور جو کچھ تمہارا سامان ہمارے ہاتھ لگے گا' اسے مالِ غنیمت بنا لیں گے جبکہ تمہیں ہمارا لیا ہوا مال واپس کرنا ہو گا' ہمیں ہمارے قتل ہونے والوں کی دیت دو گے اور تمہارے قتل ہونے والے لوگ جہنم میں جائیں گے اور پھر تم ان لوگوں کے پیچھے چلتے پھرو گے جو گائے اور اونٹوں کی دم پکڑے پھرتے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ کہنا تھا' کہہ دیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا: میری ایک رائے ہے' میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں: آپ نے یہ جو کہا ہے کہ ہم ان لوگوں سے سب کچھ لے لیں گے وغیرہ تو

یہ ٹھیک ہے اور یہ جو آپ نے جنگ اور امن کی بات کی ہے تو بھی ٹھیک ہے لیکن یہ جو آپ نے کہا ہے کہ ہمارے قتل ہونے والے لوگوں کی تم دیت دو گے اور تمہارے قتل شدہ لوگ جہنم میں جائیں گے تو اس بارے میں میں کہتا ہوں کہ ہمارے مقتولوں نے تو راہِ خدا میں جنگ کی چنانچہ وہ قتل ہو گئے ان کو اس کا اجر اللہ سے ملے گا ان کی دیت نہیں لی جائے گی۔ اس پر سب لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات کو سراہا۔ واللہ اعلم۔

کِتَابُ السِّیَرِ وَاَحْکَامِ الْجِہَادِ

سیرتوں اور جہاد کا بیان

اس میں کئی فصلوں کا ذکر ہے۔

فصل:

اس فصل میں جہاد کیلئے تیار کرنے پر زور دیا گیا ہے' مرتبۂ شہادت بتایا گیا اور پھر اس کیلئے گھوڑے وغیرہ تیار کرنے اور جنگ کی فضیلت بتائی گئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے آپ کو جہاد کیلئے تیار نہ کیا اور اسی حالت میں فوت ہو گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

- آپ نے فرمایا تھا کہ تلواریں غزووں کیلئے گویا چادریں ہوتی ہیں۔
- آپ نے فرمایا کہ صبح یا شام کے موقع پر راہِ خدا میں جنگ کر لینا دنیا اور اس میں موجود ہر شے سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: راہِ خدا میں جسکے قدم غبار آلود ہو جائیں' اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ میں جانا حرام قرار دیتا ہے۔
- فرمایا: جسے اونٹنی پر بیٹھ کر راہِ خدا میں جنگ کا موقع ملے تو اسے جنگ لازماً ملے گی۔
- آپ نے فرمایا: جنت تلواروں کی چھاؤں میں ملتی ہے اور ایک دن کیلئے گھوڑا لے کر راہِ خدا میں لڑنا' دنیا اور اس میں موجود سب نعمتوں سے بہتر ہوتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک دن راہِ خدا میں گھوڑا وغیرہ باندھ کر پھر جنگ کرنا کسی اور جگہ میں ہزار دن ٹھہرنے سے زیادہ بہتر ہے' نیز ایک ماہ کے روزوں اور راتوں میں قیام سے بھی بہتر ہے اور جب یہ شخص فوت ہو گا تو وہ عمل جو زندگی میں کرتا تھا اسی طرح جاری ہوں گے' اسے روزی بھی دی جاتی رہے گی اور فتنوں سے محفوظ ہو جائے گا۔

- آپ نے فرمایا: جسے راہِ خدا میں ایک بھی زخم لگ گیا یا تھوڑی سی مصیبت میں گرفتار ہوا تو قیامت کے دن وہ مصیبت اس کے حق میں بڑی ہو کر دکھائی دے گی' اس کا رنگ زعفران جیسا اور خوشبو کستوری جیسی ہو گی۔

- آپ نے فرمایا: راہِ خدا میں ایک رات کیلئے فوج کی حفاظت کرنا اس ہزار رات سے زیادہ درجہ رکھتا ہے جن میں قیام کیا جائے اور ان سے اگلے دن روزہ رکھا جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو راہِ خدا میں ایک دن کیلئے پہرہ دیتا ہے، کبھی اس کی آنکھ میں تکلیف نہیں ہوگی۔

- آپ نے فرمایا کہ مشرکوں سے جہاد کرو خواہ مال سے، ہاتھوں یا زبانوں سے کرنا پڑے۔
- حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ یہ آیت ہم انصار کے حق میں نازل ہوئی تھی، جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی مدد کی اور اسلام ہر طرف چل نکلا تو ہم نے کہا کہ اب ہم اپنے مالوں میں رہیں گے اور ان کی دیکھ بھال کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری:

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ ۝ (سورۂ بقرہ: ۱۹۵)

''اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔''

اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑنے کا مطلب یہ تھا کہ اپنے مال کی نگرانی کریں، ان کی دیکھ بھال کرتے رہیں اور جہاد کرنا چھوڑ دیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

جہاد فرضِ کفایہ ہے اور شرع کے مطابق ہر نیک و بد پر لازم ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان دو آیتوں کے متعلق کہتے ہیں:

اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝ (سورۂ توبہ: ۳۹)

''اگر نہ کوچ کرو گے تو تمہیں سخت سزا دے گا۔''

اور

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ تا یَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۂ توبہ: ۱۲۰، ۱۲۱)

''مدینہ والوں کا اور ان کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے پیچھے بیٹھ رہیں اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری رکھیں، آخر تک۔''

کہ اسے اس اگلی آیت نے منسوخ کر دیا ہے:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۝ (سورۂ توبہ: ۱۲۲)

''اور مسلمانوں سے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں۔''

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں اسلام کیلئے بنیادی طور پر ضروری ہیں: اس شخص سے ہاتھ روک لینا جو لا الٰہ الاّ اللّٰہ کہہ دے، ہم اسے کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی کسی عمل کی بناء پر اسے اسلام سے خارج کر سکتے ہیں، جہاد اس وقت سے جاری سمجھو جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث کر دیا چنانچہ اس اُمت کا آخری شخص ہی دجال کو قتل کرے گا، کسی کا ظلم یا انصاف کرنے والے کا انصاف ختم نہیں کر سکے گا اور تیسری چیز اللہ کی تقدیروں پر ایمان ہے۔
- آپ نے فرمایا کہ گھوڑوں کے ماتھوں پر قیامت تک کیلئے بھلائی، اجر اور غنیمتیں لکھ دی گئی ہیں۔

کِتَابُ السَّبْقِ وَالرَّفْیِ

آگے بڑھ کر تیر مارنا اور معاوضہ لیکر گھوڑا آگے لیجانا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑوں کی ٹاپ دیکھنے، تیر چلانے اور جنگ میں گڑھے کھودنے کے علاوہ کسی اور چیز میں مقابلہ کی ضرورت نہیں (کیونکہ یہ کام مرتبہ والے ہیں) چنانچہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کی دوڑ لگوائی اور آگے بڑھنے والے کو انعام دیا پھر آپ گھوڑوں پر شرط بھی لگا لیتے چنانچہ ایک مرتبہ ایک گھوڑے پر شرط لگائی جس کا نام سَبُحَه تھا، اسے نمایاں حیثیت دی اور سراہا۔

آپ اپنی اونٹنی عَضُبَاء کو دوڑاتے، وہ آگے نہ جا سکتی چنانچہ ایک مرتبہ ایک دیہاتی اپنا اونٹ لایا جو عَضُبَاء سے آگے نکل گیا، مسلمانوں کو یہ بات اچھی نہ لگی اور اسے کہا کہ تم عضباء سے آگے کیوں نکلے ہو؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے کہ جب بھی کسی چیز کو دنیا سے اُٹھاتا ہے تو اسے رکھ دیتا ہے۔

فصل:

گھوڑے کو کہاں رکھ کر چلائے اور آگے بڑھنے کے آداب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنا گھوڑا دو گھوڑوں میں داخل کر دیا اور وہ آگے نکلنے پر مطمئن نہ ہو تو کوئی بات نہیں لیکن جسے اطمینان ہو کہ وہ آگے گذر جائے گا تو اس سے جؤا بن سکتا ہے۔

گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں، ایک وہ ہوتا ہے جسے آدمی راہِ خدا میں جہاد کیلئے باندھتا ہے، ایسے گھوڑے کی قیمت لگانے میں اجر ہے، سواری کرنے میں اجر ہے، مانگنے پر دینا لینا اجر کا کام بنتا ہے، گھاس کھلانے میں اجر ہے، اس کی لید اور پیشاب کے سنبھالنے میں بھی اجر ملتا ہے۔ ایک وہ کہ جس پر شرطیں لگاتا ہے، اس کی قیمت لگانا، گھاس کھلانا اور سواری وغیرہ کرنا انسان پر بوجھ ہوگا، ایک وہ گھوڑا ہوتا ہے جسے اس لئے باندھتا ہے کہ اس کے ذریعے بچے لئے جائیں تو اُمید ہے کہ انشاء اللہ اس سے فقر و فاقہ دور ہو جائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دو گھوڑوں میں سے ایک کے کان کا کنارہ' کان یا رخسار آگے نکل جائے تو اسے اوّل قرار دو اور اگر شک رہے تو دونوں کے حق میں برابری کا فیصلہ دو۔

فصل:

کونسا گھوڑا رکھنا اچھا اور کونسا ناپسندیدہ ہوتا ہے' زیادہ نسل پیدا کرنیوالا پسندیدہ ہوتا ہے

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بہتر سیاہ رنگ کا وہ گھوڑا ہوتا ہے جس کے ماتھے میں کچھ سفیدی' ناک کے کنارے میں سفیدی اور ٹانگیں سفید ہوتی ہیں اور تیز دوڑتا ہے لیکن اگر سیاہ نہیں ملتا تو اسی صورت کا میٹالے رنگ والا بہتر ہوتا ہے۔

آپ نے فرمایا: کہ گھوڑے کی ساری قیمت اس کے سرخ اور زرد رنگ ملے میں ہوتی ہے۔

آپ اس گھوڑے کو ناپسند فرماتے تھے جسے شکال کہا جائے اور یہ وہ گھوڑا ہوتا ہے جس کے دائیں پاؤں اور بائیں ہاتھ میں سفیدی ہو یا دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں میں سفیدی ہو۔

آپ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ گدھے کے ذریعے گھوڑی سے بچے لئے جائیں اور ان کی جفتی کرائی جائے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک خچر بطور ہدیہ لایا گیا تو ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اگر ہم گدھے کو اپنی گھوڑی پر سواری کرائیں تو وہ ایسا ہی بچہ دیگی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کام تو وہ کرتے ہیں جنہیں اس کا علم نہیں ہوتا' پھر فرمایا: اے علی! مشکل بھی ہو تو وضو کیا کرو' صدقہ نہ کھاؤ' گھوڑی پر گدھا سوار نہ کرو اور نجومیوں کے ہمراہ نہ بیٹھو۔

فصل:

قدموں سے دوڑ کر آگے بڑھنا' کشتی کرنا اور جنگی کھیل کھیلنا

سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دوڑ کر مجھ سے آگے جانے کی کوشش کی لیکن میں آگے نکل گئی' پھر ہم ٹھہر گئے' میں نے آرام کرنے پر آگے نکلنے کی کوشش کی لیکن آپ آگے نکل گئے' اس پر فرمایا کہ حساب برابر ہو گیا۔

- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انصار کے ایک آدمی نے دوڑ کا مقابلہ کیا تھا' رُخ مدینہ کی طرف تھا پھر رکانہ پہلوان نے حضور ﷺ سے کشتی کا مقابلہ کیا تو آپ نے اسے پچھاڑ دیا۔
- حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ عین اس وقت جب حبشی لوگ جنگی ہتھیار لے کر مسجد نبوی میں کھیل رہے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے' وہ کنکروں کی طرف جھکے اور اُٹھا کر ان کی طرف پھینکے جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! انہیں کھیلنے دو۔

پھر ایک مرتبہ جب حضور ﷺ سفر سے واپس ہوئے تو حبشی لوگ آپ کی آمد کی خوشی میں جنگی ہتھیار لے کر کھیلنے لگے تھے۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کو مادہ کبوتر کے پیچھے بھاگتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ایک شیطان مادہ شیطان کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔

فصل:

تیر اندازی سیکھنے پر زور دیا گیا

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بنو اسلم کے ایک گروہ کے قریب سے گذرے جو تلواروں سے مقابلہ کر رہے تھے تو دیکھ کر فرمایا: اے بنو اسماعیل! تیر اندازی کرو کیونکہ تمہارے باپ تیر انداز تھے' تم تیر چلاؤ اور میں فلاں لوگوں کی طرف ہوں' ان دو گروہوں میں سے ایک نے ہاتھ روک لئے تو آپ نے فرمایا: کیوں نہیں پھینکتے؟ انہوں نے عرض کی' کیسے پھینکیں' آپ تو ان کے ساتھ ہیں۔ فرمایا: پھینکو' میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

- رسول اکرم اس آیت کے بارے میں فرمایا تھا:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (سورۃ انفال: ۶۰)

''اور ان کیلئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے۔''

سنو! اصل طاقت تیر اندازی کی ہوتی ہے (تین مرتبہ فرمایا)۔

- آپ نے فرمایا: جو شخص تیر اندازی سیکھ کر اسے چھوڑ دے تو وہ ہم میں شمار نہ ہو گا۔
- آپ ہی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک تیر کے صدقے میں تین افراد کو جنت میں بھیج دے گا: اسے بنانے والا جو اسے بڑی کاریگری سے بنائے' ایک وہ جو اسے راہِ خدا میں لے چلے اور ایک وہ جو راہِ خدا میں اسے چلائے۔
- آپ نے فرمایا: تیر چلاؤ اور سوار ہو جاؤ لیکن سوار ہونے سے بہتر ہے کہ تیر چلاؤ۔
- آپ فرماتے تھے کہ جس شے سے بھی آدمی کھیلتا ہے' تین کو چھوڑ کر باقی سب چیزیں بیکار ہیں: ایک' قوس سے تیر

نکالنا، گھوڑے کو سدھانا اور بیوی سے کھیلنا کیونکہ یہ تینوں ہی حقیقی کھیل ہیں۔

- آپ نے فرمایا تھا: عربی کمان رکھنا اور تیر چلانا تم پر لازم ہے کیونکہ ان دونوں ہی سے اللہ تعالیٰ دین کو ترقی دیتا ہے اور شہروں میں تمہیں بلند مقام دیتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: جو شخص تیر پھینکے، وہ دشمن کو لگے یا نہ لگے، اسے ایک غلام آزاد کرنے کا اجر ملے گا۔

فصل:

خلوصِ نیت سے جہاد کرنا، جہاد پر اجرت لینا اور اس میں امداد کرنا

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو بہادری دکھانے کیلئے لڑتا ہے، ایک غیرت کی خاطر لڑتا ہے اور ایک دکھلاوے کیلئے لڑتا ہے تو ان میں سے کونسا جہاد فی سبیل اللہ بنتا ہے، اس پر آپ نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ وہ ہوتا ہے جو اللہ کے کلمہ کو بلند حیثیت دینے کیلئے ہو اور جو نمازی راہِ خدا میں لڑتے ہیں اور مالِ غنیمت حاصل کرتے ہیں تو جلد انہیں آخر میں دو تہائی اجر ملے گا اور باقی ایک تہائی رہ جاتا ہے اور جب وہ غنیمت حاصل کر لیتے ہیں تو ان کا اجر مکمل ہو جاتا ہے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوئی لشکر روانہ کرتے اور کسی شہر کو فتح کرنے میں انہیں دیر ہو جاتی تو فرماتے کہ اگر ان میں تبدیلی نہ آتی تو اسے جلد فتح کر لیتے۔
- حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! ایسے شخص کے بارے میں بتایئے جو اجر اور نام وری کیلئے لڑے تو اسے کیا ملے گا؟ آپ نے فرمایا کہ اسے کچھ نہ ملے گا۔ اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صرف وہ قبول فرماتا ہے جو خلوصِ دل سے کیا جائے اور صرف اللہ کی رضا پیش نظر ہو۔ ایک شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا، وہ شہید ہوا ہو گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں دکھلائے گا تو وہ انہیں پہچانے گا اس پر اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ ان کے بارے میں تم نے کونسے عمل کئے ہیں؟ وہ عرض کرے گا کہ میں نے تیری خاطر لڑائی کی اور شہید ہوا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جھوٹ بول رہے ہو کیونکہ تم تو اس لئے لڑے تھے کہ تمہیں بہادر شمار کیا جائے چنانچہ ایسا تمہیں کہا جا چکا ہے، پھر اس کے بارے میں حکم دے گا تو اسے منہ کے بل کھینچ کر دوزخ میں پھینک دیا جائیگا۔
- آپ نے فرمایا کہ غازی کو اس کا اپنا اجر ملے گا جبکہ اسے غازی بنانے والے کو غازی بنانے کا بھی اجر ملے گا اور

لڑائی کرنے کا بھی۔

- آپ فرماتے تھے کہ جو شخص کسی غازی کو راہِ خدا میں لڑنے کیلئے تیار کرتا ہے تو گویا وہ خود لڑ رہا ہوتا ہے اور جو اس کے پیچھے اس کے گھر کا خیال رکھتا ہے تو وہ بھی غازی کا مرتبہ حاصل کرتا ہے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

جہاد میں والدین کی اجازت کا حکم

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جہاد میں شامل ہونے کی اجازت مانگی۔ آپ نے پوچھا: کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اس نے عرض کی: ہاں' آپ نے فرمایا کہ ان کے لئے جہاد کرو (ان کی خدمت کرو)۔

ایک روایت میں ہے کہ اس نے عرض کی: میں یہ ارادہ لے کر حاضر ہوا ہوں کہ آپ کے ساتھ جہاد میں شمولیت کروں لیکن میرے والدین تو رو رہے ہیں' آپ نے فرمایا: واپس ان کے پاس جاؤ اور انہیں ویسے ہی ہنساؤ جیسے رُلا کر آئے ہو۔

- ایک شخص یمن سے ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ کیا یمن میں تمہارا کوئی اور بھی رہتا ہے؟ اس نے عرض کی کہ میرے والدین ہیں۔ آپ نے پوچھا: انہوں نے تمہیں اجازت دی ہے؟ اس نے عرض کی نہیں' آپ نے فرمایا: ان کے پاس جاؤ اور ان سے اجازت لے کر آؤ' اگر وہ اجازت دیدیں تو جہاد کرو ورنہ ان سے بھلائی کرنا تمہارے لئے جہاد سے زیادہ بہتر ہے۔
- ایک اور شخص حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میرا جہاد میں شامل ہونے کا ارادہ ہے اور میں آپ سے مشورہ لیتا ہوں' آپ نے پوچھا: تمہاری والدہ ہے؟ اس نے عرض کی: ہاں' آپ نے فرمایا کہ اس کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرو کیونکہ جنت اس کے قدموں کے قریب ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ جو والدین کی خاطر جہاد چھوڑ دینے کے بارے میں اجازت کا ذکر ہوا ہے تو یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب کسی مقرر شخص کو جہاد کا حکم نہ ہو اور اگر معین ہو چکا ہے تو اس پر جہاد لازم ہو گا اور اسے والدین کی مخالفت کرنا ہو گی کیونکہ اللہ سے بے فرمانی کرنے میں مخلوق کی عبادت شمار نہیں ہوتی۔

نے راستے میں تنگی پیدا کی جس پر آپ نے اعلان کرنے والے کو اعلان کا حکم دیا تو اس نے اعلان کیا کہ جو راستے میں تنگی پیدا کرے گا یا کسی کو لوٹے گا تو اس کے جہاد کی حیثیت نہیں ہوگی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کسی لشکر کو چار ماہ دس دن سے زیادہ تک بند نہیں رکھنا چاہئے کیونکہ اس سے زیادہ عرصہ تک عورتیں بھی اپنے شوہروں کے بغیر نہیں رہ سکتیں۔

فصل:

لشکریوں کو اس وقت تک اپنے امیر کی فرمانبرداری کرنا لازم ہوتی ہے جب تک وہ کسی گناہ کا حکم نہیں کرتا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ غزوے دو طرح کے ہوتے ہیں چنانچہ جو شخص جہاد میں حصہ لیتے وقت رضاءِ الٰہی، اس کی فرمانبرداری اور امام کی فرمانبرداری پیش نظر رکھتا ہے، جان کا نذرانہ پیش کرتا، ساتھیوں کے ساتھ چلتا ہے اور فساد برپا کرنے سے گریز کرتا ہے تو اس کا سونا جاگنا سب، عبادت و اجر و بنتا ہے لیکن جو تکبر اور دکھلاوے کی خاطر لڑتا ہے، اپنے امام کا حکم نہیں مانتا اور زمین میں فساد کا ارادہ رکھتا ہے تو کبھی کامیاب نہیں مڑتا۔

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جو میری فرمانبرداری کر رہا ہے، وہ اللہ کا بھی فرمانبردار ہے اور جو میرا فرمانبردار نہیں، وہ اللہ کا بھی نہیں ہو سکتا، پھر یہ بھی ہے کہ جو اپنے امیر کی فرمانبرداری کرتا ہے، وہ میرا فرمانبردار شمار ہوگا اور جو امیر کی فرمانبرداری نہیں کرتا، وہ میرا فرمانبردار بھی نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۝ (سورۂ نساء: ۵۹)

''حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری کی سربراہی میں ایک لشکر کہیں بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ اس کی فرمانبرداری کرتے رہیں اور اس کی بات پر کان دھریں لیکن وہ کسی بات پر اسے ناراض کر بیٹھے تو امیر نے کہا: لکڑیاں اکٹھی کرو، لوگوں نے کر دیں تو انہوں نے کہا: کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے میری فرمانبرداری کرنے کو نہیں فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں کیوں نہیں، اس نے کہا کہ اس آگ میں داخل ہو جاؤ، وہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم آگ سے ڈرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی طرف جاتے ہیں، وہ اسی طرح کرتے رہے اور اسی دوران امیر کا غصہ جاتا رہا چنانچہ وہ آگ بجھا دی گئی اور جب وہ واپس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو واقعہ سنایا، اس پر آپ نے فرمایا: اگر آگ میں چلے جاتے تو کبھی باہر نہ نکلتے۔

- آپ فرمایا کرتے تھے کہ انسان اللہ کی نافرمانبرداری میں عبادت گذار نہیں رہتا' فرمانبرداری تو نیک کاموں میں شمار ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

جنگ شروع ہونے سے پہلے کفار کو دعوتِ اسلام دینے کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تک دشمن کو جنگ سے پہلے دعوتِ اسلام نہ دے لیتے' جنگ شروع نہ فرماتے اور ان کے انکار پر جنگ کا حکم دیا کرتے۔

- آپ لشکر کے امیر سے فرماتے کہ جب تم میدانِ جنگ میں پہنچو تو کفار کو اسلام کی دعوت دے کر یہ سمجھاؤ کہ ان پر کیا کچھ لازم ہے کیونکہ بخدا اگر ایسے میں ایک بھی شخص اسلام لے آتا ہے تو یہ اس سے بہتر رہے گا کہ تم سرخ اونٹ قربان کر دو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب تم کسی قلعے کو گھیرے میں لے لو اور قلعہ والے تمہیں (ڈرکر) اللہ و رسول ﷺ کی ضمانت دینے کی کوشش کریں تو ان کی یہ بات نہ مانو' ہاں اپنا اور اپنے ساتھیوں کا ذمہ دیدو کیوں کہ تمہیں اللہ و رسول ﷺ کی ضمانت کے مقابلے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی ضمانت توڑ لینی آسان رہے گی۔

- آپ امیر لشکر سے اکثر فرمایا کرتے کہ جب دشمن تم سے یہ خواہش کریں کہ حکم الٰہی پر ان کی رعایت کرو تو ایسا نہ کرو بلکہ صرف اپنی ضمانت دو کیونکہ نہیں معلوم کہ تم اللہ کی ذمہ داری نبھا سکو گے یا نہیں۔
- حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ دعوت اسلام دینے کا یہ طریقہ اسلام کی ابتداء میں ہوا کرتا تھا چنانچہ بعد میں آپ نے بنوالمصطلق پر حملہ کیا تھا کیونکہ انہوں نے عہد توڑ دیا تھا' ان کے اونٹ پانی پی رہے تھے چنانچہ آپ نے ان کے ساتھی قتل کئے' ان کی اولادیں قید کرلیں اور اسی دن آپ نے حضرت جویریہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبضہ میں لی تھیں۔

اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ عربوں کو غلام بنایا جا سکتا تھا۔

- حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے کچھ لوگوں کو ابو رافع کی طرف روانہ فرمایا' عبداللہ بن عتیک اندر چلا گیا اور اسے کھڑے ہوئے کو قتل کر دیا۔
- آپ صرف اہل کتاب ہی سے جزیہ نہیں لیتے تھے۔ آپ بچوں کو قتل کرنے سے منع فرماتے اور قتل ہونے والوں کو بدشکل بنانے سے بھی روکتے تھے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

امام اپنے حالات چھپائے رکھے اور چھوٹے بڑے لشکروں کو ترتیب دے

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی جنگ میں جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنے علاوہ کسی اور کو نہ بتاتے اور فرماتے کہ جنگ ایک دھوکا ہوتا ہے۔

☯ آپ جب دشمن کے سامنے ہوتے تو ان کی طرف کسی ایسے شخص کو بھیجتے جو ان کی خبر لائے اور بتائے تا کہ آپ اس کے مطابق تیاری کر سکیں' پھر دشمن کے پہنچنے سے پہلے ہی آپ پانی اور گھاس پھوس وغیرہ پر قبضہ کر لیتے۔

☯ آپ فرماتے تھے کہ صحابہ چار ہونے چاہئیں' چھوٹا لشکر چار سو والا بہتر ہوتا ہے اور سب سے بڑا لشکر وہ ہوتا ہے جس میں کوئی چار ہزار لوگ موجود ہوں اور بارہ ہزار کا لشکر بھی قلیل ہوتے ہوئے کسی سے شکست نہیں کھا سکتا۔

جس نے یہ کہا ہے کہ جب لشکر بارہ ہزار کا ہو تو اس کیلئے یہ جائز نہیں ہوتا کہ وہ دوگنا یا اس سے زیادہ لوگوں سے مقابلے سے بھاگ جائے' اس نے اسی روایت کو پیش نظر رکھ کر یہ کہا ہے۔

☯ رسول اللہ ﷺ کے پاس سیاہ اور زرد دو جھنڈے ہوا کرتے تھے' کبھی دھاری دار ہوتے اور کبھی بغیر دھاری کے' رہے چھوٹے جھنڈے تو وہ سب ہی سفید ہوتے تھے ہاں کبھی ان میں سیاہ لائنیں ہوتی تھیں۔

☯ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تھے تو آپ کے پاس سفید جھنڈا تھا۔

☯ حضرت حارث بن حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم جب مدینہ میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ منبر پر خطبہ دے رہے تھے' حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار سونتے سامنے کھڑے تھے اور سیاہ جھنڈے بھی دکھائی دے رہے تھے' میں نے پوچھا کہ یہ جھنڈے کس لئے دکھائی دے رہے ہیں؟ تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ آپ غزوہ سے واپس آئے ہیں۔

فصل:

اس فصل میں بتایا گیا ہے کہ غازی کو چھوڑنے جایا کرو اور اس کا استقبال کرو' اسے عورتوں کو بھی ساتھ لینے کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ بیماروں' زخمیوں اور کھانے پینے وغیرہ کا انتظام کر سکیں۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: میں یہ سمجھتا ہوں کہ غازی کے ساتھ چل کر صبح و شام اس کی سواری کی حفاظت کرنا میرے لئے دنیا اور اس کے سب کچھ سے بہت بہتر ہے۔
- آپ غازیوں کو ہمراہ لے کر بقیع الغرقد کی طرف چھوڑنے تشریف لے جاتے' پھر اپنی بات سنانے کیلئے انہیں اپنی طرف متوجہ کرتے اور فرماتے: اللہ کا نام لے کر چلو اور فرماتے کہ اے اللہ! ان کی مدد فرما۔
- جب آپ غزوۂ تبوک سے واپس آئے تو لوگ آپ کا استقبال کرنے کیلئے ثنیۃ الوداع پر پہنچے۔ حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں کے ساتھ تھا حالانکہ عمر کم تھی۔
- حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ جنگ میں ہم بھی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہوتیں' لوگوں کو پانی پلاتیں' ان کی خدمت کرتیں نیز مقتولوں اور زخمیوں کو مدینہ لایا کرتیں پھر ان کے ٹھکانے کی حفاظت کرتیں' انہیں کھانا تیار کر کے دیتیں اور مریضوں کی دیکھ بھال کرتیں۔
- آپ غزوہ میں حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لے جاتے' ان کے ساتھ انصار کی عورتیں ہوتیں جو پانی پلاتیں اور زخمیوں کا علاج کرتیں اور پھر حج کے بیان میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گذر چکا ہے' بتاتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! ہم تو جہاد کو سب سے بہتر عمل سمجھتی ہیں تو کیا ہم جہاد نہ کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: یوں نہیں بلکہ سب سے بہتر جہاد قبول شدہ حج ہوتا ہے۔

فصل:

یہ بتایا گیا ہے کہ جہاد کیلئے جانے اور جنگ شروع کرنے کیلئے کونسا وقت بہتر ہوتا ہے؟

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ جہاد کیلئے جمعرات کے دن سویرے نکلنے کو پسند فرماتے جبکہ چھوٹے بڑے لشکروں کو حکم ہوتا کہ دن کے ابتدائی حصے میں چلیں اور جب دن کے ابتدائی حصے میں جنگ نہ ہوتی تو اسے دن ڈھلتے اور ہوائیں چلنے تک لیٹ کر لیتے تا کہ اللہ کی مدد اُتر آئے اور فرماتے کہ میں ہواؤں کے چلنے اور نمازوں کا وقت ہونے کی انتظار کرتا ہوں' آپ کو یہ پسند تھا سورج ڈھلنے پر جنگ کی تیاری کریں۔

فصل:

آپ لشکروں کی ترتیب کرتے' پہچان کیلئے کئی قسم کے نشان لگاتے اور شور کو پسند نہ فرماتے۔

- حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ بدر کے موقع پر ہم نے صفیں بنالیں چنانچہ ہم میں سے ایک شخص جلدی سے آگے ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ادھر میرے ساتھ آ جاؤ' پھر فرمایا: آدمی کیلئے بہتر یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی قوم کے جھنڈے تلے لڑے۔
- حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا کہ کل تمہیں ایک دشمن سے

مقابلہ کرنا ہے تو پہچان کیلئے سورۂ حم لاینصرون پڑھتے رہنا جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں فوج کا نشان امت امت کہنا ہوتا تھا اور وہ لوگ جنگ کرتے وقت آواز بلند کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔

فصل:

اس فصل میں بتایا گیا ہے کہ جنگ میں اکڑ دکھانا اچھا کام شمار ہوتا ہے اور جب حملہ کیا جائے اور آگے سے کوئی اسلامی علامت دکھائی دیدے تو قتل سے رُک جاؤ۔

- حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک غیرت اللہ کو پسند ہوتی ہے اور ایک نہیں' ایک اکڑ اللہ کو پسند ہوتی ہے اور ایک نہیں تاہم وہ غیرت جو اللہ کو پسند ہے' وہ شک و شبہ میں پڑنے کی ہے اور اس کے علاوہ غیرت' اللہ کو ناراض کرتی ہے' یونہی وہ تکبر جو اللہ کو پسند ہے' وہ جنگ اور صدقہ کے موقع پر کرنا ہوتا ہے جبکہ اللہ کو ناراض کرنے والی بڑائی وہ ہوتی ہے جس میں فخر اور سرکشی کا پہلو ہو۔
- آپ نے جنگ شروع کرنا ہوتی تو صبح ہو جانے کی انتظار فرماتے اور اگر دشمن والی طرف سے اذان کی آواز سنائی دیتی تو جنگ سے رُک جاتے اور آواز نہ آنے کی صورت میں صبح ہونے ہی پر حملہ فرماتے چنانچہ ایک مرتبہ حملہ کا ارادہ کیا تو کسی کو اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر کہتے سن لیا اور فرمایا کہ یہ فطرت کے مطابق ہوا پھر اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ پڑھ کر فرمایا کہ میں جہنم سے بچ گیا ہوں' وہ شخص بکریوں کا چرواہا تھا۔
- آپ اکثر فرماتے کہ جب (جنگ میں) تم مسجد دیکھ لو یا اذان کی آواز سن لو تو کسی سے جنگ نہ کرو (یا کسی کو قتل نہ کرو) واللہ اعلم۔

فصل:

اس میں بتایا گیا ہے کہ کافروں پر رات میں حملہ جائز ہوتا ہے' منجنیق سے حملہ جائز ہوتا ہے خواہ اس کے دوران ان کے بچے بھی کیوں نہ مر جائیں۔

حضرت صعب بن جنامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ سے ایک مشرک کے گھر کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ سوئے ہوئے ہوں تو ان کی بیویاں اور اولاد قتل کی جا سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ بھی انہی میں سے ہیں' اور پھر اس کے بعد عورتوں' بچوں' راھبوں اور بوڑھوں کو قتل کرنے سے منع فرما دیا چنانچہ امیر لشکر کے لئے آپ کا حکم یہ تھا کہ کسی بچے کو اس وقت تک قتل نہ کرو جب تک حضرت خضر علیہ السلام کی طرح اس کے حالات معلوم نہ ہو جائیں' جیسے قتل ہونے والے بچے کے متعلق انہیں معلوم ہوا تھا۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ایک غزوہ میں ایک قتل شدہ عورت دیکھی گئی چنانچہ اس عورت کے حسن کی بناء پر اس کے پاس کھڑے ہو کر کافی لوگ تعجب کرنے لگے اور جب انہوں نے

سواری پر رسول اللہ ﷺ کو آتے دیکھا تو عورت کے قریب سے ہٹ گئے' آپ نے فرمایا: یہ کافی دیر تک لڑتی رہی ہے چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ اس موقع پر رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ عورتوں' بچوں اور مزدوروں کو قتل نہ کیا کرو۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ لشکر کو روانہ کرتے وقت فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کا نام لے کر اور اللہ کی مدد مانگ کر چلو اور رسول اللہ ﷺ کی ملت بن کر دکھاؤ' کسی بوڑھے کو قتل نہ کرو' نہ چھوٹے بچوں کو' اور نہ ہی عورتوں کو قتل کرو' کسی کو دھوکا نہ دو' مالِ غنیمت لے کر اسے اچھی طرح سے تقسیم کر لو کیوں کہ اچھا کرنے والوں ہی کو اللہ پسند فرماتا ہے۔
- آپ کا یہ ارشاد بھی تھا کہ بدعہدی نہ کیا کرو' نہ ہی قتل کے بعد اس مقتول کی شکل بگاڑو اور نہ ہی گرجا والوں کو قتل کرو۔
- حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر روانہ کرتے وقت امیر کو حکم دیتے کہ تمہیں کچھ لوگ ایسے بھی ملیں گے جنہوں نے اپنے آپ کو گرجاؤں میں پابند کر رکھا ہوگا' انہیں ان کے ساز و سامان سمیت نہ چھیڑا کرو۔
- آپ کا فرمان تھا کہ جنگ میں کسی کی اولاد کو قتل نہ کرو۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا یہ انہی کی اولادیں نہیں ہیں؟ فرمایا: کیا تم میں بہترین جانے پہچانے لوگ مشرکین ہی کی اولادیں نہیں ہیں؟ واللہ اعلم۔

فصل:

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ کسی کے قتل پر اس کا ناک کان' ہونٹ وغیرہ نہ کاٹا کرو' درخت نہ کاٹو اور بلاضرورت آبادی نہ گراؤ۔

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا انکار کرنے والوں کو قتل تو کرو لیکن بدشکل نہ بناؤ۔

- آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کو قتل کر دے تو اس کے چہرے پر تھپڑ نہ مارے۔
- آپ نے فرمایا کہ گھر بیٹھ جانے والوں کو قتل نہ کرو اور فرمایا تھا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر کوئی مرغی بھی ہو تو میں اسے بند نہیں کر رکھوں گا چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ہمیں ایک لشکر کے ہمراہ بھیجا اور فرمایا: اگر تمہیں فلاں فلاں نام والے قریشی لوگ مل جائیں تو ان دونوں ہی کو جلا دینا اور پھر جب ہم روانہ ہو رہے تھے تو فرمایا: میں نے تمہیں فلاں فلاں کو جلا دینے کا حکم دیا تھا تاہم آگ کا عذاب تو اللہ دیا کرتا ہے لہٰذا اگر انہیں کہیں دیکھ لو تو قتل ہی کرو۔
- امیر لشکر کو کبھی یہ ہدایت بھی فرماتے: پھل دار درخت نہ کاٹنا' آبادی برباد نہ کرنا' بکری اور اونٹنی کی کونچیں نہ کاٹنا'

ہاں اسے کھا لینا ہو تو حرج نہیں نیز کھجور کو نہ کاٹنا اور نہ ہی اسے جلانا۔

- حضرت جریر بن عبد اللہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ ذوالخلصہ کو گرانا اور اور آگ لگا دینا چنانچہ میں نے اسے جلا دیا اور توڑ پھوڑ کر دی۔

یہ ذوالخلصہ یمن میں ایک گھر تھا جو خثعم اور جبلہ کے قبضہ میں تھا' اس میں بت تھے جن کی عبادت ہوتی تھی اور اسے کعبۃ الیمامہ کہا جاتا تھا پھر رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کا کھجوروں والا باغ کاٹ کر جلا دیا چنانچہ اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی:

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا ○ (سورۂ حشر: ۵)

''جو درخت تم نے کاٹے یا ان کی جڑوں پر واپس چھوڑ دئے' یہ سب اللہ کی اجازت سے تھا اور اس لئے کہ فاسقوں کو رسوا کرے۔''

- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک بستی کی طرف بھیجا جس کا نام ''ابنی'' تھا' فرمایا کہ صبح کے وقت وہاں جا کر اسے جلا دینا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ کمزور مسلمانوں کے مقابلے میں دشمن کا لشکر زیادہ نہ ہو تو وہاں سے بھاگنا حرام ہے ہاں جسے دور سے مجبور کر کے لایا گیا ہو' وہ بھاگ سکتا ہے۔

- رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو اور ان میں جنگ سے بھاگنا بھی شمار کیا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جب آیت اُتری:

اِنْ يَّكُنْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ○

تو اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض کر دیا کہ بیس آدمی دو سو کے مقابلہ سے نہ بھاگیں اور جب یہ آیت اُتری:

اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ ○

تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرض کر دیا کہ سو آدمی دو سو کے مقابلے سے نہ بھاگیں۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے تھے کہ ایک مرتبہ ہم جنگ سے بھاگے تو ہم پر خوف طاری ہو گیا' ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے ہماری بخشش کی دُعا فرمائی۔

فصل:

جسے قید ہونے کا ڈر ہو' وہ یا تو قید ہو جائے اور یہ بھی جائز ہے کہ قتل ہونے تک لڑتا رہے جیسے حضرت عاصم بن ثابت انصاری اور ان کے ساتھیوں کا قصہ بتاتا ہے اور جیسے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے۔

فصل:

جنگ میں جھوٹ بولنا اور مقابلہ کا اعلان کرنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے کعب بن اشرف کے بارے میں فرمایا: ''اس نے اللہ و رسول ﷺ کو تکلیف دی ہے۔'' اس پر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ اسے قتل کر دوں، فرمایا: ہاں، یوں آپ نے مجھے اجازت دیدی تو میں نے عرض کی کہ میں یہ کام کر لوں گا چنانچہ آپ اس کے پاس گئے تو اس نے کہا کہ اس نبی نے ہمیں دعوتِ اسلام دے کر ہم سے صدقہ مانگا اور یہ بھی کہا کہ ان کی اتباع کر لیں لیکن ارادہ ہے کہ ہم انہیں اس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک ہم دیکھ نہ لیں کہ کہاں تک پہنچتے ہیں چنانچہ جب باتیں کرتے کرتے انہیں موقع ملا تو اسے قتل کر دیا۔

- حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں: مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ رسول اللہ ﷺ نے جھوٹ کی اجازت ویسے دی ہو جیسے لوگ کہتے ہیں، ہاں صرف جنگ اور صلح کی خاطر اجازت دی تھی یا پھر آدمی کے عورت سے اور عورت کے آدمی سے کلام کرتے وقت یہ اجازت دے رکھی تھی۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عتبہ بن ربیعہ کو مقابلے کی دعوت دی، میں نے شیبہ بن ربیعہ کو، عبیدہ بن حارث نے ولید بن عقبہ کو اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا نے مرحب یہودی کو دعوت دی تھی لیکن نبی کریم ﷺ سے اجازت لے کر۔
- جب آپ کسی قوم پر غلبہ حاصل کر لیتے تو تین راتوں تک اس علاقے میں ٹھہرا کرتے۔

فصل:

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ پانچ میں سے چار حصے مالِ غنیمت جنگ کرنے والے لیتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ اس میں سے کچھ نہ لیا کرتے۔

حضرت عمر بن عنبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بکریوں کے ایک باڑے کے قریب ہمیں نماز پڑھائی اور جب سلام پھیر لیا تو اونٹ کی ایک جانب سے پکڑ کر فرمایا کہ تمہارے مالِ غنیمت میں سے میرے لئے اتنا ہی حلال ہے یا پھر اس کا پانچواں حصہ اور پھر وہ پانچواں حصہ تمہیں میں تقسیم ہوتا ہے لہٰذا دھاگا اور سوئی جیسی ہر چھوٹی بڑی چیز دے دیا کرو۔

فصل:

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ مقتول کا سامان قاتل کو دیا جاتا ہے اور یہ غنیمت کے پانچویں حصے میں شمار نہیں ہوتا۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ اکثر فرماتے تھے کہ جو بھی کسی کو قتل کرتا ہے تو مقتول کا ساز و سامان اسی کو کو ملتا ہے۔ آپ اسے پانچویں حصے میں شامل نہ فرمایا کرتے چنانچہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ حنین میں کوئی بیس آدمی قتل کئے اور ان کا سامان لیا تھا جبکہ حمیر کے ایک آدمی نے دشمن کا آدمی مارا تو حضرت خالد نے اسے اس کا سامان نہیں دیا تھا' یہ بات رسول اللہ ﷺ سے کی گئی تو آپ نے حضرت خالد سے فرمایا: کس وجہ سے تم نے اسے اس کا سامان نہیں دیا؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! (مالِ غنیمت کا حصہ ملا کر) یہ زیادہ بنتا تھا' آپ نے فرمایا: اسے دیدو۔ یہ سامان ایک اشقر گھوڑا تھا' سنہری زین تھی اور سونا لگے ہتھیار تھے۔

اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ گھوڑا بھی مقتول کا مال گنا جاتا ہے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم تھا کہ امیر کو گھنے سامان میں سے کچھ لے لینے کا حق ہے اور باقی قاتل کو دیدے اور جب اس بارے میں لوگوں نے آپ سے بات کی تو فرمایا: کیا تم میرے امیر لوگوں کو چھوڑ دیا کرو گے' ان کے مقابلے میں تمہارا معاملہ ایسا ہے جیسے ایک آدمی اونٹ اور بکریاں چراتا ہے اور پھر انہیں حوض پر لے جاتا ہے کہ پانی پی لیں' چنانچہ وہ سارا پانی پی جاتے ہیں اور صرف میل کچیل رہ جاتی ہے تو بتاؤ کیا صاف پانی تمہارا ہے اور میل کچیل چرانے والوں کیلئے؟
- دو قاتل ہونے پر آپ ساز و سامان دونوں میں تقسیم فرما دیتے۔
- جب دو قاتلوں کو بلایا جاتا تو آپ فرماتے کہ کیا تم دونوں نے قاتل کو تلواریں لگائی تھیں؟ اور پھر دونوں کی تلواریں دیکھ بھی لیتے' اگر دونوں ہی میں خون لگا ہوتا تو فرماتے: ہاں تم دونوں ہی نے قتل کیا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس میں بتایا گیا ہے کہ مال تقسیم کرتے وقت طاقتور' کمزور اور جنگ میں شامل نہ ہونے والے کو برابر حصہ دیا جائے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ بدر کے دن مالِ غنیمت کے موقع پر جوانوں اور بوڑھوں کا مقابلہ ہو گیا' انہوں نے کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو شخص یوں کرے گا' اسے اتنا زیادہ دیا جائے گا چنانچہ مالِ غنیمت ہم ہی نے تو اکٹھا کیا ہے جبکہ بوڑھوں نے کہا: ہم نے حضور ﷺ کے ہمراہ اس خوف سے جھنڈے اُٹھا رکھے تھے کہ دشمن کہیں دھوکا نہ دے سکے اور اگر تم شکست کھا جاتے تو حفاظت ہم ہی کرتے جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ تا لَكٰرِهُوْنَ۝ (سورۃ انفال: ۱ تا ۲)

''اے محبوب ﷺ تم سے غنیمتوں کو پوچھتے ہیں' تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ﷺ ہیں تو اللہ

سے ڈرو اور اپنے آپس میں میل رکھو اور اللہ اور رسول ﷺ کا حکم مانو اگر ایمان رکھتے ہو ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں آخر تک۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ ان کیلئے بہتر ہوا' یوں اللہ تعالیٰ نے دونوں گروہوں کے ہاتھ سے مال غنیمت نکلوا کر رسول اللہ ﷺ کے قبضے میں دے دیا اور آپ نے سب مسلمانوں میں برابر برابر تقسیم فرما دیا۔

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ایک شخص قوم کا حامی ہوتا ہے تو کیا اس کا اور دوسرے کا حصہ ایک جیسا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: تم پر افسوس ہے: یاد رکھو تمہیں کمزوروں ہی کی وجہ سے روزی دی جاتی ہے اور انہی کی وجہ سے تمہاری مدد ہوتی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

لشکر کے کسی ایک شخص کو لباس وغیرہ زائد دیدینا اور کیا یہ ناپسند ہوتے ہوئے کسی کیلئے حلال ہے؟

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ بدر کے دن میں پیدل تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج ہمارے سب لوگوں میں ہمیں سلمہ بہتر دکھائی دیتے ہیں' پھر مجھے گھوڑ سواروں اور پیدلوں کا حصہ ملا کر دیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس تلوار لے کر حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! آج تو دشمن کی طرف سے میرے دل میں بہت خوشی ہے (کہ میں نے کئی قتل کئے ہیں) لہٰذا یہ تلوار مجھے عطا فرما دیجئے' آپ نے فرمایا: یہ نہ تو میری ہے اور نہ تمہاری' میں وہاں سے چلا گیا لیکن یہ سوچتا جا رہا تھا کہ آج یہ اسے مل سکتی ہے جو میری طرح مشکل سے بھی نہیں گذرا' اسی دوران میرے پاس ایک ایلچی آیا اور کہا ادھر آؤ۔ میں نے سمجھا کہ میرے اس کلام کی وجہ سے میرے بارے میں کوئی آیت اُتر آئی ہو گی' میں حاضر ہوا تو فرمایا: تم نے یہ تلوار مانگی تھی' یہ نہ میری تھی اور نہ تمہاری' اللہ تعالیٰ نے یہ مجھے دیدی ہے اور میں تمہیں دیتا ہوں' پھر یہ آیت پڑھی:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ○ (سورۂ انفال:۱)

''تم فرماؤ' غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ﷺ ہیں۔''

فصل:

اس میں بڑے لشکر کے علاوہ چھوٹے لشکر کو کچھ حصہ دینے کا ذکر ہے اور یوں انہیں بھی مالِ غنیمت میں شامل کیا

جاتا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابتداء میں پانچویں حصہ مال غنیمت نکال کر اس کا ایک تہائی پھر تقسیم کر دیا کرتے، زائد دینا آپ کو پسند نہ تھا، آپ فرماتے تھے کہ طاقتور آدمی کچھ حصہ کمزوروں کو دیدیا کرے چنانچہ اکثر آپ کبھی کسی چھوٹے لشکر والوں کو صرف اُن کی ذات کیلئے کچھ زیادہ دیدیتے اور یہ اس کے علاوہ ہوتا جو سارے لشکریوں کو دیا جاتا اور سب میں پانچواں حصہ واجب ہوتا۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا سا لشکر نجد کی طرف بھیجا، ہمیں بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا، ہمارے امیر نے ہم میں سے ہر ایک کو ایک ایک اونٹ دیدیا اور پھر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے مال غنیمت ہم میں تقسیم فرمایا اور اس کے بارے میں نہ پوچھا جو ہمارے امیر ہمیں دے چکے تھے اور نہ ہی آپ نے اس پر امیر کا نقص نکالا۔
- آپ اکثر فرمایا کرتے کہ مسلمانوں کے خون سانجھے ہیں، ادنیٰ شخص کو دینا بھی ان کا ذمہ ہے اور دور کا آدمی بھی ان کی حفاظت کر سکتا ہے، یہ دوسروں کی مدد کرتے ہیں، ان میں سے طاقتور کمزور پر خرچ کرتا ہے اور خوشحال گھر بیٹھے پر خرچ کرتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ چھوٹے لشکر والے بڑے لشکر والوں سے حصہ لیں اور بڑے چھوٹوں سے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ ''صَفِی'' مال پیش کیا جاتا تھا اور جب آپ جنگ میں شامل نہ ہوتے تو بھی آپ کا حصہ نکالا جاتا۔

حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ مال غنیمت میں رسول اکرم ﷺ کا حصہ ہوتا تھا جسے ''صَفِی'' کہتے تھے، وہ غلام ہوتا یا لونڈی اور چاہتے تو گھوڑا لیتے، یہ پانچویں حصے میں سے ہوتا چنانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس ''صفی'' والے حصے ہی کے طور پر آپ کو ملی تھیں۔ چنانچہ آپ اپنے لشکریوں کو یوں لکھا کرتے: تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے خاص رسول ہیں، تم نماز پڑھتے ہو، زکوٰۃ دیتے ہو اور مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکالتے ہو، نبی (ﷺ) کا حصہ نکالتے ہو اور ''صفی'' بھی نکالتے ہو لہٰذا تم لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حفاظت میں ہو۔

- رسول اکرم ﷺ اکثر طور پر اپنا حصہ مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو کر لیتے خواہ ان کے ساتھ جنگ میں شریک بھی نہ ہوتے چنانچہ بدر کے دن آپ نے ذوالفقار نامی تلوار لے لی تھی اور یہ وہی تھی جس کے بارے میں یومِ احد پر

آپ نے خواب دیکھی تھی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

مالِ غنیمت میں سے تھوڑا بہت کسی کو دینے کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ عورتوں کو بھی غزوہ پر لے جایا کرتے' وہ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں اور مالِ غنیمت میں سے انہیں بھی حصہ ملتا تھا۔

آپ ہی سے ایک اور روایت ہے کہ غلام اور لونڈی کو مالِ غنیمت میں سے حصہ نہیں ملتا تھا' انہیں لشکر والوں کے مالِ غنیمت میں سے سامان اور کھجور کی صورت میں ان سے کم حصہ دیا جاتا۔

- حضور ﷺ اکیلی عورتوں کو ساتھ لے جانے پر ناراض ہوتے اور پوچھ لیا کرتے کہ کس کے ساتھ آئی ہو؟
- حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں میں سے اپنے ساتھ لڑنے والوں کو کچھ حصہ دیا اور خیبر میں بچوں کو حصہ دیا تھا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

گھوڑ سوار اور پیدل کا حصہ نکالنا اور اس کا حصہ نکالنا جسے امام کسی ضرورت کیلئے کہیں رہنے دے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ گھوڑ سوار مجاہد کو تین حصے عطا فرماتے' گھوڑے کے دو اور ایک پیدل کا جبکہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے موقع پر مجھے چار حصے دئے تھے' ایک حصہ میرے لئے' ایک میرے قریبی رشتہ داروں کیلئے یعنی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے جو حضرت زبیر کی والدہ تھیں اور دو حصے گھوڑے کے تھے۔

- فتح مکہ کے دن آپ نے فرمایا تھا کہ میں نے گھوڑے کے دو حصے مقرر کئے ہیں اور پیدل کیلئے ایک حصہ تو جو اس میں سے گھٹائے گا' اللہ اسے گھاٹے میں کرے گا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ بدر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ و رسول ﷺ کے کام میں مصروف ہیں' ان کی بیعت میں خود لیتا ہوں چنانچہ آپ نے ان کا حصہ بھی نکالا جبکہ کسی اور غائب کا حصہ نہیں نکالا تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ان کی بیوی تھیں جو

بیمار تھیں چنانچہ ان سے کہا گیا کہ آپ کو ایک آدمی کا اجر بھی ملے گا اور غنیمت کا حصہ بھی۔ واللہ اعلم۔

فصل:

مجاہد تاجروں اور ان کے مزدوروں کا حصہ نکالنا

حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا جس نے میرے والد سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا جو جہاد میں تو شامل ہوتا ہے، پھر خرید و فروخت بھی کر لیتا ہے تو کیا اس تجارت کی وجہ سے اس کا حصہ کم تو نہیں ہو جاتا؟ میرے والد نے انہیں بتایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تبوک میں تھے اس دوران ہم خرید و فروخت کر لیتے لیکن آپ ہمیں دیکھتے ہوئے منع نہ فرماتے۔

حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے غزوہ کا حکم دیا، میں بہت بوڑھا تھا، میرے پاس کوئی خادم نہ تھا، میں نے کسی مزدور کی تلاش کی جو میرے کام آئے اور میں اس کو حصہ دوں، مجھے ایک آدمی مل گیا اور جب روانگی کا موقع آیا تو وہ میرے پاس آ کر کہنے لگا: میں نہیں جانتا کہ دو حصے کیا ہوتے ہیں اور ان میں سے میرا حصہ کیا بنے گا لہٰذا جو آپ مجھے دینا چاہتے ہیں، ابھی سے بتا دیں، آپ اسے حصہ شمار کریں یا نہ کریں چنانچہ میں نے تین دینا مقرر کر دیئے اور جب میں مال غنیمت کے پاس گیا تو ارادہ بنا کہ اسے حصہ دلواتا ہوں لیکن مجھے دینار یاد آ گئے، میں نے نبی کریم ﷺ سے بات کی اور اس کا معاملہ بتایا، آپ نے فرمایا کہ میں اس کیلئے اس غزوہ میں دنیا و آخرت سامنے رکھتے ہوئے ان مقرر دیناروں کے علاوہ کوئی حصہ نہیں دے سکوں گا۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس وقت مزدور تھے جب انہوں نے عبد الرحمٰن بن عیینہ کو دیکھا کہ حضور ﷺ کی زین پر انہوں نے ڈاکہ ڈالا چنانچہ آپ نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھوڑ سواری اور پیدل ہونے کا حصہ دیا تھا۔

علماء فرماتے ہیں کہ اس مزدور سے ہم وہ شخص مراد لیں گے جو خدمت کے ساتھ ہی جہاد کا ارادہ رکھتا ہے اور پہلے سے مراد وہ لیں گے جو کسی بھی چیز کا ارادہ نہیں رکھتا تا کہ دونوں روایتیں جمع ہو سکیں۔

فصل:

جنگ ختم ہونے پر پہنچنے والی مدد کا حکم

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب ہمیں رسول اللہ ﷺ کے خیبر کو روانگی کا پتہ چلا تو ہم یمن میں تھے، ہم نے آپ کی طرف روانگی کی، ہم تقریباً پچاس آدمی تھے چنانچہ ایک کشتی میں بیٹھے جس نے ہمیں حبشہ میں

نجاشی کے پاس پہنچا دیا' وہاں حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے کچھ ساتھی تھے' انہوں نے بتایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہاں بھیجا ہے کہ یہیں ٹھہریں۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ان کے ساتھ ٹھہر گئے اور اکٹھے ہو کر آئے اور اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے جب خیبر فتح ہو چکا تھا چنانچہ آپ نے ہمارا حصہ نکالا یا کہا کہ اس میں سے ہم کو بھی دیا حالانکہ آپ نے خیبر میں شامل ہونے والوں میں سے رہ جانے والوں کے بغیر کسی کو حصہ نہیں دیا تھا' صرف ہمیں اور حضرت جعفر کے ہمراہیوں کو دیا تھا۔

حضرت ابان بن سعید اور ان کے ساتھی رسول اللہ ﷺ کے بعد خیبر فتح کرنے کے بعد آئے تو ابان نے کہا: یارسول اللہ! ہمیں بھی تقسیم کر کے دیجئے' آپ خاموش ہو گئے اور انہیں حصہ نہیں دیا۔

فصل:

ان لوگوں کو کچھ دینا جنہیں تسلی دینا ہوتی ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب مکہ فتح ہوا تو مکہ سے حاصل ہونے والا مالِ غنیمت آپ نے قریش میں تقسیم کیا' اس پر انصار نے کہا کہ یہ عجیب بات ہے' اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی بخشش فرمائے' آپ نے قریش کو حصہ دیدیا ہے لیکن ہمیں رہنے دیا ہے حالانکہ ہماری تلواروں سے اب تک خون ٹپک رہا ہے' آپ نے ان کی بات سن کر انہیں اکٹھا کیا اور فرمایا: میں ان لوگوں کو دے رہا ہوں جو ابھی کفر کے قریب ہیں تا کہ رونے دھونے سے ان کے دلوں کو تسلی دوں اور انہیں رہنے دیا ہے جن کے دلوں میں اللہ نے خیر و برکت اور امیری رکھی ہے' ان میں سے عمرو بن تغلب ہیں۔ اس پر عمرو بولے' میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ مجھے حضور ﷺ کی بات کے مقابلے میں سرخ اونٹ ملیں۔ پھر آپ انصار کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تم اس بات پر خوش نہیں کہ لوگ تو مال لے کر جائیں اور تم اللہ کے رسول ﷺ کو اپنی سواریوں پر لے جاؤ' بخدا جو کچھ وہ لے جا رہے ہیں اس سے وہ بہت ہی بہتر ہے جو تم لے جا رہے ہو۔ اس پر انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم راضی ہیں' پھر فرمایا کہ اگر لوگ کسی گھاٹی یا وادی میں چلیں اور انصار کسی دوسری گھاٹی پر چلیں تو میں وہیں چلوں گا جہاں انصار چلیں گے۔

ایک دن رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ایک شخص نے کہا کہ آپ نے تقسیم تو کیا ہے لیکن بخدا یہ ایسی تقسیم ہے جس میں آپ نے انصاف نہیں کیا اور نہ ہی اس سے رضاءِ الٰہی کا ارادہ کیا گیا ہے۔ یہ بات رسولِ اکرم ﷺ تک پہنچی تو آپ کے چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا اور فرمایا: اللہ میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے جنہیں اس سے بھی زیادہ تکلیف پہنچی تھی لیکن انہوں نے صبر کیا تھا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس میں مسلمانوں کے اس مال کا حکم بتایا گیا ہے جسے کافر لے لیں لیکن پھر ان سے واپس لے لیا جائے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جب ہمارا کوئی گھوڑا چلا جاتا' غلام یا اونٹنی بھاگ کر دشمن کے پاس چلی جاتی اور پھر مسلمان اس دشمن کو شکست دیتے تو وہ سب کچھ ان سے لے کر اس کے مالک کو دیدیتے' اسے تقسیم نہ کیا کرتے چنانچہ اکثر آپ دشمن کے ہاتھ سے لے کر وہ مال مسلمانوں کو دیدیتے' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یونہی کیا کرتے تھے چنانچہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک موقع پر انصار کی ایک عورت قید کر لی گئی' اسے باندھا گیا تھا' مجاہدین اپنے گھروں کے سامنے اپنا مال غنیمت بانٹ رہے تھے۔ وہ ایک رات رسّی سے آزاد ہو گئی اور اونٹنی کے پاس پہنچی چنانچہ جب بھی وہ کسی اونٹ کے قریب ہوتی تو وہ بلبلاتا' وہ اسے چھوڑ دیتی اور آخر کار وہ رسول اکرم ﷺ کی اونٹنی عضباء کے پاس پہنچ گئی' اسے کچھ تکلیف تھی تو بلبلا نہ سکی' وہ اس کی پشت پر بیٹھ گئی اور اسے ڈانٹا' وہ چل پڑی اور سب اس کے پیچھے چل پڑے لیکن وہ سب سے آگے نکل گئی کیونکہ وہ سدھائی ہوئی تھی چنانچہ اس عورت نے نذر مانی کہ اگر اللہ نے اسے ان لوگوں سے نجات دیدی تو وہ اس اونٹنی کو راہِ خدا میں ذبح کر دے گی اور جب وہ مدینہ میں پہنچی تو لوگوں نے دیکھ کر کہا' یہ تو رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی عضباء ہے۔ اس پر اس عورت نے کہا: میں نے تو یہ نذر مان رکھی ہے کہ اگر اس کی وجہ سے مجھے اللہ نے نجات دیدی تو وہ اسے راہِ خدا میں ذبح کر دے گی۔ یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے اسے پکڑ لیا اور فرمایا: اسے تم نے اچھا بدلہ نہیں دیا ہے اس نے تو تمہیں نجات دلائی ہے اور تم اسے ذبح کرنا چاہتی ہو' ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ غلطی والی نذر کو پورا کرنا لازم نہیں ہوتا اور نہ وہ نذر پوری کی جاتی ہے جو اس شے کے بارے میں کی ہو جس کا مالک ہی نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

فصل:

تقسیم غنیمت سے پہلے مالِ غنیمت میں سے کھانے یا چارہ لے لینے کا حکم

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ہم اپنے غزوات میں شہد' انگور' چربی' کھانا اور ذبح شدہ جانور کا گوشت لیتے اور کھا لیا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ جو ہمیں ملتا تھا' پانچویں حصے میں شمار نہیں کیا جاتا تھا چنانچہ کوئی بھی آ جاتا تو کھانے یا شہد میں سے اپنی ضرورت کا کھا کر چلا جاتا اور اکثر ہم واپس آتے تو ہمارے تھیلے ان چیزوں سے بھرے ہوتے۔

فصل:

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں اور گھاس پھوس کے علاوہ بھیڑ بکریاں تقسیم کی جاتی تھیں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے' لوگ فاقے میں مبتلا ہو گئے' انہیں بکریاں نظر آئیں تو انہوں نے لوٹ لیں' گوشت ہماری ہنڈیوں میں اُبل رہا تھا کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ اپنی کمان کے سہارے پر ہمارے پاس تشریف لے آئے چنانچہ کمان مار کر ہماری ہنڈیاں اُلٹ دیں اور گرے گوشت پر مٹی ڈالنا شروع کر دی اور فرمایا کہ لوٹی ہوئی چیز مردار کی طرح حلال نہیں ہوتی اور نہ ہی مردار چیز لوٹی ہوئی چیز کی طرح حلال بن سکتی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ہم نے خیبر کی جنگ کی اور وہاں سے مالِ غنیمت حاصل کیا' آپ نے اس میں سے ایک گروہ کو تو دے دیا اور باقی مالِ غنیمت میں رکھ دیا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ مالِ غنیمت حاصل کرنے والے جو کچھ تقسیم غنیمت سے پہلے لے لیں تو اس سے فائدہ نہیں اُٹھایا جا سکتا ہاں صرف حالت جنگ میں فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔

حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے جنگ حنین کے دن فرمایا تھا کہ کسی مسلمان کیلئے یہ جائز نہیں کہ مالِ غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے اس میں سے کچھ لے اور نہ ہی کوئی کپڑا وغیرہ لے اور اگر اس نے کچھ لے لیا ہے تو اسے واپس کرے۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں بدر کے دن ابوجہل کے پاس پہنچا تو وہ گرا پڑا تھا اور لوگوں کو اپنی تلوار سے پیچھے ہٹا رہا تھا' میں اس کے ہاتھ کے قریب ہوا تو اس نے تلوار دیدی میں نے اسے اسی تلوار سے قتل کر دیا' پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا اور یہ بات سنائی تو آپ نے مجھے اس کے ہتھیار وغیرہ دے دئے۔

فصل:

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ دار الحرب میں سے مباح اور جائز چیزیں ملیں تو ان میں سے مسلمانوں کے امیر اور عامل کو کچھ بطور ہدیہ دیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عاملوں کو ملنے والے تحفے ایک خیانت شمار ہوتے ہیں۔

- حضرت ابو الجویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں مجھے روم میں ایک برتن ملا جس میں دینار تھے' ہمارے نگران ایک صحابی تھے جن کا تعلق بنوسلیم سے تھا' میں وہ لے کر ان کے پاس

پہنچا تو انہوں نے وہ دینار مسلمانوں میں بانٹ دئے اور اس میں سے مجھے بھی وہ کچھ دیا جو دوسرے کسی شخص کو ملا تھا اور پھر کہا کہ اگر میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے یہ سنا نہ ہوتا کہ زائد چیز پانچواں حصہ نکالنے کے بعد دی جاتی ہے تو میں یہ تمہیں دیدیتا۔ ابوالجویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے مجھے اپنا حصہ دینے کی کوشش کی لیکن میں نے انکار کر دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں یہ بتایا گیا ہے کہ خیانت سے رکھی چیز حرام ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ خیبر کے موقع پر ایک شخص شہید ہوا تو مجاہدوں نے کہا کہ اسے شہادت مبارک ہو' اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے کہ وہ چادر جو خیبر کے موقع پر مالِ غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے اس نے لی تھی' آگ کا شعلہ بن جائیگی پھر آپ نے ایک شخص سے فرمایا: جاؤ اور اعلان کر دو کہ مومنوں کے علاوہ جنت میں کوئی نہیں جا سکے گا' یہ اعلان سن کر کوئی چادر لا رہا تھا اور کوئی پوشاک' پھر اسی دوران ایک شخص دو تسمے لایا جس پر حضور ﷺ نے فرمایا: یہ دو تسمے جہنم کے ثابت ہونگے۔ پھر کچھ مدت بعد ایک شخص بالوں سے بنی ایک لگام لے کر حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تم نے مالِ غنیمت تقسیم کرتے وقت آواز نہیں سنی تھی؟ اس نے عرض کی کہ سنی تھی' فرمایا: اس وقت کیوں نہیں دی تھی؟ اس نے کوئی عذر پیش کر دیا' اس پر آپ نے فرمایا کہ جب یہ تم قیامت کے دن میرے پاس لاؤ گے تو میں اسے قبول نہیں کروں گا۔

- رسول اکرم ﷺ اکثر اوقات خیانت کرنے کا مال جلا دینے کا حکم فرماتے اور کبھی اس سے خاموشی اختیار کر لیتے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کئی بار فرماتے سنا کہ جب تمہیں معلوم ہو کہ کسی نے خیانت کر لی ہے تو اس کا مال جلا دو اور اسے مارو چنانچہ ابن زائدہ کہتے ہیں کہ جب ہم روم کی سر زمین میں داخل ہوئے تو ہمیں پتہ چلا کہ ایک آدمی نے ایک مصحف کی خیانت کی ہے' وہ اس کے سامان میں تھا' مجاہدین نے حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اسے بیچ دو اور قیمت صدقہ میں دیدو۔ یونہی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی خیانت کرنے والے شخص کا مال جلا دیا تھا' اسے مارا تھا اور اس کا حصہ نہیں دیا تھا۔

فصل:

قیدیوں کے حق میں احسان کرنا اور انہیں کچھ دینا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ تنعیم کی پہاڑیوں میں سے اہل مکہ کے اسّی آدمی صبح کی نماز کے وقت

حضورﷺ اور آپ کے صحابہ کو قتل کرنے کیلئے آئے' آپ نے انہیں صحیح سلامت پکڑ کر باندھ دیا جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَهُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ○ (سورۂ فتح: ۲۴)

''اور وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دئے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دئے' وادیٔ مکہ میں۔''

اس پر آپ نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور پھر ان قیدیوں کے بارے میں مجھ سے بات کرتا تو میں انہیں چھوڑ دیتا۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے نجد کی طرف کچھ گھوڑ سوار بھیجے تو وہ بنو حنیفہ میں سے ایک آدمی کو پکڑ لائے جسے ابو یمامہ بن اثال کہتے تھے اور جو اہل یمامہ کا سردار تھا چنانچہ اسے مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ اسی دوران رسولِ اکرمﷺ تشریف لائے اور پوچھا: اے ثمامہ! تمہارے ساتھ کیا معاملہ کریں؟ اس نے عرض کی: اے محمد! اگر آپ مجھے قتل کرتے ہیں تو یہ خون بے مقصد بہاؤ گے' اگر مہربانی کر دو گے تو میں شکریہ ادا کرونگا لیکن اگر آپ مال لینا چاہتے ہیں تو مانگئے میں لا دوں گا۔ آپ نے اسے وہیں رہنے دیا۔ اگلے دن پھر تشریف لائے اور پوچھا اے ثمامہ! اور اس نے پھر پہلے والی بات کی' آپ نے پھر وہیں رہنے دیا پھر اگلے دن تشریف لائے تو پوچھا: اے ثمامہ! تمہارے ساتھ کیا سلوک ہو؟ اس نے پھر وہی جواب دیا تو فرمایا: ثمامہ کو چھوڑ دو۔ وہ چل کر مسجد کے قریب ہی کھجور کے ایک درخت کے پاس گیا' نہایا اور مسجد میں آ گیا اور آپ کی خدمت میں پڑھا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ' بخدا مجھے پوری روئے زمین پر آپ سے زیادہ کوئی برا نظر نہ آتا تھا لیکن آج مجھے اب سب سے زیادہ پیارے دکھائی دے رہے ہیں' اس سے پہلے آپ کے دین جتنا برا مجھے کوئی دین نہیں لگتا تھا لیکن اب مجھے یہ دین سب سے پیارا لگ رہا ہے' آپ کے گھوڑ سوار مجھے پکڑ لائے ہیں' اب میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں' آپ کا اس بارے حکم کیا ہے؟ آپ نے اسے شاباش دی اور فرمایا: عمرہ کر لو۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بدر کے قیدیوں کے بارے میں مشورہ کیا تو حضرت ابوبکر نے عرض کی: یا نبی اللہ! یہ لوگ چچا زاد اور قبیلہ کے لوگ ہیں' میرا خیال ہے کہ آپ ان سے فدیہ لے لیں تو یہ کفار کے مقابلے میں ہماری طاقت بن جائیں گے' اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد انہیں اسلام کی راہ دکھا دے گا تاہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! بخدا میری رائے وہ نہیں جو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے' میں عرض کرتا ہوں کہ یہ ہمارے قبضہ میں ہیں لہٰذا ہم انہیں قتل کر دیتے ہیں چنانچہ آپ نے عقیل کا ایک آدمی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمے لگایا' انہوں نے

اسے قتل کر دیا اور ایک ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا' انہوں نے بھی قتل کر دیا کیونکہ یہ لوگ کافروں کے امام اور ان کے گویا ستون تھے۔

اب آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بات کی طرف توجہ فرمائی جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہیں کی تھی' اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ تا فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا○ (سورۃ انفال: ۶۹)

''کسی نبی کو لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں ان کا خون خوب نہ بہائے' تم لوگ دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے اگر اللہ پہلے ایک بات لکھ نہ چکا ہوتا تو اے مسلمانو تم نے جو کافروں سے بدلے کا مال لے لیا' اس میں تم پر بڑا عذاب آتا تو کھاؤ جو غنیمت تمہیں ملی حلال پاکیزہ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے مالِ غنیمت حلال کر دیا اور بدر کے دن اہل جاہلیت کیلئے چار سو درہم فدیہ مقرر کر دیا۔

● سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ اہل مکہ نے جب فدیہ دینا شروع کیا تو آپ کی صاحبزادی سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی ابو العاص کا مالی فدیہ بھیجا جس میں انہوں نے وہ ہار بھی بھیجا جو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا چنانچہ انہوں نے خود پیش کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں دیکھا تو آپ کا دل بہت ہی نرم ہو گیا اور آپ نے صحابہ سے فرمایا: چاہو تو تم ایسا کر سکتے ہو کہ اس کا قیدی اسے دیدو اور مال بھی نہ لو۔ صحابہ نے عرض کی: ٹھیک ہے۔

● حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کے آدمی کے بدلے میں مسلمانوں کے دو آدمی بھی چھڑائے جن کا تعلق بنو عقیل سے تھا۔

● حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ کچھ ایسے لوگ بھی اس دن بچ گئے تھے جن کے پاس فدیہ موجود نہ تھا' چنانچہ آپ نے انہیں حکم دیا کہ انصار کے بچوں کو لکھنا سکھائیں چنانچہ ایک دن ان کا ایک بچہ روتا ہوا اپنے باپ کے پاس آیا تو اس نے پوچھا: کیا ہوا؟ اس نے بتایا کہ میرے استاد نے مجھے مارا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ خبیث بدوی قیدیوں میں جانا چاہتا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ قیدی مسلمان ہو جائے تو مسلمان اس کے مالک ہی رہتے ہیں۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ بنوثقیف' بنوعقیل کے حلیف تھے چنانچہ بنوثقیف نے صحابہ میں سے دو آدمی قید کر لئے جبکہ بنوعقیل کا ایک آدمی آپ کے صحابہ نے قید کیا اور اس کے ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی ''عضباء'' بھی پکڑ لی۔ آپ اس کے ہاں سے گذرے تو وہ شخص بندھا ہوا تھا' اس نے کہا: اے محمد! آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے عرض کی: مجھے آپ نے کس وجہ سے پکڑا ہے؟ اور یہ اونٹنی (عضباء) بھی پکڑی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہم نے تمہیں بنوثقیف کے ایک جرم میں پکڑا ہے جو تمہارے حلیف میں۔ آپ پیچھے مڑے تو اس نے پھر آواز دی' اور اے محمد! اے محمد! کہہ کر آواز دی۔ آپ نے پوچھا: کیا بات ہے؟ اس نے عرض کی کہ میں اسلام لایا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم اپنے اختیار والے ہو' اگر تم نے یوں کہہ دیا ہے تو پھر پورے طور پر نجات پا گئے ہو۔ پھر پیچھے مڑے تو اس نے پھر آواز دی: اے محمد! اے محمد! آپ نے پوچھا: کیا بات ہے؟ اس نے عرض کی کہ مجھے بھوک لگی ہے' کچھ کھلایئے' پیاس لگی ہے تو کچھ پلایئے کیونکہ میں بھوکا پیاسا ہوں۔ آپ نے فرمایا: یہ لو اپنی ضرورت اور پھر بعد میں اسے دو مسلمانوں کے فدیہ میں دیا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

قیدی ہونے سے پہلے اسلام اپنانا اسلام بتانے والے قیدی کا حکم جس کا ایک گواہ بھی ہو

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ بدر کے دن جب قیدی لائے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے فدیہ دیئے بغیر کوئی بھی رہا نہ ہوگا یا پھر ان کی گردنیں اڑا دی جائیں گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! سہیل بن بیضاء کو چھوڑ دیں کیونکہ میں نے اسے اسلام کا ذکر کرتے سنا ہے۔ آپ چپ ہو گئے۔ اس پر میں اتنا خوفزدہ ہوا کہ آج مجھ پر کہیں آسمان سے پتھر نہ برسیں' آخر نبی کریم ﷺ نے فرما ہی دیا کہ سہیل بن بیضاء کو رہنے دو۔ وہ بتاتے ہیں کہ اتنے میں قرآن کی آیت اتری:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى○

- ایک قیدی آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو کہنے لگا: میں اللہ کے سامنے تو توبہ کروں گا مگر محمد کے سامنے نہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اس نے اپنے اہل کا حق پہچان لیا ہے۔

فصل:

غیر ملکی آدمی غلام بنائے جانے کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذمے ایک غلام آزاد کرنا لازم تھا چنانچہ بنوتمیم میں سے کچھ قیدی آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے ایک کو آزاد کرلو۔

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ یہ لونڈی آزاد کرلو کیونکہ یہ بنو اسمٰعیل میں سے ہے۔ پھر بنو ھوازن کے وفد کا قصہ اور حضور ﷺ کا یہ ارشاد بھی مشہور ہے کہ فرمایا تھا: دو میں سے ایک بات کا تمہیں اختیار ہے، یا تو قیدی چھڑالو یا پھر مال ہے حالانکہ یہ سب لوگ غیر ملکی تھے۔

- سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب بنو المصطلق کے قیدی تقسیم کئے تو حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ان قیدیوں میں تھیں جو ثابت بن قیس بن شماس کے حصے میں آئیں، انہوں نے اپنے بارے میں ثابت کو تحریر کر دی (آزادی کیلئے) وہ بہت خوبصورت تھیں، وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں جویریہ بنت حارث بن ضرار ہوں جو اپنی قوم کا سردار ہے اور جو پریشانی مجھے ہوئے ہے، آپ سے ڈھکی چھپی نہیں، میں اپنی تحریر کے بارے میں آپ سے (مالی) تعاون مانگتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: کیا تمہیں اس سے بھی بہتر کام منظور ہے؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ کیا ہے؟ فرمایا: میں تمہاری تحریر کی رقم ادا کر دیتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ تم سے نکاح کرلوں۔ وہ فوراً مان گئیں تو فرمایا: میں نے کرلیا چنانچہ یہ خبر لوگوں میں مشہور ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ بنت حارث سے شادی کر لی ہے چنانچہ لوگوں نے انہیں رسول اکرم ﷺ خسری رشتہ دار کہنا شروع کر دیا جس پر انہوں نے اپنے ہاں کے سارے مسلمان قیدی رہا کر دئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کے ان سے شادی کرنے پر بنو المصطلق کے سو اہل خانہ لوگ رہا کر دئے گئے چنانچہ میں نے آج تک ایسی کوئی عورت نہیں دیکھی جو اپنی قوم کے لئے ایسی مبارک واقع ہوئی ہو۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ غیر ملکی لوگ کسی کی ملکیت میں نہیں ہوتے، شاید ان کے ذہن میں وہ بات نہ تھی جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔
- حضرت ابوبکر وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی بنو ناجیہ کے غیر ملکی لوگ قید کئے تھے۔
- رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ بنو اسرائیل کا معاملہ ایک عرصہ تک صحیح طور پر چلتا رہا، پھر ان میں سے مختلف قوموں کے قیدیوں کی اولادیں جوان ہوگئیں جنہیں بنو اسرائیل نے قیدی بنا رکھا تھا چنانچہ انہوں نے اپنی اپنی رائے پر

عمل شروع کر دیا تو خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی بنایا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

امن لینے والے یا ذمی جاسوس کے قتل کے بارے میں حکم

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سفر میں مشرکین کا سربراہ آیا' آپ کے صحابہ سے بات چیت کیلئے بیٹھ گیا اور پھر چپکے سے کھسک گیا' آپ نے فرمایا: اسے تلاش کر کے قتل کر دو چنانچہ میں نے سب سے آگے بڑھ کر اسے قتل کر دیا جس پر آپ نے مجھے انعام دیا' پھر آپ نے فرات بن حیان کے قتل کا بھی حکم دیا تھا' وہ ابو سفیان کا دست و بازو تھا' وہ انصار کے پاس چلا آیا اور کہا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں۔ پھر حاطب بن ابی بلتعہ کا قصہ بھی مشہور ہے اور وہ یوں کہ اس نے ایک خط لکھا تھا اور ایک عورت کے ہاتھ مدینہ میں بھیجا تھا جس پر رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی' حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دیا کہ روضہ خاخ کے مقام پر چلے جاؤ' وہاں ایک عورت ہوگی جس کے پاس ایک خط ہوگا' وہ خط اس سے لے لینا' وہ چل پڑے اور خاخ پہنچے' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ وہ عورت ہمیں مل گئی تو ہم نے کہا: رقعہ نکالو! اس نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی رقعہ نہیں۔ ہم نے کہا کہ یا تو خط دیدو یا پھر ہم تمہارے کپڑے اُتارتے ہیں جس پر اس نے اپنے نیفے سے نکال کر دیدیا۔ ہم لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے جس میں لکھا تھا: ''حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے اہل مکہ کے مشرکین کے نام'' اس میں اس نے رسول اللہ ﷺ کے بعض کاموں کا ذکر کیا تھا۔

آخر کار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے حاطب! یہ کیا کیا ہے؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! جلدی نہ کیجئے' میں وہ شخص ہوں کہ جس کا قریش سے گہرا تعلق ہے حالانکہ میں ان میں سے نہیں ہوں' ادھر آپ کے ساتھی مہاجرین کا بھی مکہ میں گہرا تعلق ہے جو اپنے اہل اور مال کی وہاں حفاظت کراتے ہیں تو رشتہ دار نہ ہوتے ہوئے میں نے یہ چاہا کہ وہاں کو حمایتی بناؤں جو میرے قریبی لوگوں کی حفاظت کریں' میں نے کفر وارتداد کی وجہ سے تو ایسا نہیں کیا اور نہ ہی اسلام لانے کے بعد کافر رہنا پسند کروں گا۔ اس پر آپ نے فرمایا: اس نے بالکل سچ کہا ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! اجازت ہو تو میں اس منافق کا سر قلم نہ کر دوں؟ فرمایا: یہ بدر میں شامل تھا' عمر! اب کیا کہتے ہو؟ اے عمر! شاید بدری ہونے کی وجہ سے اسے حیاء آ جائے جس پر انہوں نے کہا: آپ جو چاہیں کریں' مجھے اعتراض نہ ہوگا۔

فصل:

کافر کا غلام اگر مسلمانوں کے پاس آ کر اسلام لے آئے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف کے موقع پر مشرکوں کے ان غلاموں کو آزاد کر دیا تھا جو آپ کے پاس آ گئے تھے' یونہی بنوثقیف نے رسول اللہ ﷺ سے ابوبکرہ کو مانگ لیا تھا' وہ ان کا غلام تھا اور ان کے آنے سے پہلے اسلام لا چکا تھا چنانچہ فرمایا تھا کہ یہ اللہ و رسول ﷺ کی طرف سے آزاد ہو چکا ہے۔

پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر صلح سے پہلے وہ غلام رسول اللہ ﷺ کے ہاں آ گئے تو ان کے مالکوں نے لکھا کہ اے محمد! یہ آپ کے دین کے شوق کی وجہ سے نہیں بلکہ غلامی سے تنگ آ کر آپ کے پاس بھاگ آئے ہیں۔ کچھ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! بات یونہی ہے لہٰذا واپس کر دیجئے۔ آپ یہ سن کر ناراض ہوئے اور فرمایا: اے قریشیو! لگتا ہے تم اس وقت تک ان سے نہیں رکو گے جب تک اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر ایسے آدمی نہ بھیج دے جو اس معاملے پر تمہاری گردنیں اڑا دیں اور آپ نے انہیں واپس کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: یہ اللہ کی خاطر آزاد ہیں۔

فصل:

حربی پکڑے جانے سے پہلے اسلام لے آئے تو اپنا مال بچا سکتا ہے

باب الایمان کے اندر کتاب کی ابتداء میں حضور ﷺ کا یہ فرمان گذر چکا ہے: مجھے حکم دیا گیا ہے لوگوں کے **لا الٰہ الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ** کہہ لینے والے لوگوں سے لڑائی نہ کیا کروں اور جب وہ یہ پڑھ لیتے ہیں تو مجھ سے اپنے خون اور مال بچا سکتے ہیں بشرطیکہ حق پر ہوں۔

حضرت صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ بنوسلیم میں سے ایک قوم ایمان لے آئی' وہ اسلام آنے پر اپنی سر زمین سے بھاگ گئے تھے میں نے زمین پر قبضہ کر لیا' وہ یہ جھگڑا لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو

آپ نے انہیں واپس کر دی اور فرما دیا کہ جب کوئی شخص اسلام لے آتا ہے تو اپنی زمین اور مال کا زیادہ حق دار وہی ہوتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی قوم مسلمان ہو جاتی ہے تو وہ اپنا مال اور خون مجھ سے بچا لیتے ہیں۔

- حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے شخص کے بارے میں فیصلہ کیا کہ یہ آزاد ہے، جو آپ کے پاس آ کر مسلمان ہو گیا تھا، پھر اس کا آقا آیا تو وہ بھی مسلمان ہو گیا پھر یہ بھی فیصلہ دیا کہ جب آقا آئے اور پھر اس کا غلام اس وقت آئے جب اس کا آقا اسلام لا چکا تھا تو فرمایا: کہ وہ آقا اس غلام کا زیادہ حقدار ہے۔

فصل:

غنیمت میں ملی زمینوں کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم جس بستی میں بھی جاؤ اور وہاں ٹھہر جاؤ تو تمہارا حصہ وہیں سے ہو گا اور جس بستی والوں نے اللہ و رسول ﷺ کی بے فرمانی کی تو اس کا پانچواں حصہ اللہ و رسول کیلئے ہو گا اور پھر باقی تمہارا ہو گا۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں عمر کی جان ہے، اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں آخر تک کسی گھر کو خالی ہاتھ نہ رہنے دوں تو جس بستی کو بھی میں فتح کروں، اس کا مال یوں خرچ کروں جیسے رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا مال تقسیم کر دیا تھا لیکن اب تو میں اسے بچاتا ہوں کہ مسلمانوں کا بیت المال بھر دوں جسے وہ آپس میں تقسیم کر لیا کریں۔

خیبر کا مال کل چھیاسٹھ حصے تھے، ہر ایک میں سو چیز تھی جن میں سے رسول اکرم ﷺ نے آدھا مال مسلمانوں میں بانٹ دیا جس میں مسلمانوں کا حصہ تھا اور آپ کا بھی تھا اور باقی کا آدھا مال ان وفدوں کیلئے رکھا نیز مسلمانوں کی اور ضرورتوں کیلئے بچا لیا کیونکہ آپ نے خیبر کا کچھ حصہ تو جنگ کر کے فتح کیا تھا اور باقی صلح کے طور پر فتح ہوا۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عراق سے درہم و دینار آنے بند ہو گئے ہیں، شام سے مد اور درہم رُک گئے ہیں اور مصریوں نے اردب اور دینار دینا بند کر دئے ہیں اور تم وہیں پہنچ گئے ہو جہاں سے چلے تھے۔ اس پر ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گوشت اور خون گواہ ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

فتح مکہ

کچھ علماءِ کرام رحمہم اللہ تو کہتے ہیں کہ مکہ صلح سے فتح ہوا تھا اور کچھ کہتے ہیں کہ لڑائی سے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ کے بارے میں بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک طرف سے بھیجا اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسری طرف سے' حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پل پر بھیجا' وہ وادی کے بیچوں بیچ چل پڑے اور رسول اللہ ﷺ ایک چھوٹا سا لشکر لے کر نکلے۔ قریش نے مختلف لوگ اکٹھے کر لئے اور سوچا کہ ہم انہیں آگے کر دیں گے' ان کے ہاتھ کچھ آ گیا تو ہم ان کے ساتھ ہوں گے اور اگر یہ ہلاک ہو گئے تو ہمیں وہ کچھ مل جائے گا جو ہم مانگیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے یہ بات سمجھ لی اور مجھ سے فرمایا: اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں' فرمایا: انصار کو میرے پاس بلاؤ اور صرف وہی آئیں' انہوں نے آواز دی تو وہ حاضر ہو گئے اور آپ کے گرد بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ ان مختلف قسم کے لوگوں اور ان کے تابعداروں کو دیکھ رہے ہو؟ اور پھر ایک ہاتھ' دوسرے پر رکھ کر سمجھایا کہ انہیں کاٹ کر مجھے صفا پر آملنا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم چل پڑے۔ ہماری حالت یہ تھی کہ جسے بھی قتل کرنا چاہتے کرتے چلے جاتے' وہ ہماری طرف دیکھنے سے کتراتے تھے۔ اسی دوران ابو سفیان آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! آج اگر قریش کے بڑے بڑے لوگ مر گئے تو ان کا نام تک باقی نہ رہے گا چنانچہ آپ نے فرمایا: جو اپنا دروازہ بند کر لے' اسے امن دو اور جو ابو سفیان کے گھر میں چلا جائے' اسے بھی امن دیا جائے گا۔

رسولِ اکرم ﷺ حجر اسود کے پاس پہنچے اور اسے بوسہ دیا' پھر خانہ کعبہ کا طواف کیا' کمان آپ کے ہاتھ میں تھی' پھر بیت اللہ شریف کے ایک کونے میں رکھے بت کے پاس تشریف لائے جسے وہ پوجتے تھے' اس کی آنکھوں میں تیر کا سرا مار کر یہ فرمایا تھا: کہ حق آ گیا اور باطل چلا گیا۔ پھر صفا پہاڑ پر آئے اور اوپر چڑھ گئے تاکہ بیت اللہ پر نظر پڑ سکے' وہاں آپ نے ہاتھ اُٹھا کر دیر تک اللہ کا ذکر کیا اور دُعائیں کرتے رہے' اس دوران انصار نیچے کھڑے رہے اور ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ اس شخص کو اپنے شہر سے محبت ہے اور اپنے قبیلے سے پیار ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ اسی دوران رسول اللہ ﷺ پر وحی آ گئی اور جب وحی آتی تو ہم پوشیدہ نہ رہتی' اس دوران وحی ختم ہونے تک کسی کو آپ کی طرف دیکھنے کی جرأت نہ ہوتی تھی اور جب وحی بند ہو گئی تو آپ نے سرِ انور اُٹھایا اور فرمایا: اے گروہ انصار! تم نے کہا ہے کہ اس شخص کو اپنے شہر سے لگاؤ ہے اور

اپنے قبیلے پر یہ مہربان ہے؟ انہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! ہم نے کہا ہے' فرمایا میں کسی کا نام نہیں لوں گا' میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں' میں اللہ اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے' اب میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہے۔ انہوں نے رونا شروع کر دیا اور کہا کہ واللہ ہم نے تو یہ بات رسول اللہ ﷺ سے محبت کی خاطر کہی ہے جس پر آپ نے فرمایا کہ اللہ و رسول ﷺ تمہیں سچا جانتے ہیں اور تمہاری معذرت قبول کرتے ہیں۔

- حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب رسولِ اکرم ﷺ فتح کے سال روانہ ہوئے تو قریش کو پتہ چل گیا چنانچہ ابوسفیان بن حرب' حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء اس بات کا پتہ چلانے رسول اللہ ﷺ کے پاس روانہ ہوئے' جب وہ مَر الظہر ان کے مقام پر پہنچے تو حضور ﷺ کے حفاظتی لوگوں نے انہیں دیکھ لیا چنانچہ انہیں پکڑ کر آپ کے پاس لے آئے۔ ابوسفیان مسلمان ہو گئے۔ آپ روانہ ہو پڑے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو اپنے پاس رکھ کر گھوڑوں کے پاس لے جاؤ تاکہ یہ مسلمانوں کو دیکھ سکیں چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں روکے رکھا اور مختلف قبیلے تھوڑی تھوڑی ٹولیوں میں حضرت ابوسفیان کے سامنے سے گذرتے گئے پھر ایک بے مثال ٹولی آئی' اس پر ابوسفیان نے پوچھا کہ اے عباس! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ انصار ہیں جن کے سپہ سالار حضرت سعد بن عبادہ ہیں' جھنڈا انہی کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت سعد بن عبادہ نے کہا: اے ابوسفیان! کہ آج شدید جنگ کی صورت حال ہے' آج کعبہ ہمارے لئے حلال ہو رہا ہے۔ اس پر ابوسفیان نے کہا: اے عباس! یہ یوم الرماد کتنا اچھا دن ہے۔ پھر ایک اور لشکر آیا جو سب سے چھوٹا تھا اور رسول اللہ ﷺ اسی میں تھے' حضرت زبیر بن عوام آپ کا جھنڈا لئے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ جب ابوسفیان کے سامنے سے گذرے تو اس نے کہا: آپ جانتے نہیں کہ سعد بن عبادہ نے کیا کہا ہے؟ انہوں نے پوچھا: کیا کہا ہے؟ انہوں نے بتایا تو فرمایا کہ سعد نے جھوٹ کہا ہے' یہ تو وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو عظمت دی ہے اور آج اسے لباس پہنایا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کا جھنڈا حجون پہاڑی پر لگا دیا جائے اور حضرت خالد بن ولید کو حکم دیا کہ مکہ کی اُوپر والی جانب سے آئیں اور حضور ﷺ دوسری طرف سے آئے۔

- حضرت ام ھانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ جب میں فتح کے دن رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی تو آپ نہا رہے تھے جبکہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کپڑے سے پردہ کئے ہوئے تھیں۔ میں نے سلام عرض کیا تو پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کی کہ میں ہوں ام ھانی بنت ابو طالب۔ آپ نے فرمایا: ام ھانی کو مبارک ہو۔ آپ غسل سے فارغ ہوئے تو کپڑا لپیٹ کر آٹھ رکعت نفل پڑھے۔ فارغ ہونے پر میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کے بیٹے کا خیال ہے کہ وہ اسی شخص کو قتل کر دیں گے جنہیں آپ نے نوکر رکھا ہے' وہ

فلاں بن ہبیرہ ہے۔ آپ نے فرمایا: اے امِ ھانی! جسے تم حفاظت میں لو گی، اسے ہم کچھ نہیں کہیں گے۔ وہ بتاتی ہیں کہ یہ دوپہر کا واقعہ تھا۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو امان دی لیکن چھ آدمیوں اور چار عورتوں کا خون بہانے کا حکم دیا تھا۔ آدمی یہ تھے: عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ، حوارث بن نفیل، ھبار بن اسود، عکرمہ بن ابوجہل اور عبداللہ بن سرح جن میں سے عبداللہ بن خطل تو فتح سے پہلے اسلام لے آیا تھا، وہ وحی لکھتا رہا پھر مرتد ہو گیا اور قرآن کو بدل دیا چنانچہ وہ کعبہ کے پردے سے چمٹا ہوا تھا کہ اسے پکڑ لیا گیا، اس کی طرف سعید بن حریث اور عمار بن یاسر بڑھے لیکن سعید، عمار سے آگے نکل گئے، وہ ہلکے پھلکے تھے تو انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ رہا مقیس بن صبابہ تو لوگوں نے اسے بازار ہی میں پکڑ کر مار دیا، رہا حویرث بن نُفیل تو یہ حضور ﷺ کو تکلیف دیتا اور عیب نکالا کرتا تھا، حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے ملے اور فتح کے دن اسے قتل کر دیا، رہا ھبار بن اسود تو وہ فتح مکہ کے دن نظر نہ آیا اور اس کے بعد مسلمان ہو گیا، رہا عکرمہ بن ابوجہل تو سمندر میں سوار ہوا اور اسے سخت آندھی نے گھیر لیا، کشتی والوں نے کہا: خلوص دکھاؤ کیونکہ یہاں تمہارا ربّ کام نہیں آئے گا۔ عکرمہ نے کہا بخدا اگر آج مجھے سمندر میں اخلاص کے سوا کوئی چیز نجات نہیں دلاتی تو خشکی میں اس کے سوا کوئی شے نجات نہیں دلائیگی۔ اے اللہ! میرا تیرے سامنے عہد ہے کہ اگر تو نے مجھے اس مشکل سے نجات دیدی تو میں محمد ﷺ کے پاس جاؤں گا اور ان کے ہاتھ میں ہاتھ دیدوں گا، وہ مجھ پر کرم کریں گے اور معاف فرما دیں گے چنانچہ وہ آ کر اسلام لے آیا، رہا عبداللہ بن ابی سرح تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں چھپ گیا اور جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بیعت کیلئے بلایا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے لے کر آئے اور حضور ﷺ کے سامنے کھڑا کر دیا اور عرض کی یا رسول اللہ! عبداللہ کو بیعت فرما لیں، آپ نے تین مرتبہ اس کی طرف دیکھا اور اس نے ہر بار انکار کیا، آخر اس نے بیعت کر لی، آپ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تم میں اس وقت کوئی ایسا سمجھدار آدمی نہ تھا جب اس نے میری طرف دیکھا تھا اور میں نے بیعت کرنے سے اپنا ہاتھ روک لیا تھا۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمیں اس بات کا پتہ نہیں چل سکا کہ آپ کے دل میں کیا تھا، آپ نے سرِ انور کے ذریعے اشارہ کیوں نہ فرما دیا؟ آپ نے فرمایا کہ کسی بھی نبی کیلئے یہ جائز نہیں ہونا کہ وہ چوری چھپے دیکھے۔

رہی عورتیں تو ان میں سے ایک ابوسفیان کی بیوی ھند تھی جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ تھی اور جس نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلیجہ چبا لیا تھا، پھر مسلمان ہو گئی اور قریش کی عورتوں کے علیحدہ ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کر لی اور جب آپ نے اسے پہچان لیا تو کہا کہ میں ہند ہوں، میری گذشتہ غلطی معاف فرما دیجئے چنانچہ آپ نے معاف فرما دیا۔

تیسری وہ عورت تھی جو رسول اکرم ﷺ کے عیب نکالا کرتی۔ تیسری اور چوتھی عورتیں سارہ اور فرینہ تھیں' یہ عبد اللہ بن خطل کی لونڈیاں تھیں جن میں سے فرینہ تو مسلمان ہوگئی اور سارہ قتل ہوگئی اور یہی وہ عورت تھی جس کا پہلے ذکر آیا اور اسی نے حاطب بن ابی بلتعہ کا خط لیا تھا۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کیلئے منیٰ میں سایہ کیلئے گھر نہ بنا دیں؟ فرمایا: نہیں منیٰ تو پہلے لوگوں کے اونٹ بٹھانے کی جگہ ہے۔

علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ فتح مکہ کیسے ہوئی؟ اکثر حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ جنگ کے ذریعے فتح ہوا' حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی فرماتے ہیں۔

فصل:

دار الحرب سے دار الاسلام کیطرف ہجرت جاری رہے گی اور جس جگہ کے لوگ مسلمان ہو جائیں' وہاں سے ہجرت نہ ہوگی

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مشرک کے ساتھ آئے اور اسی کے ساتھ ٹھہر جائے وہ اسی جیسا شمار ہوتا ہے۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ میں اس مسلمان کا ذمہ دار نہیں جو مشرکین کے درمیان ٹھہرا ہو۔

- آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ جب تک توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوتا' ہجرت نہیں رُکے گی اور جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہوتا' توبہ نہیں رُک سکتی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب تک دشمن سے جنگ رہے گی' ہجرت نہ رُکے گی۔

- فرمایا تھا: فتح کے بعد ہجرت کی ضرورت نہیں' بس جہاد اور نیت ہے اور جب تم استغفار کر لیا کرو تو بکھر جایا کرو۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مومن اپنا دین لے کر اس لئے اللہ و رسول ﷺ کی طرف بھاگتے ہیں کہ کہیں فتنہ میں نہ پڑ جائیں' لیکن آج کل اللہ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے' اب مومن شخص جہاں چاہے اپنے پروردگار کی عبادت کر سکتا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کِتَابُ الْاَمَانِ وَالصُّلْح

امن وامان دینا اور صلح کرنا

یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ صلح کرنی چاہئے اور یہ کہ کسی کو امان دے کر اسے قتل کرنا حرام ہوتا ہے اور امان ایک آدمی کے مانگنے پر بھی دی جاسکتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر عہد کیلئے قیامت کو جھنڈا ملے گا اور وہ اس کی بدعہدی کے مطابق ہوگا' سن لو کہ کوئی بدعہد اس سے زیادہ بدعہد نہیں ہوتا جو عام لوگوں پر امیر ہو۔

- آپ فرماتے تھے کہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ایک جیسی ہوتی ہے جو ادنیٰ آدمی تک جاتی ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ عورت قوم کو سنبھال سکتی ہے یعنی مسلمانوں کو بچا سکتی ہے اور پھر یہ حدیث گذر چکی ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر فرمایا: اے اُم ھانی ! جسے تم پناہ دینا چاہو' ہم دیدیں گے۔

فصل:

کافر اگر ایلچی ہے تو اس کیلئے امن وامان کا ثبوت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب کے ایلچی ابن النواحہ اور ابن اثال' رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے فرمایا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ انہوں نے کہا: ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ رسول اللہ ہے' اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اللہ اور رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں اور اگر میں کسی ایلچی کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا تو تم دونوں کو قتل کر دیتا۔

ایک روایت میں ہے: اگر ایلچیوں کو قتل نہ کرنے کا اصول نہ ہوتا تو میں تم دونوں کی گردن اُڑا دیتا۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: طریقہ یہ چلا آ رہا ہے کہ ایلچیوں کو قتل نہیں کیا جاتا۔
- حضرت ابو رافع (رسول اللہ ﷺ کے غلام) بتاتے ہیں کہ قریش نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا اور جب میں نے آپ کی زیارت کی تو میرے دل میں اسلام ہی سما گیا چنانچہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں ان کی

طرف نہیں جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا کہ نہ تو میں تمہیں عہد نبھانے سے روکتا ہوں اور نہ ہی واپس جانے سے روکتا ہوں، تم ان کے پاس واپس چلے جاؤ، اگر تمہارے دل میں وہی کچھ رہا جواب ہے تو یہاں چلے آنا۔

علماء فرماتے ہیں: یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب ان پر آپ نے شرط لگا دی تھی کہ جو میرے پاس مسلمان ہونے آئے گا، واپس کر دیں گے۔

فصل:

کفار کے ساتھ شرطیں طے کرنے اور صلح کی مدت مقرر کرنے کا حکم

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: بدر میں میرے شامل نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ میں اور میرا ایک ساتھی نکلے، تو قریش پکڑ کر ہمیں کہا: تمہارا محمد ﷺ کے پاس جانے کا ارادہ ہے، ہم نے کہا کہ کوئی ارادہ نہیں البتہ مدینہ کو جانے کا ارادہ ہے چنانچہ انہوں نے ہم سے پکا عہد لے لیا کہ ہم مدینہ ہی جائیں گے اور آپ کے ساتھ نہ لڑیں گے چنانچہ ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کر دیا جس پر آپ نے فرمایا: چلے جاؤ، تم ان سے کیا گیا عہد پورا کرو، ہم ان کے خلاف اللہ سے مدد لیں گے۔

جس نے مجبور شخص کی قسم صحیح قرار دینے کا فیصلہ کیا ہے، ان کی دلیل یہی روایت ہے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ سے صلح کی تو انہوں نے آپ پر یہ شرط لگائی کہ جو آپ کی طرف سے ہمارے پاس آ جائے گا، ہم اسے واپس نہ کریں گے اور جو ہم میں سے آپ کے پاس آ جائے گا، وہ آپ ہمارے پاس بھیج دیں گے صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا ہم یونہی لکھ دیں؟ فرمایا لکھ دو کیونکہ جو ہماری طرف سے ان کے پاس چلا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے دور کر دے گا اور جو ان کی طرف سے ہمارے پاس آ جائے گا تو جلد اللہ تعالیٰ ان کے نکلنے کی کوئی راہ بنا دے گا۔ حالانکہ مسلمانوں کو یہ شرط پسند نہیں آئی تھی، یہ شرط سہیل بن عمرو نے لگائی تھی، آپ نے یہ شرط لکھ دی چنانچہ اس دن سہیل کا بیٹا ابو جندل واپس کر دیا گیا اور پھر اس مدت کے دوران جو بھی آپ کے پاس آیا، آپ نے اسے مسلمان ہونے کے باوجود واپس کر دیا، اسی دوران کچھ مومن عورتیں ہجرت کر آئیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری:

فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ (سورۃ الممتحنہ: ۱۰)

''پھر اگر تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں کافروں کو واپس نہ دو۔''

(کئی آیات ہیں) سیرت کی کتابوں میں یہ قصہ بہت لمبا موجود ہے' اسی تحریر میں یہ بھی موجود تھا: یہ وہ تحریر ہے جس کی بناء پر محمد بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو نے یوں صلح کی کہ دس سال تک جنگ نہیں ہوگی' اس مدت میں لوگ امن سے رہ سکیں گے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

مال کے بدلے میں مشرکوں سے صلح کرنے کا حکم خواہ وہ مال مقرر نہ کیا ہوا ہو

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جب رسولِ اکرم ﷺ اہل خیبر کے پاس تشریف لے گئے تو ان سے اس قدر لڑائی کی کہ انہیں ان کے قلعے میں رہنے پر مجبور کر دیا' ان کی اراضی اور کھجوروں تک پر قبضہ کر لیا' آخرکار اس بات پر صلح کرنے لگے کہ صرف اپنے اونٹوں پر لدا سامان ان کے پاس رہنے دیں جبکہ رسول اللہ ﷺ ان کا سونا' چاندی اور ہتھیار وغیرہ سب کچھ لے کر یہاں سے چلے جائیں۔ آپ نے ان پر یہ شرط لگا دی تھی کہ نہ تو وہ کوئی شے چھپائیں اور نہ ہی یہاں سے کہیں اور لے جائیں لیکن اگر انہوں نے ایسا کیا تو انہیں امن نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی ان سے کوئی معاہدہ رہ سکے گا' انہوں نے ایک تھیلا غائب کر دیا جس میں مال اور زیور تھا' یہ حیی بن اخطب کا تھا جو اسے بنونضیر کے جلاوطن ہونے کے موقع پر اپنے ساتھ خیبر میں اُٹھا لایا تھا۔ حضور ﷺ نے حیی کے چچا شعبہ سے فرمایا' وہ تھیلا کدھر گیا جو حیی نے نضیر سے لیا تھا؟ اس نے کہا کہ اس میں سے کھانے پینے اور جنگی ضرورت کیلئے خرچ لیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ معاہدہ ٹوٹنے والا ہے اور مال کا ہمارا مطالبہ اس سے بھی بڑا ہے۔

حیی اس سے پہلے قتل ہو چکا تھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے شعبہ کو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دیا کہ اسے سزا دیں۔ اس نے کہا کہ میں نے یہیں دیکھا تھا کہ حیی ویران جگہ پر پھر رہا تھا چنانچہ اسے تلاش کرنے گئے تو وہاں وہ تھیلا ویران جگہ میں پڑا تھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ابوالحقیق کے دونوں بیٹے قتل کرنے کا حکم دیا جن میں سے ایک صفیہ بنت حیی بن اخطب کا شوہر تھا پھر آپ نے ان کی عورتیں اور بچے قیدی بنا لئے اور اس عہد کے ٹوٹنے کی وجہ سے ان کا مال بھی تقسیم کر لیا اور خیال کیا کہ انہیں یہاں سے جلاوطن کر دیں جس پر انہوں نے عرض کی: اے محمد! آپ ہمیں اسی سرزمین میں رہنے دیں' ہم یہاں کا سارا انتظام کریں گے جبکہ آپ کے پاس زمینوں کو آباد رکھنے کیلئے غلام نہیں اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے غلام تھے کہ وہ زمینیں سنبھال سکیں اور ان کے پاس اس کام کیلئے اتنا وقت بھی نہ تھا کہ وہاں ٹھہر سکیں چنانچہ آپ نے انہیں اس شرط پر خیبر دے دیا کہ ہر کھیتی کا آدھا حصہ ادا کرتے رہیں اور اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے ہر

حکم پر عمل کریں۔

حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال ان کے پاس خیبر پہنچتے اور اندازہ سے آدھا حصہ لے کر انہیں ضمانت لکھ دیتے۔ اس پر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی سختی کی شکایت کی اور پھر حضرت عبد اللہ کو رشوت دینے کا ارادہ کیا' جس پر حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: کیا تم مجھے حرام دینے کا ارادہ کر رہے ہو؟ بخدا! میں ان کے ہاں سے تمہارے پاس آیا ہوں جو مجھے ساری دنیا سے پیارے ہیں اور تم اتنے زیادہ ہو کر بھی بندروں اور خنزیروں سے میرے لئے بدتر ہو' مجھے تم سے دشمنی اور ان سے محبت' انصاف کرنے سے روک نہیں سکتی۔ اس پر انہوں نے کہا کہ آسمان و زمین اسی انصاف ہی پر تو قائم ہیں۔

رسول اللہ ﷺ ان کی ہر عورت کو سالانہ اسی وسق دیتے تھے اور بیس وسق جو دیا کرتے تھے اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے دھوکا کرتے ہوئے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھر کے اُوپر سے گرا کر لنگڑا کر دیا جس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان کیا کہ جس نے خیبر میں حصہ لیا تھا' آ جائے کہ ہم یہ زمین ان میں تقسیم کر دیں چنانچہ آپ نے وہ زمین مجاہدین میں تقسیم کر دی اور ان کے رئیس نے کہا کہ آپ ہمیں یہاں سے نہ نکالیں' ہم یہاں ویسے ہی رہیں گے جیسے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں رہنے دیا تھا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: تم دیکھ نہیں رہے کہ رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ کے باوجود تم نے اسے گرا دیا ہے چنانچہ آپ نے وہ ساری زمین ان مجاہدوں میں تقسیم کر دی جو اہل حدیبیہ میں سے تھے اور خیبر میں شریک ہوئے تھے۔

- رسول اکرم ﷺ نے فرمادیا تھا کہ تم ایسی قوم سے لڑو گے جو اپنے آپ کو اپنا مال دے کر تم سے بچائیں گے' تم ان سے صلح کر لو گے' اس سے زیادہ ان کا نقصان نہ کرنا کیونکہ یہ اچھا کام نہ ہوگا۔

فصل:

اس میں اس شخص کا حکم بتایا جا رہا ہے جو صلح کی مدت ختم ہونے کے قریب اچانک دشمن کی طرف چل پڑے۔

حضرت سلیمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روم کی سرزمین میں چلے جا رہے تھے' آپ کے اور ان کے درمیان معاہدے کی مدت مقرر تھی' ان کا ارادہ یہ تھا کہ ان کے قریب پہنچ جائیں اور جب مدت ختم ہو تو فوری طور پر حملہ کر دیں۔ اچانک دیکھا تو ایک بوڑھا سوار نظر آیا جو دھوکا دینے کیلئے نہیں بلکہ وعدہ پورا کرنے کی یاد دلانے کیلئے اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ رہا تھا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس کا کسی قوم سے معاہدہ ہو تو نہ اسے توڑے اور نہ ہی زیادتی کرے' مدت پوری ہو جانے دے یا پھر وہ برابری کی سطح پر معاہدہ طے کرلے۔

یہ بات حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو وہ واپس ہو گئے اور دیکھا تو وہ شخص عمرو بن عنبسہ تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ' واللہ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں ان کفار کا ذکر ہے جو گھیرے میں آ جائیں اور پھر ایک مسلمان کے ذریعے ان کا فیصلہ ہو۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ اہل قریظہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر بارگاہِ نبوی ﷺ میں آ گئے تھے' آپ نے انہیں پیغام بھیجا تو وہ گدھے پر بیٹھ کر آئے اور جب وہ مسجد کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا: اپنے سردار کی خاطر کھڑے ہو جاؤ' (یا فرمایا اپنے سے بہتر کیلئے) وہ حاضر ہو کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں قریب ہی بیٹھ گئے' آپ نے فرمایا: یہ لوگ آپ کا فیصلہ سننے آئے ہیں۔ انہوں نے عرض کی: میرا فیصلہ یہ ہے کہ آپ ان کے لڑائی والے لوگوں کو قتل کر دیں اور ان کی اولادیں قید کر دیں جس پر آپ نے فرمایا: تم نے وہ فیصلہ کیا ہے جو بادشاہ کا ہے۔

ایک اور روایت میں' ہے کہ تم نے حکم الٰہی کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

فصل:

کفار سے جزیہ لیکر ان کی حفاظت کا ذمہ لینا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا تھا کہ میں نے مجوسیوں سے اس وقت تک جزیہ نہیں لیا تھا جب تک حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے ہاں آ کر نہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ''ھجر'' والے مجوسیوں سے جزیہ لیا ہے اور آپ نے فرما دیا تھا کہ ان سے اہل کتاب والا معاملہ کرو۔

اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ مجوسی اہل کتاب نہیں ہیں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسریٰ کے گورنر کو لکھا تھا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرما رکھا ہے کہ ہم تمہارے ساتھ اس وقت تک لڑائی کیلئے تیار رہیں جب تک تم اللہ کی عبادت نہ کرنے لگو اور جزیہ نہ دو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جب ابو طالب بیمار ہوئے تو قریش ان کے پاس آئے' نبی کریم ﷺ بھی موجود تھے' انہوں نے ابو طالب سے آپ کی شکایت کی تو انہوں نے کہا: اے بھتیجے! تمہارا اپنی قوم کے بارے میں کیا مطالبہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں انہیں ایک ایسی بات پر اکٹھا ہو جانے کی بابت کہتا ہوں جس سے عرب تو ان کی فرمانبرداری کریں اور عجمی لوگ انہیں جزیہ دیں' آپ نے فرمایا: ایک ہی کلمہ ہے کہ **لا الٰہ الا اللّٰہ** کہہ دیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ایک خدا کے بارے میں تو ہم نے آج تک نہیں سنا' آپ تو جھوٹی بات کہہ رہے ہیں چنانچہ اس سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی:

صٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ ۝ (سورۂ ص:۱)

''اس نامور قرآن کی قسم!''

- حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کو لکھا تھا کہ تم میں سے ہر ایک انسان کو ایک دینار دینا لازم ہوگا' یا اس کی قیمت کا کپڑا وغیرہ دیا کرو جو یمن میں بنتے تھے جبکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر کاروباری سے اس کی ہمت کے مطابق جزیہ لیتے تھے چنانچہ سوئیاں بنانے والوں سے سوئی لیتے اور رسیاں بنانے والوں سے رسّی لیتے اور اسے مستقل طور پر لیتے رہتے۔
- پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو بحرین بھیجا اور آپ نے ان سے جزیہ لیا' وہ مجوسی تھے جبکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دومہ کے بادشاہ کی طرف آدمی بھیجے' وہ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے' آپ نے اس کا خون بچاتے ہوئے جزیہ دینے پر صلح کر لی۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ جزیہ صرف عجمیوں سے نہیں لیا جاتا تھا کیونکہ دومہ کا بادشاہ بنو غسان میں سے عربی نسل کا تھا۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران سے صلح کرتے وقت شرط لگا دی کہ وہ ایک ہزار لباس دیں گے جن میں سے آدھے صفر اور باقی آدھے رجب میں اور پھر اُدھار یہ چیزیں لیں: تیس زرہیں' تیس گھوڑے' تیس اونٹ اور ہر قسم کے ہتھیاروں میں سے تیس ہتھیار جو جنگ میں کام آسکیں' یہ طے پایا کہ مسلمان اس سامان کے واپس کرنے کے پابند ہوں گے بشرطیکہ وہ بیعت نہ توڑیں گے' ان کا پادری نکالا نہ جائے گا اور نہ ہی ان کے دین کے معاملے میں اس وقت تک کوئی دخل دیا جائے گا جب تک وہ دین میں کوئی نئی چیز نہ گھڑیں یا سود نہ کھانے لگیں۔ یہ اہل نجران پہلے وہ لوگ تھے جنہوں نے جزیہ دیا تھا جیسے ابن شہاب نے کہا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ عورتیں اپنے آپ پر اس وقت لازم کر لیتی تھیں کہ اگر ان کا کوئی لڑکا زندہ رہا تو وہ اسے یہودی بنائیں گی اور جب بنو نضیر کو جلا وطن کیا گیا تو ان میں انصار کے بچوں کی بھی کچھ تعداد تھی' انہوں نے کہا کہ ہم اپنے بچے نہیں چھوڑ سکتے جس پر یہ آیت اُتری:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۝ (سورۂ بقرہ: ۲۵۶)

''کچھ زبردستی نہیں' دین میں۔''

اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ بت پرست جب یہودی ہو جائے تو اسے یونہی رہنا دیا جائے چنانچہ وہ دوسرے اہل کتاب کی طرح شمار ہوگا۔

- حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ اہل شام پر چار دینار ٹیکس لگانے اور اہل یمن پر ایک دینار کی وجہ یہ تھی

کہ وہ مالدار تھے اور یہ غریب۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زمین میں دو قبلے بنانا صحیح نہیں اور نہ ہی کسی مسلمان پر جزیہ لازم ہوا کرتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ مسلمان پر عشر دینا لازم نہیں' یہ تو یہودیوں اور نصرانیوں پر لازم ہوتا ہے اور پہلے ایک یہودی عورت کے بارے میں حدیث گذر چکی ہے جس نے حضور ﷺ کو زہر دیا تھا اور آپ نے اسے قتل نہیں کیا تھا۔ اسی میں یہ دلیل بھی موجود ہے کہ ایسے فعل سے معاہدہ نہیں ٹوٹا کرتا لیکن جس نے یہ کہا ہے کہ آپ نے اسے قتل کر دیا تھا تو ان کے مطابق ایسے کام کرنے سے معاہدہ ٹوٹ جاتا ہے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک ایسے شخص کو لایا گیا جو ذمی تھا اور اس نے ایک مسلمان عورت کے گدھے کو چبھویا تھا اور کھینچا تھا' درمیان میں کوئی آ گیا جس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے سولی پر چڑھانے کا حکم دیا' پھر فرمایا: اے لوگو! اللہ سے ڈرو! حضرت محمد ﷺ کی ذمہ داری نبھاؤ اور ان پر ظلم نہ کرو اور اگر کوئی ایسا کرے گا تو اس کی ذمہ داری کسی پر نہ ہو گی۔ واللہ اعلم۔

فصل:

ذمیوں کو حجاز میں رہنے سے منع کر دیا گیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مطابق رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک بستی میں دو قبلے نہیں ہو سکتے۔ آپ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کی مرضِ وصال میں سنا تھا' فرمایا: مشرکوں کو جزیرۃ العرب سے نکال دو' یہاں صرف مسلمان رہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ حجاز و نجران میں رہنے والے یہودیوں کو جزیرۃ العرب سے نکال دو کیونکہ یہاں دو دین نہیں چل سکتے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں تیماء اور اریحاء کی طرف نکال دیا چنانچہ حجاز کی سرزمین میں کوئی یہودی اور نصرانی نہیں رہنے دیا۔ آپ نے ان کے عبادت خانے گرانے کا بھی حکم دیا اور فرمایا کہ اسلام میں اور کوئی عبادت خانہ نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

فصل:

یہودیوں کو سلام کہنے میں پہلی نہ کرنے کا حکم اور بیمار ہوں تو بیمار پرسی کرنے کا حکم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہودیوں اور نصرانیوں کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو اور اگر تم انہیں راستے میں ملو تو انہیں تنگ راستہ پر چلنے کیلئے مجبور کر دو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک یہودی رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا' وہ بیمار ہو گیا' وہ آپ کو وضو کراتا اور جوتے رکھ دیا کرتا' آپ اس کے ہاں عیادت کیلئے تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے' فرمایا: اسلام لے آؤ' اس نے اپنے باپ کی طرف نظر اُٹھائی کیونکہ وہ قریب ہی تھا' اس نے کہا کہ ابوالقاسم کی بات مان لو تو وہ اسلام لے آیا' آپ یہ فرماتے ہوئے وہاں سے نکلے کہ اس اللہ کا شکر ہے جس نے میری وجہ سے اسے دوزخ سے بچالیا۔

فصل:

مالِ غنیمت کے بارے میں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے کسی کیلئے مالِ غنیمت لینا جائز نہ تھا' یہ مال جمع کر لیا جاتا اور آسمان سے آگ اُتر کر اسے کھا جاتی نیز فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی نبی کو اس کے کھانے کیلئے کچھ دیتا ہے تو یہ آنے والے کیلئے بچ رہتا ہے جبکہ میرے کھانے کیلئے اللہ نے مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصہ مقرر کر رکھا ہے اور جب میں اسے قبضے میں لے لوں تو میرے بعد یہ والیوں کیلئے ہوتا ہے جو سارے کام سنبھالتے ہیں چنانچہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر سے ملنے والا حصہ رشتہ داروں بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب میں تقسیم کیا تو میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں موجود تھے' ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ بنو ہاشم ہیں' ہم اس بات کا انکار نہیں کر سکتے کہ آپ کی وجہ سے انہیں ایک مقام حاصل ہے' ہم میں اور ان میں فرق نہیں' آپ کے ہاں دونوں برابر ہیں' آپ نے فرمایا انہوں نے دورِ جاہلیت اور اسلام میں میرا ساتھ نہیں چھوڑا' بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب ایک ہی ہیں اور پھر انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر سمجھایا۔

حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ آپ نے بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو کچھ نہیں دیا تھا۔

- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں، حضرت عباس، حضرت فاطمہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر آپ کتاب اللہ کے مطابق اس پانچویں حصے میں میرا حصہ بتاتے ہیں تو یہ مجھے اپنی زندگی ہی میں دیدیں تاکہ آپ کے بعد مجھ سے اس بارے میں کوئی جھگڑ نہ سکے چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور میں نے وہ حصہ جہاں تھا رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں وہیں رہنے دیا، یونہی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی مجھے اس کا والی بنایا اور آخر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخری دور آگیا کیونکہ ان کے پاس بہت سا مال آگیا تھا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رشتہ داروں کے حصے کے بارے میں پوچھا گیا کہ آپ کسے دیں گے تو آپ نے فرمایا کہ یہ ہمارے لئے ہے جو رسول اللہ ﷺ کے رشتہ دار ہیں کیونکہ آپ ہی نے انہیں دے دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس میں سے ہمیں بھی کچھ دیا تھا، ہماری سمجھ کے مطابق وہ ہمارے حق سے کم تھا لہٰذا ہم نے واپس کر دیا اور لینے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ جو دیا گیا تھا اس کا مقصد یہ تھا کہ نکاح کرنے والے کو دیں، ان کے قرض اُتاریں اور فقیروں کو دیں۔ آپ نے اس کے علاوہ زائد دینے سے انکار کر دیا تھا۔
- رسول اکرم ﷺ کے پاس جب مالِ غنیمت آتا تو اسے اسی دن تقسیم کر دیتے چنانچہ اہل کو دو حصے دیتے اور عربوں کو ایک حصہ۔
- آپ فرمایا کرتے تھے کہ نہ میں تمہیں دیتا ہوں اور نہ روکتا ہوں، تقسیم میرا کام ہے، جہاں چاہوں خرچ کر دوں۔
- آپ سب سے پہلے انہیں حصہ دیتے جن کو اس وقت آزاد کر دیا گیا ہوتا تھا۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ مجھے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میرے پاس بحرین سے مال آیا تو اتنا تمہیں بھی دوں گا چنانچہ آپ کا وصال ہو گیا اور وہ مال نہ آسکا اور جب بحرین سے وہ مال آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان کرنے والے کو حکم دیا کہ لوگوں میں یہ اعلان کر دو: جس کا حضور ﷺ پر کوئی قرض ہے یا آپ سے کوئی وعدہ ہے تو آ جاؤ، میں پہنچ گیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے یوں وعدہ فرمایا تھا۔ انہوں نے لپ بھر کر میرے سامنے رکھ دی اور کہا کہ اسے گن لو میں نے گنے تو وہ پانچ سو تھے انہوں نے کہا کہ دوگنا اور پکڑ لو۔
- حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جو شخص یہ پوچھنا چاہتا ہے کہ مالِ غنیمت کہا خرچ کیا جائے تو اسے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کو دیکھنا ہوگا کیوں کہ مسلمان انہیں رسول اکرم ﷺ کے اس فرمان کے مطابق انصاف والا سمجھتے تھے کہ ''اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق لکھ رکھا ہے۔'' (وہ زبان و دل کے سچے ہیں)، انہوں نے عطیات لازم کئے اور جن پر اللہ نے جزیہ لازم کیا ہے ان کی ذمہ داری کا حکم دیا، ان کے مال میں نہ تو پانچواں حصہ لازم کیا اور نہ ان سے غنیمت لی۔ عطیات دیتے وقت آپ تین قسمیں لیا

کرتے: ایک یہ کہ کوئی شخص اس سے زیادہ اس مال کا حق دار نہیں' نہ میں کسی سے اس کا زیادہ حق دار ہوں اور یہ کہ خدا کی قسم غلام کو چھوڑ کر اس مال میں ہر مسلمان کا حصہ موجود ہے لیکن ہم ہمیشہ کتاب اللہ پر عمل کریں گے اور رسول اللہ ﷺ کا مقرر کردہ حصہ لیں گے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مال کا خزانچی بنایا ہے اور میں اسے تقسیم کرتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ اس کی تقسیم اللہ نے کر دی ہے' میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے اہل کو دوں گا' پھر لوگوں کی طرف دیکھا اور حضرت جویریہ' حضرت صفیہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو چھوڑ کر دوسری بیویوں کے لئے دس ہزار مقرر کیا' اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان انصاف رکھتے تھے چنانچہ آپ نے بھی وہ حصہ برابر دیدیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ اب میں اپنے ان بھائیوں سے شروع کرتا ہوں جنہوں نے سب سے پہلے ہجرت کی کیونکہ ہمیں ظلم اور زیادتی کرتے ہوئے ہمارے گھروں سے نکالا گیا تھا۔ پھر لوگوں کی طرف دیکھ کر بدر والوں کیلئے پانچ ہزار مقرر کیا' بدر میں شامل ہونے والے انصار کیلئے چار ہزار مقرر کیا' اُحد میں شامل ہونے والوں کیلئے تین ہزار مقرر کیا اور پھر فرمایا کہ جو جلدی میں ہجرت کرنے والے تھے' انہیں عطا کرنے میں بھی پہلے رکھا گیا اور جنہوں نے دیر سے ہجرت کی' انہیں دیر سے دیا گیا ہے لہٰذا اگر کسی نے برا بھلا کہنا ہے تو اسے کہے جس نے اپنی سواری بٹھائے رکھی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام حضرت اسلم نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بازار میں ایک جوان عورت ملی اور عرض کی: اے امیر المؤمنین! میرے شوہر فوت ہو گئے ہیں اور چھوٹے بچے چھوڑ گئے ہیں' نہ ان کیلئے کوئی کھیتی ہے اور نہ ہی دودھ والا کوئی جانور ہے' مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ وہ کہیں بھوکے نہ مر جائیں۔ میں خفاف غفاری کی بیٹی ہوں' میرے والد رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ میں شامل تھے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹھہر گئے اور آگے قدم نہیں رکھا اور فرمایا: یہ قریبی نسب کتنا اچھا ہے' پھر گھر گئے اور دیکھا تو مضبوط پیٹھ والا ایک اونٹ بندھا ہوا تھا' اس پر دو بورے لا دے' ان میں کھانا اور کھانے کا سامان رکھا' کچھ خرچہ رکھا اور کپڑے ڈال کر مہار مجھے لا پکڑائی اور فرمایا: اسے ہانک لے جاؤ' خوشحالی آنے تک یہ تم سے ہرگز ختم نہ ہو گا۔ ایک آدمی نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے کچھ زیادہ ہی دیدیا ہے۔ آپ نے فرمایا: افسوس ہے: میں نے دیکھا تھا کہ اس کے باپ اور بھائی نے ایک قلعے کو عرصہ تک گھیرے میں لئے رکھا تھا اور آخر کار اسے فتح کر لیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیوان بنائے تو لوگوں سے پوچھا: کس سے تقسیم شروع کروں؟ انہوں نے کہا کہ اپنے قریبی اور پھر اس کے قریبی سے شروع کرو جس پر انہوں نے کہا: ایسا نہیں بلکہ میں تو رسول اللہ ﷺ کے قریبی اور پھر ان کے قریبی سے شروع کروں گا۔ واللہ اعلم۔

خاتمہ

اس میں ہم مختصر طور پر رسول اللہ ﷺ کی سیرت بیان کریں گے جس میں آپ کی ولادتِ مبارکہ سے رسول ہونے تک اور پھر آپ کی رسالت سے وصال مبارک تک حالات بیان کریں گے اس میں پہلے ہم نفیس قسم کی فائدہ مند باتیں بیان کریں گے جن میں آپ کی ساری ماؤں، اولاد، چچوں، پھوپھیوں، بیویوں، لونڈیوں، غلاموں، قرآن لکھنے والوں پر تبصرہ، ایلچیوں، اذان دینے والوں اور آپ کے سامنے سزائے حد لگانے والوں وغیرہ کا ذکر ہوگا۔

آپ کی مائیں:

حضور ﷺ کی رضاعی مائیں تھیں، ان میں سے ایک حضرت ثُوَیْبَہ تھیں، یہ ابولہب کی لونڈی تھیں، کچھ دنوں تک آپ کو دودھ پلاتی رہیں پھر ان کے بعد حضرت حلیمہ سعدیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پلایا پھر بنو سعد کی ایک خاتون نے پلایا۔

پرورش کرنے والی مائیں:

رہی وہ خواتین جنہوں نے آپ کی پرورش کی تو ان میں حضرت **اٰمِنَہ بنت وھب**، **امّ ایمن**، **ثویبہ**، **حلیمہ** اور ان کی بیٹی **شیماء** تھیں اور یہ وہی تھیں جن کے حق کی ادائیگی کے لئے رسول اللہ ﷺ نے اس وقت چٹائی بچھائی تھی جب وہ ایک وفد میں آپ کے پاس آتی تھیں۔

مبارک اولاد:

حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ کی اولاد یہ تھی: حضرت قاسم، حضرت زینب، حضرت رقیّہ، حضرت اُمّ کُلثُوم، حضرت فاطمہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، ان دونوں شاہزادوں کے نام طیب و طاہر بھی تھے، ان میں سے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا، عبداللہ بن جعفر کے نکاح میں تھیں، رہی حضرت رقیہ تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے ان سے نکاح کیا، انہوں نے آپ کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کی، وہاں ان کے ہاں عبداللہ نامی بیٹا پیدا ہوا جن کی وجہ سے حضرت عثمان کی کنیت ابو عبداللہ ہوئی، پھر ان کا وصال ہو گیا تو ان کے بعد انہوں نے حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا۔

رہی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ اولاد تو ان میں سے حضرت سیّدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، یہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئے تھے جنہیں مصر کے بادشاہ مقوقس نے حضور ﷺ کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کیا تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ ان کے بغیر آپ کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔

چچے:

رہے آپ کے چچے تو ان میں حضرت حمزہ بن عبد المطلب اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے، ان کے علاوہ ابو طالب، ابولہب، زبیر، عبد الکعبہ، مقوم، ضرار، قثم، مغیرہ اور فیداق بھی چچے تھے۔ ان سب میں سے صرف حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسلام لائے تھے۔

خالائیں:

رہیں آپ کی خالائیں تو مجھے ان کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چل سکا البتہ حضرت زھری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ایک بیوی کے پاس تشریف لے گئے، یکا یک خوبصورت شکل والی ایک خاتون کو دیکھا، پوچھا یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کی ایک خالہ ہیں، فرمایا: ایسی کئی خالائیں ہیں تو یہ ان میں سے کوئی ہیں؟ آپ کی بیوی نے عرض کی کہ یہ خالدہ بنت اسود بن یغوث ہیں، یہ سن کر فرمایا: کتنی پاکیزہ ہے وہ ذات جو مردہ سے زندہ کو پیدا فرماتا ہے، وہ ایک نیک خاتون تھیں لیکن ان کا باپ کافر تھا۔

پھوپھیاں:

رہیں آپ کی پھوپھیاں تو ان میں سے ایک حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت صفیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں، ان کے علاوہ عاتکہ، وبرہ، اوری، امیمہ وام حکیم بیضاء تھیں جن میں سے صرف حضرت صفیہ، عاتکہ اور اروی اسلام لائی تھیں۔

بیویاں:

آپ کی وہ بیویاں جن سے آپ نے ہم بستری فرمائی، ترتیب واریوں ہیں: حضرت خدیجہ پھر حضرت سودہ پھر سیّدہ عائشہ پھر حضرت جویریہ پھر حضرت صفیہ بنت حیی پھر حضرت میمونہ بنت الحارث ہلالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھن تھیں اور یہ ان میں سے آخری تھیں جن سے آپ نے نکاح کیا چنانچہ یہ وہ بیویاں تھیں جن سے آپ نے ہم بستری فرمائی پھر آپ نے کئی ایک سے نکاح کیا لیکن ہم بستری نہیں فرمائی جن میں سے ایک بنت جون تھیں اور ایک وہ عورت تھیں جن کے پہلو میں سفیدی دیکھ کر آپ باہر تشریف لے گئے اور انہیں چھوڑ دیا جیسے ابواب النکاح میں گزر چکا ہے۔

- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس قولِ خداوندی کے بارے میں پوچھا گیا:

لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ ۝ (احزاب، ۵۲)

''ان کے بعد اور عورتیں تمہیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ ان کے بدلے اور بیبیاں بدلو۔''

کہ جب آپ کی بیویاں فوت ہو رہی تھیں تو کیا آپ اور نکاح نہیں کر سکتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا: ہمارے لئے اس میں

دخل کی کیا ضرورت؟

ایک روایت میں ہے کہ جب انہوں نے آپ کو پسند کیا تو یہ ان کے لئے ایک اعزاز تھا۔

لونڈیاں:

آپ کی لونڈیوں میں سے ایک ساریہ تھیں، ایک ریحانہ اور ایک وہ تھیں جنہیں آپ نے قیدیوں میں سے لیا تھا، ایک اور لونڈی بھی تھی جسے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔

غلام:

آپ کے غلاموں میں یہ لوگ شامل تھے: زید بن حارثہ، اسلم، ابو رافع، ثوبان، ابو کبشہ، شقران، رباح، یسار، مدعم اور کرکرہ، یہ آپ کی صورت میں تھے، جنگ میں آپ کی سواری تھاما کرتے، انجشہ الحادی، انسہ، افلح، عبیدہ، طہمان، ذکوان، مہران، مروان، حنین، سندر، فضالہ اور مابور جو خصّی تھے، اوقد، ابو واقد، ہشام، ابوعسیب اور ابومہوبہ۔

عورتوں میں سے خادمائیں:

یہ سلمیٰ، ام رافع، میمونہ، خضرہ، رضویٰ، ربیحہ، ام ضمیرہ، میمونہ بنت ابوعسیب، ماریہ اور ریحانہ تھیں۔

خادمین:

خادموں میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ گھر کا کام کاج کرتے تھے۔ عبد اللہ بن مسعود، ان کے پاس آپ کے جوتے اور مسواک ہوتی، عقبہ بن عامر جہنی، ان کے پاس آپ کا خچر ہوتا جسے سفر کے دوران تھامے رہتے، اسلع بن شریک، ان کے پاس آپ کی سواری ہوتی، بلال بن رباح، یہ موذّن تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام، سعد، ایمن بن عبید، یہ آپ کے پاس لوٹا وغیرہ سنبھالے ہوتے۔

وحی وغیرہ لکھنے والے کاتب:

ان میں یہ حضرات شامل تھے: حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت عامر بن فہیرہ، حضرت ابی بن کعب، حضرت عمرو بن عاص، حضرت عبد اللہ بن ارقم، حضرت ثابت بن قیس بن شماس، حضرت حنظلہ بن ربیع اسدی، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت عبد اللہ بن رواحہ، حضرت خالد بن ولید، حضرت خالد بن سعید بن عاص، یہ سب سے پہلے کاتب تھے، حضرت معاویہ بن ابوسفیان اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم، یہ ہر وقت پاس ہوتے اور خاص حیثیت رکھتے تھے۔

بادشاہوں کی طرف ایلچی:

رہے آپ کے بادشاہوں کی طرف بھیجے جانے والے ایلچی تو یہ بھی کافی تھے اور حدیبیہ سے واپسی پر انہیں مقرر فرمایا تھا چنانچہ انہیں مہر لگے خطوط دے کر روانہ فرماتے' ان میں سے ایک عمرو بن امیہ ضمری تھے جسے آپ نے نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیجا تھا' انہوں نے نبی کریم ﷺ کی تعظیم کی اور تخت سے نیچے اُتر آئے اور خط پڑھنے پر مسلمان ہو گئے۔ یہ انجیل کے بڑے عالم تھے۔

ایک دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے' انہیں آپ نے شاہِ روم قیصر کے پاس بھیجا تھا جس کا نام ھرقل تھا' اس نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا اسلام لکھ بھیجا جسے آپ نے جھٹلا دیا اور فرمایا کہ یہ نصرانی دین پر ہے' اس کے بعد اللہ جانے' کیا ہوا پھر حضرت دحیہ کو مسیلمہ کذاب کی طرف بھیجا لیکن وہ اسلام نہ لایا۔

ایک حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی تھے جنہیں آپ نے کسریٰ انوشیروان کی طرف بھیجا جس نے آپ کا خط مبارک پھاڑ دیا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرے چنانچہ اللہ نے اس کا ملک ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اس کی قوم تتر بتر ہو گئی۔

ایک ان میں سے حاطب بن ابی بلتعہ تھے' انہیں آپ نے مقوقس کی طرف بھیجا جو اسکندریہ کا بادشاہ تھا' اس نے اچھے الفاظ بولے' مسلمان ہونے کو تھا لیکن اپنی رعیت سے اس خوف کی بناء پر اسلام چھپایا کہ کہیں وہ بکھر نہ جائے پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بطور تحفہ پیش کیں' اس کے ساتھ اس کی دو بہنیں بھی تھیں جن کے نام سیرین اور قیصر تھے' حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہم بستری فرمائی جبکہ سیرین حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کر دی اور قیسر کو خادمہ رکھ لیا پھر ایک اور مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک لونڈی بھیجی جس کے ساتھ ایک ہزار مثقال سونا' بیس قباطی کپڑوں کے جوڑے' ایک بہترین خچر' ایک گدھا' ایک خصّی غلام' ایک گھوڑا' شیشے کا ایک پیالہ' شہد اور اروی بھیجے جسے آپ نے کھایا بھی تھا اور اس کا نام **شحمة الارض** رکھا اور جب آپ کا ایلچی اس کے ہاں سے واپس آ رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے اپنی حکومت کا لالچ ہے لیکن اس کا ملک باقی نہیں رہے گا۔

ایک شجاع بن وھب اسدی تھے' انہیں بلقاء کے بادشاہ حارث کی طرف بھیجا۔

ایک ان میں سے سلیط بن عمرو تھے جنہیں یمامہ کے حکمران ھوزہ بن علی حنفی کے پاس بھیجا تو اس نے ان کی عزت کی۔

ایک ان میں سے حضرت عمرو بن عاص تھے جنہیں عمان کی طرف جیفر اور عبد کی طرف بھیجا جو اسلام لے آئے اور آپ کی تصدیق کی۔

ایک علاء بن حضرمی تھے جنہیں بحرین کے بادشاہ منذر بن ساوی کے پاس بھیجا' وہ بھی اسلام لے آیا اور تصدیق

کردی۔

ایک امیہ مخزومی تھے جنہیں یمن میں حارث بن عبد کلالی کی طرف بھیجا جس نے کہا تھا کہ میں اس پر غور کرتا ہوں۔

پھر حضرت ابوموسےٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبل تھے جنہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے سوار کر کے یمن کو بھیجا جن کی وجہ سے یمن کے عام لوگ خوشی سے اسلام لے آئے اور کوئی جنگ نہیں ہوئی۔

ایک حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی تھے جنہیں ذوالکلاع اور ذی عمرو کی طرف بھیجا اور انہیں اسلام کی دعوت دی چنانچہ وہ اسلام لے آئے' اس وقت رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو چکا تھا' حضرت جریر بھی وہیں تھے۔ یہ خدشہ ہو چلا تھا کہ آپ کے وصال کی وجہ سے ان کے ہوش اُڑ جاتے۔

آپ کے مؤذن:

آپ کے مؤذن چار تھے' حضرت بلال بن رباح' یہ پہلے صحابی ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے اذان کہی اور پھر آپ کے بعد شام سے آنے پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی اور کیلئے نہیں پڑھی تھی۔ انہوں نے کہا: اے بلال! ہمارے لئے اذان کہئے' جب انہوں نے اذان کہی تو حضرت عمر پر غشی طاری ہو گئی چنانچہ خود بھی روئے اور لوگوں کو بھی رُلایا اور جب آپ شام سے مدینے پہنچے تو صحابہ نے اذان کہنے کی درخواست کی' انہوں نے اذان کہنا شروع کی تو مکمل نہ کر سکے۔ مدینہ میں آپ اور حضرت عمر بن اِم مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکیلے اذان کہا کرتے تھے۔

رہے حضرت سعید قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو یہ قباء میں اذان کہا کرتے' یہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام تھے۔ ایک حضرت ابومحذورہ تھے' یہ مکہ میں اذان کہا کرتے تھے۔

آپ کے مقرر کردہ امیر:

ان میں سے ایک باذان بن ساسان تھے جو بہرام حور کی اولاد میں سے تھے' رسول اکرم ﷺ نے انہیں یمن کا امیر مقرر کیا ہوا تھا' کسریٰ کی موت کے بعد حاکم بنے' یہ وہ پہلے عجمی بادشاہ تھے جو مسلمان ہوئے تھے اور ان کے بعد ان کا بیٹے تھوڑی دیر حکمران رہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا اور وہ قتل ہو گیا۔ اُس کے بیٹے کا نام شہر تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ان میں سے ایک حضرت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہیں آپ نے صنعاءِ یمن میں مقرر کیا تھا۔

ایک حضرت ابوموسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہیں آپ نے زبید' عدن' زمع اور ساحل پر مقرر کیا تھا۔

- انہی میں سے ایک زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہیں حضرموت میں مقرر فرمایا تھا۔
- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جند پر مقرر کر رکھا تھا۔
- انہی میں سے حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہیں نجران کے علاقے میں مقرر کیا گیا تھا۔
- انہی میں سے ایک عتاب بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہیں مکہ پر نیز حج کے موسم میں حج کے انتظامات کرنے پر مقرر کیا گیا تھا۔
- انہی میں سے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن میں مقرر فرما رکھا تھا تاکہ وہاں فیصلے کریں اور خمس وصول کریں۔
- انہی میں سے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہیں عمان اور اردگرد کے علاقے پر مقرر کیا گیا تھا۔
- انہی میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہیں ہجرت کے نویں سال حج کے انتظامات پر امیر مقرر کیا گیا تھا۔

محافظ:

آپ کی حفاظت پر کئی لوگ اس وقت تک مقرر رہے جب یہ آیت مبارکہ نہیں اُتری تھی:

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۝ (سورۃ مائدہ: ۶۷)

''اور اللہ تمہاری نگرانی کرے گا لوگوں سے۔''

- ان میں سے ایک حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہوں نے اُحد کے دن آپ کی حفاظت کی تھی۔
- ان میں سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہیں آپ نے بدر میں اس وقت مقرر کیا تھا جب آپ جھونپڑے میں سوئے تھے۔
- انہی میں سے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہوں کے خندق کے موقع پر حفاظت کی تھی۔
- انہی میں سے حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

آپ کے سامنے سزائے حدّ لگانے والے:

یہ بھی کئی حضرات تھے جو آپ کے سامنے گردنیں اُڑایا کرتے تھے جن میں حضرت علی بن ابی طالب، حضرت زبیر بن عوام، حضرت مقداد بن عمرو، حضرت محمد بن مسلمہ، حضرت عاصم بن ثابت، حضرت ضحاک بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت قیس بن سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ یوں تھے جیسے کسی امیر کا سپاہی ہوتا ہے اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیبیہ کے دن آپ کے سر انور پر تلوار تان رکھی تھی۔ پھر باب قطع السرقہ میں

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا تھا کہ چور کے ہاتھ کاٹیں چنانچہ انہوں نے کاٹ دیئے تھے۔

گھریلو خادم:

رہے گھر کے اندر خدمت کرنے والے تو وہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت معیقیب دوسی، حضرت ابن مسعود، حضرت رباح، حضرت انسہ، حضرت انس بن مالک اور حضرت ابوموسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔

آپ کے ہاں شعراء:

وہ شاعر جو اسلام کا دفاع کرتے تھے، ان میں حضرت کعب بن مالک، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل تھے۔

خطیب حضرات:

ان خطیب حضرات میں سے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

حدی پڑھنے والے:

یہ وہ لوگ تھے جو سفر کے دوران حضور ﷺ کے سامنے حُدی پڑھتے تھے، ان میں حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت انجشہ اور حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔

آپ کے غزوات، لشکر، چھوٹے لشکر:

ان کا بیان انشاء اللہ آگے آرہا ہے۔ یہ سب غزوات ہجرت کے بعد ہوئے تھے، ان کی کل مدت دس سال کی تھی۔ ان سب میں سے آپ نے صرف بدر، اُحد، خندق، مصطلق، خیبر، فتح مکہ، حنین اور تبوک میں حصہ لیا تھا اور اُحد کے علاوہ آپ کو کسی غزوہ میں بھی جسمانی زخم نہیں لگا تھا چنانچہ کفار نے آپ کا سرِ انور زخمی کیا اور اگلے دو دانت توڑ ڈالے تھے۔

- آپ کے ساتھ دو جنگوں یعنی بدر اور حنین میں فرشتے آکر لڑے تھے اور پھر جبریل اور ان کے علاوہ کئی فرشتے خندق کے دن اُترے تھے جنہوں نے مشرکوں کو شکست دی تھی۔
- آپ نے صرف غزوۂ طائف میں منجنیق سے لڑائی کی تھی۔
- آپ غزوۂ احزاب میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشارے سے قلعہ میں محفوظ ہوئے تھے۔ آپ کے کل غزوات کی تعداد ستائیس ہے جبکہ دستے اور جماعتیں تقریباً ساٹھ تھیں۔

سیرتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اب ہم ابتدائی دور سے آپ کی سیرتِ طیبہ کا ذکر کرتے ہیں۔

اہل علم حضرات نے اس سلسلے میں بہت سے واقعات کا ذکر کیا ہے جو ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے دادا حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں جیسے ابھی ان کا ذکر گذر چکا ہے۔ انہوں نے خواب میں کسی کو دیکھا تھا جو انہیں کہہ رہا تھا کہ زمزم کو کھول دو کیونکہ قبیلۂ جرھم نے اسے نکالتے وقت بند کر دیا تھا چنانچہ اسے کھودنے میں سخت مشکل پیش آئی تو انہوں نے منت مانی تھی کہ اگر ان کے ہاں دس لڑکے ہوں جو زمزم کھودنے میں ان کی مدد کر سکیں تو ان میں سے ایک کو کعبہ کے نزدیک ذبح کر دیں گے اور جب اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ لڑکے دے کر احسان فرمایا تو انہوں نے قرعہ اندازی کی جس میں حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نکلا' قریش کو سخت صدمہ ہوا کیونکہ وہ ان سے محبت رکھتے تھے چنانچہ انہوں نے کہا کہ جب تک ہم کسی سے مشورہ نہیں کر لیتے' آپ انہیں ذبح نہ کریں' انہوں نے اس بارے میں قریش کی ایک عورت سے پوچھا جس کے پاس لوگ جاتے تھے' اس کا نام شجاع تھا (کچھ قطبہ کہتے ہیں) تو اس نے پوچھا کہ اس کی دیت کیا دو گے' لوگوں نے کہا کہ دس اونٹ دیں گے۔ اس نے کہا کہ ان دس کے ساتھ ایک اور کھڑا کر کے قرعہ ڈالو' وہ جب بھی ڈالتے نام حضرت عبد اللہ ہی کا نکلتا اور آخر کار ایک اونٹ پر نکلا تو انہوں نے اسے کعبہ کے نزدیک لے جا کر ذبح کر دیا۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت آمنہ بنت وھب بن مناف سے نکاح کیا' حضرت عبد مناف بنو زھرہ کے سردار تھے چنانچہ سرکارِ دو عالم ﷺ ان کے شکم پاک میں آ گئے۔

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کی وجہ سے مجھے پیٹ میں بھاؤ معلوم نہیں ہوا تھا۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا ہے جس سے دنیا بھر میں روشنی ہو گئی۔ حضرت عبد اللہ سفر پر گئے تو یثرب میں ان کا انتقال ہو گیا' انہوں نے اپنے پیچھے پانچ اونٹ اور ایک حبشی لونڈی چھوڑی جن کا نام امِ ایمن تھا' اس نے رسول اللہ ﷺ کی پرورش کی' اس کا اصل نام ''برکۃ'' تھا۔ آپ کی والدہ سے ہاتف نے کہا کہ آپ کے شکم اطہر میں اس اُمت کے سردار آ چکے ہیں اور جب یہ پیدا ہو کر زمین پر تشریف لے آئیں تو ان کا محمد رکھ دینا اور یوں کہنا کہ میں اسے ہر حسد کرنے والے سے بچانے کیلئے واحد اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں۔

آپ نے حضور ﷺ کو جنم دیا تو آپ کا ختنہ ہوا دکھائی دیا' ناف کٹی ہوئی تھی اور آنکھوں میں سرمہ لگا نظر آتا تھا' یہ عام الفیل میں ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کا واقعہ ہے جبکہ اسکندر کا غلبہ نصف محرم کو ہوا تھا اور اسے ۸۸۱ سال گذر چکے تھے۔ آپ کی پیدائش کی رات کسریٰ کے محل میں زلزلہ سا آیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے' فارس (ایران) کی آگ بجھ گئی حالانکہ ہزار سال میں وہ ایک مرتبہ بھی بجھی نہ تھی' بحیرۂ ساوہ کا پانی خشک ہو گیا اور فارس کے قاضی موبذان نے خواب میں

دیکھا کہ مضبوط اونٹ، عربی گھوڑوں کو ہانک رہے ہیں اور دریائے دجلہ کو پار کر کے اس کے شہروں میں پھیل گئے ہیں۔ جب کسریٰ صبح کے وقت اُٹھا تو اس نے ایوان کے ہلنے کی بابت پوچھنے کیلئے قاضی کے پیچھے کسی کو بھیجا اور خواب کا واقعہ بیان کیا جس پر اس نے کہا کہ عرب کی طرف کوئی واقعہ ہونے والا ہے چنانچہ کسریٰ نے نعمان بن منذر (شاہِ حیرہ) کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے پاس کوئی عربی عالم بھیجیں، اس نے عبدالمسیح بن عمرو غسانی کو بھیجا تو کسریٰ نے اسے اپنا واقعہ سنایا۔ اس نے کہا کہ اس کے بارے شام میں میرے ماموں سطیح کے پاس علم ہے چنانچہ وہ اس کی طرف روانہ ہوا اور جب وہاں پہنچا تو وہ مر رہا تھا، اس نے اس کے پاس کچھ اشعار پڑھے تو سطیح نے آنکھیں کھول دیں اور کہا کہ عبدالمسیح ایک لمبے اُونچے اونٹ پر بیٹھ کر سطیح کے پاس آیا ہے جب کہ وہ تو آپ مر رہا ہے، تجھے ساسان کے بادشاہ نے اس لئے بھیجا ہے کہ ایوان کیوں ہل گیا ہے، آگ کیوں بجھ گئی ہے، موبذان کو خواب آئی ہے کہ لمبے اُونچے اونٹ عربی گھوڑوں کو کیوں ہانکے جا رہے ہیں جو دجلہ پار کر کے اس کے شہروں میں پھیل گئے ہیں۔ اے عبدالمسیح! جب تلاوت عام ہو گی اور ڈنڈے والا ظاہر ہو (دکھائے گا)، وادیٔ ساوہ اُبل پڑے گی اور بحیرۂ ساوہ خشک ہو جائے گا تو شام سطیح کے قبضے میں نہیں رہے گا، اس پر کنگروں کی تعداد میں بادشاہ اور شہزادیاں حکومت کریں گی اور پھر جو ہو گا سو ہو گا۔ یہ کہہ کر سطیح تو مر گیا اور عبدالمسیح واپس آ گیا (اور واقعہ سنایا تو) انوشیروان نے کہا کہ جب ہم میں سے چودہ بادشاہ ہوں گے تو کئی کام دکھائی دیں گے چنانچہ چار سالوں میں دس بادشاہ ہو گذرے اور باقی سیّدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت تک ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ کو سب سے پہلے حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بیٹے مسروح کے ساتھ ہی دودھ پلایا تھا، یہ آپ کے چچا ابولہب کی لونڈی تھیں، انہوں نے مسروح کے ساتھ ہی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوسلمہ بن عبدالاسد کو بھی دودھ پلایا تھا اور جب اپنے اپنے بچوں کے ساتھ دودھ پلانے والی آئی تھیں تو آپ کو حضرت حلیمہ بنت ابی ذویب سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی گود میں لے لیا اور انہیں لے کر بنوسعد کے پاس جنگل میں لے گئیں اور پھر خیر و برکت کے کئی معجزات دیکھے اور پھر جب آپ چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے تو حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لڑکے کے ساتھ بکریاں چرانے گئے، ان کا لڑکا واپس آیا اور ماں کو بتایا کہ میرے اس قریشی بھائی کو دو آدمیوں نے پکڑ لیا ہے اور اس کا پیٹ چاک کر ڈالا ہے، چنانچہ سیّدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اِن کے شوہر بھاگتے ہوئے پیچھے گئے، دیکھا تو آپ کھڑے ہوئے تھے۔ آپ نے ان دونوں کو بتایا کہ میرے پاس دو آدمی آئے تھے، انہوں نے میرا پیٹ چاک کیا اور اس میں سے کچھ نکال کر باہر رکھ دیا اور کہا کہ یہ آپ میں شیطان کا حصہ تھا۔ اس کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کو اپنے ساتھ لیا اور آپ کی والدہ کے پاس لے آئیں۔

رسول اکرم ﷺ جب چھ سال کی عمر کو پہنچے تو آپ کی والدہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابواء کے مقام پر وصال فرما گئیں، یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک وادی تھی چنانچہ آپ کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی پرورش کی اور جب آپ آٹھ، نو یا بارہ سال کے ہوئے تو آپ کے دادا جان بھی فوت ہو گئے چنانچہ آپ کے حقیقی چچا

ابو طالب نے آپ کو اپنی پرورش میں لے لیا اور پھر جب آپ تقریباً تیرہ سال کے ہوئے تو آپ کے چچا ابو طالب آپ کو اپنے ہمراہ تجارت کیلئے شام کو لے گئے۔ وہاں بحیرا راھب نے آپ کو دیکھا تو ان سے کہا کہ انہیں واپس لے جاؤ اور یہودیوں سے انہیں بچائے رکھنا کیونکہ یہ بڑی بلند شان والے ہوں گے چنانچہ آپ جوان ہوئے تو مردانگی' سچائی اور پاک دامنی میں سب سے بڑھ کر تھے' اخلاق اور شکل وصورت کے لحاظ سے بڑھ کر تھے نیز سب سے بڑھ کر امانت دار تھے' یہی وجہ تھی کہ لوگ آپ کو ''امین'' کہا کرتے تھے۔

آپ اپنے چچوں کے ساتھ اس وقت حرب فجار میں شریک ہوئے جب آپ کی عمر ابھی چودہ سال تھی' کچھ حضرات بیس سال کی عمر لکھتے ہیں' اسے فجار کہنے کی وجہ یہ تھی کہ اس میں ماہِ حرم کی عزت داغدار ہوگئی اور آخرکار قریش کامیاب ہوگئے۔

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے درخواست کی کہ میرے غلام میسرہ کے ہمراہ تجارت کیلئے شام جایئے جسے آپ نے منظور کر لیا اور جب آپ واپس تشریف لائے تو ان کے غلام نے وہ سارے واقعات بتائے جو راستے میں پیش آئے تھے اور جن میں رسول اللہ ﷺ کی عظمت دکھائی دی تھی کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ دو فرشتے آپ پر سایہ کئے ہوئے تھے کہ آپ کو دھوپ سے بچا سکیں۔ اس پر انہوں نے آپ کو شادی کر لینے کی دعوت دی تو آپ نے ان سے شادی کی اس وقت آپ کی عمر پچیس سال تھی جبکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر چالیس سال تھی' آپ نے ان سے پہلے اور ان کے بعد ان کی زندگی میں کسی سے شادی نہ کی تھی نیز حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ آپ کی ساری اولاد انہی میں سے تھی' یہ ماریہ قبطیہ سے ہوئے تھے جو آپ کی باندی تھیں' آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ کسی بھی کنواری عورت سے شادی نہ کی تھی۔

جب آپ کی عمر پینتیس سال کی ہوئی اور قریش نے خانہ کعبہ کو نئے سرے سے بنانے کا ارادہ کیا تو حجر اسود رکھنے میں قریش کا جھگڑا ہو گیا' وہ مرنے مرانے پر تل گئے' اس موقع پر ابو امیہ بن مغیرہ نے کہا کہ فیصلہ کرنے کیلئے ایک تیسرا شخص اسے بناؤ جو حرم میں صبح کو سب سے پہلے آئے۔ یہ ان دنوں قریش میں سب سے زیادہ عمر کا تھا' چنانچہ دونوں گروہوں نے یہ بات مان لی' دیکھا تو رسول اکرم ﷺ سب سے پہلے حرم میں داخل ہوئے چنانچہ سب کہہ اُٹھے کہ یہ محمد ﷺ ہیں' ایک امانت دار شخص ہیں' ہمیں منظور ہیں۔ آپ نے چادر منگوائی اور بچھا کر پتھر اس کے درمیان رکھ دیا اور فرمایا کہ ہر قبیلہ اس کا ایک ایک کونہ پکڑ لے' وہ پکڑ کر اسے اس جگہ تک لے آئے جہاں اسے رکھنا تھا تو آپ نے پکڑ کر اس کی جگہ پر رکھ دیا۔

- جب عمر شریف چالیس سال ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساری مخلوقات کیلئے ایسی شخصیت بنا دیا جو بشارت دینے اور اللہ کا ڈر سنانے والی تھی چنانچہ غارِ حراء میں آپ کے پاس فرشتہ آگیا۔
- آپ جس پہاڑ اور ٹیلے کے قریب سے گذرتے' وہ پکار اُٹھتے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا' حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایمان لے آئے اور سب سے پہلے اسلام لانے والے شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور پھر ان کی دعوت پر حضرت عثمان بن عفان' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت سعد بن وقاص' حضرت زبیر بن عوام اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسلام لے آئے پھر ان کے بعد حضرت ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن جراح' حضرت ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد' حضرت ارقم بن ابوالارقم' حضرت عثمان بن مظعون اور ان کے دونوں بھائی' حضرت عبیدہ بن حارث' حضرت سعید بن زید' حضرت عبداللہ بن مسعود اور ان کے بعد گروہ در گروہ وہ لوگ مسلمان ہونے لگے جو پہلے پہل اسلام لائے ۔ہم ایک ایسی جماعت کا ذکر چھوڑ رہے ہیں جو ان سے بھی پہلے اسلام لے آئے تھے کیونکہ ان کے بارے میں اختلاف ہے اور تحقیقی بات نہیں ہے۔

تین سال آپ نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کے کہنے پر خفیہ دعوتِ اسلام دی اور پھر جب حضرت جبریل علیہ السلام قرآن لے کر اُترے تو آپ نے علی الاعلان دعوت دینا شروع کر دی' اس دوران قریش آپ کے سامنے نہ آتے بلکہ کوئی آپ کی تصدیق کرتا اور کوئی جھوٹا کہتا پھرتا' پھر آپ نے ان کے معبودوں پر عیب لگانے شروع کئے اور انہیں گمراہ کہنا شروع کر دیا جس پر آپ کے دشمنوں نے اپنے دل کی بھڑاس نکالنا شروع کی اور دشمن بن گئے جس کیلئے ابو طالب روکاوٹ بن گئے' قریش مل کر ان کے پاس آئے جن میں عقبہ' شیبہ (ربیعہ بن عبدالعزیٰ کے لڑکے)' اسود بن مطلب' ابوجہل' نبیہ اور منبہ (حجاج کے بیٹے) اور عاص بن وائل آئے اور کہنے لگے: اے ابو طالب! تمہارے اس بھتیجے نے ہمارے دین پر الزام تراشی شروع کر دی ہے' ہمارے بڑوں کو بیوقوف کہنا شروع کر دیا ہے اور ہمارے بزرگوں کو گمراہ کہہ رہے ہیں لہٰذا آپ یا تو انہیں روک لیں یا پھر درمیان میں نہ آئیں۔ انہوں نے اچھے طریقے سے انہیں واپس کر دیا' پھر وہ دوبارہ آئے' انہوں نے ہر اسلام لانے والے کو تکلیفیں دینا شروع کر دی تھیں۔

آپ ایک دن صفاء پہاڑ پر کھڑے تھے کہ ابوجہل کا وہاں سے گذر ہوا' اس نے آپ کو گالیاں دیں لیکن آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا' حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکار کیلئے گئے ہوئے تھے' وہ قریش میں بڑے عزت دار اور دبدبہ والے تھے' واپس آئے تو انہیں اس بات کا پتہ چلا تو وہ سخت ناراض ہوئے' ابوجہل کے پاس پہنچے اور کمان مار کر اسے زخمی کر دیا' کہنے لگے: کیا تم محمد ﷺ کو گالیاں دیتے ہو' میں بھی ان کے دین پر ہوں' ان کا اسلام تو چھا رہا ہے اور اسلام کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کو عزت حاصل ہو چکی ہے۔

پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے جانی دشمن تھے چنانچہ ایک دن رسولِ اکرم ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے انہوں نے تلوار سونت لی تو انہیں نعیم بن عبداللہ نحام نے کہا کہ اس کے بعد بنوعبدمناف تمہیں زمین پر چلتا پھرتا نہیں رہنے دیں گے' دباؤ ڈالنا ہی ہے تو اپنی بہن' چچا زاد سعید بن زید اور خباب کی طرف جاؤ کیونکہ وہ مسلمان ہو چکے ہیں' انہوں نے ان کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا' وہاں پہنچ کر سنا تو وہ سورۂ طٰــہٰ کی تلاوت کر رہے تھے' دل میں سوچا کہ یہ

تلاوت کتنی اچھی ہے چنانچہ وہیں سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ رسول اکرم ﷺ نے یہ دُعا کر رکھی تھی کہ اے اللہ! اپنے دین کو عمر بن خطاب اور ابو الحکم بن ہشام (ابوجہل) کے ذریعے کامیابی عطا فرما۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ نے ہدایت نصیب فرما دی۔

وقت آنے پر آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کیلئے لوگوں کو حکم دیا جن کا حمایتی قبیلہ نہ تھا چنانچہ حضرت عثمان اور ان کی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حبشہ کو ہجرت کر گئے' ان کے ہمراہ حاطب بن عمرو بن عبد شمس' حضرت عثمان بن مظعون' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم روانہ ہو گئے' وہ کشتی پر سوار ہو کر نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف روانہ ہوئے' جس پر دھڑا دھڑ لوگ وہاں جانے لگے چنانچہ عورتوں اور بچوں کو چھوڑ کر تراسی آدمی بھی ادھر ہجرت کر گئے' وہاں جن کی پیدائش ہوئی' ان میں سے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ قریش نے ان کی تلاش میں عبد اللہ بن ربیعہ اور عمرو بن عاص کو بھیجا' نجاشی کیلئے تحفے بھی بھیجے لیکن انہوں نے ان سے یہ تحفے قبول نہیں کئے بلکہ واپس کر دیئے۔ اس پر عمرو بن عاص نے نجاشی سے کہا ان سے پوچھئے کہ ان کے نبی عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ وہ اللہ کے ایک کلمہ تھے جسے اس نے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیٹ میں داخل کیا تھا جو کنواری تھیں۔ نجاشی نے اس بات کا انکار نہیں کیا اور ان کو ذلیل وخوار واپس کر دیا۔

جب اسلام پورے علاقے میں پھیل گیا تو مشرکین نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے خلاف یہ عہد کر لیا کہ نہ تو ان کے ساتھ خرید وفروخت کریں گے اور نہ ہی شادیاں کریں گے اور پھر ایک تحریر لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دی چنانچہ بنو ہاشم میں سے کافر و مسلمان شعب ابو طالب میں ان کے پاس جمع ہو گئے' بنو ہاشم میں سے ابولہب الگ ہو گیا نیز اس کی وہ بیوی اُم جمیل بھی الگ ہو گئی' یہ ابوسفیان بن حرب کی ہمشیرہ تھی جس کا نام اللہ نے **حَمَّالَةَ الْحَطَب** رکھا تھا کیونکہ وہ کانٹے اُٹھا لیتی اور رسول اللہ ﷺ کے راستے میں ڈال دیا کرتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ اس شعب میں تین سال تک رہے اور پھر ابو طالب سے فرمایا: اے چچا: اللہ تعالیٰ نے ان کے اس معاہدے پر کیڑا مسلط کر دیا ہے جو اس کو کھا گیا ہے' صرف وہ جگہ چھوڑی ہے جہاں اللہ کا نام موجود ہے۔ یہ بات ابو طالب نے مشرکین سے کر دی اور کہا کہ اگر یہ بات ان کی صحیح ہے تو ہم سے قطع تعلقی بند کر دو اور اگر غلط ہے تو میں انہیں تمہارے حوالے کر دوں گا' انہوں نے کہا ٹھیک ہے چنانچہ وہ صحیفہ کھولا تو ویسے ہی تھا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اب وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے اور ان میں سے ایک گروہ نے وہ معاہدہ توڑ دیا جس کے نتیجے میں ابو طالب نے اپنے بھتیجے کی زور شور سے مدد شروع کر دی۔

۞ عبید بن عمر کہتے ہیں کہ ابو طالب رسول اللہ ﷺ کے لئے نہایت مخلص تھے اور جب قریش نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں مشورہ کیا کہ انہیں رہنے دیں' قتل کر دیں یا پھر یہاں سے نکال دیں تو ابو طالب نے آپ سے کہا: کیا آپ نے سن لیا ہے کہ انہوں نے کیا مشورہ کیا ہے؟ آپ نے خود انہیں بتا دیا تو انہوں نے کہا: آپ کو کس نے بتا

دیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے' اس پر ابو طالب نے کہا: آپ کا ربّ تو خوب ہے' اس پر انہوں نے آپ کو اچھی نصیحتیں کیں آپ نے فرمایا: انہیں میں نصیحت کروں یا یہ مجھے نصیحت کریں گے' یہ فرما کر ہنس پڑے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ابو طالب حضور علیہ السلام کے اعلانِ نبوت کے دسویں سال فوت ہو گئے' اس وقت ان کی عمر تقریباً بیاسی سال تھی۔ وہ حالت موت میں تھے کہ آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: چچا جان! کلمہ پڑھ لیجئے کہ میں آپ کی شفاعت کر سکوں' موت جب بالکل قریب ہو گئی تو انہوں نے دونوں ہونٹ ہلائے' حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کان لگا کر سنا تو کہا: بخدا اے بھتیجے! انہوں نے وہی کچھ کہہ دیا ہے جو آپ نے فرمایا تھا جس پر نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا: چچا جان! اس ذات کا شکر ہے جس نے آپ کو کان لگانا سجھا دیا ہے لیکن اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ حالت کفر ہی میں فوت ہوئے تھے۔ واللہ اعلم بالحال۔

ان کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی انتقال ہو گیا تو رسول اللہ علیہ السلام نے اس سال کا نام ''عام الحزن'' (غموں والا سال) رکھا۔

اب مشرکین آپ کے خون کے پیاسے ہو چکے تھے اور بہت تکلیفیں دینے لگے تھے جس کی وجہ سے آپ نے طائف کا سفر کیا اور واپس ہوئے تو بنو ثقیف سے مایوس ہو چکے تھے' آپ مختلف قبیلوں سے ملتے رہے اور بہت سی تکلیفیں اُٹھائیں چنانچہ آپ نے یہ مشہور دُعاء کی کہ:

''اے اللہ! میں تمہیں اپنی کمزوری بتا رہا ہوں' میرے پاس ان کے سامنے پورا چارہ نہیں' میں لوگوں کے سامنے رسوا کیا جا رہا ہوں' تو ہی کمزوروں کا پروردگار اور میرا پروردگار بھی ہے' مجھے کس کے رحم وکرم پر چھوڑ رہا ہے' اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو پھر مجھے ان کی کوئی پرواہ نہیں البتہ تیری معافی تو ہر ایک کیلئے ہے۔''

جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے دین کو غالب کرنے کا ارادہ کر لیا تو آپ حج کے دنوں مختلف قبیلوں کی طرف چلے جاتے' اسی دوران آپ ایک ٹیلے کے پاس بنو خزرج کے کچھ لوگوں سے ملے' انہیں اسلام کی دعوت دی اور قرآن کریم کی تلاوت کی جس پر وہ آپ پر ایمان لے آئے' یہ چھ افراد تھے پھر وہ مدینہ پہنچے اور اپنی قوم کو اطلاع دی تو بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے اور اس پورے علاقے میں اسلام پھیل گیا چنانچہ حج کے اگلے موسم میں ان لوگوں سے بارہ لوگ آئے اور رسول اللہ علیہ السلام کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی' آپ نے ان کے ہمراہ حضرت ابن ام مکتوم اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھیج دیا تا کہ انہیں قرآن کی تعلیم دیں اور شریعت کے مسئلے سکھائیں۔ راستے میں انہیں پہلے چھ لوگوں میں سے اسعد بن زرارہ ملے' اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ' اسعد کے خالہ زاد بھائی تھے' اسید بن حضیر بھی اپنے قبیلے کے سردار تھے' ان دونوں کو پتہ چلا کہ مصعب بن عمیر' اسعد کے پاس آئے ہوئے ہیں چنانچہ اسید بن حضیر ہتھیار لے کر اسعد اور مصعب کے سروں پر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہاں تم کیوں آئے ہو' تم ہمارے کمزور لوگوں کو بیوقوف بناتے پھرتے ہو' جان کی امان چاہتے ہو تو یہاں سے نکل جاؤ۔ حضرت مصعب نے کہا: کیا ذرا دیر بیٹھ کر میری بات سن سکتے ہو؟ اسید بیٹھ گئے' مصعب

نے انہیں قرآن سنایا اور دین اسلام کے بارے میں کچھ بتایا' اسید نے کہا: یہ تو بہت اچھا دین ہے اور ساتھ ہی اسلام لے آئے اور کہا' ایک اور آدمی بھی میرے پیچھے ہے' اگر تمہاری بات اس کی سمجھ میں آ گئی تو دین سے پیچھے نہیں ہٹے گا یعنی سعد بن معاذ ہیں چنانچہ وہ ان کی طرف گئے اور ان دونوں کے پاس لے آئے' جب وہ ان کے پاس آ کھڑے ہوئے تو اسعد سے کہا: اگر تمہاری میرے ساتھ رشتہ داری نہ ہوتی تو میں کبھی تمہیں اپنے گھروں میں وہ بات نہ کرنے دیتا جو ہمیں اچھی نہیں لگتی۔ مصعب نے کہا: کچھ سننا پسند کرو گے؟ اگر تمہیں ہماری بات پسند آ جائے تو قبول کر لینا ورنہ ہم وہ بات تم سے نہیں کریں گے جو تمہیں ناپسند ہے۔ اس نے کہا کہ یہ تو انصاف کی بات کی ہے چنانچہ حضرت مصعب نے انہیں اسلام کے بارے میں بتایا اور قرآن پڑھ کر سنایا تو وہ بھی مسلمان ہو گئے اور گھر واپس چلے گئے۔

جب انہیں ان کی قوم نے دیکھا تو کہنے لگے: واللہ! سعد وہ کام کر کے نہیں آئے جس کیلئے انہیں بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے جا کر اپنی قوم سے کہا: اے بنو عبد الاشہل! میری حیثیت تم اپنے درمیان کیا جانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے سردار اور ہم سے بہت بہتر ہیں' اس پر کہا کہ اس وقت تمہارے اور دوسرے لوگوں کے علاوہ عورتوں تک سے مجھ پر بات کرنا حرام ہو گی جب تک تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان نہیں لاؤ گے چنانچہ بنو عبد الاشہل کے گھروں میں شام ہونے تک کوئی گھر ایسا نہ تھا جو اسلام نہ لے آیا ہو صرف احیرم نامی شخص رہ گیا تھا' وہ اُحد کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے اور انہوں نے شہادت پائی تھی۔

حضرت سعد بن معاذ اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ٹھہر کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے لگے اور یوں بنو امیہ بن زید' خطمہ' اوائل اور واقف کے علاوہ کوئی ایسا گھر نہیں رہ گیا تھا جہاں مسلمان موجود نہ ہوں' وہ کچھ دیر بعد اسلام لائے تھے۔

حضرت مصعب واپس ہوئے تو ان کے مسلمان ہونے والے تہتر لوگ تھے اور ان کے علاوہ اوس و خزرج کی دو عورتیں بھی تھیں' یہ لوگ عقبہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایام تشریق میں رات کے وقت اکٹھے ہوئے' آپ کے ساتھ آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے' وہ ابھی اسلام نہیں لائے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اے گروہِ خزرج! جیسا کہ تمہیں معلوم ہے' محمد ﷺ ہم میں شامل ہیں' وہ اپنے شہر میں عزت اور حفاظت سے رہتے ہیں' وہ تمہارے علاوہ کسی اور کے ساتھی نہیں' اب تم اس بات پر ڈٹے رہو گے جس کے لئے تم نے دعوت دی ہے اور مخالفوں سے انہیں بچاؤ گے تو یہ تمہارا ذمہ ہے اور اگر تم انہیں ذلیل کر دو گے تو ابھی سے انہیں چھوڑ دو۔ انہوں نے کہا: ہم نے آپ کی بات سن لی ہے' اس پر وہ بولے: یا رسول اللہ! آپ اپنے اور اپنے ربّ کی مرضی کے مطابق جو چاہیں کریں' اس پر رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم کی تلاوت کی اور فرمایا کہ میں تمہیں اس بات پر بیعت کرتا ہوں کہ تم اس چیز سے مجھے روک سکو گے۔ جس سے تم اپنی عورتوں اور اولادوں کو روکتے ہو' دیر تک گفتگو ہوتی رہی اور ہر ایک نے دوسرے سے پکا وعدہ لے لیا پھر آپ سے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر ہم آپ کے دیکھتے میں قتل ہو جائیں تو ہمیں کیا ملے گا؟ آپ نے فرمایا: جنت! اس پر انہوں

نے عرض کی کہ پھر ہاتھ آگے بڑھائیے اور یوں سب نے بیعت کر لی۔

اب رسول اللہ ﷺ نے انہیں مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا چنانچہ وہ ٹولیاں بن کر روانہ ہونے لگے' مکہ میں صرف حضرت ابوبکر وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس وقت تک رہے جب تک آپ کو ہجرت کی اجازت نہ ملی تھی۔

قریش کو رسولِ اکرم ﷺ کے نکل جانے کا اندیشہ تھا' اس لئے انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ہر قبیلہ میں سے ایک ایک آدمی لیں جس کے ہاتھ میں تلوار ہو اور بیک وقت انہیں قتل کر دیں تا کہ ان کا خون کسی ایک قبیلے کے ذمے نہ لگے اور وہ آپس میں لڑ نہ سکیں۔ یہ رائے ابوجہل نے دی تھی جسے ابلیس نے سراہا تھا جو شیخ نجدی کے روپ میں آیا تھا چنانچہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تم میرے بستر پر لیٹ جانا' میری چادر اوڑھ لینا تا کہ لوگوں کی امانتیں واپس کر سکو۔

اس رات کفار آپ کے دروازے پر جمع ہو گئے تا کہ دھیان رکھ سکیں اور جیسا کہ انہوں نے طے کیا تھا' آپ پر اکٹھے حملہ کر سکیں' آپ نے مٹھی بھر مٹی ہاتھ میں لی اور باہر جاتے ہوئے سورۂ یٰسین کا ابتدائی حصہ پڑھتے ہوئے ان کے سروں پر ڈال دی۔ اتنے میں کوئی شخص آیا اور اس نے بتایا کہ محمد ﷺ تو نکل چکے ہیں اور جاتے جاتے تم پر مٹی پھینک گئے ہیں۔ انہوں نے اندر جھانکا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی چادر لئے سوئے ہوئے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ یہ تو محمد ﷺ ہی سوئے ہوئے ہیں اور جب صبح ہونے پر وہ اُٹھ کر نکلے اور انہوں نے دیکھا تو نہایت ذلیل ہوئے چنانچہ آپ نے سب کی امانتیں واپس کر دیں۔

جب آپ ہجرت کیلئے تیار ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پہنچے اور انہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہجرت کا حکم دے دیا ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوشی سے رو پڑے اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں آپ کے ساتھ رہوں گا۔

آپ نے راہنمائی کیلئے عبد اللہ بن اریقط کو اجرت پر ساتھ لیا' وہ اس وقت تک کافر تھا' پھر غارِ ثور میں تشریف لے گئے جو مکہ کی نچلی طرف تھا' تین دن وہاں ٹھہرنے کے بعد وہاں سے نکلے' وہ راہنمائی کرنے والا ساتھ تھا' اس کے علاوہ عامر بن فہیرہ بھی ہمراہ تھا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام تھا۔

قریش آپ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے تو سراقہ بن مالک انہیں راستے میں ملا' رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: کہ ڈرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر آپ نے سراقہ کے خلاف دُعا کی تو اس کا گھوڑا پیٹ تک سخت زمین میں دھنس گیا جس پر وہ چلا اُٹھا کہ اے محمد! مجھے بچا لیجئے' میں ہٹ جاتا ہوں۔ آپ نے دُعا فرمائی تو اس کی خلاصی ہو گئی لیکن وہ پھر مکر گیا اور آپ کے پیچھے ہو لیا' آپ نے پھر دُعا فرمائی تو وہ دوبارہ ویسے ہی دھنس گیا' اس نے پھر درخواست کی تو آپ نے پھر دُعا فرمائی' وہ رہا ہو گیا اور واپس آ گیا' راستے میں ہر ایک سے کہتا جاتا کہ یہیں سے واپس آ جاؤ پھر آپ چل پڑے' مدینہ میں آپ بارہ ربیع الاوّل بروز پیر پہنچے۔ یہ ۱ ہجری تھا اور یہیں سے اسلامی

تاریخ شروع ہوئی۔

حضرت میمون بن مہران کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں شعبان کے بارے میں بات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ کونسا شعبان؟ پھر آپ نے نہایت معتبر صحابہ کو اکٹھا کیا اور اس بارے میں اکٹھ کیا کہ کوئی ایسا طریقہ نکالا جائے جس سے تاریخ کا پتہ چل جائے چنانچہ فارس کے ایک عالم ہرمزان کو طلب کیا گیا' اس نے کہا کہ ہمارے ہاں حساب و کتاب کیلئے ایک دن ہے جسے ''ماہ روز'' کہا جاتا ہے جس کا مطلب مہینوں کا حساب' اس پر آپ کے ساتھیوں نے اسے ''تاریخ'' کا نام دیا' پھر سوچنے لگے کہ حکومت اسلامی کی تاریخ کہاں سے شروع کی جائے' آخرکار اس بات پر اتفاق کرلیا کہ اسے سالِ ہجرت سے شروع کردیا جائے۔

جب انصارِ مدینہ کو پتہ چلا کہ حضور ﷺ تشریف لا رہے ہیں تو وہ انتظار کی خاطر اپنی عورتوں اور بچوں کو لے کر روزانہ راستے میں کھڑے ہو جاتے اور پھر دھوپ تیز ہونے پر واپس آ جایا کرتے اور جب انہوں نے آپ کو تشریف لاتے دیکھا تو اپنے آپ کو تبرک حاصل کرنے کیلئے قدموں پر گرا لیا۔ آپ قباء میں ٹھہرے' وہاں پیر' منگل' بدھ اور جمعرات تک ٹھہرے رہے اور اسی دوران مسجد قباء کی بنیاد رکھی چنانچہ یہی وہ مسجد ہے جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ آپ جمعہ کے دن قباء سے نکلے اور پھر انصار کے جس گھر کے سامنے سے بھی گذرتے' وہ سامنے آ جاتے اور اونٹنی کو روکنے کی کوشش کرتے ہوئے عرض کرتے کہ یہیں تشریف رکھئے کیونکہ ہر چیز یہاں موجود ہے' آپ فرماتے جاتے کہ اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ یہ اللہ کے حکم کی پابند ہے چنانچہ مسجد کی جگہ پر جا کر بیٹھ گئی' رسول اللہ ﷺ نیچے اُترے اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں قیام فرمایا' وہاں اس وقت تک ٹھہرے رہے جب تک مسجد اور اپنے مکان بناتے رہے۔

• آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ہجرت سے پہلے نکاح کرلیا تھا اور ہجرت کے بعد شوال میں ان سے ہم بستری کی' اس وقت ان کی عمر نو سال تھی۔

پھر آپ نے مہاجرین و انصار میں بھائی چارہ کرا دیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا بھائی قرار دیتے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان بھائی چارہ بنایا' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت غسان بن مالک کے ساتھ' حضرت ابوعبیدہ' حضرت سعد بن معاذ' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھائی چارہ قائم فرمایا' پھر حضرت عثمان بن عفان اور حضرت اوس بن ثابت کے درمیان کرایا' حضرت طلحہ اور حضرت کعب بن مالک اور پھر حضرت سعید بن زید اور حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کرا دیا۔

• مہاجرین میں سے پیدا ہونے والے سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن زبیر تھے اور انصار کے ہاں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پیدا ہوئے' اسی سال حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے اور اذان شروع کی گئی' ہجرت کے دوسرے سال رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے اور صدقۂ فطر فرض (احناف کے نزدیک لازم) قرار دیا گیا اور اسی سال حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ہوا'

اسی سال میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہمبستری ہوئی اور اسی میں قبلہ تبدیل کر دیا گیا جبکہ اس سے پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جاتی تھی‘ اسے تبدیل کرنے کا حکم نصف شعبان یا رجب میں نمازِ ظہر کے دوران آیا چنانچہ مسلمانوں نے نماز ہی کے اندر اپنا رُخ کعبہ کی طرف کر لیا‘ یونہی اہل قباء نے بھی نماز ہی کے دوران رُخ پھیرا تھا‘ اسی سال رسولِ اکرم ﷺ نے آٹھ افراد کے ہمراہ حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ اور طائف کے درمیان ایک درخت کے پاس بھیجا کہ قریش کی نقل و حرکت کا پتہ چلائیں‘ انہوں نے قریش کے لشکر سے مالِ غنیمت حاصل کیا اور ان کے دو آدمی گرفتار کر لئے‘ یہ پہلا مالِ غنیمت تھا جو مسلمانوں نے حاصل کیا۔ اسی سال میں غزوۂ بدر الکبریٰ ہوا۔ قریش کا ایک لشکر چالیس آدمیوں کی تعداد میں ابوسفیان کے ہمراہ شام سے آ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف آدمی بھیجے‘ ابوسفیان کو پتہ چل گیا تو اس نے قریش کو پیغام بھیج کر اطلاع دیدی‘ مشرک تیزی سے نکلے‘ ابولہب کے علاوہ کوئی باقی نہ رہ گیا‘ اس نے اپنی جگہ عاص بن ہشام کو بھیجا‘ یہ کل نو سو پچاس لوگ تھے جن کے ساتھ سو گھوڑے تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک گذرنے میں تین دن باقی تھے کہ تین سو تیرہ افراد لے کر نکلے جن میں ستتر مہاجر تھے جبکہ باقی سب انصار تھے‘ اونٹ ستر تھے جن پر باری باری سواری کرتے‘ رسولِ اکرم ﷺ صفراء کے مقام پر جلوہ افروز ہوئے اور وہاں آپ کو پتہ چلا کہ ان کا لشکر بدر کے قریب پہنچ رہا ہے‘ آپ ان سے پہلے پہنچے اور وہاں ٹھہرے جہاں پانی مجاہدوں کے قریب تھا۔

حضرت سعد نے مشورہ دیا کہ آپ کیلئے جھونپڑا تیار کیا جائے چنانچہ بنا دیا گیا اور آپ نے وہاں قیام فرمایا‘ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ تھے‘ ان کا قافلہ پہنچ گیا تو نبی کریم ﷺ نے دُعا کی: اے اللہ! یہ قریش ہیں جو متکبر اور فخر کرنے والے ہیں‘ تیرے رسول ﷺ کو جھٹلاتے ہیں لہٰذا اے اللہ! وہ مدد بھیج دے جس کا تو نے وعدہ کر رکھا ہے۔

دونوں لشکر آمنے سامنے آ چکے تھے۔ کچھ لوگوں نے ایک دوسرے کو جنگ کی دعوت دی چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیبہ کو قتل کر دیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ولید بن عتبہ کو اور پھر دونوں نے عتبہ پر حملہ کیا تو اس کا پاؤں کٹ گیا جس کی وجہ سے وہ مر گیا پھر گھمسان کی جنگ شروع ہوئی‘ اس وقت رسول اللہ ﷺ اپنے جھونپڑے پر کھڑے تھے اور عرض کر رہے تھے کہ الٰہی اپنا وعدہ پورا فرما دے‘ یہی فرماتے آپ کو اونگھ آئی اور پھر سنبھل کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تمہیں مبارک ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کیا وعدہ پورا فرما دیا ہے۔

پھر آپ اس جھونپڑے سے نکل کر لوگوں کی حوصلہ افزائی کرنے لگے‘ کنکریوں کا ایک پیالہ بھر کر مشرکین کی طرف پھینکا اور ساتھ ہی پڑھا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ اور پھر مسلمانوں سے فرمایا کہ حملہ تیز کر دو چنانچہ انہوں نے حملہ کیا تو مشرکین شکست کھا گئے۔ یہ واقعہ سترہ رمضان جمعہ کی صبح کو پیش آیا‘ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوجہل کا سر لا کر رکھا تو رسول اللہ ﷺ نے شکر کا سجدہ کیا۔ اس وقت ابوجہل کی عمر ستر سال تھی اور نام عمرو تھا‘ اس کے بھائی عاص بن ہشام نے اسے قتل کیا تھا۔ مومنوں کی مدد کیلئے اللہ کی طرف سے مقرب فرشتے آئے تھے‘ ادھر مکہ میں ابولہب کو اطلاع ملی تو مارے غم

کے وہ بھی مر گیا۔ مشرکین کے ستر آدمی مارے گئے اور اتنے ہی قید کر لئے گئے' رسول اللہ ﷺ کے حکم پر چوبیس سردار قسم کے لوگوں کو کنوئیں میں ڈال دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ تین دن تک یہیں رہے' مسلمانوں کے کل چودہ لوگ شہید ہوئے جن میں سے چھ مہاجر اور آٹھ انصار میں سے تھے۔ پھر جب آپ صفراء کے مقام پر واپس آئے تو نضر بن حارث اور عقبہ بن ابو معیط کی گردن اُڑا دی۔

- رسول اللہ ﷺ مدینہ سے انیس دن باہر رہے۔
- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیماری کی وجہ سے مدینہ ہی میں رہے تھے۔
- اسی سال غزوۂ قینقاع واقع ہوا' یہ وہ پہلے لوگ تھے جنہوں نے حضور ﷺ سے کیا ہوا معاہدہ توڑا تھا' آپ ان کی طرف نصف شوال کو روانہ ہوئے اور پندرہ دن تک انہیں اپنے گھیرے میں لئے رکھا پھر مسلمان آپ کے حکم پر اُترے اور جنگ کیلئے ٹھہر گئے' یہ لوگ بنو خزرج کے حلیف تھے' اس دوران عبد اللہ بن ابی بن سلول نے ان کی پرزور سفارش کی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں چھوڑ دیا' مسلمانوں نے ان کا مال بطور غنیمت لے لیا اور انہیں ان کے گھروں سے جلا وطن کر دیا۔
- اسی سال غزوۂ سویق ہوا تھا۔ ہوا یہ کہ ابو سفیان نے بدر میں قتل ہونے والوں کی خاطر یہ قسم کھا رکھی تھی کہ اس وقت تک نہ تو وہ خوشبو لگائے گا اور نہ ہی عورت کے پاس جائے گا' جب تک محمد ﷺ سے جنگ نہ کر لے چنانچہ وہ دو سو سوار اور لشکر لے کر مدینہ کی طرف چل پڑا' جب وہ عریض کے مقام پر پہنچے تو انصار کا ایک آدمی قتل کر دیا جو مسلمانوں کا حلیف تھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ اس کی تلاش میں سوار ہو کر نکلے جس پر ابو سفیان ساتھیوں سمیت بھاگ کھڑا ہوا اور جاتے وقت وہ ستوؤں کے بورے چھوڑ گئے۔ اسے غزوۂ قرقرۃ الکدر اور غزوۂ سویق بھی کہتے ہیں' اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دونوں الگ الگ ہیں۔
- اسی سال حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا۔

ہجرت کا تیسرا سال:

- ہجرت کے تیسرے سال رمضان میں حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما پیدا ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہم بستری فرمائی۔
- اسی سال ذوالقعدہ میں غزوۂ بدر الصغریٰ کا واقعہ پیش آیا اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اُمِ کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ سے شادی کی۔
- اسی سال ایک یہودی کعب بن اشرف علیہ اللعنۃ قتل ہوا' یہ مسلمانوں کو تکلیفیں دیتا تھا' اسے حضرت محمد بن مسلمہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا۔

اسی سال غزوۂ اُحد واقع ہوا۔ قریش کے پاس سات سو زرہ پہننے والے اور دو سو تیر چلانے والے تھے' ان کا سربراہ ابوسفیان تھا جس کے ساتھ اس کی بیوی ہند بنت عتبہ پندرہ عورتوں کو لے کر آئی تھی جو دف بجاتی تھیں اور بدر میں قتل ہونے والوں کا بدلہ لینے پر اُبھارتی تھیں' یہ لوگ چار شوال کو بدھ کے دن ذوالحلیفہ میں اُترے' رسول اکرم ﷺ کی رائے تھی کہ ان سے مدینہ میں رہ کر جنگ کی جائے' عبد اللہ بن اُبی بن سلول کا مشورہ بھی یہی تھا جبکہ کچھ صحابہ کا ارادہ یہ تھا کہ ان کے مقام پر کی جائے چنانچہ ایک ہزار صحابہ کو لے کر آپ ان کی طرف چل دیئے جب آپ مدینہ اور اُحد کے درمیان تھے تو عبد اللہ بن ابی بن سلول ایک تہائی لوگوں کو لے کر نکل آیا اس کا کہنا یہ تھا کہ آپ نے میری بات نہیں مانی اور دوسروں کی مانی ہے تو ہم اپنی جانیں کیوں گنوائیں' اس کے ساتھ ہی منافق لوگ بھی واپس ہو گئے۔ رسول اکرم ﷺ اُحد کی ایک گھاٹی میں ٹھہرے اور پشت اُحد کی طرف کی۔ یہ واقعہ ہفتہ کے دن ہوا تھا' مسلمانوں کی تعداد سات سو تھی جن میں سے سو کے پاس زرہیں تھیں اور حضور ﷺ کے پاس دو گھوڑے تھے جو آپ اور حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے تھے۔ جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر مشرکین کی دائیں طرف خالد بن ولید تھا اور بائیں طرف عکرمہ بن ابوجہل تھا اور ان کا جھنڈا بنو عبد الدار کے پاس تھا۔ لشکر آمنے سامنے ہوئے' حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سخت جنگ کی جس کے نتیجے میں مشرکین کا جھنڈا اُٹھانے والے ارطاۃ کو قتل کر دیا' سباع (بن عبد العزیٰ) بھی مارا گیا اور عین اس وقت جب اسے قتل کر رہے تھے تو ایک وحشی نے آپ پر وار کر کے آپ کو قتل کر دیا' حضرت مصعب بن عمیر قتل ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیدیا' مشرکوں کو شکست ہو چکی تھی تاہم مسلمانوں کے تیراندازوں نے مالِ غنیمت کا لالچ کیا' یہ پچاس آدمی تھے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی رائے سے اختلاف کیا اور وہ مقام چھوڑ دیا جس پر آپ نے انہیں ٹھہرے رہنے کا حکم دیا' اسی دوران خالد بن ولید مشرکوں کا ایک ٹولہ لے کر آیا اور کسی نے چیخ کر کہا کہ محمد قتل ہو گئے ہیں' مسلمان بکھر گئے' مشرکین نے حملہ کیا اور مسلمانوں کے ستر آدمی شہید کر دئے۔ عتبہ بن ابی وقاص نے رسول اللہ ﷺ کا سر انور زخمی کر دیا جس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ قوم کیسے نجات پائیگی جس نے اپنے نبی کا سر زخمی کر دیا حالانکہ وہ انہیں ان کے رب کی طرف بلاتے ہیں۔

ھند نے مسلمان شہیدوں کے کان اور ناک کاٹ دئے اور ان کے ہار بنا کر گلے میں ڈالے نیز حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلیجہ چیر کر اسے چبایا لیکن نگلا نہیں تھا۔ مشرکین میں سے بائیس لوگ مارے گئے اور ابوسفیان اپنے ساتھیوں سمیت بھاگ گیا اور کہنے لگا کہ یہ بدر کے دن کا بدلہ ہو گیا اور جنگ ایک ڈول کی طرح ہوتی ہے اور اگلے سال مقابلہ ہو گا۔

- رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حکم دیا تو ان پر چادر ڈال دی گئی۔ آپ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور سات تکبیریں پڑھیں' پھر جو بھی جنازہ آتا' آپ حضرت حمزہ پر پڑھتے جاتے چنانچہ آپ کا جنازہ بہتر مرتبہ پڑھا گیا پھر آپ نے حکم فرمایا کہ انہیں ان کی شہادت کی جگہ دفن کرو اور فرمایا کہ جہاں جہاں کوئی شہید ہوا ہے' اسے وہیں دفن کرو جبکہ کچھ کو مدینہ میں لا کر دفن کیا گیا۔ پھر آپ لشکر لے کر حمراء الاسد پہنچے جس کا مقصد دشمن کو خوفزدہ کرنا اور اپنی طاقت دکھانا تھا۔

ہجرت کا چوتھا سال:

ہجرت کے چوتھے سال یہودیوں سے غزوۂ بنونضیر ہوا' رسول اللہ ﷺ نے ربیع الاوّل میں ان کو گھیرے میں لیا اور تحریم الخمر کے مقام پر ٹھہرے چنانچہ چھ دن بعد وہ صلح کیلئے اس بات پر آمادہ ہوئے کہ ان کے پاس وہ کچھ رہے گا جو ان کے اونٹوں پر ہے اور باقی رسول اللہ ﷺ کا ہوگا چنانچہ آپ نے وہ مالِ غنیمت انصار کو چھوڑ کر مہاجرین کو دیدیا البتہ حضرت سہل بن حنیف اور ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حصہ دیا تھا کیونکہ انہوں نے اپنی ضرورت کی شکایت کی تھی۔

- غزوۂ ذات الرقاع بھی اسی سال ہوا' رسول اللہ ﷺ نجد کو تشریف لے گئے چنانچہ بنوغطفان کی ایک جماعت سے ملاقات ہوئی' دونوں گروہ آمنے سامنے ہوئے لیکن جنگ نہ ہوسکی۔ یہ جمادی الاولیٰ کا واقعہ تھا۔ اسے غزوۂ ذات الرقاع کہنے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنے جھنڈے پھاڑ دئے تھے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کے پاؤں پھٹ گئے تھے جن پر انہوں نے کپڑوں کے ٹکڑے باندھے تھے۔
- اسی سال شعبان میں آپ بدرصغریٰ کیلئے روانہ ہوئے۔
- اسی سال حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش ہوئی۔

ہجرت کا پانچواں سال:

ہجرت کے پانچویں سال غزوۂ خندق ہوا جسے غزوۂ احزاب کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا کہ عرب کے قبیلے ٹولیوں میں جمع ہو رہے ہیں چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ پر آپ نے خندق کھدوائی' یہ پہلی وہ جنگ تھی جس میں وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شامل ہوئے تھے۔ اس کی کھدائی میں آپ سے کئی معجزات دکھائی دئے جن میں سے ایک یہ تھا کہ ایک پتھر کسی سے ٹوٹ نہیں رہا تھا چنانچہ آپ نے پانی منگوا کر منہ میں ڈالا اور پھر اسے اس پتھر پر پھینک دیا جس سے وہ کدال مارنے پر ٹوٹ گیا۔

ایک معجزہ یہ تھا کہ نعمان بن بشیر کی بھانجی کو اس کی والدہ نے اپنے بیٹے اور اس کے ماموں عبداللہ بن رواحہ کے کھانے کو کچھ بھیجا' وہ تھوڑی سی کھجوریں تھیں' وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب سے گذری تو آپ نے فرمایا: جو کچھ لئے جاری ہو' میرے پاس لاؤ چنانچہ میں نے آپ کی ہتھیلی پر پلٹ دیں لیکن وہ بھر نہ سکیں' آپ نے ایک کپڑا منگوا کر اس میں ڈال دیں' پھر

ایک شخص سے فرمایا کہ خندق والوں کو بلالو کہ آکر کھالیں' وہ آ گئے اور کھانے لگے' وہ بڑھتی ہی گئیں اور جب سب اہل خندق نے کھالیں تو وہ چادر کے کنارے سے گر رہی تھیں۔

ایک وہ معجزہ تھا جسے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے لئے ایک چھوٹی سی بکری سے کھانا بنایا تھا لیکن سب خندق والوں نے اسے کھایا تھا۔ ایک اور معجزہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سخت پتھر پر تین بار کدال مارا جس سے ہر لحہ چمک پیدا ہوئی جس پر پہلی مرتبہ آپ نے فرمایا کہ یمن فتح ہوگا' دوسری مرتبہ فرمایا کہ شام فتح ہوگا اور تیسری بار فرمایا کہ مشرق فتح ہوگا۔

آپ خندق سے فارغ ہوئے تو قریش اپنے حبشیوں اور کنانہ والوں کا دس ہزار کا لشکر لے کر نکلے' غطفان اور ان کے پیرو کار نجدی بھی ساتھ تھے' بنو قریظہ نے معاہدہ توڑ دیا اور ان ٹولیوں کے ساتھ شامل ہو گئے' منافقت بڑھ گئی' مشرکین نے بیس دن سے زائد راتوں تک قیام کیا' رسول اللہ ﷺ سامنے تھے لیکن جنگ نہ ہوئی' صرف نیزے پھینکے گئے' پھر عمرو بن ود (لوی بن غالب کی اولاد سے) مقابلہ کیلئے نکلا اور مقابلہ میں بلانے کا ارادہ کیا' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقابلہ پر آئے تو عمرو نے کہا: اے بھتیجے! بخدا! میں تمہارے قتل کا ارادہ نہیں رکھتا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں تو تمہیں قتل کرنے کو تیار ہوں' چنانچہ عمرو آگے بڑھا اور دونوں میں لڑائی شروع ہو گئی' اسی دوران مسلمانوں نے اللہ اکبر کا نعرہ سنا تو انہیں معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے قتل کر دیا ہے اور جب گرد و غبار اُٹھا تو یکا یک دیکھنے میں آیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے سینے پر بیٹھے اسے ذبح کر رہے ہیں' اسی دوران اللہ تعالیٰ نے تیز آندھی بھیجی تو قریش کی ہنڈیاں اُلٹ گئیں' خیمے اکھڑ گئے' اللہ تعالیٰ نے ان کے ہوش اُڑا دئے اور وہ تتر بتر ہو کر بھاگ نکلے' بنو غطفان کو پتہ چلا تو وہ وہاں سے نکل گئے' صبح ہوئی تو حضور ﷺ کامیاب ہو چکے تھے چنانچہ خندق سے نکل کر مدینہ واپس آ گئے اور جب ظہر کا وقت ہوا تو حضرت جبریل علیہ السلام اُترے اور عرض کی کہ آپ بنو قریظہ کی طرف تشریف لے چلیں۔ اتنے میں اعلان ہوا کہ جو شخص بھی سن رہا ہے وہ فوری طور پر نکلے اور بنو قریظہ کے ہاں جا کر نمازِ عصر پڑھے۔ رسولِ اکرم ﷺ آگے بڑھے' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا دیا اور خود ایک کنوئیں پر تشریف فرما ہوئے' لوگ ایک دوسرے کے پیچھے تھے' آپ نے پندرہ دن تک انہیں گھیرے میں لئے رکھا' پھر وہ نبی کریم ﷺ کے حکم پر نیچے اُتر آئے' اب اوس نے آپ سے درخواست کی کہ انہیں یوں چھوڑ دیں جیسے بنو قینقاع کو عبد اللہ منافق کی وجہ سے چھوڑا تھا' اس پر آپ نے فرمایا: کیا تمہیں سعد بن معاذ کا فیصلہ منظور ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں منظور ہے' وہ تو ہمارے سردار ہیں۔ آپ نے حضرت سعد کو بلا بھیجا' انہیں خندق میں بازو پر زخم لگ چکا تھا چنانچہ انہیں گدھے پر سوار کر کے لائے کیوں کہ وہ بھاری جسم والے تھے' وہ آئے تو آپ نے فرمایا: اپنے سردار کے احترام میں کھڑے ہو جاؤ (کچھ کے مطابق آپ نے سب لوگوں سے فرمایا تھا اور کچھ کے مطابق یہ حکم صرف انصار کو فرمایا تھا) چنانچہ لوگ کھڑے ہو گئے اور کہا: اے ابو عمرو! رسول اللہ ﷺ نے آپ کو آپ کے غلاموں کا فیصلہ کرنے کو بلایا ہے' انہوں نے کہا: میں یہ حکم دیتا ہوں کہ ان کے مردوں کو قتل کیجئے' مال تقسیم کر دیجئے' ان کی عورتوں اور اولادوں کو قید کر لیجئے۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے وہ فیصلہ دیا ہے جس کا حکم اللہ نے سات آسمانوں کے اُوپر سے بھیجا ہے۔ پھر مدینہ واپس آ گئے' ان کے لئے خندقیں کھدوا دیں جن میں ان کی گردنیں اُڑا دی گئیں' وہ تقریباً سات سو لوگ تھے' قیدیوں کو تقسیم کر دیا' غنیمت کا پانچواں حصہ نکال لیا' قیدی عورتوں میں سے ایک ریحانہ بنت عمر اپنے لیے رکھ لی جو آپ کے وصال مبارک تک آپ کے پاس ہی رہی۔

ہجرت کا چھٹا سال:

- اس سال غزوۂ ذی قرد واقع ہوا جسے غزوۂ غابہ بھی کہا جاتا ہے' عیینہ بن حصی نے غابہ میں حضور ﷺ کی اونٹنی لوٹ لی تھی چنانچہ آپ اس طرف نکلے اور ذی قرد کے مقام پر پہنچے۔ یہ مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر تھا اور یہاں سے آپ پانچ دن کے بعد واپس تشریف لے آئے۔
- غزوۂ بنو المصطلق اسی سال ہوا تھا۔ کچھ حضرات کے مطابق ۵ھ میں ہوا تھا' اسے غزوۂ مریسیع بھی کہتے ہیں' جنگ ہوئی اور بنو المصطلق بھاگ کھڑے ہوئے' ان کے کچھ لوگ تو قتل ہو گئے اور کچھ قید کر لئے گئے۔ حضرت جویریہ (ان کے سربراہ کی بیٹی) رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ثابت بن قیس کے حصے میں آئیں جن سے انہوں نے خرچہ دینا تحریر کر لیا' یہ مال حضور ﷺ نے حضرت ثابت کو ادا کر دیا اور ان سے شادی کر لی جس پر لوگوں نے بنو المصطلق کو آپ کے سسرال کہا' انہی کی وجہ سے ان کے بہت سے قیدی رہا کئے گئے' وہ اپنی قوم کیلئے بہت برکت والی ثابت ہوئیں۔ اسی غزوۂ میں عبد اللہ بن ابی بن سلول نے کہا تھا کہ اگر ہم مدینہ میں پہنچ گئے تو وہاں کے عزت دار لوگ ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا پتہ چلا تو عبد اللہ منافق کے بیٹے عبد اللہ (بہترین مسلمان تھے) نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ حکم فرمائیں تو میں اپنے باپ کا سر قلم کر لاتا ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ہم اس سے اچھا سلوک کریں گے۔

اسی غزوۂ کے موقع پر اہل افک نے بہت کچھ کہا تھا' یہ لوگ حضرت مسطح' حضرت حسان' عبد اللہ بن ابی اور حمنہ بنت جحش تھے جنہوں نے حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صفوان بن معطل کے نام پر بدنام کرنا چاہا تھا جن کی صفائی سات آسمانوں کے اُوپر سے آ گئی چنانچہ اللہ نے آیتیں اُتاریں جن میں انہیں پاکیزہ قرار دیا گیا چنانچہ آپ نے ان سب کو کوڑے لگوا دیئے۔ کچھ کہتے ہیں کہ عبد اللہ منافق کو نہیں لگوائے تھے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ افک والوں میں سے نہ تھے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف رنج تھا لیکن جب آپ کا وصال ہو رہا تھا تو حضرت حسان کو سراہا تھا اور فرمایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا دفاع کیا کرتے تھے۔

- اسی غزوہ میں تیمم والی آیت نازل ہوئی تھی کچھ اور موقع کا نام لیتے ہیں۔
- اسی سال رسول اللہ ﷺ ذی القعدہ میں جنگ کا ارادہ کئے بغیر صرف عمرہ کرنے کو چلے تھے' مہاجرین و انصار چودہ سو کی تعداد میں آپ کے ہمراہ تھے اور جب مکہ کی نچلی جانب حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو وہاں قیام فرمایا' لوگوں نے کہا کہ ہم ایسی جگہ اُتر گئے ہیں جہاں پانی کا نام ونشان نہیں جس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنی کمان سے ایک تیر نکالا اور فرمایا کہ اسے کسی خشک کنوئیں میں گاڑ دو چنانچہ پانی نکل آیا تو انہوں نے اونٹوں کی جگہ میں پانی بھرلیا۔ اسی دوران قریش نے عروہ بن مسعود ثقفی (اہل طائف کا سردار) کو بھیجا تا کہ حضور ﷺ کو بتا دیں کہ قریش نے ہتھیار پہن رکھے ہیں اور اللہ سے عہد کر رکھا ہے کہ آپ کبھی بھی مکہ میں حملہ کر کے داخل نہیں ہوسکیں گے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام دے کر بھیجا کہ انہیں بتا دیں' ہم لڑائی کے ارادے سے نہیں آئے بلکہ خانہ کعبہ کی زیارت اور تعظیم کیلئے آئے ہیں۔ اس پر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: چاہتے ہو تو طواف کرلو' آپ نے کہا: میں اس وقت تک نہیں کروں گا جب تک رسول اللہ ﷺ طواف نہیں کرتے' اس پر انہوں نے آپ کو اپنے پاس روک لیا لیکن رسول اللہ ﷺ تک یہ خبر پہنچی کہ انہیں قتل کر دیا گیا ہے' آپ نے فرمایا کہ ہم لڑے بغیر نہیں جائیں گے چنانچہ اس موقع پر درخت کے نیچے بیعت رضوان کی گئی اور جد بن قیس کے علاوہ سب لوگوں نے آپ سے بیعت کی' وہ سواری لے کر چھپ گیا تھا اور پھر جب آپ کو پتہ چلا کہ انہیں قتل نہیں کیا گیا تو صلح کر لی گئی چنانچہ قریش سے آپ نے اس بات پر صلح کی کہ ایک دوسرے سے دس سال تک نہیں لڑیں گے اور جو حضرت محمد کے معاہدہ میں داخل ہوتا ہے' ہو جائے اور جو قریش کے پاس جانا چاہتا' چلا جائے' اس معاہدے میں بہت سے مسلمان اور مشرک شریک ہوئے' آپ نے ساتھ لائی ہوئی قربانی ذبح کی اور سر منڈایا' سب لوگوں نے یونہی کیا اور پھر آپ مدینہ واپس آ گئے۔

ہجرت کا ساتواں سال:

ہجرت کے ساتویں سال رسولِ اکرم ﷺ نصف محرم میں خیبر کی طرف روانہ ہوئے کہ اسے فتح کریں چنانچہ آپ نے ایک ایک قلعہ کر کے اسے فتح کیا اور ان کے قیدیوں میں سے حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب کو اپنے پاس رکھ لیا جن سے نکاح کیا' مہر کے لئے انہیں آزاد کر دینے کا فیصلہ کیا۔ اسی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت نظر آئی کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے' آپ نے مرحب یہودی کو قتل کیا اور فتح آپ ہی کے ہاتھوں ہوئی' آپ نے اس دروازے کو اکیلے اُٹھا کر بطور ڈھال استعمال کیا جسے چالیس آدمی بھی ہلا نہیں سکتے تھے۔

جب آپ نے خیبر فتح کر لیا تو وادی القریٰ کو بھی مختصر جنگ کے ذریعے فتح کر لیا اور جب آپ مدینہ پہنچے تو حبشہ سے باقی مہاجرین بھی آ پہنچے جن میں سے حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے' آپ نے فرمایا تھا: میں فیصلہ

نہیں کر پاتا کہ خوشی فتح خیبر کی مناؤں یا حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آ جانے کی؟

ان مہاجرین کے ساتھ ہی حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی آئیں، حضور ﷺ نے انہیں اس وقت نکاح کر لینے کو کہا تھا جب حبشہ میں ان کے شوہر یہودی بن گئے، آپ اسی کے ساتھ ہجرت کر کے گئی تھیں اور پھر وہ اور عبداللہ بن جحش حبشہ ہی میں ٹھہر گئے تھے چنانچہ نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے انہیں چار سو دینار بطور مہر دیئے تھے۔ خطبہ اور نکاح کے بارے باب **عشرۃ النساء** میں تفصیل گذر چکی ہے۔

اسی غزوہ میں ایک یہودی عورت زینب نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں زہر ملی بھنی ہوئی بکری کا گوشت پیش کیا تھا جسے آپ نے منہ میں ڈال کر پھینک دیا تھا اور فرمایا تھا: یہ بکری مجھے بتا رہی ہے کہ اس میں زہر ہے۔

- اسی سال میں آپ نے بادشاہوں کی طرف خط لکھ کر ایلچی بھیجے تھے اور انہیں اسلام کی دعوت دی تھی۔
- پھر آپ عمرۃ القضاء کیلئے ذی القعدہ میں نکلے، قربانی کے ساتھ اونٹ ہمراہ لئے، قریش نے بھی بہت سی بکریاں دی تھیں، آپ کے ساتھیوں نے دارلندوہ کے قریب صفیں بنا لیں، آپ مسجد الحرام میں داخل ہوئے، طواف کیا اور چار طوافوں میں رَمَل (اکڑ کر چلنا) کیا پھر صفاء اور مروہ کے درمیان دوڑے۔
- اسی سفر میں آپ نے حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا، یہ نکاح آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تھا اور ''سرف'' کے مقام پر ان سے ہم بستری کی۔

ہجرت کا آٹھواں سال:

ہجرت کے آٹھویں سال حضرت خالد بن ولید، حضرت عمرو بن عاص اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسلام لائے۔ اسی سال جمادی الاولیٰ میں غزوۂ موتہ ہوا، اس میں رسول اللہ ﷺ نے تین ہزار آدمی بھیجے جن کے امیر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، پھر فرمایا تھا کہ اگر زید شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر ہوں گے، یہ شہید ہوئے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ یہاں کفار کے ساتھ رومیوں اور عربوں کی امداد ایک لاکھ کے قریب تھی، جنگ شروع ہوئی، حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے تو حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا تھاما اور جب وہ بھی شہید ہو گئے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تھام لیا، وہ بھی شہید ہو گئے تو سب نے اتفاق کر کے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیدیا، وہ مجاہدوں کو لے کر مدینہ واپس پہنچے۔ اس شکست کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ کس وجہ سے ہوئی۔ بخاری شریف میں ہے کہ شکست مشرکین کو ہوئی۔ اس غزوۂ کا سبب یہ تھا: رسول اللہ ﷺ کو یہ معلوم ہوا تھا کہ قیصر روم کی طرف بھیجے جانے والے ان کے ایلچی کو عمرو بن جبل نے بے گناہ قتل کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کا کوئی ساتھی شہید نہیں ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔

- اسی سال میں قریش سے کیا ہوا آپ کا معاہدہ ٹوٹ گیا تھا، وجہ یہ تھی کہ بنو بکر قریش سے معاہدہ کئے ہوئے تھے

انہوں نے بنوخزاعہ کا ایک آدمی قتل کر دیا' بنوخزاعہ کا معاہدہ حضورﷺ سے تھا' قریش نے ان کی مدد کی تو یہ معاہدہ ٹوٹ گیا' اسی دوران ابوسفیان نئے معاہدے کیلئے آئے اور حضورﷺ کی بیوی نیز اپنی بیٹی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر گئے اور رسول اللہﷺ کے بستر پر بیٹھنا چاہا' انہوں نے چٹائی لپیٹ کر کہا کہ یہ رسول اللہﷺ کا بستر ہے جبکہ آپ پلید مشرک ہیں۔ پھر وہ آپ کے پاس پہنچے لیکن آپ نے بات نہ کی' پھر بڑے بڑے صحابہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے بھی کوئی بات نہ کی چنانچہ ذلیل واپس پہنچے اور قریش کو اطلاع دیدی۔ رسول اکرمﷺ نے قریش سے جنگ کا ارادہ کیا تو اسی دوران حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کی طرف خط لکھا اور بنو ہاشم کی لونڈی سارہ کے ذریعے مکہ والوں کو خبر دی' اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے اس کے پیچھے بھیجا' وہ خط لے آئے پھر حاطب حاضر ہوئے اور معذرت کی جسے آپ نے قبول فرمالیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی گردن اُڑانے سے روک دیا اور فرمایا: تمہیں کیا معلوم؟ اللہ تعالیٰ اہل بدر کے حالات سے خود ہی واقف ہے کیونکہ اس نے فرما رکھا ہے کہ جو چاہو کرتے پھرو' میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔

پھر آپ دس ہزار کا لشکر لے کر دس رمضان کو فتح مکہ کے لئے روانہ ہوئے اور جب مکہ کے قریب پہنچے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوسفیان بن حرب کو لے کر حاضر ہوئے' آپ نے انہیں امان دی' اگلے دن پھر آئے تو رسول اللہﷺ نے فرمایا: اب وقت آگیا ہے کہ تم **لا الہ الا اللّٰہ** پڑھ لو اور یہ جان لو کہ میں رسول اللہ ہوں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اس کے بارے میں میرے دل میں کچھ سوچ باقی ہے' اس پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ: افسوس ہے' گردن اُڑ جانے سے پہلے اسلام لے آؤ چنانچہ انہوں نے کلمۂ شہادت پڑھا' ان کے ساتھ حضرت حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء نے بھی کلمہ پڑھ لیا۔

رسولِ اکرمﷺ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ کچھ لشکر لے کر کدیٰ کی طرف سے مکہ میں چلے جاؤ' یونہی خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ کدیٰ کی گھاٹی سے داخل ہو جاؤ۔

آپ نے اس دن جنگ سے منع فرما رکھا تھا چنانچہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بغیر کوئی نہ لڑا' مشرکین کی ایک ٹولی نے ان پر تیر برسا دئے تھے چنانچہ یہ ان سے لڑے تھے' ان کے اٹھائیس آدمی مار دئے جبکہ مسلمانوں کی طرف سے صرف دو آدمی شہید ہوئے۔

رمضان المبارک گذرنے میں دس دن باقی تھے کہ جمعہ کے دن آپ نے مکہ فتح کر لیا اور **کتاب الجہاد** میں ان مردوں اور عورتوں کا ذکر گذر چکا ہے جن کے بارے میں فتح مکہ کے دن آپ نے خون بہانے کا حکم دیا تھا۔

اسی سال غزوۂ حنین ہوا۔ یہ وہ وادی تھی کہ اس کے اور مکہ کے درمیان تین میل کا فاصلہ تھا۔ وجہ یہ ہوئی کہ جب مکہ فتح ہوا تو بنوھوازن نے بیوی بچے اور مال واسباب ساتھ لے لیا اور اکٹھے ہو گئے' ان کے آگے مالک بن عوف نضری تھا پھر اہل طائف میں سے ثقیف' بنوسعد بن بکر بنوجشم کے ہمراہ تھے' انہی میں سے درید بن صمہ بھی تھا' یہ

سو سال سے زیادہ عمر کا بوڑھا تھا اور اپنے بڑھاپے پر افسوس کر رہا تھا۔

رسولِ اکرم ﷺ نے جب ان کا اکٹھ دیکھا تو چھ شوال کو مقابلہ کیلئے نکلے' آپ مکہ میں نمازِ پڑھتے تھے' چنانچہ بارہ ہزار کا لشکر لے کر نکل پڑے۔ صفوان بن امیہ آپ کے ساتھ تھے' وہ ابھی اسلام نہیں لائے تھے کیونکہ انہوں نے اس کیلئے دو ماہ کی مہلت مانگ رکھی تھی جسے قبول کر لیا گیا تھا۔ آپ نے اسی سے سو زرہ مانگ لی تھیں' آپ کے ساتھ مشرکین کی ایک ٹولی بھی تھی چنانچہ آپ حنین کی طرف چلے' مشرکین اوطاس میں تھے۔ آپ اپنی سواری ''دلدل'' پر سوار ہوئے۔ اسی دوران مسلمانوں کی کثرت دیکھ کر ایک مسلمان کے منہ سے نکل گیا کہ یہ تھوڑے سے مشرک اس لشکر کے سامنے کامیاب نہ ہو سکیں گے چنانچہ جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو بکھر گئے' کوئی کسی کو سنبھالتا نہ تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ مہاجرین و انصار اور اپنے گھر والوں کے دائیں طرف تشریف فرما تھے' اہل مکہ اپنا کینہ خوب نکال رہے تھے۔ اسی دوران حضرت ابوسفیان نے کہا کہ ان کی شکست کچھ دیر بعد ہونے والی تھی' تیران کے تھیلے میں تھے' اتنے میں کلدہ نے کہا کہ اب سارا جادو ٹوٹنے والا ہے' یہ ماں کی طرف سے صفوان کا بھائی تھا' صفوان ان دنوں مشرک تھا چنانچہ اس نے کلدہ سے کہا: خاموش ہو جاؤ کیونکہ آج مجھے قریش کا آدمی ہوازن سے اچھا لگتا ہے۔

حضور ﷺ اس دوران نہایت دلیر ہو کر رہے' مسلمان واپس آ گئے اور پھر سخت لڑائی کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے خچر سے فرمایا البـدی البـدی (بیٹھ جاؤ) اور اس نے اپنا پیٹ زمین پر رکھ دیا' حضور ﷺ نے مٹی کا پیالہ بھر کر مشرکین کے چہروں پر پھینکا جس سے وہ شکست کھا گئے' مسلمانوں کو اللہ نے مدد دی چنانچہ انہوں نے انہیں خوب قتل کیا اور قیدی بنا لیا۔

اسی جنگ میں آپ کو دودھ پلانے والی والدہ حضرت حلیمہ اور ان کی بیٹی شیماء بھی تھیں۔ آپ نے انہیں کمر میں لگے زخم کے نشان سے انہیں پہچان لیا۔ آپ نے ان کیلئے اپنی چادر بچھا دی اور ان کے کہنے پر انہیں ان کی قوم کے پاس بھیج دیا۔

جب مشرکین کی کمر ٹوٹ گئی تو ثقیف شکست کھا کر طائف کی طرف بھاگے' آپ نے ان کا پیچھا کیا تو انہوں نے اپنے دروازے بند کر لئے چنانچہ آپ نے انہیں بیس سے زیادہ دنوں تک گھیرے میں لئے رکھا' منجنیق سے گولہ باری کی' پھر جعرانہ میں جا پہنچے اور محاصرہ اٹھا لیا' ہوازن کا مال غنیمت وہیں تھا' وہ سب آپ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں اپنا حصہ بھی دیدیا' اس کے ساتھ ہی بنو عبدالمطلب کا حصہ بھی دیدیا' اس پر زبیر نے اپنا قصیدہ پڑھا جس کا پہلا شعر یوں تھا:

''یا رسول اللہ ﷺ! کرم فرمایئے اور ہم پر احسان فرمایئے کیونکہ صرف آپ ہی وہ شخص ہیں جن سے ہمیں کوئی اُمید ہے۔''

چنانچہ لوگوں نے ان کے بچے اور عورتیں واپس کر دیں لیکن اقرع بن حابس' عیینہ بن حصین اور عباس بن مرداس سے رُکے رہے' اتنے میں بنوسلیم بولے: جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ اللہ و رسول ﷺ کا ہے' آپ نے کہا کہ تم نے مجھے کمزور کر دیا ہے۔ رہے عیینہ تو انہوں نے وہ بڑھیا واپس کرنے سے انکار کر دیا جو ان کے قبضے میں تھی' بعد میں واپس کر دی اور پھر سب نے ان کے قیدی واپس کر دئے' مالک بن عوف رسول اللہ ﷺ نے مل گئے اور اسلام لے آئے اور خوب مسلمان ہوئے۔

آپ نے انہیں ان کی قوم اور ان قبیلوں کا بھی امیر بنا دیا جو اسلام لا چکے تھے۔

وہ قیدی جو آپ نے چھوڑے تھے' ان کی تعداد چھ ہزار تھی۔ اس کے بعد آپ نے مال تقسیم کئے' اونٹ چوبیس ہزار تھے اور بکریاں چالیس ہزار سے زیادہ تھیں' چاندی چار ہزار اوقیہ تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دلوں کے اطمینان کی خاطر حضرت ابوسفیان' ان کے دونوں بیٹوں یزید و معاویہ' اقرع بن حابس تمیمی' سہیل بن عمرو' عکرمہ بن ابوجہل اور ان کے چچا حارث بن ہشام اور صفوان بن امیہ (یہ قریش میں سے تھے) عیینہ بن حصن ذبیانی' بنوھوازن کے آگے مقدمہ پر رہنے والے مالک بن عوف اور ان جیسوں کو سو سو اونٹ دئے اور باقی کو چالیس چالیس دئے تھے پھر عباس بن مرداس کو کچھ اونٹیناں دیں لیکن اس نے دوسروں کے مقابلے میں اتنی کم ملنے پر اعتراض کیا اور لینے سے انکار کر دیا جس پر آپ نے فرمایا کہ اس کی زبان کاٹ دو اور پھر وہ راضی ہو گیا۔

اس کے بعد آپ نے عمرہ ادا کیا اور مدینہ واپس تشریف لے آئے' یہاں اپنا نائب حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنا گئے تھے' اس وقت ان کی عمر بیس سال یا اس سے بھی کم تھی' ان کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑا تھا تاکہ ضرورت کے مسئلے بتاتے رہیں۔ یہ عتاب فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے اور خوب لائے۔

- اسی سال شوال میں طفیل بن عمرو دوسی کا چھوٹا لشکر ذی الکفین بت کی طرف بھیجا جو عمرو بن حممہ کا تھا۔ یہ واقعہ حنین سے واپسی پر ہوا تھا' اسی دوران غزوۂ طائف ہوا اور اس وقت اسے فتح نہیں کیا چنانچہ اسے چھوڑ کر آپ جعرانہ پہنچے تھے اور وہاں حنین کا مال غنیمت تقسیم کیا۔
- اسی سال ذی الحجہ میں حضور ﷺ کے ہاں آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔
- اسی سال آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا۔
- اسی سال حاتم طائی فوت ہوا تھا۔

ہجرت کا نواں سال:

اس نویں سال میں حضرت عروہ بن مسعود ثقفی آ کر مسلمان ہوئے اور اجازت مانگی کہ انہیں دعوتِ اسلام دینے کا موقع دیا جائے جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمہیں قتل کر دیں گے لیکن وہ طائف کو گئے تو انہوں نے انہیں قتل کر دیا' اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ صاحب یٰسین جیسا ہے۔

- جب غزوۂ طائف اور غزوۂ تبوک کے درمیان واپس ہوئے تو کعب بن زہیر آئے جن کے کچھ شعروں پر نبی کریم ﷺ نے ان کے خون بہانے کا حکم دیا تھا' ان کے بھائی نے نصیحت کی تھی اور انہیں کہا تھا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں چلے جاؤ کیونکہ توبہ کر کے آنے والوں کو آپ قتل نہیں کرتے چنانچہ وہ آئے اور حضور ﷺ کی شان میں قصیدۂ **بانت سعاد** لکھا جس کا پہلا شعر یہ تھا:

بَانَتْ سُعَادُ فَقَلْبِیَ الْیَوْمَ مَتْبُوْلُ

چنانچہ وہ اسلام لائے' حضورﷺ نے انہیں اپنی چادر دی جسے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خلافت کے دور میں ان کے گھر والوں سے چالیس ہزار میں خرید لیا' اموی اور عباسی خلیفے یکے بعد دیگرے اس کے وارث بنتے آئے' آخرکار اسے تاتاریوں نے لے لیا تھا۔ یہی وہ چادر تھی جس پر کھڑا ہو کر آپ نے حضرت نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی تھی۔

- اسی سال رجب میں اس وقت غزوۂ تبوک ہوا جب رسول اللہﷺ کو اطلاع ملی کہ رومیوں نے شام میں ایک بڑا لشکر جمع کر لیا ہے اور ھرقل نے انہیں سال بھر کا خرچہ دیدیا ہے' ان کے ساتھ بنولخم' بنوجذام' غسان وغیرہ مل گئے تھے' اور انہوں نے اپنے مقدمۃ الجیش بقاء میں روانہ کر دئے' لوگوں نے رسول اللہﷺ کو ان کے اس ارادے کے بارے میں بتایا چنانچہ آپ نے رومیوں سے جنگ کی تیار کر دی۔

اس دوران گرمی بڑی شدید تھی' لوگ تنگ تھے اور شہروں میں قحط پڑا ہوا تھا' یہی وجہ ہے کہ اسے ''جیش العسر ۃ'' کہا جاتا ہے' رسول اللہﷺ نے لوگوں کو اس کیلئے خرچہ دینے کا حکم دیا جس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سارا مال پیش کر دیا' حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بہت سا حصہ دیا چنانچہ کہتے ہیں کہ آپ نے ایک ہزار نقد اور تین سو اونٹ کھانے کو دئے۔ اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ آج کے بعد عثمان جو بھی کریں گے' انہیں نقصان نہیں ہوگا اور پھر جب آپ اورن شہر میں پہنچے (جس کے اور مدینہ کے درمیان ایک ساعت کی مسافت تھی) تو آپ کو مسجد ضرار کے بارے میں پتہ چلا تو آپ نے مالک بن دخشم (بنو سالم بن عوف کے بھائی) اور حضرت معن بن عدی (بنو عجلان کے بھائی) کو بھیجا جنہوں نے اسے تباہ و برباد کر دیا۔ اس جنگ میں شامل ہونے سے عبد اللہ بن ابی منافق رہ گیا' اس کے علاوہ تین اور حضرات رہ گئے تھے جن کی توبہ قبول کر لی گئی' یہ انصاری تھے' یہ حضرت کعب بن مالک' حضرت مرارہ بن ربیع اور حضرت ھلال بن اُمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔

آپ نے اپنے اہل و عیال کے پاس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑا جس پر منافقوں نے کہا کہ انہیں بوجھ سمجھ کر ساتھ نہیں لے گئے چنانچہ آپ رسول اللہﷺ سے آ ملے' آپ نے فرمایا کہ انہوں نے جھوٹ بولا ہے' میں نے تمہیں گھر والوں کی حفاظت پر چھوڑا ہے لہٰذا واپس چلے جاؤ کیا تم میری اس بات پر خوش نہیں ہو کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ہارون علیہما السلام تھے لیکن میرے بعد نبی نہ ہوگا۔

رسول اللہﷺ کے ساتھ تیس ہزار کا لشکر تھا جن میں سے دس ہزار گھوڑ سوار تھے۔ راستے میں انہیں پیاس نے بہت ستایا' حالت یہ تھی کہ مسلمان اونٹ قربان کر کے اس کی اوجھڑی نچوڑ کر پی لیتے۔

آپ نے مجاہدین کو حِجر کے پانی پر جانے سے روک دیا تھا' یہ ثمود کی سرزمین تھی' آپ نے حکم دیا تھا کہ یہاں سے لیا ہوا پانی بہا دو اور گوندھا ہوا آٹا اونٹوں کے سامنے ڈال دو۔

آپ تبوک پہنچے اور بیس راتوں تک وہاں ٹھہرے' آپ ان دنوں وہاں پہنچے تھے جب وہاں پانی کم ملتا تھا' آپ نے پانی کا ایک چلو ہاتھ میں لیا' اس سے کُلی کی اور اسے ایک کنوئیں میں ڈال دیا جس سے وہ بھر گیا اور آج تک ویسے ہی

بھرا نظر آتا ہے۔

یہیں آپ کے پاس بیت المقدس سے یوحنا نامی شخص آیا اور جزیہ پر آپ سے صلح کر لی' انہیں تین سو دینار سالانہ دینے ہوتے تھے۔ جبکہ اذرح والوں نے سالانہ ایک سو دینار دینے پر صلح کی۔

پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُکیدر بن عبدالملک کی طرف بھیجا' وہ دومۃ الجندل کا حکمران تھا' یہ کندہ قبیلے کا نصرانی تھا' آپ نے اسے پکڑ لیا اور اس سے ریشمی تاج لے لیا جس پر قیمتی پتھر لگے تھے جسے دیکھ کر مسلمان حیران رہ گئے۔ وہ اسے رسولِ اکرم ﷺ کے پاس لائے' آپ نے اس کا خون معاف کر دیا اور جزیہ پر اس سے صلح کر لی۔ اس کے بعد شعبان میں آپ مدینہ واپس چلے آئے' رمضان آنے پر بنوثقیف کا وفد حاضر ہوا اور اسلام لانے کا ارادہ کیا' نماز پڑھنے سے معافی مانگی اور عرض کی کہ تین سال تک ان کے لئے لات وعزیٰ کو رہنے دیا جائے' پھر وہ شہر میں گئے لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ایسے دین میں کیا فائدہ جس میں غازی نہ ہو' اس پر وہ راضی ہو گئے اور اسلام لے آئے' آپ نے ان کے ہمراہ حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھیجا تاکہ لات کو گرا دیں چنانچہ حضرت مغیرہ نے اسے گرا دیا جسے دیکھ کر بنوثقیف کی عورتیں حسرت میں روتی باہر نکلیں۔

- اسی سال میں آپ نے لوگوں کو حج پڑھانے کیلئے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا' ان کے ساتھ تین سو آدمی اور قربانی کے دس اونٹ تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے پیچھے سورۂ براءت پڑھنے اور یوم اضحیٰ پر اس اعلان کے لئے بھیجا کہ آج کے بعد کوئی مشرک حج کرنے نہ آئے اور نہ ہی ننگا طواف کرے چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو امیر حج تھے جبکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اعلان کرنے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میری بات' میرے یا میرے ایک ساتھی کے بغیر کوئی نہ کرے۔
- عبداللہ منافق اسی سال مرا تھا۔
- اسی سال میں عربوں کے وفد آئے۔

ہجرت کا دسواں سال:

اس سال لوگ دین اسلام میں دھڑا دھڑ شامل ہونے لگے اور عرب کے لوگ بھی آنے لگے چنانچہ اسے ''سنۃ الوفود'' کا نام دیا گیا جس کی وضاحت سے بات لمبی ہو جائے گی۔

- اسی سال اہل یمن اور حمیر کے بادشاہ اسلام لائے۔ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن روانہ کیا تو وہاں کے لوگ مسلمان ہوئے' آپ نے نجران کے صدقے وصول کئے اور پھر جزیہ وصول کر کے واپس آئے اور رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے دوران ملے۔ حضور ﷺ نے لوگوں کو حج کے مکمل طریقے بتائے اور عرفات میں خطبہ دیتے ہوئے انہیں اسلام کے حکم بتائے' اس خطبے میں یہ آیت پڑھی تھی:

اِنَّمَا النَّسِیُٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الْکُفْرِ (سورۂ توبہ: ۳۷)

''ان کا مہینے پیچھے ہٹانا نہیں مگر اور کفر میں بڑھنا۔''

پھر فرمایا کہ زمانہ بدل گیا ہے اور ایسے ہو گیا جیسے اس دن تھا جب آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا گیا تھا۔ یہ آیت بھی تھی:

اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا (سورۂ توبہ: ۳۶)

''بیشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں۔''

یہ آیت بھی اُتری:

اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (سورۂ مائدہ: ۳)

''آج تمہارے دین کی طرف سے کافروں کی آس ٹوٹ گئی تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو' آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔''

ہجرت کا گیارہواں سال:

ہجرت کے گیارہویں سال رسول اللہ ﷺ نے صفر کی چار راتیں رہ جانے پر پیر کے دن لوگوں کو ایک غزوہ پر جانے کی تیاری کا حکم فرمایا اور اگلے دن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہاں چلے جاؤ جہاں تمہارے والد کو قتل کر دیا گیا تھا اور انہیں گھوڑوں کے قدموں تلے روند ڈالو میں تمہیں اس لشکر کا سپہ سالار بناتا ہوں' جمعرات کے دن آپ نے ان کے لئے جھنڈا خود باندھا اور فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے روانہ ہو جاؤ۔ اس پر پہلے مہاجروں میں سے ایسا کوئی نہ رہ گیا جو اس لشکر میں شامل نہ ہوا ہو نیز فرمایا: دھیان رکھنا کیونکہ اس میں حضرت ابوبکر' حضرت ابوعبیدہ' حضرت سعد بن وقاص اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے لوگ موجود ہیں اور پھر اس موقع پر آپ ناراض ہوئے جب کسی نے کہہ دیا کہ پہلے مہاجرین پر انہیں سربراہ مقرر کر دیا گیا ہے' آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تم اسامہ کے بارے میں طعنہ دیتے ہو تو اس سے پہلے ان کے والد کے بارے میں بھی طعنے دے چکے ہو لیکن بخدا وہ اگر امیر بننے کے قابل تھے تو ان کے بعد ان کا بیٹا بھی لائق ثابت ہو گا۔

وصال مبارک:

صفر کی کوئی دو راتیں باقی تھیں کہ آپ اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں وصال مبارک ہو جانا تھا اور جب سخت بے چینی ہوئی تو فرمایا کہ قلم دوات لاؤ کہ میں تمہیں ایسی تحریر لکھ دوں جس کی بناء پر تم گمراہ ہو کر جھگڑ نہ سکو گے چنانچہ جب فتنے اُٹھ کھڑے ہوئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: یہ ایک بڑی مصیبت ہے جو ان کے اور رسول اللہ

ﷺ کی تحریر کے درمیان آ گئی تھی۔

آپ نے اپنے وصال سے ایک رات دن پہلے اسود عنسی (نبوت کا دعویدار) کے قتل کی خبر دیدی تھی۔ اس شخص کا نام عبہلہ بن کعب اور لقب ذوالخمار تھا کیونکہ وہ کہا کرتا تھا کہ میرے پاس ذوالخمار (پردے والا) آتا ہے۔ یہ بڑا شعبدہ باز تھا' جاہل لوگوں کو عجیب باتیں دکھاتا اور اپنی بولی ہی سے ان کے ہوش اُڑا لے جاتا۔ یہ شخص پہلے تو مسلمان ہوا اور بعد میں مرتد ہو گیا' نجران والوں سے اس کا معاہدہ ہوا چنانچہ وہاں سے یہ صنعاء کو چلا گیا' وہاں کا حکمران بن بیٹھا اور اپنی حکومت پکی کر لی' قبیلۂ مذحج میں اس کا خلیفہ عمرو بن معدیکرب تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ''انبار'' کی طرف ایک ایلچی بھیجا کہ حمیر و ہمدان کے لوگوں کے ساتھ مل کر اسے قتل کر دو چنانچہ وہ قیس بن عبد یغوث کے ساتھ اکٹھے ہوئے وہ اور اسود عنسی کی بیوی اسے قتل کرنے کیلئے تیار ہوئے کیونکہ اس نے اس کے باپ کو قتل کر دیا تھا' انہوں نے اس کے گھر میں دراز ڈالی اور ایک فیروز نامی شخص نے چڑھ کر اسے قتل کر دیا اور سر تن سے جدا کر دیا' اسی دوران حفاظتی لوگ جاگ اُٹھے چنانچہ اس کی بیوی کی ماں (ساس) نے کہا کہ اس پر وحی اُترتی تھی' سب چپ ہو گئے اور جب صبح ہوئی تو اذان دینے والے نے آواز دی کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں لیکن عبہلہ جھوٹا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت اس کی اطلاع دیدی جب آپ بیمار تھے۔ اسود کے ظاہر ہونے کا وقت ۱۰ھ اور ذی الحجہ کا مہینہ تھا۔ واللہ اعلم۔

جب مرض شدید ہو گئی تو آپ نے لوگوں سے آخری باتیں کیں اور فرمایا: جسے میں نے پیٹھ پر مارا ہو' میری یہ پیٹھ حاضر ہے' اپنا بدلہ لے سکتا ہے' جسے میں نے بے عزتی کی بات کہہ دی' وہ مجھے کہہ سکتا ہے' میں نے کسی کا مال لے لیا ہے تو میرا مال حاضر ہے۔

اس کے بعد آپ نے مہاجرین و انصار کو وصیتیں فرمائیں اور بتایا کہ: ''ایک ایسا شخص ہے جسے اختیار دیدیا گیا ہے کہ چاہے تو دنیا میں رہنا پسند کرلے اور چاہے تو اسے پسند کرلے جو اللہ کے ہاں ہے چنانچہ اس نے آخرت کے ہاں کا سب کچھ پسند کیا ہے۔ آپ کا مطلب اپنے بارے میں بتانا تھا۔

آپ کی اس بات کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی نہ سمجھ سکا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ آپ کو آپ کی بیویوں نے اپنے گھروں میں لے جانے کا ارادہ کیا لیکن آپ کو یہ اچھا نہ لگا چنانچہ آپ نے سب سے اجازت لی کہ بیماری کے دن میرے ہاں رہیں گے' سب نے رضامندی ظاہر کی' پہلے آپ بار بار پوچھتے تھے کہ کل میں کہاں ہونگا' اگلے دن کہاں ہونگا' مقصد یہ تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس باری کب آئیگی۔ آپ جب بھی یہ بات سنایا کرتیں تو فرماتیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر انعام تھا چنانچہ فرماتی ہیں کہ آپ میرے ہاں ٹھہرے رہے' میرے گھر میں وصال ہوا' میری باری پر ہوا' میرے سینے سے ٹیک

لگائے ہوا اور جب آپ کا وصال مبارک ہونے لگا تو آپ کا اور میرا لعاب مل گیا تھا اور وہ یوں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اندر آئے' ان کے ہاتھ میں کھجور کی مسواک تھی' میں آپ کو سہارا دیئے بیٹھی تھی' میں نے آپ کو مسواک کی طرف نظر اُٹھاتے دیکھا تو پہچان لیا کہ آپ مسواک چاہتے ہیں' چنانچہ پوچھا کہ مسواک پیش کروں؟ آپ نے سرِ انور کے اشارے سے بتایا کہ ہاں' میں نے پکڑ کر منہ میں اسے چبایا اور اپنے لعاب سے نرم کیا' آپ نے اسے منہ میں ادھر اُدھر پھیرا' سامنے پانی کا لوٹا رکھا تھا' آپ بار بار اس میں ہاتھ مبارک ڈالتے اور اسے چہرۂ انور پر ملتے وقت فرماتے کہ **لا الہ الا اللّٰہ** موت کے وقت سختیاں ہی سختیاں ہوتی ہیں۔

پھر آپ نے ہاتھ مبارک اُٹھایا اور وصال مبارک اللہ رفیق اعلیٰ کی طرف اشارہ کئے رہے' آخر آپ کا ہاتھ نیچے آ گیا اور جب سانس مبارک سینہ میں پھر رہی تھی' زبان چلنا دشوار تھی' آپ آخری وصیت یہ فرما رہے تھے کہ:

''نماز اور بس نماز' اپنے غلاموں کے بارے میں برتاؤ اچھا کرنا۔''

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اکثر سنا' فرمایا کرتے: جو نبی بھی زندگی گذار کر گیا ہے' اس نے اپنی پہلی نصف عمر گذاری ہوتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سو بیس سال کی زندگی رکھتے تھے چنانچہ وہ ساٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے چنانچہ یونہی ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں چالیس سال تک ٹھہرے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ آخری مرتبہ میں نے اس موقع پر آپ کو دیکھا تھا جب آپ نے پردہ ہٹا کر دیکھا' لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے صفیں باندھے کھڑے تھے' جب آپ پر لوگوں کی نظر پڑی تو ہلنے لگے اور خوشی سے جھومنے لگے' ایسا لگتا تھا کہ نمازیں توڑ دیں گے لیکن آپ نے فرمایا کہ کھڑے رہو۔ پھر سر پر کپڑا لپیٹے' حضرت عباس اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سہارے سے باہر تشریف لائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب پہنچے' وہ پیچھے ہٹنا چاہتے تھے لیکن آپ نے وہیں کھڑا رہنے کا اشارہ کیا چنانچہ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز ادا فرمائی جبکہ لوگ کھڑے رہے اور اسی دوران فرمایا کہ کوئی نبی اس وقت تک فوت نہ ہوا جب تک اس کا امام اس کی اُمت میں سے نیک شخص نہ بنا ہو۔

جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر بلند آواز سے باتیں کیں' آواز مسجد سے باہر سنائی دے رہی تھی' آپ فرما رہے تھے کہ اے لوگو! فتنے یوں آ رہے ہیں جیسے تاریک رات کے ٹکڑے' بخدا تم مجھ پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتے کیونکہ میں نے اسی چیز کو حلال قرار دیا ہے جسے قرآن حلال کہتا ہے اور حرام بھی اسے قرار دیا ہے جسے قرآن حرام کرتا ہے۔

اس کے بعد آپ گھر تشریف لے گئے اور پردہ لٹکا دیا' پھر خوب مسکرائے اور لوگ واپس چلے گئے' حضرت ابوبکر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کی اجازت سے اپنے سُنح والے گھر چلے گئے کیونکہ انہوں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کی پسند کے مطابق انعام پا چکا ہوں اور مجھے ایک فضیلت حاصل ہوگئی ہے لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ ابن خارجہ کے ہاں رہوں تو یا رسول اللہ! کیا میں وہاں جا سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا تھا ہاں چلے جاؤ' یہ پیر کا دن تھا۔

جب آپ کا وصال مبارک ہوا تو آپ پر ایک یمنی چادر ڈال دی گئی۔ لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے' دنیا بھر میں اندھیرا چھا گیا۔ اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محسوس کیا' آپ آئے' آنکھوں سے آنسو جاری تھے' ہچکیاں بندھی تھیں' چیخیں نکل رہی تھیں' تاہم آپ نے ہوش و حواس سنبھالے اور اسی دوران حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں گئے' لوگ ترچھی نظر سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھ رہے تھے' وہ حواس گنوائے ہوئے تھے اور بلند آواز سے لوگوں کے ساتھ باتیں کر رہے تھے' انہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کسی دوسرے کے بارے کچھ معلوم نہ تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ السلام کے پاس پہنچے' چہرۂ انور سے چادر ہٹائی' دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا: آپ بھی فوت ہو گئے ہیں اور سب کو فوت ہونا ہے۔ اس کے بعد رو کر کہا: ہائے نبی' ہائے اللہ کے چنے ہوئے' ہائے میرے خلیل!

پھر باہر آئے اور حمد و ثناء کے بعد یوں خطاب کیا: اے لوگو! اگر کوئی محمد علیہ السلام کی پوجا کرتا رہا ہے تو وہ سمجھ لے کہ آج محمد علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے' اسے جان لینا چاہئے کہ اللہ زندہ ہے' فوت نہیں ہوگا۔

اس بات کو سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہوش سنبھالی' حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات دل میں بٹھائی اور عقل میں موجود گڑبڑ ختم ہوگئی۔

رہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ان کے ہوش بھی اُڑے ہوئے تھے' چپ چاپ گلیوں میں پھرے جاتے تھے' انہیں ہوش نہ تھا کہ کدھر جا رہے ہیں' بچے آپ کو پکڑ کر آگے لے جاتے اور چھوڑ دیتے۔ رہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وہ گونگے بن کر بیٹھے تھے۔ سب کے ہوش اُڑ چکے تھے۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منگل کے دن آپ کے دفن کی تیاری کی۔ پیر کے دن دفن نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ زیادہ تر لوگ آپ کے وصال مبارک کا یقین نہیں کر رہے تھے' ان کا خیال یہ تھا کہ آپ جلد ہوش میں آ جائیں گے' اسی دوران حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے اور کہنے لگے کہ میں بنو عبد المطلب کے فوت ہونے کا پتہ چہروں اور ناخنوں سے لگا لیتا ہوں چنانچہ روتے ہوئے رسول اللہ علیہ السلام کے پاس گئے اور بتایا کہ آپ وصال فرما چکے ہیں چنانچہ غسل کی تیاری کی۔ اس میں حضرت عباس' حضرت علی' حضرت فضل اور حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حصہ لیا' حضرت اسامہ اور حضرت شقران رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی ڈالتے جاتے تھے' حضرت عباس' حضرت فضل اور حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جسم انور کو ادھر اُدھر بدلتے تھے' آپ کے پیٹ مبارک سے ایسی کوئی چیز نہ نکلی جو لوگوں کے پیٹ سے نکلا کرتی ہے۔ حضرت علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں گود میں لے رکھا تھا' آپ کو بنونضیر کے گھروں میں موجود بئر غرس کے پانی سے نہلایا گیا' پھر کفن دیدیا گیا پھر دفن کی جگہ میں اختلاف پیدا ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن رکھا ہے' فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی نبی کی روح کو وہاں قبض فرماتا ہے جہاں اسے دفن کی خواہش ہوتی ہے چنانچہ آپ کو آپ کے بستر ہی کی جگہ پر دفنا دو چنانچہ اس چارپائی کو اُٹھایا گیا جس پر وصال ہوا تھا اور اسی کے نیچے قبر کھودی گئی اور جب فارغ ہو گئے تو چارپائی آپ کے گھر میں رکھ دی گئی پھر لوگ ہاتھ چھوڑے جنازہ کیلئے اندر داخل ہوئے' پہلے مرد' پھر عورتیں' پھر بچے' پھر غلام اور پھر لونڈیاں داخل ہوئیں' نماز میں امام کوئی نہ تھا' لوگوں پر رعب و دبدبہ طاری تھا' پھر آپ کو دفن کرنے لگے تو قبرانور میں حضرت علی' حضرت فضل اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم داخل ہوئے' حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے آخر میں قبرِ انور سے نکلے چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آخری وقت میں وہی رہے' حضرت شقران رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر میں بچھونا ڈالا' یہ آپ کے غلام تھے۔

تاریخ وصال مبارک:

آپ کا وصال مبارک اس وقت ہوا جب دوپہر کے وقت شدید گرمی تھی' یہ پیر کا دن تھا اور ربیع الاوّل شریف کی بارہ تاریخ تھی جب کہ ۱۱ھ تھا۔ عمر شریف تریسٹھ سال تھی۔

مرض بدھ کے دن شروع ہوئی تھی جب صفر کی دو راتیں ابھی رہتی تھیں۔ آپ تیرہ دن تک بیمار رہے۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی قبرِ انور دکھاؤ' انہوں نے دکھائی تو روتے روتے وہیں فوت ہوگئی رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

باب

جُوا اور نرد وغیرہ سے کھیلنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے اس کا کوئی دوست کہے کہ آؤ جوا کھیلیں تو اسے صدقہ و خیرات کرنا چاہئے۔

- آپ نے فرمایا کہ جو شخص نرد شیر سے کھیلے تو ایسے ہے کہ اس نے اپنے ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خنزیر سے تر کئے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص نرد یا پانسہ سے کھیلے تو وہ اللہ و رسول ﷺ کا بے فرمان ہوگا۔
- آپ نے فرمایا: جو نرد سے کھیلے اور پھر نماز بھی پڑھے تو ایسے ہوگا جیسے وہ پیپ اور خنزیر کے خون سے وضو کر کے نماز پڑھتا ہے۔

- حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکین میں سے ابی بن خلف وغیرہ کے ساتھ جوا کھیل لیا کرتے تھے لیکن اس وقت جوا حرام نہیں ہوا تھا۔
- آپ ہی نے فرمایا تھا: جس شے سے بھی اللہ نے منع فرمایا ہے اسے کرنا کبیرہ گناہ ہے چنانچہ بچوں کا جوا کھیلنا بھی بڑا گناہ ہے اور پہلے بھی گذر چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کو دیکھا تھا کہ وہ کبوتر کے پیچھے لگا ہوا تھا جس پر فرمایا کہ ایک شیطان ہے جو مادہ شیطان کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔
- آپ ہر قسم کے کھیلنے کے سامان سے منع فرماتے اور اسے استعمال کرنے سے روکا کرتے، صرف دف بجانے کی اجازت تھی۔
- آپ نے فرمایا: مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ مزامیر، بربط، معازف اور ان بتوں کو ختم کردوں جن کی دورِ جاہلیت میں عبادت کی جاتی تھی۔
- آپ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ نے شراب، جوا، کوبہ، غبیر اور قنین کو حرام کیا ہے۔ کوبہ طبلے کو کہتے ہیں، قنین طنبور کو کہتے ہیں، یہ حبشی زبان کا لفظ ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کِتَابُ الْاَیْمَانِ

قسم کھانے کا ذکر

اس میں بتایا گیا ہے کہ قسموں وغیرہ میں نیت پوچھ لی جائے۔

حضرت سوید بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضری کا ارادہ لے کر نکلے' حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ تھے' انہیں ان کے کسی دشمن نے پکڑ لیا تو لوگوں نے قسم کھانے سے گریز کیا جبکہ میں نے قسم کھائی کہ یہ میرے بھائی ہیں چنانچہ اس نے انہیں چھوڑ دیا' ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ بات سنائی تو آپ نے مجھے فرمایا کہ تم نیک ہو اور سب سے سچے ہو کیونکہ ایک مسلمان' دوسرے مسلمان کا بھائی ہی تو ہوتا ہے چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے (کہ حضور ﷺ سے معراج میں کہا گیا) نیک بھائی اور نبی کو ہم مرحبا (جی آیاں نوں) کہتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سواری پر آپ کے پیچھے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ بوڑھے تھے تو وہی رسول اللہ ﷺ دکھائی دیتے تھے' رسول اللہ ﷺ چونکہ جوان تھے اس لئے ایسا دکھائی نہیں دیتے تھے چنانچہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتے تھے اور ان سے پوچھتے: اے ابوبکر! یہ آگے بٹھائے جانے والے کون ہیں؟ وہ بتاتے کہ یہ وہ شخص ہیں جو مجھے راہنمائی کرتے ہیں' لوگوں کو خیال ہوتا کہ وہ یہی راستہ دکھاتے ہیں حالانکہ ان کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ یہ بھلائی کا راستہ دکھاتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: وہ قسم کھاؤ کہ جس سے تمہارا صاحب تمہاری تصدیق کر سکے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ قسم' قسم والے کی نیت کے مطابق ہوتی ہے۔

علماء کہتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ قسم کھانے والا مظلوم ہو یعنی ناحق طور پر مجبور ہو لیکن اگر اس کے ذمے میں کچھ ہے تو پھر اس کے لئے توریہ (قریب و بعید معنیٰ میں سے دور کا معنیٰ لینا جبکہ سننے والا قریبی معنیٰ مراد لے رہا ہو) حرام ہے۔ یہ جھوٹی قسم جیسا ہوتا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

قسم میں گنجائش رکھ لینا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بھی بندے کے ایمان کی نشانی ہے کہ ہر بات میں انشاء اللہ کہہ لیا کرے۔

- آپ نے فرمایا کہ جو شخص قسم کھاتے وقت انشاء اللہ کہہ لیا کرے تو وہ حانث (قسم توڑنے والا) شمار نہ ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جس نے قسم کھاتے وقت انشاء اللہ کہہ لیا' وہ قسم توڑنے والا شمار نہیں ہو سکے گا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جو شخص یوں کہے واللّٰہ انشاء اللّٰہ' اس کو کفارہ نہ دینا ہوگا۔
- حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: واللہ میں قریش سے جنگ ضرور کروں گا' پھر بعد میں فرمایا: انشاء اللہ' دوبارہ یونہی فرمایا اور تیسری مرتبہ انشاء اللہ کہنے سے چپ رہے' پھر فرما تو دیا لیکن ان سے جنگ نہیں کی۔ واللہ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں بتایا گیا ہے کہ قسم کھانے کے ان الفاظ کا حکم کیا ہے: اَیْمُ اللّٰہِ' لَعَمْرُ واللّٰہِ' اُقْسِمُ بِاللّٰہِ وغیرہ۔

رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا تھا: آج کی رات میں نوے عورتوں کے ساتھ ہم بستری کرونگا جن میں سے ہر ایک گھوڑ سوار جنے گی جو راہِ خدا میں جہاد کرے گا۔ اس پر ان کے ایک ساتھی نے کہا کہ ''انشاء اللہ'' کہیے لیکن انہوں نے نہیں کہا' وہ سب سے ہم بستر ہوئے لیکن ایک عورت کے سوا کوئی بھی حاملہ نہ ہوئی' اس نے بھی نامکمل بچہ جنا تھا (حضور ﷺ فرماتے ہیں) وایم اللّٰہ یعنی اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے اگر وہ ''انشاء اللہ'' کہہ دیتے تو وہ سب بچے گھوڑ سوار بن کر راہِ خدا میں جہاد کرتے۔

علماء فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ فرمان اس بارے میں واضح دلیل ہے کہ انشاء اللہ کے الفاظ اگر زیادہ دیر بعد نہیں کہے تو فائدہ مند ثابت ہو سکتے ہیں خواہ انشاء اللہ سے پہلی بولی جانے والی کلام میں ان الفاظ کی نیت نہ بھی کی ہوتی اور پھر سیرت کے بیان میں حضور ﷺ کا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ قول گذر چکا ہے: ایم اللّٰہ' وہ امیر بننے کے لائق تھے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب (وفات کے بعد) چارپائی پر لٹا دیا گیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحم دل ہو کر آئے تھے اور کہا تھا ''ایم اللّٰـہ میرا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (حضور ﷺ اور

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس جگہ دے گا' پھر مخزومیہ عورت کے بارے میں بھی حضورﷺ کا یہ قول گذر چکا ہے' فرمایا تھا: ایم اللّٰہ اگر فاطمہ بنت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی چوری کر لے تو اس کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں گے۔ پھر یہی قسم کھاتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت غیلان بن سلمہ سے بھی کہا تھا: وایم اللّٰہ: تم اپنی بیویوں کی طرف رجوع کرو گے اور پھر افک نامی باغ کی حدیث میں بھی آتا ہے کہ حضورﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن اُبی سے عذر پیش کیا' اسی دوران حضرت اسید بن حضیر نے حضرت سعد بن عبداللہ سے کہا تھا: لعمر اللّٰہ (اللہ کی قسم) ہم اسے ضرور قتل کر دیں گے۔

- حضرت عبدالرحمٰن بن صفوان (جو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوست تھے) نے بتایا کہ فتح مکہ کے دن میں اپنے باپ کو لے کر رسول اللہﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میرے والد کو ہجرت کی شرط پر بیعت کر لیجئے لیکن آپ نے فرمایا کہ اب کوئی ہجرت نہیں' پھر وہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے تو وہ ان کے ہمراہ آپ کے پاس پہنچے اور رسول اللہﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے اور عبدالرحمٰن کے تعلق کو تو آپ جانتے ہی ہیں' ہجرت پر بیعت کیلئے اپنے باپ کو آپ کی خدمت میں لائے ہیں لیکن آپ نے انکار کیوں کر دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اَب کوئی ہجرت نہیں' حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: میں آپ کو قسم دیتا ہوں' آپ کو یہ بیعت کرنی چاہئے' اس پر آپ نے ہاتھ مبارک آگے بڑھا کر فرمایا کہ آؤ بیعت کر لوں کیونکہ میں اپنے چچا کا انکار نہیں کر سکتا لیکن اب ہجرت تو ہے نہیں۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ ایک عورت ہمارے پاس کھجور کا بھرا تھال لے کر آئی جس میں سے کچھ تو میں نے کھا لیں لیکن باقی رہنے دیں' اس نے کہا: میں قسم دیتی ہوں کہ آپ کو یہ باقی بھی کھانا ہوں گی جس پر رسول اللہﷺ نے فرمایا: اس کی قسم مان لو کیونکہ گناہ تو قسم توڑنے والی پر ہوتا ہے۔
- رسول اللہﷺ نے فرمایا: وہ شخص ہم میں شمار نہیں ہوگا جس نے امانت پر قسم کھالی۔

فصل:

جو قسم کھائے کہ کسی کو ہدیہ نہیں دیگا اور پھر صدقہ دیدے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرمﷺ کے پاس جب بھی کوئی کھانا لایا جاتا تو آپ لانے والے سے پوچھا کرتے: یہ ہدیہ کے طور پر ہے یا صدقہ کا ہے؟ اگر صدقہ کا نام پڑ جاتا تو اپنے صحابہ سے فرمایا کرتے کہ اسے تم کھالو خود نہ کھاتے اور اگر ہدیہ کا ہوتا تو ان کے ساتھ آپ بھی کھا لیتے۔ پھر صوم التطوع میں بھی گذر چکا ہے کہ حضرت

بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وہ کھانا پیش کیا جو کسی نے انہیں صدقہ کے طور پر دیا تھا لیکن آپ نے فرمایا تھا کہ ان کے لئے تو صدقہ بنتا ہے لیکن ہمارے لئے بطور ہدیہ ہو گیا ہے۔

فصل:

کوئی قسم کھالے کہ سالن نہیں کھائے گا تو اس کی یہ قسم کس چیز سے ٹوٹے گی؟

باب الاطعمہ میں حضور ﷺ کا یہ قول گذر چکا ہے: وہ بہترین چیز جس سے روٹی وغیرہ کھائی جاسکتی ہے وہ سرکہ ہوتا ہے' پھر یہ بھی فرمایا تھا: زیتون کو بطور سالن استعمال کرو نیز اس کا تیل استعمال کرو کیونکہ یہ ایک برکت والے درخت سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ: سالن بنا لیا کرو خواہ پانی ہی سے روٹی کھانا پڑے پھر یہ بھی فرما دیا تھا: بطور سالن استعمال ہونی والی چیز نمک ہوتا ہے چنانچہ آپ جو کی روٹی کا ٹکڑا ہاتھ میں لیتے' اس پر کھجور رکھ لیتے اور فرماتے کہ یہ کھجور اس روٹی کیلئے بطور سالن ہے۔ پھر آپ یہ بھی فرمایا کرتے کہ گوشت دنیا و آخرت میں سب سالنوں میں سردار کی حیثیت رکھتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن یہ زمین اہلِ جنت کیلئے تواضع کی خاطر ایک روٹی سی ہو گی جسے جبار اپنے ہاتھ میں یوں لے گا جیسے تم میں سے کوئی سفر میں اپنی روٹی ساتھ لیتا ہے چنانچہ ایک یہودی آیا اور کہنے لگا: اے ابو القاسم! آپ پر اللہ رحمٰن برکت فرمائے' کیا میں آپ کو ایسی چیز نہ بتا دوں جو جنت میں اہل جنت کو پیش کر کے ان کی آؤ بھگت کی جائے گی؟ آپ نے فرمایا: بتاؤ! اس نے عرض کی کہ یہ زمین نبی ﷺ کے مطابق ایک روٹی ہو گی۔ اس پر آپ نے اسے دیکھا اور اتنا تبسم فرمایا کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔ پھر اس نے کہا میں اس کا سالن بھی بتا دوں؟ آپ نے فرمایا: بتا دو' اس نے کہا کہ اس کا سالن ''لام اور نون'' ہوگا۔ صحابہ نے آپ سے اس کا مطلب پوچھا تو فرمایا: یہ بیل اور نون مچھلی ہو گی' اس کے بڑھے ہوئے جگر سے ستر ہزار لوگ کھائیں گے۔

فصل:

کیا مال نہ ہونے کی قسم کھا کر زکوٰۃ کا مال کھا سکتا ہے؟

حضرت ابو الاحوص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے صرف

ایک یا دو چادروں ہی سے جسم ڈھانپا ہوا تھا' اس پر فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی مال بھی ہے؟ میں نے عرض کی: ہاں اللہ نے مجھے ہر مال دے رکھا ہے گھوڑے' اونٹ' بکریاں اور غلام تک موجود ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب اللہ نے تمہیں مال دے رکھا ہے تو اللہ کی یہ نعمت تم پر نظر آنی چاہئے چنانچہ اس کے بعد میں آپ کے ہاں پوشاک پہن کر حاضر ہوتا تھا۔

- آپ نے فرمایا کہ انسان کا بہترین مال نسل بڑھانے والی گھوڑی ہوتی ہے یا پھر گھنے کھجور کے درخت' پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمان گذر چکا ہے' عرض کی تھی: یا رسول اللہ! خیبر میں میرے پاس وہ زمین ہے جس جیسی اچھی زمین اور کوئی نہیں اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ نے عرض کی تھی: میرا سب سے بہتر مال مسجد کے سامنے والے باغ میں میرا کنواں ہے۔

فصل:

اس فصل میں اس شخص کا حکم بیان کیا گیا ہے جو مہینہ کی ابتدائی تاریخ میں قسم کھاتا ہے کہ مہینہ بھر کوئی کام نہیں کروں گا لیکن مہینہ ناقص ہو جاتا ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ اپنی بیویوں میں سے کسی کے پاس مہینہ بھر نہیں جائیں گے لیکن جب انتیس دن گذر گئے تو صبح یا شام کو ان کے پاس تشریف لے گئے۔ اس پر آپ سے پوچھا گیا: آپ نے تو یہ قسم اُٹھا رکھی تھی کہ مہینہ بھر نہیں جائیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے پورے مہینہ تک بیویوں کے پاس جانا ترک کر دیا تھا لیکن جب انتیس دن گذر گئے تو حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ کی قسم پوری ہو چکی ہے اور مہینہ پورا ہو گیا ہے۔

فصل:

اللہ کے نام اور کسی صفت کے ذریعے قسم کھانا اور اللہ کے بغیر کسی کی قسم کھانے سے روکاوٹ

اس سے پہلے حضور ﷺ کا فرمان گذر چکا ہے کہ جو ''امانت'' کی قسم کھائے گا وہ ہم میں شمار نہیں ہوگا نیز آپ کا یہ قول بھی ہے کہ: طلاق کی قسم کوئی بھی مومن نہیں کھایا کرتا' اس کی قسم صرف منافق کو کھلائی جاتی ہے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کو قسم کھانے کا حکم فرماتے تو فرماتے کہ یوں کہو: میں اس اللہ کی قسم کھاتا ہوں جس کے علاوہ کوئی بھی لائق عبادت نہیں کہ فلاں کا مال تمہارے پاس

ہے چنانچہ وہ یونہی قسم کھاتا۔

آپ اکثر یوں قسم کھایا کرتے کہ: دلوں کو پھیر دینے والے کی قسم ہے۔

آپ نے بتایا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنت پیدا فرمائی تو جبریل علیہ السلام سے فرمایا: جنت میں جا کر دیکھو کہ میں نے اس میں جنتیوں کے لئے کیا کچھ بنا دیا ہے۔ انہوں نے دیکھا اور واپس آ کر عرض کی: تیری عزت کی قسم! جو بھی اس کے بارے میں سنے گا' اس میں جانے کی ضرور کوشش کریگا۔

ایک لمبی حدیث میں ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی جنت و دوزخ کے درمیان رہ جائے گا تو عرض کرے گا: اے اللہ! جہنم کی طرف سے میرا چہرہ پھیر دے' اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر اس طرف سے میں تمہارا رُخ پھیر دوں تو کوئی اور سوال نہ کرنا' وہ عرض کرے گا: تیری عزت کی قسم! اور کوئی سوال نہیں کروں گا۔ پھر حضرت ایوب علیہ السلام کے غسل کے بیان میں بھی آتا ہے کہ انہوں نے کہا تھا: تیری عزت کی قسم' کیوں ایسا نہ ہو گا' میں تمہاری برکت سے منہ کیونکر موڑ سکتا ہوں اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے ان پر سونے کی ٹڈی بھیجی تو آپ نے اس کے سوراخ میں مٹی ڈالنا شروع کر دی تھی' اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا: تم ایسا کر رہے ہو' کیا میں نے تمہیں اس سے غنی کر دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی تھی: تیری عزت کی قسم! کیوں نہیں۔

حضرت قتیلہ بنت صفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک یہودی حاضر ہوا اور عرض کی: تم لوگ زیادتی کرتے ہو اور شرک کرتے ہو کیونکہ یوں کہتے ہو: ''جو اللہ اور میں چاہوں'' اور پھر یہ بھی کہتے ہو: ''کعبہ کی قسم'' چنانچہ آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ قسم کھاتے وقت یوں کہا کرو: ''کعبہ کے ربّ کی قسم'' اور دوسرا یوں کہا کرو: ''جو اللہ چاہے اور پھر میں چاہوں۔''

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے باپ کی قسم کھاتے سنا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے باپوں اور ماؤں کی قسم کھانے سے روک رکھا ہے' تو جس نے قسم کھانی ہو' وہ اللہ کے نام پر کھائے یا پھر چپ رہے۔

ایک اور روایت میں ہے: جس نے قسم کھانی ہو' وہ اللہ کے نام پر کھایا کرے۔

قریش اپنے باپوں کی قسم کھایا کرتے تھے لیکن آپ نے انہیں فرمایا تھا کہ اپنے باپوں کی قسم نہ کھایا کرو۔

ایک روایت میں ہے کہ صرف اللہ کی قسم کھایا کرو اور اس وقت کھایا کرو جب تم میں سچائی ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک دیہاتی افلح کے واقعہ میں فرمایا تھا: اسکے باپ کی قسم! اگر سچا ہے تو جنت میں چلا جائیگا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو سورۂ بقرہ کی قسم کھا رہا تھا تو فرمایا: دیکھو اسے کہ یہ کافر بنا ہے' اس پر لازم ہے کہ ہر آیت پر قسم کھائے۔

فصل:

قسم پورا کرنے کا حکم اور کسی عذر کی وجہ سے رُک سکتا ہے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا ہے: بیمار کی بیمار پرسی کرو' جنازے کے ساتھ چلو' چھینکنے والے کا جواب دو' قسم پوری کرو یا فرمایا: جس چیز کی قسم کھائی ہے۔ مظلوم کی امداد کرو' دعوت کرنے والی کی دعوت قبول کرو اور اسلام عام کرو' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس خواب کے ذکر میں جس کا ذکر آپ نے حضور ﷺ سے کیا تھا اور عرض کی تھی: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ کی قسم! کہا میری خواب کا کچھ حصہ صحیح ہے؟ آپ نے فرمایا تھا کہ کچھ صحیح ہے اور کچھ نہیں۔ آپ نے عرض کی: مجھے بتا دیجئے کہ کونسی غلط ہے؟ آپ نے فرمایا: نہ ہی قسم کھاؤ اور نہ ہی کسی کو اطلاع دو۔

- آپ نے فرمایا تھا: قسم کھا لیا کرو' سچی کھاؤ اور اسے پورا کرو کیونکہ اللہ چاہتا ہے کہ اس کی قسم کھاؤ۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے: جس نے کسی ایسے شخص پر قسم ڈالی جس سے اُمید تھی کہ وہ اسے پورا کرے گا لیکن پورا نہ کر سکا تو گناہ اسے ہوگا جس نے پوری نہ کی۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ حج والے سال میں رسول اللہ ﷺ نے دو آدمی دیکھے جو رسّی سے بندھے ہوئے تھے' پوچھا: انہیں کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے بتایا: انہوں نے قسم کھائی تھی کہ اگر اللہ ان کا مال واپس دلوا دیتا ہے تو اکٹھے حج کریں گے۔ آپ نے ان کی رسّی کاٹتے ہوئے فرمایا: حج کر لو کیونکہ ایسی قسم شیطانی ہوتی ہے۔

فصل:

اس میں ایسے شخص کا ذکر ہے جو بتاتا ہے کہ اگر اس نے یوں کام کیا تو وہ یہودی یا نصرانی ہوگا۔

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اسلام کے علاوہ کسی اور ملت کے نام پر جھوٹی قسم کھاتا ہے تو وہ ویسے ہی ہوگا۔

- آپ نے فرمایا: اگر کوئی یوں قسم کھاتا ہے کہ اگر اس نے یوں کیا تو دین اسلام سے دور ہوگا تو اگر وہ جھوٹا ہے تو اپنے کہنے کے مطابق اسلام سے نکل جائے گا اور اگر سچا بھی ہے تو صحیح سالم اسلام کی طرف نہ آ سکے گا۔

فصل:

جھوٹی اور بے فائدہ قسم کھانا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ ایسی چیزیں ہیں کہ کفارے سے ختم نہیں ہوتیں: اللہ کا شریک بنانا' بے گناہ قتل کر دینا' مومن کا جھوٹ بولنا اور بہتان باندھنا' جنگ سے بھاگ جانا' ایسی قسم کھانا کہ اس کے ذریعے ناحق کسی کا مال ہتھیا لینا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: تو نے ایسا کیا ہے؟ اس نے کہا: ''معلوم نہیں' بخدا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' میں نے ایسا نہیں کیا۔'' اسی دوران حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو بتا دیا کہ اس نے یوں کیا تو ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اس کہہ دینے کی وجہ سے معاف فرما دیا ہے کہ ''نہیں اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ دو شخص جھگڑا لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے' ایک کو قسم دینا آئی تو اس نے یوں قسم کھائی: ''اس اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔'' اتنے میں جبریل علیہ السلام نے اُتر کر آپ کو بتا دیا کہ یہ جھوٹا ہے کیونکہ اس کے پاس اس کا حق موجود ہے چنانچہ آپ نے اسے فرما دیا کہ اسے اس کا حق دیدو اور فرمایا: تمہاری اس قسم کا کفارہ تمہاری یہ پہچان ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی لائق عبادت نہیں' یا فرمایا تمہاری لا الٰہ الا اللّٰہ پر گواہی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ یہ آیت:

لَايُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ○ (سورۂ بقرہ: ۲۲۵)

''اللہ تمہیں نہیں پکڑتا ان قسموں میں جو بے ارادہ زبان سے نکل جائیں۔''

اس شخص کے حق میں نازل ہوئی تھی جس نے کہہ دیا تھا: نہیں اللہ کی قسم اور کیوں نہیں اللہ کی قسم۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب قسم کا کفارہ پوچھا جاتا تو فرماتے' کفارہ وہی ہے جس کا اس آیت میں ذکر ہے:

فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَاتُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْكِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ○ (سورۂ مائدہ: ۸۹)

''تو ایسی قسم کا بدلہ دس مسکینوں کو کھانا دینا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یعنی درمیانہ درجہ کا یا انہیں کپڑے دینا یا ایک بردہ آزاد کرنا' تو جو ان میں سے کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھے یہ بدلہ ہے تمہاری قسموں کا۔''

چنانچہ جس نے قسم کھالی اور پکی کھا کر اسے توڑ دیا تو اسے ایک غلام آزاد کرنا ہوگا یا دس مسکینوں کو لباس دینا ہوں گے یا دس مسکینوں کو ایک ایک مد گندم دینا ہوگی اور جو یہ کام نہ کر سکے تو تین دن کے روزے رکھے۔

فصل:

اس میں آئندہ زمانے سے تعلق رکھنے والی قسم کا بیان ہے جسکا کفارہ اسے توڑنے سے پہلے یا بعد میں دیا جاتا تھا۔

حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی کسی طرح کی قسم کھائے اور تمہیں اس سے بہتر قسم مل جائے تو بہتر قسم کھاؤ اور پہلی قسم کا کفارہ دو۔

یہ روایت اس بارے میں بالکل واضح ہے کہ کفارہ پہلے دینا چاہئے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں کوئی ایسی قسم نہیں کھاتا جس سے کوئی اور بہتر ہو اگر بہتر مل جاتی ہے تو میں وہ کھاتا ہوں اور اس کا کفارہ دے دیتا ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ میں کفارہ دے دیتا ہوں اور بہتر چیز کی قسم کھاتا ہوں۔

- آپ نے فرمایا: جو چیز قبضہ میں نہ ہو اس کی نذر ماننا یا قسم کھانا کوئی حیثیت نہیں رکھتا' نہ ہی گناہ کے کام کی قسم صحیح ہوتی ہے اور نہ ہی قطع رحمی کر دینے والی۔

اس کا مطلب وہ قسم لیا جائے گا جسے پورا نہ کیا جاسکے اور پھر رسول اللہ ﷺ کا یہ قول بھی گذر چکا ہے کہ: جو اپنے کسی ساتھی سے کہے: آؤ میں تم سے جوا کھیلوں تو اس کا صدقہ دے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ آدمی اپنے گھر والوں کو اعلیٰ خوراک دیا کرتا تھا اور کچھ ایسے بھی تھے جو انہیں گھٹیا قسم کی خوراک دیتے تھے چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی:

مِنْ اَوْسَطِ مَاتُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ○

- حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درمیانی قسم کے کھانے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: یہ روٹی اور گھی ہوتا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ اس سے بہتر کونسا ہوتا ہے؟ تو فرمایا: روٹی اور گوشت' پھر پوچھا گیا کہ ہلکا کھانا کونسا ہوتا ہے؟ تو فرمایا کہ روٹی اور کھجور۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ قسم کا کفارہ اس وقت ہوتا ہے جب تک پکی ہوئی نہ کھائے اور جب پکی کھالے تو اس کے لئے غلام آزاد کرے۔
- حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی مومن کو قتل کرنے کے علاوہ چھوٹا بچہ آزاد کرنا جائز قرار دیتے تھے اور پھر آپ کفارہ کے طور پر آزاد کئے جانے والے غلام کے بارے میں فرماتے تھے کہ کانا اور چھوٹا دے سکتے ہیں اور یونہی مدبر بھی دے سکتے ہیں لیکن آپ کافر' ام ولد اور کسی وجہ سے بٹھائے گئے کے بارے میں رائے نہیں دیتے تھے نیز آپ بتاتے تھے کہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سیاہ رنگ کی ایک لونڈی تھی جوان

کی بکریاں چراتی تھی، ایک دن اس نے بکریوں سے غفلت کی چنانچہ بھیڑیا ایک بکری لے اُڑا حالانکہ عبداللہ اسے کھانے کیلئے پال رہے تھے، انہوں نے لونڈی سے پوچھا: بکری کہاں گئی؟ اس نے بتایا کہ اسے بھیڑیا کھا گیا ہے، اس نے پہلے تو اسے تھپڑ مارا لیکن پھر شرمسار ہوا، حضور علیہ السلام کو پتہ چلا تو اس سے فرمایا: تم ایک مومن عورت کے چہرے پر مارتے ہو؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ سیاہ رنگ کی ہے اور اسے علم بھی نہیں ہے؟ آپ نے اس عورت کو بلا بھیجا اور پوچھا: اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا: آسمان میں ہے، پھر پوچھا: میں کون ہوں؟ اس نے عرض کی: رسول اللہ ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ مومن عورت ہے، اسے آزاد کر دو چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ اسے وہ تھپڑ کے بدلے میں آزاد کرنا پڑی۔

حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن ابی کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما قرآن کی اس آیت کو یوں پڑھتے تھے:

فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ ○ (کہ مسلسل روزے رکھے)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب قسم کے کفارہ کے لئے اپنے پاس کچھ نہ دیکھتے تو تین روزے رکھتے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ جب تم کئی بار قسم کھاؤ تو کفارہ ایک ہی ہوگا جو ہر مسکین کیلئے دو مدّ ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

کِتَابُ النُّذُوْر

نذر ماننا

اس میں کئی فصلیں ہیں:

فصل:

اس میں کسی عبادت کی نذر ماننے کا ذکر ہے' خواہ اس کے ساتھ کوئی شرط وغیرہ ہو یا نہ ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کی کسی عبادت کی نذر مان لی' اسے عبادت کرنی چاہئے لیکن اگر اللہ کی نافرمانی کی نذر مان لی تو اس کی نافرمانی نہ کرے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے یہ نذر مانی کی وہ اپنی قوم کی مسجد میں نہیں جایا کرے گا جس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' فرماتے تھے: گناہ کے کام کی نذر نہیں مانی جاتی اور نہ ہی غضب میں' اس کا کفارہ وہی ہوتا ہے جو قسم کا ہوتا ہے۔
- رسولِ اکرم ﷺ نذر ماننے سے روکا کرتے اور فرماتے تھے کہ نذر کسی شے کو دور نہیں کرتی ہاں اس کے ذریعے بخیل سے نکل سکتا ہے۔

ایک روایت میں فرمایا: نذر نہ تو کسی چیز کو آگے کرتی ہے اور نہ ہی پیچھے بلکہ عین تقدیر الٰہی کے مطابق ہوتی ہے' اس کے ذریعے انسان بخیل سے بچ جاتا ہے جب وہ اسے نہ نکالے۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: نہ ہی میں کبھی نذر مانوں گا اور نہ ہی کبھی اعتکاف کروں گا۔

فصل:

روزے وغیرہ کی نذر ماننے کا بیان نیز کسی جائز و بے فرمانی کے کام کی نذر ماننے کا حکم اور قسم جیسے الفاظ بولنے کی وضاحت۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ عین اس وقت جب رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے' ایک

آدمی نے کھڑے ہو کر آپ سے سوال کیا تو لوگوں نے عرض کی: ابواسرائیل نے یہ نذر مانی ہے کہ دھوپ میں کھڑا ہو گا' بیٹھے گا نہیں' نہ ہی سائے میں جائے گا اور نہ ہی بولے گا البتہ روزہ رکھے گا۔ اس پر آپ نے فرمایا: اسے کہہ دو کہ بولے' سایہ میں ہو جائے' بیٹھ جائے اور روزہ پورا کرے۔

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں: ہم تک ایسی کوئی روایت نہیں پہنچی جس میں آپ نے اسے کفارہ دینے کا حکم فرمایا ہو۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس کی نذر کا وقت روزے میں دوپہر کو ہوا' افطار کے وقت ہوا یا تشریق کے دنوں میں تو آپ نے فرمایا کہ رسولِ اکرم ﷺ نے نذر کو پورا کرنے کا حکم فرمایا ہے لیکن ان دنوں میں روزہ رکھنے سے روکا ہے' اس سے زیادہ کچھ نہیں فرمایا۔
- آپ نے فرمایا: جس کا انسان مالک ہی نہیں' اس کی نذر نہ مانے۔
- آپ ہی نے فرمایا تھا: نذر صرف اس چیز میں ہوتی ہے جس چیز میں اللہ کی رضا مندی حاصل کرنے کا ارادہ ہو' یہ بات آپ نے ایسے شخص کو فرمائی تھی جسے دھوپ میں کھڑا دیکھا' وہ سایہ میں نہ تھا' آپ نے اسے سایہ میں جانے اور بیٹھنے کا کا حکم فرمایا تھا۔
- حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ دو انصاری بھائیوں میں وراثت سانجھی تھی جن میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ مجھے میرا حصہ دیدو۔ اس نے کہا کہ اگر تو نے مجھ سے یہ حصہ دوبارہ مانگا تو میں اسے کعبہ کے دروازہ پر خرچ کر دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا فیصلہ یہ دیا کہ کعبہ کا تو کوئی مالک ہے ہی نہیں' تم اپنی قسم کا کفارہ دو اور اپنے بھائی سے بات کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہوا ہے: تم پر کوئی قسم نہیں اور نہ ہی اللہ کی بے فرمانی میں نذر ماننے کا حق ہے' نہ ہی قطع رحمی کی نذر مانو اور نہ ہی اس چیز کی' جس کے تم مالک ہی نہیں ہو۔
- حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! میں نے یہ نذر مانی ہے کہ خیمہ کھڑا کرنے کی جگہ پر اونٹ ذبح کروں تو فرمایا: کیا وہاں دورِ جاہلیت میں پڑے کسی بت کی عبادت کی جاتی تھی؟ صحابہ نے کہا: نہیں' آپ نے پوچھا تو کیا وہاں وہ اپنی کوئی عید پڑھتے تھے؟ صحابہ نے جواب دیا: نہیں اس پر آپ نے فرمایا: اپنی نذر پوری کرو کیونکہ گناہ کا کام ہو تو نذر نہیں مانی جاتی اور اس نذر کا کفارہ قسم والا ہی ہوتا ہے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی منت مانی تھی تو آپ نے فرمایا: اپنا بیٹا ذبح نہ کرو تاہم اپنی قسم کا کفارہ دو۔ اس پر آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ایک بوڑھے نے کہا کہ اس میں کفارہ کیسا ہو گا؟ تو آپ نے بتایا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ○ (سورۂ مجادلہ: ۳)

''اور جو اپنی بیبیوں کو ماں کی جگہ کہیں۔''

اور پھر اس میں وہی کفارہ مقرر کیا جو ہوتا ہے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر اللہ نے اسے دشمن سے نجات دیدی تو اپنے آپ کو ذبح کر لے گا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں پوچھو: ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: اپنا آپ ذبح نہ کرو کیونکہ اگر تو مومن ہے تو اپنے آپ کا قاتل بنے گا اور اگر کافر ہے تو جلد جہنم کو جائے گا' ہاں ایک مینڈھا خریدو اور مسکینوں کیلئے اسے ذبح کر دو کیونکہ حضرت اسحاق علیہ السلام تم سے بھی بہتر تھے' انہوں نے فدیہ کی خاطر مینڈھا ذبح کیا تھا اور جب حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بتایا گیا تو فرمایا: میرا بھی یہی خیال تھا کہ وہ یہی فتویٰ دیں گے تاہم جب حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہی مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا تھا کہ اپنی یہی نذر پوری کرو' اس پر اس کے ہوش اُڑ گئے اور کہنے لگا کہ آپ نے مجھے شش و پنج میں ڈال دیا ہے' آپ نے فرمایا کہ یہ مصیبت تم نے خود مول لی ہے۔
- ایک شخص نے نذر مانی کہ اپنے یتیم بھتیجوں کے ساتھ مل کر نہیں کھائے گا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا تو فرمایا: جاؤ اور ان کے ساتھ مل کر کھاؤ۔

فصل:

اس میں ایسی چیز کی نذر ماننے والے کا حکم بتایا گیا ہے جس نے اَن دیکھی یا ہمت سے باہر چیز کی نذر مانی۔

- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کسی مقرر شے کی قسم کھاتا ہے تو اسے قسم کا کفارہ دینا ہوگا اور جس نے طاقت سے باہر چیز کی نذر مانی تو اس کا کفارہ بھی یہی ہے اور جو ہمت میں موجود چیز کی نذر مانے تو اسے پوری کر دینی چاہئے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بوڑھے کو دیکھا جو اپنے دونوں بیٹوں کے سہارے پر آ رہا تھا' آپ نے پوچھا: اسے کیا کام ہے؟ صحابہ نے عرض کی: اس نے نذر مانی ہے کہ بیت اللہ کی طرف پیدل چل کر جائے گا جس پر آپ نے فرمایا کہ اللہ کو اسے عذاب میں ڈالنے کی ضرورت نہیں چنانچہ حکم فرمایا کہ سوار ہو جائے۔
- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بتایا: میری بہن نے یہ نذر مانی کہ بیت اللہ کی طرف ننگے سر پیدل جائے گی اور مجھے کہہ رہی تھی کہ میں اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھوں گی چنانچہ میں نے پوچھ ہی لیا تو

آپ نے فرمایا: چلے بھی اور سواری بھی کرتی جائے اور ساتھ ہی اُونٹ قربان کرے۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا تھا: تمہاری بہن کی بدبختی ان میں سے کسی چیز کو ٹال نہیں سکے گی لہٰذا اسے کہہ دو کہ چادر اوڑھ لے کر سواری پر جائے اور تین دن کے روزے رکھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں: جس نے یہ کہا کہ میرا مال کعبہ کے دروازے میں لگے تو اسے قسم والا کفارہ دینا ہوگا اور جو اپنے مال میں سے صدقہ کیلئے کچھ مقرر کر دے تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ صدقہ ادا کرے خواہ وہ ایک تہائی سے بھی زیادہ ہو۔

فصل:

اس میں ایسے شخص کا حکم بتایا گیا ہے جس نے مشرک ہوتے ہوئے نذر مانی اور پھر مسلمان ہوگیا یا کسی مقرر جگہ پر کوئی چیز ذبح کرنے کی نذر مانی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے دورِ جاہلیت میں ایک نذر مانی تھی جس کے بارے میں اسلام لانے کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا' آپ نے مجھے اس کو پورا کرنے کا حکم دیا اور حضرت کردم بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ سے میں نے اس نذر کے بارے میں پوچھا جو میں نے دورِ جاہلیت میں مانی تھی اور وہ یہ تھی کہ میں کچھ بکریاں قربان کروں گا۔ آپ نے پوچھا: کیا کسی بت کیلئے تھی' اس پتھر کے بارے میں جہاں کفار جانور ذبح کرتے تھے یا عبادت کیلئے تھی؟ اس نے عرض کی: نہیں' صرف اللہ کیلئے تھی' آپ نے فرمایا کہ اسے پورا کرو جو اللہ کیلئے مانا ہے' اس ثواب پر اسے نحر کرو (تین جگہ سے ذبح کرنا) اور اپنی نذر پوری کرو۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ جس جانور کو ذبح کرنا ہو اسے نحر کیا جا سکتا ہے۔

فصل:

صدقہ کی نذر ماننے والے کا حکم

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے توبہ والے واقعہ میں رسول اللہ ﷺ سے عرض کی تھی: یا رسول اللہ! میری توبہ یوں پوری ہوگی کہ میں اپنے مال میں سے صدقہ الگ کر دوں جو اللہ و رسول ﷺ کی خاطر ہو' اس پر آپ نے فرمایا: کچھ اپنے پلے بھی رکھ لینا کہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کی: میں خیبر والا حصہ روک لوں گا۔

ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے عرض کی کہ میں اپنا سارا مال اللہ و رسول ﷺ کیلئے صدقہ میں دیدوں' آپ نے فرمایا: نہیں' میں نے عرض کی: آدھا دیدوں؟ فرمایا: نہیں' پھر عرض کی کہ تیسرا حصہ دیدوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں تیسرا حصہ دیدو۔

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس وقت عرض کی جب اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی کہ یا رسول اللہ! میں اپنی قوم میں موجود گھر کو چھوڑ کر آپ ہی کے پاس آ جاؤں اور اپنا مال اللہ و رسول ﷺ کی نذر کر دوں تو اس پر آپ نے فرمایا: تیسرے حصے تک دے سکتے ہو۔

فصل:

اس میں بتایا گیا ہے کہ نذر وغیرہ میں کسی مومن کو آزاد کر دینا نذر پوری کرنے کیلئے کافی ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص سیاہ رنگ کی لونڈی لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے ایک مومن گردن آزاد کرنا ہے تو دیکھ لیجئے' اگر یہ ایمان والی ہے تو میں اسے آزاد کر دوں۔ آپ نے اس عورت سے پوچھا: تم اس بات پر ایمان رکھتی ہو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں؟ اس نے عرض کی: ہاں۔ پھر پوچھا: تم یہ مانتی ہو کہ میں اللہ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں؟ اس نے عرض کی: ہاں' آپ نے فرمایا کہ اسے آزاد کر سکتے ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک عجمی سیاہ لونڈی لئے حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! مجھ پر ایک مومن لونڈی آزاد کرنا لازم ہو چکا ہے' آپ نے اس لونڈی سے پوچھا: اللہ کہاں ہے؟ اس نے آسمان کی طرف انگشت شہادت اُٹھا دی۔ پھر پوچھا: میں کون ہوں؟ تو اس نے آپ کی اور آسمان کی طرف انگلی سے اشارہ کر دیا' یعنی آپ اس اللہ کے رسول ہیں' آپ نے فرمایا: اسے آزاد کر سکتے ہو۔ واللہ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں اس شخص کے بارے میں بتایا گیا ہے جس نے مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے کی نذر مانی' اس کے لئے یہ جائز ہوتا ہے کہ وہ مکہ کی مسجد میں نماز پڑھ لے یا مدینہ کی مسجد میں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر آپ مکہ فتح کر لیں گے تو میں بیت المقدس میں نماز پڑھوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ یہیں پڑھ لو' دوبارہ پوچھا تو یہی فرمایا اور تیسری بار پوچھا تو فرمایا: جیسے تمہاری مرضی' اس کے بعد فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے محمد کو سچا بنا کر بھیجا ہے' اگر تم یہیں پڑھ لیتے ہو تو بیت المقدس میں ہر پڑھی جانے والی نماز کے بدلے میں یہی پوری ہو جائے گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک عورت نے نذر مانی: اگر اللہ نے مجھے شفاء دیدی تو میں یہاں سے نکل کر مسجد بیت المقدس میں لازمی نماز پڑھوں گی' وہ تندرست ہو گئی چنانچہ اس نے جانے کی تیاری کر دی اور اس سلسلے میں حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس حاضر ہوئی' سلام عرض کیا اور اپنا ارادہ بتایا' انہوں

نے فرمایا: بیٹھ جاؤ اور جو کچھ بنایا ہے کھاؤ اور رسول اللہ ﷺ کی مسجد ہی میں نماز پڑھ لو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن رکھا ہے، فرمایا تھا: میری اس مسجد میں نماز پڑھنا، کسی اور مسجد میں ہزار نماز پڑھنے سے بھی زیادہ اجر رکھتا ہے، ہاں کعبہ کی مسجد میں پڑھنا اور بات ہے۔

ایک روایت میں مسجد الحرام کے الفاظ ہیں کیونکہ مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا کسی دوسری مسجد میں سو نماز پڑھنے سے افضل ہوتا ہے۔

ایک روایت میں ہے: مسجد الحرام میں ایک نماز کا اجر میری اس مسجد سے ایک سو گنا زیادہ ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ تین مسجدوں کے علاوہ کسی مسجد کی طرف تیاری کر کے نہ جایا کرو، ایک مسجد حرام، دوسری میری یہ مسجد اور تیسری مسجد اقصیٰ۔

ایک روایت میں ہے کہ صرف تین مسجدوں کیلئے سفر کیا جائے۔

فصل:

کسی کی مانی ہوئی نذر کو پورا کر دینے کے بارے میں حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میری والدہ فوت ہو چکی ہے، اس نے نذر مانی تھی لیکن پوری نہ کر سکی تو آپ نے فرمایا کہ اسے پورا کر دو۔

حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جس کی ماں نے کسی مقام پر نماز پڑھنا لازم کر لیا، اور وہ اسی حالت میں فوت ہو گئی تو اس کی طرف سے وہ نماز پڑھ دے۔ واللہ اعلم۔

کِتَابُ الْعِتْقِ

غلام وغیرہ آزاد کرنا

رسولِ اکرم ﷺ اس بات پر اُبھارا کرتے تھے کہ ہر موقع پر گردن آزاد کرتے رہا کرو اور فرمایا تھا کہ جو شخص کوئی مسلمان گردن آزاد کرتا ہے تو اس کے جسم کے ہر حصے کے مقابلے میں اس کا وہ حصہ جہنم سے بچا دیا جائے گا خواہ شرمگاہ کے مقابلے میں شرمگاہ ہی ہو۔

- آپ نے فرمایا: جس مسلمان عورت نے ایک مسلمان عورت آزاد کر دی تو اس کے بدلے میں جہنم سے اس کی رہائی ہو جائیگی اور اس کے ہر جسمانی حصے کے مقابلے میں اس کا اپنا جسمانی حصہ آزاد ہو جائے گا۔
- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: پانچ ایسے کام ہیں کہ جو شخص انہیں ایک دن میں کر لیتا ہے تو اللہ اسے اہل جنت میں سے لکھ دیتا ہے: بیمار کی بیمار پرسی کرے' جنازہ میں شامل ہو' دن بھر کا روزہ رکھے' جمعہ کو جائے اور گردن آزاد کرے۔
- حضرت فضالہ بن عبید اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جس پر کوئی گردن آزاد کر دینا لازم ہو چکا ہو' وہ حرام زادہ بھی آزاد کر دے گا تو کافی ہو گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہی فرماتے تھے چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زنا کا بچہ اور اس کی ماں کو آزاد کر دیا تھا۔
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک زانی عورت کا بچہ آزاد کرنے کی بجائے میرے لئے یہ بہتر ہے کہ میں کوئی ڈنڈا راہِ خدا میں دیدوں۔
- رسولِ اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ سب سے بہتر گردنیں (غلام لونڈی) وہ ہوتی ہیں جو مالک کو اچھی معلوم ہوں اور زیادہ قیمتی ہوں چنانچہ جب حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی لونڈی آزاد کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اگر یہ تم اپنے ماموؤں کو دیدیتیں تو تمہیں اس کا اجر زیادہ مل جاتا۔
  اس روایت میں یہ دلیل موجود ہے کہ صلہ رحمی گردن آزاد کرنے سے بھی بہتر ہوتی ہے۔
- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ان کاموں کے بارے میں تو مجھے بتایئے جنہیں دورِ جاہلیت میں میں گناہوں سے بچنے کیلئے کیا کرتا تھا جیسے صدقہ دیتا' غلام آزاد کرتا اور صلہ رحمی کرتا تو کیا ان کا بھی مجھے کوئی اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا: انہی کی وجہ سے تو تم اسلام لے آئے ہو۔

فصل:

غلام آزاد کر کے اس سے کوئی خدمت لینے کا حکم

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غلام تھا' انہوں نے مجھ سے کہا: میں تمہیں آزاد تو کر رہی ہوں لیکن یہ شرط لگاتی ہوں کہ تم زندگی بھر نبی کریم ﷺ کی خدمت کرتے رہو گے۔ میں نے عرض کی اگر آپ یہ شرط نہ بھی لگائیں تو جب تک زندہ ہوں' آپ کی خدمت کرتا رہوں گا' بہرحال آپ نے مجھے یہ شرط لگا کر آزاد کر دیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ لازمی آزاد کیا جانے والا غلام وغیرہ آزاد کرنے کی شرط پر خریدا جا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔

فصل:

آزاد شدہ کے مال اور اولاد کا حکم

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے کوئی مالدار غلام آزاد کیا تو وہ مال اسی کا ہوگا بشرطیکہ اس کا آقا اس بارے میں کوئی شرط نہ لگا دے چنانچہ حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے: یہ طریقہ چلا آ رہا ہے کہ جب کسی کو آزاد کیا جاتا ہے تو اس کا مال اسی کو دیدیا جاتا ہے تاہم حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا' ایک آزاد عورت سے اس کے بچے بھی تھے چنانچہ انہوں نے اسے خرید کر آزاد کرتے ہوئے کہا کہ اس کے بیٹے غلام رہیں گے لیکن اس شخص نے کہا کہ اپنی ماں کے غلام بنیں گے' اس پر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ ہمارے غلام رہیں گے' آخر وہ اپنا یہ جھگڑا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گئے' انہوں نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو والی بنایا۔

فصل:

کسی محرم کے مالک بننے کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لڑکے کے لئے اپنے باپ کے بارے میں یہ ہے کہ وہ اپنے غلام باپ کو خریدے اور آزاد کرے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص ذی رحم (رشتہ دار) کو خرید لے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ انصار نے رسول اکرم ﷺ سے اجازت مانگتے ہوئے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمیں یہ حکم دیجئے کہ اپنے خالہ زاد بھائی کا فدیہ کچھ نہ لیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان سے ایک درہم بھی نہ رہنے دو۔

اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ اگر مالِ غنیمت میں کسی مالِ غنیمت لینے والے کا ذو رحم آ جائے اور اسے اس کا پتہ نہ ہو تو وہ اس کی وجہ سے آزاد نہ ہو گا۔ کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذو رحم تھے۔

فصل:

جو کسی غلام کا مُثلہ (ناک' ہونٹ' کان کاٹ دینا) بنا دے تو اس کی آزادی اس کے ذمے ہو گی

کتاب الجراح میں حضور ﷺ کا یہ قول گذر چکا ہے کہ: جس نے کسی کے غلام کا مثلہ کیا تو اسکے ذمے وہ قیمت پڑے گی جو اس غلام کی گھٹ گئی اور اگر کسی آزاد نے اسے قتل کیا ہے تو اسے اس کے مالک کو قیمت دینا ہو گی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک لڑکا آیا جس کا ناک اور مردانہ حصہ کٹا ہوا تھا' آپ نے پوچھا: یہ کس نے کیا ہے؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے آقا نے کیا ہے' آپ نے اسے بلا کر پوچھا کہ یہ تم نے کیوں کیا ہے؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! میں نے اسے ایک لونڈی کے ساتھ دیکھا تھا' اس پر آپ نے غلام سے فرمایا: جاؤ تم آزاد ہو۔ اس غلام نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں کس کا غلام ہوں گا؟ آپ نے فرمایا: اللہ و رسول کے رہو گے چنانچہ آپ نے اس کے بارے میں مسلمانوں کو وصیت کر دی اور جب آپ کا وصال ہو گیا تو وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ رسول اللہ ﷺ کی وصیت کے بارے میں کیا حکم ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہم تمہارا اور تمہارے اہل و عیال کا خرچہ جاری کر دیتے ہیں چنانچہ آپ نے فوت ہونے تک جاری رکھا اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ خلافت آیا تو کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی میرے بارے میں وصیت ہے۔ آپ نے پوچھا: کہاں جانا چاہتے ہو؟ اس نے مصر کا نام لیا تو آپ نے حاکم مصر کو خط لکھ دیا کہ اس کے گذارے کیلئے اسے زمین دیدو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا کہ ایک شخص نے اپنی لونڈی کو گرم کڑاہی میں بٹھا دیا تو اس کی سرین جل گئی' جس پر آپ نے اس لونڈی کو آزاد کر دیا اور اسے مارا۔

فصل:

کسی سانجھے غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کرنے کا حکم

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی غلام میں اپنا حصہ آزاد کرنا ہو اور اس کے پاس اتنا مال ہے کہ جو غلام کی پوری قیمت تک پہنچ جائے تو اسے اس کی درمیانی قیمت لگا کر ہر حصے دار کو اس کے حصے کی قیمت ادا کر کے غلام کو آزاد کر دینا چاہئے ورنہ جو اس کا حصہ ہے وہ تو اس نے آزاد کر ہی دیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جس نے سانجھا غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو اس کی درمیانی قیمت لگوانی چاہئے نہ زیادہ ہو اور نہ ہی کم اور پھر اگر وہ خوشحال ہے تو اسے آزاد کر دینا چاہئے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جس نے کسی غلام میں اپنا سانجھا حصہ آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو اسے چاہئے کہ پورے کو آزاد کرائے بشرطیکہ ان کے پاس اس کی درمیانی قیمت موجود ہو جو دوسرے حصہ دار کو ادا کر سکے یوں وہ اس غلام کو آزاد کر دے اور اگر اس کے پاس نہیں تو غلام کی قیمت درمیانی قسم کی لگوائی جائے اور پھر اس حصے کیلئے کوشش کی جائے جو آزاد نہیں ہو رہا۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنا حصہ آزاد کرنے کا ارادہ کیا اور اس کے دوسرے حصہ دار یتیم ہیں تو ان کی انتظار کرے کہ بالغ ہو جائیں پھر بالغ ہو کر وہ چاہیں تو آزاد کر دیں اور اگر وہ ضمانت لینا چاہیں تو انہیں ضمانت دی جائے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس غلام اور لونڈی کے بارے میں وضاحت فرماتے تھے جو کئی لوگوں کا سانجھا ہوتے اور ان میں سے اگر ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہوتا تو آپ فرماتے کہ اس پر لازم ہے کہ اسے آزاد کرائے بشرطیکہ آزاد کرنے والے کے پاس اتنا مال ہو جو درمیانے درجے کی قیمت کے لحاظ سے غلام کی قیمت کو پہنچ جائے جو حصہ داروں کو دی جا سکے اور اس غلام کو آزاد کیا جا سکے۔ پھر آپ فرماتے تھے کہ رسول اکرم ﷺ ایسا ہی فیصلہ فرمایا کرتے تھے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے غلام میں اپنا حصہ آزاد کرنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ اسے اسکے مال ہی سے آزاد کر دیا اور فرمایا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے۔

بَابُ التَّدْبِيْر

مُدَبَّر کرنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنا غلام مدبر کر کے آزاد کر دیا اور وہ محتاج ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے پکڑ لیا اور فرمایا: اسے مجھ سے کون خریدے گا؟ چنانچہ حضرت نعیم بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اتنے اتنے میں خرید لیا اور اسے دے دیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ انصار کے ایک شخص نے ایک مدبر غلام آزاد کیا' وہ محتاج تھا اور اس پر قرض تھا' رسولِ اکرم ﷺ نے اسے آٹھ سو درہم میں بیچ کر اسے دیدیئے اور فرمایا: اپنا قرض اُتار لو اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو۔

ایک اور روایت میں ہے' فرمایا: جب تم میں سے کوئی محتاج ہو تو اپنے آپ پر خرچ کرو اور اگر وہ مال زائد ہو تو رشتہ داروں پر خرچ کرو اور پھر بھی زیادہ ہو تو کچھ یہاں خرچ کرو اور کچھ وہاں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں وہ آدمی لایا گیا جس نے مدبر کر کے غلام آزاد کیا' تحریر لکھ دی چنانچہ اس نے کچھ تو ادا کر دیا اور کچھ باقی رہ گیا' اسی دوران اس کا آقا فوت ہو گیا' اس پر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: جو اس نے لے لیا' وہ اسی کا ہوا اور جو باقی رہ گیا تو تمہارے لئے کچھ نہیں۔

خاتمہ

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی دو لونڈیاں مدبر (رقم طے کر کے) آزاد کیں اور اس دوران وہ ان سے ہم بستری کرتے رہے اور آپ نے فرمایا تھا کہ مدبر غلام کا بچہ بھی ویسے ہی مدبر شمار ہوتا ہے۔

ایک اور روایت میں فرمایا کہ مدبر کی اولاد اپنی ماں کی طرح ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ الْكِتَابَة

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئیں اور ان سے ''کتابت'' کی رقم مانگی' اس سے پہلے انہوں نے کوئی رقم ادا نہیں کی تھی چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے کہا: اپنے گھر والوں سے جا کر مشورہ کر لو' اگر وہ چاہیں کہ میں تمہاری یہ رقم ادا کر کے تمہاری مالکہ بن جاؤں تو میں ایسا کر دیتی ہوں' حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ بات اپنے گھر والوں سے کی تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا اور کہا کہ اگر وہ تم پر احسان کرنا چاہتی ہیں تو کر دیں تاکہ والی ہم ہی رہیں گے۔ انہوں نے یہ بات رسول اکرم ﷺ سے کی تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اسے خرید کر آزاد کر دو' والی وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے۔ اس کے بعد فرمایا: ایسے لوگوں کا کیا کہیے جو ایسی شرطیں لگا دیتے ہیں جن کا قرآن میں کوئی ذکر تک نہیں' ایسی کسی شرط کا اعتبار نہیں کیا جاتا خواہ سو شرط لگا دی جائے' شرط وہی حق اور پکی ہوتی ہے جو اللہ نے لگائی ہو۔

- آپ مکاتب کو اس وقت تک غلام ہی شمار کرتے تھے جب تک کتابت کا ایک بھی درہم ادا کرنا اس کے ذمے ہوتا چنانچہ آپ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تھا کہ جب تم میں سے کسی کا مکاتب ہو اور اس کے پاس ادا کرنے کی رقم ہو تو اس سے پردہ کرے۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مکاتب وہ حصہ ادا کرے جو آزاد کی دیت ہے اور جو باقی رہے وہ غلام کی دیت ہے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مجھے مکاتب بنا دو لیکن میں نے انکار کر دیا حالانکہ وہ بہت مالدار تھے چنانچہ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے' آپ نے فرمایا کہ اسے مکاتب کر دو' میں نے پھر انکار کر دیا تو مجھے کوڑا مار کر یہ آیت پڑھ سنائی:

  فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ؗ

  ''اگر ان میں کوئی بہتری دیکھو تو انہیں مکاتب بنا دو۔''
- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ مجھے بنولیث کی ایک عورت نے ذی المجاز کے بازار سے سات سو درہم کے بدلے میں خرید لیا اور آ کر مجھے چار ہزار درہم میں مکاتب بنایا' میں نے وہ مال ادا کر دیا' پھر میں نے باقی مال اُٹھایا اور اس کی طرف چلا گیا اور کہا: یہ تمہارا مال ہے' لے لو' اس نے کہا ایسا نہیں بلکہ میں ہر مہینے اور ہر سال لیا کروں گا' میں اسے لے کر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور ان سے بات کی' انہوں نے کہا کہ اسے بیت المال میں داخل کر دو' ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو آزاد ہو گیا' اب تم ہر مہینہ یا ہر سال لیتے جانا۔ میں نے یونہی کیا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

بَابُ اُمَّھَاتُ الْاَوْلَادِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لونڈی اگر بچہ جن دیتی ہے تو خواہ وہ نامکمل ہی ہو' آزاد ہو جاتی ہے۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی لونڈی سے ہم بستری کی اور اس نے اس کیلئے بچہ جن دیا تو وہ اس کی طرف سے مدبر ہو کر آزاد ہو جائے گی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جس عورت نے اپنے آقا سے بچہ جنا تو وہ مدبر ہو کر آزاد ہو جائے گی یا فرمایا کہ اس کے بعد آزاد ہو جائے گی۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کے پاس حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ (ماریہ) کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: میں اسے اس کے بچے سمیت آزاد کرتا ہوں۔
- انصار میں سے ایک آدمی رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ہمیں قیدی ملتے ہیں تو ہم ان کی قیمت پسند کرتے ہیں' آپ عزل کے بارے میں کیا فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا: یہ تم کرتے ہو تو اس کا تم پر حرج نہیں کیونکہ جس بچے کے بارے میں اللہ لکھ چکا ہے وہ تو آ کر ہی رہے گا (عَـزْل کا مطلب ہے: بچہ پیدا کرنے سے احتیاط کرنا)۔
- رسول اکرم ﷺ اس بات سے منع فرماتے تھے کہ بچہ جننے والی لونڈی کو بیچا جائے' آپ فرماتے تھے: نہ یہ بیچی جائیں' نہ ہی عطیہ دی جائیں اور نہ ہی انہیں وراثت دی جائے اور جب تک اس کا آقا ہے' ہم بستری کر سکتا ہے اور اس سے فائدہ لے سکتا ہے۔
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ہم امِ ولد لونڈیاں بیچ لیا کرتے تھے اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے روک دیا چنانچہ ہم رُک گئے' آپ نے فرمایا تھا: تم انہیں کیسے بیچ دیتے ہو' ان کے گوشت اور خون تو تمہارے ساتھ ایک ہو چکے ہیں۔

علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ اصل میں یہ کام جائز تھا' پھر اسے روک دیا گیا لیکن بیچنے والے کو اس کا پتہ نہ چل سکا اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ایسے کسی شخص کا پتہ نہ چل سکا جس نے اسے بیچا کیونکہ آپ کے پاس وقت

بہت کم تھا اور آپ مسلمانوں کی مہمات میں مصروف رہے تھے اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں یہ معاملہ سامنے آیا چنانچہ روکاوٹ کا پتہ چل گیا' یہ حدیث بھی ویسے ہی ہے جیسے متعہ کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے۔

ان کا یہ قول کہ ہم لونڈی سے فائدہ حاصل کرتے تھے اور اسے حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں کھجور اور آٹے کا کچھ حصہ دے دیتے تھے اور وہ بھی کچھ دنوں کیلئے' پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں روک دیا' یہ قول حضرت حباب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تھا اور اس گذشتہ کی توجیہ' حضور ﷺ کے وصال کے بعد نسخ رُک جانے کی وجہ سے تھی اور جب حباب بن عمرو فوت ہوئے تو ان کے پاس امِ ولد تھی جس کے بارے میں ان کی بیوی نے کہا کہ اب اس کے قرض میں تمہیں بیچا جا سکتا ہے۔ جب حضور ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ حباب بن عمرو کے مالِ وراثت کا مالک کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اس کا بھائی ابوالیسر کعب بن عمرو ہے' آپ نے اسے بلا کر فرمایا کہ اسے مت بیچو بلکہ اسے آزاد کر دو اور جب تمہیں پتہ چل جائے کہ میرے پاس کوئی غلام آیا ہے تو میرے پاس آ جاؤ' میں تمہیں اس کا بدلہ دونگا' انہوں نے یونہی کیا جس سے رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد ان میں اختلاف پیدا ہو گیا چنانچہ کچھ نے کہا کہ اُمِ ولد غلام ہوتی ہے اور اگر وہ غلام نہ ہوتی تو رسول اکرم ﷺ تمہیں اس کا معاوضہ نہ دیتے' دوسروں نے کہا: کہ یہ آزاد ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے اسے آزاد کر دیا تھا چنانچہ اختلاف کی وجہ یہی چیز بنی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کِتَابُ الْاَقْضِيَةِ وَالشَّهَادَات

فیصلے کرنا اور ان کی شہادتیں

یہاں یہ بھی بیان کیا جا رہا ہے دین و دُنیا کے معاملات چلانے کیلئے قاضی اور امیر کیسے بنائے جاتے ہیں۔ شریعت کے مسائل کے باب یہاں ختم ہو رہے ہیں۔ اس میں بھی کئی فصلیں ہیں۔

فصل:

اس میں بتایا جا رہا ہے کہ کسی معاملے کیلئے والی بنانا لازم ہوتا ہے اور اسے قبول کرنا ضروری ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بھی کہیں جنگل میں تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک کو امیر بنانا چاہئے۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ جب تین آدمی سفر پر نکلیں تو ایک کو امیر بنا لیا کریں۔

- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی آئے جن میں سے ایک نے عرض کی: یا رسول اللہ! جس حصہ پر اللہ نے آپ کو امیر اور والی بنایا ہے' اس میں سے کچھ پر ہمیں والی بنا دیجئے' یونہی دوسرے نے بھی کہا' اس پر آپ نے فرمایا: بخدا میں یہ امارت نہ تو اسے دیتا ہوں جس نے مانگی ہے اور نہ ہی اسے جس نے اس کی حرص کی ہے۔
- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا: اے عبدالرحمٰن! امیر بننے کا سوال نہ کرو کیوں اگر یہ امارت تمہیں بن مانگے ملے گی تو اس میں تمہاری امداد بھی ہو گی اور اگر مانگ کر ملے گی تو یہ خود تمہیں نبھانا پڑے گی۔
- آپ نے فرمایا تھا: جلد تم امیر بننے کی حرص کرنے لگو گے اور یہ قیامت کے دن شرمساری بنے گی چنانچہ اسے یوں سمجھئے جیسے دودھ پلانے والی تو اچھی لگتی ہے لیکن جب وہ دودھ چھڑاتی (موت) ہے تو بُری لگنے لگتی ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ دودھ پلانے والی کا لفظ بول کر آپ نے امیر بننے کی مثال دی ہے اور دودھ چھڑانے والی کا لفظ بول کر موت مراد لی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فرع:

اس میں بتایا جا رہا ہے کہ والی کیلئے احکام سخت ہوتے ہیں اور یہ کہ جسے قاضی بنایا جائے اور وہ اس عہدہ کے حق پورے نہ کرنے تو اس سے کیا اندیشے ہوتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک پتھر نے اللہ کی بارگاہ میں گریہ زاری کی کہ اے میرے پروردگار! میں نے اتنے سال تیری عبادت کی لیکن پھر بھی تونے مجھے پاڑے کے سرے پر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہوتے کہ میں تمہارے سامنے قاضیوں کی مجلسوں کا لگاؤں؟

- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مسلمانوں کا قاضی بننے کی خواہش کرے اور قاضی بننے پر اس کا انصاف کسی بھی ظلم کے مقابلے میں زیادہ ہو تو اسے جنت ملے گی لیکن عدل و انصاف کے مقابلے میں جس کا ظلم زیادہ ہو گیا تو اسے جہنم میں جانا ہو گا۔

علماء فرماتے ہیں کہ قاضی کا یہ عہدہ مانگ کر لینا اس وقت جائز ہے جب اس کے بغیر کوئی قاضی نہ مل سکے۔

- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جھگڑے پیدا نہ ہونے دو بلکہ صلح کرا دیا کرو کیونکہ قاضیوں کے فیصلوں سے لوگوں میں کینہ پیدا ہوتا ہے اور پھر آپ اکثر یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس سے اس کی نگرانی میں موجود چیز کے بارے میں پوچھا جائے گا۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ جسے لوگوں کے فیصلوں کیلئے قاضی بنا دیا جائے تو ایسے ہو گا کہ جیسے اسے چھری کے بغیر ذبح کر دیا گیا۔

علماءِ کرام فرماتے ہیں: کہ یہ اس لئے کہ اس کی ہر حرکت و سکون شریعت کے ماتحت ہونی ضروری ہوتی ہے جس میں اپنی نفسانی خواہش ذرہ بھر بھی نہ ہو اور یہ بات ہدایت والے لوگوں کو چھوڑ کر باقی کیلئے کم سے کم معیار ہوتا ہے۔

- آپ ہی نے فرمایا: جو بھی حاکم لوگوں کے فیصلے کرنے پر مقرر ہونا ہے' قیامت کے دن قابو میں آ جائے گا اور ایک فرشتہ اسے گردن کے پیچھے سے پکڑ کر جہنم کے پاس کھڑا کر کے اپنا سر اللہ کی طرف اُٹھا لے گا' اگر اس نے فرمایا کہ اسے جہنم میں ڈال دو تو وہ اسے چالیس خریف گہرے جہنم میں گرا دے گا۔
- آپ نے فرمایا تھا: ان لوگوں کے امیر بننے والے لوگوں' عارفوں اور امانتیں رکھنے والوں کے لئے تباہی کا مقام ہو گا' قیامت کے دن بہت سے لوگ یہ آرزو دکھائیں گے کہ ان کو بالوں سے پکڑ کر ثریا پر لٹکایا ہوتا اور یہ آسمان و زمین کے درمیان لٹکتے رہتے حالانکہ انہوں نے کوئی برا کام نہیں کیا ہو گا۔
- آپ نے فرمایا: جو بھی لوگوں کا والی بنتا ہے تو اس کیلئے معافی کی گنجائش رکھ دی جاتی ہے' اگر اس نے قبول کر لی تو اسے معافی ہو گی اور اگر اس نے کوتاہی کی تو اس کے لئے عذاب کا وہ دروازہ کھول دیا جائے گا جسے برداشت کرنا

اس کے بس میں نہ ہوگا۔

- آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک قاضی پر وہ گھڑی آئے گی جب اسے خیال آئے گا کہ کاش اس نے دو شخصوں کے درمیان ایک کھجور تک کا فیصلہ بھی نہ کیا ہوتا۔ دیکھئے **باب الوصایا** میں گذر چکا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہونے لگا تھا تو لوگوں نے کہا تھا کہ اپنے بیٹے عبداللہ کو خلیفہ بنا دیجئے جس پر آپ نے فرمایا تھا کہ آل خطاب میں سے ایک ہی کا خلیفہ بن جانا کافی ہے کیونکہ جب قیامت کے دن خلیفہ کو سامنے لایا جائے گا تو اس کے دونوں ہاتھ گردن کے پیچھے بندھے ہوں گے۔
- آپ نے یہ بھی فرمایا تھا: جو شخص بھی دس یا اس سے زیادہ لوگوں پر حاکم بنتا ہے تو اسے قیامت کے دن گردن کے پیچھے ہاتھ باندھ کر لایا جائے گا' حکمرانی کا ابتدائی حصہ طعنے ملنے کا باعث ہوتا ہے' درمیانہ شرمساری اور آخری حصہ قیامت میں ذلیل ہونے کا سبب بنتا ہے۔

ایک روایت میں ہے جو بھی دس افراد پر حکمران بنتا ہے' قیامت کے دن اسے گردن پر ہاتھ باندھ کر لایا جائے گا' تب اللہ چاہے گا تو اسے رہا کر دے گا یا سزا دے گا اور جو قرآن سیکھ کر بھلا دے گا وہ اللہ کے سامنے جانے پر کوڑھا ہوگا۔

- آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس وقت تک قاضی کے ساتھ ہوتا ہے جب تک وہ ظلم شروع نہیں کرتا اور جب وہ ظلم شروع کر دیتا ہے تو اللہ الگ ہو جاتا ہے اور شیطان اس سے چمٹ جاتا ہے۔
- حضرت نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ سب سے پہلے قاضی حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہوئے جنہیں رسول اکرم ﷺ نے یمن کا قاضی بنایا تھا پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے جنہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاضی بنایا تھا لیکن حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قاضی بنایا اور نہ ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا آدھا دور گذر چکا تو انہوں نے حضرت یزید بن اخت النمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ چھوٹے چھوٹے معاملات میں میرے ساتھ تعاون کیا کرو چنانچہ وہ سب سے پہلے قاضی تھے جنہیں لوگوں کے معاملات سلجھانے کیلئے آپ نے مقرر کیا تھا اور پھر ان کے بعد قضاء کا عہدہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا تھا اور ان کی تنخواہ مقرر کی تھی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں عورت' بچے اور نااہل قاضی کو والی بنانے سے منع کرنا بتایا گیا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا کہ اہل فارس (ایران) نے اپنا حکمران کسریٰ کی بیٹی کو بنا لیا ہے تو فرمایا: وہ قوم کبھی کامیاب نہ ہوگی جس نے اپنی حکومت کی باگ ڈور ایک عورت کو دیدی۔

- آپ نے فرمایا تھا کہ ستر ویں صدی ہجری اور بچوں کے امیر بننے سے اللہ کی پناہ مانگو۔
- آپ ہی نے فرمایا: میری اُمت کا سب سے بڑا شر پسند وہ ہوگا جسے قاضی تو بنا دیا جائے لیکن کسی کام میں شبہ پڑنے پر کسی سے مشورہ نہ کیا کرے کیونکہ وہ درست فیصلہ کرنے پر غرور کرے گا اور اس پر ناراضگی ہونے کی صورت میں رعایا پر ناراض ہوگا اور برائی تحریر کرنے والا بھی یونہی ہوتا ہے جیسے ایک حاکم۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں جن میں ایک تو جنت میں جانے والا ہوتا ہے اور دوسری قسم کے دو جہنم میں جائیں گے، جو حق فیصلہ کرتا ہوگا وہ جنت میں جائے گا اور دوسری دو قسم میں سے ایک وہ ہوگا جو حق بات جانتے ہوئے اپنے حکم میں ظلم سے کام لے یہ جہنم میں جائے گا اور دوسرا وہ جو جاہل ہونے کی وجہ سے غلط فیصلے کرے۔

علماء فرماتے ہیں: اس حدیث میں یہ ثبوت ہے کہ قاضی مرد ہونا ضروری ہے۔

- آپ نے فرمایا: جو شخص غیر یقینی یا بے علمی میں فیصلہ کرے، وہ گناہگار ہوگا۔
- حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا: اے ابوذر! میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کمزور ہو اور میں تمہارے لئے وہی کچھ پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے کرتا ہوں لہٰذا میں کہتا ہوں کہ دو شخصوں کے بھی فیصلہ کرنے پر آمادہ نہ ہونا اور نہ ہی یتیم کے مال کا والی بننا پھر ایک اور موقع پر فرمایا تھا: اے ابوذر! تم کمزور آدمی ہو، یہ حکومت ایک امانت ہے، یہ قیامت کے دن ذلت اور شرمساری کا باعث بن سکتی ہے، ہاں یہ ذلت اس کو نہ ہو گی جو حق جان کر لے اور جو اس کے ذمے لگتا ہے، اُسے ادا کرے۔
- آپ نے فرمایا: میری بات سنو اور اسے مانو، پھر مانو! اگر تم پر کوئی حبشی حکمران بنا دیا جائے تو جب تک وہ قرآن کے مطابق فیصلے کرتا رہے گا، سربلند رہے گا۔

علماء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو حاکم نہ ہو یا جو غلام ہو۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

کسی کو والی بنانے کیلئے شرط لگانے کا حکم

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ غزوۂ موتہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر بنایا تھا اور فرما دیا تھا کہ اگر زید قتل ہو جائیں تو جعفر امیر ہوں گے اور وہ بھی قتل ہو جائیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر بنیں گے۔

فصل:

اس فصل میں حکمران کو رشوت لینے سے منع کرنے کا حکم بیان کیا گیا ہے اور اس کی عدالت کے مقام پر دربان مقرر کرنے کا ذکر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حکمرانی کے وقت رشوت دینے اور لینے والے پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔

- رسولِ کریم ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا تو ارشاد فرمایا تھا: اے معاذ! میری طرف سے اجازت کے بغیر کسی کے کچھ نہ لینا کیونکہ یہ نرا دھوکا اور خیانت ہوگی اور جو یہ خیانت کرے گا' اسے قیامت کو اس کا عذاب سہنا ہوگا۔
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ (قرآن میں) سُحت سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے بتایا کہ رشوت مراد ہے' پھر پوچھا گیا کہ حکمرانی والی رشوت؟ انہوں نے کہا: نہیں' وہ تو کفر ہوتی ہے اور پھر دلیل کیلئے یہ آیت پڑھی:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ○ (سورۂ مائدہ: ۴۴)

''اور جو اللہ کے اُتارے پر حکم نہ کرے' وہی لوگ کافر ہیں۔''

پھر اسکے بارے میں پوچھا گیا جو حکمران کے پاس کسی کی سفارش کرتا ہے اور اس پر تحفہ لیتا ہے تو فرمایا کہ یہ اللہ کو ناپسند ہے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ کیا ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے جو حکمرانی کے وقت رشوت لے؟ فرمایا: ہاں' یہ کفر ہے لیکن ایسا نہیں جیسے اللہ' اس کے فرشتوں' کتابوں اور رسولوں سے کفر کرتا ہے' یہ ایسا کفر ہے جو مسلمانوں کی ملت سے نہیں نکالتا۔
- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو امام یا والی' ضرورت مندوں' دوستوں' اور مسکینوں کے آنے پر اپنا دروازہ بند رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی دوستی' ضرورت اور مسکینی کا دروازہ بند رکھتا ہے۔

فصل:

غلط کام کرنے والے کی امداد حرام ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی ایسے جھگڑے میں امداد شروع کر دیتا ہے جس کے بارے میں وہ جانتا ہی نہیں کہ وہ معاملہ سچا ہے یا جھوٹا تو وہ ایسے اونٹ کی طرح ہے جو کنوئیں میں گر کر دم ہلاتا رہے لیکن اس میں باہر نکلنے کی ہمت نہ ہو۔

- آپ نے فرمایا: جو شخص کسی ظالم شخص کی امداد کرنے چلے اور وہ جانتا بھی ہو کہ وہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے نکل

جائے گا' اللہ و رسول ﷺ اس کے ذمہ دار نہ ہوں گے۔

آپ ہی نے فرمایا: جس شخص کی سفارش اللہ کی کسی حد کے مقابلے میں آ جائے تو جب تک وہ اس سے رُک نہیں جاتا' اللہ کی ناراضگی اور غضب میں رہے گا اور جو کسی مسلمان پر کسی معاملے میں ناراضگی کرے اور وہ اس معاملے کو جانتا بھی نہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے حق کی مخالفت کرتا ہوگا اور ناراضگی مول لے گا' اس پر قیامت تک مسلسل اللہ کی لعنت ہوتی رہے گا اور جو شخص کسی مسلمان کے حق میں ایسا بول بولے جو اس کے لائق نہیں یا دنیا میں اسے کوئی گالی نکالے تو قیامت کے دن یہ اللہ کا حق ہوگا کہ اسے جہنم میں ڈالنے کیلئے اس کے پاس لے جائے۔

فصل:

اس میں بتایا گیا ہے کہ وکیلوں اور کارندوں پر حکمران کا بھروسہ ضروری ہے۔

ابھی پہلے اس کی دلیلیں گذر چکی ہیں اور پھر **کتاب الجهاد** کے خاتمہ کے آخر میں گذر چکا ہے کہ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے سامنے یوں تھے جیسے کسی امیر کا سپاہی ہوتا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ غصے کے وقت حکمران کو کوئی حکم جاری نہیں کرنا چاہئے ہاں مختصر سا ہو اور توجہ نہ ہٹائے تو حرج نہیں۔

رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ کوئی حاکم غصے کی حالت میں کوئی سے دو لوگوں کا فیصلہ نہ کیا کرے چنانچہ حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک انصاری شخص رسول اللہ ﷺ کے ہاں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جھگڑے، یہ جھگڑا اس تالاب کے بارے میں تھا جس سے وہ کھجوروں کو پانی دیتے تھے چنانچہ انصاری نے کہا کہ اس کا پانی میرے قریب سے گذرتا ہے' آپ نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے زبیر! پہلے تم پانی لگا لو اور پھر اسے اپنے پڑوسی کی طرف جانے دو۔ اس پر انصاری نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ آپ کے چچا زاد ہیں نا؟ اس پر آپ کا چہرہ تبدیل ہو گیا اور پھر دوبارہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ پہلے اپنے باغ کو پانی دو اور پھر اسے روک لو کہ دیواروں تک پہنچ جائے چنانچہ وہ ٹخنوں کے برابر ہو گیا۔ اس پر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ میرے خیال کے مطابق یہ آیت اسی معاملے میں نازل ہوئی تھی:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ○ (سورۂ نساء: ۶۵)

''تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم' وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔''

فصل:

اس میں یہ حکم بتایا گیا ہے کہ دو مخالف' حاکم کے سامنے ایک جیسی حیثیت میں آ کر بیٹھیں۔

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ دو جھگڑنے والے حکمران کے سامنے آ بیٹھیں۔

- رسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اکثر فرماتے رہتے کہ اے علی! جب تمہارے سامنے آپس میں دو مخالف آ بیٹھیں تو اس وقت تک فیصلہ نہ کیا کرو جب تک دوسرے کی بات ویسے ہی نہ سن لو جیسے پہلے کی سنی تھی کیونکہ جب تم ایسا کرلو گے تو فیصلہ آسان ہو جائے گا۔

فصل:

اس میں حق ثابت ہونے پر قرض دار کو چمٹے رہنے کا بیان ہے اور ذمی کی طرف سے مسلمان پر زیادتی کا ذکر ہے۔

باب السّرقہ میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ کسی معاملے میں شک کی بناء پر رسول اللہ ﷺ آدمی کو روک لیتے اور پھر کچھ مدت کے بعد اسے چھوڑ دیتے چنانچہ دیہاتیوں میں سے ایک شخص اپنے قرض دار کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے فرمایا اسے اپنے پاس روک لیجئے اور پھر فرمایا: اے بنوتمیم کے بھائی! تمہارے اس قیدی سے کیا سلوک کیا جائے؟ پھر دن کے آخر میں آپ وہاں سے پھر گذرے اور پوچھا: اے بنوتمیم کے بھائی! تمہارے اس قیدی نے کیا کیا ہے؟ اور پھر اس کے بعد اسے رہا فرما دیا۔

- حضرت ابو حدرد اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ مجھ پر ایک یہودی کا چار درہم قرضہ تھا' اس نے زیادتی کی اور مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جا کر عرض کی کہ اے محمد! اس پر چار درہم میرا قرض ہے اور یہ مجھے تنگ کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کا حق دیدو۔ میں نے عرض کی: بخدا مجھے قرض اُتارنے کی ہمت نہیں' مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ ہمیں خیبر کی طرف بھیجیں گے چنانچہ مجھے اُمید ہے کہ آپ مجھے مالِ غنیمت دیں گے تو میں واپس آ کر ادا کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا حق دیدینا۔
- حضور ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب کوئی بات تین بار فرما دیتے تو دوبارہ نہ فرماتے چنانچہ آپ مجھے لے کر بازار کو گئے' میرے سر پر پگڑی تھی اور میں نے چادر پہن رکھی تھی' میں نے سر سے پگڑی اُتاری اور اسے دھوتی کے طور پر باندھ لیا اور چادر اُتار دی اور عرض کی کہ یہ دھوتی مجھ سے خرید لیجئے چنانچہ چار درہم کی بیچ دی۔ اسی دوران ایک بڑھیا وہاں سے گذری اور پوچھا: اے یہودی! تمہیں کیا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی سے جھگڑتے ہو' میں نے اسے اپنا واقعہ سنایا تو اس نے کہا: یہ چادر ہٹا کر مجھ پر ڈال دو۔

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ حاکم اپنی بات تین مرتبہ دہرایا کرے۔

فصل:

اس میں یہ آ رہا ہے کہ حاکم مخالف کے بارے میں نرمی کی سفارش کرسکتا ہے اور رقم گھٹا سکتا ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی مخالف کو فقیر دیکھتے ہوئے قرض لینے والے سے فرما دیا کرتے تھے کہ کچھ قرضہ معاف کر دو اور جب وہ ایک حصہ یا نصف وغیرہ معاف کرنے کیلئے عرض کرتا کہ یارسول اللہ! میں نے معاف کر دیا ہے تو آپ مقروض سے فرماتے کہ اُٹھو اور یہ ادا کر دو۔

فصل:

اس میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ حاکم کا حکم ظاہر صورت حال کے مطابق ہوتا ہے' باطنی کے مطابق نہیں ہوتا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ دو شخص وراثت اور برباد شدہ چیزوں کا جھگڑا لے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا: میں یہ فیصلہ اپنی رائے کے مطابق کرونگا لہٰذا اس کا مجھ پر کوئی بوجھ نہ ہوگا' یہ سن کر دونوں رونے لگے اور ایک دوسرے سے کہا کہ میں اپنا حق تجھے دیتا ہوں۔

- آپ اکثر فرما دیا کرتے: میں ایک بشر ہوں' تم تو اپنا جھگڑا میرے پاس لے آتے ہو' ہو سکتا ہے کہ کوئی دوسرے کا حق لے جائے کیونکہ میں اسی کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں' جو سنتا ہوں لہٰذا اگر میں کسی بھائی کے حق میں سے تھوڑا سا بھی کسی کو زائد دیدوں تو وہ لیا نہ کرے کیونکہ یہ اس کے لئے جہنم کا ٹکڑا ہوگا۔

  جس عالم کی رائے میں حاکم اپنے علم کے مطابق فیصلہ نہ کرے' اس کی دلیل یہی ہے۔

- قاضی شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ پوچھنے کیلئے خط لکھا اور پوچھا کہ فیصلہ کس شے کو سامنے رکھ کر کیا کروں؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں لکھا: اس کے مطابق فیصلہ کیا کرو جو قرآن میں ہے اور اگر اس سے نہ مل سکے تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے کرو لیکن اگر دونوں سے نہ ملے تو ان کے مطابق فیصلہ کرو جو صالحین نے لکھا ہے' اب چاہو تو اس سے آگے بڑھ کر فیصلہ کرو یا پیچھے ہٹ کر' میرے خیال میں پیچھے رہ کر فیصلہ تمہارے حق میں بہتر ہوگا۔ والسلام

فصل:

ترجمان مقرر کرنے کا حکم

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں یہودیوں کی کتاب سیکھوں چنانچہ میں نے سیکھ لی اور پھر آپ کے خطوط لکھے اور انہیں آپ کو پڑھ کر بھی سنایا۔

- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب کوئی بات کرتا جو سمجھ میں نہ آتی تو اپنے پاس بیٹھنے والوں میں سے کسی سے پوچھتے: یہ کیا کہہ رہا ہے؟

- حضرت ابوحمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کی ہوئی بات لوگوں کو سمجھاتا۔
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک وہ صحابی تھے کہ جب وہ آپ کے دل میں آئی بات سمجھ لیتے تو لوگوں کو بتا دیتے اور کہتے کہ رسول اللہ ﷺ یہ کچھ فرما رہے ہیں' جبکہ آپ چپ چاپ سنتے تاہم میں یہ نہیں جانتا کہ وہ بات انہوں نے پہلے حضور ﷺ سے سنی ہوتی تھی یا آپ کے ابھی دل ہی میں ہوتی تھی جو وہ بیان کر دیتے تھے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

گواہوں اور قسم کا ذکر

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ (فیصلہ کے وقت) گواہ لانا تو دعویٰ کرنے والے کا کام ہوتا ہے جبکہ قسم دینا اس کے ذمے ہوتا ہے جس کے خلاف دعویٰ ہو' ہاں ''قسامت'' میں ایسا نہیں ہوتا (کیونکہ اس میں مقتول کے اولیاء کو قسم دی جاتی ہے)۔

- آپ اکثر فرماتے کہ اگر لوگوں کو ان کے دعویٰ ہی کی بناء پر (یکطرفہ) فیصلہ دیا جاتا تو ان کے خون اور مال چلے جاتے۔

فصل:

قسم اور ایک گواہ پر فیصلہ کرنے کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اموال کیلئے قسم کے ہمراہ ایک ہی گواہ پر فیصلہ فرماتے جبکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عراق میں ہوتے ہوئے ایک گواہ کے ساتھ حق والے سے قسم بھی لیتے۔

فصل:

قسم کے بغیر صرف ایک گواہ پر فیصلہ کرنے کا حکم

حضرت ابوعبداللہ بن ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ مروان کے دور میں بنوصہیب نے دو گھروں اور ایک حجرے کے بارے میں دعویٰ کیا جسے رسول اللہ ﷺ نے صہیب کو دے دینے کا فیصلہ کیا تو فرمایا تھا: اس پر تم میں سے کون

گواہی دے گا؟ انہوں نے عرض کی: ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما' چنانچہ انہوں نے گواہی دیدی جس پر آپ نے وہ دو گھر اور حجرہ حضرت صہیب کو دے دیئے' چنانچہ مروان نے ان کی شہادت پر بنوصہیب کو دے دیئے۔

فصل:

قسم کھانے کا مقام اور کیفیت

حضرت ابوغطفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابن مطیع رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے درمیان کے ایک گھر کے بارے میں جھگڑا لے کر مروان کے پاس گئے' مروان نے یہ فیصلہ دیا کہ زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر کھڑے ہو کر قسم دے دیں اس پر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا کہ میں اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر قسم کھاؤں گا' مروان نے کہا: نہیں۔ اس پر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ وہ سچائی پر ہیں اور منبر پر جا کر قسم کھانے سے انکار کر دیا۔ مروان کو اس بات پر بڑا تعجب ہوا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے قسم لیتے تو فرماتے: اللہ کے نام پر اس کی قسم کھاؤ جس کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہو کہ دعویٰ کرنے والے کے لئے کوئی شے میرے پاس نہیں ہے۔

فصل:

حاکم صرف اپنے علم کی بناء پر فیصلہ نہ کرے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہم بن حذیفہ کو ایک آدمی کی کھیتی باڑی میں صدقہ کی تصدیق کیلئے بھیجا' ابوجہم نے اسے مار کر زخمی کر دیا' وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کی: یارسول اللہ! ہمیں بدلہ لے دیں۔ آپ نے فرمایا کہ اتنا لے لو' وہ خوش نہ ہوئے' آپ نے دوبارہ فرمایا کہ اتنا اور لے لو' جس پر وہ راضی ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں لوگوں کو تمہارے راضی ہو جانے کے بارے میں بتا دوں؟ انہوں نے کہا: ہاں بتا دیجئے چنانچہ آپ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: یہ لوگ مجھ سے بدلے کا مطالبہ لے کر آئے تھے' میں نے اتنا کچھ لے دینے کا بتایا تو یہ راضی ہو گئے' تم بتاؤ کہ راضی ہو؟ انہوں نے عرض کی: نہیں اور پھر مہاجرین انہیں مارنے کے لئے تیار ہوئے جس پر آپ نے انہیں فرمایا کہ رُک جاؤ چنانچہ وہ رُک گئے' پھر ان کو بلایا اور کچھ زیادہ دے کر پوچھا: اب خوش ہو؟ فرمایا: میں لوگوں کو خطبہ دے کر تمہارے راضی ہونے کی اطلاع دیدوں؟ انہوں نے عرض کی: ہاں دے دیجئے' چنانچہ آپ نے خطبہ دے کر پوچھا: اب راضی ہو؟ انہوں نے عرض کی: ہاں۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خیبر سے واپسی پر جعرانہ پہنچے تو ایک آدمی ملا' حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے میں چاندی موجود تھی' آپ اس میں سے لے کر لوگوں کو دیتے جاتے تھے۔ اس شخص نے کہا: اے محمد! انصاف کرو۔ آپ نے فرمایا: تباہ ہو جاؤ! اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو کون کرے گا؟ میں ہی انصاف نہیں کرونگا تو تم اسے گھاٹے اور خسارے میں رہ جاؤ گے۔ اس کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! اجازت ہو تو میں اس منافق کی گردن نہ اڑا دوں؟ فرمایا: اللہ کی پناہ! کہیں لوگ یہ نہ کہنے لگیں کہ میں اپنے صحابہ کا قاتل ہوں۔ (لوگو!) یہ شخص اور اس کے ساتھی قرآن پڑھیں گے لیکن ان کی ہنسلی سے نیچے نہ جا سکے گا اور دین سے یہ ایسے نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے۔
- حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں کسی کو اللہ کی کسی حد پھلانگتے دیکھوں تو اسے پکڑوں گا نہیں اور نہ ہی کسی کو تعاون کیلئے اپنے ساتھ ملاؤں گا۔

فصل:

گواہی کیسی ہوتی ہے؟ اور ایسے شخص کا بیان جس کی شہادت پر کوئی حکم نہیں لگ سکتا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اپنے کسی بھائی کے حق میں کسی خیانت کرنے والے مرد و عورت اور زنا کرنے والے مرد و عورت کی گواہی نہیں مانی جاتی' نہ ہی اس کی جو عام طور پر شہادتیں دیتا پھرتا ہے' نہ ہی اس شخص کی' جو والی ہوتے ہوئے' رشتہ داری میں بدنام ہو اور نہ ہی اس کی مانی جاتی ہے جو دل میں اس کے خلاف کینہ رکھتا ہو۔

- آپ فرماتے ہیں کہ گھر والوں کے حق میں اس شخص کی شہادت قبول نہیں ہوتی جو اس گھر کے ٹکڑے کھاتا ہو۔
- آپ فرماتے تھے کہ کسی دیہاتی کی شہادت شہری کے بارے میں نہیں مانی جاتی۔
- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ عالموں کی ایک دوسرے کے خلاف شہادت نہیں مانی جاتی کیونکہ ان میں حسد ہوتا ہے۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ بازاروں میں اعلان کرا دو کہ دشمنی والے اور بدنام کی گواہی قبول نہ کی جائے' اس پر آپ سے پوچھا گیا کہ دشمنی والا کون ہوتا ہے؟ تو فرمایا: جو صرف اپنا فائدہ سامنے رکھا کرتا ہو' پھر پوچھا گیا کہ بدنام کون ہوتا ہے؟ تو فرمایا کہ جو اپنے دین کے بارے میں بدنام ہو۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے ایک شخص کی گواہی قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا جس کا ایک جھوٹ پکڑ لیا گیا تھا۔
- آپ نے فرمایا تھا: کیا فاسق و فاجر کا ذکر کرنے سے گریز کرتے ہو؟ ضرور اس کی خامی بتایا کرو تا کہ لوگ اسے پہچان جائیں۔
- حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جو شخص کھلم کھلا گناہ کرتا اور پھر انہیں چھپاتا بھی نہیں تو ایسے شخص کی یہ خامی بتانا تمہارے لئے نیکی لکھا جائے گا لیکن جو گناہ کر کے اسے چھپاتا ہے' اسے اس برائی کے ساتھ یاد کرنا غیبت بن جائے گا۔
- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ہر مسلمان عدل و انصاف والا شمار ہوتا ہے۔
- حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی گواہ کی گواہی صرف ایک گناہ پر رد کر دی جاتی ہے حالانکہ اس نے اس کے علاوہ کوئی اور گناہ نہیں کیا ہوتا اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی نمازی اور دیانت دار ہوتا ہے اور جھوٹ بھی بول لیتا ہے' کبھی گنہگاروں میں ہوتے ہوئے بھی سچ بول دیتا ہے اور اس کی بات پر دلوں میں یقین آ جاتا ہے۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ کسی اکیلی عورت کی گواہی ایسی جگہ کے علاوہ قبول نہیں کی جاتی جہاں وہ اکیلی موجود ہو یا ایسے ہی ان کے حیض اور حمل کے بارے میں صرف انہی کی گواہی قبول ہوا کرتی ہے۔
- حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچوں کی ایک دوسرے کے خلاف گواہی پر فیصلے دیدیا کرتے تھے مثلاً ایسے موقع پر جب کسی نے کسی کو مارا ہوتا یا زخمی کیا ہوتا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گواہی میں عدل و انصاف کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ کے دور میں لوگوں سے وحی کے بارے میں گواہی پوچھی جاتی حالانکہ وحی ختم ہو چکی ہوتی اور ہمیں کوئی اچھی خبر بتا دیتا تو ہم اس کی حفاظت کرتے اور اسے اپنے قریب کر لیتے حالانکہ ہمیں اس شخص کے دل میں چھپی بات کا کوئی علم نہ ہوتا اور جو بری بات بتاتا تو ہم اس کی حفاظت سے کتراتے اور اس کی تصدیق نہ کرتے اگرچہ اس کی نیت ٹھیک ہوتی اور پھر باب الزنا میں پہلے گذر چکا ہے کہ زنا کا ثبوت چار مردوں کی گواہی کے بغیر ممکن نہیں ہوتا۔

فصل:

اس فصل میں اس گواہی کا بیان ہو رہا ہے جو سفر کے دوران وصیت کیلئے کسی ذمی نے دی ہو۔

حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مسلمان کی موت کے موقع پر اسے اپنی وصیت پر کوئی مسلمان گواہ نہ مل سکا تو اس نے اہل کتاب کے دو آدمیوں کو گواہ بنایا تھا چنانچہ وہ کوفہ پہنچے اور حضرت ابوموسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے ہاں گواہی دینا چاہی تو آپ نے کہا کہ یہ ایسا معاملہ پیش ہوا ہے جو حضور علیہ السلام کے دور کے بعد آج تک پیش نہیں آیا چنانچہ اس دن عصر کے بعد ان سے یہ قسم لی کہ نہ تو انہوں نے گواہی میں خیانت کا ارادہ کیا ہے' نہ ہی جھوٹ بول رہے ہیں' نہ ہی وصیت میں تبدیلی کی ہے' نہ اسے چھپا رہے ہیں اور نہ ہی اسے تبدیل کر رہے ہیں بلکہ یہ ایسی شخص کے ترکہ کے بارے میں وصیت ہے اور پھر ان کی وہ گواہی قبول کر لی۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تھا: سب سے آخری سورت ''مائدہ'' اُتری تھی لہٰذا جس چیز کے بارے اس میں حرام فرمایا ہے' اسے حلال بتاؤ اور جسے اس میں حرام قرار دیا ہے' اسے حرام کہو۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ کافر' بچے اور غلام کی گواہی اس وقت قبول کی جائے جب وہ اپنے اس حال میں نہ رہیں بلکہ کافر ہو تو مسلمان ہو جائے' بچہ ہو تو جوان ہو جائے اور غلام ہو تو آزاد ہو جائے' اس میں شرط یہ ہے کہ انصاف والے ہوں' حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے سنت قرار دیتے ہیں۔
- رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ مسلمان ملت کو چھوڑ کر باقی کسی ملت کی کسی دوسری ملت کے خلاف گواہی جائز نہیں ہوتی' ہاں مسلمان ملت کی گواہی ہر ایک کے خلاف جائز ہوتی ہے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ بنوسہم میں سے ایک آدمی' حضرت تمیم داری اور حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ گیا تو وہ سہمی ایسے مقام پر فوت ہو گئے جہاں کوئی مسلمان نہ تھا' جب اس کا ترکہ لایا گیا تو اس میں ایک چاندی کا پیالہ نہ تھا جس کے اندر سونا لگا تھا' حضور علیہ السلام نے ان سے قسم لی لیکن پھر وہ مکے سے مل گیا جس پر انہوں نے کہا کہ ہم نے تمیم اور عدی سے خریدا ہے۔ اس پر دو آدمی کھڑے ہوئے اور گواہی دی کہ ہماری گواہی ان دونوں سے زیادہ صحیح ہے' یہ پیالہ ان دونوں کے ساتھ تعلق والے کا ہے چنانچہ اسی سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ○ (سورۂ مائدہ: ۱۰۶)

''اے ایمان والو! تمہاری آپس کی گواہی' جب تم میں سے کسی کو موت آئے' وصیت کرتے وقت' تم میں کے دو معتبر شخص ہیں۔'' الخ

فصل:

اس فصل میں اس شخص کو سراہنا بتایا گیا ہے جس نے شہادت دے کر کسی کو حق دار بنا دیا اور اس کی برائی بیان کی گئی ہے جو بن بلائے گواہی دیتا پھرے۔

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ علیہ السلام فرماتے ہیں: کیا میں تمہیں سب سے بہتر اس گواہ کے بارے میں نہ بتاؤں جو پوچھنے سے پہلے گواہی دیدے۔

آپ اکثر فرماتے تھے: میری اُمت میں سب سے بہتر وہ ہیں جن کا میرے دور سے تعلق ہے' پھر وہ ہوں گے جن کا ان سے تعلق ہوگا اور ان کے بعد دوسروں سے تعلق رکھنے والے ہوں گے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اپنے عہد کے بعد آپ نے دو عہدوں کا ذکر کیا تھا یا تین کا اور پھر ان کے بعد وہ لوگ آئیں گے جو بن پوچھے گواہی دیں گے' خیانت سے کام لیں گے' ان سے بچنا مشکل ہوگا اور نذر مانیں گے تو اسے پورا نہ کریں گے' ان میں موٹاپا دیکھنے کو آئے گا۔

فصل:

جھوٹی شہادت

رسولِ اکرم ﷺ جھوٹی شہادت پر سختی فرمایا کرتے اور فرما رکھا تھا: سب سے کبیرہ گناہ جھوٹی شہادت ہے یا فرمایا کہ جھوٹی بات ہے اور (فرمایا) اس کے قدم وہاں سے ہلنے بھی نہ پائیں گے کہ وہ جہنمی قرار دیا جائے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھوٹی گواہی دینے والے کو چالیس کوڑے لگاتے' منہ کالا کر دیا کرتے' سر مونڈ دیتے' بازاروں میں گھماتے اور دیر تک قید رکھتے۔

فصل:

ایک چیز میں دو گواہوں یا دو دعووں کا مقابلہ ہونے کا حکم

حضرت ابوموسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں دو آدمیوں نے ایک اونٹ کے بارے میں دعویٰ کیا اور دونوں دو دو گواہ لے آئے جس پر آپ نے اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر ایک اور مرتبہ ایک چوپائے کے بارے میں دو آدمیوں نے دعویٰ کیا' گواہ کسی کے پاس نہ تھا چنانچہ آپ نے اسے بھی دونوں میں تقسیم فرما دیا۔

فصل:

قرعہ اندازی کے ذریعے قسم دلوانے کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قوم سے قسم مانگی تو وہ سب تیار ہو گئے چنانچہ آپ نے قسم دینے والوں میں قرعہ اندازی کی کہ کون قسم کھائے گا۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ دو آدمیوں نے ایک گھوڑے کے بارے میں قسم دینے کیلئے دوسرے پر زور دیا'

دونوں کے پاس گواہ نہ تھے جس پر آپ نے ان کی پسند اور ناپسند کو خیال میں نہ لاتے ہوئے قرعہ اندازی سے گواہی لی۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جب دونوں گواہ گواہی دینا پسند نہ کرتے ہوں یا پسند کرتے ہوں تو اس میں قرعہ اندازی کر لیا کریں۔

ایک مرتبہ کسی معاملے میں دو آدمی جھگڑا لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے جن میں سے دونوں ہی ایک جتنے انصاف پسند گواہ لے آئے چنانچہ آپ نے ان میں قرعہ اندازی فرما دی اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کی کہ اے اللہ! ان کا فیصلہ تو ہی فرما دے۔

فصل:

اس میں اس شخص کا حکم بتایا گیا ہے جو انکاری ہو کر گواہ نہ ہونے کی صورت میں قسم کا مطالبہ کرے اور پھر یہ بھی بتایا جا رہا ہے کہ دعویٰ کرنے والا گواہی اور قسم دونوں کام ذمے نہ لے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص جھوٹا ہوتے ہوئے اپنے مسلمان بھائی سے قسم مانگے اور اللہ اس کی قسم میں دیر پیدا کر دے تو اس کو جنت ملے گی۔

- حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میرے اور ایک دوسرے شخص کے درمیان کنوئیں کا جھگڑا تھا، ہم دونوں ہی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جس پر آپ نے فرمایا: تمہارے گواہ ہونے چاہئیں یا پھر قسم ہو گی، میں نے عرض کی: یہ قسم اُٹھا لے تو کوئی فکر کی بات نہیں۔ آپ نے فرمایا: جو شخص اس لئے قسم اُٹھاتا ہے کہ غلطی کے باوجود کسی مسلمان کا مال ہتھیا لے تو اللہ کی بارگاہ میں حاضری پر اللہ اس سے ناراض ہو گا۔

اس روایت کو اس عالم نے دلیل بنایا ہے جو گواہوں کے ہوتے قسم لینے کی رائے نہیں دیتے اور جن کی رائے میں عہد کرنا ہی قسم ہوتا ہے۔

- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں ایک شخص حضرموت سے اور دوسرا کندہ سے رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، حضرمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس نے میرے باپ کی زمین پر قبضہ کر لیا ہے، کندی نے کہا: یہ زمین میرے پاس ہے، میں اس میں کھیتی باڑی کرتا ہوں، اس میں میرا حق نہیں۔ آپ نے حضرمی سے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی گواہ ہیں؟ اس نے عرض کی: نہیں لیکن وہ قسم کھاتا ہے کہ جہاں تک اس کا علم ہے، زمین میری ہے جسے اس کے باپ نے مجھ سے چھین لیا تھا جس پر کندی قسم دینے کیلئے تیار ہوا تو آپ نے فرمایا: جو شخص بھی قسم کھا کر کوئی مال لیتا ہے تو اللہ کے سامنے جانے پر وہ اس سے ناراض ہو گا چنانچہ اس نے قسم نہ کھائی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

خاتمہ

اس میں ایسے لوگوں کو دھمکانے کا ذکر ہے جو طاقت ہونے کے باوجود حق دار کا حق ادا نہیں کرتے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: قیامت کے دن ابھی کسی کے قدم بھی نہ ہلنے پائیں گے کہ ان سے چار چیزوں کے بارے میں سوال ہوگا: اس کی عمر کے بارے میں سوال ہوگا کہ کس کام میں گذاری؟ علم کے بارے میں سوال ہوگا کہ اس پر کس قدر عمل کیا؟ اس کے مال کے بارے مین سوال ہوگا کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور اس کے جسم کے بارے میں سوال ہوگا کہ اسے کہاں استعمال کرتا رہا؟

- آپ نے فرمایا کہ حساب و کتاب میں جس پر سختی برتی جائے گی وہ عذاب میں پڑے گا۔ یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنی تو عرض کی: کیا اللہ کا یہ فرمان نہیں ہے کہ:

  فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ○ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا○ وَّیَنْقَلِبُ اِلٰۤی اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا○ (سورۂ انشقاق: ۷تا۹)

  ”تو وہ جسے اپنا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے اس سے عنقریب سہل حساب لیا جائے گا اور اپنے گھر والوں کی طرف شاد باد پلٹے گا۔“

  آپ نے فرمایا کہ یہ تو آسان حساب ہوگا اور قیامت میں جس کا بھی سخت حساب ہوگا ہلاک ہوگا۔

- آپ نے فرمایا: اگر کوئی شخص پیدائش سے لے کر موت کے دن تک منہ کے بل گرا رہے تو قیامت کے دن پھر بھی حقیر ہوگا۔

- آپ نے فرمایا تھا کہ قیامت کے دن ہر ایک سے دوسرے کے حقوق لے کر دئے جائیں گے بلکہ یہاں تک ہوگا کہ سینگ والی بکری سے اس کے ذریعے زخمی ہونے والی بکری کو بدلہ لے کر دیا جائے گا اور پھر اللہ کی طرف سے اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ کسی بھی دوزخی کا اگر کسی جنتی کے ذمے کوئی حق ہے تو میں اس وقت تک اسے دوزخ میں داخل نہیں کروں گا جب تک اسے بدلہ نہ لے دوں اور یونہی اگر کسی جنتی کا دوزخی کے ذمے کوئی حق ہے تو اسے دلوائے بغیر اسے جنت میں نہ جانے دوں گا چنانچہ تھپڑ کا بھی بدلہ دلواؤں گا۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ کیسے ممکن ہوگا ہمارے تو تن پر کپڑے بھی نہ ہونگے اور نہ ہی کچھ پلے ہو گا؟ آپ نے فرمایا: نیکیوں کے ذریعے بدلہ لے کر دوں گا مظلوم لوگ ظالموں سے بدلہ لیتے جائیں گے اور وہ ظالم اپنی نیکیاں بھی گنوا بیٹھیں گے اور اگر ان کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہ بھی اس کے نامۂ اعمال میں ڈال دئے جائیں گے اور یوں اسے جہنم کے نیچے والے حصے میں بھیج دیا جائے گا۔

رسولِ انور ﷺ نے فرمایا: میری امت میں قیامت کو وہ مفلس (محتاج وغریب) دکھائی دے گا جس نے نمازیں پڑھی ہونگی، روزے رکھے ہوں گے، زکوٰۃ دی ہوگی اور حج بھی کیا ہوگا لیکن دوسری طرف اس نے کسی شخص کو گالی دی ہوگی، دوسرے کو تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا چنانچہ اس کی نیکیاں اِسے اُسے دیدی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں اور اس کا فیصلہ ہونا ابھی رہتا ہوگا تو ان لوگوں کے گناہ اس کے حصے میں ڈال دیے جائیں گے اور آخرکار اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا لیکن اللہ کا ارادہ ہوگا کہ وہ اپنے کسی بندہ پر رحم فرمائے تو فرمائے گا: اے میرے بندے! میں تمہاری نیکیاں دوگنا کرتا ہوں، تیرے گناہ معاف کرتا ہوں، تیرے مخالفوں کو راضی کرتا ہوں اور تجھ پر اپنا انعام کررہا ہوں کیونکہ میں ہی تو کرم کرنے والا مہربان ہوں۔ والحمد للہ ربّ العالمین۔

اللہ کی مرضی سے فقہ کے جو باب یہاں آنے چاہئیں تھے، آ گئے ہیں اور اللہ کے فضل وکرم سے یہ عظیم الشان کتاب بڑی برکت والی اور مفید بن کر تیار ہوگئی ہے لہٰذا جو شخص اس میں درج شدہ احادیث کے بارے میں پتہ لگانا چاہتا ہے تو وہ صحاح حدیثوں میں دیکھے، اس کتاب کے بابوں میں ان کی احادیث ضرورت کے مطابق ملیں گی خواہ وہ کسی بھی قسم کی احادیث دیکھنا چاہے۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ، لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ○

اب ہم اس باب کا ذکر کرتے ہوئے کتاب کو مکمل کر رہے ہیں جس کا خطبہ میں وعدہ کر چکے ہیں چنانچہ اللہ کی توفیق سے اسے شروع کرتے ہیں:

بَابٌ جَامِعٌ

اس باب میں وہ بہت سی روایتیں جمع کر دی گئی جو عام طور پر دینی لحاظ سے بہت مفید ہیں۔ اس میں کئی فصلیں ہیں۔ پہلی فصل میں رسول اللہ ﷺ کے بہترین اخلاق کا ذکر ہے۔

یاد رکھئے کہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاقِ مبارکہ کا شمار اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کیونکہ سارے کا سارا قرآن ہی تو آپ کے اخلاق بیان کرتا ہے اور قرآن ہی کی آپ کے بارے میں تعریف ثناء آپ کے اخلاق بتانے کو کافی ہے اور اس دنیا میں آپ کے اخلاق اس قدر ہی دیکھنے میں آئے ہیں جنہیں انسان اپنا سکے اور آپ کو ان اخلاق مبارکہ کا پتہ چل بھی گیا تو پھر سخت افسوس کی بات ہوگی اگر آپ انہیں اپنا نہ سکیں وباللہ التوفیق۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ علم والے، سب سے پرہیزگار، دنیا سے بے تعلقی میں سب سے بڑھ کر، سب سے زیادہ مہربان، سب سے زیادہ انصاف کرنے والے، سب سے زیادہ برداشت رکھنے والے اور سب سے زیادہ پاک دامن تھے، کبھی بھی آپ کا ہاتھ مبارک ایسی عورت کو نہیں لگا جو آپ کی لونڈی نہ تھی یا جس سے آپ نے نکاح نہیں کیا یا آپ کے علاوہ کوئی اور اس کا محرم تھا۔

آپ سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے، کبھی بھی آپ کے گھر میں رات بھر کے لئے دینار و درہم نہیں رہا اور اگر بانٹنے سے رہ بھی جاتا، ایسا کوئی نہ ملتا جسے دے دیں اور رات چھا جاتی تو ایسے میں آپ اس وقت تک گھر میں تشریف نہ لے جاتے جب تک کسی ضرورت مند کو دے نہ دیتے۔

- جو کچھ اللہ کی طرف سے ہاتھ آتا تو اس میں سے صرف اتنا لیتے جس سے اس دن کا گذارہ چل سکے اور وہ بھی کم قیمت کھجور اور جو لیتے، باقی سارے کا سارا راہِ خدا میں بانٹ دیتے۔
- آپ جو کچھ بھی مانگتے، اللہ تعالیٰ فوراً عطا فرما دیتا۔
- کسی کو بری نظر سے نہ دیکھتے، نہ ہی اپنے وعظ میں کسی خاص آدمی کی طرف توجہ رکھتے بلکہ آپ کا وعظ سب کے لئے ایک جیسا ہوتا۔
- آپ سب کو خندہ پیشانی سے ملتے چنانچہ ہر ایک یہی سمجھتا کہ وہی حضور ﷺ کے زیادہ قریب ہے۔
- آپ جوتے خود سی لیتے، کپڑے کو پیوند لگا لیتے، بیویوں کے مشکل کاموں میں ان کا ہاتھ بٹاتے اور گوشت کٹوانے میں ان کی مدد فرمایا کرتے بلکہ ایسا معلوم ہوتا کہ ان میں اور آپ میں کوئی نہیں ہے۔

- آپ سب سے زیادہ حیاء دار تھے اور کسی ایک کے چہرے میں نظریں نہیں گاڑتے تھے۔
- آپ آزاد اور غلام ہر شخص کی دعوت قبول فرما لیتے خواہ وہ دودھ کا ایک گھونٹ ہوتا یا خرگوش کی ایک ران ہوتی' اسی کو کافی سمجھتے ہوئے کھا لیتے لیکن صدقہ کی کوئی شے نہ کھاتے۔
- ایسے بیمار مسکینوں کی بیمار پرسی فرماتے جن کی کوئی پرواہ نہ کرتا اور خود ان کی خدمت فرماتے۔
- آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دلجوئی کیا کرتے اور جو کسی بھی وجہ سے مجلس میں نہ آتا' اسے تلاش کرتے اور اکثر کسی نہ کسی صحابی سے فرماتے کہ شاید تمہیں میری یا میرے کسی صحابی کی وجہ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو گی (تبھی تو آئے نہیں ہو)۔
- کبھی ایسا نہ ہوتا کہ دو آدمی آپ کے پیچھے پیچھے چلے ہوں' اگر آپ سمیت تین لوگ ہوتے تو آپ ان کے درمیان چلتے اور اگر زیادہ ہوتے تو انہیں میں سے کسی کو آگے کر دیتے۔
- آپ نہایت ہی عاجزی سے کام لیتے' بڑائی کئے بغیر لوگوں کو اپنے پاس ٹھہراتے' ان سے لمبی چوڑی باتیں نہ کرتے' خوشی کے آثار سب سے زیادہ آپ ہی کے چہرۂ انور پر دکھائی دیتے' دنیا کی کوئی چیز آپ کو خوف زدہ نہ کر سکتی۔
- جو بھی لباس ملتا' پہن لیتے' ہر جائز چیز پہن لیتے' کبھی شملہ ہوتا' کبھی یمنی چادر ہوتی اور کبھی اونی لباس پہنتے۔
- اپنے پیچھے سواری پر کبھی اپنے غلام کو بٹھا لیتے' کبھی کسی اور کو اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ اپنے آگے پیچھے سواری بٹھا کر خود درمیان میں بیٹھے ہوتے۔
- جو بھی جانور مل جاتا اس پر سواری کرتے' کبھی گھوڑا ہوتا' کبھی اونٹ ہوتا' کبھی خچر ہوتا اور کبھی گدھا ہوتا' آپ مریض کی بیمار پرسی کیلئے مدینہ سے دور کے علاقے میں پیدل' ننگے پاؤں اور چادر لئے بغیر چلے جاتے' سر پر ٹوپی بھی نہ ہوتی۔
- آپ اچھی خوشبو پسند فرماتے لیکن خراب پسند نہ فرماتے۔
- آپ فقیروں اور مسکینوں کے ہمراہ مل کر کھاتے اور ان کے کپڑوں سے جوئیں تک نکال دیتے۔
- آپ باوقار لوگوں کی عزت ان کے اخلاق کے مطابق کرتے اور شرافت والے لوگوں سے بہترین سلوک فرماتے۔
- قریب ترین ذو رحم لوگوں کی عزت کرتے اور انہیں باہم ملتے دیکھنا چاہتے اور اس میں کسی باوقار کے وقار کو سامنے نہ رکھتے۔
- کسی پر ظلم و زیادتی نہ فرماتے خواہ کسی نے آپ پر ظلم ہی کیوں نہ کیا ہوتا اور جب کوئی معذرت ہی کر دیتا تو جو بھی اس نے کیا ہوتا' آپ درگذر فرماتے۔
- عورتوں اور بچوں تک کے ساتھ خوش طبعی فرماتے لیکن بات سچی ہوتی۔

- آپ صرف مسکراہٹ سے کام لیتے، کھل کھلا کر ہنسا نہ کرتے۔
- کوئی جائز کھیل ہوتا دیکھ لیتے تو اس سے نفرت نہ کرتے، آپ پر برے برے کلام کسے جاتے لیکن آپ انہیں برداشت کرتے لیکن ان کی پکڑ نہ فرماتے۔
- آپ کے پاس اونٹنی اور بکری ہوتی جن کا دودھ آپ اور آپ کی بیویاں پیا کرتیں، کچھ ایسے ہمسائے بھی تھے جو آپ کو عطیہ کے طور پر دودھ وغیرہ بھیج دیتے، آپ اس میں سے پی لیتے۔
- کوئی دعوت پر بلاتا تو آپ قبول فرماتے، جنازوں میں شامل ہوتے، پاؤں کے تلوے رومال کا کام دیتے۔
- آپ کے ہاں غلام بھی تھے اور لونڈیاں بھی لیکن کھانے پینے میں آپ اپنے آپ کو بڑھا چڑھا کر نہ دکھاتے۔
- کوئی بھی لمحہ آپ کا ایسا نہ گذرتا جس میں اللہ تعالیٰ یا اپنے آپ کی اصلاح کیلئے کچھ کر نہ رہے ہوتے۔
- کئی مرتبہ اپنے صحابہ کے باغوں کی طرف نکل جاتے، وہاں سے کھاتے بھی اور لکڑیاں اکٹھی کر کے گھر لے آتے۔
- کسی مسکین کو اس کی مسکینی کی وجہ سے حقیر نہ جانتے اور نہ ہی کسی بادشاہ سے اس کی بادشاہی کی وجہ سے خوف رکھتے، اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کیلئے آپ سب کو ایک ہی دعوت دیتے۔
- آپ جب بھی کسی مومن سے سخت لہجہ برتتے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف فرما دیتا اور ان پر رحمت فرماتا۔
- کبھی کسی عورت اور خادم کو لعنت نہ فرماتے۔
- جب بھی کوئی کسی کے خلاف دُعا کرنے کی بات کرتا تو کترا کر اس کیلئے اُلٹا دُعا ہی فرماتے۔
- جہاد کے علاوہ آپ نے کبھی عورت یا خادم وغیرہ کو ہاتھ سے نہ مارا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب بھی کوئی خادم آپ کو ناراض کر بیٹھتا تو فرماتے: اگر کل قیامت میں مجھے اس کی پکڑ ڈر نہ ہوتا تو میں تمہیں اس مسواک سے مارتا۔
- جب بھی کوئی آزاد، غلام، لونڈی اور مسکین ضرورت مند آ جاتا تو آپ اُٹھ کر اس کے ساتھ چلے جاتے۔
- کسی بھی بچھونے کا نقص نہ نکالتے، اگر کوئی کچھ بچھا دیتا تو اس پر بیٹھ جاتے، نہ بچھاتا تو زمین پر بیٹھتے اور لیٹ جاتے۔
- آپ نرم طبیعت تھے، درشتی اور سختی سے پیش نہ آتے اور نہ ہی بازاروں میں گھوما کرتے۔
- کوئی برے طریقے سے پیش آتا تو اس سے وہی طریقہ نہ برتتے بلکہ اسے معاف فرماتے اور درگذر کر لیتے۔
- جو بھی مل جاتا، اسے پہلے سلام کہتے اور جب کوئی ہاتھ تھام کر چلتا تو اس کے چھوڑنے تک آپ اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے۔
- جب بھی کسی صحابی سے ملاقات کرتے تو اس سے ہاتھ ملاتے اور ہاتھ ملا کر خوب دباتے اور اس پر قبضہ فرماتے۔
- کھڑے ہوتے اور بیٹھتے وقت ذکر الٰہی کرتے۔

- جب بھی کوئی آپ کے پاس آ کر بیٹھنا چاہتا تو نماز پڑھتے ہوئے اسے مختصر کر دیتے اور فارغ ہونے پر اس کی طرف متوجہ ہو کر پوچھتے: کوئی کام تو نہیں؟ اور جب اس کی ضرورت پوری فرما دیتے تو دوبارہ نماز کی طرف لوٹ آتے۔
- اکثر آپ یوں بیٹھتے کہ پنڈلیاں جوڑ کر کھڑی کر دیتے اور انہیں دونوں ہاتھوں سے ایسے تھام لیتے جیسے پیٹھ اور پنڈلیوں کو کپڑے سے باندھ لیتے ہیں۔
- آپ کے بیٹھنے کی جگہ کا صحابہ کو یوں علم نہ ہوتا کہ جہاں مجلس ختم ہوتی' آپ وہاں بیٹھ جاتے اور پاؤں پھیلا کر لوگوں کو تنگ کر کے آپ کو بیٹھے نہ دیکھا جاتا' ہاں جگہ کھلی ہوتی تو یوں بیٹھا کرتے اور اکثر قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھتے۔
- آپ ہر آنے والے کی عزت کرتے اور بسا اوقات اس کیلئے بھی چادر بچھا دیتے جس سے قریبی یا رضاعی تعلق نہ ہوتا کہ اسے اس پر بٹھا سکیں۔
- باہر سے آنے والے کیلئے آپ اپنے نیچے سے چٹائی نکال کر بچھاتے اور اگر وہ انکار کرتا تو آپ اس پر قسم ڈالتے چنانچہ وہ لینے پر مجبور ہو جاتا۔
- کئی مرتبہ دیکھا گیا کہ آپ حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پیٹھ پر سوار کر کے اپنے پاؤں اور ہاتھوں پر چلتے اور فرماتے جاتے: تمہارا اونٹ کتنا اچھا ہے اور تم کتنے بے مثال ہوتا ہم کبھی زمین پر بیٹھے بیٹھے بھی ایسا کیا کرتے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے دیکھا' آپ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا' انہوں نے اپنے دونوں پاؤں آپ کے گھٹنوں پر ٹکائے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے کہ آہستہ آہستہ اوپر چڑھ آؤ۔
- آپ پاس بیٹھنے والوں میں خوشیاں بانٹتے چلے جاتے اور ہر ایک ہی یہ سمجھتا کہ آپ کی نظر کرم سب سے زیادہ مجھی پر ہے۔
- لوگوں کو ان کی کنیت والا نام لے کر بلاتے تاکہ ان کے دل خوش ہوں' تاہم کسی کی کنیت نہ بھی ہوتی تو آپ کنیت رکھ دیتے۔
- آپ ان خواتین کی بھی کنیت رکھتے جن کے ہاں اولاد ہوتی اور ان کی بھی' جن کی اولاد نہ ہوتی' ایسی عورتوں کے ہونے والے بچوں کے نام پر کنیت پہلے ہی رکھ دیتے جس سے ان کے دلوں میں بچوں کا شوق پیدا ہوتا۔
- غضبناک ہونا آپ کے لئے دور کی بات ہوتی لیکن خوش بہت جلد ہوتے۔ لوگوں پر آپ سب سے زیادہ مہربان ہوتے اور کسی کا سب سے زیادہ فائدہ سوچنے والے آپ ہی تھے۔
- جب بھی کسی مجلس سے اُٹھنا ہوتا تو یوں پڑھتے:

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ٥

اور بتاتے کہ یہ کلمات مجھے جبریل علیہ السلام نے بتائے ہیں۔

- آپ آہستہ آہستہ کھول کھول کر بات کرتے اور دو دو بار سے زیادہ مرتبہ بات دہراتے تا کہ سمجھی جا سکے۔
- کلام ایسی فرماتے جیسے موتی جڑے ہوئے ہوں پھر بری بات کرنے سے گریز کرتے اور جب کسی چیز کا ذکر کرنا ہوتا تو اس طرح کے الفاظ بولنے سے احتیاط فرماتے جو لوگوں کو ناچھے نہ لگتے۔
- سلام کہنا ہوتا تو تین تین بار دہرا کر کہتے۔
- اکثر آنکھیں آنسو چھلکاتی دکھائی دیتیں۔
- ایک مرتبہ سورج کو گہن لگا تو آپ نماز پڑھتے ہوئے روتے اور پھونکیں مارتے جاتے اور بارگاہِ الٰہی میں یہ دُعا کرتے: اے اللہ! کیا تو نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں کر رکھا کہ جب تک میں ان میں موجود ہوں' تو عذاب نہیں دے گا؟ یہ لوگ تم سے بخشش کی دُعائیں مانگ رہے ہیں اور اے پروردگار! میں بھی دُعائیں کئے جا رہا ہوں۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا آپ کے ہاں یہ حال ہوتا کہ ہنسنے کی بجائے آواز نکالے بغیر صرف تبسم فرماتے کیونکہ وہ آپ کی پیروی کرتے اور عزت افزائی سے کام لیتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے ہاں بیٹھے ہوتے تو یوں کہ جیسے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں' سب سے زیادہ تبسم اس وقت فرماتے جب قرآن نہ اُتر رہا ہوتا' قیامت کا ذکر ہوتا یا خطبہ میں کوئی نصیحت کی بات کر رہے ہوتے۔
- جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تو اسے اللہ کے سپرد کرتے' اپنی طاقت وقوت پر بھروسہ نہ کرتے' اللہ سے ہدایت اور تابعداری کی توفیق مانگتے اور گمراہی سے بچ جانے کی دُعا کرتے۔
- وہ کھانا زیادہ پسند فرماتے جس میں بہت سے لوگ شامل ہوتے اور کھاتے وقت ایک گھٹنے کو دوسرے پر اور ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھتے ہوئے دونوں گھٹنوں اور پاؤں کو ملایا کرتے اور فرمایا کرتے کہ میں بھی ایک بندہ ہوں' ویسے ہی کھاؤں گا جیسے تم کھاتے ہو۔
- آپ گرم کھانا نہ کھایا کرتے چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اس میں برکت نہیں ہوتی لہٰذا اسے ٹھنڈا کر لیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیں آگ کھلانا نہیں چاہتا۔
- آپ اپنی اگلی طرف سے کھاتے اور تین انگلیاں استعمال فرماتے' ہاں کبھی چوتھی بھی ساتھ ملا لیا کرتے' دو انگلیوں سے کبھی نہ کھاتے' فرماتے تھے کہ اس طرح شیطان کھاتا ہے۔
- ککڑی کھانا ہوتی تو آپ تازہ کھجور کے ساتھ کھاتے اور نمک لگا لیا کرتے۔ تازہ پھلوں میں آپ کو سب سے زیادہ انگور پسند تھا۔
- روٹی کے ہمراہ خربوزہ کا استعمال فرماتے اور ساتھ میٹھی چیز کھاتے۔ کبھی تر کھجور کھاتے اور دونوں ہاتھ اکٹھے استعمال فرماتے۔
- ٹہنی سے توڑ توڑ کر انگور کھاتے اور اس سے نکلنے والا پانی ڈاڑھی پر موتیوں کی طرح نظر آتا۔

- بہت مرتبہ آپ کھجور اور پانی کا استعمال فرماتے اور کھجور کے ہمراہ دودھ بھی ملا لیتے اور دونوں کا اکٹھا نام اَطْیَبَیْن رکھا ہوا تھا۔
- گوشت کھانا بھی بہت پسند فرماتے اور فرمایا تھا کہ یہ سننے کی طاقت بڑھاتا اور دنیا و آخرت میں سب کھانوں کا سردار ہے۔
- ثرید کھانا پسند فرماتے جو گوشت اور کدو سے تیار ہوتا۔ کدو پسند فرماتے اور فرما رکھا تھا کہ اس کی بیل کا تعلق میرے بھائی یونس علیہ السلام سے ہے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرما رکھا تھا کہ ہنڈیا پکاتے وقت اس میں کدو زیادہ ڈالا کرو کیوں کہ یہ غمگین دل کو مضبوط کرتا ہے۔
- لونڈی اور مسکین کی طرف سے کھانے کی دعوت ملتی تو بے پرواہی سے کام نہ لیتے۔
- ناراضگی صرف اللہ کی خاطر ہوتی' اپنی ذات کیلئے کبھی ناراض نہ ہوتے۔
- آپ سچائی پر فیصلہ دیتے خواہ اس میں آپ کو یا کسی صحابی ہی کو تکلیف پہنچ جاتی۔
- بھوک کی وجہ سے پیٹ مبارک پر پتھر باندھ لیا کرتے لیکن صحابہ پر بوجھ سے بچنے کیلئے ان سے چھپائے رکھتے۔
- جو کھانا بھی سامنے آجاتا' کھا لیتے اور کھانے سے انکار نہ فرماتے۔
- روٹی کے بغیر اکیلی کھجوریں بھی کھانے کو مل جاتیں تو کھانے سے گریز نہ ہوتا' گوشت بھنا ہوا مل جاتا تو کھا لیتے' گندم کی روٹی مل جاتی تو کھا لیتے اور جو کی مل جاتی تو وہ بھی کھا لیا کرتے' میٹھی چیز یا شہد مل جاتا تو وہ بھی کھا لیتے اور روٹی کے علاوہ صرف دودھ بھی مل جاتا تو اسی پر گذارہ کر لیتے اور اگر ککڑی بھی مل جاتی یا تر کھجور ہوتی تو وہ بھی کھا لیا کرتے۔
- آپ مرغی اور اس پرندے کا گوشت بھی کھا لیا کرتے جسے شکار کیا ہوتا' نہ تو خود خریدتے اور نہ ہی خود شکار کرتے بلکہ یہ پسند تھا کہ کسی کا شکار کیا ہوا کھائیں اور جب گوشت کھانا ہوتا تو اس پر جھکا نہ کرتے بلکہ اسے اُٹھاتے اور منہ میں ڈال لیتے اور اگلے دانتوں سے کاٹ کر کھاتے۔ روٹی کے ہمراہ گھی بھی کھا لیتے اور بکری کا گوشت کھانا ہوتا تو اس کا بازو اور مونڈھا (پٹھ) لے کر کھاتے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ بازو کا گوشت آپ کو زیادہ پسند نہ تھا لیکن کبھی کبھار گوشت کھانا ہوتا تھا اور جلدی ہوتی تو اسے ہی کھا لیتے کیونکہ یہ جلد ہضم ہو جاتا ہے۔
- سب سے بہتر کھانا کدو کا سالن اور کھجوروں میں سے خشک کھجور ہوتی۔ عجوہ کیلئے آپ نے دُعا بھی فرمائی تھی نیز فرما رکھا تھا کہ یہ جنت کا پھل ہے اور اس میں زہر اور جادو سے بچاؤ ہوتا ہے۔
- سبزیوں میں آپ کو ہنڈباء شمر اور خرفہ کا ساگ پسند فرماتے۔

- گردے کھانا اس لئے پسند نہیں فرماتے تھے کہ اس میں پیشاب ہوتا ہے پھر بکرے کی سات چیزیں نہیں کھاتے تھے: پیشاب گاہ' دونوں پتالو' شرمگاہ' خون' مثانہ' پتہ اور غدودیں نیز یہ بھی پسند نہیں فرماتے تھے کہ کوئی اور کھائے۔
- تھوم' پیاز اور گندنا بھی کھاتے تھے۔
- کھانے میں نقص نہیں نکالتے تھے۔
- آپ کے پاس ایک بڑا پیالہ تھا جس کا نام ''غراء'' تھا' اس کے چار حلقے تھے جسے چار شخص اپنے درمیان رکھ لیتے تھے نیز آپ کے ہاں ایک صاع تھا' ایک مُدّ تھا اور ایک چارپائی تھی جس کے پائے ساج کی لکڑی کے تھے۔
- یہ چار چیزیں بھی آپ کے پاس تھیں: شیشہ' کنگھی' دو قینچیاں اور مسواک۔
- آپ کے پاس سات بکریاں بھی تھیں جنہیں آپ کی دایہ ام ایمن چرایا کرتیں۔
- گوہ اور تلی کھانا حرام قرار نہیں دیتے تھے۔
- انگلیوں پر لگا کھانا چاٹ لیا کرتے تھے کہ کھانے کے آخری حصے میں برکت ہوتی ہے۔ انگلیاں چاٹتے چاٹتے سرخ ہو جایا کرتیں۔
- ہاتھوں کو رومال سے صاف نہ کرتے بلکہ ایک ایک انگلی کو چاٹتے اور فرماتے: کیا پتہ کس انگلی میں برکت ہے اور خاص طور پر گوشت اور روٹی کھانے پر دونوں ہاتھوں کو اچھی طرح سے دھوتے اور باقی پانی چہرے پر مل لیتے۔
- پانی کے برتن میں پیتے وقت سانس نہ لیا کرتے بلکہ ایک طرف منہ کر کے سانس لیتے۔
- ایک مرتبہ آپ کیلئے برتن لایا گیا جس میں دودھ تھا اور شہد' آپ نے پینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ایک برتن میں دو شربت ہیں جن میں سے ایک تو شربت ہے اور دوسرا کھانے کے کام آتا ہے نیز فرمایا کہ میں اسے حرام شمار نہیں کرتا مگر فخر کرنا اور دنیا کی فضول چیزوں کا حساب ہونا پسند نہیں کرتا' مجھے تو اللہ کے سامنے عاجزی کرنا پسند ہے کیونکہ جو عاجزی کرتا ہے' اسے اللہ بلند مرتبہ دیتا ہے۔
- گھر میں آپ کسی روکنے والے سے بہت حیاء فرماتے' اس سے مزید کھانا نہ مانگتے اور نہ ہی خواہش کر کے دکھاتے' وہ پہلے پہل جو کچھ دے دیتے' اسے ہی کھاتے خواہ وہ تھوڑی چیز ہی ہوتی۔
- جو کچھ کھانا پینا ہوتا' اُٹھ کر خود ہی اسے اُٹھا لاتے۔
- پگڑی باندھتے تو دونوں کندھوں کے درمیان لٹکاتے' کبھی اسے وہیں ملا دیتے اور پھیلا دیتے اور کبھی سارے کو نہ لٹکاتے۔
- آپ کی آستین گٹوں تک ہوتی اور سفر کے دوران تنگ آستینوں والا جبہ پہنتے۔
- اُوپر والی چادر کی لمبائی چھ ہاتھ' ایک انگشت اور تین انگل تھی جبکہ دھوتی کی چوڑائی دو ہاتھ اور ایک انگشت تھی۔
- آپ نے وہ چادریں پہنیں تھیں جن میں سرخ دھاریاں تھیں جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آپ خالص سرخ

رنگ کا کپڑا پہننے سے روکتے تھے۔

- آپ کے پاس شلواریں بھی تھیں اور جوتا آپ نے وہ پہنا جس کا نام "تاسومہ" تھا۔
- آپ کے پاس دو چادریں تھیں جن میں سبز رنگ کی دھاریاں تھیں لیکن مکمل سبز نہ تھیں۔
- آپ انگوٹھی یوں پہنتے کہ اس کا نگینہ ہتھیلی سے مل جاتا تھا۔
- چادر کبھی تو جسم پر لپیٹ لیتے تھے مگر کبھی کھلی رہنے دیتے' اسی کو عام طور پر طیلسان کہا جاتا۔
- آپ کا اور آپ کے صحابہ کا لباس عموماً روئی سے بنا ہوتا۔
- کئی مرتبہ پگڑی کو مغربی لوگوں کی طرح آپ ٹھوڑی کے نیچے سے باندھتے۔
- آپ سیاہ بالوں سے بنا لباس پہن لیتے' ایک مرتبہ ایک اونی چادر اوڑھی تو اس میں سے بھیڑ کی بو آئی چنانچہ اسے اُتار دیا۔
- آپ اچھی خوشبو پسند فرماتے۔
- آپ جگر بھون کر کھاتے۔
- اپنے صحابہ اور بیویوں کے ساتھ یوں رہتے جیسے انہی میں سے ایک ہوں نیز اچھے طریقے سے گھل مل کر رہتے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ میں جب کسی چیز کی طرف جھکتی تو آپ بھی جھکا کرتے اور جب میں کسی برتن سے پانی پیتی تو وہ برتن لے کر اسی جگہ منہ لگا کر پی لیتے اور جس ہڈی سے میں گوشت اُتار کر کھاتی وہیں سے آپ بھی کھینچ کھاتے۔
- قرآن پڑھتے وقت آپ میری گود کا سہارا لیتے۔
- آپ سو سے زیادہ بکریاں رکھنا پسند نہ فرماتے اور اگر کوئی بڑھ جاتی تو اسے ذبح کر لیتے۔
- آپ خرید و فروخت بھی کیا کرتے لیکن خریداری زیادہ ہوتی۔ نبوت سے پہلے آپ نے مزدوری پر بکریاں چرائیں' یونہی سفر تجارت میں آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزدور کے طور پر کام کیا' گروی اور بغیر گروی کیلئے قرض لیتے' ادھار لیتے' ضمانت دیتے' اپنی زمین وقف بھی کی تھی اور اَسّی سے زیادہ مقامات پر قسم کھائی جبکہ اللہ تعالیٰ نے بھی تین جگہوں پر آپ کو قسم کھانے کا حکم فرمایا: ایک فرمان یہ ہے:

قُلْ اِیْ وَرَبِّیْ ۝ (سورۂ یونس: ۵۳)

"تم فرماؤ! ہاں میرے رب کی قسم۔"

ایک فرمان یہ ہے:

قُلْ بَلٰی وَرَبِّیْ لَتَاْتِیَنَّکُمْ ۝ (سورۂ سباء: ۳)

"تم فرماؤ: کیوں نہیں' میرے رب کی قسم بے شک ضرور تم پر آئے گی۔"

اور تیسرا فرمان ہے:

قُلْ بَلٰى وَرَبِّىْ لَتُبْعَثُنَّ ○ (سورۂ تغابن: ۷)

''تم فرماؤ: کیوں نہیں، میرے ربّ کی قسم، تم ضرور اُٹھائے جاؤ گے۔''

- کبھی آپ کسی چیز کی گنجائش رکھ کر قسم کھاتے، کبھی کفارہ دیتے اور کبھی ایسے کھا لیتے۔
- ایک مرتبہ کسی شاعر نے آپ کی مدح کی تو اسے عطیہ دیا اور اپنے بغیر اس سے منع فرماتے ہوئے حکم دیا کہ تعریف کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈالو۔
- رکانہ نامی پہلوان کو آپ نے کشتی میں پچھاڑ دیا تھا۔
- اپنے کپڑوں سے (احتیاط) خود ہی جوئیں دیکھ لیا کرتے حالانکہ آپ کے کپڑوں میں جوئیں نہ ہوا کرتیں۔
- آپ سب سے اچھی چال چلتے اور یوں تیز چلتے جیسے نشیبی زمین کی طرف بے دھڑک جا رہے ہوں۔
- آپ کے صحابہ آپ کے آگے آگے چلتے، آپ پیچھے ہوتے اور فرماتے کہ فرشتے میرے پیچھے ہوتے ہیں لہٰذا مجھے پیچھے رہنے دو۔
- سفر میں آپ اپنے صحابہ کے سربراہ ہوتے کہ پیچھے رہ جانے والوں کو اپنے پیچھے سوار کر سکیں اور انہیں بلا سکیں۔
- آپ کے سارے کپڑے ٹخنوں سے اوپر ہوتے اور تہبند اس سے بھی اُوپر پنڈلی کے نصف تک ہوتی۔
- قمیص تہبند میں باندھی ہوتی اور کبھی نماز وغیرہ میں کھل بھی جاتی۔
- اُوپر لینے والی آپ کی چادر زعفران سے رنگی ہوئی تھی، کبھی آپ اس اکیلی سے نماز پڑھاتے اور کبھی اکیلے کمبل سے پڑھا دیتے۔ اس کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہ ہوتا۔
- آپ کے پاس پیوند لگی ایک چادر تھی جسے اوڑھ کر فرماتے کہ میں بھی ایک بندہ ہی ہوں۔
- آپ کے پاس جمعہ کے دن کیلئے دو کپڑے تھے جو ان کے علاوہ تھے جنہیں جمعہ کے بغیر دوسرے دنوں میں پہنتے، کئی مرتبہ ایک چادر کو اوڑھتے ہوئے کندھوں کے پیچھے اس کے دونوں کنارے باندھ لیتے۔ کئی مرتبہ آپ کی جگہ اور لوگ جنازہ کی نماز پڑھا دیتے اور کئی مرتبہ گھر میں نماز پڑھتے تو ایک ہی چادر اوڑھتے جس کے دونوں کنارے ادھر کے اُدھر باندھ کر اس میں لپٹ جاتے اور اس دن اسی سے جمعہ پڑھتے۔ کئی مرتبہ رات کو نماز پڑھتے تو ایک چادر اوڑھتے جس کا ایک حصہ اُوپر لے لیتے اور دوسرا حصہ کسی بیوی پر ڈال کر اسی طرح نماز پڑھتے۔
- آپ کے پاس ایک سیاہ چادر تھی جو کسی نے مانگ لی تو آپ نے اسے اوڑھا دی۔
- آپ کے پاس زعفران سے رنگی دوہری چادر تھی جسے اپنے ساتھ لے کر بیویوں کے گھروں میں جاتے اور جس بیوی کی باری ہوتی اس پر ڈال کر اوپر پانی کا چھینٹا لگاتے جس سے زعفران کی خوشبو مہک جاتی اور اسی چادر میں

آپ اپنی زوجۂ مطہرہ کے ساتھ لیٹ جاتے۔

- بہت مرتبہ گھر سے نکلتے تو دھاگے سے بندھی ایک انگوٹھی ہوتی جس پر کچھ پڑھتے رہتے پھر اسی انگوٹھی سے خطوں پر مہر لگاتے اور فرماتے کہ اس کے ذریعے کسی الزام سے بچا جا سکتا ہے۔
- آپ پگڑی کے نیچے ٹوپیاں پہن لیتے' کبھی اکیلی بھی پہنتے' کبھی سر سے اُتار بھی دیتے اور اسے سامنے رکھ کر اس پر نماز پڑھتے۔
- ایک وہ پگڑی تھی جو آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطیہ میں دیدی' اس کا نام ''سحاب'' (بادل) تھا' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے پہن کر کبھی آتے تو صحابہ سے کہتے کہ علی تمہارے پاس ''سحاب'' (بادل) میں آیا ہے۔

آپ کے لئے ایک بچھونا تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے تھے جس کی لمبائی تقریباً دو ہاتھ تھی اور چوڑائی تقریباً ایک ہاتھ ایک انگشت تھی۔ ایک عباء بھی تھی جس کے دو پہلو لپیٹ کر نیچے رکھ لیتے اور بہت مرتبہ ایسا ہوتا کہ صرف کنکروں ہی پر لیٹ جاتے اور کوئی دوسری چیز نیچے نہ ہوتی۔

ایک لوٹا بھی تھا جو مٹی سے بنا ہوا تھا جسے پکا لیا گیا تھا' اس سے وضو بھی کرتے اور اسی سے پانی پیتے' لوگ اپنے چھوٹے بچوں کو بھیجتے جنہیں سوجھ بوجھ ہوتی' وہ آپ کے پاس آتے تو جھڑکتے نہ تھے' وہ جب اس لوٹے میں پانی دیکھتے تو پی بھی لیتے اور اسے منہ پر بھی ملتے اور متبرک سمجھتے اور جسم پر بھی مل لیتے۔

- کبھی ایسا بھی ہوتا کہ صبح کی نماز کے بعد مدینہ کے خادم برتنوں میں پانی لے کر آ جاتے' آپ ہر ایک میں اپنا ہاتھ ڈالتے' کبھی سخت سردی کے دنوں میں آتے تو پھر بھی آپ اس میں ہاتھ ڈالتے۔
- آپ جب بھی تھوکتے اور وہ کسی صحابہ کی ہتھیلی پر گر جاتی تو وہ اسے اپنے چہرے اور جلد پر مل لیتے۔
- وضو فرماتے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پانی لینے پر جھگڑا کرتے۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے سامنے نہایت پست آواز سے بولا کرتے اور دیکھتے تو نیچی نظروں سے دیکھتے' تیز نظر سے نہ دیکھا کرتے' یہ ان کی تعظیم کا طریقہ تھا۔
- جب کوئی تکلیف دیتا تو ایک طرف چہرہ پھیر کر فرمایا کرتے کہ میرے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ رحم فرمائے' انہیں اس سے بھی زیادہ تکلیف دی جاتی تھی لیکن وہ صبر کرتے۔
- فرمایا کرتے کہ مجھے میرے صحابہ کی طرف سے خیریت کی خبریں سنایا کرو تاکہ میں ان کی طرف جاؤں تو خوش دلی سے جاؤں۔
- جب کسی کو نامناسب کام کرتے دیکھتے تو کسی کو اسے برا کہنے کی اجازت نہ دیتے' خود توجہ فرما کر اسے نرمی سے کام کا صحیح طریقہ بتاتے۔

- آپ گدھے پر سوار ہوتے تو اس پر اون کا پالان ڈالتے۔
- جب بچوں کے قریب سے گذرتے تو انہیں سلام کہتے اور ان سے خوش طبعی فرماتے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کے پاس ایک آدمی لایا گیا تو خوفزدہ کانپ رہا تھا' فرمایا: ڈرنے کی ضرورت نہیں' سنبھلو' میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں' میں تو ایک ایسی ماں کا بیٹا ہوں جو باسی گوشت کھا لیتی تھی۔
- اپنے صحابہ میں آپ یوں بیٹھے ہوتے کہ جیسے انہی میں سے ایک ہوں' کوئی مسافر سوال کرنے آتا تو اسے آپ کی پہچان نہ ہوتی چنانچہ صحابہ نے آپ کی پہچان کیلئے درخواست کی کہ کوئی اُونچی جگہ بنا دیں جس پر فرمایا جو چاہو' بنا لو چنانچہ انہوں نے مٹی سے ایک تھڑا سا بنا دیا جس پر آپ بیٹھ جایا کرتے۔
- آپ جس صحابی کو بھی آواز دیا کرتے تو وہ **لَبَّیْکَ** کہہ کر جواب دیتا۔
- جب صحابہ میں بیٹھے کوئی آخرت کے بارے میں بات کرتا تو آپ اس میں حصہ لیتے' کھانے پینے کی بات کرتا تو بھی لیا کرتے اور دنیا کی بات بھی کرتا تو آپ دلداری کیلئے ان سے باتیں کر لیتے اور حرام کام کرنے کے علاوہ کسی کو جھڑکا نہ کرتے۔
- آپ نے اپنی سواری' ہتھیار اور سامان کے نام رکھے ہوئے تھے چنانچہ جھنڈے نام ''**عقاب**'' تھا اور یہ سیاہ رنگ کا تھا کبھی زرد رنگ والا لیتے' کبھی سفید ہوتا جس میں سیاہ دھاریاں ہوتیں' خیمے کا نام ''**کـــنّ**'' تھا' اس میں ڈالی جانے والی چھڑی ''**مـمشـوق**'' نام کی تھی' پیالہ ''**رَیّـان**'' نام کا تھا اور لوٹے کو ''**صـادر**'' کہتے تھے' زین کا نام ''**راح**'' تھا جبکہ قینچی کو ''**جـامع**'' کہتے تھے اور وہ تلوار جسے لے کر جنگوں میں شامل ہوتے ''**ذوالـفقار**'' تھی' اس کے علاوہ اور تلواریں بھی تھیں' ایک کمر میں باندھا جانے والا پٹہ تھا جس میں چاندی کے تین گول حلقے تھے' تیروں کے ترکش کا نام ''**کافور**'' تھا' اونٹنی کو ''**قُصویٰ**'' کہا جاتا تھا' اسی کو ''**عضباء**'' بھی کہتے۔ خچر کا نام ''**دُلدل**'' تھا اور گدھے کو ''**یعفور**'' تھا اور وہ بکری جس کا دودھ پیتے' اس کا نام ''**عینہ**'' تھا۔
- رہا جسم مبارک تو قد مبارک نہ زیادہ لمبا تھا اور نہ ہی زیادہ چھوٹا اور بونا بلکہ چلتے تو درمیانے قد کے دکھائی دیتے اور جب کسی لمبے قد والے کے ساتھ چلتے تو برابر دکھائی دیتے اور فرمایا کرتے کہ ''درمیانے'' میں ہر بھلائی رکھی ہوتی ہے۔
- رنگ مبارک گلاب کی طرح تھا' نہ زیادہ سرخ اور نہ بہت زیادہ سفید۔
- پسینہ مبارک کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔
- بال مبارک کندھوں تک جاتے اور اکثر اوقات کانوں کی لَو تک لمبے ہوتے تھے۔
- سر مبارک اور ڈاڑھی میں سفید بال کوئی سترہ کے قریب تھے۔

- ناراضگی کی حالت میں بھی خوش دکھائی دیتے' غصہ صرف چہرے ہی سے معلوم ہوتا کیونکہ چہرہ مبارک کی جلد صاف ستھری تھی۔
- پیٹ پر تین شکن تھے جن میں سے ایک دھوتی میں ڈھانپا ہوتا۔
- ہتھیلی مبارک ریشم سے بھی زیادہ نرم تھی اور عطر بیچنے والے کی طرح خوشبو دار ہوتی' خواہ خوشبو لگاتے یا نہ لگاتے چنانچہ جب بھی کسی سے مصافحہ فرماتے تو سارا دن وہ اپنے ہاتھ میں خوشبو محسوس کیا کرتا۔ جسم درمیانہ درجے کا تھا البتہ عمر کے آخری حصے میں ذرا بوجھل ہو گیا تھا لیکن اس کے باوجود جسم تنا ہوا تھا' ایسے ہی کھائی دیتا جیسے پہلے تھا' جسم کے بھاری ہونے کا آپ کو احساس تک نہ ہوتا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

ماں باپ سے بھلائی کرنا واجب اور ان کے بعد ان سے تعلق رکھنے والوں سے بھلائی کرنا ضروری ہے

اس سے پہلے باب عشرۃ النساء میں میاں بیوی کے حقوق کا بیان ہو چکا ہے لہٰذا ہم یہاں دوبارہ نہیں لکھیں گے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کونسا عمل پسند ہے؟ فرمایا: اوّل وقت میں نماز پڑھ لینا۔ عرض کی: پھر کونسا پسند ہے؟ فرمایا: والدین سے بہتر سلوک' میں نے عرض کی: پھر کونسا پسند ہے؟ فرمایا: راہِ خدا میں جہاد اور جب کوئی جہاد میں شامل ہونے کیلئے حاضر ہوتا تو آپ پوچھتے: تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اگر موجود ہوتے تو فرماتے کہ محنت سے انہی کے ساتھ جہاد کا ثواب لو۔

ایک اور آدمی حاضر ہوا تو پوچھا: تمہاری ماں موجود ہے؟ اس نے عرض کی: ہاں' فرمایا: ماں کے قدموں سے چمٹے رہو' جنت وہیں ہے۔

- ایک اور آدمی نے پوچھا: یارسول اللہ! والدین کے حقوق کونسے ہیں؟ فرمایا: تمہارے لئے جنت اور دوزخ وہی ہیں۔
- آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ ایک والد' جنت کا درمیانی دروازہ ہوتا ہے' اب چاہو تو وہ دروازہ کھول لو اور چاہو تو رہنے دو۔
- فرمایا: اگر کوئی عمر اور روزی میں اضافہ چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ والدین سے بھلائی کرے اور ان کا احترام کرے اور پھر کتاب الطلاق میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول گذر چکا ہے کہ بتایا: میری ایک بیوی تھی

جس سے میں پیار کرتا تھا' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اسے طلاق دیدو' اس موقع پر مجھے رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد آ گیا کہ آپ نے فرمایا تھا: اسے طلاق دے کر والد کی فرمانبرداری کرو۔

- آپ نے فرمایا تھا کہ گناہ کرنے کی وجہ سے انسان روزی سے محروم ہو جاتا ہے۔ تقدیر کو صرف دُعاء ہی ٹال سکتی ہے اور عمر میں برکت' صرف نیکی سے ہوتی ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ اپنے والدین کی عزت کرو گے تو تمہاری اولادیں تمہاری عزت کریں گی اور دوسروں کی عورتوں کا احترام کرو گے تو تمہاری عورتیں تمہارا احترام کرنا سیکھیں گی۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بتایا کہ لوگوں کو ''اَبرار'' اسلئے کہتے ہیں کہ انہوں نے باپوں اور ماؤں کی خدمت کی اور جیسے تمہارے والدین کا تم پر حق ہے یونہی تمہاری اولاد کا بھی تم پر حق ہے۔
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تین بار فرماتے سنا: وہ ذلیل ہو' اس پر ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ کون ہے؟ فرمایا: جسے بوڑھے والدین دیکھنا نصیب ہوں یا ان میں سے ایک ابھی زندہ ہو اور وہ ان سے بھلائی نہ کرے تو جنت میں نہ جائے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اگر کسی کو والدین یا ان میں سے ایک کو دیکھنا نصیب ہو اور وہ ان سے بھلائی نہ کرے' دوزخ میں جائے گا۔

- ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! سب لوگوں میں سے مجھے کس کے ساتھ رہنا چاہئے؟ فرمایا: ماں' پھر پوچھا: اور کون؟ فرمایا: تمہاری ماں' پھر پوچھا: اور کون؟ فرمایا: تمہاری ماں' پھر پوچھا: اور کون تو فرمایا: تمہارا باپ۔
- فرمایا: اللہ کی رضا والدین کی رضا مندی میں ہوتی ہے اور اس کی ناراضگی' والدین کو ناراض کرنے میں ہوتی ہے۔
- فرمایا: جو بھی بچہ اپنے والدین کو پیار بھری نظر سے دیکھتا ہے تو ہر بار نظر کرنے پر اسے ایک قبول شدہ حج کا ثواب ملتا ہے' یہ سن کر صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! خواہ وہ دن میں سو بار دیکھا کرے؟ فرمایا: ہاں' اللہ کے پاس دینے کو بہت کچھ موجود ہے اور اس سے بھی بہتر موجود ہے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ انور ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے ایک بڑا گناہ کیا ہے تو کیا میری بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ آپ نے پوچھا: تمہاری ماں موجود ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں' پوچھا: خالہ ہے؟ عرض کی: ہاں' آپ نے فرمایا: تو اس سے بھلائی برتو۔

ایک اور شخص حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! کیا کوئی ایسی نیکی بھی ہے جو میں اپنے والدین کی خاطر کروں؟ فرمایا: ہاں' ان کی خاطر دُعا کرو اور اللہ سے بخشش مانگو' ان کے بعد ان سے کئے گئے وعدے پورے کرو اور ان رشتوں کو ملاؤ جن میں ان کا عمل دخل ہو اور دونوں سے تعلق رکھنے والوں کا احترام کرو۔

یہ بھی فرمایا تھا کہ: سب سے بڑی نیکی' والد سے محبت رکھنے والوں کے ساتھ تعلق جوڑے رکھنا ہے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: یہ بھی والدین سے بھلائی شمار ہوگا کہ تم ان کی موت کے بعد ان کے ملاقاتیوں کے ساتھ ایسے ہی پیش آؤ جیسے وہ اپنی زندگی میں انسے پیش آتے تھے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسا اوقات کئی عربوں کے آنے پر ان کے لئے کھڑے ہو جاتے اور ان کی خدمت کرتے' لوگ عرض کرتے کہ یہ لوگ تو دیہاتی ہیں چنانچہ اس سے کم پر بھی خوش ہو جائیں گے' آپ فرماتے کہ یہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں ان کے پاس آیا کرتے تھے۔
- ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے اپنے والد سے کچھ مانگا لیکن انہوں نے انکار کر دیا' آپ نے لڑکے کو پیغام بھیج کر منگوا کر فرمایا کہ تم اور تمہارا مال سب کچھ تمہارے باپ کا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

والدین کی نافرمانی کا حکم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بڑا بھائی' باپ کے مرتبہ پر ہوتا ہے۔

- آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ماؤں کی بے فرمانی' ان سے جھگڑنے کو منع فرمایا دیا ہے' یونہی بے مقصد بات چیت' بے تحاشا سوال کرنے اور مال ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے۔
- آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کی پہچان نہ کرا دوں؟ تین مرتبہ فرمایا: صحابہ نے عرض کی: ہاں یارسول اللہ! فرمایا اللہ سے شرک کرنا' والدین کی بے فرمانی' کسی شخص کو قتل کرنا' جھوٹی قسم کھانا اور جھوٹی گواہی دینا سب سے بڑے گناہ ہیں۔
- فرمایا: تین ایسے شخص ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کو دردناک عذاب دیا جائے گا۔ والدین کا بے فرمان' پرانا شرابی اور کسی کو کچھ دے کر احسان جتانے والا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ نہ تو وہ جنت میں داخل ہوسکیں گے اور نہ ہی اس کی خوشبو سونگھیں گے' اگرچہ پانچ سو سال کے سفر کی مسافت سے بھی جنت کی خوشبوئیں آ جاتی ہیں: والدین کا بے فرمان' کنجر اور مردوں جیسی صورت بنانے والی عورت۔ اس پر ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ دیوث کون ہوتا ہے؟ فرمایا: جو کسی خبیث شخص کو اپنے گھر میں ٹھہرائے۔

- آپ اکثر فرماتے تھے کہ پانچ سو سال دور ہوتے ہوئے بھی جنت کی خوشبو آنے لگتی ہے تاہم خدا کی قسم کسی کام پر

احسان جتلانے والا، والدین کا بے فرمان اور عرصہ سے شراب پینے والا اسے نہیں سونگھ سکیں گے۔

- پھر یہ بھی فرمایا: اس شخص کا راہِ خدا میں فرض اور نفل پڑھنا قبول نہیں ہو سکے گا: والدین کا بے فرمان، احسان جتلانے والا اور اللہ کی تقدیر کو نہ ماننے والا۔
- یہ بھی فرمایا: تین ایسے شخص ہیں کہ انہیں ان کا کوئی عمل فائدہ نہ دے گا: اللہ سے شرک کرنے والا، والدین کا بے فرمان اور جہاد کی بھیڑ سے بھاگ جانے والا۔
- آپ نے فرمایا: سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے والدین کو لعنت کرے۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! یہ کیونکر ممکن ہے؟ فرمایا: جب کوئی کسی کے والد کو گالی دیتا ہے تو اپنے ہی باپ کو گالیاں (لعنتیں) دے رہا ہوتا ہے اور کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو اپنی ہی ماں کو دیتا ہے۔
- ایک اور شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے بغیر کوئی بھی لائق عبادت نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، پانچوں نمازیں پڑھتا ہوں، اپنے مال کی زکوٰۃ دیتا ہوں اور رمضان کے روزے بھی رکھا کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جو شخص یہ اعمال کرتا ہوا فوت ہو جائے گا تو قیامت کو نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے مجمع میں ہوگا اور وہ یوں، (دونوں انگلیاں جوڑ کر دکھایا) شرط یہ ہے کہ وہ والدین کا بے فرمان نہ ہو۔
- آپ نے فرمایا: والدین خواہ تمہیں مال و اولاد بھی چھوڑ دینے کو فرمائیں تو ان کی بے فرمانی نہ کرو۔
- آپ نے فرمایا: لوگو! اللہ سے ڈرو اور رشتہ داری گانٹھے رکھو کیونکہ سب سے پہلے صلہ رحمی ہی کا ثواب ملے گا، بغاوت نہ کیا کرو کیونکہ سب سے پہلے سزا، بغاوت ہی کی ملے گی پھر والدین کی بے فرمانی سے بچو اور باوجودیکہ جنت کی خوشبو تو اس سے ہزار سال کا سفر دور ہونے پر بھی آ جاتی ہے لیکن والدین کا بے فرمان، رشتہ داری توڑنے والا، بوڑھا زانی اور متکبرانہ طور پر چادر اوڑھنے والا اسے سونگھ نہیں سکے گا کیونکہ بڑائی صرف اللہ ربّ العالمین ہی کو بجتی ہے۔

جھوٹ گناہ کا لفظ ہوتا ہے لیکن اس وقت نہیں جب تم کسی مومن کو اس سے فائدہ پہنچاؤ یا کسی بے دین کو اس کے دین سے پھیرنا چاہو۔

- آپ نے فرمایا: جو والدین کی بے فرمانی کرے، وہ لعنتی ہوتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: ہر گناہ کی سزا اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد دے گا لیکن والدین کی بے فرمانی کی سزا اسے مرنے سے پہلے ملے گی۔
- حضرت عوام بن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں کسی قبیلے کے پاس گیا، ان کے پاس ہی قبرستان تھا، عصر کے بعد ایک قبر پھٹی تو اس میں سے ایک انسان نکلا جس کا سر گدھے کا تھا لیکن دھڑ انسان کا، وہ دس مرتبہ ہنگا تو قبر بند ہو گئی پھر یکا یک ایک عورت نکلی جو بال سنوار رہی تھی (یا صوف بنا رہی تھی)، قریب ہی

سے مجھے ایک عورت نے کہا: اس بڑھیا کو دیکھتے ہو؟ میں نے کہا: اسے کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ اس کی ماں ہے۔ میں نے پوچھا: یہ واقعہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ شراب پیتا تھا اور جب ہوش میں آتا تو اس کی ماں اسے کہتی: اے بیٹے! اللہ سے ڈرو، یہ شراب تم کب تک پیتے رہو گے تو یہ کہتا: تم تو گدھے کی طرح ہینگتی رہتی ہو چنانچہ عصر کے بعد مر گیا اور پھر آج تک روزانہ عصر کے بعد قبر پھٹ جاتی ہے، یہ تین مرتبہ ہینگ لیتا ہے تو قبر بند ہو جاتی ہے۔

فصل:

صلہ رحمی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے مہمان کی قدر کرنی چاہئے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے رشتہ داری قائم رکھنی چاہئے اور جس کا یوں ایمان ہے، اسے اچھی بات کہنی چاہئے یا چپ ہو جانا چاہئے۔

- آپ نے فرمایا: جسے یہ خواہش ہے کہ کھلی روزی ملتی رہے اور اس کا ذکر ہوتا رہے، اسے صلہ رحمی رکھنا ہوگی۔
- ایک روایت میں ہے کہ جو شخص بری موت سے بچنے کی راہ نکالنا چاہتا ہے تو اللہ سے ڈرا کرے اور رشتہ داری کو صحیح رکھے نیز فرمایا تورات میں ہے کہ جو یہ چاہتا ہے کہ اس کی عمر اور رزق میں برکت ہو تو وہ صلہ رحمی سے کام لے۔
- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ عمر کی زیادتی نیک اولاد ہوتی ہے جسے وہ روزی کما کر کھلاتا ہے اور وہ اس کیلئے مرنے کے بعد دُعا کرتے ہیں تو دُعائیں اس کی قبر میں پہنچتی ہیں اور وہ یوں زیادہ عمر والے ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا (سورۂ منافقون:۱۱)

''اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ آ جائے۔''

- رسول اللہ ﷺ نے بتایا اللہ تعالیٰ ایک قوم کے گھروں کو آباد رکھتا ہے، ان کے درختوں کو پھل لگاتا ہے اور زمینوں کو سرسبز کرتا ہے اور جب سے انہیں پیدا کیا ہے تو اُن پر نظر رحمت فرمائے ہوئے ہے۔ پوچھا گیا: یا رسول اللہ! یہ کیونکر ہوتا ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ وہ صلہ رحمی کرتے اور پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں۔
- آپ فرماتے ہیں کہ جب کوئی اپنے والدین کیلئے دُعائیں کرنا چھوڑ دیتا ہے تو ان کی روزی بند کر دی جاتی ہے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں صلہ رحمی کروں خواہ وہ پیچھے ہٹ رہے ہوں۔

- آپ فرماتے ہیں صلہ رحمی والا وہ نہیں ہوتا جو بدلے میں صلہ رحمی کرے بلکہ وہ ہوتا ہے کہ جب تو صلہ رحمی نہ ہونے دے تو وہ کرے۔
- یہ بھی فرمایا کہ جب تو رشتہ دار کے پاس پیدل چل کر نہ جائے اور اس کی مالی امداد نہ کرے تو تم صلہ رحمی کو توڑ رہے ہو۔
- ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میری رشتہ داری ہے' میں انہیں ملاتا ہوں تو وہ رشتہ توڑتے ہیں' میں ان سے اچھا سلوک کرتا ہوں لیکن وہ مجھ سے برا سلوک کرتے ہیں' میں ان کی مشکلات دور کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن وہ مجھ سے جاہلانہ کام کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: اگر ویسے ہی ہے جیسے تم کہتے ہو تو تم گویا انہیں تنگدل نہیں کرنا چاہتے چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے ساتھ اس کا انتظام ہوگا جو ان پر غالب ہوگا بشرطیکہ تم اسی طریقے پر رہو۔
- آپ نے فرمایا: سب سے بہتر صدقہ وہ ہوتا ہے جو اس رشتہ دار پر کیا جائے جو دل میں تمہارے خلاف دشمنی چھپائے رکھتا ہے۔
- آپ فرماتے ہیں: سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ تم اس سے صلہ رحمی کرو جو تمہاری قطع رحمی کرتا ہے' اسے دو جو تمہیں دینا نہیں چاہتا اور اسے معاف کرو جو تم پر ظلم کرتا ہے۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ہر پچاس راتوں کا حساب پیش ہوتا ہے لیکن قطع رحمی کرنے والے کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔
- آپ نے فرمایا: اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوا کرتی جن میں کوئی قطع رحمی کرنے والا ہو۔

فصل:

مسلمانوں کی پردہ دری کرنیوالے کا حکم اور جو ایسا کرے' اس کی مذمت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی مسلمان کی دنیوی تکلیفیں دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی تکلیفیں دور فرمائے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ داری فرمائے گا' اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے۔
- آپ فرماتے ہیں: جب بھی کوئی مومن اپنے بھائی کی کوئی بری شے دیکھ کر پردہ پوشی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ

سے اسے جنت میں داخل کرے گا۔

- ایک مرتبہ کوئی شخص حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ ہمارے کچھ ہمسائے ہیں جو شراب پیتے ہیں' میں چاہتا ہوں کہ سپاہی ان کی طرف بھیجوں کہ انہیں پکڑ لیں۔ اس پر عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ہوش کرو' انہیں نہ پکڑاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہوا ہے کہ جو کسی کی برائی پر پردہ ڈالتا ہے تو ایسے ہوگا جیسے اس نے قبر میں کسی کو زندہ کر دیا پھر پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت ماعز نے جب زنا کا اقرار کر لیا اور حضور ﷺ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا تو اس عورت کے شوہر ہزال سے فرمایا: کاش تم اس کو چادر سے ڈھانپ دیتیں' یہی تمہارے لئے بہتر تھا۔
- آپ نے فرمایا کہ مصیبت کوئی بولی بولنے پر اُتر آتی ہے چنانچہ جب کوئی شخص کسی کُتیا کا دودھ پینے کا طعنہ دیتا ہے تو وہ خود پی کر رہے گا۔
- یہ بھی فرمایا کہ جو کسی مسلمان کی چھپانے والی بات کو ظاہر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کا پردہ چاک کر دیتا ہے اور اسے اس کے گھر ہی میں ذلیل کر دیتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: مسلمانوں کو تکلیف نہ دو' ان کی پردہ والی باتوں کے پیچھے نہ پڑو اور نہ انہیں شرم دلاؤ کیونکہ جو بھی کسی مسلمان کی پردے کی بات تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا راز فاش کر دیتا ہے اور جس کا راز اللہ فاش کر دے' اسے ذلیل کر دیتا ہے خواہ وہ اپنے گھر کے کونے ہی میں کیوں نہ ہو۔
- آپ نے فرمایا کہ حکمران جب اپنی رعایا کے نقص نکالنے لگیں تو جلد انہیں تباہ و برباد کر دے گا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

پڑوسی کا حق ادا کرنے کی تاکید

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے اپنے پڑوسی کو تکلیف نہیں دینی چاہئے اس سے اچھا برتاؤ کرنا چاہئے۔

- فرمایا: دس اور عورتوں کے ساتھ بدکاری تو کسی حد تک برداشت ہو سکے گی لیکن ہمسائے کی بیوی سے بدکاری آسان نہیں رہے گی یونہی کسی اور جگہ کی چوری تو برداشت ہو سکے گی لیکن ہمسائے کے گھر کی چوری برداشت کے قابل نہ ہوگی۔
- آپ اکثر فرماتے تھے: بخدا اس شخص کا اللہ پر ایمان نہیں ہوگا جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو؟ عرض کی

گئی: یا رسول اللہ! یہ بوائق (حدیث کا لفظ ہے) کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کی شرارتیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہوتا جس وقت تک اس کا ہمسایہ اس کے شر سے نہیں بچتا، چاہئے تو یہ کہ وہ آرام سے سوئے اور اِس کے شر سے محفوظ رہے تاہم مومن تو وہ ہوتا ہے جو خود دُکھ اُٹھائے لیکن لوگ اس سے امن میں رہیں۔

- ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! میں کب اچھا شمار ہوسکتا ہوں اور کب بُرا؟ فرمایا: جب تمہارا ہمسایہ تمہیں اچھا کہے تو تم اچھے ہو اور جب وہ تمہیں برا سمجھے تو یقیناً بُرے ہو گے۔
- ایک اور آدمی نے آ کر عرض کی: یا رسول اللہ! میں فلاں محلے میں آ ٹھہرا ہوں اور میرے لئے سب سے زیادہ نقصان دِہ میرا ہمسایہ ہے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھیجا کہ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے عام اعلان کر دیں کہ قریب کے چالیس چالیس گھروں تک لوگ ہمسائے ہوتے ہیں اور جس کا ہمسایہ اس کے شر سے محفوظ نہیں ہوتا، وہ جہنم میں جائیں گے۔
- آپ فرماتے تھے کہ جب تک کسی کا دل ہی درست نہیں، تب تک اس کا ایمان درست نہیں ہوگا اور جب تک اس کی زبان صحیح نہیں ہوتی تب تک دل کیسے صحیح ہوسکتا ہے اور بندہ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوسکتا جب تک اس کا ہمسایہ اس کے شر سے محفوظ نہیں ہوتا۔
- یہ بھی فرمایا: مومن وہ ہوتا ہے جس سے لوگ اپنا آپ، اہل وعیال اور مال بچا سکیں، مسلمان وہ ہوتا ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ ہوں اور اصل مہاجر وہ ہوتا ہے جو اس طرف جانے سے رُکے جس سے اللہ نے روکا ہے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، وہ آدمی کبھی بھی جنت میں نہیں جا سکے گا جس کے پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہوں پھر ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی حرام کا مال کمائے، اسے خرچ کرے تو اس میں برکت ہو اور نہ ہی یوں ہوگا کہ وہ صدقہ کرے تو اس کا صدقہ قبول ہو جائے، وہ ہمسائے کو جس قدر پیٹھ پیچھے جانے گا، اتنا ہی جہنم میں جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں بلکہ بھلائی سے ختم کرتا ہے، خبیث، خبیث کو ختم نہیں کیا کرتا۔ اچھا ہمسایہ صرف یہ نہیں ہوتا کہ تکلیف دینے سے رُک جائے، اصل یہ ہے کہ اس پر صبر کرے۔
- آپ فرماتے تھے: جس نے ہمسائے کو تکلیف دی گویا اس نے مجھے تکلیف دی اور جو مجھے تکلیف پہنچائے گا وہ گویا اللہ کو تکلیف پہنچائے گا، جو اپنے ہمسائے سے لڑے تو گویا وہ مجھ سے لڑا اور جو مجھ سے لڑا گویا وہ اللہ سے لڑا۔
- آپ اکثر برے ہمسائے سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے اور یوں دُعا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ جَارِ السُّوْءِ فِیْ دَارِ الْمُقَامَۃِ فَاِنَّ جَارَ الْبَادِیَۃِ یَتَحَوَّلُ○

- ایک مرتبہ کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہمسائے کی شکایت کرنے آیا تو آپ نے فرمایا: جاؤ اور صبر

کرو۔ وہ دو تین مرتبہ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: جاؤ اور سامان راستے میں رکھ دو چنانچہ اس نے ایسا کر دیا' لوگ آتے جا رہے تھے اور پوچھتے جاتے تھے اور وہ انہیں ہمسائے کے بارے میں بتاتا جاتا تھا کہ میرا ہمسایہ مجھے تکلیف دیتا ہے' یہ سن کر لوگوں نے اسے لعنتیں کرنا شروع کر دیں اور کچھ نے تو بددُعائیں بھی دیں۔ یہ سن کر وہ ہمسایہ آیا اور کہنے لگا' اپنا سامان گھر رکھو' میری طرف سے تجھے کبھی بھی کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! فلاں عورت دن کو روزہ رکھتی ہے' رات کو نفل پڑھتی ہے اور صدقہ بھی چھپ چھپا کر دیتی ہے لیکن اپنے ہمسائے کو زبان سے برا بھلا کہہ کر دکھ دیتی ہے' یہ سنتے ہی فرمایا کہ وہ جہنم میں جائے گی۔ پھر انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! فلاں عورت کے بارے میں بتاتے ہیں کہ وہ تھوڑے سے روزے رکھا کرتی ہے' تھوڑا صدقہ اور تھوڑا قیام کرتی ہے لیکن ہمسائیوں کو تکلیف نہیں دیتی' آپ نے سنتے ہی فرمایا کہ وہ جنت میں جائے گی۔
- آپ نے فرمایا: جس نے اپنے اہل و مال کے خوف کی بناء پر اپنے پڑوسی سے دروازہ بند کر لیا تو وہ مومن نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ شخص مومن ہوسکتا ہے جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہیں' تم جانتے ہو کہ پڑوسی کون ہوتا ہے (پڑوسی وہ ہوتا ہے کہ) وہ مدد مانگے تو اس کی مدد کرو' قرض مانگے تو قرض دیدو' وہ محتاج ہو جائے تو اسے مال پیش کرو' مریض ہو تو بیمار پرسی کرو' اس کا فائدہ ہو تو اسے مبارک دو' کوئی مصیبت پہنچے تو اس سے افسوس کرو' فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ اور اس سے پوچھے بغیر کوئی ایسی عمارت نہ بناؤ کہ اس کے پاس ہوا آنے سے رُک جائے' اگر اسے سالن نہ دینا ہو تو تمہاری ہنڈیا کی خوشبو سے اسے تکلیف نہیں ہونی چاہئے' کوئی پھل خریدو تو اس میں سے اسے بھی دو اور ایسا نہ کرسکو تو خفیہ طریقے سے اس کے گھر پہنچا دو' تمہارا بچہ وہ چیز لے کر باہر نہ نکلے کیونکہ دیکھ کر اس کے بچے کو تکلیف پہنچے گی (آخر میں فرمایا:) جو کچھ میں کہہ رہا ہوں' اسے سمجھ رہے ہو؟ بہت کم لوگ ایسے ہیں جو ہمسائے کا حق ادا کرتے ہیں' اللہ کی طرف سے ایسے ہی لوگوں پر رحمت ہوتی ہے یا کچھ ایسی ہی باتیں بتائیں۔
- ایک اور شخص بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میرا ایک ہمسایہ ہے جو مرتبے والا ہو کر بھی مجھے کچھ کھانے کو نہیں دیتا' آپ نے فرمایا کہ وہ اب تک مجھ پر ایمان لا ہی نہیں سکا۔
- آپ نے فرمایا: تین باتیں گویا سخت مصیبت ہوتی ہیں: وہ حکمران کہ اگر تم اس سے اچھا برتاؤ کرو تو شکریہ ادا نہ کرے اور اگر تم سے غلطی ہو جائے تو معاف نہ کرے' دوسرا برا ہمسایہ کہ تمہاری اچھائی دیکھے تو اسے دفن کر دے لیکن اگر کوئی برائی دیکھ لے تو لوگوں کو بتاتا پھرے' تیسری وہ عورت کہ گھر پر ہونے کی صورت میں تمہیں تکلیف دے اور اگر تمہیں کہیں جانا پڑے تو خیانت کرے (بدکار ہو جائے)۔
- آپ فرماتے ہیں: وہ شخص گویا ابھی تک مجھ پر ایمان ہی نہیں لا سکا جو خود تو پیٹ بھر کر سو جائے لیکن اس کے علم

میں ہوتے ہوئے بھی ہمسایہ بھوکا ہو۔

- ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک پڑوسی دوسرے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے' وہ کہے گا: الٰہی! اس سے پوچھ لے کہ کیوں اس نے مجھ سے دروازہ بند رکھا ہوتا تھا اور بچا کھچا کھانا کیوں نہیں دیتا تھا۔
- ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے کوئی لباس دیجئے' آپ نے چہرۂ انور پھیر لیا' اس نے دوبارہ عرض کی تو فرمایا: تمہارا کوئی ایسا ہمسایہ نہیں جس کے پاس دو زائد کپڑے ہوں؟
- آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ شخص نہ بتا دوں جسے اللہ پیار کرتا ہے؟ صحابہ نے عرض کی: ہاں یا رسول اللہ! بتایئے' فرمایا: جس کا ہمسایہ برا ہو اور اسے تکلیف پہنچائے' وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ اسے اس کی زندگی یا موت کے بعد ضرور دے گا۔
- فرمایا: جبریل علیہ السلام مسلسل مجھ پر ہمسائے کے بارے میں زور ڈال رہے تھے' مجھے ایسا لگا کہ اسے وراثت کا حقدار بنا دیں گے۔
- آپ نے فرمایا: یہ بھی آدمی کی نیک بختی ہوتی ہے کہ اس کا ہمسایہ نیک ہو' سواری اچھی ملے اور کھلا مکان ملے۔
- آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ایک نیک مسلمان کی وجہ سے اس کے پڑوسی کی سو بلاء دور فرما دیتا ہے۔
- آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی گوشت خرید کر ہنڈیا پکائے تو شوربا زیادہ بنائے اور اس میں سے ہمسائے کو حصہ دے چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب بکری ذبح کرتے تو حضرت نافع سے کہہ دیا کرتے کہ ہمارے یہودی پڑوسی کو بھی کچھ دے آؤ۔

خاتمہ

رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ جو شخص یہودی کے ساتھ تعلق رکھ کر اس کے پاس رہے تو وہ اسی جیسا ہو جائے گا۔
ایک اور روایت میں فرمایا کہ مشرکوں میں رہائش نہ رکھو' نہ ان سے میل جول رکھو اور جو ایسا کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

مسلمانوں کی ضرورتیں پوری کرنا اور انہیں خوش رکھنے کا حکم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان' مسلمان کا بھائی ہوتا ہے لہٰذا وہ اس پر ظلم نہ کیا کرے' نہ ہی اسے کسی اور کے سپرد کرے اور نہ ہی اسے ذلیل کیا کرے۔ جو کسی کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرے' اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری فرماتا

ہے اور جو کسی مومن کی دنیاوی تکلیف دور کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی آخرت کی تکلیفیں دور کرے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا' اللہ تعالیٰ دُنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا نیز جو کسی مظلوم مسلمان کی حق رسی کے لئے کسی کے ساتھ چلا جاتا ہے اور حق لے کر دیدیتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت میں اس دن اس کے قدم ثابت رکھے گا جب دوسرے لوگوں کے قدم ڈگمگا رہے ہوں گے اور جو کسی تنگ مسلمان کیلئے آسانی پیدا کرے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کیلئے آسانیاں پیدا فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد فرما رہا ہوتا ہے جب تک وہ اللہ کے کسی بندے کی مدد کر رہا ہوتا ہے۔

- آپ نے فرمایا: جب تم کسی پر جلد بھلائی کرنا چاہو تو ننگے پاؤں ہی چلے جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ جوتے پہننے والے سے اسے زیادہ اجر دیتا ہے۔
- آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی مخلوق بھی ہے جو لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے میں لگی رہتی ہے' لوگ ان کی طرف ضرورتوں کے لئے جاتے ہی رہتے ہیں' یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے عذاب سے بچے ہوں گے۔
- ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ جن پر اللہ کا انعام ہوتا ہے' وہ لوگوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں' وہ انہیں ایسے لوگوں کے پاس اس وقت تک ٹھہرائے رکھتا ہے جب تک انہیں ضرورت ہوتی ہے اور جب تک وہ لیتے تھکتے نہیں اور جب یہ ان کی ضرورتیں پوری کر دیتے ہیں تو یہاں سے انہیں لے جا کر اور ضرورت مندوں کے پاس پہنچا دیتا ہے۔
- آپ نے فرمایا کہ جس چیز پر اللہ کا جتنا بڑا انعام ہوتا ہے' اتنا ہی اس پر لوگوں کی ضرورتوں کا بوجھ ہوتا ہے اور ایسی حالت میں اگر وہ کسی کا بوجھ نہیں اُٹھاتا تو وہ انعام اس سے لے لیا جاتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: جو کسی کی ضرورت پوری کرنے کیلئے جاتا ہے تو اس کا یہ عمل دس سال کے اعتکاف سے بڑھ کر ہوتا ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ ہر مسلمان پر صدقہ دینا لازم ہوتا ہے۔ آپ سے عرض کی گئی کہ اگر کسی کے پاس نہ ہو تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ کام کر کے اپنی ضرورت بھی پوری کرے اور دوسرے لوگوں پر صدقہ کر کے انہیں فائدہ پہنچائے۔ عرض کی گئی کہ اگر ایسا نہ کر سکے تو؟ آپ نے فرمایا کہ بہت ضرورت مند کی مدد ضرور کرے کیونکہ جو کسی کی ضرورت کیلئے نکل کھڑا ہوتا ہے اور ضرورت پوری کر بھی دیتا ہے تو گناہوں سے وہ ایسے چھوٹ جاتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہے اور اگر وہ اس دوران ہلاک ہو جاتا ہے تو بلا حساب جنت میں داخل ہو گا۔
- حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ صحابہ سفر سے واپس آئے تو اپنے ایک ساتھی کے بارے میں اچھے الفاظ کہنے لگے چنانچہ بتایا کہ فلاں شخص جیسا ہم نے آج تک نہیں دیکھا' جب تک ہم سفر میں رہے' وہ تلاوت ہی کرتا رہا اور جہاں بھی ہم نے قیام کیا' وہ نماز میں مصروف رہا۔ اس پر آپ نے پوچھا

کہ اس کے سامان کی حفاظت کون کرتا رہا' پھر یہاں تک پوچھا کہ اس کے اونٹ وغیرہ کو چارا کون ڈالتا تھا؟ انہوں نے کہا: ہم' تو آپ نے فرمایا: تم اس سے بھی بہتر ہو۔

- آپ نے فرمایا: کسی کی بخشش یوں لازمی طور پر ہو جاتی ہے کہ تم کسی مسلمان کے گھر میں خوشیاں بکھیر دو' اس کی پردہ داری کرو' یا بھوکا ہو تو کھانا کھلاؤ یا اس کی کوئی ضرورت پوری کرو اور قرض دور کر دو۔
- آپ نے فرمایا: جو کسی مومن کے گھر میں خوشیاں بکھیرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت سے کم ثواب نہیں دے گا۔ کیونکہ اللہ کے ہاں سب سے پیارا وہ ہے جو لوگوں کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچائے۔
- آپ نے فرمایا: جو کسی کی سفارش کرے اور وہ اسے کوئی تحفہ دے جسے قبول کر لے تو یہ اس کی طرف سے ایک بہت بری بات ہو گی۔

فصل:

اللہ کی مخلوق انسان و حیوان پر مہربانی کرنا اور ان سے نیکی کی کوشش کرنا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان پر رحم کھانے والوں پر اللہ رحمٰن رحم فرماتا ہے لہٰذا زمین والوں پر رحم کرتے رہو تو آسمانی مخلوق تم پر رحم کھائے گی۔

- آپ نے فرمایا تھا: میں اور یتیم کی ضرورت پوری کرنے والا جنت میں یوں ہوں گے' پھر انگشت شہادت اور درمیانی انگلی جوڑ کر دکھائی اور انہیں کھولا بھی۔

ایک روایت میں ہے جو کسی یتیم کے کام آئے خواہ اس سے رشتہ داری ہو یا نہ ہو تو وہ اور میں جنت میں یوں ہوں گے اور دو انگلیاں ملا کر دکھائیں (پھر فرمایا) جو شخص تین بیٹیوں کی پرورش پر کوشش کرتا ہے تو وہ جنت میں جائے گا اور اسے اللہ کے راستے میں روزہ دار' تہجد گذار اور مجاہد جیسا اجر ملے گا۔

- آپ نے فرمایا: جو مسلمانوں کے ہاں سے کسی یتیم کو لے لیتا ہے اور اسے کھلاتا پلاتا ہے تو اگر وہ کوئی نہ بخشا جانے والا گناہ نہیں کرتا تو اللہ اسے لازمی طور پر جنت میں داخل کرے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جس نے کسی یتیم کو کھلایا پلایا اور اس سلسلے میں اس کی محتاج ہٹا دی تو لازمی طور پر اسے جنت ملے گی۔

- آپ نے فرمایا: جب بھی کسی قوم کے پاس ان کے دستر خوان پر کوئی یتیم بیٹھ جاتا ہے تو شیطان بھی اس کے قریب

آ جاتا ہے۔

- آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو وہ گھر بہت پیارا لگتا ہے جس میں یتیم کی عزت کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ بھلائی کی جاتی ہے جبکہ وہ گھر اسے بہت برا لگتا ہے جس میں یتیم کے ساتھ بُرا سلوک ہوتا ہو۔
- آپ فرماتے ہیں: سب سے پہلے جنت کا دروازہ صرف میں کھولوں گا تو یکا یک ایک عورت سامنے دکھائی دے گی' میں اس سے پوچھوں گا' اتنا مرتبہ تمہیں کیسے مل گیا اور تم کون ہو؟ وہ کہے گی کہ میں اپنے یتیم بچوں کے پاس ان کے سو جانے تک بیٹھی رہا کرتی تھی۔

ایک روایت میں ہے کہ ان کے مرنے تک بیٹھی رہی تھی۔

- آپ نے فرمایا: جو کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے تو جتنے بال بھی اس کے ہاتھ کے نیچے آتے ہیں' ہر بال کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اسے نیکیاں دیتا ہے۔
- ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے دل کی سختی بتانے حاضر ہوا تو آپ نے اسے فرمایا: تم چاہتے ہو کہ تمہارا دل یوں سخت نہ رہے اور تمہاری ہر ضرورت بھی پوری ہوتی چلی جائے؟ تو پھر یتیم پر مہربانی کرو' اس کے سر پر ہاتھ پھیرو' اپنے جیسا کھانا کھلاؤ' اس سے تمہارا دل نرم ہوگا اور ہر ضرورت پوری ہوتی چلی جائے گی۔
- آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو عذاب نہیں دے گا جو یتیم پر رحم کرے گا' اس سے نرم طریقے پر بات کرے گا' اس کی یتیمی اور کمزوری پر رحم کھائے گا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرمایا ہو اس میں سے پڑوسی کو دینے میں ٹال مٹول نہ کرے گا۔
- آپ نے فرمایا: یتیم کو رونے نہ دو کیونکہ لوگ جب سو رہے ہوتے ہیں تو وہ در بدر پھر رہا ہوتا ہے۔
- آپ نے بتایا کہ ایک آدمی نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا تھا کہ کس وجہ سے آپ کی آنکھیں ضائع ہوئیں اور کمر ٹیڑھی ہوگئی ہے؟ انہوں نے کہا: آنکھیں تو اس وجہ سے ضائع ہوئی ہیں کہ میں یوسف علیہ السلام کی وجہ سے روتا رہا ہوں اور کمر ٹیڑھی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ میں اس کے بھائی بنیامین کا غم کرتا رہا ہوں' اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے: کیا تم اللہ پر شکایت کیے جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا: میں تو اپنی پریشانی کی شکایت اللہ ہی سے کرتا ہوں۔ اس پر حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: جو آپ کہہ رہے ہیں' اللہ اسے آپ سے زیادہ جانتا ہے۔ پھر جبریل علیہ السلام تو چلے گئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے گھر آ گئے اور عرض کی: اے پروردگار! کیا تو ایک بوڑھے شخص پر رحم نہیں کھاتا' تو نے میری آنکھیں لے لی ہیں اور کمر ٹیڑھی کر دی ہے' میرا پھول جیسا بچہ مجھے واپس دیدے تاکہ ایک بار میں اسے سونگھ لوں اور اس کے بعد میرے ساتھ جو چاہے' کر لینا۔

اتنے میں جبریل علیہ السلام آ گئے اور کہا: اے یعقوب! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ خوش ہو جاؤ کیونکہ تمہارے دونوں بیٹے مر بھی چکے ہوں تو میں تمہیں ملا دوں گا' تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی اور یہ بھی

فرماتا ہے: اے یعقوب! کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہاری آنکھیں کیوں ضائع کی ہیں اور کیوں کمر ٹیڑھی کر دی ہے اور یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اس کے ساتھ ایسا کیوں کیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں جانتا' جبریل علیہ السلام نے کہا: تمہارے پاس ایک یتیم مسکین آیا تھا جو روزے سے تھا اور اسے سخت بھوک لگی تھی' تم اور تمہارے گھر والوں نے بکری ذبح کر کے کھا لی لیکن اسے کچھ نہیں دیا تھا اور اللہ فرماتا ہے کہ میں اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی یتیم اور مسکین جتنا پیار نہیں کرتا لہٰذا اب کھانا تیار کرو اور مسکینوں کو بلا لو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر حضرت یعقوب علیہ السلام رات ہونے پر اعلان کراتے کہ جو روزے سے ہے' وہ کھانا یعقوب کے پاس آ کر کھائے اور صبح ہوتی تو اعلان کراتے کہ جس نے افطاری کرنا ہے' وہ یعقوب کا کھانا کھائے۔

- آپ نے فرمایا: جو لوگوں پر رحم نہیں کھاتا' اللہ اس پر رحم نہیں کھاتا اور جو لوگوں کو معافی نہیں دیتا' اسے بھی معافی نہیں ملتی۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تھا: اپنے بھائیوں سے درگذر کرنا ایک عزت ہوتی ہے جبکہ غلطی کے مقابلے میں غلطی کرنا' ایک بری چیز ہے۔
- آپ اکثر فرماتے تھے: تم اس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتے جب تک ایک دوسرے پر رحم نہ کرو۔ صحابہ نے عرض کی' ہم تو رحم کرتے رہتے ہیں۔ فرمایا: یہ تو کسی بھائی پر خاص رحمت نہیں' یہ تو ایک عادت ہے۔
- آپ نے فرمایا: جو شخص بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر رحم نہیں کھاتا' وہ ہم میں شمار نہیں ہوتا۔
- ایک دیہاتی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: آپ لوگ تو اپنے بچوں کو چومتے ہیں لیکن ہم چوما نہیں کرتے' آپ نے فرمایا: میرے بس میں ہوتا تو عرض کرتا اللہ تمہارے دل سے رحمت دور کر دے۔
- حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا میں بکری ذبح کرتے وقت رحم سے کام لوں؟ فرمایا: اگر تم اس پر رحم کرو گے تو اللہ تم پر رحم فرمائے گا۔
- آپ نے فرمایا کہ جو شخص چڑیا کو ذبح کرے اور وہ بھی بے فائدہ تو اللہ کے ہاں قیامت کے دن وہ فریاد کرے گی اور عرض کرے گی: اے پروردگار! فلاں شخص نے مجھے بے مقصد قتل کر دیا تھا' کسی فائدہ کی خاطر نہیں کیا تھا۔
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے کہ آپ کسی ضرورت کے لئے تشریف لے گئے' اتنے میں ہم نے ایک سرخ پرندہ دیکھا جس کے ہمراہ اس کے دو چھوٹے بچے تھے' ہم نے انہیں پکڑ لیا' وہ جانور آیا اور بے چین ہو گیا۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: اس کے بچوں کے بارے میں اسے کس نے پریشان کیا ہے؟ اس کے بچے دیدو۔
- ایک بستی میں حضور ﷺ نے نری چیونٹیاں دیکھیں جنہیں ہم نے جلا دیا تھا تو فرمایا: انہیں کس نے جلایا ہے؟ ہم نے عرض کی کہ ہم نے جلایا ہے' آپ نے فرمایا کہ کسی کو آگ میں جلانا' آگ والے ہی کا کام ہے۔

● حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انصار کے کسی باغ میں تشریف لے گئے تو ایک اونٹ دیکھا' آپ کی نظر پڑتے ہی وہ رونے لگا اور آنکھوں سے آنسو برسانے لگا' حضور ﷺ نے تشریف لا کر اسے تھپکی لگائی تو وہ مطمئن ہو گیا۔ آپ نے پوچھا کہ اس کا مالک کون ہے؟ یہ سن کر ایک انصاری شخص آیا تو آپ نے اسے فرمایا: کیا تم اس جانور کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتے؟ اللہ نے تجھے اس کا مالک بنایا ہے' یہ مجھے شکایت کر رہا ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور کام زیادہ لے کر اسے تکلیف دیتے رہے ہو اور جب یہ بوڑھا ہو گیا ہے اور کام کے قابل نہیں رہا تو اسے ذبح کرنے لگے ہو' ایک فرمانبردار جانور کے ساتھ یہ برتاؤ مناسب نہیں۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے خرید کر آزاد کر دیا اور فرما دیا کہ اے اونٹ! تم اللہ کے نام پر آزاد ہو لہٰذا جدھر چاہو' چلے جاؤ چنانچہ وہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کے قدموں پر سر رکھ کر گڑ گڑانے لگا' آپ نے فرمایا: آمین' وہ پھر گڑ گڑایا تو آپ نے فرمایا: آمین' پھر گڑ گڑایا تو آپ نے فرمایا: آمین اور جب چوتھی مرتبہ گڑ گڑایا تو آپ نے رونا شروع کر دیا۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے؟ فرمایا: یہ کہہ رہا ہے کہ اے نبی! اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور قرآن کی خدمت کی بہتر جزاء دے جس پر میں نے آمین کہا' پھر کہا: اللہ تعالیٰ آپ کی اُمت سے خوف ویسے ہی دور رکھے جیسے آپ نے میرا خوف دور فرمایا ہے' اس پر میں نے آمین کہا' پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ دشمن سے تمہاری اُمت کے خون بہانے کو ویسے ہی بچائے رکھے جیسے آپ نے میرا خون بچا لیا ہے تو میں نے آمین کہہ دیا اور پھر چوتھی بار اس نے یہ دُعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اُمت میں باہم قتل و غارت نہ ہونے دے تو مجھے رونا آ گیا ہے کیونکہ یہی سب چیزیں میں نے اللہ سے مانگی تھیں تو اللہ نے مجھے اس آخری کے علاوہ سب دیدی ہیں اور جبریل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ میری اُمت تلوار سے کٹ مرے گی اور اللہ نے جو ہونا تھا' لکھ دیا ہے۔

● آپ نے فرمایا کہ ایک عورت بلی کی وجہ سے جہنم میں چلی گئی' اس نے اسے باندھ رکھا تھا' نہ تو اسے کچھ کھانے کو دیتی اور نہ ہی اسے چھوڑا کہ کیڑے مکوڑے کھا سکے چنانچہ وہ یونہی مر گئی۔

ایک اور روایت میں فرمایا کہ میں نے اُوپر سے دوزخ میں جھانکا تو دیکھا کہ تین شخصوں کو عذاب ہو رہا تھا' پھر آپ نے حمیر کی لمبے قد والی عورت کا ذکر فرمایا جس نے اپنی بلی کو باندھ رکھا تھا' نہ اسے کھانے کو دیتی اور نہ ہی پینے کو اور نہ ہی چھوڑتی کہ وہ چوہے وغیرہ کھا سکے' وہ بیچاری ادھر اُدھر سے چاٹتی تھی۔

خاتمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک گدھے کے قریب گئے جس کے چہرے پر

کسی نے داغ دیا تھا اور اس کے دونوں نتھنوں سے خون بہہ رہا تھا' آپ نے فرمایا: جس نے یہ کام کیا ہے' اللہ اس پر لعنت فرمائے اور پھر آپ نے چہرے پر داغ دینے اور اس پر مارنے سے منع فرمایا اور فرمایا تھا کہ جو ایسا کرے گا اسے آخرت میں بدلہ دینا ہوگا۔

فصل:

اس فصل میں بتایا گیا کہ لوگوں کی اصلاح کیا کرو اور جو معذرت کر دے' وہ خواہ سچا ہو یا جھوٹا' اسکی معذرت قبول کرلو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں روزہ' نماز اور صدقہ سے زیادہ مرتبے والا کام نہ بتا دوں؟ انہوں نے عرض کی: ہاں یا رسول اللہ! فرمایا: آپس میں صلح صفائی سے کام لیا کرو کیونکہ آپس میں فساد کرنا مونڈھ کر رکھ دیتا ہے' میں یہ نہیں کہہ رہا کہ یہ سر کے بال مونڈھ دیتا ہے' نہیں بلکہ یہ تو دین ہی کو مونڈھ دیتا ہے۔

- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ اہل قباء نے لڑائی شروع کر دی اور ایک دوسرے پر پتھر برسائے' رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا تو فرمایا: مجھے وہاں لے چلو تا کہ ان کی صلح کرا دیں۔
- آپ نے فرمایا: وہ شخص جھوٹا شمار نہیں ہوتا جو لوگوں میں کسی طریقے سے صلح کرا دے۔
- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میں تجھے ایسی بات نہ بتا دوں جسے اللہ اور اس کا رسول پسند کرتے ہیں؟ میں نے عرض کی: ضرور بتایئے' فرمایا: لوگوں کو آپس میں اس وقت ملاتے رہا کرو جب ان میں بگاڑ پڑ جائے اور جب وہ دور ہو رہے ہوں تو انہیں قریب کر دیا کرو۔
- آپ نے فرمایا: جس شخص کے پاس اس کا مسلمان بھائی غلطی کی معذرت کرنے آ جائے تو وہ حق پر ہو یا غلطی پر' اس کی معذرت قبول کر لیا کرے کیونکہ جو ایسا نہیں کرے گا وہ حوض پر نہیں جا سکے گا۔
- آپ نے فرمایا: جس کے پاس اس کا کوئی بھائی معذرت کرنے آ جائے اور وہ قبول نہ کرے تو اس کے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو کسی غلطی والے سے ہوتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ان کے بارے میں نہ بتاؤں جو تم میں سے شر پسند ہیں' اس پر ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ چاہتے ہیں تو بتا دیں۔ آپ نے فرمایا: شر پسند وہ ہے جو اکیلا رہتا ہے' اپنے غلام کو کوڑے لگاتا ہے اور مہمان کو کھانا نہیں دیتا۔ پھر فرمایا: کیا اس سے زیادہ شر پسند بھی بتا دوں؟ انہوں نے عرض کی: ہاں بتا دیجئے' آپ نے فرمایا: ایسے وہ لوگ ہیں جو کسی کی غلطی معاف نہیں کرتے' نہ ہی معذرت قبول کرتے ہیں اور نہ ہی کسی کے گناہ سے درگذر کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اس سے بھی زیادہ شر پسند نہ بتا دوں؟ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! مناسب ہو تو بتا دیں۔ آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جن سے بھلائی کی اُمید نہیں اور نہ ہی ان کے شر

سے بچا جا سکتا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

مسلمان بھائیوں اور نیک لوگوں سے ملاقات کرنا اور آنیوالے کی عزت کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص بستی میں رہنے والے کسی بھائی کی ملاقات کیلئے چلا تو اللہ تعالیٰ نے ایک تحریر دے کر فرشتے کو بھیجا' وہ آیا تو اس نے اس سے پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ اس نے بتایا کہ میں اس بستی میں اپنے بھائی کے پاس جا رہا ہوں۔ اس نے کہا: کیا کوئی احسان ہے جو اس نے تم پر کیا ہے جس وجہ سے جا رہے ہو؟ اس نے کہا: نہیں بلکہ میں تو اسے صرف اللہ کی خاطر پسند کرتا ہوں' فرشتے نے کہا: میں اللہ کی طرف سے تمہارے پاس آ رہا ہوں کہ اللہ بھی تمہیں ویسے ہی پیار کر رہا ہے جیسے تم نے اس سے پیار کیا ہے۔

- آپ نے فرمایا کہ جس نے کسی مریض کی بیمار پرسی کی یا کسی بھائی کو ملنے کسی بستی میں گیا تو ایک آواز آتی ہے کہ تم نے بہت اچھا کیا اس کی طرف چلے جا رہے ہو' تمہیں جنت مبارک ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عرشی مخلوق میں اعلان کر دیا ہے کہ میری خاطر میرا بندہ ملنے جا رہا ہے' میں اسے ٹھکانا دوں گا چنانچہ وہ اسے جنت دینے کے علاوہ اور کوئی چیز دینے پر رضامند نہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں بتا دوں کہ جنت میں کون سے لوگ رہتے ہیں؟ جنت میں نبی ہیں' صدیق لوگ ہیں اور وہ لوگ ہیں جو کہیں بھی موجود اپنے بھائی کو ملنے صرف رضائے الٰہی کیلئے جاتے ہیں۔

- آپ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان بھائی کو ملنے کیلئے جاتا ہے تو دُعا کرنے کیلئے اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے جاتے ہیں اور کہتے ہیں: اے اللہ! جیسے اس نے تیری خاطر ملاقات کی ہے' ویسے ہی تو اسے ملائے رکھ۔
- آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری خاطر آپس میں محبت رکھنے والوں' مل بیٹھنے والوں' ملاقات کرنے والوں اور ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں سے میں محبت کرتا ہوں۔
- آپ نے فرمایا کہ جنت میں ایسے شاندار محل ہیں جن کے اندر باہر ایک جیسا دکھائی دیتا ہے' اللہ نے انہیں آپس میں محبت رکھنے والوں اور ایک دوسرے سے ملاقات کرتے رہنے والوں کیلئے تیار کیا ہوا ہے۔
- رسول اکرم ﷺ جب بھی ایک نابینا کو مدینہ منورہ میں دیکھتے تو اس کے پاس بیٹھ جایا کرتے۔
- آپ فرماتے تھے کہ بھائیوں سے کبھی کبھی ملا کرو' تمہاری باہمی محبت بڑھتی رہے گی۔

- حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ہمارے بیٹھنے کے لئے جگہ بنا دو کیونکہ میرے ہاں وہ فرشتہ اُترا ہے جو کبھی نہیں اُترا۔
- حضرت ام نجید رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم بنوعمرو بن عوف میں اکثر ملاقات کیلئے تشریف لاتے تو ہم ایک پیالے میں ان کیلئے ستو بناتے اور تشریف لانے پر آپ کو پلاتے۔
- حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعین کے سردار' فرماتے تھے کہ پیٹھ پیچھے کسی بھائی کیلئے دُعا کرنا اس کی ملاقات سے بھی بڑھ جاتا ہے کیونکہ ملاقات میں ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ بناوٹ اور بناؤ نہ ہو۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمان ان خاص راز دار لوگوں سے تعلق رکھتا ہے جنہوں نے اپنے دین کیلئے ایک خاص راستہ پر چلنا ہوتا ہے ورنہ اس سے باہمی طور پر مسلمانوں کے دلوں میں دوریاں اور بغض و کینہ پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے کہ مومن آپس میں ایک عمارت کی طرح ہیں جس کا ایک حصہ دوسرے کو طاقت دیتا ہے۔

- آپ آنے والے کیلئے اپنا تکیہ رکھ دیا کرتے تھے۔
- آپ نے فرمایا: جب کوئی کسی بھائی کی ملاقات کو جائے اور وہ اس کیلئے ایسی شے بچھا دے جو اسے مٹی سے بچائے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم کے عذاب سے بچائے گا اور جب وہ اس کے پاس بیٹھ جائے تو اس کی اجازت کے بغیر وہاں سے نہ اٹھے۔
- جب خالد بن سنان علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک بیٹی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اعلانِ نبوت سے پہلے حاضر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس نبی کی بیٹی کا آنا مبارک ہو جسے اس کی قوم نے ہلاک کر دیا تھا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

کسی سے اجازت لینا اور اس کے طریقے

حضرت ربعی بن حراش رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ بنو عامر میں سے ایک شخص حاضر ہوا اور گھر میں موجود رسول اکرم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی اور عرض کی: میں اندر آ سکتا ہوں؟ اس پر آپ نے اپنے خادم سے فرمایا جاؤ اور اسے بتاؤ کہ اجازت کیسے لی جاتی ہے' اسے بتاؤ کہ پہلے السلام علیکم کہو اور پھر کہو: اندر آ سکتا ہوں؟ چنانچہ اس شخص نے آپ سے یوں سن کر فوراً ویسے ہی کہا' آپ نے اجازت دی تو وہ آ گیا۔

- آپ نے فرمایا: جو شخص پہلے سلام نہیں کہتا' اسے اندر آنے کی اجازت نہ دیا کرو۔
- حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا گھر سے نکلنے پر سلام کہنا لازم ہے؟ تو انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے:

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا (سورۂ نور:۶۱)

''پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو۔''

پھر فرمایا: میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس کے واجب ہونے کا لکھا ہو لیکن مجھے بہر حال اچھا لگتا ہے۔

- حضرت قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ادب کی خاطر ان کا دروازہ ناخنوں سے کھٹکھٹایا جاتا تھا۔

پھر بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے ملاقات کیلئے گھر تشریف لائے تو فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ' یہ سن کر میرے والد نے آہستہ آواز میں جواب دیا۔ میں نے کہا: کیا آپ رسول اللہ ﷺ کا آنا پسند نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا: رہنے دو تاکہ آپ زیادہ سے زیادہ سلام فرمائیں' اتنے میں آپ نے پھر السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرمایا تو پھر بھی میرے والد نے آہستہ سے جواب دیا' پھر تیسری مرتبہ یونہی فرما کر واپس ہوئے تو سعد پیچھے ہو لئے اور عرض کی: یارسول اللہ! میں آپ کا بار بار سلام کہنا سن رہا تھا لیکن خود آہستہ سے جواب دیتا رہا تاکہ آپ زیادہ سے زیادہ سلام فرمائیں چنانچہ واپس تشریف لائے تو انہوں نے آپ کے لئے نہانے کا انتظام کیا' آپ نے نہا لیا تو انہوں نے زعفران یا ورس سے رنگا کپڑا پیش کیا جسے آپ نے بدن پر لپیٹ لیا' اس کے بعد آپ نے ہاتھ اُٹھا کر دُعا فرمائی کہ اے اللہ! تو آلِ سعد پر اپنی رحمتیں فرما۔ وہ بتاتے ہیں کہ آپ نے پھر کھانا کھایا اور جب واپسی کا ارادہ ہوا تو حضرت سعد نے اونی پالان ڈال کر آپ کیلئے گدھا پیش کیا تو سعد نے کہا: اے قیس! رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے جاؤ چنانچہ میں ساتھ روانہ ہوا' آپ نے فرمایا: میرے ساتھ آ جاؤ' میں نے انکار کیا تو فرمایا: یا تو سوار ہو جاؤ یا پھر واپس چلے جاؤ' میں واپس آ گیا۔

- آپ نے فرمایا کہ اجازت تین مرتبہ کی ہوتی ہے اور جب تین مرتبہ اجازت لینے پر اجازت نہ ملے تو واپس آ جاؤ۔
- حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پہنچے اور کہا ''السلام علیکم' یہ عبداللہ بن قیس آیا ہے'' آپ نے اجازت نہ دی' پھر کہا: السلام علیکم ابو موسیٰ آیا ہے' پھر کہا: السلام علیکم' یہ اشعری آیا ہے اور یہ کہہ کر واپس ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: انہیں واپس لاؤ' واپس لاؤ' وہ واپس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اے ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! ہم مصروف تھے' تم واپس کیوں ہوئے؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ نے سن رکھا ہے کہ اجازت تین مرتبہ لینی چاہئے' اجازت نہ ملے تو واپس چلے جاؤ۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میرے پاس گواہ لاؤ ورنہ میں یوں سزا دوں گا۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانے لگ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اگر گواہ مل جائیں تو رات کے وقت منبر کے پاس لے آنا ورنہ میں سمجھوں گا کہ نہیں ملے۔

رات ہوئی تو انہوں نے آپ کو صحابہ کے مجمع میں دیکھا چنانچہ حضرت ابوموسےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: کیا آپ جانتے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اجازت تین بار لو؟ انہوں نے کہا: ہاں فرمایا ہے' پھر حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی وہی کچھ کہا تو انہوں نے بھی کہا: ہاں فرمایا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اے ابن خطاب! رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر عذاب نہ بنو' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: سبحان اللہ' سبحان اللہ! میں نے کچھ سنا ہے تو چاہتا تھا کہ اس کا ثبوت لے لوں' مجھے ابوموسےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شک نہیں' مجھے تو یہ فکر ہے کہ کہیں لوگ رسول اللہ ﷺ کیلئے گھڑ کر باتیں نہ بنائیں۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں کہتے رہے کہ مجھے تو بازار کے شور نے حضور ﷺ کے ایسے فرمان سننے سے غافل کر دیا ہے۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے گھر میں آواز دی تو آپ نے فرمایا: لَبَّیْکَ' انہوں نے دوسری آواز دی تو پھر فرمایا: لبّیک' پھر تیسری آواز دی تو آپ نے فرمایا لبیک میں آ رہا ہوں اور پھر آپ باہر تشریف لے آئے۔
- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک کے موقع رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا' آپ چمڑے کے جھونپڑے میں تشریف فرما تھے' میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے جواب دیا اور فرمایا: آ جاؤ' عرض کی: پورا داخل ہو جاؤں؟ فرمایا مکمل آ جاؤ۔ حضرت عثمان بن ابو العاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یوں اس لئے عرض کیا کہ وہ جھونپڑا چھوٹا تھا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فِیْهَا مَتَاعٌ لَّکُمْ کے بارے میں فرماتے تھے کہ اس سے مراد بیت الخلاء ہے کہ اگر کوئی بے آباد گھر میں جائے تو اسے وہاں بول و براز کرنے میں حرج نہیں۔
- حضرت ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اگر گھر میں کوئی بھی موجود نہ ہو تو سلام کیا کہوں؟ انہوں نے کہا' یوں کہا کرو:

  اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ الْبَیْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ○

- رسولِ اکرم ﷺ جب بھی کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو سامنے سے نہ جاتے بلکہ دائیں بائیں ہو کر السلام علیکم فرماتے کیونکہ ان دنوں دروازوں پر پردے نہیں ڈالے ہوتے تھے چنانچہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا' آپ نے دیکھ لیا تو فرمایا: ادھر اُدھر ہو جاؤ' نظر ڈالنے ہی کی وجہ سے تو اجازت لی جاتی ہے اور جب اندر جھانک ہی لیا تو اجازت کیسی؟
- آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو بلایا جائے اور وہ ایلچی ہی کے ساتھ چلا آئے تو یہ اس کیلئے اجازت شمار ہو

گی۔

ایک اور روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا ایلچی ہی اس کی اجازت ہوتا ہے۔

- حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ جب کسی کو بلایا جائے تو اسے اجازت لینا ضروری نہیں ہوتا۔
- آپ گھر والوں سے بھی اجازت لینا لازمی قرار دیتے تھے چنانچہ حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا ماں سے بھی اجازت لیا کروں؟ فرمایا: ہاں' اس نے عرض کی کہ میں تو گھر میں اس کے پاس ہی رہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: پھر بھی اجازت لے کر جایا کرو' اس نے عرض کی' میں تو اس کا خادم ہوں' فرمایا: بھئی اجازت لے کر جایا کرو' تم اسے ننگا دیکھنا پسند کرو گے؟ اس نے عرض کی' نہیں' فرمایا: تو پھر اجازت لے کر جایا کرو۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ اجازت ضرور لیا کرو خواہ وہاں تمہاری یتیم بہنیں ہی کیوں نہ تمہاری پرورش میں ہوں' تمہارے ہمراہ رہتی ہوں اور پھر والدہ اور بیوی سے بھی اجازت لے کر جایا کرو۔
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنے گھر کے دروازے پر پہنچتے تو کھانستے اور تھوکتے۔
- آپ بولے بغیر اندر آ جانے کی اجازت دینے سے منع نہ فرماتے۔
- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: میں نے تمہیں پردہ اُٹھانے کی اجازت دی ہے اور جب تک میں نہ روکوں میری بیویوں کی بات غور سے سن لیا کرو۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میرا ایک وقت مقرر تھا جس میں حاضری دیتا تو اجازت لیا کرتا تھا' اگر آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تو کھانستے اور میں اندر چلا جاتا اور اگر فارغ ہوتے تو مجھے اجازت دیدیتے۔

ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میرا دن اور رات میں وقت مقرر تھا' میں رات کو جاتا تو کھانستا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ یہ تھا کہ جب کسی ایسے شخص کے دروازے پر جاتے اور اندر جانے کا ارادہ ہوتا اور وہ سلام کی آواز نہ سنتے تو ان کے نکلنے کی خاطر دروازہ کھٹکھٹاتے چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس قرض کیلئے حاضر ہوا جو میرے والد پر تھا تو میں نے دروازہ کھٹکھٹایا' آپ نے پوچھا: کون ہے؟ میں نے عرض کی: میں ہوں' آپ یہ فرماتے ہوئے باہر نکلے: یہ اَنَا اَنَا (میں میں) کیا لگا رکھی ہے' شائد آپ نے اسے ناپسند فرمایا۔

- آپ نے فرمایا: جو بلا اجازت کسی کے گھر میں جھانکے اور وہ کوئی چیز پھینک کر اس کی آنکھ پھوڑ دے' تو نہ دیت ہو گی نہ کوئی بدلہ۔

ایک روایت میں ہے کہ جس نے بے اجازت پردہ ہٹایا اور گھر میں جھانکا اور اس نے اس کی بیوی کی شرم والی کوئی جگہ دیکھ لی تو وہ اس مقام تک آ گیا کہ اسے اندر آنے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے اور اس کے اندر جھانکتے وقت کوئی آدمی سامنے آ کر اس کی آنکھ پھوڑ دے تو میں اسے شرمندہ نہ کروں گا اور اگر کوئی ایسے دروازے سے گذرے جس پر پردہ نہ ہو یا پردہ پڑا ہوا نہ ہو اور اس کی نظر اندر پڑے تو اس کا گناہ شمار نہ ہوگا' یہ گھر والوں کی غلطی ہوگی۔

خاتمہ

بادشاہوں' حکمرانوں اور اکابر کیلئے دروازے پر پردہ لگانے کی دلیل حضرت ابو موسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ سے لی جاتی ہے جس میں آپ نے کہا تھا: آج میں رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر دربان بن کر رہوں گا اور آپ نے انہیں مقرر کیا تھا۔ یہ ایک لمبا واقعہ ہے جس کا ذکر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں ہے' مختصر یہ کہ جب آپ بیر اریس کے دروازے کے قریب بیٹھے تھے اور رسول اللہ ﷺ اس کنوئیں کے کنارے بیٹھے تھے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر دروازہ کھٹکھٹایا' حضرت ابو موسےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ٹھہریئے' میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے لوں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یوں ہی کہا تھا۔ واللہ اعلم۔

فصل:

اس فصل میں سلام کہنے اور اس کا جواب دینے کا حکم بیان کیا گیا ہے کہ کیسے کہا جائے' خندہ پیشانی سے پیش آنے' اچھی گفتگو کرنے اور مصافحہ کرنے کا حکم بتایا گیا ہے۔ اس میں کئی فرعیں ہیں۔ پہلی فرع میں اس کی فضیلت کا بیان ہے۔

فرع:

سلام کہنے اور جواب دینے وغیرہ کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! اسلام میں بہتری کیا شمار ہوتی ہے؟ فرمایا: تم کھانا کھلاؤ اور جانے انجانے کو سلام کہتے جاؤ۔

- آپ فرماتے تھے کہ خط کا جواب بھی یونہی لازم ہے جیسے سلام کہنا۔
- آپ فرماتے تھے: جب کسی قوم کا کوئی نامور شخص تمہارے پاس آئے تو اس کی عزت کیا کرو۔
- آپ نے فرمایا: گلے ملنے والے پہلے شخص حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ اس سے پہلے یہ طریقہ کار تھا کہ یہ شخص اسے سجدہ کرتا اور وہ اسے اور جب اسلام آ گیا تو ہاتھ ملانے کا رواج ہوا۔
- آپ کا ارشاد ہے: تم اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو گے جب تک ایمان نہ لاؤ اور ایمان اس وقت نہ ہوگا

جب تک تم آپس میں محبت پیدا نہ کرو اور ایک ایسی شے تمہیں نہ بتا دوں کہ وہ کرنے پر تم محبت کرنے لگو؟ آپس میں ایک دوسرے کو سلام کہتے پھرا کرو۔

- آپ نے فرمایا: تین ایسی چیزیں ہیں کہ جن سے تمہارے بھائی کے دل میں تمہاری محبت پیدا ہو گی: جب بھی وہ ملے تو اسے سلام کہو' کسی مجلس میں ہو تو اس کیلئے جگہ چھوڑ دو اور اس کا اچھا نام لے کر بلایا کرو۔
- آپ کا ارشاد ہے: سلام پھیلایا کرو' کھانا کھلایا کرو' لوگ سوئے ہوئے ہوں تو نفل پڑھو' بڑے آرام سے جنت میں چلے جاؤ گے۔
- آپ نے فرمایا: اللہ کی رحمت اور بخشش لازمی چاہتے ہو تو سلام کہتے پھرو اور اچھی بات کرو۔
- آپ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے ناراض ہوتا ہے جو بھائیوں کے سامنے تیوری چڑھاتا رہتا ہو۔
- آپ کا فرمان ہے: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمانوں پر چھ حق ہوتے ہیں۔ پوچھا گیا: یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ فرمایا: جب اس سے ملے تو سلام کہے' اسے بلائے تو جواب دے' نصیحت کرے تو اسے قبول کرے' اسے چھینک آئے اور الحمد للّٰہ پڑھے تو جواب میں اسے یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے' بیمار ہو جائے تو بیمار پرسی کرے اور فوت ہونے پر جنازے کے ساتھ چلے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ یہ تھا کہ جب دور سے ان کے پاس کوئی آتا تو اس کے سلام کہنے سے پہلے اسے سلام کہتے اور اسے ایک بہتر کام جانتے۔

- آپ نے فرمایا تھا کہ: السّــــلام اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے' اس نے اسے زمین پر بھیج دیا ہے تو اسے آپس میں پھیلایا کرو۔
- فرمایا: جب تم میں سے کوئی السلام علیکم کہے تو السلام چونکہ اللہ ہوتا ہے لہٰذا اس سے پہلے کوئی اور لفظ نہ بولو۔
- آپ فرماتے تھے: جب کوئی مسلمان لوگوں کے قریب سے گذرے اور انہیں سلام کہے' وہ جواب میں سلام کہیں تو اسے ان پر ایک درجہ فضیلت ہو گی کیونکہ یہ انہیں سلام کہنے کی عادت ڈال رہا ہے تاہم اگر دونوں کے درمیان کوئی درخت یا دیوار آ جاتی ہے اور وہ دوبارہ ملتا ہے تو پھر سے سلام کہہ دو چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہوتے اور ہمارے درمیان کوئی درخت آ جاتا اور آگے جا کر ہم پھر ملتے تو ایک دوسرے کو سلام کہتے۔
- آپ کا ارشاد ہے: سب سے بخیل وہ ہے جو سلام کہنے میں کنجوسی کرے۔
- آپ فرماتے تھے کہ اگر تم میں سے کوئی مجلس کے آخر میں بھی ہو تو اسے سلام کہو اور اگر جگہ مل جائے تو بیٹھ جاؤ' پھر کھڑے ہو تو (سلام کہو) پہلا سلام اس دوسرے سے افضل نہیں ہوتا اور جس نے مجلس سے کھڑے ہوتے وقت سلام کہا تو وہ ان کی بھلائی میں چلے آنے کے بعد بھی شامل رہے گا بشرطیکہ وہ اس کے بعد بھلائی کی باتیں کرتے

رہے ہوں اور اگر انہوں نے برائی کی باتیں شروع کر دیں تو بوجھ انہی پر ہو گا۔

- حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے دودھ' کھیس (پنجابی میں بوہلی) وغیرہ دیکھ بھیجا' آپ اس وقت وادی کی اوپر والی جانب تھے' میں اجازت لئے بغیر اور سلام عرض کئے بغیر حاضر ہوا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: واپس جایئے اور یوں کہئے: ''السلام علیکم' کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟'' یہ حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے بعد کا واقعہ ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ جب تم بیوی کے پاس جاؤ تو سلام کہو کیونکہ اس سلام سے تمہیں برکت حاصل ہو گی اور یونہی تمہارے گھر والوں کے لئے بھی برکت ہو گی۔
- آپ کا فرمان ہے کہ جب تم اپنے حجرے کے دروازے پر جاؤ تو سلام کہہ دو' اس سے تم پر مسلط شیطان دور ہو جائے گا اور جب تم حجرے میں جانا چاہو تو بھی سلام کہو' وہاں پر ٹھہرنے والا شیطان نکل جائے گا۔
- آپ فرماتے تھے کہ کلام کرنے سے پہلے سلام کہہ لو۔
- یہ بھی فرمایا: جب تک کوئی سلام نہ کہے' اسے اپنی دعوت پر نہ بلاؤ۔
- آپ بچوں کے قریب سے گذرتے تو بھی سلام کہتے اور فرماتے بچو! السلام علیکم چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گذرتے اور ہم بچوں سے کھیل رہے ہوتے تو اکثر ہمیں سلام فرماتے' پھر میرا ہاتھ پکڑتے اور مجھے کوئی چیز دے بھیجتے اور خود میرے واپس آنے تک دیوار کے سائے میں بیٹھے انتظار فرماتے۔
- جب آپ عورتوں کے قریب سے گذرتے تو سلام کہتے چنانچہ حضرت اسماء بنت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گذرے' مسجد میں ہمارے سوا کوئی نہ تھا' ہم کافی عورتیں تھیں چنانچہ آپ نے ہاتھ پھیر کر ہمیں سلام کہا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب دن چڑھے بازار جاتے وقت بچوں' بیع کرنے والوں اور مسکینوں کے علاوہ کسی کے قریب سے بھی گذرتے تو انہیں سلام کہتے۔

اکثر آپ ملنے والوں کو سلام ہی کہنے کیلئے بازار کو چلے جایا کرتے اور وہیں سے گھر واپس آ جاتے۔

- آپ کا ارشاد ہے کہ بہت سے لوگوں میں سے اگر ایک شخص سلام کہہ دے تو کافی ہے' یونہی بہت سے لوگوں میں سے ایک ہی جواب دے دے تو کافی ہے۔
- ایک آدمی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا **السلام علیک** اے ابوعبدالرحمٰن! تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن رکھا ہے' فرمایا تھا: قیامت کے قریب' سلام کہنا' جانے پہچانے لوگوں میں مُڑہ جائے گا۔ پھر اسے ناپسند بھی فرمایا۔
- ایک مرتبہ کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' عرض کی: یا رسول اللہ! دو آدمی ملیں تو ان میں سے

پہلے سلام کون کہے؟ فرمایا جو اللہ کے ہاں بہتر ہو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ کے نزدیک بہت بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کہتا ہے۔

- آپ فرماتے تھے کہ سواری کرنے والا' پیدل کو سلام کہے' پیدل' بیٹھے کو سلام کہے' کم لوگ' زیادہ لوگوں کو سلام کہیں اور چھوٹے' بڑوں کو کہیں اور جب بہت سوں میں سے ایک بھی سلام کہہ دے تو سب کی طرف سے ہو جاتا ہے۔
- حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ السلام علیکم کا لفظ بہت ساروں کی طرف سے ایک پر کیونکر بولا جاتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ لوگ تالی بجاتے تھے اور وہ بتاتے تھے کہ ہر شخص کے ساتھ فرشتے تو ہوتے ہی ہیں لہٰذا جمع کا لفظ بول کر ان کی نیت کرے۔ واللہ اعلم

فرع:

سلام کہنے اور اس کا جواب دینے کی کیفیت کیا ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا' آپ کا قد ساٹھ ہاتھ تھا' اللہ نے فرمایا: جاؤ' اور ان بیٹھے فرشتوں کی ٹولی کو سلام کہو پھر ان سے اس کا جواب کان لگا کر سنو کیونکہ یہی جواب تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہو گا۔ آپ نے جا کر کہا: **السلام علیکم** تو انہوں نے کہا: **السلام علیك ورحمة اللّٰه وبركاته** انہوں نے یہ دو لفظ بڑھا دئے چنانچہ جنت میں جو بھی جاتا ہے' حضرت آدم علیہ السلام کی طرح ہوتا ہے اور اب تک مخلوق اسے گھٹائے ہوئے ہے۔

- حضرت فرقد سنجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے تو پہلے سلام کہنے کا خیال کیا لیکن انہوں نے روک دیا' حضرت یعقوب علیہ السلام سلام کے زیادہ حقدار تھے چنانچہ انہوں نے کہا: اے مجھ سے غموں کو دور کر دینے والے! **السلام علیك**۔
- حضرت محمد بن عمرو بن عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک آدمی نے آ کر سلام کہا' وہ یمن سے آیا تھا' اس نے کہا: **السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبركاته** اور پھر اس کے بعد بھی کچھ کہا تو آپ نے اس کے بارے میں پوچھا کہ کون ہے؟ (وہ نابینا تھا) لوگوں نے کہا: یہی وہ یمنی شخص ہے جس نے آپ کو ڈھانپا ہے' یوں انہوں نے آپ سے اس کا تعارف کرایا جس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ سلام برکت تک پہنچا ہے۔
- حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سلام کہا تو آپ نے جواب دیا **السلام علیك ورحمة اللّٰه وبركاته والغاديات والرائحات** ۔ اس پر ابن عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہما نے کہا کہ تم پر ہزار سلام ہو۔ شاید آپ نے اس کا اس طرح کا سلام پسند نہیں کیا تھا۔

- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ ایک شخص نے آ کر یوں سلام کہا: السلام علیکم ' آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا ''دس'' (نیکیاں) پھر ایک اور آیا اور یوں سلام کہا السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ' فرمایا: ''بیس'' اور اس کا بھی جواب دیا' پھر ایک اور آیا اور اس نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ ' آپ نے جواب دے کر فرمایا: ''تیس'' پھر اور آ گیا اور اس نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ وَمَغْفِرَتُهٗ ' آپ نے اس کا بھی جواب دیا اور فرمایا: ''چالیس'' پھر ہم سے فرمایا کہ نیکیاں یوں بڑھتی ہیں۔
- حضرت ابوعبد الرحمن فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جنگ حنین میں شریک ہوا' دن سخت سرد تھا' ہم ایک درخت کے سائے میں بیٹھے' سورج ڈھلا تو میں نے اپنا لباس پہنا' گھوڑے پر سوار ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس ان کے خیمے میں حاضر ہوا اور عرض کی: السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ' آپ نے سلام کا جواب یوں دیا: وعلیکم السّلام ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب رسول اللہ ﷺ کے ہاں جانا ہوتا تو یوں سلام عرض کرتے: السّلام علیك یارسول اللّٰہ السلام علیکم کیا عمر حاضر ہوسکتا ہے؟
- رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی اپنے بیٹے کے ذریعے سلام بھیجتا تو آپ یوں فرماتے: عَلَیْكَ وَعَلٰی اَبِیْكَ السَّلَامُ○
- آپ فرماتے تھے کہ کوئی شخص عَلَیْكَ اَلسَّلَامُ نہ کہا کرے کیونکہ یہ مردوں کو کہا جانے والا سلام ہے' السلام علیکم کہا کرو۔

ایک روایت میں سلام علیکم آتا ہے اور جواب دینے والے کی طرف سے علیکم السّلام کا ذکر آتا ہے۔ مردے کے سلام کا مطلب یہ ہے کہ اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں آئے گا۔ واللہ اعلم۔

- آپ نے فرمایا تھا کہ مرد تو عورتوں کو سلام کہا کریں لیکن عورتیں نہ کہیں۔
- جب کوئی بار بار سلام دہراتا تو آپ بھی کئی مرتبہ جواب دیتے چنانچہ ایک مرتبہ ایک شخص نے یوں سلام عرض کیا: السلام علیك یارسول اللّٰہ السلام علیك یارسول اللّٰہ○

ایک روایت میں تین مرتبہ کا ذکر ہے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یوں سلام کہا: السلام علیکم لیکن آپ نے جواب میں صرف السلام کہا' اس کے بعد آپ نے اس سے پوچھا کہ کیسے ہو؟ تو اس نے

کہا: میں آپ کو اللہ کی حمد پیش کرتا ہوں۔ اس پر آپ نے کہا: میں یہی چاہتا تھا۔

- حضرت عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے میرے حاضر ہونے پر فرمایا: مہاجر سوار کے آنے پر مرحبا کہتے ہیں۔
- آپ جب سلام کہتے تو تین بار کہتے تاکہ پوری طرح سمجھ آسکے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے: سلام کہو' تب بھی سنو اور جواب دو' تب بھی سنو۔

فرع:

دورِ جاہلیت کا سلام' سر اور ہاتھ سے اشارہ کرنا

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم دورِ جاہلیت میں یوں کہا کرتے تھے: **انعم اللّٰہ بك عينا و انعم صباحا** اور جب اسلام کا دور آیا تو ہمیں روک دیا گیا۔

- حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ **انعم اللّٰہ بك عينا** کہنا اچھا نہیں ہاں یوں کہہ سکتے ہو: **انعم اللّٰہ عليك**○
- ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی اپنے بھائی اور دوست کو ملتا ہے تو ایک طرف کو ہو جائے؟ فرمایا: نہیں' پھر پوچھا کہ اس سے چمٹ جائے اور بوسہ دے؟ فرمایا نہیں' ہاں سفر سے آیا ہو تو حرج نہیں۔ پھر پوچھا: اس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے؟ فرمایا: ہاں کر لے۔
- آپ فرماتے تھے کہ سلام کہنے میں یہودیوں اور نصرانیوں جیسے نہ ہو جاؤ کیونکہ یہودیوں کا سلام تو انگلیوں کے اشارے سے ہوتا ہے جبکہ یہودی ہتھیلی سے سلام کرتے ہیں۔
- حضور ﷺ جب مسکراتے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اکثر کہا کرتے: یا رسول اللہ! آپ ہنستے نظر آتے رہیں لیکن آپ انہیں روکتے نہ تھے۔

فرع:

ذمی لوگوں کو سلام کہنے کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہودیوں اور نصرانیوں کو پہلے سلام نہ کہو اور جب تم انہیں کہیں راستے میں مل جاؤ تو انہیں تنگ جگہ سے گذرنے پر مجبور کرو۔

- آپ ہی کا فرمان ہے: جب اہل کتاب تمہیں سلام کہیں تو انہیں صرف **وعلیکم** کہہ دیا کرو کیونکہ یہ لوگ تمہیں

السام علیکم کہتے ہیں (یعنی تم پر موت ہو) چنانچہ ایک یہودی آپ کے قریب سے گذرا تو اس نے السلام علیك کہا۔ آپ نے فرمایا: جانتے ہو اس نے کیا کہا ہے؟ صحابہ نے عرض کی: اللہ و رسول ﷺ ہی جانیں، ہم تو یہ جانتے ہیں کہ اس نے سلام کہا ہے، فرمایا: نہیں، بلکہ اس نے یوں یوں کہا ہے، اسے پکڑ کر میرے پاس لاؤ، وہ اسے لے آئے تو فرمایا: تم نے السام علیك کہا ہے، اس نے کہا: ہاں، اس پر صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اسے قتل نہ کر دیں؟ فرمایا نہیں بلکہ جب کوئی اہل کتاب تمہیں سلام کہے تو اسے یوں کہہ دیا کرو: عَلَيْكَ مَا قُلْتَ اور پھر یہ آیت پڑھی:

وَإِذَا جَآءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ○ (سورۂ مجادلہ: ۸)

"اور جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو ان لفظوں سے تمہیں مجرا کرتے ہیں جو اللہ نے تمہارے اعزاز میں نہ کہے۔"

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ رسولِ انور ﷺ کے ہاں یہودیوں کا ایک گروہ آیا اور انہوں نے کہا: اَلسَّامُ علیك یارسول اللّٰہ۔ آپ بتاتی ہیں کہ میں نے سمجھ لیا لہٰذا یوں جواب دیا عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ اسے سن کر رسول اطہر ﷺ نے فرمایا: عائشہ! اتنی سختی؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی پسند کرتا ہے، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے توجہ نہیں فرمائی کہ انہوں نے کیا کہا ہے، فرمایا: میں تو کہہ دیا ہے: وعلیکم میں نے ان کا جواب دے دیا ہے اور اللہ میری بات تو قبول فرمائے گا، ان کی نہیں۔
- حضرت سہیل بن ابو صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ شام کی طرف گیا تو راستے میں ہم گرجوں سے گزرتے وقت نصرانیوں کو سلام کہتے تھے، میرے والد نے کہا کہ ہمیں پہلے سلام نہیں کہنا ہے۔
- رسولِ اکرم ﷺ جب ایسی مجلس سے گذرتے جہاں مسلمان اور یہودی اکٹھے ہوتے تو آپ انہیں سلام کہتے۔
- آپ نے مشرکین کے ساتھ مصافحہ کرنے اور انہیں مرحبا کہنے سے منع فرماتے تھے۔
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ذمیوں کے نام تو رکھو لیکن کنیت نہ رکھو، انہیں ذلیل کرو لیکن ظلم نہ کرو۔

فرع:

پیشاب پاخانہ کرتے اور بے وضو شخص کو سلام کہنے کا حکم

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے قریب سے گذرا، آپ پیشاب کر رہے تھے، اس نے سلام کہا تو آپ نے جواب نہیں دیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک شخص مدینہ کی کسی گلی میں سے گذر رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے ملا' آپ پاخانہ یا پیشاب سے فارغ ہو کر ابھی نکلے ہی تھے کہ اس نے سلام کہہ دیا' آپ نے جواب نہیں دیا اور جب وہ گلی میں جاتے ہوئے اوجھل ہو گیا تو آپ نے دیوار پر ہاتھ مار کر چہرے پر ملا' پھر دوسری ضرب لگائی تو بازوؤں پر مل کر اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: مجھے پہلے سلام کہنے سے صرف اس بات نے روکا تھا کہ میں بے وضو تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ پیشاب کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور سلام کہا' آپ نے اس وقت تک جواب نہیں دیا' جب تک وضو نہیں کر لیا آخر وضو کر کے جواب دیا اور معذرت بھی کی کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ بے وضو اللہ کا ذکر کروں۔

فرع:

مصافحہ کرنا' خندہ پیشانی سے پیش آنا اور اچھی گفتگو کرنا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی سے دو آدمی جب مل کر مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے الگ الگ ہونے سے پہلے اللہ ان کی بخشش فرما دیتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب دو مسلمان مل کر مصافحہ کرتے ہیں' اللہ کی حمد کرتے اور اس سے بخشش مانگتے ہیں اور ہر ایک صرف اللہ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے خوش ہوتا ہے تو ان کے الگ الگ ہونے سے پہلے اللہ ان دونوں کو بخش دیتا ہے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کے صحابہ جب ایک دوسرے سے ملتے تو مصافحہ کرتے اور جب سفر سے آتے تو گلے ملتے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے تو مصافحہ کا ارادہ کیا' وہ ایک طرف ہو گئے اور عرض کی کہ میں آیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان جب اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے اور جب ایک دوسرے کا حال پوچھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان سو رحمتیں نازل فرماتا ہے جن میں سے ننانوے اس بات کی ہوتی ہیں کہ وہ اپنے بھائی کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے' خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے' اس سے بھلائی کرتا ہے اور اچھے طریقے سے پیش آتا ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ مکمل سلام ہاتھ ملانے سے ہوتا ہے۔
- حضرت ابومزینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی جب ایک دوسرے سے ملاقات کرتے

تو اس وقت تک الگ نہیں ہوتے تھے جب تک سورتِ عصر نہ پڑھ لیتے۔

- حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب بھی میں رسول اللہ ﷺ سے ملا' آپ نے مجھ سے مصافحہ فرمایا اور کئی مرتبہ میں آپ کو سلام عرض کرنے آتا' تو آپ چارپائی پر بیٹھے ہوتے اور مجھے گلے لگا لیتے' وہ بڑی خوشی کا موقع ہوتا۔

- آپ کا ارشاد ہے: آپس میں مصافحہ کرو تو کینہ دور ہوگا' ایک دوسرے کی خیریت دریافت کرو' محبت بڑھے گی اور بغض دور ہوگا۔

- آپ اکثر فرمایا کرتے کہ کسی بھلائی کی چیز کو حقیر نہ جانو' کاش کوئی اپنے بھائی کو خندہ پیشانی سے ملتا۔

ایک اور روایت میں ہے کاش کوئی اپنا ڈول کسی بھائی کے برتن میں ڈالتا' کاش کوئی کسی غمگین کا غم دور کرتا' کاش کوئی کسی کو جوتے کا تسمہ ہی دیتا اور کاش کوئی کسی سے اچھی بات کرتا۔

- آپ نے فرمایا کہ کسی بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی صدقہ ہے۔
- کئی مرتبہ آپ نے فرمایا کہ آگ سے بچو خواہ کھجور کے ٹکڑے کے ذریعے بچو اور نہ ہو تو اچھی بات ہی کیا کرو۔
- آپ نے فرمایا: کسی کو کھانا کھلانا' سلام پھیلانا اور اچھی گفتگو کرنا لازمی طور پر جنت میں لے جاتا ہے۔
- آپ نے فرمایا کہ جنت میں ایک محل ہے جس کے اندر سے باہر کا حصہ نظر آتا ہے اور باہر سے اندر کا۔ حضرت ابو مالک اشعری نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! وہ کسے ملے گا؟ آپ نے فرمایا کہ جو اچھی کلام کرے' کھانا کھلائے اور اس وقت نفل پڑھے جب لوگ سو رہے ہوں۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر چوم لیا کرتے تھے۔

فصل:

اس میں مل بیٹھنے کے اچھے طریقوں کا ذکر ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ مجلس کیسی ہونی چاہئے؟ اس میں کئی فروع ہیں پہلی فرع میں نیک بھائی کے ساتھ بیٹھنے کا شوق دلایا گیا ہے۔

حضرت ابو موسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اچھے اور برے مل بیٹھنے والوں کو یوں سمجھئے جیسے کستوری والا اور بھٹی میں پھونک مارنے والا ہوتا ہے' کستوری رکھنے والا یا تو تمہیں کچھ نہ کچھ دیدے گا یا اس سے کچھ خرید سکو گے یا پھر اس سے اچھی خوشبو ہی آئے گی جبکہ بھٹی میں پھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلائے گا یا تجھے اس سے گندی بدبو سونگھنے کو ملے گی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ برے کی مجلس بھٹی والے جیسی ہوتی ہے کہ بھٹی کی آواز نہ آئے گی تو دھواں تجھے ضرور پہنچے گا۔

فصل:

کسی کا راز چھپانا

رسول اللہ ﷺ اکثر راز چھپانے کی بات کیا کرتے اور فرماتے کہ مجلسیں امانت کے بغیر بیکار ہیں اور یہ تین کام بدتر ہیں' ناحق خون بہانا' بدکاری کرنا اور ناحق کسی کا مال لینا۔

- آپ نے فرمایا: جب کوئی کسی سے بات کرے اور پھر وہ کسی طرف اپنے کام کو چلا جائے تو یہ بات اس کے پاس امانت ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ راز کو راز ہی جانتے' وہ بات نہ زبانی کسی سے کرتے اور نہ ہی اشارہ فرماتے' آپ میرے پاس تشریف لائے تو میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ آپ نے ہمیں سلام فرمایا پھر مجھے کسی کام بھیجا تو ماں کے پاس جانے میں مجھے دیر ہوگئی اور جب میں ماں کے پاس گیا تو انہوں نے پوچھا: دیر کیوں کر دی' میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی کام سے بھیجا تھا۔ والد نے پوچھا کہ آپ کو کیا کام تھا؟ میں نے کہا کہ یہ ایک بھید ہے۔ اس پر والدہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا بھید کسی کو نہ بتانا۔
- آپ نے فرمایا: جو ایسے لوگوں کی بات پر کان دھرتا ہے جو اس سے نفرت کرتے ہیں تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سکہ ڈالا جائے گا۔
- آپ نے فرمایا: جب تک تم کسی مجلس میں بیٹھے ہو اور ان میں سے کوئی بھی باہم باتیں کرنے سے چپ نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس مجلس سے برکت اٹھا لیتا ہے۔

فصل:

راستوں میں بیٹھنے کا حکم

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ راستوں میں بیٹھنے سے گریز کرو' اس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! آخر ہمارے بیٹھنے کیلئے کوئی ایسی جگہ تو ہونی چاہئے جہاں ہم آپس میں بات چیت کر سکیں۔ آپ نے فرمایا: اگر تم نے راستوں ہی میں بیٹھنا ہوتا ہے تو ان کا حق ادا کیا کرو۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ان کے حق ادا کرنے کا مطلب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: آنکھیں بند رکھنا (نیچی رکھنا)' کسی کو دکھ نہ دینا' سلام کا جواب دینا' کسی کو بھلائی کے کاموں پر لگانا' برائیوں سے منع کرنا' کسی کی گم شدہ چیز کا اسے بتانا' غمزدہ لوگوں کی مدد کرنا اور ہر ایک سے اچھی گفتگو کرنا۔ یہ وہ کام ہیں جن سے راستہ میں بیٹھنے کا حق ادا ہوتا ہے۔

فصل:

سرگوشی کرنے کا حکم

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی اکٹھے ہوں تو ایک کو علیحدہ کر کے دو آدمی سرگوشی نہ کیا کریں کیونکہ یوں تیسرے کیلئے ذلت ہو جاتی ہے پھر کوئی عورت کسی دوسری عورت کے سامنے ننگی نہ ہوا کرے کیونکہ اس طرح دیکھ کر وہ اپنے شوہر کو بتائے گی تو وہ بھی گویا اسے دیکھ ہی رہا ہوگا۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ کا طریقہ یہ تھا کہ جب ان کے پاس دو شخص بیٹھے ہوتے اور کوئی چوتھا آجاتا تو دو سے کہہ دیتے کہ تھوڑی دیر پیچھے ہٹ جاؤ اور ایک شخص بیٹھا ہوتا اور کوئی تیسرا آجاتا تو کسی چوتھے کی انتظار میں ہوتے کہ اس پہلے کے ساتھ آبیٹھے تاکہ آپ نئے آنے والے سے بات کرسکیں۔

فصل:

نئے آنیوالے کیلئے اُٹھ کھڑا ہونا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک مسلمان کا دوسرے پر حق یہ ہے کہ جب اس کے پاس کوئی آئے تو اس کیلئے ذرا پیچھے ہٹ جایا کرے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سے ہمیں اور کوئی شخص پیارا نہ تھا لیکن انہیں بھی دیکھ کر ہم کھڑے نہ ہوا کرتے تھے کیونکہ یہ بات اچھی ہی نہ لگتی تھی چنانچہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے عصا پر ٹیک لگائے ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم آپ کی خاطر اُٹھ کھڑے ہوئے جس پر آپ نے فرمایا کہ عجمیوں کی طرح ایک دوسرے کی عزت کیلئے اُٹھا نہ کرو پھر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا تو انہوں نے بھی اسے بیٹھنے کو کہا تھا اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' فرمایا: جب تمہارے دل میں یہ خواہش پیدا ہو جائے کہ کوئی تمہارے لئے کھڑا ہوا تو یوں سمجھے کہ جہنم میں جائے گا۔
- حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے کوئی بھی جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا اور وہ سوار ہوتے تو یہ اُتر کر پڑتے' ان کے گھوڑے وغیرہ کی مہار تھام کر ان کے ساتھ ساتھ پیدل چلتے اور ان کی منزل تک پہنچاتے یا مجلس میں چھوڑ کر واپس آیا کرتے' یہ رسول اکرم ﷺ کی تعظیم کی خاطر کرتے۔

فصل:

اپنی جگہ کی بجائے مجلس کے درمیان کسی اور کی جگہ پر بیٹھنے کا حکم

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی کو اُٹھا کر اس کی جگہ پر ہرگز نہ بیٹھا کرو بلکہ کھلی جگہ پر بیٹھ جایا کرو' اللہ کھلی جگہ دے گا۔

- ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کی مجلس میں سے ایک شخص نے اس کیلئے جگہ دینے کو کھڑا ہونے کی کوشش کی وہ بیٹھنے لگا تو آپ نے اسے روک دیا تھا۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ کیلئے اگر کوئی شخص کھڑا ہو جاتا تو آپ وہاں نہ بیٹھا کرتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس بات سے منع فرمایا کہ تمہارے لئے کوئی اُٹھے تو اس کی جگہ پر بیٹھو اور اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کسی کے کپڑے سے ہاتھ پونچھو۔
- آپ فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص کسی جگہ سے اُٹھ کر دوبارہ وہاں آئے تو وہی وہاں بیٹھنے کا حق دار ہے۔
- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آتے تو آخر ہی میں بیٹھ جایا کرتے۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ تم میں سے کوئی شخص باپ اور اس کے لڑکے کے درمیان نہ بیٹھا کرے۔

  ایک اور روایت میں ہے کہ اجازت لئے بغیر دو آدمیوں کے درمیان آ کر نہ بیٹھا کرو۔

  ایک اور روایت میں ہے کہ کسی کیلئے یہ جائز نہیں کہ اجازت لئے بغیر دو آدمیوں میں گھس جائے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: جو یہ چاہتا ہے کہ قیامت کے دن اسے بے تحاشا اجر ملے تو اپنی مجلس سے اُٹھتے وقت یہ دُعا کیا کرے:

  سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس لوگ بیٹھے ہوں' وہ ان سے اجازت لئے بغیر نہ اُٹھا کرے۔
- آپ نے فرمایا: سب سے بہتر مجلس وہ ہوتی ہے جس میں جگہ کھلی موجود ہو۔
- آپ نے فرمایا: اللہ اس شخص پر لعنت فرماتا ہے جو مجلس کے درمیان گھسنے کی کوشش کرتا ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی ایک مجلس میں تشریف فرما تھے کہ اسی دوران تین شخص

آ گئے جن میں سے ایک تو مجلس میں بیٹھ گیا' دوسرا آخر میں اور تیسرا الگ کھڑا ہو گیا' اس پر آپ نے فرمایا: ایک نے تو ہمارا خیال کر لیا ہے' اس پر اللہ کی نظر ہے' دوسرے نے حیاء کی ہے تو اللہ اسے اس حیاء کا اجر دے گا اور تیسرے نے ہم سے منہ موڑا ہے تو اللہ اس سے بیزار ہے اور پھر یہ حدیث بھی گذر چکی ہے کہ جو ذکر الٰہی کے مجمع سے باہر ہو بیٹھے تو اس کو اللہ کی رحمت اپنے دامن میں نہ لے گی' نہ اسے چین ملے گا اور نہ ہی اللہ اسے اپنے فرشتوں وغیرہ میں یاد کرے گا' ہاں مجلس والے اس کیلئے دُعا کر دیں تو ایسا ممکن ہو گا۔

- رسول اللہ ﷺ جب بیٹھے باتیں کر رہے ہوتے تو کئی کئی بار آسمان کی طرف نظر اُٹھاتے۔

فرع:

بیٹھنے کا صحیح طریقہ کیا ہے

رسول اللہ ﷺ اکثر مجلس میں یوں بیٹھتے جیسے کوئی عاجزی وانکساری سے بیٹھتا ہے چنانچہ کوئی آتا تو ڈر کے مارے کانپ جاتا' آپ فرماتے کہ سکون سے بیٹھ جاؤ' مقصد یہ ہوتا کہ اس کا ڈر ختم ہو جائے۔

- اکثر آپ ہاتھوں کا حلقہ بنا کر بیٹھتے' ایک مرتبہ چلتے چلاتے ایک بیٹھے ہوئے آدمی کے پاس پہنچے جس نے اپنا بایاں ہاتھ پشت پر رکھا تھا اور ہتھیلی پر سہارا لیا تھا' آپ نے فرمایا کیا تم ان کی طرح بیٹھا کرو گے جیسے اللہ کی ناراضگی والے لوگ بیٹھتے ہیں؟
- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بیٹھتے اور ہم ان کے گرد بیٹھے ہوتے' آپ کا واپسی کا ارادہ ہوتا تو جوتا اُتارتے یا کوئی کپڑا وغیرہ ہوتا تو اُتارتے' صحابہ کو پتہ چل جاتا تو وہ اسی طرح بیٹھے رہتے۔

فرع:

دھوپ میں بیٹھنے کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی سورج کے سامنے بیٹھا ہو اور سایہ اس سے یوں ہٹ جائے کہ آدھا جسم دھوپ میں ہو اور آدھا چھاؤں میں تو اُٹھ کھڑا ہو۔

- آپ کسی کو دھوپ میں کھڑا دیکھتے تو فرماتے: سایہ کی طرف ہو جاؤ کیونکہ دھوپ میں کھڑا ہونے کی جگہ شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہوتی ہے۔
- آپ نے فرمایا کہ: دھوپ گویا عرب کا حمام ہے۔

فرع:

کسی پردے کے بغیر چھت پر سونا منع ہے اور یونہی بلاوجہ منہ کے بل سونا بھی منع ہے

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص پردہ یا دیوار کے بغیر چھت پر سوئے تو پھر میرے ذمے میں نہ ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ اس کے خون بہائے جانے کا اندیشہ ہوگا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص ایسی چھت پر سوئے کہ اس کے نزدیک پاؤں رکھنے کی جگہ نہ ہو اور وہ گر کر مر جائے تو میرا کوئی ذمہ نہ ہوگا۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایسے آدمی کے قریب پہنچے جو پیٹ کے بل سویا ہوا تھا' آپ نے اسے پاؤں سے ٹھکرا کر فرمایا کہ ایسا لیٹنا اللہ کو پسند نہیں ہے۔

فصل:

کسی کا احترام کرنے' چھینک آنے اور جمائی لینے کا حکم

حضرت ابوموسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بھی اللہ کی عظمت کا اقرار ہے کہ کسی بوڑھے مسلمان اور قرآن کی حفاظت کرنے والے ایسے کی عزت کی جائے جو نہ تو ہمہ وقت اسی میں لگا رہے اور نہ ہی اس سے الگ تھلگ ہو اور پھر انصاف کرنے والے حکمران کی عزت کی جائے۔

- حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اگر کوئی شخص مجمع میں دور سے آواز دیتا تو مجمع میں بیٹھے لوگوں کی عزت کی خاطر اسے جواب نہ دیتے کیونکہ اس طرح انہیں ویسے ہی آواز بلند کرنا پڑتی جیسے سوال کرنے والے نے کی ہوتی اور پھر یہ آیت پڑھتے:

وَاغْضُضْ ○ (سورۂ لقمان: ۱۹) ''آنکھیں نیچی کرلو۔''

- آپ نے فرمایا: جو بھی شخص کسی بوڑھے آدمی کی عزت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی خاطر کسی کو مقرر فرما دیتا ہے جو بڑھاپے میں اس کی عزت کرے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک بوڑھا شخص رسول اللہ ﷺ سے ملنے کا ارادہ لے کر آیا تو لوگوں نے اسے بیٹھنے کی جگہ نہ دی جس پر آپ نے فرمایا کہ وہ ہم میں شمار نہیں ہوتا جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جو ہم میں سے بڑے کی شرافت نہیں جانتا۔

ایک اور روایت میں الفاظ یوں ہیں کہ جو بڑوں کا حق نہیں جانتا چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم انصار کی عزت صرف اس لئے کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں ان کی عزت تھی۔

- آپ نے فرمایا: جو شخص طمع کے بغیر کسی کی رکاب پکڑتا ہے' تو نہ اسے اس سے کوئی غرض ہوتی ہے اور نہ ہی اسے اس کا خوف ہوتا ہے تو اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔
- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آگے آگے جا رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھ لیا' فرمایا: تمہاری یہ جرأت کہ حضرت ابوبکر کے آگے چل رہے ہو حالانکہ نبیوں اور رسولوں کے علاوہ آج تک حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا شخص کہیں دیکھنے میں نہیں آیا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک سائل آیا تو آپ نے اسے روٹی کا ٹکڑا دیا پھر ایک اور آیا تو اس نے کپڑے پہن رکھے تھے اور اچھی بھلی صورت کا تھا' آپ نے اسے بٹھا کر کھانا کھلایا' آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر ایک کے مرتبہ کا لحاظ رکھو۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہاں بیٹھے تھے کہ اسی دوران آپ کے پاس کھجور کا گوند لایا گیا' آپ نے فرمایا: درختوں میں سے ایک ایسا درخت ہوتا ہے کہ جس کی برکت ایک مسلمان کی طرح ہوتی ہے' یہ سن کر میرے ذہن میں آیا کہ یہ کھجور کا درخت ہوگا' میں کہنے ہی والا تھا کہ یہ کھجور کا درخت ہے لیکن پھر سوچا کہ میں تو ان لوگوں کے مقابلے میں دسویں حصے میں بھی نہیں' میں چھوٹا ہوں چنانچہ چپ ہو گیا پھر آپ نے خود ہی فرمایا کہ یہ کھجور کا درخت ہے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمیوں کو چھینک آئی' ایک نے چھینک دیا لیکن دوسرے نے چھینک روک لی۔ آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: اس نے تو اللہ کی حمد کی ہے اور اس دوسرے نے نہیں کی' پھر فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آیا کرے تو چھینک کا جواب دو اور اگر وہ حمد نہ کرے تو اسے جواب نہ دو چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی تو اس نے الحمد للہ کہا' آپ نے فرمایا کہ تم نے بخل کیا ہے کیونکہ حمد کرتے وقت تم نے رسول اللہ ﷺ پر درود نہیں پڑھا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے کہا کہ تم نے پورا کیوں نہیں پڑھا؟ چنانچہ فوراً میں نے پڑھا وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

- حضرت عبد اللہ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس کسی کو چھینک آئے تو چھینک کا جواب دو (یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہو) دوبارہ چھینک آئے تو پھر جواب دو اور پھر آئے تو اسے

کہہ دو کہ تمہیں زکام ہے۔ جبکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ اپنے بھائی کو چھینک کا جواب تین مرتبہ تک دو اور زیادہ آئیں تو یہ زکام ہوگا۔

- آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ چھینکنا پسند کرتا ہے لیکن جمائی کو پسند نہیں کرتا لہٰذا جب بھی تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ پڑھ لے تو تم میں سے ہر ایک کا یہ لازمی حق ہے کہ اسے سن کر یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہو، رہی جمائی تو یہ شیطانی ہوتی ہے اور جب نماز میں آئے تو اسے ممکن حد تک روکا کرو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جتنا ممکن ہو اسے روکے اور ''هَــاهْ'' نہ کہے کیونکہ تمہارے یوں کرنے سے شیطان ہنستا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ تمہیں جمائی آئے تو دایاں ہاتھ منہ پر رکھو اور جب وہ آہْ آہْ کہتا ہے تو شیطان زور سے ہنستا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ نماز میں چھینک، اونگھ اور جمائی شیطانی کام ہے اور یونہی قے، ماہواری اور نکسیر بھی ہے لہٰذا جب کسی کو جمائی آئے تو اسے منہ پر ہاتھ رکھ کر روکے کیونکہ اس میں شیطان داخل ہو جاتا ہے۔

- آپ مسجد میں زور سے چھینکنے کو ناپسند فرماتے تھے چنانچہ چھینک آنے پر اپنے منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانپ لیتے اور آواز کو دبا لیتے۔
- حضرت ابو موسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ یہودی جب رسول اللہ ﷺ کے پاس چھینکتے تو انہیں یہ اُمید ہوتی کہ آپ انہیں یَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ سے دُعاء دیں گے لیکن آپ فرماتے تھے: اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہیں درست راہ پر چلائے۔

فصل:

آپس میں صرف اللہ کی رضاء کیلئے محبت و عداوت رکھنا

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ تم جنت میں اس وقت تک نہیں جا سکو گے جب تک پورے ایماندار نہ بنو اور مومن اس وقت تک نہیں بنو گے جب تک آپس میں خوب محبت پیدا نہ کرو اور اس کے ساتھ ہی میں تمہیں ایسی چیز نہ بتا دوں کہ جس کی بناء پر تم خوب محبت کرنے لگو گے؟ بس آپس میں سلام کہتے پھرو۔

- آپ ہی نے فرمایا کہ محبت و پیار اور مہربانی کرنے میں مسلمانوں کو ایک جسم کی طرح ہونا چاہئے کہ ایک حصے میں کوئی تکلیف ہو تو سارے جسم میں اس کا اثر معلوم ہو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک آدمی جیسا ہونا چاہئے کہ جب اس کی آنکھ میں تکلیف ہو تو سارے جسم میں تکلیف ہو اور سر میں تکلیف ہونے کی صورت میں پورے جسم کو تکلیف ہو جائے۔

- آپ نے فرمایا: اللہ پر ایمان کے بعد عقلمند ہونے کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ انسان میں پوری محبت موجود ہو اور ہر اچھے برے سے بھلائی کی جائے۔
- آپ نے فرمایا: بغض بڑھتا جاتا ہے اور محبت میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ جب کوئی اپنے مسلمان بھائی سے محبت کرتا ہو تو اسے بتا بھی دیا کرے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اس سے محبت باقی رہتی اور مضبوط ہوتی ہے۔

- آپ نے فرمایا کہ جب کسی سے محبت کا ارادہ ہو تو اس سے اس کا نام، والد کا نام اور خاندانی تعلق پوچھو کیونکہ اس سے محبت کا سلسلہ بڑھ جاتا ہے۔
- آپ نے فرمایا کہ جب کوئی کہے کہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو اس سے پوچھے: کیا تجھے اس کے بارے میں پتہ ہے؟ اگر وہ کہے کہ نہیں تو اس سے کہے: جاؤ پہلے اس کے بارے میں پتہ کرو۔
- آپ نے فرمایا کہ محبت درمیانے درجے کی رکھو اور فرمایا: اپنے دوست سے مناسب محبت رکھو کیونکہ کسی دن وہ تم سے ناراض بھی تو ہو سکتا ہے، یونہی ناراضگی کی صورت میں مناسب ناراضگی کرو کیونکہ کسی دن اس سے محبت بھی تو ہو سکتی ہے۔
- آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میری عظمت کی خاطر محبت رکھنے والے کہاں ہیں، میں انہیں ایسے سائے میں لوں گا کہ جس دن میرے سائے کے علاوہ کہیں اور سایہ نہ ملے گا۔
- آپ نے فرمایا: جب تم کسی سے محبت کرنے چلو تو اس پر شک نہ کرو اور نہ اس سے کسی کے بارے میں پوچھو کیونکہ اس سے ناراضگی بھی تو ہو سکتی ہے، ایسی صورت میں وہ تمہیں وہ بات بتائے گا جو اس میں موجود نہیں اور جس سے تیرے اور اس کے درمیان جدائی ہو جائے گی۔
- آپ کا ارشاد ہے: سب سے بہترین عمل یہ ہے کہ محبت وعداوت صرف اللہ کیلئے کی جائیں۔
- آپ نے فرمایا: میرے اہل بیت میں سے مجھے حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سب سے پیارے لگتے ہیں اور گھر والوں میں سے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیاری لگتی ہیں۔
- آپ فرماتے تھے: جب تم میں سے کسی سے اپنے بھائی کے بارے میں پوچھا جائے تو خاموش رہے لیکن بولے تو سچ بتائے۔
- آپ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام یہ اعلان کر دیتے ہیں کہ فلاں

شخص سے اللہ تعالیٰ محبت کر رہا ہے تو تم بھی اس سے محبت کرو' چنانچہ آسمانوں والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور پھر وہ محبت زمین والوں میں چل نکلتی ہے اور جب وہ کسی سے ناراض ہو جاتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں فلاں سے ناراض ہوں لہٰذا تم بھی ناراض ہو جاؤ چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام ناراض ہو جاتے ہیں اور پھر آسمان والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے ناراض ہے لہٰذا تم بھی ناراض ہو جاؤ چنانچہ سب ناراض ہو جاتے ہیں اور پھر یہ ناراضگی زمین والوں کے دلوں میں بھر دی جاتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ○ (سورۂ مریم: ۹۶)

''بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب رحمن کے لئے محبوب پیدا کر دے گا۔''

- ایک شخص نے آ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا کہ تم نے اس کی خاطر کیا کچھ تیار کیا ہے؟ اس نے عرض کی: کچھ بھی نہیں ہاں اتنا ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں' جس پر آپ نے فرمایا: تم وہاں اسی کے ساتھ ہو گے جس سے تمہاری محبت ہے اور تمہیں وہی کچھ ملے گا جو تم کر چکے ہو۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ کبھی ہمیں اس قدر خوشی نہیں ہوئی جتنا آپ کے اس فرمان سے ہوئی کہ ''تم اسی کے ساتھ ہو گے جس سے محبت کرتے ہو۔''
- ایک اور شخص نے حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! آدمی کسی ایسے سے محبت کرتا ہے جس سے ملاقات نہیں ہوئی۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ ان جیسے عمل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو آپ نے فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس سے اس کی محبت ہے۔
- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ہم ایسے لوگوں میں ہنس مکھ دکھائی دیتے لیکن دلوں میں انہیں برا جانتے۔
- آپ ﷺ فرماتے تھے کہ خوبصورت چہرے والوں کے پاس بھلائی کی تلاش رکھو۔
- آپ فرماتے تھے کہ روحیں ایک جمع شدہ لشکر ہے' ان میں سے جن کا تعارف ہوتا ہے وہ محبت بھری ہوتی ہیں اور جو آپس میں اجنبی ہیں' ان کا آپس میں اختلاف ہوتا ہے۔

فصل:

ایک دوسرے کی سفارش کا حکم اور آپس میں دست و بازو بننے کی ضرورت

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: دوسروں کی سفارش کرو، تمہیں اجر ملے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان پر وہ فیصلہ فرماتا ہے جو وہ چاہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ سفارش کرو، تمہیں اس کا اجر ملے گا، میں کسی کام کا ارادہ کرتا ہوں تو اسے لیٹ کر دیتا ہوں کہ تم سفارش کرو جس پر تمہیں اس کا اجر مل جائے۔

- آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہفتہ کے دن کسی کام کیلئے نکلے تو میں اس بات کا ضامن ہوں کہ اللہ اسے پورا کرے گا۔
- آپ فرماتے تھے: مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہوتا ہے، اس پر ظلم نہیں کرتا اور امن بھی نہیں دیتا اور جو کسی بھائی مسلمان کی ضرورت پوری کر رہا ہوتا ہے تو اللہ اس کی ضرورت پوری کرتا ہے۔ تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کیلئے آئینہ ہے تو جو اسے تکلیف میں دیکھے، اسے دور کرے۔
- آپ نے فرمایا: سب مسلمان ایک عمارت کی طرح ہونے چاہئیں جس کا ایک حصہ دوسرے کو طاقت دیتا ہے اور پھر انگلیاں ایک دوسری کے اندر داخل کر کے دکھائیں۔
- آپ نے فرمایا کہ اللہ کی طاقت، جماعت کے ساتھ ہوتی ہے۔
- آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دولت اور طاقت میں کسی کو حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اُن جیسا بنا کر نہیں بھیجا یعنی ان جیسی قوم نہیں بھیجی، فرمایا تھا:

لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّۃً اَوْ اٰوِیْۤ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ ○ (سورۂ ہود: ۸۰)

''اے کاش مجھے تمہارے مقابل زور ہوتا یا کسی مضبوط پائے کی پناہ لیتا۔''

آپ نے بتایا کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا: اگر تمہارا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تجھے پتھر مارتے۔

- حضور ﷺ اپنے صحابہ میں یہ بات پیدا فرماتے تھے کہ نیک کام کرتے وقت محبت رکھیں۔
- آپ فرماتے تھے کہ اپنے بھائی کی مدد کرو، خواہ وہ ظالم یا مظلوم ہو۔ اس پر ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر وہ مظلوم ہے تو میں اس کی مدد کروں گا لیکن ظالم ہو تو کیا مدد کروں؟ آپ نے فرمایا: یوں کہ اسے ظلم سے باز رکھو کیونکہ یہ بھی اس کی مدد ہے۔

- آپ نے فرمایا: جب کوئی مسلمان کسی کو ایسی جگہ ذلیل کرتا ہے جس میں اس کی عزت و آبرو مٹ جائے تو اللہ بھی اسے اسی جگہ ذلیل کرتا ہے کہ اس کی عزت و آبرو مٹ جاتی ہے اور جو شخص کسی مسلمان بھائی کی اس جگہ مدد کرتا ہے جہاں اس کی آبرو کو نقصان پہنچ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے مقام پر اس کی مدد فرماتا ہے جہاں اس کی آبرو کو نقصان پہنچ رہا ہو۔
- آپ نے فرمایا: گمان کرنے سے بچو کیونکہ سب سے جھوٹی بات یہی ہوتی ہے۔
- آپ نے فرمایا کہ کسی کے حالات کی جاسوسی نہ کرو' برائی میں مقابلہ نہ کرو' آپس میں حسد اور بغض نہ رکھو اور تعلق نہ توڑو' اے اللہ کے بندو! اللہ کے حکم کے مطابق بھائی بھائی بن جاؤ' ایک مسلمان دوسرے کا بھائی ہے' اس پر ظلم نہ کرے' نہ ذلیل کرے اور نہ ہی اسے حقیر جانے (پھر تین مرتبہ فرمایا) تقویٰ یہیں ہے۔ (یعنی یہ تقویٰ کے کام ہیں) یہ بات کرتے وقت آپ نے سینے کی طرف اشارہ فرمایا (پھر فرمایا) انسان کے شر پسند ہونے کی یہی علامت ہے کہ اپنے بھائی کو حقیر جاننے لگے' ہر مسلمان کیلئے اپنے بھائی کا ناحق خون بہانا' اس کی عزت خراب کرنا اور اس کا مال برباد کرنا حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں' صورتوں اور عملوں کو نہیں دیکھتا' وہ تو دلوں پر نظر رکھتا ہے۔

فصل:

دوغلے شخص کی برائی

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ سب سے بُرا شخص دوغلا ہوتا ہے جو یہاں ایک بات کرتا ہے تو دوسری جگہ اور جا کرتا ہے۔

- آپ نے فرمایا کہ دنیا میں دوغلا انسان جب قیامت میں سامنے آئے گا تو اسکے آگ جیسے دو چہرے ہوں گے۔
  ایک اور روایت میں ہے کہ اس کی آگ سے بنی دو زبانیں ہوں گی۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم اس بات کو منافقت شمار کرتے تھے کہ آدمی لوگوں کے پاس جا کر کوئی بات کرے اور پھر وہاں سے نکل کر اس کے خلاف کہے جو اس نے پہلے لوگوں کے پاس کہی تھی۔

فصل:

بیمار پرسی کرنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ بیماروں کی بیمار پرسی کرتے اور جنازوں میں شامل

ہوتے چنانچہ ایک دن پیدل اور ننگے پاؤں چل کر میرے ہاں تشریف لائے' ہاتھ مبارک میرے ماتھے پر رکھا اور پھر میرے چہرے اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا اور یہ دُعا فرمائی کہ "الٰہی! اسے شفاء دے۔"

- آپ نے فرمایا: مکمل بیمار پرسی یہ ہوتی ہے کہ اپنا ہاتھ مریض کی پیشانی پر رکھو (یا فرمایا کہ اس کے ہاتھ پر) اور پھر پوچھو کہ اس کا حال کیا ہے' یونہی مصافحہ کرنے سے سلام پورا ہوتا ہے۔
- آپ نے فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کیلئے لمبی عمر کی دُعا کرو کیونکہ اس سے اس کا دل خوش ہوتا ہے چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بتایا گیا کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہیں (یہ بدری تھے) آپ ان کی بیمار پرسی کیلئے نکلے تو سورج اُوپر آچکا تھا اور جمعہ کا وقت قریب تھا چنانچہ آپ نے جمعہ کی نماز رہنے دی۔
- رسول اللہ ﷺ جب کسی بیمار کے پاس تشریف لے جاتے تو فرمایا کرتے:

لَا بَأْسَ طُهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۝

"بے فکر رہو' یہ تمہیں پاک کر دے گا۔"

اس کے بعد آپ اعرابی کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لے گئے تو اسے بھی یونہی فرمایا' اس نے عرض کی کہ آپ نے اسے پاک کرنے والا فرمایا ہے لیکن ایسا ہرگز نہیں بلکہ بوڑھے پر یہ حملہ کرتا ہے تو اسے قبریں دکھا دیتا ہے' اس پر آپ نے فرمایا: ہاں یونہی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے: سنت یہ ہے کہ مریض کے پاس تھوڑی دیر بیٹھے اور شور کرنے سے پرہیز کرے چنانچہ جب حضور ﷺ کے پاس بے فائدہ اور مختلف باتیں ہونے لگیں تو آپ نے فرمایا: یہاں سے اُٹھ جایئے۔

فصل:

قطع تعلق کرنا' بغض رکھنا اور پیٹھ پھیر لینا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جان قبضہ قدرت میں رکھنے والے کی قسم! دو مسلمان اس وقت جدا جدا ہوتے ہیں جب ان میں سے ایک سے کوئی گناہ ہوتا ہے۔

- آپ نے فرمایا: تعلق نہ توڑو' دشمنی نہ رکھو' ناراضگی نہ کرو' حسد نہ کرو اور اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو اور کسی مسلمان کیلئے یہ بات اچھی نہیں کہ مسلسل تین دن تک اپنے بھائی سے تعلق توڑے اور بہانے بناتا پھرے' ان دونوں میں سے جنت میں پہلے وہ جائے گا جو پہلے سلام کہے گا۔

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''پیٹھ پھیرنے'' کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ اپنے مسلمان بھائی سے منہ موڑ لے کہ اس طرح اس کا چہرہ ہٹ جاتا ہے۔

- آپ نے فرمایا: جو کسی بھائی کو تین دن سے زیادہ تک چھوڑ کر فوت ہو جائے' جہنم میں جائے گا۔
- ایک روایت میں ہے کہ اگر تین دن گذر جائیں تو اس کی طرف متوجہ ہو اور سلام کہے' اگر اس نے سلام کا جواب دیدیا تو دونوں کو ایک جیسا اجر ملے گا اور اگر جواب نہیں دے گا تو گناہ اسی پر ہوگا اور سلام کہنے والا چھوڑنے کی غلطی سے بچ جائے گا۔
- ایک اور روایت میں ہے کہ اگر اس نے سلام کہا اور اس نے قبول نہ کیا اور دوبارہ اس نے کہہ دیا تو ایسی صورت میں اس کے سلام کا جواب تو فرشتے دیں گے لیکن دوسرے کو شیطان جواب دے گا اور اگر اسی قطع تعلقی میں دونوں فوت ہو گئے تو جنت میں بھی دونوں اکٹھے نہیں جاسکیں گے (ایک جائے گا)۔
- آپ نے فرمایا کہ جب تم شرپسندوں کے پاس سے گذرو تو انہیں سلام کہو' اس سے تم ان کے شر سے بچے رہو گے۔
- آپ نے فرمایا: جس نے ایک سال تک اپنے بھائی کو چھوڑے رکھا تو یہ یوں ہوگا کہ جیسے اسے قتل کر دیا۔
- آپ نے فرمایا کہ ہر باون دن بعد اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو اس دن اللہ تعالیٰ اس شخص کو تو بخشتا ہے جو اللہ کا شریک نہیں بناتا لیکن جن کے دل میں کدورت اور کینہ ہو' ایسے لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے کہ صلح کرنے تک انہیں یونہی رہنے دو۔

علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ کسی کو تعلق چھوڑنے پر ڈانٹ صرف ایسی صورت میں ہے جب وہ اپنی نفسانی خواہش کی بناء پر ایسا کرے لیکن اگر اللہ کی خاطر تعلق توڑتا ہے تو پھر یہ بات ڈانٹ میں نہیں آئے گی۔ دیکھئے حضورﷺ نے سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ذوالحجہ' محرم اور صفر کے کچھ دنوں تک چھوڑے رکھا تھا چنانچہ ان سے فرمایا تھا کہ جن اونٹوں کی تمہیں ضرورت نہیں' ان میں سے ایک صفیہ کو دیدو کیونکہ ان کا اونٹ لنگڑا کر چلتا تھا' اس پر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی تھی کہ میں اس یہودی عورت کو دوں؟ جس پر آپ ان سے اوپر والی مدت کیلئے خفا ہو گئے تھے پھر چالیس دنوں تک اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار کی تھی نیز ان تین حضرات کو بھی پچاس راتوں تک چھوڑنے کا حکم فرمایا تھا جو (تبوک سے) پیچھے رہ گئے تھے چنانچہ اسی دوران قرآن نازل ہوا تھا' پھر ایک ایسے شخص کو بھی تین ماہ تک چھوڑنے کا حکم دیا تھا جس نے ایک جھوٹ بول دیا تھا' یونہی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے بیٹے کو اس کے فوت ہو جانے تک چھوڑے رکھا تھا۔
واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

لوگوں کو حقیر جاننا حرام ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہو' اس پر ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! بندہ یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے خوبصورت ہوں اور جوتا اچھا ہو؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ خود خوبصورت ہے لہٰذا خوبصورت ہونے کو پسند کرتا ہے جبکہ تکبر' راہِ راست سے ہٹنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔

- آپ ہی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس ستر سالہ شخص پر ناراض ہوتا ہے جو اپنے اہل وعیال میں بیس سالہ کی طرح چلے۔
- آپ نے فرمایا: جب تم کسی کو یہ کہتے سنو کہ ''لوگ تباہ ہو گئے'' تو جان لو کہ اسی نے انہیں ہلاک کیا ہے۔
- آپ کا ارشاد ہے کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک نے کہا تھا: بخدا فلاں شخص کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا' اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے پابند کرنے والا کون ہے' جاؤ' میں نے اس کو تو بخش دیا ہے اور تمہارے عمل ضائع کر دیئے ہیں۔
- آپ نے بتایا: لوگوں سے ٹھٹھا کرنے والوں کیلئے آخرت میں جنت کا دروازہ کھول کر آواز دی جائے گی کہ آؤ آؤ' وہ اسی غمگینی کی حالت میں وہاں آئے گا تو دروازہ بند کر دیا جائے گا اور پھر ویسے ہی بند رہے گا' اسی دوران ایک اور کیلئے دروازہ کھولا جائے گا اور اسے کہا جائے گا تو بے اُمیدی کی بناء پر وہ آئے گا نہیں۔
- آپ فرماتے تھے: اگر کسی کو کسی پر فضیلت حاصل ہوتی ہے تو دین والا اور نیک ہونے ہی کی وجہ سے ہو سکتی ہے جبکہ دوسروں کیلئے بے غیرت اور بخیل ہونا ہی کافی ہے۔
- آپ نے فرمایا: دیکھو' تم کسی سرخ وسیاہ پر بڑھ کر نہیں ہو' ہاں تقویٰ کی بناء پر فضیلت دے سکتے ہو کیونکہ اللہ کے ہاں عزت اسی کی ہے جو تقویٰ والا ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ آواز دینے والے کو آواز دینے کا حکم دے گا تو وہ آواز دے گا: سن لو: میں نے نسب کا سلسلہ بنایا اور تمہیں نسب والا بنایا اور تم میں سے زیادہ تقوی والے کو عزت دی لیکن تم نے اسے نہیں مانا اور یوں کہنا شروع کر دیا کہ فلاں بن فلاں' فلاں بن فلاں سے بہتر ہے لہٰذا آج میں اپنی نسب کو بلند مرتبہ بنا رہا ہوں اور تمہاری نسب کو الگ کر رہا ہوں (آواز یہ ہوگی کہ) متقی لوگ کہاں ہیں؟
- حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر اپنا عصا (چھڑی) مارا اور قوم سے فرمایا کہ: اے گدھو! پانی پی لو' جس پر اللہ نے اس سخت بات سے انہیں روک دیا اور فرمایا کہ یہ میری مخلوق ہے' اسے گدھا نہ کہیئے۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جس دریا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شگاف بنا دیا تھا' اس دن لہریں اُٹھا رہا تھا۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ بنو قریظہ کے پاس پہنچے تو قلعہ کے نیچے سے آواز دی کہ مسلمان ہو جاؤ لیکن وہ نہ مانے تو آپ نے فرمایا: اے بندروں کے بھائیو! اے خنزیروں کے بھائیو! اس پر انہوں نے آپ کو آواز دی کہ اے ابو القاسم! ہم نے عہد نہیں کیا' ہماری توبہ' اس پر آپ نے خاموشی اختیار کی۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے دورِ جاہلیت والا تکبر اور باپوں کے ناموں پر فخر کرنا دور کر دیا ہے' سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو' اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا گیا تھا' مومن پرہیزگار ہوتا ہے اور گنہگار بدبخت ہوتا ہے' وہ قومیں ختم ہو گئیں جو بندوں کے نام پر فخر کرتی تھیں' وہ لوگ جہنم کا ایندھن بن چکے یا لازمی طور پر انہیں ختم کرنا اللہ کیلئے گبریلے سے بھی آسان ہو گیا جس کے ناک سے بدبو آتی ہے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے اکابر قریش کی خاطر حضرت ابن ام مکتوم کو دیکھ کر تیوری چڑھائی اور ٹوٹے ہوئے دل والے کی بات رد کر دی تو اس مجلس سے اُٹھ گئے' آنکھوں میں تکلیف ہوئی تو آپ مکہ کی دیواروں سے ٹکرائے' استغفار و توبہ سے کام لیا تو اللہ تعالیٰ نے آنکھ کی تکلیف دور فرما دی اور جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری:

عَبَسَ وَتَوَلّٰی اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی○

''آپ نے تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا کہ آپ کے پاس اندھا آیا۔''

تو اس کے بعد جب بھی ابن ام مکتوم حاضر ہوتے تو آپ ان کے لئے چادر بچھا دیتے۔

فصل:

مسلمانوں کے راستے سے تکلیف والی چیز اُٹھانے کا حکم

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایمان' ساٹھ یا ستر سے اوپر شاخوں والا ہے جن میں کم سے کم' راستے میں سے تکلیف والی چیز کو ہٹانا ہے اور اعلیٰ چیز لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اس اَذٰی (تکلیف) سے مراد ایسی چیز ہے جو دنیا و آخرت میں تکلیف دینے والی ہو جیسے راستے میں پتھر' کانٹا' ہڈی اور پلیدی وغیرہ اور جیسے دل کی بیماریوں کو شرعی دواؤں سے دور کرنا' اس طرح یہ حسی اور معنوی تکلیفوں کو اپنے اندر لے لے گا۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے ایسی چیز بتا دو' جس سے میرا

فائدہ ہو جائے تو آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے راستے سے تکلیف والی چیز دور کر دیا کرو۔

- حضور علیہ نے فرمایا کہ ایسا کوئی شخص نہیں جس پر روزانہ صدقہ لازم نہ ہو۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صدقہ کرنے کیلئے وہ چیز کہاں سے لائیں؟ آپ نے فرمایا کہ بھلائی کرنے کی بڑی راہیں ہیں: تسبیح و تحمید اور تکبیر و تہلیل کرنا' نیکی کی ہدایت کرنا' برائی سے روکنا' راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا' ڈورے کو بات سنانا' اندھے کی راہنمائی کرنا' ضرورت مند کو راہ پر ڈالنا' غمگینوں اور فریادرسوں کے ساتھ چل کر جانا' کمزوروں کو بازوؤں کی طاقت سے نکالنا وغیرہ' ان میں سے ہر ایک تمہارے اپنی طرف سے صدقہ کہلاتا ہے۔
- حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ علیہ کی ڈاڑھی مبارک سے بال پکڑے جس سے آپ کو تکلیف ہوئی جس پر آپ نے فرمایا: اے ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اللہ تجھے معاف فرمائے۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ جو شخص مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دور کر دے تو اس کیلئے نیکی لکھی جائے گی اور جس کی وہ نیکی قبول ہو گی وہ جنت میں داخل ہوگا۔
- آپ نے فرمایا: ایک آدمی راستے میں جا رہا تھا کہ اس نے ایک کانٹا دیکھا' اس نے اسے ہٹا دیا اللہ نے اس کا یہ عمل قبول فرما کر اسے بخش دیا۔

ایک اور روایت میں ہے' فرمایا: میں نے ایک ایسا شخص جنت میں گھومتے دیکھا' جس نے عین راستے سے مسلمانوں کو تکلیف دینے والا ایک درخت کاٹا تھا۔

فصل:

حسد کرنا حرام ہے اور صاف دلی

حضرت عمر بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جلدی سے بارگاہِ الٰہی کی طرف متوجہ ہوئے تو ایک شخص کو دیکھا جو عرش کے سائے میں تھا' آپ کو تعجب ہوا تو پوچھا: اے پروردگار! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ میرا وہ بندہ ہے جو لوگوں سے حسد نہیں کرتا تھا' چغلی نہیں کھاتا تھا اور والدین کا بے فرمان نہ تھا۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ علیہ نے فرمایا: آپس میں حسد نہ رکھو' نہ بغض رکھو اور نہ کینہ رکھو بلکہ اے اللہ کے بندو! آپس میں سگے بھائیوں جیسے بن جاؤ۔
- آپ نے فرمایا: کسی بندے کے دل میں ایمان اور حسد جیسی چیز اکٹھے نہیں ہو سکتے۔
- آپ نے فرمایا: حسد سے مکمل طور پر بچے رہو کیونکہ یہ نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے لکڑیوں کو آگ (یا فرمایا جیسے گھاس کو آگ)۔

- آپ نے فرمایا: اس وقت تک مسلمانوں کا کوئی نقصان نہیں ہو سکے گا جب تک ان میں حسد پیدا نہ ہو۔
- آپ کا ارشاد ہے: حسد اور چغلی کرنے والوں کا مجھ سے تعلق نہیں۔
- فرمایا: تم سے پہلی اُمتوں کی بیماریاں حسد اور بغض آہستہ آہستہ تمہارے اندر آ گئی ہیں۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے بیٹے! اگر تم سے یہ ہو سکے کہ صبح و شام تمہارے دل میں کسی کے خلاف کھوٹ پیدا نہ ہو تو ایسا کر لو۔
- آپ کا ارشاد مبارک ہے: سب سے بہتر لوگ وہ ہیں کہ جن کے دل گرم ہوں اور وہ زبان کے سچے ہوں' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! زبان کی سچائی تو ہم جان گئے لیکن دل کی گرمی سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ تقویٰ والا' ستھرا ہوتا ہے' اس میں گناہ' سرکشی' کھوٹ اور حسد نہیں ہوتا۔
- نیز فرمایا: میری اُمت کے ابدال' زیادہ نمازیں پڑھنے' روزے رکھنے اور صدقہ کرنے کی وجہ سے جنت میں داخل نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کی رحمت' جانیں نثار کرنے اور دل کی صفائی کی وجہ سے داخل ہوں گے۔
- آپ نے فرمایا: نجات صرف ایسے لوگ حاصل کریں گے جن کے دل ایمان کے لئے خالص ہوں گے' اپنے دل کو مطمئن رکھیں گے' زبان کے سچے ہوں گے' اپنے نفس کو مطمئن رکھیں گے اور ان کی خصلتیں صحیح ہوں گی۔

فصل:

تواضع سے پیش آنا اور مومنوں کیلئے تن من دھن قربان کر دینا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا مجھے حکم ہے کہ تم آپس میں عاجزی سے پیش آؤ' کوئی ایک دوسرے پر فخر و تکبر نہ جتلائے اور نہ ہی ایک دوسرے کے خلاف بغاوت کرے۔

- آپ نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے میرے خلیل! اپنے اخلاق سنوارے رکھنا خواہ کافروں ہی سے واسطہ کیوں نہ ہو کہ اس سے تم وہاں داخل ہو جاؤ گے جہاں اللہ کے اَبرار لوگ رہتے ہیں۔
- آپ نے فرمایا: آج تک جس نے بھی اللہ کے سامنے عاجزی سے کام لیا ہے' اللہ نے اسے بلند مرتبہ کیا ہے۔
- آپ نے فرمایا: وہ خوش رہے جس نے نقص ہونے سے بے نیاز ہو کر تواضع کی' اللہ سے سوال کے بغیر دل سے جھکا' اپنے محنت سے کمائے مال کو نیک جگہ خرچ کیا' جس نے ذلیلوں اور مسکینوں پر رحم کھایا اور اہل فقہ و حکمت سے گھل مل کر رہا' وہ بھی خوشیاں بنائے جس کا کاروبار ستھرا ہے' جس کا بستر پاکیزہ رہا' جس کے ظاہری کام عمدہ رہے اور جس نے اپنے شر سے لوگوں کو بچائے رکھا' اسے بھی خوش ہونا چاہئے جس نے اپنے علم کے مطابق عمل

بھی کیا' اپنا بہترین مال خرچ کیا اور اپنی زبان کو قابو میں رکھا۔

- آپ نے فرمایا: ایسا کوئی شخص نہیں جس کی باگ ڈور کسی فرشتے کے ہاتھ میں نہ ہو چنانچہ جب وہ عاجزی کرتا ہے تو فرشتے سے کہا جاتا ہے کہ اسے بلند مرتبہ دے دو اور جب تکبر کرتا ہے تو فرشتے سے کہا جاتا ہے اس کی دانائی بھی الگ کر دو اور پھر وہ اسے جہنم کے نچلے طبقے والے لوگوں میں ڈال دیتا ہے۔
- آپ نے فرمایا کہ مرتے وقت جس کے دل میں تکبر' کھوٹ اور دکھلاوا نہ ہو تو وہ سیدھا جنت میں داخل ہوگا۔
- آپ نے فرمایا: اپنے آپ کو تکبر سے بچاؤ کیونکہ جہاں تکبر ہوگا' وہاں مصیبت ہوگی۔
- آپ نے فرمایا: وہ شخص بہت برا ہے جس نے تکبر اور اکڑ سے کام لیکن بلند مرتبہ والے کبیر اللہ کو بھول گیا' وہ شخص برا ہے جس نے جبر وظلم سے کام لیا' سرکشی کی اور اللہ جبار و اعلیٰ کو بھول گیا' وہ شخص بھی بہت بُرا ہے جس نے غفلت کی' کھیل کود میں پڑا اور قبروں میں اپنے گل جانے کو بھول گیا' وہ شخص بھی بُرا ہے جس نے سرکشی کی اور اپنی ابتداء اور اخیر کو بھول گیا' وہ شخص بہت بُرا ہے جس نے طمع کیا جو اسے کھینچ لے گیا' وہ بھی برا ہے جو خواہشات کے پیچھے چلا جنہوں نے اسے گمراہ کر دیا اور وہ شخص بھی بہت برا ہے جس نے دکھلاوے کیلئے سخاوت کی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اس میں اندھے کا ہاتھ تھام لینے کی فضیلت بتائی گئی ہے۔ فقیروں' مسکینوں اور کمزوروں کی فضیلت بیان کی گئی ہے ان کے ساتھ محبت کرنے اور ان کے ساتھ بیٹھنے کی فضیلت بتائی گئی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے چالیس قدموں تک کسی اندھے کا ہاتھ تھاما' وہ یقیناً جنت میں جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ اس کے پہلے گناہ بخش دئے جائیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ جہنم کی آگ سے بچ جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ اس کے لئے غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھ دیا جائے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جو کسی اندھے کا ہاتھ تھام کر چلا اور اسے اس کی محفوظ جگہ پر پہنچا دیا تو اس کے بڑے بڑے چالیس گناہ بخش دئے گئے اور چار ایسے بخشے جائیں گے جن کی وجہ سے وہ جہنم کے قابل تھا۔

- حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: تمہارے سامنے مصیبتوں کی گھاٹی ہے تو سن لو کہ اس سے وہی گذر سکے گا جو ہلکا پھلکا ہوگا بے گناہ ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ گناہوں کا بوجھ اُٹھانے والے نہ گذر سکیں گے۔ اس پر ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں ہلکے لوگوں میں سے ہوں یا بھاری میں سے؟ آپ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس ایک دن کا کھانا ہے؟ اس نے عرض

کی: ہاں ہے پھر پوچھا: اگلے دن کا بھی ہے؟ اس نے عرض کی: ہاں پھر پوچھا: اس سے اگلے دن کا بھی ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں۔ فرمایا: اگر تمہارے پاس تین دن کا کھانا ہوتا تو تم بھاری لوگوں میں شمار ہوتے۔

- آپ نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ مخلوق میں سب سے پہلے جنت میں کون داخل ہوگا؟ انہوں نے عرض کی: اللہ و رسول ﷺ جانیں۔ آپ نے فرمایا: وہ فقیر مہاجر داخل ہوں گے جو وادیوں میں بھٹکتے رہے اور جن کے ذریعے مشکلات سے رہائی ملتی تھی' ان میں سے کوئی فوت ہوتا تو ان کی خواہش دل ہی میں رہتیں' انہیں پورا کر ہی نہ کر پاتے۔

ایک روایت میں ہے کہ ان کے بال بکھرے ہوتے ہیں کپڑے میلے ہوتے ہیں' منع کی گئی عورتوں سے شادی نہیں کرتے' کوئی ان کے لئے دروازے نہیں کھولتا۔

- آپ نے فرمایا: غرباء کیلئے نیک بختی لکھ دی گئی ہے۔ صحابہ نے عرض کی: یہ غرباء کون ہیں؟ فرمایا کہ بہت سے برے لوگوں میں تھوڑے صالح لوگ ہوتے ہیں' ان میں نافرمان زیادہ ہوتے ہیں اور فرمان بردار کم۔
- آپ نے فرمایا: میں نے اپنے پروردگار کو نہایت خوبصورت شکل میں دیکھا' پھر آگے حدیث میں آتا ہے کہ اللہ نے فرمایا: اے محمد! میں نے عرض کی: اے میرے پروردگار! میں حاضر ہوں۔ فرمایا: جب نماز پڑھو تو یوں کہا کرو: اے اللہ! میں تجھ سے اچھے کام کرنے کی توفیق مانگتا ہوں' برائیوں کی چھوڑنے کی توفیق مانگتا ہوں' مسکینوں سے محبت کرنا مانگتا ہوں اور تو اپنے بندوں کو آزمائش میں ڈالے تو مجھے اس آزمائش سے بچا کر موت دیدے۔
- آپ اکثر یہ دُعاء کرتے: اے اللہ! مجھے فقیری میں موت دے' امیری میں نہ دے' مجھے مسکینوں کے گروہ میں اُٹھانا کیونکہ سب بدبختوں میں سے بدبخت وہ ہے جس میں دنیا میں فقیر اور آخرت میں عذاب چکھے۔
- آپ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہونگے۔
- حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے مسکینوں سے محبت کی ہدایت فرمائی ہے اور ان کے قریب رہنے کا حکم دیا ہے۔
- آپ نے فرمایا تھا: جہنمی وہ لوگ ہیں جو ڈینگیں مارتے ہیں' تکبر کر کے چلتے ہیں' زنا کرتے اور نیکی سے رُکتے ہیں جبکہ جنتی لوگ وہ ہیں جو کمزور ہوتے ہیں اور ایسے دبے ہوتے ہیں جن کی پرواہ کوئی نہیں کرتا چنانچہ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میرے سامنے وہ شخص آئے گا جس کا مچھر کے پَر جتنا بھی وزن نہ ہوگا۔
- آپ یوں دُعاء کیا کرتے تھے: الٰہی! جو تجھ پر ایمان رکھتا ہے اور یہ گواہی دیتا ہے کہ میں تیرا رسول ہوں تو اس میں اپنے ساتھ ملنے کی محبت پیدا فرما' اپنے حکم ماننے کی سہولت عطا فرما' اسے دنیا کا مال اور بچے تھوڑے دے اور جو تم پر ایمان نہیں رکھتا اور میری تصدیق نہیں کرتا' اسے مال و اولاد زیادہ دے اور عمر زیادہ فرما۔

- آپ نے فرمایا: بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کے بال بکھرے ہوتے اور گرد آلود ہوتے ہیں، گودڑیاں پہنے ہوتے ہیں، لوگ اپنے دروازوں سے دفع کرتے ہیں، اگر وہ اللہ پر قسم ڈال دیں تو وہ اسے پورا کر دیتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: کل کو وہی نیک بخت دکھائی دے گا جو اللہ کی بہترین عبادت کرتا رہا اور در پردہ اس کی فرمانبرداری میں لگا رہا، لوگوں میں چھپ کر رہا، کسی نے اس کی طرف انگلی نہ اُٹھائی، ضرورت کا رزق لیتا رہا اور اسی پر صبر کئے رہا۔
- آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نیک، پرہیزگار اور ان چھپے رہنے والوں سے محبت کرتا ہے جو غائب ہو جاتے ہیں تو انہیں کوئی بھی ڈھونڈھ نہیں سکتا اور لوگوں میں آ جاتے ہیں تو پہچانے نہیں جاتے، ان کے دلوں کی روشنی سے تاریکیاں دور ہوتی ہیں اور وہ ہر گرد و غبار اور اندھیرے سے نکل جاتے ہیں۔

فصل:

بھلائی کی جگہوں میں خیرات کرنا

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر دن جب نکل آتا ہے تو اللہ کے بندوں میں دو فرشتے آ جاتے ہیں، ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اور عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! ہاتھ روک لینے والے کا مال تباہ فرما۔

- آپ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے! میری راہ میں خرچ کرتا چلا جا، تجھے اور دیئے جاؤں گا۔
- آپ فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے خلیل بنایا تھا کہ وہ خرچ تو کرتے تھے لیکن کسی سے کچھ لیتے نہ تھے۔
- آپ نے فرمایا: اللہ کا قدرتی ہاتھ اتنا کھلا ہے کہ کوئی دن رات خرچ کرتا چلا جائے تو وہ تنگ نہیں ہو سکتا، تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ جب سے اس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا ہے تو اس کے ہاں سے کوئی شے گھٹی نہیں حالانکہ وہ خرچ کئے جا رہا ہے، اس کا عرش آسمان پر ہے، میزان اسی کے ہاتھ میں ہے، وہ جس پلڑے کو چاہے، اونچا نیچا کر سکتا ہے۔
- حضرت قیس بن سلع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میرے بھائیوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس میری شکایت کی کہ یا رسول اللہ! قیس کھل کھلا کر اپنا مال خرچ کئے جا رہا ہے، فوراً میں نے جواب دیا: یا رسول اللہ! میں کھجوروں میں سے اپنا حصہ لیتا ہوں، اسے راہِ خدا اور ساتھیوں میں خرچ کر دیتا ہوں۔ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر مار کر فرمایا: خرچ کرتے چلے جاؤ، اللہ تمہیں دیتا چلا جائے گا (تین مرتبہ فرمایا) چنانچہ میں اپنے گھر

والوں میں سب سے مالدار ہو گیا۔

- حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میرے پاس کھجوریں پڑی تھیں۔ آپ نے پوچھا: بلال یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی کہ آپ کے مہمانوں کیلئے تیار کر رکھی ہیں' آپ نے فرمایا: کیا تمہیں اس بات کا خوف نہیں کہ کل جہنم میں دھواں اُٹھتا نظر آئے گا' اے بلال! اسے خرچ کر دو اور عرش والے سے اس بات کی فکر نہ کرو کہ وہ تمہیں تنگدست کر دیگا۔
- آپ اکثر حضرت بلال سے فرمایا کرتے کہ فقیری کی موت مانگو' امیری کی نہیں' اس پر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا' یہ کیسے ہوگا؟ فرمایا: اللہ نے جو کچھ تمہیں دیا ہے' اسے چھپاؤ نہیں اور کوئی مانگ لیا کرے تو انکار نہ کرو۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ کیونکر ممکن ہے؟ فرمایا: یہی کرنا ہوگا یا پھر جہنم سامنے ہے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاتم طائی کا ذکر چھڑا تو آپ نے فرمایا: وہ ایسا شخص تھا کہ جو چاہتا تھا' اسے مل جاتا تھا۔
- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کے پاس سات دینار تھے جو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں رکھے تھے' جب وقت وصال قریب آیا تو فرمایا: اے عائشہ! یہ سونا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دو' اور اس کے ساتھ ہی آپ پر غشی طاری ہوگئی اور پھر افاقہ ہو گیا' یوں آپ نے کئی مرتبہ فرمایا چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ دینار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیئے۔ جو انہوں نے راہِ خدا میں دے دئے اور پھر پیر کی رات میں آپ موت کی کشمکش میں رہے' اسی دوران حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا چراغ آپ کی بیوی کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ اپنے ہاں برتن سے نکال کر کچھ گھی اس میں ڈال دو کیونکہ رسول اللہ ﷺ بڑے بے چین ہیں۔
- حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک بات سمجھائی ہے کہ سونا اور چاندی جس کسی کے پاس ہوگا' اسے کوئلہ بنا کر اس کو اس صورت میں داغ دیا جائے گا جب وہ اسے راہِ خدا میں خرچ نہ کرے گا۔
- حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے یا اپنے کل آنے والے مہمان کیلئے بھی کچھ بچا کر نہ رکھتے تھے۔
- حضور ﷺ نے اپنے خادم کو اس بات سے روک رکھا تھا کہ کل کیلئے کچھ بچا رکھے اور فرماتے تھے کہ کل کا رزق اللہ بھیج دے گا۔
- آپ فرماتے تھے کہ میں اس تھیلی کو اس لئے جھاڑ دیتا ہوں کیونکہ اندیشہ یہ رہتا ہے کہ اس میں مال ہوتے ہوئے کہیں فوت نہ ہو جاؤں اور خرچ نہ کر پاؤں۔
- آپ نے فرمایا: یہ بات مجھے اچھی نہیں لگتی کہ میرے پاس اُحد پہاڑ جتنا سونا ہو اور دین میں خرچ کرنے کے علاوہ

اس میں سے تین دن تک بچا رکھوں اور اسے خرچ نہ کروں۔

- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ اہلِ صفّہ میں سے ایک شخص فوت ہو گئے تو ان کیلئے کفن نہ مل سکا' انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بات کی تو فرمایا کہ اس کی دھوتی کی تلاشی لو' انہوں نے دیکھا تو دو دینار نکلے جس پر آپ نے فرمایا کہ یہ جہنم کا ایندھن ہے۔ واللہ اعلم۔

فصل:

لوگوں کو کھلانے پلانے پر زور دیا گیا ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ رحمٰن کی عبادت کرو' لوگوں کو کھانا کھلاتے رہو' سلام پھیلاتے جاؤ اور لوگوں کے سوتے ہی نفل پڑھا کرو تو آرام سے جنت میں چلے جاؤ گے۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آج میں آپ کو دیکھتا ہوں تو دل خوش ہو جاتا ہے اور آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں لہٰذا آپ مجھے ہر شے کے بارے میں بتا دیں۔ آپ نے فرمایا کہ (یاد رکھو) ہر شے پانی سے پیدا کی گئی ہے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی شے بتا دیجئے کہ اس پر عمل کر کے میں جنت میں جا سکوں' آپ نے فرمایا: لوگوں کو کھانا کھلاتے رہو' سلام عام کر دو اور صلہ رحمی کرو' آرام سے جنت میں چلے جاؤ گے۔
- آپ نے فرمایا: تم سب میں سے وہ بہتر ہوگا جو لوگوں کو کھانا کھلایا کرے۔
- آپ نے فرمایا کہ لوگوں کو کھلانا پلانا' سلام پھیلانا اور رات کو اس وقت نفل پڑھنا جب لوگ سو رہے ہوں' یہ ایسے کام ہیں جو گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔
- آپ اکثر فرماتے تھے کہ رحمت اور بخشش اس وقت لازمی طور پر ملتی ہے جب کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلایا جائے۔
- آپ ہی نے فرمایا: تین ایسے شخص ہیں جنہیں روٹی کے لقمے' مٹھی بھر کھجور اور اتنی ہی مسکینوں کے فائدے کی چیز دینے پر جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے' اسے جو کھانا تیار کرنے کو کہتا ہے' بیوی' جو اسے تیار کرتی ہے اور وہ خادم جو مسکینوں کو پکڑاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ اس ذات کا شکر ہے جس نے ہمارے خادموں کو بھلایا نہیں۔
- ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جس کی وجہ سے میں جنت میں جاؤں: آپ نے فرمایا: بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور پیاسوں کو پانی پلاؤ۔
- آپ نے فرمایا: جو کسی بھائی کو کھانا کھلائے کہ وہ پیٹ بھر لے اور خوب پانی پلا دے تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ سے

سات خندقوں جتنا دور کر دے گا جن کا درمیانی فاصلہ پانچ سو سال کے سفر جتنا ہو' یاد رکھو کہ بھوکے کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانے سے کوئی عمل افضل نہیں۔

- آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب لوگوں کو اکٹھا کر لیا جائے' ایسے لوگ ہوں گے جو دنیا میں بالکل ننگے رہے ہوں گے' بالکل بھوکے رہے ہوں گے' پیاسے رہے ہوں گے اور بالکل تھکے ماندے رہے ہوں گے تو جس نے اللہ کی خاطر کسی کو لباس دیا' اللہ اسے لباس دے گا' جس نے کھانا کھلایا' اسے کھانا کھلائے گا' جسے پینے کو دیا' اسے پلائے گا' جس نے کوئی عمل کیا' اسے غنی کر دے گا اور جس نے اللہ کی خاطر کسی کو معاف کر دیا' اللہ اسے بھی معاف کر دے گا۔
- آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو تم نے میری بیمار پرسی نہ کی' وہ عرض کرے گا: اے پروردگار! میں تجھے کیا کھلاتا' تو تو خود رب العالمین ہے؟ وہ فرمائے گا: جانتے نہیں ہو' میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا تو تم نے بیمار پرسی نہ کی تھی۔ دیکھو' اگر تم نے اس کی بیمار پرسی کی ہوتی تو میں وہیں تھا' اے ابن آدم! میں نے تم سے کھانا مانگا تو تو نے مجھے نہیں دیا تھا' وہ عرض کرے گا: اے پروردگار! میں کھانا کیا کھلاتا' تو تو خود رب العالمین ہے' اللہ فرمائے گا کہ تجھے یاد نہیں کہ فلاں شخص نے تجھ سے کھانا مانگا تھا مگر تو نے نہیں دیا تھا؟ تجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم اسے کھانا دیدیتے تو میں وہیں تھا' اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پینے کو مانگا تو تم نے نہیں پلایا تھا؟ وہ عرض کرے گا: اے پروردگار! میں تجھے کیا پلاتا تو تو خود رب العالمین ہے؟ اللہ فرمائے گا تجھ سے فلاں شخص نے پانی مانگا تھا لیکن تم نے نہیں پلایا تھا' اگر تو اسے پلا دیتا تو میں وہیں ملتا۔
- آپ فرماتے ہیں: سب سے بہتر عمل یہ ہے کہ کسی مومن کو خوش کر دو' بھوکا ہے تو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دو' ننگا ہے تو لباس دیدو' ضرورت مند ہے تو اس کی ضرورت پوری کر دو اور قرض دار ہے تو اس کا قرض ادا کر دو۔
- آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کی وجہ سے فرشتوں پر فخر کرے گا جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں اپنے بھائیوں کو ایک دو صاع کھانے پر بلاؤں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ غلام خرید کر آزاد کر دوں۔
- رسولِ اکرم ﷺ بتاتے ہیں کہ: (قیامت کے دن) ایک شخص کو بہت بدکاری کے جرم میں جہنم کی طرف لے جانے کا حکم ہو گا تو راستے میں اسے ایک آدمی مل جائے گا جو پہچان لے گا' وہ فرشتوں سے کہے گا کہ ذرا ٹھہرو تاکہ میں اس کے بارے میں اللہ سے بات کر لوں چنانچہ وہ اللہ سے عرض کرے گا کہ اے پروردگار! اس شخص نے اپنی ضرورت کے ہوتے ہوئے میری ضرورت پوری کر دی تھی' جنگل میں میں پیاسا تھا تو اس نے تیرے بھروسہ پر مجھے پانی پلا دیا تھا۔ اس پر وہ واپس آ کر اسے جنت میں لے جائے گا۔

- ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' عرض کی: یا رسول اللہ! وہ کونسا عمل ہے جسے کر کے میں جنت میں جا سکوں گا؟ آپ نے فرمایا: تم ایسی جگہ ہو جہاں پانی مل سکتا ہے؟ اس نے عرض کی: ہاں' فرمایا: خرید کر وہاں نیا کنواں لگا دو اور جب تم اسے کھودلو گے تو جنت میں جانے کا عمل کرلو گے۔

ایک اور شخص حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے اپنا حوض بھرنا شروع کیا اور جب بھر لیا تو کسی کا اونٹ آیا اور اس نے پانی پی لیا تو کیا اس سے مجھے کوئی اجر ملے گا؟ فرمایا کہ ہر قسم کے جانور کو پلانے سے اجر ملتا ہے۔

- آپ نے فرمایا کہ سات ایسے کام ہیں کہ آدمی کے مرنے کے بعد قبر میں ہوتے ہوئے بھی اس کیلئے جاری رہتے ہیں: جو تعلیم دیتا رہا' جس نے نہر کھودی' کھجور کا درخت لگایا' کنواں کھودا' مسجد بنائی' قرآن کے نسخے چھوڑ گیا یا جس نے ایسی اولاد چھوڑی کہ اس کی موت کے بعد اس کیلئے دُعا کرتی رہی۔
- آپ نے فرمایا کہ جس نے کسی کو آگ دیدی تو گویا اس نے وہ سب کھانا دیدیا جو اس آگ پر پکایا گیا اور جس نے کسی کو نمک دیدیا تو گویا اس نے وہ سارا کھانا دیدیا جو اس نمک کی وجہ سے بہت اچھا پکا تھا' جس نے وہاں سے ایک گھونٹ پانی کسی کو پلا دیا تو گویا اس نے ایک غلام آزاد کر دیا اور جس نے وہاں سے کسی کو پانی پلایا جہاں پانی موجود نہ تھا تو گویا اس نے ایک شخص کو زندہ کر دیا۔

فصل:

نیکی تھوڑی بھی ہو تو اس کا شکریہ ادا کرو اور اس کا بدلہ دینا مستحب ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تمہارے ساتھ بھلائی کرے تو اس کا بدلہ دیا کرو اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو اس کیلئے دُعا کرو تا کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ تم نے اس کا شکریہ ادا کر دیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

- آپ نے فرمایا کہ جب کسی نے کچھ دیا اور اس نے لے لیا تو اس کا بدلہ دے اور نہ مل سکے تو اس کی تعریف کرے اور تعریف کر دی تو گویا شکریہ ادا کر دیا اور اسے چھپا لیا تو انکاری رہا۔
- آپ نے فرمایا کہ جس سے کوئی بھلائی کرے تو نیکی کرنے والے سے کہے جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا تو گویا اس نے بہت تعریف کر دی۔
- آپ نے فرمایا کہ اللہ کا صحیح شکریہ وہی کرتا ہے جو لوگوں کا شکریہ ادا کرے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایسے شخص کا شکریہ کیسا جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا۔

- آپ فرماتے تھے کہ جس نے تھوڑی چیز کا شکریہ ادا نہیں کیا' وہ زیادہ کیسے ادا کرے گا' جو لوگوں کا شکریہ ادا نہ کرے تو گویا اس نے اللہ کا شکریہ ادا نہ کیا اور پھر اللہ کی نعمتیں آگے بتانا شکر ہے جبکہ نہ بتانا کفر ہے۔
- حضورﷺ نے اس وقت مہاجرین سے فرمایا جب انصار نے انہیں مالی امداد دی اور پوری ہمدردی کی کہ ان انصار کا شکریہ ادا کرو اور ان کیلئے دُعائیں کرو کیونکہ تمہاری یہ دُعائیں ان کے احسان کا بدلہ ہوں گی۔ واللہ اعلم۔

فصل:

یہاں حضورﷺ کی ان نصیحتوں کا بیان ہے جو ختم ہونے والی دنیا میں زہد اور دینا پر کم اُمیدیں لگانے پر مرتب ہوتی ہیں۔ موت کا ذکر ہے' ہر نبیوں اور مومنوں کے اخلاق کا بیان ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے ایسا کوئی عمل بتا دیجئے کہ جب کروں تو اللہ اور لوگ پسند کریں' آپ نے فرمایا دنیا سے بےتعلق ہو جاؤ' اللہ تم سے محبت کرے گا اور لوگوں کو کچھ دو تو وہ تجھے محبت کرنے لگیں گے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ تمہارے قبضے میں لکڑیاں بھی ہوں تو لوگوں کو دیدو' وہ تم سے محبت کریں گے۔

- آپ نے فرمایا: دُنیا سے بےتعلق ہونا' دل اور جسم کو آرام دیتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: دنیا سے بےتعلق' سب سے زیادہ وہ ہوتا ہے جو قبر اور بلا کو نہیں بھولتا' فناء ہونے والی چیز کے مقابلہ میں ملنے والی چیز کو پسند کرتا ہے اور وہ بھی بہت اچھا زاہد ہے جو دوبارہ پہلے دنوں کی طرف نہ آئے اور اپنے آپ کو مرُدوں میں شمار کرے۔
- آپ نے فرمایا کہ جب تم اس شخص کو دیکھو جو دنیا سے بےتعلق ہو گیا تو اس کے قریب ہو جاؤ' یوں دانا ہو جاؤ گے۔
- آپ نے فرمایا: کہ اس اُمت کی اصلاح' دُنیا سے بےتعلقی اور یقین کی بناء پر ہوتی اور اس کی تباہی کنجوسی اور زمی اُمیدیں لگانے سے ہوگی پھر کوئی ایسا دن نہیں گزرتا کہ کوئی آواز نہ دے رہا ہو کہ اس دنیا کو دنیا والوں کیلئے چھوڑ دو' کیونکہ جو ضرورت سے زیادہ دنیا حاصل کرتا ہے تو اسے اس کی لاعلمی ہی میں اچانک پکڑ لیا جاتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: بہتر روزی اور گذران وہی ہوتی ہے جو وقت نکال دے۔
- یہ بھی فرمایا: یہ دنیا میٹھی اور تروتازہ ہے تو جو اسے حق کے مطابق لے' اللہ اس کیلئے اس میں برکت رکھ دیتا ہے' ایسے بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو اللہ و رسولﷺ کے مال کو فضول خرچ کرتے ہیں تو قیامت کے دن انہیں جہنم میں جانا ہوگا۔

- آپ کا ارشاد ہے کہ جو شخص دنیا داروں کی خوبصورتی پر نظریں گاڑ دیتا ہے تو آسمانی مخلوق (فرشتوں) میں ذلیل ہو جاتا ہے اور تھوڑی روزی پر اچھے کام لیتا ہے تو اللہ جنت میں اسے وہاں ٹھہرائے گا' جہاں وہ چاہے گا۔
- آپ فرماتے تھے کہ جو دنیا کا مال حاصل کر لیتا ہے تو اللہ کے نزدیک وہ اپنے مرتبے سے گر جاتا ہے خواہ پہلے اس کے عزت والا ہی کیوں نہ ہو۔
- حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! دنیا کا مال مجھے کتنا رکھنا چاہئے؟ فرمایا: اتنا کہ جو تمہاری بھوک کم کر دے اور تمہاری چھپانے والی جگہ کو چھپا دے اور اگر گھر بھی لینا ہے تو ٹھیک ہے اور اگر سواری بھی ہے تو پھر اور کیا چاہئے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ان چار چیزوں کے علاوہ ابن آدم کا اور کچھ نہیں' رہنے کے لئے گھر' کپڑا جو تن ڈھانپے' روٹی کا ٹکڑا اور پانی کا گھونٹ۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ناف کے اوپر والے کپڑے۔ دیوار کے سائے اور پانی کے گھونٹ کو ضرورت سے زائد شمار کیا گیا ہے' قیامت کے دن بندے کو اس کا حساب دینا ہوگا (یا فرمایا کہ اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا)۔

- آپ نے فرمایا کہ قیامت کو سب سے پہلے جس چیز کا حساب ہوگا' وہ یہ کہ اللہ فرمائے گا: کیا میں نے تمہیں تندرست بدن نہیں دیا تھا؟ اور ٹھنڈا پانی نہیں پلایا تھا؟
- اکثر آپ سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتے: اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو تمہیں دنیا کے مال سے اتنا ہی لینا ہوگا جیسے مسافر کا سامان' پھر فرمایا: مالداروں کے پاس بیٹھنے سے گریز کرو' مرتے وقت کپڑے کا ٹکڑا تک چھوڑ کر نہ جاؤ۔
- آپ نے فرمایا کہ جب بھی سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی دونوں جانب دو فرشتے ہوتے ہیں جو اہل زمین کو صرف یہ بات سناتے ہیں کہ: اے لوگو! جلد اپنے پروردگار کی طرف دوڑو کیونکہ جو چیز تھوڑی اور کافی ہو' وہ اس زیادہ چیز سے بہتر ہے جو غافل ہی کر دے۔
- آپ نے فرمایا: اس شخص کو مبارک ہو جسے اسلام نصیب ہوا اور ضرورت کی روزی مل گئی اور پھر اللہ نے جو اسے عطا کیا' اس پر صبر کرے۔
- حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا ''ضرورت کی روزی'' سے کیا مراد ہے تو فرمایا: ایک دن سیر ہو جانا اور ایک دن بھوکا رہنا۔
- آپ یہ دُعاء فرماتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا○

''الٰہی! آلِ محمد ﷺ کو روزانہ کی تازہ روزی دیے جا۔''

- آپ نے فرمایا: میت کے پیچھے تین چیزیں رہ جاتی ہیں: اہل و عیال، مال اور اس کا عمل جن میں سے دو تو واپس جاتی ہیں لیکن ایک رہ جاتی ہے یعنی اہل و مال تو واپس آ جاتے ہیں جبکہ عمل وہیں رہ جاتا ہے۔
- ارشاد فرمایا کہ بندہ میرا مال میرا مال کہتا رہتا ہے حالانکہ اس کے کام صرف تین چیزیں آتی ہیں: جو کھا گیا سو فنا ہوا، جو پہن لیا سو بوسیدہ ہو گیا لیکن جو کسی کو دیدیا، وہ باقی رہ جائے گا اور اس کے سوا جو کچھ چھوڑ جائے گا، وہ چلا جانے والا ہے اور لوگوں کیلئے رہ جائے گا۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مردہ بکری کے قریب سے گذرے جسے اس کے مالکوں نے راستے میں پھینک دیا تھا، آپ نے دیکھ کر فرمایا: اس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یہ دنیا میرے سامنے اس بکری سے بھی کم قیمت ہے جسے اسکے مالک پھینک گئے ہیں، اگر اس دنیا کا اللہ کے ہاں رائی کے دانے جتنا بھی وزن ہوتا تو وہ اپنی مخلوق میں سے اپنے دوستوں اور پیاروں کے علاوہ کسی کو نہ دیتا۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا: تمہارے پاس کھانا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں پھر پوچھا: پانی ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں، فرمایا: ٹھنڈا کر رکھا ہے انہوں نے عرض کی: ہاں۔ اس پر فرمایا کہ دنیا میں ان کی حیثیت یہ ہے کہ گھر کے پیچھے تم کھڑے ہوتے ہو تو اس کی بدبو کی وجہ سے ناک پکڑ لیتے ہو۔
- حضرت ضحاک بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا: اے ضحاک! کیا کھایا کرتے ہو؟ میں نے عرض کی کہ گوشت اور دودھ (اور عرض کی) یا رسول اللہ! پھر یہ وہی کچھ ہو جائے گا جو آپ فرماتے ہیں اور جسے میں جانتا ہوں، فرمایا: جو کچھ ابن آدم (کے پیٹ) سے نکلتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا کے لئے نمونہ بنا رکھا ہے (کہ گندگی بنتا ہے)۔
- آپ نے فرمایا: جو اس دنیا سے پیار کرے گا، آخرت کا نقصان کرے گا اور جو آخرت سے پیار کرے گا وہ دنیا کا نقصان کرے گا لہٰذا میں کہتا ہوں کہ ختم جانے والی چیز کے مقابلے میں رہ جانے والی چیز کو پسند کرو۔
- آپ نے فرمایا کہ دنیا کی مٹھاس، آخرت میں کڑواہٹ ہو گی اور دنیا کی کڑواہٹ، آخرت میں مٹھاس ہو گی۔
- آپ نے فرمایا: جسے دنیا دے دی جاتی ہے، وہ اس میں سے تین ہی چیزیں حاصل کر پاتا ہے: ایسی بدبختی کہ جو ختم نہیں ہوتی، ایسی حرص جو اسے غنی نہیں بناتی اور ایسی اُمید کہ جہاں تک وہ پہنچ نہیں پاتا چنانچہ یہ دنیا طالب (چاہنے والی) بھی ہوتی ہے اور مطلوب (چاہی گئی) بھی اور جو دنیا کی خواہش کر رہا ہوتا ہے، اسے آخرت بلا رہی ہوتی ہے چنانچہ اسے موت آ جاتی ہے تو وہ اسے لے لیتی ہے اور جو یہ آخرت کی خواہش رکھتا ہے، اسے دنیا تلاش کر رہی ہوتی ہے چنانچہ وہ اس سے اپنی روزی کھاتا ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا: دنیا' درہموں اور بھوک کا غلام تباہ ہوا اگر اسے کچھ دیدیا جائے تو خوش ہو جاتا ہے اور نہ ملے تو ناراض ہو جاتا ہے اور اوندھے منہ گر کر ہلاک ہو جاتا ہے اور جب شکر میں پڑتا ہے تو توبہ نہیں کرتا۔

آپ نے فرمایا: ایسا کوئی ہے جو پانی پر چلے اور اس کے دونوں پاؤں تر نہ ہوں؟ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! نہیں' ایسا کوئی نہیں' اس پر فرمایا کہ یونہی دنیا دار کا بھی گناہوں سے بچنا مشکل ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ہر اُمت کی کوئی نہ کوئی آزمائش رہی' میری اُمت کے لئے فتنہ مال ہے۔

آپ فرماتے تھے: جو صرف اللہ کا ہو رہے تو اللہ اس کی ہر تکلیف دور فرماتا ہے اور وہاں سے روزی دیتا ہے جہاں اسے خواب و خیال نہیں ہوتا اور جو دنیا دار بن جاتا ہے تو اللہ اسے ادھر جانے دیتا ہے۔

آپ نے فرمایا تھا: جو دنیا سے پیار رکھے' اللہ اس کے لئے میرا پڑوس حرام کر دیتا ہے کیونکہ میں تو دنیا کو خراب کرنے آیا ہوں' اسے آباد کرنے نہیں آیا۔

آپ نے فرمایا: جو شخص دن چڑھے دنیا کا غم کرے تو وہ اپنے پروردگار پر ناراض ہوگا اور جو نازل ہونے والی مصیبت کا گلہ کرے تو وہ اللہ کی شکایت کر رہا ہوگا۔

آپ ہی نے فرمایا: جو دنیا کی نیت رکھے تو اسے فقر دکھائی دے گا اور اس کا معاملہ بکھرا ہوگا حالانکہ دنیا سے اسے وہی کچھ ملنا ہوتا ہے جو اس کیلئے لکھا ہوتا ہے اور جو آخرت کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ اس کی امیری اس کے دل میں رکھ دیتا ہے اور اس کے سارے کام سنوار دیتا ہے اور دنیا اس کیلئے ذلیل ہوتی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ مجھے تمہارے فقر پر اندیشہ نہیں بلکہ کثرت سے مال ملنے پر رہتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ مالداروں کے پاس کم جاؤ کیونکہ یوں اللہ کی نعمتوں کو حقیر نہ جانو گے۔

آپ نے فرمایا: موت کو زیادہ یاد رکھو کیونکہ جو بھی اسے تنگی میں یاد رکھتا ہے تو اسے تنگی کر دے گا اور جو اسے کشائش میں یاد رکھتا ہے تو اسے اپنے آپ پر تنگ کر دے گا۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! حضرت موسیٰ علیہ السلام کیسے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ سب میں غم کی بات تھی (دیکھو اس میں تھا) ایسے شخص پر تعجب ہے جسے موت کا یقین ہے اور وہ پھر بھی خوش ہو رہا ہے' اس شخص پر بھی تعجب ہے جسے جہنم کا یقین ہے اور پھر وہ ہنس رہا ہے' مجھے اس پر بھی تعجب ہے جو تقدیر کو جانتے ہوئے بھی کھڑا ہے' اس پر بھی تعجب ہے جو دنیا اور اسکے انقلابات کو جانتا ہے تو پھر اس پر مطمئن کیوں ہے؟ اور اس پر بھی تعجب ہے جو حساب و کتاب ہونے پر یقین رکھتا ہے اور پھر بھی عمل نہیں کرتا۔

آپ نے فرمایا: قبر کا ایسا کوئی دن نہیں گذرتا جب وہ بول نہ رہی ہو چنانچہ کہتی ہے کہ میں پردیس جیسا گھر ہوں۔ میں تنہائی کی جگہ ہوں اور میں کیڑوں والی جگہ ہوں۔ پھر فرمایا: قبر یا تو جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہوتی ہے یا آگ کا ایک گڑھا۔

- آپ نے فرمایا: سب سے سمجھدار مومن وہ ہے جو موت کو اکثر یاد رکھتا ہے اور اس کی تیاری رکھتا ہے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کے ایک صحابی کا انتقال ہو گیا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کی اچھی عادتیں شمار کرنا شروع کر دیں اور ان کی عبادت کا ذکر چھیڑ دیا' آپ خاموش تھے' کچھ دیر بعد فرمایا: کیا وہ موت کا ذکر بھی اکثر کیا کرتا تھا؟ انہوں نے عرض کی: نہیں' پھر فرمایا کہ کیا ایسی کسی چیز کا بھی ذکر رہنے دیتا تھا جسے چاہتا ہوتا؟ انہوں نے عرض کی: نہیں' فرمایا کہ وہ وہاں تک تو پہنچا ہی نہیں جس کا تم ذکر کر رہے ہو۔
- آپ نے فرمایا: چار چیزیں بدبختی شمار ہوتی ہیں: آنسوؤں کا بند ہو جانا' دل کی سختی' لمبی اُمیدیں لگانا اور دنیا کی خواہش رکھنا۔
- آپ فرماتے تھے' اے لوگو! تم حیاء نہیں کرتے؟ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! کس چیز سے حیاء کریں؟ فرمایا: تم وہ کچھ جمع کئے جا رہے ہو' جو کھا نہیں سکو گے' وہ عمارتیں بنا رہے ہو جنہیں آباد نہیں رکھ سکو گے اور ایسی چیزوں کی اُمیدیں لگائے بیٹھے ہو جنہیں پا نہیں سکو گے۔
- جب آپ کسی جنازہ کے ساتھ چلتے تو قبر کی ایک جانب بیٹھ کر رولیا کرتے اور فرماتے کہ اس قبر کیلئے تیاری کرو۔
- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ماہ کیلئے سو دینار میں ایک لونڈی خریدی' یہ بات حضور ﷺ تک پہنچ گئی تو آپ نے فرمایا: تم اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تعجب نہیں کرتے ہو جنہوں نے ایک ماہ کیلئے خرید لی ہے تو یہ لمبی اُمید لگائے ہوئے ہے' جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' اس کی قسم! میں جب بھی آنکھ جھپکتا ہوں تو خیال کرتا ہوں کہ میری پلکیں ابھی مل بھی نہ سکیں گی کہ اللہ میری روح قبض کر لے گا' یونہی جب قدم اُٹھاتا ہوں تو خیال ہوتا ہے کہ اس کو رکھنے سے پہلے جان نکل سکتی ہے اور یونہی لقمہ لیتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ ابھی نگل بھی نہ سکوں گا کہ موت میرا گلہ دبا سکتی ہے۔ اللہ کی قسم جس چیز کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے' وہ تو آ کر رہے گی' تم اسے روک نہیں پاؤ گے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کندھوں سے پکڑا اور فرمایا کہ دنیا میں ایسے رہو جیسے کوئی پردیسی یا راہ گیر ہوتا ہے۔
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اکثر فرماتے تھے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ! شام ہو جائے تو صبح کی انتظار نہ رکھو اور جب صبح ہو جائے تو شام کی اُمید نہ لگاؤ' مرض کے مقابلے میں صحت کو غنیمت جانو اور موت کے مقابلہ میں زندگی کو غنیمت سمجھو کیونکہ اے عبداللہ! نہیں معلوم کہ کل تمہارا نام کیا ہو جائے۔

پھر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے قریب سے گذرے تو میں اور میری ماں اپنی دیوار کو مٹی لگا رہے تھے'

پوچھا: عبد اللہ! تم کیا رہے ہو؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! دیوار میں کمزوری آ گئی ہے، اسے درست کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا کہ وہ تو جلد آنے والی ہے۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے لائن کھینچ کر ایک مربع بنایا اور اس کے درمیان میں ایک لکیر کھینچ دی جسے تھوڑا سا باہر نکال دیا اور پھر اس درمیانی لکیر سے چھوٹے چھوٹے خط، درمیانی لکیر کی جانب اس طرف سے کھینچے جو درمیان میں تھا اور فرمایا: یہ سارا انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے جو اس کو گھیرے ہوئے ہے (یا فرمایا اس نے اسے گھیرے میں لے رکھا ہے) اور یہ لکیر جو باہر نکلی ہوئی ہے، اس کی اُمیدیں ہیں اور یہ چھوٹی چھوٹی لکیریں وہ خواہشیں ہیں جو دنیا کے اندر اس میں پائی جاتی ہیں چنانچہ اس کی یہ خواہش پوری ہوتی ہے تو وہ گھیر لیتی ہے اور وہ پوری ہوتی ہے تو یہ گھیر لیتی ہے۔ حضور ﷺ نے وہ لکیریں کچھ یوں کھینچی تھیں:

أجله

الإنسان

أمله

الأعراض
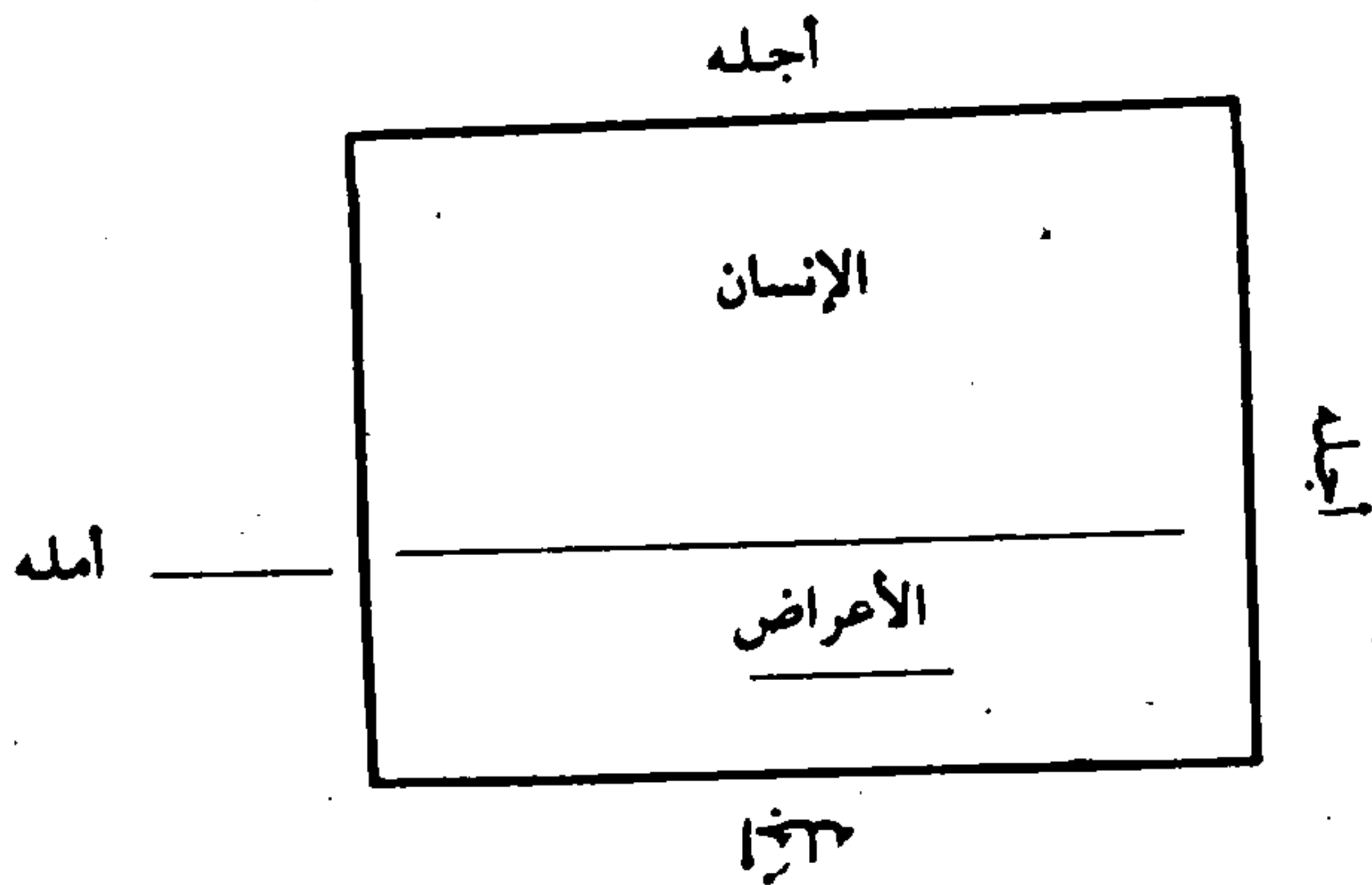
- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قریب آ چکی ہے لیکن تم اس سے دور ہی ہوتے جا رہے ہو، لوگوں کی حرص بڑھتی چلی جاتی ہے۔
- آپ فرماتے ہیں: مرنے سے پہلے تم اللہ کی طرف رجوع کر لو، کسی کام میں مشغول ہونے سے پہلے جلد از جلد نیک اعمال کر لو، بہت سا ذکر کر کے اللہ سے تعلق پیدا کرو اور چھپ چھپا کر کثرت سے صدقہ کرو اور ظاہر کر کے بھی کیا کرو کیونکہ اس سے تمہیں روزی ملے گی، تمہاری مدد ہوگی اور تمہارا کام پورا ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ ان فتنوں سے پہلے عمل کر لو جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح ہوں گے کہ صبح کو تو آدمی مومن ہوگا لیکن رات کو کافر ہو جائے گا، یونہی شام کو تو مومن ہوگا مگر صبح کو کافر ہو چکا ہوگا اور دنیا کی خاطر اپنا دین بیچے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ مغربی جانب سے سورج کے طلوع ہونے دھواں اُٹھنے' دجال' دابۃ الارض کے نکلنے یا کسی خاص و عام سے پہلے پہلے جلدی سے عمل کرلو۔

- آپ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بہتری کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے عمل کراتا ہے۔ عرض کی گئی کہ کام کیسے کراتا ہے؟ تو فرمایا کہ اسے موت سے پہلے عمل کی توفیق دیتا ہے۔
- آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کی عمر لمبی کرتا ہے اور وہ ساٹھ سال کو پہنچ جاتا ہے تو اسے معاف کر دیتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص چالیس سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے اور اس کی نیکیاں' برائیوں سے نہیں بڑھ جاتیں تو اسے جہنم کی تیاری رکھنی چاہئے۔

- آپ نے فرمایا کہ وہ شخص سب سے بہتر ہے جس کی عمر لمبی ہو اور وہ نیک عمل کرے لیکن سب سے برا وہ شخص ہے جس کی عمر لمبی ہو لیکن وہ برے عمل کرے۔
- آپ نے فرمایا تھا: کیا میں تمہیں سب سے بہتر شخص کا پتہ نہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیوں نہیں: فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ ہے جسے عمر زیادہ ملے اور اس کے عمل اچھے ہوں۔
- آپ نے فرمایا: اللہ کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ انہیں وہ قتل سے بچاتا ہے' انہیں اچھے اعمال والی زیادہ عمر دیتا ہے' بہتر روزی دیتا ہے' امن و امان کی زندگی دیتا ہے اور ان کے بستروں ہی پر آرام سے ان کی روحیں نکالتا ہے اور انہیں شہیدوں جیسا مرتبہ دیتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: موت کی آرزو نہ کرو کیونکہ جب یہ آتی ہے تو اس کی ہیبت بڑی ہوتی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ موت کی آرزو موت آنے سے پہلے نہ کرو کیونکہ انسان جب فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال رُک جاتے ہیں اور مومن کی عمر زیادہ ہو تو اس کی نیکیاں زیادہ ہو جاتی ہیں۔

- آپ اس بات پر زور دیتے تھے کہ جب حالات خراب ہو گئے ہوں تو اپنے آپ کو دیکھا کرو نیز فرماتے تھے کہ نیک کام کرو' برے کاموں سے رُک جاؤ اور جب کسی کمینے کی فرمانبرداری ہوتے دیکھے جو خواہشاتِ نفسانی پر چلتا ہے' اس پر دنیا کا اثر ہے اور اس کی رائے سے رائے والا تعجب کرتا ہے تو خصوصی طور پر اپنے آپ کو دیکھے اور عام لوگوں کی طرف توجہ نہ کرے۔
- اکثر آپ اپنے خطبے میں فرمایا کرتے: اے لوگو! یوں لگتا ہے کہ موت کسی اور کو آنی ہے اور اللہ کا حق کسی اور کو ادا کرنا ہے' فوت ہونے والے چلے گئے' وہ واپس آئیں' ان کی خبر کیلئے ان کی قبریں ہیں' ہم یوں ان کی وراثت کھا رہے ہیں کہ شاید ہمیں ان کے بعد یہیں رہنا ہے' ہم نصیحت بھول چکے ہیں اور خشک سالی سے بچ گئے ہیں' اچھا شخص وہ ہے جو لوگوں کے عیب تلاش کرنے کی بجائے اپنے عیبوں کو دیکھتا ہے' اسے مبارک ہو جس کا نفس

عاجزی کرتا ہے اور اس کا خلق اچھا ہے' اس کا بچھونا اچھا ہے' لوگوں کو اپنے شر سے دور کرتا ہے' سنت پر عمل کرتا ہے اور بدعت کے پیچھے نہیں پڑتا۔

- آپ نے فرمایا کہ ہر عزت کے ساتھ ذلت بھی ہوتی ہے' زندگی کے ساتھ موت ہوتی ہے' دنیا ہے تو آخرت بھی ہے' ہر شے کا حساب ہوتا ہے اور ہر شے پر کوئی نگہبان ہے۔ اے ابن آدم! تمہارے لئے ایسا ساتھی ہونا چاہئے جو زندہ دفن ہوگا اور تم اس کے ساتھ میت بن کر دفن ہوا گر وہ کرم کرنے والا ہے تو تمہاری عزت بنائے گا اور اگر ذلیل ہے تو تجھے رہنے دے گا' تمہارے ساتھ اس کا حشر ہوگا' تم اسی کے ساتھ اُٹھائے جاؤ گے' اسی کے متعلق تم سے پوچھا جائے گا لہٰذا تم اسے صالح بناؤ کیونکہ اگر وہ صالح ہوگا تو تمہارا اسی سے انس ہوگا اور اگر وہ برا ہوگا تو تمہیں اسی سے ڈر لگے گا' سن لو کہ وہ تمہارا عمل ہے۔
- آپ نے فرمایا: عقلمندی کی علامت یہ ہے کہ دھوکے کے اس گھر سے الگ رہو' ہمیشہ والے گھر کی طرف رجوع کرو' قبروں میں رہنے والوں کیلئے زادِ راہ تیار کرو اور حشر نشر والے دن کی تیاری رکھو۔
- آپ نے فرمایا تھا کہ دنیا کو گالی مت دو کیونکہ ایک مومن کیلئے یہ بہتر سواری کا کام دیتی ہے' اسی میں وہ نیکیاں کماتا ہے' اسی کی وجہ سے اسے برائی سے نجات مل سکتی ہے تو جب کوئی شخص کہتا ہے کہ اللہ دنیا پر لعنت فرمائے تو دنیا بھی کہتی ہے اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جو اللہ کا بے فرمان ہے۔
- رسولِ انور ﷺ کا فرمان ہے کہ بندہ اپنی روح نکلنے کے موقع پر اپنے گذشتہ عملوں کی جزاء دیکھتا ہے تو اسے وہ کچھ نظر آتا ہے جو کچھ وہ کر چکا ہے وہ اسے آخرت میں کام نہیں دے گا کیونکہ وہ سب کچھ باطل دکھائی دیتا ہے یا وہ کچھ ہوتا ہے جو اس نے مخلوق سے روک رکھا ہوتا ہے۔
- آپ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم کے بیٹے! تمہیں روزانہ کی روزی دی جا رہی ہے اور تو پھر بھی غم میں ہے' روزانہ تمہاری عمر گھٹ رہی ہے لیکن اس کے باوجود تو خوش ہے' جو کچھ تمہیں دیا جا رہا ہے وہ تمہارے لئے کافی ہے لیکن تو اتنا مانگ رہا ہے جو تمہیں بے فرمان بنا دینے والا ہے' حالت تمہاری یہ ہے کہ نہ تو تم کم ملنے پر صبر ہی کرتے ہو اور نہ زیادہ مل جانے پر سیر ہوتے ہو۔
- آپ نے فرمایا کہ اللہ کے دوست وہ ہوتے ہیں جنہیں نہ کسی کا خوف ہوتا ہے اور نہ ہی انہیں کوئی غم ہوتا ہے' یہی وہ لوگ ہیں جو اس وقت دنیا کے اندر جھانک رہے ہوتے ہیں جب لوگ اسے ظاہر سے دیکھ رہے ہوتے ہیں اور اس وقت یہ لوگ دنیا والوں کیلئے انتظام کر رہے ہوتے ہیں جب لوگ اپنی فکر میں ہوتے ہیں چنانچہ ان کے سامنے جو رکاوٹ بھی آتی ہے' اسے دور کر دیتے ہیں اور جو انہیں دھوکہ دے رہے ہوتے ہیں' یہ ان کے اس دھوکے کا مقابلہ کرتے اور انہیں گرا دیتے ہیں' میں نے ان کیلئے دنیا پیدا کی ہوتی ہے لیکن وہ اسے نہیں پاتے' ان کے گھر برباد ہوتے ہیں لیکن وہ انہیں تعمیر نہیں کرتے' یہ دنیا ان کے دلوں میں مر جاتی ہے لیکن یہ اس سے محبت

نہیں کرتے۔

- آپ نے فرمایا: فضول کھانے سے گریز کرو کیونکہ بدبختی کی وجہ سے یہ دل پر زہر جیسا اثر کرتا ہے اور یہ اعضاء کو عبادت کرنے سے رُوک دیتا ہے اور دلوں کو نصیحت کی باتیں سننے سے بہرا کرتا ہے۔ دنیا سے محبت ہر برائی کی جڑ ہے اور اس سے ہر نیکی متی چلی جاتی ہے۔
- آپ نے فرمایا: تمہارا پروردگار فرماتا ہے: اے ابن آدم! جو کچھ میں نے تم پر لازم کیا تھا' تم اسے ادا کرنے کیلئے تیار نہیں ہوئے' لوگوں کو نصیحت کرتے پھرتے ہو لیکن مجھے بھول چکے ہو' انہیں تو میری طرف بلاتے ہو لیکن خود مجھ سے بھاگتے ہو' میری طرف سے تو تم پر بھلائی نازل ہو رہی ہے لیکن تمہاری طرف سے برائی میری طرف چڑھ رہی ہے' میں جب راضی ہوتا ہوں تو تمہارا حصہ تمہیں دئے جا رہا ہوتا ہوں اور اس وقت مجھے ناراضگی ہوتی ہے جب میرے دئے پر ناراض ہوتے ہو' جو کچھ میں نے تمہیں کہہ دیا ہے' اسے مان لو اور مجھے وہ نہ بتاؤ جو تمہیں اچھا لگتا ہے کیونکہ میں خود اپنی ساری مخلوق کو خوب جانتا ہوں کیونکہ بہت بڑا اور انصاف کرنے والا ہوں۔
- آپ نے فرمایا: سب سے بدبخت وہ ہے جس پر کوئی نصیحت بھی اثر نہ کرے۔
- آپ نے فرمایا: جو اللہ سے خوف رکھتے ہوئے' اس سے جا ملے گا تو وہ کبھی بھی اسے عذاب نہیں دے گا۔
- آپ نے فرمایا: میری اُمت کے وہ لوگ شر پسند سمجھے جائیں گے جو مال جمع کرنا پسند کرتے ہیں خواہ وہ حلال طریقے سے ہو یا حرام سے اور پھر اسے اس جگہ سے روکے رکھتے ہیں جہاں ان پر خرچ کر دینا فرض و واجب تھا' اگر خرچ کرنے لگتے ہیں تو بے تحاشا خرچ کر لیتے ہیں ورنہ بخیلی کرتے ہوئے اسے روکے رکھتے ہیں تو یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کی لگام دنیا کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور آخر کار یہ دنیا ان کے گناہوں کی بناء پر انہیں دوزخ میں لے جاتی ہے۔
- آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پلصراط پر سے بڑی تیزی کے ساتھ گذرنے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو میرے حکم پر چلتے ہیں اور ان کی زبانوں پر میرا ذکر ہر وقت جاری رہتا ہے۔
- آپ نے فرمایا: یہ بات یقینی ہے کہ قیامت کے دن ایسے لوگ سامنے لائے جائیں گے جن کی نیکیوں کے ڈھیر پہاڑوں جتنے بلند ہوں گے لیکن انہیں دوزخ کو جانے کا حکم ملے گا۔ اس پر آپ سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ! کیا یہ نیکیاں نمازوں کی وجہ سے تھیں؟ فرمایا: یہ لوگ روزے رکھتے تھے' نمازیں پڑھتے تھے اور رات کو نفل بھی پڑھا کرتے تھے لیکن جب بھی دنیا کا مال دکھائی دیتا تھا' یہ اس پر جھپٹ پڑتے تھے۔
- آپ نے فرمایا: ایسا کوئی گھر نہ ہوگا کہ جہاں روزانہ فرشتہ پانچ مرتبہ آ کر کھڑا نہ ہوتا ہو اور جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کی روزی ختم ہوگئی ہے اور اس کی عمر پوری ہو چکی ہے تو اس پر موت کا غم طاری کر دیتا ہے' موت کی پریشانیاں اسے گھیر لیتی ہیں اور اسے موت کے جھٹکے لگنے لگتے ہیں' اس دوران اس کے گھر والوں کے بال بکھرے ہوتے ہیں' وہ اپنے چہرے پیٹ رہے ہوتے ہیں' وہ غم کے مارے رو رہے ہوتے ہیں اور بال بچوں کو دیکھ کر چیخ رہے

ہوتے ہیں تو ایسے وقت ملک الموت کہتا ہے: لوگو! بہت افسوس کی بات ہے' کیوں گھبرا گئے ہو اور کیوں چلا رہے ہو؟ بخدا میں نے تو تم میں سے کسی کی روزی نہیں لی' نہ ہی موت کو قریب لایا ہوں' جب تک مجھے اس کا حکم نہیں ملا' میں اسے لے کر نہیں آیا' جب تک مجھے اس کی روح قبض کرنے کا حکم نہیں ملا' میں نے اس کی روح نہیں نکالی تھی' میں نے تو بار بار ہی آنا جانا ہے اور اس وقت تک آتا رہوں گا جب تک تم میں سے ایک بھی موجود ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر یہ اس فرشتہ کی شکل وصورت دیکھیں اور اس کی کلام سن لیں تو اپنی میّت کو بھول جائیں اور اپنے آپ پر رونے لگیں اور جب میّت کو اس کی چارپائی پر اُٹھا لیا جاتا ہے تو وہ تڑپ کر اُٹھتی ہے اور بلند آواز سے کہتی ہے: اے میری بیوی اور میری اولاد! ایسا نہ ہو کہ یہ دنیا تمہارے ساتھ بھی وہی کھیل کھیلے جو اس نے میرے ساتھ کھیلا ہے' تمہیں ایسا دھوکا نہ دے جو مجھے دیا ہے' میں نے حلال وحرام طریقے سے مال جمع کیا اور اب غیروں کیلئے چھوڑے جا رہا ہوں' یہ اب تمہارے فائدے کا ہے لیکن میری جان پر بوجھ ہے تو جو کچھ اب میرے ساتھ ہو رہا ہے' تم اس سے بچ جاؤ۔

فصل:

عذابِ قبر اور اس میں انعامات کا ذکر اور منکر ونکیر کے سوالات

سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا عذابِ قبر ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: عذابِ قبر حق ہے' یہی وجہ ہے کہ جب بھی آپ نماز پڑھتے تو عذابِ قبر سے پناہ مانگتے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ قبروں میں عذاب ہوتا ہے اور حیوانات ان کی چیخ و پکار سنتے ہیں اور اگر تم انہیں نہ بھی دفن کرتے تو میں اللہ سے دُعا کر دیتا' وہ ان کی چیخیں سنا کرتے۔

- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو روتے روتے ان کی داڑھی تر ہو جاتی' اس پر آپ سے کہا گیا کہ آپ جنت و دوزخ کا ذکر کرتے ہوئے نہیں لیکن قبر کے ذکر پر کیوں روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن رکھا ہے کہ قبر' آخرت کی پہلی منزل ہے' اگر انسان اس سے چھٹکارا پا گیا تو بعد والے کام میں آسانی رہے گی لیکن اگر یہاں سے نہ چھوٹ سکا تو بعد والا معاملہ سخت ہوگا۔
- آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی فوت ہونے والا ہوتا ہے تو صبح و شام اس کا ٹھکانہ اس کے سامنے لایا جاتا ہے' اگر جنتی ہوتا ہے' تو جنت کا اور اگر دوزخی ہوتا ہے تو دوزخ والا ٹھکانہ لایا جاتا ہے اور اسے کہہ دیا جاتا ہے

قیامت آنے تک یہی تمہارا ٹھکانہ ہوگا۔

- آپ نے فرمایا: مومن اپنی قبر میں ایسے ہوتا ہے جیسے سرسبز باغ میں اور اس کی قبر ستر ہاتھ تک کھول دی جاتی ہے اور ایسے روشن کر دی جاتی ہے جیسے چودھویں رات کا چاند۔

اس سلسلے میں کافی احادیث ہیں جو مشہور ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

قیامت کی ابتدائی معلومات

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر بچہ جنتے وقت گھوڑی کو معلوم ہو جائے کہ یاجوج و ماجوج نکل رہے ہیں تو قیامت تک نہ جن سکے کیونکہ قیامت کی نشانیاں دھاگے میں پروئی ہوئی ہیں جو یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتی چلی جائیں گی۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ اس موقع پر یاجوج و ماجوج نکلیں گے۔ یہ رَدم اور سدین کی پچھلی طرف دو گروہ ہیں۔ ردم اور سدین، ارمینیہ اور آذربیجان کے درمیان دو پہاڑ ہیں۔
- حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرمایا کہ یاجوج و ماجوج کے نکل آنے کے بعد لوگ حج وعمرہ کریں گے، ان کی بیویاں بھی ہیں جن سے یہ جتنا چاہتے ہیں، ہم بستر ہوتے ہیں اور جب بھی ان میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اپنے پیچھے ہزار سے زیادہ بچے چھوڑ جاتا ہے۔
- حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا، فرماتے تھے کہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد لوگ ایک سو بیس سال تک اس زمین میں ٹھہرے رہیں گے اور جب قیامت کی پہلی نشانی نظر آئے گی تو محافظ فرشتے اپنے قلم رکھ دیں گے اور روحیں اپنے اپنے جسموں کے پاس آ کھڑی ہوں گی۔ واللہ اعلم۔

فصل:

صور پھونکا جائے گا، قیامت قائم ہوگی

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کے پاس ایک دیہاتی حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! یہ "صور" کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ ایک سینگ ہوگا جس میں پھونکا جائے گا۔

- آپ نے فرمایا: میں کس بات پر خوشی کروں؟ فرشتے نے اپنی ٹھوڑی اس سینگ پر رکھ دی ہے اور میں سننے ہی والا ہوں، وہ اس انتظار میں ہے کہ حکم ہو تو پھونک مار دے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ یہ بات حضور ﷺ کے صحابہ پر بوجھ بنی ہوئی تھی لہٰذا انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم کیا کریں؟ فرمایا: تم یہ کہا کرو:

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا○

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرتبہ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے کعب! ہمیں حضرت اسرافیل علیہ السلام کے بارے میں بتایئے تو انہوں نے کہا کہ اس کا آپ کے پاس علم نہیں ہے؟ انہوں نے فرمایا: مجھے علم ہے لیکن آپ بتایئے۔ انہوں نے کہا کہ اس کے چار پَر ہیں' دو تو ہوا میں پھیلے ہیں' ایک کی قمیص بنا رکھی ہے' ایک کندھوں پر ہے اور کان پر قلم رکھا ہے' جب وحی اُترنا ہوتی ہے تو قلم لکھتی ہے' پھر فرشتے اسے پڑھتے ہیں' صور پر مقرر فرشتہ اپنا ایک گھٹنا ٹیک کر اور دوسرا اُٹھا کر بیٹھا ہے اور پیٹھ پھیرے صور سنبھالے ہوئے ہے' اسے حکم ملا ہوا ہے کہ جب اسرافیل علیہ السلام کو پر ہلاتا دیکھے تو صور میں پھونک مار دے۔
  حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سن کر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے بھی میں نے یونہی سنا تھا۔
  حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا فوت شدہ لوگ بھی وہ ہولناکی دیکھ پائیں گے جو صور پھونکنے کے موقع پر لوگ محسوس کریں گے یعنی زمین میں تھرتھراہٹ پیدا ہوگی' حاملہ عورتیں حمل گرا دیں گی' بچے بوڑھے ہو جائیں گے' زمین پھٹ جائے گی اور آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا یہ وہ چیزیں ہونگی جن کا واقعہ اللہ نے ہمیں بتایا ہے' اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں۔
- آپ نے فرمایا تھا: قیامت سے پہلے مشرق کی طرف سے ڈھال جیسا ایک بادل اُٹھتا دکھائی دے گا' وہ اُٹھے گا اور آہستہ آہستہ پورے آسمان پر پھیل جائے گا' اس موقع پر کوئی آواز دے گا: اے لوگو! اب جلدی کی ضرورت نہیں' رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس ذات کی قسم' جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے (یہ وہ وقت ہوگا کہ) دو آدمی کپڑا اچھائیں گے تو اسے لپیٹ نہیں سکیں گے' کوئی شخص کیچڑ سے پانی نکالے گا تو کبھی اسے پی نہیں سکے گا' کوئی منہ کی طرف لقمہ تو اُٹھالے گا مگر کبھی کھا نہیں سکے گا۔
- آپ نے فرمایا کہ صور پھونکنے والے فرشتے دوسرے آسمان پر ہیں جن میں سے ایک کا سر مشرق کی طرف ہے اور اس کے پاؤں مغرب کی طرف ہیں' وہ اس انتظار میں ہیں کہ کب انہیں صور پھونکنے کا حکم ملتا ہے کہ وہ پھونک ماریں۔
- آپ نے فرمایا کہ دو مرتبہ پھونک مارنے کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا' اس کے بعد آسمان سے زمین پر پانی اُترے گا چنانچہ زمین سے لوگ ایسے اُٹھیں گے جیسے سبزیاں نکلتی ہیں' انسان کی ہر شے گل چکی ہوگی' صرف ایک ہڈی باقی ہوگی جو ریڑھ کی ہڈی کی نچلی جانب ہوگی' قیامت کے دن اسی کی بنیاد پر خلقت دوبارہ تیار کر دی جائے گی۔
  علماء فرماتے ہیں کہ ہڈی پیٹھ کی نچلی طرف ہوتی ہے' صحیح بخاری میں ہے کہ وہ رائی کے دانے جیسی ہوگی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

حشر کا بیان اور اللہ کی تجلی کا ذکر

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میدان حشر میں آخری دو آنے والے شخص بنو مزینہ کے چرواہے ہوں گے' وہ مدینہ کی طرف جانا چاہیں گے جو اپنی بکریاں ہانکے جا رہے ہوں گے اور راستے میں انہیں وحشی جانور ملیں گے اور جب وہ ثنیۃ الوداع پر پہنچیں گے تو منہ کے بل گر جائیں گے۔

- آپ نے بتایا کہ تمہیں اللہ کی طرف لیجایا جائے گا تو تم پاؤں اور جسموں سے ننگے ہوں گے اور ختنہ نہیں ہوا ہوگا:

كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ○ (سورۃ انبیاء: ۱۰۴)

''جیسے پہلے اسے بنایا تھا ویسے ہی پھر کر دینگے' یہ وعدہ ہے ہمارے ذمہ' ہم کو اس کا ضرور کرنا۔''

سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا اور سن لو کہ میرے اُمتیوں میں سے کچھ لوگوں کو لایا جائے گا' انہیں بائیں جانب سے لایا جائے گا تو میں عرض کروں گا کہ اے پروردگار! میرے ساتھی کہاں ہیں؟ کہا جائے گا کہ آپ کو کیا معلوم کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا تھا تو اس موقع پر میں وہی کچھ کہوں گا جو ایک بندہ کہتا ہے کہ ''میں جب تک ان میں ہوں' ان پر گواہ ہوں (تا) وہ بڑا غالب حکمت والا ہے۔'' پھر مجھے بتایا جائے گا کہ آپ کے بعد یہ دین سے منہ موڑ گئے تھے' میں کہوں گا: انہیں مجھ سے دور لے جاؤ۔''

- آپ نے فرمایا کہ لوگ ننگے بدن اُٹھائے جائیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ سب مرد و عورتیں ایک دوسرے کو دیکھنا چاہیں گے حالانکہ دیکھنا مشکل ہوگا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ لوگ دوسروں کو دیکھنے سے ہٹائے جائیں گے' کیونکہ مشغول ہوں گے۔ پوچھا گیا کہ انہیں کیا مصروفیت ہوگی؟ فرمایا: پیالے رکھ رہے ہوں گے جن میں رائی ہوگی۔

- آپ بتاتے ہیں کہ اس دن پسینہ کانوں کی لو تک آ جائے گا۔
- آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کو اس سفید زمین پر اکٹھا کیا جائے گا جو پوری طرح سفید نہ ہوگی اور سفید روئی جیسی ہوگی جس پر کوئی علامتی نشان نہ ہوگا یعنی اس سے پہلے اس پر کسی کے پاؤں نہیں پڑے ہوں گے کہ ان کا کوئی نام و نشان نظر آ سکے۔
- آپ نے فرمایا کہ لوگ تین گروہوں میں اُٹھائے جائیں گے' کچھ ننگے پاؤں ہوں گے' کچھ سوار ہوں گے اور کچھ منہ کے بل چل کر آئیں گے۔

آپ سے پوچھا گیا کہ وہ منہ کے بل چل کر کیسے آئیں گے؟ تو آپ نے فرمایا: جو انہیں پاؤں پر چلاتا ہے اس

میں یہ بھی قدرت ہے کہ انہیں منہ کے بل چلائے البتہ یہ چہروں ہی سے ٹیڑھی جگہوں اور کانٹوں سے بچیں گے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ لوگ تین فوجوں میں تقسیم ہو کر وہاں جمع ہوں گے' ایک فوج سوار ہو کر کھاتے پیتے اور کپڑے پہنے آئے گی' ایک وہ ہو گی جسے فرشتے چہروں کے بل گھسیٹ لائیں گے اور ایک فوج وہ ہو گی جو چلتے دوڑتے آئیں گے۔

- آپ نے بتایا کہ قیامت کے دن تکبر والے لوگ' ذروں کو انسانی شکل دے کر لائے جائیں گے' لوگ انہیں قدموں تلے لتاڑیں گے چنانچہ وہ ہر طرف سے ذلیل ہوں گے اور انہیں جہنم کے ایک کنوئیں کی طرف گھسیٹا جائے گا جس کا نام ''بولس'' ہو گا' آگ ان کے اُوپر ہو گی جو سب سے تیز ہو گی' انہیں دوزخیوں کا نچوڑ پلایا جائے گا جو زہریلا کیچڑ ہو گا۔

- آپ فرماتے تھے: قیامت کے دن کچھ لوگ تو شوق سے جمع ہوں گے جبکہ کچھ ڈرتے آئیں گے' کئی اونٹوں پر دو دو ہوں گے اور کئی پر تین تین' کہیں چار چار ہوں گے اور کہیں دس دس ہوں گے اور باقی لوگوں کا حشر ہو گا جہاں بولیں گے' آگ ان کے ساتھ ہو گی' جہاں رات گذاریں گے' آگ وہیں ہو گی' جہاں انہیں صبح ہو گی' آگ وہاں ہو گی اور رات جہاں ہو گی' آگ بھی وہاں ہو گی۔

- آپ نے بتایا کہ لوگوں کو اتنا پسینہ آئے گا کہ زمین میں ستر ہاتھ تک دھنسا ہو گا اور دوسری طرف اس وقت ان کے کانوں تک آ جائے گا جب وہ کھڑے ہوں گے اور سورج ایک میل دور (چار ہزار ہاتھ یعنی چھ ہزار فٹ) ان کے سروں پر ہو گا۔ حدیث کے راوی کہتے ہیں: واللہ مجھے پتہ نہیں چل سکا کہ میل سے آپ کی مراد زمین والا میل تھا یا آنکھوں میں سرمہ ڈالنے والا۔

- آپ نے فرمایا کہ جب سے اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا ہے' انسان کا واسطہ موت سے بڑھ کر کسی اور چیز سے نہیں پڑا اور اس کے بعد کے معاملات اس سے ہلکے ہیں البتہ اس دن اس سے بھی زیادہ سختی ہو گی' اگر ان کے جسم سے نکلنے والے پسینے میں کشتیاں چلانا چاہیں تو چل سکیں گی۔

- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن پوری زمین آگ بنی ہو گی اور جنت اس کی پچھلی طرف ہو گی' خدا کی قسم انسان کا پسینہ بہہ کر زمین میں اس کے قد جتنا دھنس جائے گا' پھر اوپر اُٹھے گا اور اس کی ناک تک پہنچے گا جبکہ حساب و کتاب شروع نہیں ہوا ہو گا۔

- آپ نے فرمایا کہ میدان میں پسینہ آدمی کو ڈبوئے ہو گا اور وہ کہے گا: اے پروردگار! میں اس حالت سے نکلنا چاہتا ہوں خواہ مجھے آگ ہی کی طرف لے جا حالانکہ اسے آگ کی تکلیف کا بھی علم ہو گا۔

- آپ نے بتایا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کیلئے پچاس ہزار سالوں میں سے آدھے دن کی مقدار کھڑے رہیں گے۔ پوچھا گیا: یا رسول اللہ! یہ تو بڑا لمبا دن ہو گا۔ آپ نے فرمایا: بخدا یہ مومن کیلئے فرض نماز پڑھنے سے پہلے گذر جائے

گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ یہ گھڑی بھر میں گزر جائے گا۔

● آپ نے فرمایا کہ ایک مقرر وقت پر اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے لوگوں کو میدان میں چالیس سال تک کھڑا رکھے گا' وہ آنکھیں اُوپر اُٹھائے ہوں گے اور فیصلے کا انتظار کرتے رہیں گے۔

فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بادلوں کی چھاؤں میں نزول فرمائے گا جو عرش سے کرسی تک ہوگا اور پھر کوئی آواز دے گا: اے لوگو! کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ جس اللہ نے تمہیں پیدا کیا' رزق دیا اور حکم دیا کہ اس کی عبادت تو کرو لیکن اس کا شریک نہ بناؤ' وہ تمہیں تمہارے وہ خدا دکھائے جس کی تم دنیا میں عبادت کرتے رہے' کیا یہ انصاف نہ ہوگا؟ وہ کہیں گے کہ ہاں دکھا دو چنانچہ ہر گروہ اپنے اس خدا کی طرف چل پڑے گا جس کی وہ عبادت کرتے رہے ہوں گے اور جب وہ چلیں گے تو انہیں ہو بہو اُن کے خدا جیسے خدا دیکھنے کو ملیں گے جن کی عبادت کرتے رہے ہوں گے چنانچہ کچھ تو سورج کی طرف چلیں گے' کوئی چاند کی طرف اور کچھ پتھر کے بتوں کی طرف' غرض جن کی عبادت کرتے رہے ہوں گے ان کی طرف جائیں گے' جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے رہے' انہیں آپ کے شیطان کی شکل دکھائی جائے گی' جو حضرت عزیز علیہ السلام کی عبادت کرتے رہے' انہیں ان کے شیطان کی شکل دکھائی جائے گی' صرف حضرت محمد ﷺ اور آپ کی اُمت باقی رہ جائیں گے' ان میں منافق بھی ہوں گے انہیں اللہ تعالیٰ کی مثال دکھائی دے گی اور آ کر پوچھے گا کہ تم کیوں نہیں گئے' لوگ تو چلے گئے؟ وہ عرض کریں گے کہ ہمارا خدا وہ ہے جسے ہم نے دیکھا ہی نہیں' وہ فرمائے گا: اگر دیکھ لو تو پہچان لو گے؟ وہ عرض کریں گے کہ ہمیں اس کی ایک نشانی کا علم ہے جسے دیکھ کر ہم اسے پہچان لیں گے۔ وہ فرمائے گا کہ نشانی کیا ہے؟ وہ عرض کریں گے کہ وہ پنڈلی کھولے گا چنانچہ اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی (جس کا مقصد اللہ جانے) کھولے گا چنانچہ ہر ایک گر پڑے گا اور اسے سجدہ کرنے کا حکم ہوگا۔

صرف ایک گروہ رہ جائے گا جن کی پیٹھیں گائے کے سینگوں جیسی ہوں گی' وہ سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن نہ کر سکیں گے کیونکہ دنیا میں اس وقت سجدہ کرنے کا انہیں کہا گیا تھا جب وہ صحیح سلامت تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اپنے سر اُٹھا لو وہ اُٹھا لیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کے مطابق انہیں نور دے گا' کچھ کو تو بڑے پہاڑ جتنا ملے گا جو ان کے سامنے چلتا ہوگا' کچھ کو اس سے کم ملے گا' کچھ کھجور جتنا نور ہاتھوں میں لے گا' کچھ کو اس سے کم ملے گا اور آخری شخص کو اس کے انگوٹھے پر ملے گا جو کبھی روشنی دے گا اور کبھی بجھ جائے گا چنانچہ جب روشن ہو گا تو وہ قدم بڑھائے گا ورنہ نہیں بڑھائے گا۔

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ سامنے ہوگا اور آگ سے گذرے گا۔ پلصراط تلوار کی دھار جیسی ہوگی' وہ لوگ اپنے نور کی روشنی کے مطابق دیر لگائیں گے' کئی تو پلک جھپکتے میں گذریں گے' کچھ آسمانی بجلی کی چمک جتنی دیر میں' کچھ بادل کی چال پر گذریں گے' کچھ تارے ٹوٹنے کی سی دیر میں گذریں گے' کوئی ہوا کی طرح' کوئی گھوڑا باندھنے جتنی دیر میں' کوئی

گھوڑے وغیرہ کا پاؤں باندھنے جتنی دیر میں اور آخرکار وہ گذریگا جس کے قدموں کی پشت پرنور ہوگا' وہ منہ کے بل گرتا ہو گا' ہاتھ پاؤں ٹکتے نہیں ہوں گے' اس ہاتھ سے سنبھلے گا تو وہ ہاتھ چھوٹ جائے گا اور اس ہاتھ سے سنبھلے گا تو یہ ہاتھ چھوٹ جائے گا یونہی ایک پاؤں ٹکے گا تو دوسرا پھسل جائے گا اور دوسرا ٹکے گا تو یہ پھسل جائے گا' آگ اس کے پہلوؤں کو چھو رہی ہوگی اور آخرکار پلصراط سے گذرنے میں کامیاب ہو جائے گا اور نکل کر باہر کھڑا ہو جائے گا اور کہے گا: اس اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھ پر وہ انعام کیا ہے جو اور کسی پر نہیں کیا کہ اس سے مجھے نکال لیا ہے۔

پھر وہ جنت کے دروازے کے قریب ایک تالاب پر لایا جائے گا' وہاں نہائے گا' وہاں اسے جنتیوں کی خوشبو آئے گی اور دروازے کے سوراخوں سے وہ جنتیوں کو دیکھے گا تو عرض کرے گا اے اللہ! مجھے جنت میں داخل کر دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم جنت مانگ رہے ہو' شکر کرو کہ میں نے تمہیں دوزخ سے بچا لیا ہے۔ عرض کرے گا کہ اے پروردگار! تو پھر جنت اور میرے درمیان ایسا پردہ کر دے کہ میں ان جنتیوں کی آواز تک نہ سن سکوں چنانچہ جنت میں داخل ہو جائے گا پھر اپنے آگے وہ مقام دیکھے گا جو اس مقام سے بہتر ہوگا جس میں کھڑا ہوگا لہٰذا عرض کرے گا کہ اے اللہ! مجھے اس مقام پر پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر میں نے تمہیں یہ مقام دے دیا تو تو اور جگہ مانگے گا' وہ عرض کرے گا: تیری عزت کی قسم! اور کچھ نہیں مانگوں گا چنانچہ وہ وہاں پہنچا دیا جائے گا' پھر وہ مقام دیکھے گا جو پہلے سے بہتر ہوگا تو سوال کرے گا کہ الٰہی یہ مقام دیدے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا' یہ دیدوں گا تو لگتا ہے کہ تو اور آگے جانا چاہے گا۔ وہ عرض کرے گا' الٰہی تیری عزت کی قسم! اس کے بعد کچھ نہیں مانگوں گا' پھر وہاں پہنچا دیا جائے گا تو خاموش ہو جائے گا۔ کچھ دیر بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا ہوا' چپ کیوں ہو گئے ہو' مانگتے کیوں نہیں ہو؟ عرض کرے گا کہ الٰہی سوال کر کر کے شرم آ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر میں تجھے دنیا جیسا وہ کچھ دیدوں جو تمہاری پیدائش سے فوت ہونے تک نظر آتا رہا بلکہ اس سے بھی دس گنا زیادہ دیدوں تو کیا محسوس کرو گے؟ وہ عرض کرے گا: الٰہی! تو پروردگار ہو کر مجھ سے مزاح کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: نہیں ایسی بات نہیں بلکہ یوں میں کر سکتا ہوں تو عرض کرے گا کہ یا اللہ! پھر مجھے ان کے ساتھ ملا دے چنانچہ ساتھیوں کے ساتھ جنت میں چلا جائے گا۔

یہ ایک لمبی حدیث ہے' اس کا باقی حصہ انشاء اللہ باب **صفة الجنة** میں آ رہا ہے۔

فصل:

اس فصل میں حساب و کتاب کا ذکر ہے' یہ بتایا گیا ہے کوئی شخص عمل کے ذریعے جنت میں داخل نہ ہوگا اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوگی وغیرہ۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی اُمت کا حساب و کتاب خود لینے کی درخواست اس لئے کی ہے کہ کہیں دوسری امتوں کے سامنے ذلیل نہ ہو جائے جس پر اس نے فرمایا ہے کہ میں خود حساب لوں گا اور اگر ان میں کوئی لغزش دیکھونگا تو آپ کو پریشان کئے بغیر ان کی پردہ پوشی کروں گا تا کہ آپ کی امت آپ کے سامنے ذلیل نہ ہو۔

- آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اس وقت تک کوئی قدم نہیں اُٹھا سکے گا جب تک اس سے چار سوال نہ ہو جائیں: اس کی عمر کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ کیسے گذاری ہے' عمل پوچھا جائے گا کہ کیا کرتا رہا' مال کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا تھا اور جسم کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ اس سے کیا کام لیا۔
- حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ابھی آدھا دن بھی گذر نہیں پائے گا کہ حساب و کتاب ختم کر دیا جائے گا' اہل جنت' جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے۔
- آپ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک بندہ ایسا لایا جائے گا جس کے عمل اتنے ہوں گے کہ پہاڑ پر بھی رکھے جائیں تو بھاری معلوم ہوں کہ اتنے میں اس پر اللہ کی ایک نعمت نازل ہو گی جو ایسے معلوم ہو گی کہ ان سب اعمال کو ختم کر دے لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ہو گا جس کی وجہ سے ایسا نہ ہو گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسا بندہ لائے گا جس کا کوئی گناہ نہیں ہو گا' اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: کیا چاہتے ہو؟ تمہارے عملوں کی جزاء دوں کہ اپنی رحمت کروں؟ وہ عرض کرے گا: اے پروردگار! تو جانتا ہے کہ میں نے تیری کوئی بے فرمانی نہیں کی' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اسے میری ایک نعمت دے دو' چنانچہ وہ نعمت ملتے ہی اس کی سب نیکیاں ختم ہو جائیں گی' وہ عرض کرے گا: الٰہی یہ تیری رحمت و نعمت ہے' اللہ فرمائے گا کہ میری نعمت و رحمت ہے۔

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور بتایا کہ میرے دوست جبریل علیہ السلام ابھی میرے ہاں سے گئے ہیں' انہوں نے مجھ سے کہا ہے: اے محمد (ﷺ)! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا دین دے کر بھیجا ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہے جس نے پانچ سو سال تک اللہ کی عبادت ایک پہاڑ پر کی جو ہر کونے سے تیس ہاتھ (نوے فٹ) تھا جس کی ہر طرف چار ہزار فرسخ پانی تھا جس میں یہ پہاڑ گھرا ہوا تھا اور اس کیلئے اس میں میٹھا چشمہ نکالا گیا جو انگلی بھر چوڑا تھا اور پہاڑ کے نیچے تک جاتا تھا' وہ روزانہ عبادت کرتا تو اللہ تعالیٰ وہاں سے اس کیلئے ایک انار نکالتا جسے رات کو نیچے اُترنے پر وضو کر کے کھا لیتا اور پھر نماز پڑھنے لگتا۔ آخر اس نے اللہ سے اس وقت دُعا کی جب وہ فوت ہونے لگا کہ اے اللہ! مجھے سجدہ میں موت دینا' زمین کی کوئی شے میرا راستہ نہ روکے اور جب اُٹھایا جاؤں تو اس وقت بھی سجدہ میں ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یونہی کر دیا۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ ہم جب اُتر کر ادھر جاتے ہیں تو اس کی قبر دیکھتے ہیں اور ہمارے علم میں یہ بات ہے کہ اسے قیامت کے دن اُٹھایا جائے گا اور اللہ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا چنانچہ پروردگار اس کے متعلق فرمائے گا کہ میرے بندے کو میری رحمت کی وجہ سے جنت میں داخل کر دو۔ وہ کہے گا کہ میرے اعمال کی وجہ سے داخل کر دے' اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا: اسے میری رحمت سے داخل کر دو' وہ پھر کہے گا کہ میرے عملوں کی بناء پر داخل کر دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ

فرمائے گا کہ میرے بندے کا عمل اور میری نعمت ترازو پر رکھو کہ کونسی چیز بھاری ہے چنانچہ اللہ کی دی ہوئی صرف ایک نعمت آنکھ اس کی پانچ سو سالہ عبادت سے بھی زیادہ بھاری ہو گی۔ اس پر وہ فرمائے گا کہ اسے دوزخ میں لے جاؤ چنانچہ فرشتے اسے لے چلیں گے تو وہ عرض کرے گا کہ اے اللہ! مجھے اپنی رحمت سے جنت میں داخل کر دے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اسے واپس میرے پاس لے آؤ چنانچہ اللہ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا تو اللہ فرمائے گا تو تو کوئی شے نہ تھا' تجھے کس نے پیدا کیا؟ وہ کہے گا کہ تو نے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ پانچ سو سالہ عبادت کی توفیق تجھے کس نے دی؟ وہ عرض کرے گا! الٰہی! تو نے' پھر فرمائے گا کہ گہرے سمندر میں تمہیں پہاڑ پر کس نے ٹھہرایا' نمکین پانی میں تجھے میٹھا پانی دیا اور روزانہ تمہارے لئے ایک انار نکالا حالانکہ وہ سال بھر میں انار پیدا کرتا ہے اور پھر تو نے کہا کہ سجدے میں تمہاری جان نکلے چنانچہ یونہی کر دیا گیا' وہ عرض کرے گا کہ الٰہی! تو نے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ سب میری نعمتیں تھیں اور میں تجھے اپنی نعمت ہی کی وجہ سے جنت میں داخل کروں گا۔ اے میرے بندے! تو ایک اچھا بندہ تھا اور پھر اسے جنت میں داخل کر دے گا۔

یہ بات عرض کرنے کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ یا محمد! ہر شے اللہ کی رحمت سے ملتی ہے۔

- آپ نے فرمایا کہ سیدھی راہ پر چلو' ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ اور خوش و خرم رہا کرو اور یاد رکھو کہ کوئی شخص اپنے عمل کی بناء پر جنت میں داخل نہ ہو گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ بھی نہیں جائیں گے؟ فرمایا: عمل کی بناء پر میں بھی داخل نہ ہونگا ہاں اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے بھیجے گا' اس دوران آپ نے اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر بتایا کہ یہاں رحمت ہو گی۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص رسول اکرم ﷺ کے پاس آ کر سامنے بیٹھ گیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میرے پاس غلام ہیں جو مجھے جھٹلاتے ہیں اور خیانت کرتے ہیں چنانچہ میں انہیں مارتا اور گالیاں دیتا ہوں تو اس بارے میں میرا کیا ہو گا؟ آپ نے فرمایا: وہ کچھ ہو گا جتنا انہوں نے تمہاری بے فرمانی کی اور خیانت سے کام لیا اور تم نے انہیں سزا دی' چنانچہ اگر تمہاری سزا ان کی غلطیوں سے کم ہوئی تو اس میں تمہاری عزت ہو گی' اگر تمہاری طرف سے سزا ان کی غلطیوں کے برابر ہوئی تو معاملہ برابر ہو گا لیکن اگر تمہاری سزا ان کی غلطیوں سے بڑھ گئی تو تجھ سے اس کا بدلہ لیا جائے گا۔

یہ سن کر وہ آدمی آپ کے سامنے رو کر سسکیاں بھرنے لگا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا' یہ آیت نہیں پڑھتے ہو؟

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ○ (سورۂ انبیاء: ۴۷)

''اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے' قیامت کے دن' تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہو گا اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں' حساب کو۔''

اس پر اس شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! نیکی تو یہ ہے کہ انہیں آزاد ہی کر دوں' آپ گواہ رہیں کہ میں ان سب کو آزاد کر رہا ہوں۔

- آپ نے فرمایا کہ والدین کا اپنی اولاد پر قرض ہوگا چنانچہ قیامت آنے پر وہ اس میں گرفتار ہوگا' والدین کے پکڑنے وہ کہے گا کہ میں تمہارا لڑکا ہوں' وہ قرض ادا کر دیں گے یا یہ چاہیں گے کہ اس سے بھی زیادہ ہوتا تو ادا کر دیتے۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: عین اس وقت جب رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ ہنسنے لگے اور سامنے کے دانت مبارک دکھائی دینے لگے' یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان' ہنسنے کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میری اُمت کے دو آدمی ربّ العزت کے سامنے گھٹنے ٹیکے بیٹھے ہیں جن میں سے ایک نے عرض کی: اے اللہ! میرے اس بھائی سے میرا قرض لے دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس کے پاس نیکی تو ہے نہیں' تم اس سے کیا سلوک کرنا چاہتے ہو؟ اس نے عرض کی: یا اللہ! میرا کوئی بوجھ ہلکا فرما دے یہ سن کر آپ رونے لگے اور آنکھوں میں آنسو آ گئے' پھر فرمایا کہ وہ ایک عظیم دن ہوگا' اس میں ہر ایک ہی خواہش ہوگی کہ اس کا بوجھ ہلکا ہو جائے۔
- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکیں گے؟ آپ نے فرمایا: یہ بتاؤ کہ کیا اگر دوپہر کو تم ہوش میں ہوتے ہوئے سورج کو اس وقت دیکھو جب بادل بھی نہ ہو تو کوئی تکلیف ہوگی؟ اور کیا تم چودھویں چاند کے موقع پر رات کے وقت ہوش و حواس میں ہوتے ہوئے بادل نہ ہوتے ہوئے چاند کو دیکھو تو تمہیں کوئی تکلیف ہوگی؟ انہوں نے عرض کی: نہیں یا رسول اللہ! کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ آپ نے فرمایا: جیسے تمہیں ان دونوں چیزوں کو دیکھ کر تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی' یونہی اللہ کو دیکھنے پر بھی نہیں ہوگی۔

جب قیامت ہوگی تو کوئی اعلان کرے گا کہ ہر گروہ اپنے ہوتی کی طرف چلا جائے چنانچہ اللہ کے بغیر اور کسی کی عبادت کرنے والا ایسا کوئی نہ ہوگا جو جہنم میں نہ گر رہا ہو اور جب نیک و بد اللہ کے عبادت گذاروں اور اہل کتاب کے علاوہ کوئی نہ رہ جائے گا تو یہودیوں کو لایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے: اللہ کے بیٹے عزیز کی' اس پر ان سے کہا جائے گا: تم جھوٹے ہو کیونکہ اللہ کی تو بیوی ہی نہیں' بیٹا کہاں سے آئے گا؟ تم نے سرکشی کیوں کی؟ چنانچہ انہیں دوزخ میں بھیج دیا جائے' جس کی گرمی ایک دوسرے سے ٹکڑا رہی ہوگی۔ جاتے جاتے وہ پانی مانگیں گے تو حکم ہو گا کہ انہیں واپس نہ لایا جائے۔ پھر نصرانیوں کو بلایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا: تم کسے پوچتے رہے؟ وہ کہیں گے کہ اللہ کے بیٹے عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو' انہیں کہا جائے گا کہ تم جھوٹے ہو' اللہ کی بیوی ہی نہیں' بیٹا کہاں سے آ گیا؟ تم نے یہ کہاں سے نکال لیا' وہ پانی مانگیں گے تو حکم ہوگا کہ انہیں واپس نہ لایا جائے چنانچہ انہیں بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا' وہ سراب (گرم

میدان) کی طرح ہوگا' گرمی ادھر اُدھر ٹکرا رہی ہوگی اور اسی حالت میں وہ جہنم میں گرتے جائیں گے اور جب صرف وہ گناہگار یا نیک لوگ رہ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنی بے مثل صورت میں انہیں دکھائی دے گا' یہ صورت پہلی کے علاوہ ہوگی جس میں اسے پہلے دیکھ چکے ہوں گے اور فرمائے گا: تم نے دیکھ لیا کہ ہر ایک جس کی عبادت کرتا تھا' اسی کے پیچھے چلا گیا ہے؟ وہ عرض کریں گے: اے پروردگار! ہم نے دنیا میں میں فقیر بن کران سے علیحدگی رکھی اور ان کے ساتھی نہیں رہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تمہارا رب ہوں' وہ کہیں گے ہم تمہاری پناہ مانگتے ہیں کہ تیرا کوئی شریک نہیں بنائیں گے' پھر اللہ تعالیٰ دوسری اور تیسری بار انہیں اپنی تجلی دکھائیگا' وہ ہر بار اسے وہی جواب دے گا بلکہ کوئی تو انکار کرنے پر تیار ہو جائے گا جس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا کوئی ایسی نشانی ہے کہ جس سے تم اسے پہچان سکو' لوگ کہیں گے: ہاں چنانچہ وہ اپنی قدرتی پنڈلی کھولے گا اور اپنی مرضی سے سجدہ کرنے والے ہر ایک کو یہ حکم فرمائے گا کہ اسے سجدہ کرے' صرف ایک ایسا گروہ رہ جائے گا جو اپنا تقویٰ دکھانے کیلئے سجدہ کرتا تھا' یہ جب بھی سجدہ کرنا چاہیں گے' پیٹھ کے بل گر جائیں گے' اسی دوران وہ سجدہ سے سر اُٹھائیں گے تو اللہ تعالیٰ اس صورت میں دکھائی دے گا جس میں پہلی مرتبہ دکھائی دیا تھا چنانچہ پھر فرمائے گا: میں تمہارا اعلیٰ رب ہوں' وہ عرض کریں گے کہ ہاں تو ہمارا رب ہے۔

اس کے بعد جہنم پر پل صراط رکھ دی جائے گی اور شفاعت کی اجازت دیدی جائے گی چنانچہ سب رسولوں میں سے میں پہلا ہونگا جو وہاں سے اپنی اُمت کو لے کر گذروں گا' اس دن رسولوں کے علاوہ کوئی بات نہیں کر سکے گا اور وہ صرف سَلِّمْ سَلِّمْ (بچاؤ بچاؤ) کہتے ہوں گے۔

عرض کی گئی: یا رسول اللہ! یہ پل صراط کیا ہوگی؟ آپ نے بتایا: وہ ایک پھسل جانے کی جگہ ہوگی' اس کے تیز دندانے ہونگے جو ذرا مڑے ہوں گے اور یہ کانٹے دار ہوگی' اس کے اندر اُبھری جگہ پر چھوٹا سا کانٹا ہوگا جسے ''سعدان'' کہتے ہیں' مومن وہاں سے آنکھ جھپکنے' آسمانی بجلی' ہوا اور پرندوں کی سی تیزی سے گذریں گے' یا تیز گھوڑے اور تیز سوار کی طرح گذریں گے' مسلمان کو تو نجات ملے گی' شک والا لٹکا ہوا اور دھکیلے ہوئے جہنم میں گر جائیں گے اور پھر اللہ کی قسم جب مومنوں کو جہنم سے نکالا جا رہا ہوگا تو ہمیں اللہ سے ان کے دور رہنے کی وجہ سے سخت تکلیف ہوگی' جب وہ نکلیں گے تو سب کو خوشی ہوگی چنانچہ وہ کہنے لگیں گے: اے ہمارے پروردگار! یہ ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے' نماز پڑھا کرتے اور حج کیا کرتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ جہنم میں سے جس کی صورت پہچانتے ہو' نکال لو' وہ بہت سے لوگوں کو نکال کر عرض کریں گے الٰہی ہم نے تیرے حکم کے مطابق لوگوں کو نکال لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس کے دل میں ذرہ برابر بھی بھلائی دیکھتے ہو' اسے بھی نکال لو' وہ پھر بہت سی خلقت کو نکالیں گے اور عرض کریں گے کہ اے اللہ! ہم نے کوئی بھلائی والا نہیں رہنے دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ فرشتوں' نبیوں اور مومنوں کی بھی شفاعت ہوگی چنانچہ صرف اللہ تعالیٰ رہ جائے گا جو ارحم الراحمین ہے چنانچہ وہ جہنم میں سے قدرتی مٹھی بھرے گا اور ایسے لوگوں کو نکالے گا جنہوں نے کبھی نیکی نہ کی ہوگی اور وہ کوئلہ بن چکے ہوں گے انہیں جنت کے دروازے کے آگے ''نہرِ حیات'' میں ڈال دے گا چنانچہ اس میں سے وہ یوں نکلیں

گے جیسے سیلاب کے کوڑے کرکٹ میں سے دانہ نکلتا ہے' تم دیکھتے نہیں کہ دانہ پتھر کے قریب ہوتا ہے یا درخت کے' جس پر دھوپ پڑتی ہے وہ سبز و زرد ہوتا ہے اور جو سائے میں ہوتا ہے' سفید رہتا ہے۔

صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! لگتا ہے کہ آپ جنگل میں بکریاں چراتے رہے ہیں۔ فرمایا: چنانچہ وہ موتی کی طرح نکلیں گے' ان کی گردنوں میں ہار ہوں گے' انہیں جنتی جان جائیں گے کہ یہ لوگ وہ ہیں جنہیں اللہ نے آزاد کیا ہے' اور کسی عمل کے بغیر انہیں جنت میں داخل کر رہا ہے' پھر فرمائے گا: جنت میں چلے جاؤ' جو دیکھو گے' تمہارا ہوگا۔

وہ عرض کریں گے: اے اللہ تو نے ہمیں وہ کچھ دیدیا ہے جو کسی کو بھی نہیں دیا' اللہ فرمائے گا کہ میرے پاس اس سے بھی بہتر موجود ہے' وہ عرض کریں گے: الٰہی! اس سے بہتر کیا ہے؟ وہ فرمائے گا: میری رضا مندی چنانچہ آج کے بعد میں تم پر کبھی ناراض نہ ہوں گا۔

● آپ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن بندہ اپنے پروردگار سے بات کرے گا کہ اے پروردگار! تو مجھے اندھیرے سے بچائے گا نہیں؟ وہ فرمائے گا: ہاں بچا سکوں گا' وہ شخص عرض کرے گا کہ آج میری ذات کے بغیر میرا کوئی گواہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج تمہاری ہی گواہی کافی ہوگی اور کراماً کاتبین سے گواہی لے لوں گا۔ پھر اُس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے ہاتھوں پاؤں وغیرہ سے کہا جائے گا کہ تم بولو چنانچہ وہ اس کے عمل بتائیں گے تو اس دوران اسے بولنے کی اجازت دیدی جائے گی چنانچہ وہ کہے گا کہ مجھ سے دور ہو جاؤ' افسوس تم پر' میں تمہاری ہی طرف سے جھگڑتا اور دشمن کو دور ہٹاتا تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیہ کریمہ پڑھی:

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۝ (سورۃ زلزلہ: ۴)

''اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی۔''

اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ ان ''اخبار'' سے کیا مراد ہے؟ صحابہ نے عرض کی: اللہ و رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: ان اخبار کا مطلب یہ ہے کہ اس کے جانے کے بعد گھر میں اس کے غلام اور لونڈی کے بارے میں زمین گواہی دے گی کہ اس پر انہوں نے کیا کیا تھا' وہ بتائے گی کہ اس نے فلاں دن فلاں کام کیا تھا۔

ایک دن آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۝

اور اس کے بارے میں فرمایا: ایک امام کو بلایا جائے گا' اس کا اعمالنامہ اس کے ہاتھ میں دیدیا جائے گا اور جسم ساٹھ ہاتھ (نوے فٹ) لمبا کر دیا جائے گا' چہرہ سفید ہوگا' اس کے سر پر موتی جڑے والا تاج رکھ دیا جائے گا' وہ موتی چمکتے ہوں گے۔ فرماتے ہیں کہ وہ اپنے ساتھیوں کی طرف چلا جائے گا' وہ اسے دور سے دیکھیں گے تو کہیں گے: الٰہی اس میں برکت فرما۔ وہ ان کے پاس پہنچ کر کہے گا کہ خوشیاں مناؤ کیونکہ تم میں سے ہر ایک کو یہی کچھ ملے گا۔

رہا کافر تو اسے اس کا رعمالنامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا' اس کا چہرہ سیاہ ہوگا اور آدم علیہ السلام کی طرح اس کا قد ساٹھ ہاتھ کر دیا جائے گا' سر پر آگ کا تاج ہوگا' اسے اس کے ساتھی دیکھ کر کہیں گے' الہٰی اسے اور ذلیل کر' اس پر وہ کہے گا: اللہ تمہیں دور کر لے' تم میں سے ہر ایک کو یہی کچھ ملے گا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

حوض' میزان (ترازو)' شفاعت اور پل صراط کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرا حوض ایک ماہ کے سفر جتنا پھیلا ہوگا' اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید' خوشبو کستوری سے زیادہ اور کوزے (برتن) آسمانی ستاروں جیسے ہوں گے' جو بھی اس میں سے پی لے گا پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ میرا حوض ایک ماہ کی مسافت جتنا ہوگا اور ہر طرف سے برابر ہوگا' پانی چاندی سے زیادہ سفید ہوگا اور شہد سے زیادہ میٹھا' برف سے زیادہ ٹھنڈا' جس نے اس میں سے گھونٹ بھر بھی پی لیا تو پھر کبھی اسے پیاس نہیں لگے گی اور نہ ہی اس کا چہرہ سیاہ ہوگا اور جو اس میں سے نہیں پی سکے گا تو اسے پتہ ہی نہ چل سکے گا کہ سب سے پہلے اس پر کون آیا' وہاں بکھرے بالوں والے محتاج وفقیر مہاجر لوگ ہوں گے' جن کے چہروں کے رنگ تبدیل ہوئے ہوں گے' جن کے کپڑے میلے ہوتے تھے۔ بخدا اللہ نے مجھ سے وعدہ فرما رکھا ہے کہ میرے ستر ہزار اُمتی کو بلا حساب جنت میں داخل فرمائے گا۔ اس پر حضرت یزید بن اخنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: آپ کی اُمت میں سے یہ تعداد تو مکھیوں میں ایک سفید مکھی جتنی بھی نہیں' آپ نے فرمایا کہ مجھ سے یہ وعدہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار کو داخل کرے گا اور ان کے علاوہ تین لپ بھر اور بھی داخل کرے گا۔

- آپ نے فرمایا کہ میری جگہ اور حوض کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جسے صنعاء اور مدینہ کا درمیانی فاصلہ ہے' وہ ہر طرف سے ایک جیسا پھیلا ہوگا' اس میں سونے اور چاندی کے اس قدر لوٹے ہوں گے جیسے آسمان کے تارے یا اس سے بھی زیادہ ہوں گے اس میں جنت کی طرف سے دو نالے آ کر گریں گے جن میں سے ایک تو سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہوگا۔
- آپ نے فرمایا کہ مجھے کوثر عطا ہوا تو میں نے اس میں ہاتھ مارا' وہ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا اور اس میں موتی پڑے تھے' اس کے دونوں کناروں پر گنبد ہوں گے جو زمین پر چلتے ہوں گے اور بالکل ساتھ ساتھ ہوں گے اور آسمان کے ستاروں کی طرح دستی کے بغیر کوزے رکھے ہوں گے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ جو شخص کوثر کا شور سننا چاہتا ہے تو وہ اپنے دونوں کانوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے' اسے کوثر کی آواز آئے گی۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تمام نبیوں میں سے میرے ساتھ میرے پیروکار زیادہ ہوں گے اور اسی دوران جب میں حوض پر کھڑا ہوں گا تو لوگوں کا ایک گروہ دکھائی دے گا اور جب میں انہیں پہچان لوں گا تو میرے اور ان کے درمیان ایک آدمی آ جائے گا اور ان لوگوں سے کہے گا کہ چلے آؤ' میں پوچھوں گا: کہاں؟ تو وہ کہے گا کہ جہنم کی طرف' میں پوچھوں گا: کس لئے؟ تو وہ بتائے گا کہ آپ کے بعد یہ آہستہ آہستہ مرتد ہو گئے تھے۔ پھر ایک اور گروہ نظر آئے گا اور جب میں انہیں پہچان لوں گا تو ان کے اور میرے درمیان ایک شخص آ کھڑا ہو گا جو انہیں کہے گا کہ آؤ' میں پوچھوں گا: کہاں؟ تو وہ کہے گا: بخدا جہنم کی طرف۔ میں پوچھوں گا: ان کا جرم کیا ہے؟ تو وہ بتائے گا کہ یہ بھی آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ چنانچہ میں دیکھوں گا کہ ان میں چند لوگ یوں بچ جائیں جیسے بہت سے اونٹوں میں سے ایک گم شدہ اونٹ۔

ایک اور روایت میں ہے کہ میری اُمت حوض پر آ جائے گی تو میں لوگوں کو یوں ہٹا رہا ہوں گا جیسے کوئی اپنے اونٹوں سے ہٹاتا ہے۔ اس پر ایک صحابی نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ وہاں ہمیں پہچان جائیں گے؟ فرمایا: ہاں' تمہاری ایک نشانی ایسی ہوگی کہ کسی اور کی نہ ہوگی' تم وضو کی وجہ سے میرے پاس چمکتے دمکتے چہروں میں آؤ گے' تم میں سے کچھ لوگوں کو مجھ سے روک لیا جائے گا اور وہ مجھ تک نہیں پہنچ پائیں گے چنانچہ میں عرض کروں گا: اے پروردگار! یہ تو میرے ساتھی ہیں' مجھے اطلاع دی جائے گی: آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا تھا۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے جہنم کا خیال آیا تو میں رونے لگی۔ رسولِ اکرم ﷺ نے پوچھا: اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! کس وجہ سے روئی ہو؟ میں نے عرض کی کہ جہنم کی یاد آئی ہے تو رو پڑی ہوں پھر پوچھا: کیا آپ اپنے گھر والوں کو قیامت میں پہچان لیں گے؟ آپ نے فرمایا: رہے تین مقام تو وہاں کوئی کسی کو نہیں پہچان سکے گا: ترازو کے پاس کیونکہ وہاں یہ فکر ہوگی کہ اس کے عمل گھٹتے ہیں یا بڑھتے۔ جہاں صحیفے (اعمالنامے) دئے جائیں گے یہاں یہ فکر ہوگی کہ اعمالنامہ اسے داہنے ہاتھ میں دیا جا رہا ہے' بائیں میں یا پھر پیٹھ پیچھے اور پل صراط پر جسے جہنم پر رکھا ہوگا' اس کے کناروں پر بہت سے دندانے ہوں گے اور پھسلنے کا مقام ہوگا کیونکہ جسے اللہ چاہے گا' اس سے روک دے گا' یہاں یہ فکر ہوگی کہ اسے نجات ملتی ہے یا نہیں۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ قیامت میں میری شفاعت فرمائیں گے؟ فرمایا: انشاءاللہ میں یہ کام کروں گا۔ پھر پوچھا کہ آپ کو کہاں تلاش کروں؟ تو فرمایا: سب سے پہلے پلصراط پر۔ میں نے پوچھا کہ اگر وہاں نہ پاسکوں؟ آپ نے فرمایا: ترازو پر ہونگا۔ پھر عرض کی کہ اگر وہاں بھی نہ پاسکوں تو؟ تو فرمایا تو پھر حوض پر ہونگا' کیونکہ ان تین مقامات کے علاوہ اور کسی جگہ نہیں ہونگا۔

- آپ نے فرمایا: ترازو پر ایک فرشتہ مقرر ہوگا چنانچہ ایک آدمی کو لایا جائے گا اور وہ ترازو کے عین درمیان میں کھڑا ہو جائے گا' جب اس کے اعمال بھاری ہوں گے تو فرشتہ بلند آواز سے کہے گا کہ فلاں آدمی نیک بخت ہے اور اس

کے بعد کبھی بد بخت نہیں ہو سکے گا اور اگر اس کے اعمال کا ترازو ہلکا ہوا تو فرشتہ لوگوں کو سنا کر آواز دے گا وہ شخص ایسی بدبختی میں ہے کہ کبھی نیک بخت نہیں ہو سکے گا۔

- آپ نے فرمایا: قیامت کے دن ترازو لگا دیا جائے گا چنانچہ اگر اس میں زمین و آسمان بھی رکھ دیے جائیں تو سما جائیں گے، فرشتے پوچھیں گے کہ اس میں کیا تُلے گا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میری مخلوق میں جس کے چاہو اعمال تول لو۔ فرشتے کہیں گے:

سبحٰنک مَا عَبَدْنٰکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ ○

- آپ نے فرمایا کہ نبی نے ایک ایک سوال کیا تھا (ایک روایت میں ہے کہ ہر نبی کیلئے ایک دُعا کی اجازت تھی جو انہوں نے اپنی اپنی اُمت کیلئے کر لی) لیکن میں نے اپنی اُمت کی شفاعت والی دُعا چھپائے رکھی۔
- آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بعد اپنی اُمت کے حالات اور ایک دوسرے کے خون بہانے کو دیکھا تو بہت غمگین ہوا اور یہ بھی ویسے ہی لکھا جا چکا ہے جیسے پہلی اُمتوں میں تھا چنانچہ میں نے اس کی جگہ یہ دُعا کی کہ میری اُمت کے بارے میں مجھے شفاعت کی اجازت ہو جائے، اللہ نے اجازت دیدی ہے چنانچہ میری شفاعت تمہارے لئے ہے اور ان کیلئے ہے جو **لا الٰہ الا اللّٰہ** والی گواہی دیں گے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی حاضر ہوا، عرض کی: یا رسول اللہ! آپ نے اللہ سے ویسی بادشاہی کیوں نہ مانگی جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے مانگی تھی؟ تو رسول اللہ ﷺ مسکرا دئے اور فرمایا: شاید تمہارے صاحب کی اللہ کے ہاں بادشاہی حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی سے افضل ہے، اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی نبی نہیں بھیجا جسے ایسی دُعا کی قبولیت عطا نہ کی ہو چنانچہ ان میں سے کسی نے تو اسے دُنیا کی خاطر کیا، انہیں مل گئی، کسی نے اپنی اُمت کے خلاف اس وقت کی جب وہ بے فرمان ہوئی چنانچہ وہ اس دُعا کی وجہ سے ہلاک ہو گئے لیکن مجھے اللہ نے دُعا کی اجازت دی تو میں نے اسے چھپا رکھا تاکہ اللہ کے ہاں قیامت کے دن شفاعت کر سکوں، اس سے ہر اس شخص کو حصہ ملے گا جو اللہ کا شریک نہیں بنائے گا۔
- آپ فرماتے تھے کہ میرے پروردگار نے مجھے دو چیزوں کا اختیار دیا ہے، ایک یہ کہ اپنی اُمت کا دو تہائی حصہ بلا حساب و عذاب جنت میں لے جاؤں یا پھر شفاعت کر لوں جن میں سے میں نے شفاعت کرنا پسند کیا چنانچہ میں ہر اس شخص کی شفاعت کروں گا جس نے خلوصِ دل سے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کہا اور ساتھ ہی یہ گواہی دی اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ جس میں اس کی زبان دل کی تصدیق کرے اور دل زبان کی۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک بات سنائی کہ میں اپنی اُمت کو (پلصراط سے) گذرتا دیکھ رہا ہوں گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے اور کہیں گے کہ اے محمد (ﷺ)! یہ

انبیاء علیہم السلام آپ کے پاس آئے ہیں (یا فرمایا کہ جمع ہوئے ہیں) اور اللہ سے دُعا کرتے ہیں کہ تمام اُمتوں کو بکھیر کر جہاں چاہے اس مشکل سے نکال کر بھیج دے کیونکہ وہ منہ تک پسینہ میں دھنس چکے ہیں' مومن تو اس پر مچھلی کی طرح تیرتے ہیں لیکن کافروں کو موت لپیٹ رہی ہے۔ آپ فرمائیں گے: اے عیسیٰ! یہیں انتظار کرو' میں واپس آ رہا ہوں' چنانچہ آپ جا کر عرش کے نیچے کھڑے ہوں گے اور وہ کچھ دیکھیں گے جو نہ تو کوئی عظمت والا فرشتہ دیکھے گا اور نہ ہی کوئی نبی و رسول' اسی دوران اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کے دل میں یہ بات ڈالے گا کہ محمد ﷺ کی طرف جاؤ اور انہیں کہہ دو کہ سر اُٹھا لیں' مانگیں' ہر شے ملے گی' شفاعت کریں تو قبول کر لی جائے گی۔ فرماتے ہیں کہ میری اُمت کے بارے میں میری شفاعت یوں قبول ہوگی کہ ہر ننانوے لوگوں میں سے ایک انسان کو نکال لوں چنانچہ میں بار بار درخواست کرتا رہوں گا اور جہاں میں رُک جاؤں گا' شفاعت قبول ہو جائے گی اور آخر کار اللہ میری شفاعت قبول کرتے ہوئے فرمائے گا کہ اللہ کی مخلوق اپنی اُمت میں سے ہر اس شخص کو نکال لو جو خلوص دل سے ایک ہی دن میں لا الٰہ الا اللّٰہ کی گواہی دی ہو اور اسی پر اس کی موت ہوئی ہو۔

● آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں میں سے جہنم میں اتنے لوگ جائیں گے کہ جن کا شمار صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کیونکہ انہوں نے اللہ کے نافرمانی کی ہوگی' اس پر جرأت کی ہوگی اور اس کی فرمانبرداری سے ہٹے ہوں گے چنانچہ مجھے شفاعت کی اجازت ہوگی تو میں کر دوں گا۔

● حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن صبح کے وقت تشریف لائے' صبح کی نماز پڑھی اور بیٹھ گئے' دوپہر کو ہنس پڑے اور وہیں بیٹھے رہے اور وہیں ظہر و عصر اور مغرب کی نمازیں پڑھیں' پھر عشاء تک کسی سے بات نہیں کی اور پھر نمازِ عشاء پڑھ کر گھر تشریف لے گئے۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ حضور ﷺ سے یہ پوچھئے' آج جو کچھ آپ نے کیا ہے' اس سے پہلے کبھی نہیں کیا' انہوں نے کہا کہ ہاں مجھے آپ نے دنیا و آخرت میں ہونے والے کام کے بارے میں بتایا ہے کہ پہلے اور آخری لوگ ایک مٹی میں جمع ہوں گے اور وہ یوں کہ دیکھنے والا انہیں دیکھے گا اور دُعا کرنے والا انہیں سنے گا' سورج ان کے قریب آ جائے گا اور وہ لوگ اتنے غمگین اور مصیبت میں گرفتار ہوں گے جس کی وہ طاقت نہ رکھتے ہوں گے اور نہ ہی اس کا بوجھ اُٹھا سکیں گے چنانچہ لوگ کہیں گے: تمہیں دکھائی نہیں دے رہا کہ کس مشکل میں ہو؟ کوئی شفاعت کرنے والا تلاش کرو' آؤ اپنے باپ آدم علیہ السلام کے پاس چلیں' وہ ان کے پاس پہنچیں گے اور عرض کریں گے: اے آدم! آپ ہر بشر کے باپ ہیں' اللہ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے بنایا ہے آپ میں اپنی روح پھونکی ہے' پھر فرشتوں کو حکم دیا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا اور پھر آپ کو جنت میں ٹھہرایا تو کیا آپ ہمارے اس مشکل وقت میں ہماری مدد نہیں کر سکیں گے' ذرا ہماری مشکل تو دیکھئے کہ کس مصیبت میں گرفتار ہیں۔ وہ کہیں گے کہ آج میرا پروردگار اس قدر ناراض ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا اور نہ ہی اس کے بعد کبھی

ہوگا' اصل وجہ یہ ہے کہ اس نے مجھے ایک درخت سے روکا تھا تو میں ایسا نہ کر سکا لہٰذا مجھے اپنی فکر ہے' تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ اور میرا خیال ہے کہ تم حضرت نوح کے پاس چلے جاؤ' وہ ان کے پاس آ جائیں گے اور عرض کریں گے کہ اے نوح علیہ السلام' آپ زمین پر اُترنے والے سب سے پہلے رسول ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو شکر گزار بندہ قرار دیا ہے تو کیا آپ ہماری تکلیف و پریشانی دیکھ کر اپنے ربّ کے پاس شفاعت نہیں کر سکتے؟ وہ کہیں گے کہ آج میرا پروردگار اس قدر ناراض ہے کہ نہ تو اس سے پہلے ایسا ناراض ہوا ہے ورنہ ہی اس کے بعد ہوگا' میں تو اپنی فکر میں ہوں لہٰذا میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ' میرا خیال ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ چنانچہ وہ ان کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ اللہ کے نبی اور زمین میں اللہ کے خلیل ہیں لہٰذا آپ ہماری شفاعت کیجئے کیونکہ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں' ہم مصیبت میں گرفتار ہیں۔ وہ فرمائیں گے کہ آج میرا پروردگار اتنا ناراض ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا اور نہ ہی آئندہ کبھی ہوگا' بے شک میں اس کا خلیل ہوں لیکن میں نے تین کذبات (خلافِ واقعہ باتیں) دی تھیں اور پھر ان کا ذکر بھی کیا' مجھے تو اپنی فکر ہے لہٰذا میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ' جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ' لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جائیں گے اور عرض کریں گے: اے موسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس لحاظ سے عظمت دے رکھی ہے کہ آپ کو رسول ﷺ بنایا اور آپ سے کلام فرمائی ہے لہٰذا اپنے پروردگار کے ہاں ہماری شفاعت کیجئے' آپ دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس مشکل میں ہیں؟ وہ کہیں گے کہ آج میرا پروردگار اس قدر ناراض ہے کہ نہ تو اس سے پہلے اتنا ناراض ہوا اور نہ ہی اس کے بعد ہوگا جبکہ میں ایک ایسا شخص قتل کر بیٹھا تھا کہ جسے قتل کرنے کا مجھے حکم نہ تھا چنانچہ میں تو اپنی فکر میں ہوں لہٰذا میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ' میرا خیال ہے کہ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ' وہ ان کے پاس چلے جائیں گے اور عرض کریں گے: اے عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول اور ایسے کلمہ ہیں کہ جنہیں سیّدہ مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں بھیجا گیا اور اللہ کی روح بھی ہیں اور ساتھ یہ بھی ہے کہ آپ نے پنگھوڑے میں ہوتے ہوئے لوگوں سے بات کی تھی' آپ اللہ کے ہاں ہماری شفاعت کیجئے' آپ دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس مشکل میں ہیں؟ آپ فرمائیں گے کہ آج میرا پروردگار اس قدر ناراض ہے کہ نہ تو اس سے قبل کبھی ایسا ناراض دکھائی دیا اور نہ ہی کبھی اس کے بعد دکھائی دے گا' یہاں آپ اپنی کوتاہی کا ذکر کر کے کہیں گے کہ آج میں تو اپنی فکر میں ہوں لہٰذا میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ' چلو حضرت محمد ﷺ کے پاس چلے جاؤ' وہ اللہ کے ہاں تمہاری شفاعت کر دیں گے کیونکہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد میں سے سردار ہیں اور وہی ہیں جو زمین میں سے قیامت کے دن سب سے پہلے نکلے گے چنانچہ آخر کار حضرت جبریل علیہ السلام آپ کو بارگاہِ الٰہی میں اپنے ہمراہ لے چلیں گے اور آپ دیکھیں گے کہ اللہ

تعالیٰ اس دن ایسا نور برسائے گا کہ اس سے پہلے کبھی کسی شے پر ایسا نور نہیں برسایا ہوگا' فوراً آپ جمعہ کے وقت تک کیلئے سجدہ میں گر جائیں گے' اسی دوران اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! اپنا سرِ انور اوپر اُٹھا لیجئے اور بات کیجئے' آپ کی بات مانی جائے گی' کہئے کیونکہ اسی کے مطابق ہوگا' آپ جو بھی شفاعت کریں گے' اسے قبول کرلیا جائے گا چنانچہ آپ حاضر ہو کر سجدہ میں گر جائیں گے' اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام آپ کی بغلوں سے آپ کو تھام لیجائیں گے اور پھر اس دن آپ کی دُعائیں قبول کی جائے گی کہ اس سے پہلے کسی بھی بشر کی قبول نہ ہوئی ہو گی' آپ یوں عرض کریں گے: اے میرے پروردگار! تو نے مجھے حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد میں سے سردار بنایا لیکن میں نے فخر نہیں کیا اور قیامت ہونے پر سب سے پہلے زمین میں سے مجھے ہی نکالا میں نے اس پر بھی فخر نہیں کیا۔

آخر کار حوض میرے سامنے کر دیا جائے گا جو صنعاء اور ایلہ تک کے درمیانی علاقہ جتنا پھیلا ہوگا۔ پھر اس کے بعد کہا جائے گا کہ صدیقین کو بلاؤ چنانچہ وہ حاضر ہو کر شفاعت کریں گے' پھر انبیاء علیہم السلام کو بلا لانے کا حکم ہوگا چنانچہ نبی آنا شروع ہوں گے' ایک آئیں گے تو ان کے ہمراہ کچھ لوگ ہوں گے' ایک آئیں گے تو ان کے ساتھ پانچ چھ آدمی ہوں گے' ایک اور حاضر ہوں گے تو ان کے ہمراہ کوئی بھی نہیں ہوگا۔

پھر کہا جائے گا کہ شہیدوں کو بلاؤ چنانچہ وہ اپنے ارادے کے مطابق جس جس کی چاہیں گے' شفاعت کریں گے اور جب شہداء اپنا کام کر چکیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں سب سے بڑا مہربان ہوں لہٰذا ہر اس شخص کو جنت میں داخل کر دو جو میری کسی چیز کو نہیں جانتا تھا' وہ لوگ جنت میں چلے جائیں گے۔ پھر ارشاد فرمائے گا: جہنم میں دیکھو' کوئی ایسا ہے جس نے کوئی بھی بھلا کام کیا ہو؟ وہ دیکھیں گے تو ایک آدمی نظر آئے گا' اس سے پوچھیں گے کہ کیا تم نے کوئی ایک بھی نیکی کی ہے؟ وہ کہے گا: نہیں البتہ اتنا ضرور ہے کہ میں خرید کے موقع پر لوگوں کو سودا سستا دیا کرتا تھا' اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس پر بھی وہی رعایت برتو جو اس نے میرے بندوں پر برتی تھی' پھر ایک اور نکالا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا تو نے کبھی کوئی نیکی کی تھی؟ وہ کہے گا: نہیں' ہاں ایک کام کیا تھا اور وہ یہ کہ میں نے اپنے لڑکے سے کہہ دیا تھا: جب میں مر جاؤں تو مجھے آگ لگا کر جلا دینا اور پھر مجھے اس قدر پیسنا کہ سرمے جیسا ہو جاؤں اور اس کے بعد دریا پر جا کر ہوا میں اڑا دینا۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ اس کی وجہ کیا تھی؟ وہ عرض کرے گا کہ صرف تیرا ڈر تھا' اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ایک بہت بڑا علاقہ دیکھ لو کیونکہ میں تمہیں اتنا بلکہ اس سے بھی دس گنا زیادہ دیدوں گا۔ وہ عرض کرے گا: تو تو بادشاہ ہے' مجھ سے ٹھٹھا کیوں کرتا ہے؟ (آپ فرماتے ہیں) یہ وہ بات تھی جس کی وجہ سے میں دوپہر کو ہنسا تھا۔

- رسول انور ﷺ فرماتے تھے کہ میں آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کا سردار ہوں لیکن فخر نہیں کرتا (کیونکہ مجھے اس سے بڑے مرتبے ملے ہوئے ہیں)' لواء الحمد (حمد الٰہی کا جھنڈا) صرف میرے ہاتھ میں ہوگا لیکن اس پر بھی فخر

نہیں کرتا‘ اس دن حضرت آدم علیہ السلام سمیت ایسا کوئی نبی نہیں ہوگا جو میرے جھنڈے کے نیچے نہ آئے‘ سب سے پہلے زمین سے میں ہی نکلوں گا لیکن اس پر بھی فخر نہیں۔ فرماتے ہیں کہ اس دن تین مرتبہ گھبراہٹ چھائے گی جس کی وجہ سے لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔

پھر آپ نے روایت کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ: لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں ان کے ہمراہ چلوں گا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں (کہ جب آپ یہ حدیث بیان فرما رہے تھے تو) یوں لگتا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو گویا دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے فرمایا: میں جنت کے دروازے کا کُنڈا پکڑ کر اسے ہلاؤں گا تو اندر سے آواز آئے گی‘ پوچھا جائے گا کہ کون ہیں؟ بتایا جائے گا کہ: محمد (ﷺ) تشریف لائے ہیں چنانچہ میرا نام سنتے ہی وہ دروازہ کھول دیں گے اور شایانِ شان طریقے سے میرا استقبال کریں گے‘ میں سجدہ میں گر جاؤں گا‘ اللہ کے حکم سے میرے دل میں حمد وثناء کرنے کا جذبہ پیدا ہو جائے گا اور پھر اسی دوران مجھ سے کہا جائے گا کہ سرِ انور اُٹھایئے: مانگئے‘ ملے گا‘ شفاعت کیجئے‘ قبول ہوگی‘ جو بات بھی کریں گے‘ سن لی جائے گی اور مانی جائے گی۔ یہ وہ مقام ہوگا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرما رکھا ہے کہ عنقریب آپ کا پروردگار آپ کو مقامِ محمود عطا فرمائے گا۔ چنانچہ میں سر اُٹھاؤں گا اور عرض کروں گا کہ اے پروردگار! میری اُمت بخش دے جس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد! جنت کے دائیں دروازے میں سے اپنے ان امتیوں کو لے جایئے جن کا حساب وکتاب نہیں ہوگا‘ یہ لوگ باقی لوگوں کے ہمراہ دوسرے دروازوں سے بھی گذریں گے۔

آپ ہی نے فرمایا: حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن حاضر ہو کر عرض کریں گے: اے میرے پروردگار! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابراہیم! کیا بات ہے‘ سناؤ‘ میں سن رہا ہوں۔ آپ عرض کریں گے کہ میں نے اپنے والد کو جلا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم دوزخ سے ہر اس شخص کو نکال سکتے ہو جس کے دل میں ذرّہ بھر (یا فرمایا: بال جتنا) بھی ایمان موجود ہے۔

آپ نے فرمایا کہ قیامت کا دن ہوگا تو زمین یوں بچھی نظر آئے گی جیسے پکا ہوا چمڑا بچھایا جاتا ہے‘ لوگوں میں سے کسی ایک کیلئے اس پر اس کے قدم جتنی جگہ کے علاوہ کوئی جگہ نہ ہوگی چنانچہ سب سے پہلے مجھی کو آواز دی جائے گی‘ حضرتِ جبریل علیہ السلام اس وقت اللہ کی داہنی جانب ہوں گے‘ بخدا اس سے پہلے میں نے انہیں یہاں نہ دیکھا ہوگا‘ میں عرض کرونگا کہ اے پروردگار! انہوں نے مجھے بتایا کہ انہیں تو نے ہی میری طرف بھیجا تھا‘ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہاں اس نے سچ بتایا ہے۔ پھر اس کے بعد میں یہ عرض کر کے لوگوں کی شفاعت کروں گا کہ یہ تیرے بندے ہیں جنہوں نے سرزمین میں تیری عبادت کی ہے‘ یہی مقامِ محمود ہوگا۔

آپ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن اپنے باپ (چچا) آزر سے ملاقات کریں گے اور

کہیں گے کہ میں تمہارا کیسا بیٹا تھا؟ وہ کہیں گے کہ تم بہترین بیٹے تھے' آپ فرمائیں گے کہ: آج میری بات مان لو گے؟ وہ کہیں گے' ہاں مان لوں گا' آپ کہیں گے کہ میری چادر کا دامن پکڑ لو' وہ پکڑ لیں گے تو آپ اللہ کے ہاں چلے جائیں گے' اللہ تعالیٰ کچھ مخلوق کی طرف متوجہ ہوگا اور پھر فرمائے گا: اے میرے بندے! جنت کے جس دروازے سے جانا چاہتے ہو' چلے جاؤ' آپ عرض کریں گے کہ اے پروردگار! میرے والد بھی میرے ساتھ ہیں اور تیرا یہ وعدہ ہے کہ تو مجھے ذلیل نہیں کرے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ مسخ کر کے بجّوں کا سا بنا دے گا اور اسے جہنم میں لڑھکا دے گا' پھر اس کی ناک سے پکڑ کر فرمائے گا' اے میرے بندے! یہ ہے تمہارا باپ؟ آپ عرض کریں گے: تیری عزت کی قسم یہ وہ نہیں۔

- آپ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے گیارہ کروڑ انسان کی سفارش قبول فرمائے گا۔
- آپ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شفاعت سے اہل جنت جتنے لوگ جہنم سے نکال لئے جائیں گے۔
- آپ فرماتے ہیں کہ میرے ایک اُمتی کی شفاعت پر بنوتمیم سے بھی زیادہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! یہ ان کے علاوہ ہوں گے جو آپ کی شفاعت سے داخل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی نہ ہوتے ہوئے بھی ایک شخص کی شفاعت سے اتنے لوگ جنت میں جائیں گے جتنی ربیعہ ومضر قبیلوں کی تعداد ہوگی۔ اس پر ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ربیعہ کا مضر سے کیا تعلق ہے؟ فرمایا: جو میں نے کہہ دیا سو کہہ دیا۔

- آپ نے فرمایا کہ کوئی آدمی دو یا تین کی بھی سفارش کرے گا۔
- آپ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کیلئے نور کے منبر رکھے جائیں گے جن پر وہ بیٹھیں گے' صرف میرا منبر خالی ہو گا' میں نہیں بیٹھوں گا (یا فرمایا: میں بیٹھوں گا) نہیں بلکہ اللہ کے سامنے کھڑا ہونگا کیونکہ مجھے اندیشہ یہ ہو گا' کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے تو جنت کی طرف بھیج دیا جائے اور میری اُمت اکیلی نہ رہ جائے۔ پھر میں عرض کروں گا: اے میرے پروردگار! میری اُمت کو بخش دے جس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! آپ اپنی اُمت کے بارے میں مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ میں عرض کروں گا کہ الہٰی! ان کا حساب و کتاب سب سے پہلے ہی لے لے چنانچہ انہیں بلایا جائے گا اور ان کا حساب لیا جائے گا چنانچہ کچھ تو اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے' کچھ میری شفاعت سے چلے جائیں گے' میں شفاعت کرتا چلا جاؤں گا کہ اسی دوران مجھے وہ رجسٹر ملے گا جس میں ان لوگوں کے نام ہوں گے جنہیں جہنم میں بھیجا جانا تھا (انہیں بھی جنت میں داخل کروں گا) اور آخر کار جہنم کا داروغہ

کہے گا! اے محمد! آپ نے اپنی اُمت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی ذرا سی بھی ناراضگی نہیں رہنے دی۔

- آپ نے فرمایا: میں اُمت کی اس حد تک شفاعت کرتا چلا جاؤں گا کہ آخرکار اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا کہ اے محمد! کیا آپ خوش ہو گئے ہیں؟ میں عرض کروں گا: ہاں خوش ہوں۔
- آپ فرماتے ہیں کہ اپنی اُمت میں سے سب سے پہلے میں جن کی شفاعت کروں گا' وہ میرے اہل بیت ہوں گے' پھر قریش کے درجہ بدرجہ میرے قریبی لوگ' پھر انصار' پھر یمن سے مجھ پر ایمان لانے والے اور میری پیروی کرنے والے' پھر باقی عرب لوگ اور پھر عجمی لوگ ہوں گے جن کی شفاعت کروں گا لیکن جن کی شفاعت سب سے پہلے کروں گا' وہ سب سے افضل ہوں گے۔
- آپ فرماتے تھے کہ میری (خاص) شفاعت بڑے بڑے گناہگاروں کے بارے میں ہو گی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ مجھے دو چیزوں میں سے ایک کر لینے کا حکم ملا کہ شفاعت کر لوں یا پھر آدھی اُمت جنت میں لے جاؤں چنانچہ میں نے شفاعت قبول کی کہ اس میں سب کچھ آ جاتا ہے' ہاں یہ پرہیزگاروں کیلئے نہیں بلکہ یہ گناہگاروں' خطا کاروں اور کوتاہیاں کرنے والے مومنوں کے بارے میں ہو گی۔

- آپ نے فرمایا تھا کہ میری شفاعت کے بعد وہی دوزخ میں رہ جائیں گے جن کا ذکر اس آیت میں ہے:

مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ○ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ○

''تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی' وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔''

اس پر ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ! اہل شرک کا کیا بنے گا؟ آپ خاموش ہو گئے' اس نے دوسری تیسری بار پوچھا تو آپ خاموش رہے پھر فرمایا (کہ آیت میں مذکور لوگوں کے علاوہ کوئی نہ رہے گا) لیکن اہل شرک ہوں گے کیونکہ اس اُمت میں شرک کے علاوہ کوئی اور ایسا گناہ نہیں ہو گا جو کفر تک پہنچ جائے۔

- آپ نے فرمایا کہ جب زمین و آسمانوں کو اور شکل دے دی جائے گی تو لوگ اس دن پلصراط پر ہوں گے۔
- آپ نے فرمایا کہ پلصراط پر سب سے زیادہ ثابت قدم وہ ہو گا تو میرے اہل بیت اور صحابہ سے محبت رکھتا ہو گا۔
- آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن پلصراط پر مومنوں کی نشانی یہ ہو گی کہ وہ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ (اے پروردگار انہیں بچا لے) کہہ رہے ہوں گے' قبروں سے اُٹھائے جائیں گے تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے ہوں گے اور قیامت کے اندھیرے میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ کہہ رہے ہوں گے۔
- آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن پلصراط اس قدر تیز کر رکھی ہو گی جیسے اُسترا جسے دیکھ کر فرشتے کہیں گے' اس سے کون گذر پائے گا؟ آپ نے فرمایا: جسے میں چاہوں گا' گذاروں گا' فرشتے کہیں گے۔ ''الٰہی! تو پاک ہے' ہم نے وہ عبادت نہیں کی جس سے تیرا حق ادا ہو سکے۔''

- آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں میں سے انشاء اللہ کوئی شخص بھی جہنم میں نہیں جائے گا جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت (بیعت رضوان) کی تھی۔ اس پر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! ٹھیک ہے مگر اللہ فرماتا ہے۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا۝ (سورۂ مریم: ۷۱)

''تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گذر دوزخ پر نہ ہو۔''

اس پر آپ نے ڈانٹ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا۝ (ایضاً: ۷۲)

''پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرے۔''

- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے تھے کہ (آیت میں لفظ) ''ورود'' کا معنی ہے داخل ہونا اور پھر انہوں نے دونوں انگلیاں دونوں کانوں میں ڈال لیں اور آہستہ آواز میں کہا: کاش میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا نہ ہوتا کہ ہر نیک و بد جہنم میں ضرور داخل ہوگا پھر مومنوں کیلئے تو وہ ٹھنڈی اور پرسکون بن جائے گی جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوگئی تھی' تاہم جہنم سے شور سنائی دیتا ہوگا اور پھر اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو تو جہنم سے نجات دے گا لیکن ظالموں کو وہیں رہنے دے گا۔
- حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ آیت تلاوت کرتے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا تو فرماتے: نہیں جانتا کہ میں اس سے نجات پاسکونگا یا نہیں۔
- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پلصراط پر جاتے وقت میرے ساتھ ''امانت اور رحم'' بھیجے جائیں گے جو اس کے دائیں بائیں کھڑے ہو جائیں گے چنانچہ پہلا آسمانی بجلی کی طرح گذرے گا اور لمحے بھر میں لوٹے گا' پھر کوئی ہوا کی چال گذریگا' کوئی پرندے اور بندھے پاؤں والے کی طرح غرض جیسے جیسے عمل ہوں گے' وہ ان اعمال کے مطابق گذریں گے اور تمہارے نبی محمد ﷺ پلصراط کے قریب کھڑے ہوئے رَبِّ سَلِّمْ کہہ رہے ہوں گے' اب جب عمل تو ختم ہو چکے ہوں گے تو ایسے میں ایک آدمی آئے گا جو گھسٹنے کے بغیر نہیں چل سکے گا۔

پھر فرمایا کہ پلصراط کے دونوں کناروں پر دندانے لٹکے ہوں گے' جس کے بارے میں حکم کروں گا' اسے پکڑ لیں گے چنانچہ کچھ لوگ خراش لگنے اور کچھ زخمی ہونے پر جہنم میں گر جائیں گے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اس کے ایک دندانے کے ساتھ بنو ربیعہ و مضر جتنے لوگ لٹک سکتے ہیں' لوگ اپنے اپنے عملوں کے بل بوتے پر گذریں گے اور آخر میں وہ شخص گذرے گا جس کے انگوٹھے پر نور ہوگا' وہ ایک ہاتھ ڈالے گا تو دوسرا چھوٹ جائے گا' ایک پاؤں گھسیٹے گا تو دوسرا لٹک جائے گا اور یوں اس کے دونوں پہلوؤں کو جہنم کی تپش لگ رہی ہوگی۔

- رسولِ انور ﷺ نے فرمایا کہ جہنم تو اس دنیا کو گھیرے ہوئے ہے اور جنت اس کی پچھلی طرف ہے' یہی وجہ ہے کہ پلصراط جہنم پر رکھ کر جنت کیلئے اس پر سے راستہ گذرتا ہے۔
- آپ نے بتایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اعمالنامہ اس کے ہاتھ میں دیدیا جائے گا' وہ اسے پڑھے گا تو اس میں اس کے دنیا میں کئے گئے بڑے بڑے گناہوں کی بجائے چھوٹے چھوٹے گناہ لکھے ہوں گے' پھر ایک فرشتے کو بلایا جائے گا جسے مہر لگا ایک خط دیا جائے گا اور اسے کہا جائے گا کہ میرے اس بندے کو جنت کی طرف لے جاؤ اور جب جہنم کی پلوں میں آخری پر پہنچ جاؤ تو اسے یہ خط دیدینا اور کہنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے تجھ سے حیاء آتی ہے لہٰذا یہاں تمہیں کھڑا کرنے کا کیا مطلب؟ چنانچہ جب آخری پل پر پہنچے گا تو فرشتہ اسے وہ خط دیگا' وہ اسے کھول کر پڑھے گا تو اس میں اس کے وہ بڑے بڑے گناہ دکھائی دیں گے جنہیں وہ جانتا ہوگا چنانچہ وہ فرشتہ سے کہے گا: جانتے ہو' اس میں کیا لکھا ہے؟ وہ کہے گا: نہیں' مجھے تو یہ خط یونہی بند ملا تھا اور مجھ سے کہا گیا تھا کہ اسے کہہ دینا کہ تمہارا ربّ فرماتا ہے: تجھے یہاں کھڑا کرنے سے مجھے حیاء آتی ہے لہٰذا یہاں تمہیں کس لئے کھڑا کریں؟ یہ سن کر وہ بندہ شرم کے مارے پگھل جائے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ اسے سکون دے گا اور پھر جنت میں داخل کر دے گا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

اپنے اپنے مقامات پر پہنچنے کیلئے لوگ کتنے مقامات پر رُکیں گے؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن پچاس ایسے مقامات ہوں گے جن میں سے ہر ایک پر لوگ ہزار ہزار سال تک ٹھہرے رہیں گے جن میں سے ٹھہرنے کا پہلا مقام وہ ہوگا جہاں وہ قبروں سے نکلے وہیں ہزار سال تک ننگے جسم' ننگے پاؤں' بھوکے اور پیاسے ٹھہرے رہیں گے چنانچہ جو قبروں میں سے اپنے پروردگار' اپنے نبی' جنت و دوزخ' قبروں سے اُٹھائے جانے' قیامت' خیر و شر کے الٰہی فیصلے پر ایمان رکھتے ہوئے نکلے گا اور ہر اس حکم کی تصدیق کرتا ہوگا جسے حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے لے کر تشریف لائے تو وہ نجات حاصل کر لے گا' کامیاب ہوگا' اللہ کے انعامات حاصل کرنے کا حقدار ہوگا اور نیک بخت گنا جائے گا لیکن جس نے ان میں سے ایک پر بھی شک کیا تو وہ ہزار سال تک بھوک' پیاس اور غم واندوہ میں اس وقت تک رہے گا جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فیصلہ نہیں آ جاتا اور پھر انہیں میدانِ محشر کی طرف دھکیل کر لے جایا جائے گا جہاں وہ آگ کے پردوں اور دھوپ میں پاؤں پر

ایک ہزار سال تک بیٹھے رہیں گے' ان کے دائیں بائیں' آگے اور پیچھے آگ ہی آگ ہوگی' سروں پر سورج کی تپش ہوگی' اسدن عرش الٰہی کے بغیر کہیں سایہ نہیں مل سکے گا چنانچہ جو لوگ خلوصِ دل سے ہر شے کی گواہی دیتے ہوئے' اپنے نبی ﷺ کا اقرار کرتے ہوئے' شرک اور جادو پر اعتقاد سے بچ کر' ناحق خون بہانے سے بچ کر' اللہ ، رسول ﷺ کیلئے مخلص ہو کر' اللہ و رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرنے والوں سے محبت رکھ کر اور اللہ و رسول ﷺ کے نافرمانوں سے دشمنی رکھ کر اللہ کی طرف جائے گا تو اسے اللہ کے عرش کا سایہ نصیب ہوگا اور غموں سے نجات حاصل ہوگی لیکن جو اس راہ سے ہٹ کر ان برے کاموں میں سے کسی ایک لفظ کی بناء پر' دل میں کسی تبدیلی کی وجہ سے یا اپنے دین میں کسی شک کی وجہ سے کسی ایک برائی میں گرفتار ہو گیا تو پھر ایک ہزار سال تک حشر' غم اور عذاب میں اس وقت تک پڑا رہے گا جب تک اللہ کا کوئی فیصلہ نہ آ جائے گا۔ اس کے بعد پوری مخلوق کو نور اور اندھیرے کی طرف دھکیل لے جائیں گے چنانچہ ایک ہزار سال تک لوگ اندھیرے میں پڑے رہیں گے اور جو اللہ سے ملتے وقت کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بناتا ہوگا' اس کے دل میں منافقت نہ ہوگی' اپنے دین کی کسی چیز میں اسے شک نہ ہوگا' اپنے آپ کا حق ادا کرتا ہوگا' حق بات کہتا ہوگا' لوگوں سے صحیح انصاف کرے گا' ظاہر و باطن میں اللہ کی فرمانبرداری کرے گا' اللہ کی مرضی پر راضی رہے گا اور اتنے پر صبر سے کام لیا ہوگا جو اللہ تعالیٰ اسے دے چکا تو لمحہ بھر میں وہ اندھیرے سے روشنی کی طرف نکل آئے گا' چہرہ چمکتا ہوگا اور ہر قسم کے غموں سے چھوٹ جائے گا لیکن جو ان میں سے کسی شے کی مخالفت کرتا ہوگا تو ایک ہزار سال تک غموں اور پریشانیوں میں پھنسا رہے گا پھر وہاں سے سیاہ چہرہ لے کر نکلے گا اور اللہ کی مرضی میں یوں ہوگا کہ وہ جو چاہے' اس سے کرے۔

اس کے بعد مخلوقات کو حساب و کتاب کے پردوں کی طرف لے جائیں گے' یہ دس پردے ہوں گے جن میں سے ہر پردے میں یہ لوگ ہزار سال تک ٹھہریں گے چنانچہ پہلے پردے میں ان سے حرام کاموں کے بارے پوچھ گچھ ہوگی اور اگر انہوں نے کوئی حرام نہ کیا ہوگا تو دوسرے پردے میں چلے جائیں گے' وہاں خواہشات نفسانی کی پوچھ گچھ ہوگی اور اگر اس سے نجات مل گئی تو تیسرے پردے میں چلے جائیں گے' وہاں والدین کی نافرمانی کے بارے میں پوچھا جائے گا' اگر کسی نے بےفرمانی نہ کی ہوگی تو چوتھے پردے میں چلے جائیں گے اور وہاں ان سے ان حقوق کے بارے میں پوچھا جائے گا جو ان کے ذمے لگائے گئے' ان کی قرآنی تعلیم پوچھی جائے گی' ان کے دین اور ادب کے بارے میں پوچھا جائے گا' اگر انہوں نے یہ کام کئے ہوں گے تو پانچویں پردے میں پہنچا دئے جائیں گے جہاں ان سے ان کے غلاموں اور لونڈیوں سے سلوک کے بارے میں پوچھا جائے گا' اگر یہ ان سے اچھا برتاؤ کرتے رہے ہوں گے تو چھٹے پردے لے جائے جائیں گے جہاں رشتہ داروں کے حقوق پوچھے جائیں گے' اگر انہوں نے یہ حق ادا کئے ہوں گے تو ساتویں پردے میں لے جائے جائیں گے جہاں صلہ رحمی کے بارے میں سوال ہوگا' اگر انہوں نے صلہ رحمی کی ہوگی تو آٹھویں پردے میں پہنچائے جائیں گے جہاں حسد کرنے کے بارے میں دریافت کیا جائے گا' اگر انہوں نے حسد نہیں کیا ہوگا تو نویں پردے میں پہنچائے جائیں گے

جہاں مکروہ فریب کے بارے میں پوچھا جائے گا اور اگر انہوں نے مکروفریب نہیں کیا ہوگا تو دسویں پردے میں بھیج دئے جائیں گے جہاں دھوکا دینے کے بارے میں سوال ہوگا اور اگر انہوں نے کسی سے دھوکے نہ کئے ہوں گے تو انہیں نجات مل جائے گی، عرش کے سائے میں آ جائیں گے، آنکھوں میں ٹھنڈک ہوگی، دل میں خوشی ہوگی اور چہرہ مسکراتا ہوگا لیکن اگر ان میں سے کسی ایک بری عادت میں پڑے ہوں گے تو ہر مقام میں ایک ایک ہزار سال تک بھوکے، پیاسے، غمزدہ، پریشان اور اندوہ میں پڑے رہیں گے، انہیں کسی کی شفاعت بھی کام نہ دے گی۔

پھر مخلوقات کو دائیں بائیں ہاتھوں میں اعمالنامے پکڑنے کیلئے اکٹھا کیا جائے گا، وہاں یہ حساب و کتاب پندرہ پردوں میں ہوگا جن میں سے ہر ایک میں ایک ہزار سال تک رہیں گے اور ہر مقام میں ان سے پوچھ گچھ ہوگی، پہلے میں صدقہ اور ان کے مالوں میں جو کچھ بھی اللہ نے لازم کیا، اس کے بارے میں پوچھا جائے گا تو جنہوں نے کامل طور پر ادا کئے ہوں گے، انہیں مقام میں لے جایا جائے گا جہاں ان سے سچائی اور لوگوں کو معاف کرنے کے بارے میں پوچھا جائے گا تو جو لوگوں کو معاف کرتا ہوگا، اللہ اسے معاف فرمائے گا اور تیسرے مقام میں پہنچ جائے گا جہاں لوگوں کو بھلائی کا حکم دینے کے بارے میں پوچھا جائے گا، اگر نیک کاموں کا حکم دیتے رہے ہوں گے تو چوتھے موقف میں پہنچا دئے جائیں گے، وہاں ان سے برائیوں سے روکنے کے بارنے میں سوال ہوگا، اگر برائیوں سے روکتے رہے ہوں گے تو پانچویں موقف میں پہنچ جائیں گے جہاں حسنِ خلق کے بارے میں پوچھا جائے گا، اگر وہ حسن خلق سے کام لیتے رہے ہوں گے تو چھٹے موقف تک پہنچ جائیں گے جہاں ان سے اللہ کی خاطر محبت اور دشمنی کرنے کے بارے میں پوچھا جائے گا، اگر اللہ کی خاطر دشمنی و دوستی رکھتے رہے ہوں گے تو ساتویں موقف میں چلے جائیں گے جہاں حرام مال کھانے کے بارے میں سوال ہوگا، اگر انہوں نے حرام مال نہ کھایا ہوگا تو آٹھویں موقف میں چلے جائیں گے جہاں شراب پینے کے بارے میں پوچھا جائے گا، اگر انہوں نے ذرّہ بھر بھی شراب نہ پی ہوگی تو نویں موقف میں چلے جائیں گے اور وہاں ان سے بدکاری کے بارے میں پوچھا جائے گا، اگر اُنہوں نے حرامکاری نہ کی ہوگی تو دسویں موقف میں پہنچا دئے جائیں گے جہاں ان سے جھوٹ بولنے کے بارے میں سوال ہوگا، اگر جھوٹ سے کام نہ لیا ہوگا تو گیارہویں موقف میں پہنچ جائیں گے اور وہاں جھوٹی قسمیں کھانے کے بارے میں پوچھا جائے گا، اگر ایسی قسمیں نہ کھائی ہوں گی تو بارہویں موقف میں پہنچ جائیں گے جہاں سود کے بارے میں پوچھا جائے گا، اگر نہ کھایا ہوگا تو تیرھویں موقف میں چلے جائیں گے، وہاں عورتوں کو تہمت لگانے اور بہتان لگانے کے بارے میں سوال ہوگا، اگر ایسا نہ کیا ہوگا تو چودھویں موقف میں چلے جائیں گے جہاں جھوٹی شہادتوں کے متعلق پوچھا جائے گا، اگر ایسی شہادتیں نہ دی ہوں گی تو پندرہویں موقف میں چلے جائینگے جہاں ان سے بہتان کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی، اگر کسی مسلمان پر بہتان نہ لگایا ہوگا تو وہاں سے گزر کر لواء الحمد کے نیچے جا پہنچیں گے، اعمالنامے دائیں ہاتھوں میں دیدیے جائیں گے، غموں اور ہولناکیوں سے نجات پا جائیں گے اور بہت تھوڑے وقت میں ان کا حساب ہو جائے گا اور اگر ان گناہوں

میں سے کسی ایک میں پڑے ہوں گے اور دنیا سے توبہ کئے بغیر مریں گے تو ہر ایک موقف میں ہزار سال تک غموں' ہولناکیوں' پریشانیوں اور بھوک و پیاس میں اس وقت تک گرفتار رہیں گے جب تک اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ نہ کر دے گا۔

پھر ہر قوم کو ان کی اپنی اپنی کتابیں پڑھنے کیلئے ہزار سال تک کھڑا کیا جائے گا چنانچہ جو سخاوت کرتے رہے ہوں گے اور مال آگے بھیجا ہوگا تاکہ آئندہ فقر و فاقہ سے بچ سکیں تو اپنی اپنی کتابیں آسانی سے پڑھ سکیں گے انہیں جنتی لباس ملیں گے جنت کے تاج پہنائے جائیں گے اور اطمینان و سکون کے ساتھ رحمٰن کے قدرتی سائے میں بٹھا دئے جائیں گے لیکن اگر انہوں نے بخیلی سے کام لیا ہوگا' فقر و فاقہ والے دن کیلئے آگے کچھ نہیں بھیجا ہوگا تو انہیں ان کے اعمالنامے بائیں ہاتھ میں دیا جائیں گے اس آگ کے کپڑے پہنا دئے جائیں گے اور لوگوں کے سروں پر کھڑا دیا جائے گا' بھوکا پیاسا اور ننگا ہوگا نیز غم واندوہ اور ذلت میں پڑا ہوگا اور یہ حالت اس وقت تک ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر دیتا۔

اس کے بعد لوگوں کو میزان (ترازو) کی طرف لے جایا جائے گا چنانچہ وہاں وہ ایک ہزار سال تک کھڑے رہیں گے اور یہاں جس کی نیکیاں بھاری ہوئیں' وہ کامیاب ہوگا اور لمحہ بھر میں نجات حاصل کر جائے گا لیکن جس کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوا اور برائیاں بھاری ہوئیں تو میزان کے قریب ہی غم واندوہ' عذاب اور بھوک پیاس میں مبتلا ایک ہزار سال کیلئے اللہ کے فیصلے تک کھڑا رہے گا۔

اس کے بعد مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے سامنے والے بارہ موقفوں میں سے ایک موقف میں لے جایا جائے گا جن میں سے ہر موقف میں ہزار سال کا عرصہ گذارنا ہوگا چنانچہ پہلے موقف میں گردنیں آزاد کرنے کے بارے میں سوال ہوگا اور اگر کسی نے ایک غلام آزاد کر دیا ہوگا' اللہ اسے جہنم سے آزاد کر دے گا اور وہ دوسرے موقف میں پہنچ جائے گا جہاں اس سے قرآن اس کے حقوق اور تلاوت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور اگر اس نے یہ کام پورے طور پر کیا ہوگا تو وہ تیسرے موقف میں چلا جائے گا جہاں اس سے جہاد کے بارے میں پوچھا جائے گا' اگر اس نے راہِ خدا میں اچھی طرح جہاد کیا ہوگا تو چوتھے موقف میں چلا جائے گا جہاں اس سے پیٹھ پیچھے برائی کے بارے میں پوچھا جائے گا اور اگر اس نے کسی کی بھی برائی نہ کی ہوگی تو پانچویں مقام پر پہنچ جائے گا اور وہاں اس سے چغلی کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر اس نے کسی کی بھی چغلی نہ کھائی ہوگی تو چھٹے موقف میں چلا جائے گا جہاں اس سے جھوٹ کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر وہ جھوٹا نہ ہوگا تو ساتویں موقف میں پہنچے گا اور وہاں اس سے علم پڑھنے کا سوال ہوگا' اگر اس نے علم پڑھ کر اس پر عمل کیا ہوگا تو آٹھویں مقام پر پہنچے گا جہاں اس سے فخر کرنے کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر دین و دنیا اور اپنے کسی کام میں فخر نہ دکھایا ہوگا تو نویں مقام پر پہنچے گا جہاں اس سے بڑائی اور تکبر کے بارے میں پوچھا جائے گا' اگر اس نے اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا ہونا نہ دکھایا ہوگا تو دسویں مقام پر پہنچ جائے گا جہاں اس سے اللہ سے ناامیدی کا سوال ہوگا اگر اللہ کی رحمت سے ناامیدی نہ دکھائی ہوگی تو گیارہویں مقام پر پہنچ جائے گا جہاں اس سے اللہ کی آزمائش سے بچنے کے بارے میں سوال ہوگا اگر وہ اس

سے بچ رہا ہوگا تو بارہویں مقام پر پہنچ جائے گا جہاں اس سے ہمسائے کے حقوق کے بارے میں پوچھا جائے گا اور اگر اس نے ہمسائے کے حقوق پورے کئے ہوں گے تو اسے اللہ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا' اس کی آنکھوں میں ٹھنڈک' دل میں خوشی' چہرے میں چمک ہوگی' لباس پہنا ہوگا' مسکراتا ہوگا اور خوش نظر آئے گا' اللہ اسے اپنے قریب ہونے کا موقع دے گا اور اسے بتلا دے گا کہ اس سے خوش ہے چنانچہ اسے اس قدر خوشی ہوگی کہ اس جیسی خوشی کو اللہ کے سوا کوئی جان ہی نہیں سکتا لیکن اگر ان میں سے کسی بھی چیز اس نے پورے طور پر نہیں کیا ہوگا اور توبہ کئے بغیر فوت ہوا ہوگا تو کسی بھی مقام میں اسے ایک ہزار سال ٹھہرنا ہوگا جہاں اللہ کے فیصلے کی انتظار کرنا ہوگی۔

پھر پوری مخلوق کو ''صـــراط'' (پلصراط) پر جانے کا حکم ملے گا' وہ وہاں پہنچ کر دیکھیں گے تو بال سے باریک اور تلوار سے تیز کئی پلصراط نظر آئیں گی' جو چالیس سال تک جہنم اور اس کے شعلوں سے گرم ہوتی رہی ہونگی' ان پر دندانے وغیرہ ہوں گے' یہ سات ہوں گی جن پر سے گذر کر حشر کو جانا ہوگا' ان میں سے ہر ایک کے تین مرحلے ہوں گے جو تین ہزار سال میں طے ہوں گے' ایک ہزار سال اُوپر چڑھائی میں لگے گا' ایک سیدھا گذرنے اور ایک ہزار سال نیچے اُترنے میں لگے گا اور اللہ کے اس فرمان میں اس کا ذکر ہے:

اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ○ (سورۂ فجر: ۱۴)

''بے شک تمہارے ربّ کی نظر سے کچھ غائب نہیں۔''

اس سے مراد وہی سات پلصراط ہیں اور فرشتے ہیں جو وہاں مخلوق کی نگرانی کرتے ہیں' یہاں اس سے اللہ پر ایمان کے بارے میں پوچھا جائے گا' اگر وہ مخلصانہ ایمان لایا ہوگا اور شک وشبہ میں نہ پڑا ہوگا تو دوسری پلصراط پر چلا جائے گا' وہاں نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا' اگر پورے طور پر اس نے نمازیں پڑھی ہونگی تو تیسرے پل صراط پر پہنچ جائے گا جہاں اس سے زکوٰۃ کے بارے میں پوچھا جائے گا' اگر اس نے پورے طور پر ادا کی ہوگی تو چوتھی پر پہنچ جائے گا جہاں اس سے روزہ کے بارے میں پوچھا جائے گا' اگر اس نے پورے طور پر رکھے ہوں گے تو پانچویں تک پہنچ جائے گا جہاں اس سے حج کے بارے میں پوچھا جائے گا' اگر اس نے پورے طور پر حج کی ہوگی تو چھٹی تک پہنچے گا جہاں اس سے پاکیزگی کا سوال ہو گا' اگر اس نے پوری طرح رکھی ہوگی تو ساتویں پلصراط تک پہنچے گا جہاں اس سے ہر قسم کے ظلم کے بارے میں پوچھا جائے گا اور اگر اس نے کسی بھی شخص پر ظلم نہ کیا ہوگا تو گذر کر جنت میں چلا جائے گا لیکن اگر ان میں سے کسی میں بھی کوتاہی کی ہو گی تو اس سے متعلق پر پلصراط پڑا اس وقت تک اسے ہزار سال گزارنا ہوگا جب تک اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنی مرضی کا فیصلہ نہیں کر دیگا۔

باقی حدیث کا کچھ حصہ تو ہم انشاء اللہ **فصل دخول جهنم** میں اور کچھ حصہ **فصل دخول الجنه** میں بیان کریں گے۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جہنم پر تین پُل ہوں گے جن میں سے ایک پر رَحم (شرمگاہ) ہوگا' وہاں سے صرف وہی گذر سکے گا جس نے صلہ رحمی سے کام لیا ہوگا' دوسرے پر امانت ہوگی' وہ شخص اس کے اُوپر سے نہیں گزر سکے گا جس نے امانت میں خرابی پیدا کی ہوگی اور تیسرے پر اللہ کا وہ ذکر ہوگا جو اس نے کیا ہوگا' وہاں سے صرف اسے رہائی ملے گی جو نجات پانے والا ہوگا۔
- حضرت عیاض بن حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دوزخی سات قسم کے ہوں گے: ایک وہ جو تمہارے اہل وعیال اور مال میں تجھ سے دھوکہ کرے' ایک وہ شخص جس کا لالچی ہونا اگرچہ خفیہ ہولیکن ظاہر ہونے پر اسے چھپائے' بخل کرنے والا' بہت جھوٹا اور بڑا ہی بدخلق۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

جہنم کیسا ہوگا؟

اس میں کئی فرع ہیں۔

فرع:

اس جہنم سے نجات کی دُعائیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں دُعائیں ایسے ہی سکھاتے تھے جیسے کسی سورت کو سکھایا کرتے چنانچہ فرمایا کہ یوں کہا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ○

- آپ نے بتا دیا کہ جب بھی کوئی شخص سات مرتبہ جہنم سے پناہ مانگا کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ الٰہی تیرا فلاں بندہ مجھ سے پناہ مانگ رہا ہے تو تو اسے پناہ دے ہی دے۔ یونہی جو شخص اللہ سے سات مرتبہ جنت مانگا کرتا ہے تو وہ بھی اللہ سے درخواست کرتا ہے کہ اے اللہ! تیرا فلاں بندہ میرے بارے میں تجھ سے سوال کر رہا ہے تو تو اسے مجھ میں داخل کر دے۔

ایک اور روایت میں ہے' جو شخص تین مرتبہ اللہ سے جنت مانگتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ الٰہی اسے مجھ میں داخل کر دے اور جو تین مرتبہ جہنم سے پناہ مانگتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ اے اللہ! اسے مجھ سے بچالے۔

- آپ اکثر یہ دُعا مانگا کرتے تھے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

- آپ نے فرمایا: جہنم سے بچا کرو خواہ کھجور کا ٹکڑا کسی کو دے کر بچو اور اگر کوئی یہ بھی نہیں دے سکتا تو اچھی بات کر کے ہی بچے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، جب یہ آیت نازل ہوئی:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ○ (سورۂ شعراء: ۲۱۴)

''اور اے محبوب! اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ۔''

تو حضور ﷺ نے عام و خاص سب قریش کو بلا کر فرمایا: اے بنوکعب بن لوی! اب بھی اپنے آپ کو جہنم سے بچا لو۔ اے بنوعبدالمطلب! تم بھی اپنے آپ کو جہنم سے بچالو اور اے فاطمہ! اپنے آپ کو جہنم سے بچالو کیونکہ مجھ میں تو یہ ہمت نہیں کہ تمہیں اللہ سے بچالوں۔

- آپ فرماتے ہیں: میں نے جہنم سے جان چھڑانے کیلئے کوئی شخص سوتا نہیں دیکھا اور نہ ہی ایسا کوئی شخص دیکھا ہے جسے جنت کی خواہش ہو تو وہ سو جائے، سنو! یہ دنیا آج ناپسندیدہ کاموں میں گھری ہے اور خواہشاتِ نفسانی کے قابو میں ہے۔
- آپ نے فرمایا: اگر اس دنیا میں جس میں تم رہ رہے ہو دوزخ کی آگ کا ایک ذرہ بھی دکھائی دے دے تو میں اسے تم سے چھپا لوں۔
- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کچھ ایسے لوگوں کے ہاں سے گذرے جو ہنس رہے تھے، آپ نے فرمایا: جہنم اور جنت تمہارے سامنے ہے اور تم ہنسے جا رہے ہو؟ کہتے ہیں کہ اس کے بعد فوت ہونے تک ان میں سے کوئی آدمی ہنستا دکھائی نہیں دیا۔ فرماتے ہیں کہ یہ آیت انہی کے لئے نازل ہوئی تھی

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ○ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ○ (سورۂ حجر: ۴۹، ۵۰)

''خبر دو میرے بندوں کو کہ بیشک میں ہی ہوں بخشنے والا مہربان اور میرا ہی عذاب، درد ناک عذاب ہے۔''

- آپ نے فرمایا: جہنم کی آگ کے مقابلے میں تمہاری یہ آگ ستر حصے کمزور ہے اور اگر اسے دو مرتبہ پانی ڈال کر کمزور نہ کر دیا ہوتا تو تم اس سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے تھے اور اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اسے اس میں پھر لوٹا دے۔
- آپ نے فرمایا: قیامت کے دن جہنم کو ستر ہزار لگاموں دے کر پیش کیا جائے گا جبکہ ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے تھامے کھینچ کر لا رہے ہوں گے۔

- آپ نے فرمایا: اگر جہنم کا کوئی ایک ڈول اس پوری زمین کے درمیان لا کر رکھ دیا جائے تو مشرق و مغرب تک لوگ اس کی بدبو سے تنگ آ جائیں' اگر جہنم کی ایک چنگاری مشرق کی طرف رکھ دی جائے تو مغرب میں رہنے والے بھی اس کی تپش محسوس کریں گے اور اگر دنیا کی آگ جہنم والے دیکھ لیں تو اس میں سو بھی جائیں۔

فرع:

جہنم کی وادیاں' پہاڑ اور اس کی گہرائی

آیۂ مبارکہ:

اِذَا رَاَتۡهُمۡ مِّنۡ مَّكَانٍۭ بَعِيۡدٍ○ (سورۂ فرقان: ۱۲)

''جب وہ (آگ) انہیں دور سے دیکھے گی تو سنیں گے اس کا جوش مارنا اور چنگھاڑنا۔''

کے بارے میں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ سو سال کے سفر جتنی مسافت سے دیکھیں گے۔

- آپ نے بتایا کہ ''وَیۡل'' جہنم میں ایک وادی کا نام ہے کہ اس کی تہ تک پہنچتے پہنچتے کافر اس میں ستر خریف سے گذرے گا۔

- سَاُرۡهِقُهٗ صَعُوۡدًا○ (سورۂ مدثر: ۱۷)

''قریب ہے کہ میں اسے آگ کے پہاڑ صعود پر چڑھاؤں۔''

کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہنم میں یہ ایک پہاڑ ہوگا جس پر چڑھنے کیلئے کافر کو مجبور کیا جائے گا لیکن جب یہ اسے ہاتھ لگائے گا تو وہ پگھل جائے گا' پیچھے ہٹائے گا تو پھر ویسا ہی ہو جائے گا' یونہی جب اسے اپنا پاؤں لگائے گا تو وہ پگھل جائے گا لیکن وہاں سے ہٹا لے گا تو ویسا ہی ہو جائے گا۔

- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیۂ مبارکہ:

فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا○ (سورۂ مریم: ۵۹)

''تو عنقریب وہ دوزخ میں ''غَیّ'' کا جنگل پائیں گے۔''

کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ جہنم میں ایک وادی ہے جس میں وہ لوگ ڈالے جائیں گے جو نفسانی خواہشات کے پیچھے بھاگیں گے۔

- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَجَعَلۡنَا بَيۡنَهُمۡ مَّوۡبِقًا○ (سورۂ کہف: ۵۲)

''اور ہم ان کے درمیان ایک ہلاکت کا میدان کر دیں گے۔''

یہ "موبق" پیپ اور خون کی بھری ایک وادی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ جُبُّ الحزن سے اللہ کی پناہ مانگو' صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ جب الحزن کیا ہے؟ تو فرمایا: کہ یہ جہنم میں ایک وادی ہے' جہنم روزانہ اس سے ستر مرتبہ پناہ مانگتا ہے' اسے ان قاریوں کیلئے تیار کیا گیا ہے جو اپنے اعمال کا دکھلاوا کر کے ظالم امیروں کو دکھاتے ہیں' ظالم حکمرانوں کو دکھایا کرتے ہیں۔

فرع:

جہنم کی زنجیریں' سانپ اور بچھو

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر زنجیر کے اُوپر والے سرے سے کوئی پتھر لڑھکایا جائے تو وہ دن رات تک شب و روز چالیس خریف چلے گا' تب جا کر نیچے اس کی جڑ تک پہنچ جائے گا (موسم خریف جو سردی اور گرمی کا درمیانی موسم ہوتا ہے)۔

آپ فرماتے تھے کہ جہنم میں ایسے اژدہا ہیں جن کے منہ وادیوں جتنے ہوتے ہیں' جب وہ کافر کو منہ لگائیں گے تو ان کے جسم پر ایک ہی بار سے گوشت کا ذرّہ بھی نہ رہ جائے گا اور پھر اس میں خچروں جتنے بڑے بچھو ہیں' جن میں سے کوئی ایک ڈنک بھی لگا دے تو وہ آدمی چالیس سال تک اس کی جلن محسوس کرتا رہے گا۔

آپ نے فرمایا: جہنم والوں پر اللہ تعالیٰ خارش مسلط کرے گا اور وہ اپنی جلد کو کھرچنا شروع کریں گے تو ہڈی دکھائی دینے لگے گی جس پر ان سے کہا جائے گا: اے فلاں شخص! کیا اس سے تمہیں تکلیف ہو رہی ہے؟ وہ کہے گا کہ ہاں چنانچہ اسے کہا جائے گا: یہ اس وجہ سے ہے کہ تم مومنوں کو تکلیف دیا کرتے تھے۔

فرع:

جہنمیوں کا کھانا پینا کیسا ہوگا؟

رسول اکرم ﷺ کے فرمان:

كَالْمُهْلِ ۝ (سورۃ کہف: ۲۹) "جو چرخ دیے ہوئے دھات کی طرح ہے۔"

کے بارے میں فرماتے تھے کہ یہ "مُہل" زیتون کی جڑ جیسا ہوگا کہ جب یہ کافر کے چہرے کے قریب لایا جائے گا تو اس کے سر کا چمڑا بالوں سمیت اُتر کر اس میں گر جائے گا پھر سخت گرم پانی کافروں کے سروں پر پلٹا جائے گا تو وہ دھنس کر ان کے پیٹوں تک جا پہنچے گا جس سے پیٹ کا سب کچھ پگھل کر قدموں پر بہہ جائے گا' وہ اسی طرح گرم ہوگا اور اسی طرح موجود ہوگا۔

آپ نے فرمایا کہ اگر تھوہر کا ایک ٹکڑا زمین پر ڈال دیا جائے تو سب کا کھانا دانہ تباہ ہو جائے اور اگر کھا لے گا تو کیا بنے گا؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وَطَعَامًا ذَاغُصَّةٍ٥ (سورۂ مزمل: ۱۳)

''اور گلے میں پھنسا کھانا۔''

کے بارے فرماتے ہیں کہ یہ ایک کانٹا ہوگا جو حلق میں پھنس جائے گا' نہ اندر ہی جائے گا اور نہ باہر نکلے گا۔

فرع:

جہنمیوں کا جسمانی پھیلاؤ اور ان کی بدصورتی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (جہنمی کا جسم اتنا بڑا ہوگا) کہ اس کے دونوں کندھوں کا درمیانی فاصلہ تیز سوار کے تین دن سفر جتنا ہوگا جبکہ اس کی ڈاڑھ اُحد پہاڑ جتنی ہوگی اور اس کا چمڑا بیالیس ہاتھ موٹا ہوگا (تریسٹھ فٹ)۔

آپ اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جہنم کی آگ ان کے چہروں کو جھلس دے گی چنانچہ اس کا اُوپر والا ہونٹ سکڑ کر سر کے درمیان جا پہنچے گا جبکہ دوسرا مڑ کر ناف سے نیچے جا لگے گا۔

وَهُمْ فِيهَا كَالِحُوْنَ٥ (سورۂ مومنون: ۱۰۴)

''اور وہ اس میں منہ چڑائے ہوں گے۔''

آپ فرماتے تھے کہ جہنم میں والدین کے بے فرمان کی ران اُحد پہاڑ جتنی ہوگی۔''

فرع:

اس میں لوگوں کو طرح طرح کا عذاب ہوگا اور یہ بتلایا گیا ہے کہ سب سے کم عذاب کسے ہوگا اور بدبخت کون ہوگا؟

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جہنم میں کم از کم عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کے دونوں پاؤں میں دو کوئلے ہوں گے جن سے اس کا دماغ یوں کھولے گا جیسے دیگ میں گرم پانی' اس سے یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ عذاب کس شخص کو زیادہ ہو رہا ہے اور کس کو کم پھر ان میں سے کچھ جہنم کے عذاب میں ٹخنوں تک گرفتار ہوں گے' کچھ گھٹنوں تک اور کچھ اس میں ڈوبے ہوں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ جسے سب سے کم عذاب ہوگا وہ ایسا شخص ہوگا جس پر دو جوتے ہوں گے جن کی وجہ سے اس کا دماغ پگھلے گا' اس کے کان کوئلہ ہوں گے' ڈاڑھیں کوئلہ ہوں گی اور ہونٹ آگ کے شعلے ہوں گے اور کچھ ان میں سے ایسے ہوں گے جو یوں پگھلیں گے جیسے بہت سے گرم پانی میں چند دانے اُبلتے ہیں۔

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی جہنمی کو لباس پہنانا چاہے گا تو ان میں سے ایک آدمی جتنا آگ کا صندوق بنا دے گا اس میں اس کی ہر پھٹی رگ پر آگ ہوگی' آگ بھڑکے گی' پھر اس صندوق کو بند کر کے اس پر آگ کا تالا لگا دیا جائے گا' پھر اسے آگ کے ایک اور صندوق میں بند کر دیا جائے گا اور پھر ان دونوں کے درمیان آگ بھڑکائی جائے گی پھر اس پر تالا لگایا جائے گا اور جہنم میں گرا دیا جائے گا اور یہی وہ چیز ہے جس کا ذکر اللہ کے اس فرمان میں ہے:

مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ○ (سورۂ زمر: ۱۶)

''ان کے اوپر آگ کے پہاڑ ہیں اور ان کے نیچے پہاڑ۔''

جب ایسے لوگ بے اُمید ہو جائیں گے تو گدھے کی ابتدائی (شہیق) اور آخری (زفیر) آواز جیسی آواز نکالیں گے۔

آپ نے فرمایا: دوزخ والوں پر رونا طاری کر دیا جائے گا' وہ روئیں گے' پھر آنسو تھم جائیں گے' پھر خون کے آنسو بہائیں گے جن سے چہروں پر نشان پڑ جائیں گے' اگر ان کے آنسوؤں پر کشتی چلانا چاہیں تو چل سکے گی۔

خاتمہ

اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کا ذکر

رسولِ اکرم ﷺ بتاتے ہیں کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ جہنم میں لے جانے کا حکم دے گا اور جب وہ اس کے کنارے پر پہنچے گا تو توجہ کر کے کہے گا: اے میرے پروردگار! میں تمہارے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہوں' اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اسے ہٹا لو کیونکہ میں اپنے بندے کے اچھے گمان کے پاس ہوتا ہوں اور پھر اسے بخش دے گا۔

آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی دس رکعتیں جن میں سے ایک کو اللہ تعالیٰ نے جنوں' انسانوں' چوپائیوں اور کیڑے مکوڑوں میں رکھا ہوا ہے چنانچہ انہی کی وجہ سے وہ آپس میں محبت رکھتے اور رحم کرتے ہیں' انہی کی وجہ سے وحشی جانور اپنے بچوں سے پیار کرتے ہیں اور ننانویں رحمتیں ایسی ہیں جن کے ذریعے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے چنانچہ آپ ایک عورت کے قریب سے گذرے جو ایک ہنڈیا پکانے کیلئے لکڑی اکٹھی کر رہی تھی نیز اس کا بیٹا بھی اس کے ہمراہ

تھا' وہ جب اوپر ہوا تو آگ اسے سمیٹ لینے کیلئے بھڑکی' وہ نبی کریم ﷺ کے پاس جا کھڑی ہوئی اور پوچھا: آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں' اس نے عرض کی: مجھے میرے ماں باپ کی قسم! کیا اللہ تعالیٰ سب سے بڑا مہربان نہیں ہے؟ فرمایا: کیوں نہیں' اس نے عرض کی: کیا اللہ تعالیٰ ماں کے اپنے بیٹے پر مہربان ہونے سے بھی زیادہ مہربان نہیں ہے؟ فرمایا: ہاں کیوں نہیں؟ عرض کرنے لگی کہ کوئی ماں تو یہ نہیں چاہتی کہ اس کا بیٹا جہنم میں جائے۔ یہ سن کر حضور ﷺ اوندھے جھک کر رونے لگے اور پھر سر اُٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تو سخت سرکش شخص کو جہنم میں ڈالتا ہے جو اللہ کا بے فرمان بنتا ہے اور لا الٰہ الّا اللّٰہ کہنے سے انکار کرتا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل:

جنت کیسی ہوگی' انعامات کیسے ہوں گے اور مومنوں کو وہاں کیا ملے گا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جنت میں داخل ہونے والا سب سے آخری شخص وہ ہوگا جس کا نام جھینہ ہوگا۔

- آپ نے فرمایا: میدانِ عرفات والے وہ آخری لوگ ہوں گے جن کے بارے میں سب سے آخر میں فیصلہ ہوگا۔
- حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''اعراف'' پر ٹھہرے لوگ صالح' فقیہ اور عالم ہوں گے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں کہ جنت کی ہر شئے' دنیا کی چیزوں کے ساتھ صرف نام ہی میں شریک ہے (کہ ان کے نام ان جیسے ہیں' ذائقے میں فرق ہے)۔
- آپ نے فرمایا کہ جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کے سفر سے ہی محسوس ہونے لگتی ہے اور وہاں کے اکثر کمزور ذہن والے لوگ جنت میں ہوں گے۔
- آپ نے فرمایا: بلاشبہ مومن جب اپنی اپنی قبروں سے نکلیں گے تو انہیں سفید اونٹنیاں ملیں گی جن کے پر ہوں گے جن پر سونے کے کجاوے ہوں گے: وہ جہاں پاؤں رکھیں گی وہاں حدنظر تک نور نظر آئے گا اور یونہی وہ لوگ جنت تک پہنچ جائیں گے' اچانک سرخ یاقوت کا ایک کنڈا دروازے پر لگا نظر آئے گا اور دیکھیں گے تو یکا یک جنت کے دروازے پر ایک درخت ہوگا جس کے نیچے دو چشمے ہوں گے اور جب وہ ان دونوں میں سے پئیں گے تو چہرے تروتازہ ہو جائیں گے اور جب دوسرے سے پئیں گے تو کبھی ان کے بال بکھر نہیں پائیں گے اور جب وہ

دروازوں کو حلقہ (کنڈا) لگائیں گے، جس پر حور اس کی آواز سنے گی تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ اس کا شوہر آیا ہے تو جلدی کی وجہ سے وہ خوشی میں آ جائے گی چنانچہ دروازے کے نگران کو دروازہ کھولنے کیلئے بھیجے گی اور وہ دروازہ کھولے گا، اگر اللہ نے اسے اس کا تعارف نہ کرایا ہوگا تو وہ نور اور سبزہ کو دیکھ کر سجدہ میں گر جائے گا اور کہے گا کہ میں ہی وہ نگران ہوں جسے تمہاری خاطر یہاں مقرر کیا گیا ہے چنانچہ وہ اس کے پیچھے پیچھے چل پڑے گا اور اپنی بیوی کے پاس پہنچ جائے گا، جلدی میں وہ خیمے اُٹھ کر اُٹھ کر اسے گلے لگائے گی اور کہے گی کہ تم میرے پیارے ہو اور میں تمہیں پیاری ہوں، میں تم پر خوش ہوں اور کبھی ناراض نہ ہوں گی، میں خوشحال ہوں، کبھی بدحال نہ ہوں گی اور میں ہمیشہ یہیں رہوں گی، یہاں سے جاؤں گی نہیں چنانچہ وہ اپنے اس گھر میں داخل ہو جائے گا جس کی بنیادوں سے چھت تک کا فاصلہ سو ہاتھ (ڈیڑھ سو فٹ) ہوگا جو موتی اور یاقوت کے ایک بڑے ٹیلے پر بنا ہوگا، اس کے راستے سرخ، سبز اور زرد رنگ کے ہوں گے جن میں سے ایک بھی دوسرے کی طرح کا نہیں ہوگا، آگے دیکھے گا تو ایک بڑا تخت ہوگا جس پر چارپائی ہوگی، ایک چارپائی پر ستر بستر ہوں گے، جن پر ستر بیویاں ہونگی، ہر بیوی ستر لباس والی ہوگی جن کے اندر سے اس کی پنڈلیوں کی مخ نظر آتی ہوگی، وہ ان سے رات بھر کیلئے ہم بستر ہونے کا ارادہ کرے گا، ان کے نیچے سے نہ رُکنے والا پانی چلتا ہوگا جس میں میل ہوگی ہی نہیں پھر صاف شہد کی بھری نہریں ہونگی جو ان مکھیوں سے نہیں نکالا گیا ہوگا اور شراب کی ایسی نہریں ہوں گی جو پینے والوں کو لذت دیں گی جنہیں لوگوں نے اپنے پاؤں سے نہیں نچوڑا ہوگا پھر دودھ کی نہریں ہوں گی جن کا ذائقہ تبدیل نہ ہوا ہوگا، وہ ان بھینسوں سے نہیں نکلا ہوگا اور جب انہیں کھانے کی خواہش ہوگی تو ان کے پاس سفید پرندے آ جائیں گے جو اپنے پروں کو اُوپر اُٹھا دیں گے تو جتنا یہ چاہیں گے، کھالیں گے اور وہ اُڑ جائیں گے۔

پھر لٹکتے پھل ہوں گے، جب انہیں پھل کھانے کی خواہش ہوگی تو ٹہنی خود چل کر ان کے قریب آ جائیگی اور وہ جتنا چاہیں گے، کھائیں گے، خواہ کھڑے کھڑے کھالیں، خواہ لیٹ کر، اسی چیز کا ذکر قرآن کی اس آیت میں ہے:

وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ○ (سورۃ رحمٰن: ۵۴)

''اور دونوں کے میوے اتنے جھکے ہوئے کہ نیچے سے چن لو۔''

اور ان کے سامنے موتیوں جیسے خوبصورت خادم ہوں گے جو نہ تو جنت میں پیشاب کریں گے نہ ہی پاخانہ، نہ تھوکیں گے اور نہ ہی دائیں بائیں دیکھیں گے، ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی، پسینہ کستوری جیسا ہوگا، اگر کی خوشبو ہوگی، ان کی بیویاں حوریں ہوا ، گی، ان کے اخلاق بڑے عمدہ ہوں گے اور قد حضرت آدم علیہ السلام کی طرح ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا۔

رسولِ انور ﷺ نے فرمایا کہ جنتی جب جنت میں داخل ہوں گے تو نوعمر ہوں گے اور سرمے لگائے ہوں گے، تینتیس سال کی عمر کے ہوں گے، ان کی جوانی ڈھلی نہ ہوگی اور نہ ہی کپڑے بوسیدہ ہوئے ہوں گے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جو بھی فوت ہوگا' خواہ پیدا ہوتے ہی' خواہ بڑھاپے یا ان دونوں کی درمیانی عمر میں تو تینتیس سال ہی کی عمر میں اُٹھایا جائے گا اور اگر یہ لوگ جنتی ہوں گے تو ان کے قد حضرت آدم علیہ السلام جتنے' صورت حضرت یوسف علیہ السلام جیسی اور دل حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح کے ہوں گے لیکن اگر کافر اُٹھیں گے تو پہاڑ جیسا جسم لے کر اُٹھیں گے۔

- آپ نے فرمایا کہ مومنوں کے بچے جنت میں ایک پہاڑ پر ہیں جن کی پرورش حضرت ابراہیم و سارہ علیہما السلام کر رہے ہیں اور قیامت کے دن وہ بچے ان کے والدین کو دے دئے جائیں گے جبکہ مشرکوں کے بچے اہل جنت کے خادم ہوں گے۔
- آپ نے فرمایا کہ مرتبہ میں سب سے کم جنتی وہ ہوگا جسے یہ دنیا دس گنا بڑھا کر دی جائے گی اور بڑے مرتبے والے وہ ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ اپنے دستِ قدرت سے عزت دے گا اور اس پر مہر لگا دے گا چنانچہ ایسا کسی بھی آنکھ نے نہ دیکھا ہوگا اور نہ ہی کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ ہی کسی کے دل میں کوئی کھٹکا ہوگا۔
- حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایسا گھر بنایا ہے' جہاں اس نے اپنی مرضی کے مطابق بیویاں' پھل اور شربت رکھے ہیں' جسے ڈھانپ رکھا ہے اور مخلوق میں سے اسے کسی نے بھی نہیں دیکھا ہوگا' نہ ہی جبریل علیہ السلام نے اور نہ ہی کسی اور فرشتے نے' پھر آپ نے یہ آیت پڑھ دی:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ○ (سورۂ سجدہ: ۱۷)

''تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک اُس کیلئے چھپا رکھی ہے' صلہ ان کے کاموں کا۔''

- آپ نے بتایا کہ مرتبہ میں کم جنتی کا حال یہ ہوگا کہ اللہ کی جنتیں' اس میں بیویاں' حوریں' خادم اور بستروں کو ایک ہزار سال کی راہ سے دیکھے گا اور جو اللہ کا مقبول ہوگا' وہ صبح و شام اللہ کی زیارت کرتا ہوگا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ سب سے کم مرتبہ والا جنتی وہ ہوگا جس کے اسّی ہزار خادم ہوں گے' بہتر بیویاں ہوں گی' اس کیلئے موتیوں' زبرجد اور یاقوت کا خیمہ جابیہ اور صنعاء کی درمیانی جگہ جتنا گاڑا ہوگا۔

فرع:

اس میں اہل جنت کے درجے بیان ہوں گے' محلات' عمارتوں' مٹی اور خیموں وغیرہ کا ذکر ہوگا

رسولِ انور ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت بالا خانہ والے جنتیوں کو اوپر ایسے دیکھیں گے جیسے مشرق سے مغرب کی

طرف آ کر ڈوب جانے والے ستارے کو دیکھتے ہیں کیونکہ ان کے درمیان کافی فاصلہ ہوگا۔ اس پر صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ تو نبیوں کے مقام ہوں گے جنہیں ان کے سوا کوئی تو نہیں دیکھ سکے گا۔ فرمایا ہاں' اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے انہیں دیکھنے والے وہ مرد ہوں گے جن کا اللہ پر ایمان ہوگا' رسولوں کی تصدیق کی ہوگی' سلام پھیلاتے رہے ہوں گے' لوگوں کو کھانا کھلایا کریں گے' ہمیشہ روزے رکھیں گے اور جب لوگ سو رہے ہوں گے تو یہ نفل پڑھتے ہوں گے۔

- آپ نے فرمایا کہ جنت کی عمارت سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنی ہوئی ہے جس میں کستوری کا گارا لگا ہے' اس کے کنکر موتی اور یاقوت ہیں جبکہ مٹی کی جگہ زعفران ہے' جو بھی اس میں داخل ہوگا' تروتازہ ہوگا' محتاج نہ ہوگا اور ہمیشہ وہیں رہے گا' مرے گا نہیں۔
- آپ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ نے خود اپنے دست قدرت سے جنت بنائی ہے' اس میں پھل لٹکائے ہیں' نہریں بنوائی ہیں اور یہ سب کچھ کرنے کے بعد اس کی طرف نظر کر کے فرمایا کہ مجھ سے بات کرو' اس پر وہ بولی کہ مومن لوگ نجات پا جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے میری عزت وعظمت کی قسم! میرے ساتھ تم میں کوئی بخیل داخل نہ ہوگا۔
- آپ نے فرمایا کہ جنت میں مومن کیلئے ایک عظیم خیمہ ہوگا جو ایک ہی موتی سے بنا ہوگا اور اندر سے خالی ہوگا' اس کی بلندی ساٹھ میل ہوگی اور یہ مومنوں کیلئے بنا ہوگا' مومن اس کے اردگرد پھریں گے لیکن ایک دوسرے کو دیکھ نہیں پائیں گے' اس کی ایک طرف ستر دسترخوان ہوں گے جن میں ستر طرح کے کھانے ہوں گے۔
- آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کوثر عطا فرمایا ہے' یہ جنت میں ایک نہر ہے جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں' یہ موتیوں اور یاقوت پر سے گذرتی ہے اور اس کی مٹی کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے' پانی شہد سے میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے' اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے پہلے ہی اپنے نبی محمد کیلئے بنا رکھا ہے اور اس کا پانی کستوری کے ٹیلوں کے نیچے سے نکلتا ہے۔
- آپ نے فرمایا کہ جنت میں پانی کا ایک دریا ہے' ایک دودھ کا ہے' ایک شہد کا ہے اور ایک شراب کا ہے جن سے نہریں نکلتی ہیں۔
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' شائد تمہارا خیال ہوگا کہ جنت کی نہریں زمین میں کھودی گئی نہروں جیسی ہونگی' نہیں بلکہ خدا کی قسم یہ تو زمین کے اوپر چلتی ہونگی' ان کی ایک دیوار موتی سے بنی ہوگی اور دوسری یاقوت سے اور ان کا گارا خالص کستوری کا ہے جس میں کسی چیز کی ملاوٹ نہیں ہے۔
- آپ نے فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں کوئی سوار سو سال تک بھی چلے تو لیکن اسے طے

نہیں کر سکے گا' اس کا فرش سونے کا ہو گا اور پھل ایسے جیسے کوزے ہوتے ہیں اور جنت کا کوئی درخت ایسا نہ ہو گا جس کا تنا سونے کا نہ ہو اور انگور کا ہر دانہ بڑے ڈول جتنا ہو گا۔

- آپ نے فرمایا کہ طوبیٰ نام والا درخت جنتیوں کا لباس اپنے پہلو سے نکالے گا۔
- حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ طوبیٰ نام والے درخت کی جڑ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں ہے جو رسول اللہ ﷺ کے گھر کے سامنے ہے۔

فرع:

اہل جنت کا کھانا پینا

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں اہل جنت کھائیں پئیں گے لیکن نہ تو پیشاب و پاخانہ کریں گے اور نہ ہی اس میں تھوکیں گے' وہ ڈکاریں گے تو کستوری کی خوشبو ہو گی' تسبیح و تکبیر ان سے یوں پیدا ہو گی جیسے سانس' پھر ایک جنتی جنت کا کوئی پرندہ کھانے کی خواہش کرے گا تو وہ خود اس کے قبضے میں آ جائے گا' بھنا ہوا ہو گا' نہ تو اسے دھواں لگا ہو گا اور نہ ہی آگ پر پکا ہو گا۔ وہ اس میں سے کھا کر سیر ہو جائے گا تو وہ اُڑ جائے گا' پھل میں بہتر رنگ ہوں گے جن میں سے ایک بھی دوسرے جیسا نہ ہو گا۔

فرع:

جنتیوں کے کپڑے' پوشاکیں اور ان کے بچھونے

رسولِ انور ﷺ نے فرمایا کہ جو بھی جنت میں داخل ہو گا' اسے طوبیٰ درخت کی طرف لے جایا جائے گا چنانچہ اس کے خوشے کھول دیئے جائیں گے اور جہاں سے وہ چاہے گا' لے کر کھا لے گا' خواہ سفید کھائے' سرخ کھائے' سبز کھائے' زرد کھائے اور خواہ سیاہ کھائے' وہ گل لالہ جیسا باریک' نرم و نازک اور بہترین گا اور پھر آدمی کسی طرف پھرنے سے پہلے جنت میں ستر سال تک تکیہ لگائے بیٹھے گا' پھر اس کے پاس اس کی بیوی آئے گی جس پر ستر کپڑے ہوں گے جن میں سے چھوٹا' طوبیٰ درخت کے گل لالہ جیسا ہو گا' یہ اسے غور سے دیکھے گا تو اس کی پچھلی طرف سے اس کی پنڈلی کے اندر کا مغز دکھائی دے گا' اس پر ایسے خوبصورت تاج ہوں گے کہ جن کا بیان نہیں ہو سکتا۔

- آپ نے بارے میں فرماتے تھے کہ ان کی بلندی اتنی ہو گی جتنا آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔

فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ۝ (سورۂ واقعہ: ۳۴)

''اور بلند بچھونوں میں۔''

فروع:

مومن کی حوریں بیویاں' انکی تعداد اور انکی شکل وشباہت وغیرہ کا بیان

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں سب سے کم مرتبہ جنتی کے لئے صبح کو آنے والے تین سو خادم ہوں گے جبکہ تین سو ہی شام کو آئیں گے' ان کے چہرے سونے کے ہوں گے' جو رنگ ایک میں دکھائی دے گا' کسی اور میں نظر نہیں آئے گا اور دوسرا پہلے جیسا خوبصورت ہوگا پھر پینے کے تین سو برتن ہوں گے جن میں سے ہر ایک کا رنگ دوسرے سے الگ ہوگا اور اس کی دنیاوی بیوی کے علاوہ بہتر بیویاں حوریں ہونگی جن میں سے ایک کے بیٹھنے کی جگہ ایک میل بھر ہوگی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جنتی شخص پانچ سو حوروں سے شادی کرے گا جبکہ چار ہزار کنواریاں اور آٹھ ہزار بیاہی عورتوں میں سے ہر ایک اس کے ہمراہ دنیاوی عمر جتنی دیر رہیں گی اور اگر ان میں سے ایک بھی اوپر سے دنیا میں جھانک لے تو زمین وآسمان کے درمیان خوشبو پھیل جائے نیز روشنی ہی روشنی ہو جائے اور سورج وچاند کی روشنی دکھائی ہی نہ دے نیز جلد کے اوپر ہی اس کی پنڈلی کا مغز دکھائی دے گا۔ جنت میں دور دور ہو جانے کا سلسلہ نہ ہوگا۔

- آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جنت میں مومن سے بہتر حوریں بیاہے گا جنہیں اس نے خود پیدا کیا ہوگا' ان کے علاوہ دو دنیاوی عورتیں ہوں گی جنہیں دنیا میں عبادت کرتے رہنے کی وجہ سے ان پر فضیلت حاصل ہوگی' ان حوروں کی تعداد تم سے زیادہ ہوگی' حورعین ان سے زیادہ ہوں گی اور حورعین کی آنکھ کا چھپّر گدھ کے پَر جتنا ہوگا۔
- آپ نے فرمایا کہ اگر کسی عورت نے دو یا زیادہ مردوں سے شادی کی ہوگی تو جس کے پاس آخر میں رہی ہوگی' جنت میں اسی کی بیوی ہوگی۔

ایک روایت میں ہے کہ آخری عورت کو اختیار دیا جائے گا چنانچہ وہاں وہ اسے پسند کرے گی جو اچھے اخلاق کا مالک ہوگا۔

- آپ سے پوچھا گیا کہ اہل جنت ہم بستری بھی کریں گے؟ فرمایا: ہاں ہم بستر خوب ہوں گے لیکن دونوں کا مادہ وغیرہ نہ نکلے گا۔
- آپ نے فرمایا کہ جنتی حوروں کیلئے اکٹھا ہونے کی ایک جگہ ہوگی' وہاں وہ ایسی آواز نکالیں گی کہ دنیا میں ایسی آواز کسی نے نہ سنی ہوگی چنانچہ وہ کہیں گی کہ ہم ہمیشہ یہاں رہیں گی' نکلیں گی نہیں' ہم تر وتازہ ہیں' بدصورت نہ ہونگی' ہم راضی خوش ہیں' کبھی ناراض نہ ہوں گی لہٰذا مبارک ہو اسے جو ہمارے لئے ہے اور اسے بھی جس کیلئے

ہم ہیں۔

فرع:

جنت میں بازار

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک بازار بھی ہے جس میں جنتی ہر جمعہ کو جاتے ہیں تو شمالی جانب والی ہوا چلتی ہے جو ان کے چہروں اور کپڑوں پر ایک گرد ڈالتی ہے جس سے ان کا حسن و جمال بڑھ جاتا ہے اور جب وہ اپنے اپنے گھروں کی طرف آتے ہیں تو خوبصورت دکھائی دیتے ہیں۔

- آپ نے فرمایا کہ اہل جنت جب جنت میں داخل ہونگے تو اپنے اعمال کی فضیلت کی وجہ سے وہاں ٹھہریں گے اور انہیں دنیا کے دنوں کی طرح جمعہ کے دن کی مقدار کے مطابق ٹھہرنے کی اجازت دی جائے گی جہاں وہ اللہ کی زیارت کریں گے' انہیں اللہ کا عرش دکھایا جائے گا اور وہاں سے انہیں جنت کا باغ دکھایا جائے گا جس میں ان کیلئے نور کے منبر رکھے جائیں گے' موتیوں سے بنے منبر ہوں گے یاقوت' زبرجد' سونے اور چاندی کے منبر رکھے جائیں گے' اللہ ان کے قریب جلوہ افروز ہوگا اور کستوری کے ٹیلوں پر کوئی بری چیز نہ ہوگی' کافر لوگ اپنے آپ کو کرسیوں والوں سے افضل نہ دیکھیں گے' اس مجلس میں جو بھی بیٹھا ہوگا' اسے اللہ تعالیٰ اپنے قریب حاضر کرے گا اور وہ تم میں سے کسی سے کہے گا: اے فلاں شخص! کیا تمہیں یاد ہے کہ تو نے فلاں دن ایسا کام کیا تھا؟ اور یوں اسے کوئی بدعہدی یاد کرائے گا۔ وہ عرض کرے گا کہ اے پروردگار! کیا تو نے مجھے بخش نہیں دیا ہے؟ اللہ فرمائے گا: ہاں بخش دیا ہے اور میری گنجائش ہی کی وجہ سے تو اس مقام پر پہنچا ہے۔

اسی دوران اُوپر سے انہیں ایک بادل گھیرے گا اور ان پر ایسی خوش بو برسائے گا کہ اس جیسی کوئی خوشبو نہ ہوگی' پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس نعمت کی طرف چلے آؤ جسے میں نے تمہارے لئے تیار کیا ہے تو اس سے جتنا چاہو' لے لو۔

- آپ نے فرمایا کہ جنت میں ایک بازار ہوگا جس میں خرید و فروخت نہیں ہوگی بلکہ مردوں اور عورتوں کی صرف تصویریں ہونگی چنانچہ جب بھی کوئی مرد کسی تصویر کو چاہے گا' اس میں داخل ہوگا اور عورت چاہے گی تو اس میں داخل ہوگی۔

فصل:

جنت میں ایک دوسرے کی زیارت کرنا اور ان کی سواریاں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی جنت کی نعمت شمار ہوگی کہ اہل جنت سواریوں پر بیٹھ کر ایک دوسرے کی زیارت

کریں گے اور وہ جنت کو آئیں گے تو ان گھوڑوں پر ہوں گے جن پر زین لگی ہوگی' یہ نہ تو وہاں لید کریں گے اور نہ ہی پیشاب کریں گے اور وہ ان پر سوار ہو کر جہاں چاہیں گے' جائیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب اہل جنت' جنت میں داخل ہوں گے تو انہیں ایک دوسرے سے ملنے کا شوق ہوگا چنانچہ ایک کی چارپائی دوسرے کے پاس چلی جائے گی' یوں وہ اکٹھے ہو جائیں گے اور دونوں ہی تکیے لگا کر بیٹھ جائیں گے' پھر ان میں سے ایک' دوسرے سے کہے گا کہ یاد کرو: اللہ نے ہمیں کب نجات دی تھی؟ تو دوسرا بولے گا کہ ہاں فلاں جگہ اور فلاں دن نجات دی تھی کیونکہ میں نے اللہ سے دُعا کی تھی جس سے اس نے ہماری بخشش فرما دی۔

آپ نے فرمایا کہ جب کم مرتبہ کا جنتی انہیں دیکھے گا کہ گھوڑا ان پر اور ان کے اہل پر پرواز کرے گا تو وہ کہیں گے: اے پروردگار! تمہارے یہ بندے کس بناء پر اس مرتبہ تک پہنچے ہیں' اللہ کی طرف سے انہیں کہا جائے گا کہ یہ لوگ رات کو نماز پڑھا کرتے تھے حالانکہ تم سو رہے ہوتے تھے' تم کھا رہے ہوتے تو یہ روزے سے ہوتے اور تم بخیل بنے ہوتے تو یہ راہِ خدا میں خرچ کرتے۔

فرع:

اہل جنت کا اپنے ربّ کی زیارت کرنا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اہل جنت' جنت میں ٹھہر جائیں گے تو ان کے پاس ایک فرشتہ آئے گا اور کہے گا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری زیارت کر لو' وہ اکٹھے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم دے گا' وہ بلند آواز سے تسبیح و تہلیل کریں گے' پھر اس کے بعد دسترخوان بچھا دیا جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ مائدۃ الخلا کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ یہ جنت کے کونوں میں سے ایک کونے میں ہوگا اور وہ اتنا وسیع ہوگا جتنا مشرق و مغرب کا درمیانی فاصلہ ہوتا ہے' وہاں انہیں کھلایا پلایا جائے گا اور لباس پہنایا جائے گا' وہ سوچیں گے کہ اب تو صرف اللہ کی زیارت کرنا باقی رہ گئی ہے جس پر اللہ تعالیٰ انہیں اپنی دید کرائے گا تو وہ سجدے میں گر جائیں گے' انہیں کہا جائے گا کہ اس وقت تم عمل کے دور میں نہیں ہو بلکہ جزاء دیے جانے والی جگہ پر ہو چنانچہ وہ جمعہ کے دوران دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کیا کریں گے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ پھر درمیان سے پردہ اٹھا دیا جائے گا تو انہیں اللہ کی زیارت کے علاوہ کوئی اور شے زیادہ پسندیدہ معلوم نہ ہوگی۔ ان کے اور اللہ کی زیارت کے درمیان صرف اللہ کی کبریائی کی چادر ہوگی جو جنت عدن میں اس کے چہرے کے آگے ہوگی' وہ جب بھی سر اُٹھائیں گے اور اللہ کی زیارت کریں گے تو وہ فرمائے گا: اے اہل جنت السلام علیکم' یہی وہ سلام ہے جو اللہ کے اس فرمان میں موجود ہے سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ چنانچہ جب تک وہ

اللہ کی زیارت میں لگے ہوں گے، کسی اور چیز کی طرف نہیں دیکھیں گے اور اسی دوران اللہ تعالیٰ پردے میں چلا جائے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب لوگ پیچھے مڑیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنی کرسی پر جائے گا جس کے ہمراہ انبیاء، شہید اور صدیق لوگ بھی اُوپر چلے جائیں گے (کیفیت کا علم اللہ کے پاس ہے)۔

- آپ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، نہ ہی کسی کان نے سنا ہے اور نہ ہی کسی بشر کے دل میں اس کا خیال آیا ہے۔
- حضرت ارطاۃ بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ ہم نے حضرت ضمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں بات چیت کے دوران ایک دوسرے سے پوچھا کہ کیا جن بھی جنت میں جائیں گے؟ تو انہوں نے بتایا کہ ہاں جائیں گے اور اس کی تصدیق اس فرمانِ الٰہی سے ہوتی ہے:

لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ○ (سورۃ الرحمٰن: ۵۶)

''ان بچھونوں پر وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتیں، ان سے پہلے انہیں نہ چھوا کسی آدمی اور نہ جن نے۔''

اس سلسلے میں بہت سی حدیثیں ملتی ہیں جو بہت مشہور ہیں تیمناً یہاں اتنی ہی کافی ہیں۔ واللہ اعلم۔

خاتمہ

جنتی ہمیشہ جنت میں رہیں گے اور موت کو ذبح کر دیا جائیگا

رسول اللہ ﷺ اکثر اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے کہ: اے لوگو! میں اللہ کی طرف سے تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں کہ جو میں بتاتا ہوں کہ آخرکار اللہ کی طرف جانا ہوگا خواہ جنت کی طرف یا جہنم کی طرف، جہاں موت نہ ہوگی اور جنتی وہاں ہمیشہ رہیں گے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اہل جنت جنت میں چلے جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں تو ایک اعلان کرنے والا درمیان میں کھڑا ہو کر یہ اطلاع دے گا: اے اہل جنت! اب موت نہ ہوگی اور اے دوزخ والو! اب موت نہیں رہی بلکہ ہر ایک اپنے اپنے ٹھکانے پر رہے گا۔

- آپ نے فرمایا کہ جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے تو کوئی آواز دینے والا آواز دے گا: اب تم صحت مند رہو گے، کبھی بیمار نہ ہو گے اور پھر زندہ رہو گے، کبھی فوت نہ ہو گے، یہ بھی ہے کہ تم ہمیشہ جوان رہو گے، بوڑھے نہ ہو گے پھر ہمیشہ انعامات لیتے رہو گے، یہ ختم نہ ہوں گے۔

آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن موت کو خوبصورت مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا' اسے جنت و دوزخ کے درمیان پلصراط پر کھڑا کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اے جنت والو! اس پر وہ اس بات سے ڈرتے اور کانپتے اوپر دیکھیں گے کہ کہیں اس مقام سے نکال نہ دئے جائیں جہاں وہ تھے' پھر دوزخ والوں سے کہا جائے گا: اے جہنم والو! وہ خوشی خوشی نظر اُوپر اُٹھائیں گے' انہیں اُمید ہو گی کہ اس مقام سے نکال دئے جائیں گے جہاں وہ ہیں' اسی بات پر وہ بہت خوش ہوں گے' اسی دوران انہیں کہا جائے گا: کیا تم اسے جانتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہاں یہ موت ہے' سبھی نے اسے دیکھ لیا ہو گا تو وہ پلصراط پر ذبح کر دی جائے گی پھر فرمائے گا کہ اے اہل جنت! اب یہاں ہمیشہ رہنا ہو گا' موت نہ آئے گی اور اے دوزخیو! اب موت نہیں رہی تو تمہیں ہمیشہ نہیں رہنا ہے' اگر کوئی خوشی کی حالت میں مرا ہے تو وہ جنتی ہے اور جو غمی کی حالت میں مرا ہے' وہ دوزخی ہے' یہاں اہل جنت اُمید والے ہوں گے جبکہ دوزخیوں کی اُمید ٹوٹ جائے گی۔

ہم اللہ سے دُعا کرتے ہیں کہ جنت کے بارے میں ہماری اُمید پوری کرتے ہوئے ہمیں جنت میں داخل کرے گا اور دوزخ کے عذاب سے بچائے گا کیونکہ وہی انعام کرنے والا اور احسان فرمانے والا ہے۔

اب میں بھی اپنی اس کتاب کو اس حدیث مبارک کا ذکر کر کے ختم کرتا جس کے ذکر پر امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب **الجامع الصحیح** کو ختم کیا ہے' وہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی ہوئی یہ حدیث ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: صرف دو ایسے کلمے ہیں جو رحمٰن کو بڑے ہی پیارے لگتے ہیں' زبان سے ادا کرنے میں مشکل نہیں لیکن میزان (ترازو) میں بڑے بھاری ثابت ہوں گے (وہ یہ ہیں):

سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحٰنَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۝

میں اللہ تعالیٰ سے اس کتاب میں ہونے والی اس پھسلن' غفلت یا بھول چوک سے اس کی بخشش کا سوال کرتا ہوں۔ ہر قسم کی حمد و ثناء اس اللہ کو جچتی ہے جس نے مجھے اس کام کرنے کی راہنمائی فرمائی' اگر وہ یہ راہنمائی نہ فرماتا تو مجھ سے یہ کام ناممکن تھا۔ ہمارے پروردگار کے سارے رسول سچا دین لے کر تشریف لائے' ہم اللہ کے ہر چیز پر ہونے والے اس فضل و کرم سے سوال کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب کو اپنی بارگاہِ اقدس میں قبول فرمالے اور پھر اس کے مؤلف' اسے لکھنے والے' سننے والے اور اسے دیکھنے والے کیلئے مفید بنا دے نیز یہ بھی درخواست کرتے ہیں کہ ہماری' ہمارے والدین' مشائخ عظام' ہمارے دوست و احباب' ہمارے فوت ہو جانے والے اور ہر اس شخص کی بخشش فرما دے جس کا ہم پر کسی بھی قسم کا حق ہے نیز ہر مسلمان کی بھی بخشش فرما دے (آمین)۔

یہاں میں اپنی اس کتاب ''**کشف الغمہ عن جمیع الامۃ**'' کو ختم کر رہا ہوں تو اے میری اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے بھائی! میں نے اپنی کتاب کو جمع کرنے میں اپنی پوری کوشش سے کام لیا ہے اور چاروں اماموں کے

مذہبوں کو پیش نظر رکھا ہے بلکہ ان اماموں کے مذاہب کا ذکر بھی کر دیا ہے جن کے مذاہب ختم ہو چکے چنانچہ اس میں ہر مذہب کے دلائل ملیں گے تاہم اسے وہی لوگ جان سکیں گے جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے نورانیت پیدا فرما رکھی ہے۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایسے شخص پر اپنی رحمت فرمائے جو اس میں کمی محسوس کرے' نامناسب بات دیکھے اور نامکمل مسئلہ دیکھے تو ایک نیک کام میں امداد کا ارادہ لئے ہوئے اسے درست کر دے اور اس کے سامنے اللہ' رسول اور مومنین کی بارگاہ میں صرف اور صرف خلوص موجود ہو۔ والحمدللہ ربّ العالمین۔

مؤلف کتاب (اللہ اس کی لغزشیں معاف فرمائے اور اس کا خاتمہ بالخیر فرمائے) عرض کرتا ہے کہ اس کتاب کی بیاض مصر میں رجب شریف ۹۳۶ھ کو مکمل ہوئی۔ میں اس وقت مدرسہ ''ام اخوند'' میں موجود تھا۔ واللہ اعلم۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمْ○

مترجم:

اللہ کا بے پایاں شکر ہے کہ جس نے میری کوتاہیوں کے باوجود اس نادر اور معلومات افزاء کتاب کے ترجمے کی توفیق عطا فرمائی جس کے مصنف دنیا بھر میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں' ترجمے کے لئے اس مسکین کا انتخاب ان کا بے پایاں کرم ہے اور شاید اس کا سبب یہ ہے کہ میں شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی کا کمترین غلام ہوں جن کے غلام حضرت ابوالحسنات علامہ زمن شیخ الحدیث محمد اشرف سیالوی مدظلہم العالی میں اور ان کے علاوہ جنت میں اعلیٰ مقام رکھنے والے' عاشقانِ مصطفےٰ ﷺ میرے ہر اساتذہ کرام۔ میں حضرت مفتی اعظم پاکستان سید ابوالبرکات سید احمد قادری اشرفی رضوی' حضرت فقیہ اعظم پاکستان ابوالخیر مفتی محمد نور اللہ نعیمی اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد حسین نعیمی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسی نامور شخصیات ہیں انہی کوتاہیاں تو وہ اس ناچیز مترجم ہی کے ذمے رہیں گے اور امید رکھتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ زیرک قارئین بھی انہیں معاف کر دیں گے کہ

وَالْعَفْوُ عِنْدَ كِرَامِ النَّاسِ مَقْبُوْلُ

عفو و درگزر ہی کی عادت اچھی ہے یہی وجہ ہے کہ سرور عالم ﷺ یہ دُعا مانگتے رہنے پر زور فرماتے تھے کہ

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ

ایک غیر متعارف اور کمترین مترجم
شاہ محمد وچشتی سیالوی انصاری
خوشنویس عفی عنہ
محلہ محمود پورہ قصور
049-2772040